راجہ کے بھائی برانگیختہ ہوئے اور مار پیٹ کر وہاں سے باہر نکلوا دیا۔ کتّا روتا چلاتا اپنی ماں سے فریادی ہُوا۔ ماں نے پوچھا۔ کوئی حرکت ناشائستہ تو سرزد نہیں ہوئی۔ کتّا بولا۔ نہیں میں نے یگیہ کی کسی چیز کو چھونا کیسا آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ کُتیا فوراً ہی یگیہ میں پہنچی۔ انسانی آواز میں راجہ سے کہا "تمہارے بھائیوں نے میرے بچے کو بے قصور مارا ہے اچھا نہیں کیا۔ راجہ جنمیجے نے اس تقریر کو اس کان سُنا اُس کان اڑا دیا۔ جواب میں بالکل خاموشی اختیار کی۔ کُتیا نے پھر کہا "مہاراج! ہوشیار۔ خبردار کیے دیتی ہوں۔ کچھ شدنی ہے۔ آفتِ ناگہانی کو سر پر ہی سمجھئیگا" تب تو راجہ کے ہوش اُڑ گئے۔ خیال ہُوا کہ ہزاروں افعیٔ خونخوار۔ لاکھوں مار سیہ جلا کر راکھ کئے۔ ان کا خون ضرور کچھ نہ کچھ رنگ لائیگا۔ مار گزیدہ از ریسماں می ترسد۔ دودھ کا جلا چھاچھ پھونک پھونک کر پیتا ہے مہاراجہ پریچھت کی موت سے شاپ (بد دعا) کا تجربہ ہو چکا تھا۔ دل تھرآیا۔ کلیجہ سہم اُٹھا۔ یگیہ سے چلے تو ہستناپور میں دم لیا۔ فکر ہوئی کہ کوئی لائق فائق برہمن ملے۔ تو پروہت کی حیثیت میں مجھے عذاب سے نجات دلوائے۔ اور بد دُعا کا ازالہ کرے۔ (زمانہ عبادت و ریاضت کا تھا کشف و کرامات کی گرم بازاری تھی)، راجہ نے جنگل کی راہ لی۔ خاک چھانتے چھانتے تقدیر ایک آشرم میں لے گئی۔ جہاں مہارشی سُرت شروا اور اُن کے فرزند سوم شروا رونق افروز تھے۔ راجہ نے ڈنڈوت کر کے مہرشی سُرت سے درخواست کی:-

"مہاراج میری دلی خواہش ہے کہ آپ کے فرزند سوم شروا جی کو اپنا پروہت بنا کر زندگی سپھل کروں +

سُرت شروا۔ کیا مضائقہ۔ جو مرضی۔ مگر یہ سمجھ لیجئے۔ سوم شروا بڑا دریا دل اور عالی ہمت ہے۔ کسی کا سوال رد نہیں کرتا۔ کوئی کیوں نہ ہو۔ جو چیز مانگے یہ سب بے غل و غش اُٹھا دیگا۔ اگر تم متحمل ہو سکو۔ تو سوم شروا موجود ہے شوق سے پروہت بناؤ +

راجہ جنمیجے۔ ان کو سب اختیار ہے۔ میں جو اُف بھی کروں +

جو

بات طے ہو گئی۔ راجہ سوم شروا کو لئے ہوئے مکان پر آیا۔ سوم شروا پروہت ہوئے۔ راجہ نے کیا وزرائے سلطنت۔ کیا ارا کین دولت سبھی کو بجائے خود اور خاص رانی کو بھی فہمائش کر دی۔ کہ سوم شروا جی کی بات کبھی نہ ٹلے جو یہ مانگیں بے تکلف دے دو۔ لیت و لعل۔ آرے بلے کی کوئی ضرورت نہیں ✣

حکم کی تعمیل ہونے لگی اور راجہ کو فرمانروائی کرتے ہوئے زمانہ ہو گیا۔ آخر راجہ جنمجے نے تکشلا کو فتح کر کے شامل قلمرو کیا۔ اور راجہ پوت کی مشورت سے راجہ جنمجے اور راجہ موصوف الصدر کے پروہت دھوم رشی مقرر ہوئے رشی کے تین شاگردان رشید (آرونی۔ امنیو۔ اور وید) عالم اجل و فاضل اکمل تھے۔ اُس پر گرو بھگتی سونے میں سہاگا۔ چونکہ راجہ کو یگیہ کی خواہش تھی۔ اس لئے اُس نے ان تینوں چیلوں میں سے وید کو اپنا اپدھیائے بنا لیا ✣

ادھیائے ۳

وید رشی کی استری کا اظہارِ عشق
اُس کے نتائج اور سرپ یگیہ کی وجہ

وید رشی راجہ جنمجے کے ساتھ ہیں۔ اس کا مشہور چیلا اوتنگ رشی اپنے گرو کی اجازت سے آشرم میں مقیم ہے۔ اوتنگ رشی کا دھرم رنج اور گرو بھگتی ضرب المثل ہو رہی ہے۔ اس پر شباب کا زمانہ۔ جوانی کا عالم۔ اگر سچ نیتاں

مدھ بھرے دو جے انجن سارو الامعاملہ
اِک تو گن دینوئی۔ دوجے روپ بنندہ
یہ دو تو کہاں پائے سونا اور سوگندہ

قول حسب حال۔ وید رشی کی دھرم پتنی کے بے قابو دل پر صبا حسرت نے

شرافتِ مومنی ڈال گئی۔ حیا و شرم نے پان رخصت لیا۔ صبر و قرار جواب دے گئے۔ پاکباز طبیعت آپے میں نہ رہ سکی۔ غلبۂ محبت اور ولولۂ عشق نے کلیجے میں دبی ہوئی آگ کو شعلہ زن کر دیا۔ خواہشیں دبانے سے نہ دبیں حسرتوں سے نچلا نہ بیٹھا گیا۔ منہ سے کہا اہی کے چھوٹا ہے

نامِ اُلفت ہے رقم مہرِ لب خاموش میں
کیا تھوں دل جان کیوں تنگ ہے آغوش میں
کیا گو صیاد آنکھوں کی حیا نے عوضِ مطلب
مگر جب دل سے نکلی بات آکر رُک گئی لب پر

پرواز سخن معنی بند نہ تھا۔ طرز کلام میں المعنی فی البطن وشاعر کے کنائے نہ تھے۔ اوتنگ رشی صاف سمجھ گئے کہ منشا کیا ہے۔ غیرت و حیرت نے قیاسے کا اندازہ بدل دیا۔ دست بستہ گذارش کی :-

"ماتا جی! آپ ماتا ہو کر مجھ سے یوں فرمائیں۔ حیرت ہے۔ میری ذات سے کبھی ایسی اُمید نہ رکھئے"۔

وید رشی کی استری پر اس جواب نے اثر کیا۔ شرم سے اُس کی گردن نیچی ہو گئی۔ منہ سے کوئی بات نہ نکلی۔ مگر دل ہی دل میں کڑھ گئی۔ محبت نے دشمنی کا چولا بدلا۔ تاہم ظاہری صورت میں کچھ دنوں کے لئے معاملہ رفت گذشت ہی سا ہو گیا۔ آخر وید رشی آشرم میں تشریف لائے معلوم ہوا کہ بات یوں تھی۔ اوتنگ رشی سے بہت خوش ہوئے۔ فرمایا جو خواہش ہو مانگ لو۔ خوشی سے دینے کو تیار ہوں"۔

اوتنگ رشی۔ آپ کے چرنوں کی سیوا کے سوا کوئی بھی خواہش نہیں یہی میرا پرم دھرم ہے۔ آپ ہی جو ارشاد فرمائیں۔ اُس کی بسر و چشم تعمیل کروں۔ کتنا ہی مشکل کام ہو۔ آپ کی توجہ سے آن واحد میں ہو سکتا ہے۔ صرف جنبش نظر کی ضرورت ہے۔

وید رشی۔ اچھا جاؤ اپنی ماتا سے پوچھو۔ کیا ہوس کیا مطلب ہے۔ جو اُس کی مرضی ہو پوری کرو۔

اوتنگ رشی نے وید رشی کی استری سے دست بستہ گذارش کی "ماتا جو حکم ہوا بھی بجا لاؤں - کچھ زبان سے فرمائیے +

وید رشی کی استری کے دل میں عداوت کی گرہ مضبوط ہو چکی تھی - اُس نے سوچا کہ بخار نکالنے کا یہی موقع ہے - بس حکم دیا کہ راجہ بھت کے یہاں جاؤ - رانی کے جڑاؤ کنڈل لے آؤ - مگر چار دن سے زیادہ دیر نہ ہو +

حکم کی دیر تھی - اوتنگ رشی وہاں سے ہوا ہوئے - سچ مچ ہی پر لگا کر اُڑے - اور راجہ کے پاس جا پہنچے - فرمایا "کنڈل لینے آیا ہوں - دیجئے اور آشیرباد لیجئے" راجہ اوتنگ رشی کے چہرے سے بھانپ گیا - کہ کنڈلوں کا سوال ذاتی ضرورت سے نہیں - ضرور کسی اور کی فرمائش ہے - جس کی وجہ سے رشی مہاراج کو خود تکلیف گوارا کرنی پڑی - اُس نے فوراً رانی سے کنڈل کی جوڑی منگا رشی کے ہاتھ پر رکھ دی - رشی وہاں سے روانہ ہوئے تو راستے میں اور ہی گل کھلا - تکشک نے کنڈل اُڑائے - اور زمین میں غائب - رشی کو افسوس ہوا کہ کیا کرایا بگڑ گیا - ساری محنت اکارتھ ہوئی - آخر وہ سوراخ کھودنا شروع کیا - جس میں تکشک روپوش ہو گیا تھا - اوتنگ رشی نے اب منتروں کی برکت سے راجہ اندر کی یاد کی - ان پر رشی کے تیج پرتاب کا اثر ہوا - وید رشی کے چیلے کی عزت پہچان کر وہ خود آگئے - رشی کی مدد کی اور کنڈل کی جوڑی بدستور رشی کے ہاتھ آگئی - رشی وہاں سے لیے بڑھے - وید رشی اور رشی پتنی کی خدمت میں آئے - کنڈل کی جڑاؤ جوڑی پیش کی - دونوں کنڈلوں کو دیکھ کر حیران رہ گئے - اوتنگ رشی کی خدمت لائقہ نے دل کا کنول کھلا دیا +

تکشک اوتنگ رشی کو چکمہ دے چکا تھا - رشی کے دل میں عداوت جڑ پکڑ چکی تھی - گوشمالی کا خیال نہ بھولتا تھا - ایک موقع پر راجہ جنمے جے سے کہہ ہی بیٹھے - کہ تکشک ناگ کی نالائقی قابل معافی نہیں - آپ کے والد

تکشک ناگ باسکی کا بھائی ہے +

راجہ پر اس نے زہر اُگل کر موت کے منہ میں جھونکا - ضرور سزا کے لائق ہے
آپ سرپ یگیہ کریں - میں آہوتی دیکر منتروں کی غیبی طاقتیں دکھاؤنگا ✦
راجہ جنمیجے نے رشی کے آگے سر تسلیم خم کیا - یگیہ ہُوا - اوتنگ رشی نے
آہوتی دینے میں وید منتروں کی وہ کراتیں دکھائیں کہ اندر کیتا اندر آسن بھی
کھچا ہُوا چلا آیا ✦

ادھیائے ۴

کدرو اور بنتا کا سوتیا ڈاہ
اور اُن وگرڑ کی پیدائش

اُگرشرد یوں راوی ہیں کہ بھرگ رشی نے ایک وقت اگن دیوتا کو آتش غضب کے اشتعال میں شعلۂ زبان کی شرر انگیزی سے سراپ دیا کہ تو سانیوں کو زہر مار کرے - اس کی ساری روئداد و سرگذشت بیان کرکے رشی جی نے پھر زبان فیض ترجمان سے گل افشانی فرمائی کہ کشیپ —

महर्षि कश्यप کے دو محترمان بزم اخلاص - ایک کدرو कद्रू دوسری بنتا वनता کی سوتیا ڈاہ مشہور ہے - سوت چُوں کی بُرہی - ایک میان میں دو چھریوں کا اثر خالی نہیں جاتا - ان کے دلوں میں بھری ہوئی چھریاں بھی میان سے اُگل پڑیں - اور جو نتیجہ ہُوا وہ گوش گزار کیا جاتا ہے کشیپ کی دو نو انیس جلوت و جلیس خلوت ہیں بڑا پیار تھا - ایک دوسری کو دیکھکر جیتی تھی - اب دلوں میں گرہ پڑنے کے سامان بندھے - گوشت سے ناخن جدا ہونے کا رنگ جما - کشیپ جی صاحب کشف و کرامات تھے کدرو نے بردان مانگ لیا کہ فیض دُعا سے مجھے ایسے ہزار فرزند ملیں جو بڑے طاقتور اول درجے کے شہزور ہوں - بنتا نے سوچا کہ میں کیوں چُوکوں - شوہر

سے بردان مانگا کہ مجھے صرف دو نورِ نظر چاہئیں۔ مگر نورِ نظر کون جو کدرو کے
ایک ہزار فرزندوں پر طاقت و بسالت میں بھاری ہوں۔ وہاں ذرا سی جنبش
لب کی دیر تھی۔ اچھا کہتے ہی ناوک مراد نشانہ پر جم بیٹھا۔ اور کامیابی مقاصد
کی اُمیدوں نے آرزومندوں کی مراد کی جھلک دکھانا شروع کی۔ یعنی کدرو کے
بطن سے ہزار انڈے پیدا ہوئے اور بنتا کے بطن سے دو +

پانچ سو برس گزرنے پر انڈوں سے ہزار ایسے افعی خونخوار پیدا ہوگئے
کہ جن کی پھنکار سے آگ کے شعلے برس جاتے اور گرداب زہر کے
تھپیڑے لگتے تھے۔ بنتا زیادہ صبر نہ کر سکی۔ بیتابی انتظار سے
اُس نے اپنے ایک انڈے میں سوراخ کیا تو حقیقت کھُلی کہ بچہ ابھی
ادھورا ہے پورے دنوں کا نہیں۔ اُسی وقت انڈے سے نکلنے والی
آواز نے اُسے چونکا دیا۔ اور یہ الفاظ اُس کے کانوں کو سنائی دئے
مجھے ایام پیدائش سے بہت پہلے نکالنے کی خواہش کی۔ بہت
بُرا کیا۔ اب پانسو برس تک غلامی کی ذلت بھگتو۔ اور دوسرے انڈے
کو بھی پھوڑو۔ نہیں تو پانسو برس کی غلامی کا ٹیکا اور پانسو برس
کے لئے ماتھے پڑے گا +

اتنا کہتے ہی اُرن अरुन جو اُڑا تو بس آکاش ہی پہ تھا۔ وہاں
راجہ اندر کی رتھبانی نصیب ہوئی۔ آفتاب طلوع و غروب ہوتے
وقت جو سُرخی گوشۂ مشرق و مغرب میں نظر افروز ہوتی ہے وہ شفق
نہیں۔ اُرن ہی کے جمال جہاں آرا کا پرتو ہے۔ اُرن کے آکاش
پر اُڑتے ہی دوسرے انڈے سے گرڑ جی نے لباس ہستی پہنا۔ اور
وہ بھی فوراً ہی آکاش پر پرواز کر گئے۔ برہما جی نے اغذیۂ لطیف تیار
کر رکھی تھیں۔ گرڑ جی نے تناول کیں۔ گرڑ جی سب پرندوں کے
بادشاہ ہیں۔ دیوتاؤں کی مدد کرنا فرض منصبی ہے۔ سانپوں کو زیر
کرتے ہیں۔ اور سری کرشن جی کا باہن ہیں +

کسی روز کدرو بنتا دونو ہی حاملہ تھیں۔ راہ میں سورج کا گھوڑا

اُچی شروا نظر آیا۔ دیوتوں نے اُس کی پرستش کی

لوم ہرش اتنا ہی کہنے پائے تھے۔ کہ سونک رشی نے دریافت کیا۔ کہ "اُچی شروا کون ہے؟ اس کی پیدائش کیونکر ہوئی"۔

لوم ہرش جی نے فرمایا۔ کہ سمندر متھے جانے کے وقت جو چودہ رتن برآمد ہوئے تھے۔ اُن میں ایک اُچی شروا بھی تھا۔ میں سارا ماجرا بیان کرتا ہوں۔ جس سے آپ کو امرت کی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔

ادھیائے ۵

سمندر متھا جانا

چودہ رتنوں کا ظہور اور تقسیم

سومیر پربت اور سب پہاڑوں سے بلند پہاڑ ہے۔ جس کی طلائی زرق برق سے کہنا پڑتا ہے کہ قدرت نے واقعی ایک سونے کے پہاڑ ہی کو نور کے سانچے میں ڈھال دیا ہے۔ اس زرین پہاڑ میں قسم قسم کے جواہرات کی کانیں ہیں۔ ہر مرض کی دوائیں ہیں۔ دیوتاؤں کی تفریحگاہیں ہیں۔ اور اس کی بلندی وہ کہ طائر خیال کی رسائی ممکن نہیں۔ ایک ایک چوٹی آسمان سے باتیں کرتی ہے۔ ایک روز یہاں دیوتا لوگ سیر و تفریح سے دل بہلا رہے تھے۔ ادھر اُدھر کی باتوں میں امرت کا ذکر چھڑ گیا۔ سب کو دھن بندھی کہ امرت نکالنا چاہیے مگر نکلے کیونکر۔ یہی ٹیڑھی کھیر ہے۔ اب عقل کے گھوڑے دوڑنے لگے۔ آسمان و زمین کے قلابے ملانے والی بندشیں سوچی جانے لگیں۔ وشنو بھگوان بھی وہیں موجود تھے۔ اُنہوں نے فرمایا۔ امرت کا

نکالنا بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ بشرطیکہ دیوتا اور دانو مل جل کر سمندر میں
ڈالیں۔ ادھر سمندر متھا گیا۔ اُدھر امرت آ نکلا۔ اور امرت ہی نہیں۔ وہ
وہ رتن بر آمد ہوں کہ باید و شاید +

یہ سنتے ہی دیوتا اور دانو مندرچل پہاڑ پر جٹ گئے۔ لاکھ زور
لگایا مگر کوہِ گراں کو جنبش تک نہ ہوئی آخر شیش ناگ جی سے درخواست
کی۔ اُن کے نزدیک بات ہی کیا تھی۔ مندراچل کو اُٹھایا اور سمندر کے
ساحل پر پہنچا دیا۔ اسی کی ضرورت تھی۔ اتنے بڑے پہاڑ کی متھانی کو
رسی کہاں سے آئے۔ بس باسک* ناگ سے کام نکالا گیا۔ مکٹ راج
یعنی سری بشن جی کو کشیپ روپ (کچھ اوتار) سے التجا کی گئی۔ کہ
پشت اقدس پر مندرچل روکیں۔ اُنہوں نے پہاڑ پیٹھ پر روکا۔ باسک
ناگ مندراچل کے اردگرد لپیٹا گیا۔ دم دیوتاؤں نے پکڑی۔ منہ
راچھسوں کے ہاتھ میں تھمایا۔ متھانی سے سمندر متھا جانے لگا۔ باسک ناگ
کے منہ سے گرم ہوا کی دھونکنی سی چلنے لگی۔ زہر کا پھین نکلنے لگا۔ اس
حالت کو دیکھ کر راچھسوں کی بوٹی بوٹی لرزنے لگی۔ اُدھر سمندر سے بھی
خوفناک گڑگڑاہٹ پیدا ہوئی۔ جانوران آبی کا دم نکلا جاتا تھا۔ روح
فنا ہوئی جاتی تھی۔ مندراچل کے چھتنارے درختوں سے سمندر متھنے
والوں پر پھولوں کا مینہ برس رہا تھا۔ اور درختوں کی شاخیں ایک
دوسرے سے رگڑ رگڑ کر پہاڑ کو کرۂ نار بنا رہی تھیں۔ آگ کی شعلہ زنی
سے دامنِ کوہ کے چرند کباب ہو گئے۔ درختوں کا گوند پگھل پگھل کر
جھرنے کی طرح پہاڑ سے بہتا تھا۔ یہاں تک کہ سمندر کے پانی کا
رنگ دودھیا ہو گیا۔ دیوتا متھتے متھتے تھک گئے۔ دم پھولنے لگا۔
گوہر مقصود کا کوسوں پتہ نہیں
ہنوز روز اول
نا رہوں آتش در کاسہ۔ برہما جی بشن بھگوان سے مخاطب ہوئے۔ فرمایا کہ دیوتا سست
و بازو میں جان نہیں رہی ہمت ہار بیٹھے۔ حوصلہ
چھوٹ گیا دل و دست

* شیش ناگ کے بھائی کا نام +

جواب دے گیا۔ اب آپ اپنی قدرت نامتناہی سے ان کو قوت دیں تو کام سدھ محنت سکارتھ ہو۔ بشن جی نے گذارش قبول فرمائی۔ دیوتاؤں کو خاص طاقتیں حاصل ہوئیں۔ پھر متھنے کو جٹے۔ زور لگایا۔ آخر نقش مراد کرسی نشین ہُوا سلسلہ وار چودہ رتن برآمد ہوئے جن کے نام یہ ہیں :۔

(۱) چندرماں۔ جس کی ہزار کرنیں فی نفسہٖ ایک کرۂ نور تھیں ✢

(۲) لکشمی جن کے تن اقدس کو سفید ملبوس کی زینت اور خوشنما زیوروں کی آرائش کی نور کے سانچے میں ڈھال رہی تھی ✢

(۳) سُرا دیوی ✢

(۴) اوچی شروا۔ سمندِ تیز گام نقرۂ اندام ✢

(۵) کوستبھ من۔ لعل گرانبہا جسے شری وشن جی نے زیب گلو ہونے کی عزت دی ✢

(۶) دھنونتر وید۔ جن کے ہاتھ میں امرت سے لبریز کمنڈل زیب دے رہا تھا ✢

(۷) امرت (یعنی آب حیواں۔ آبحیات۔ آبِ بقا۔ آبِ زندگی۔ آب ظلمات) دھنونتر وید کے کمنڈل میں تھا ✢

(۸) ایراوت۔ سفید ہاتھی جس کے چار دانت تھے ✢

(۹) کال کوٹ۔ زہر ہلاہل۔ سم قاتل جس کی سمیت سے تینوں لوک میں زہر سا چھٹکا جاتا تھا ✢

(۱۰) رمبھا۔ ماہ وش مہر طلعت اپسرا ✢

(۱۱) کلپ برکش۔ بیکنٹھ کا وہ مقدس درخت جو خواہشمند کو وہی

شہ ایراوت کے نام अभ्रमातंग ابھرماتنگ ऐरावण ایراون
अभ्रमुवल्लभ ال ناگ सदावान سداوان सुदाम سدامان
पुण्डरीक پورب دگ گج یعنی وشنو پران ادھیائے کا دیوی کے متعلق
ایراوت چھیتر کے نام کا ایک قدیم تیرتھ ہے - بتراسر वृत्रासुर کو مار کر دفع عذاب کے لئے اس مقام پر راجہ اندر نے تپسیا کی تھی - مہادیو جی نے اسی مقام پر ایراوت کو از سرِ نو زندہ کیا تھا - اسی سبب سے اس مقام کا نام ایراوت چھیتر ہو گیا ؎

چیز دے جس کی اُسے آرزو ہو۔ اُسے کلپ تُریا سرتر اور سُر برکش کہتے ہیں +

(۱۲) سنکھ۔ عدیم النظیر جواہر سے مُرصّع ناقوس۔ جس کی آواز ترلوک میں گونج جاتی تھی +

(۱۳) دھنش (دھنک) عجیب و غریب ساخت و اوصاف کی کمان +

(۱۴) مدرا۔ شراب ناباب۔ جس کا سرور مستی شباب و نشۂ جوانی کے ساتھ مَے دو آتشہ کا کام کرتا تھا +

ایسے رتنوں کو دیکھا تو سب لوٹ ہو گئے۔ لکشمی کے حُسن گلو سوز و جمال عالم افروز پر تو راچھسوں کی رال ہی ٹپک پڑی۔ امرت کے واسطے منہ میں پانی ہی بھر آیا۔ راکشس ضد کرتے تھے کہ ہم لینگے۔ دونو ہمارا مال ہیں۔ دیوتاؤں کا کچھ حق نہیں۔ دیوتا کہتے تھے خوب رنگ لائی گلہری جاؤ منہ دھو رکھو۔ مثل ہے۔ ساجھے کی ہانڈی چوراہے پر پھوٹے۔ جیسے بجرے میں وہی کہاوت سچ ہوئی۔ فریقین کی آستینیں چڑھ گئیں۔ خوب جچے لگ گئے۔ تلواریں میان سے اُگل پڑیں۔ ترکشوں سے تیر دلوں نے سر بندھ گئے۔ راکشس راکشس ایک طرف۔ مار دھاڑ نکالا۔ دیوتا دیوتا ایک طرف ہو گئے۔ دو طرفہ وار ہونے لگے۔ بشن بھگوان نے سوچا کہ گٹھ سے شروع ہوئی۔ وہ بات کرو سانپ مرے اور لاٹھی نہ ٹوٹے "جو مرے تو زہر کیوں دے"۔ حُسن عالم فریب کی زیب و زینت دی اور سہیلیوں جمال دلفریب کو حُسن عالم فریب کی زیب و زینت دی اور سہیلیوں ہمجولیوں کے جھرمٹ میں چھم چھم کرتے اٹکھیلیوں سے دل پر موہنی ڈالتے ہوئے وہیں وارد ہوئے جہاں تلواریں نچ رہی تھیں۔ عشوہ و انداز نے وہ منتر چلایا کہ سب کاٹھ کی پتلی بن گئے۔ دیوتاؤں نے وہ سحر کیا ادا و ناز نے کہ نقش دیوار بن گئی۔ راچھسوں کی بندھ جانے کی نظر موہنی مورت کو دیکھ کر آنکھوں کی پتلیوں کو تصویر قالین بنا دیا۔ تلواروں کے والی ٹکٹکی نے لڑائی سے موڑ دئے۔ جنبش ابرو نے ناک بھوں چڑھانے منہ تیغ قطرے کو سیدھا کر دیا۔ دریا سے خون میں تیرنے والے جیالے گرداب والی کمانوں کو سیدھا کر دیا۔ طوفان عشق کے تھپیڑوں نے تلملا کی لینے لگے میں ڈبکیاں

گھاٹ اُتارنے والے سوربیروں کے منہ پھیر دئے کیا دیوتا کیا راچھس سب کے سب پروانہ وار اس شمع حسن کے گرد ہو گئے۔ آنکھیں چہرے پر پڑیں تو نرگس کی طرح ٹکٹکی بندھ گئی +

اس تصویر نور نے سب کو از خود رفتہ اور جان و دل سے فریفتہ پاکر ایک عجیب انداز سے فرمایا:-

کیوں رتنوں کے لئے لڑے مرے جاتے ہو۔ لاؤ میں فیصلہ کردوں جس کو جو دوں قبول کرے۔ فضول جھگڑے بکھیڑے سے فائدہ۔ راچھس حسن فتنہ فریب سے اندھے ہو رہے تھے فوراً بول اُٹھے ؎

راضی ہیں ہم اُسی میں جس میں تیری رضا ہے
اگر بخشے زہے قسمت نہ بخشے تو شکایت کیا
سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے

بشن جی کو فکر تھی کہ کال کوٹ کس کو دیا جائے۔ آخر شیو جی کی طرف خیال دوڑا کہ ان پر زہر ہلاہل اثر پذیر نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ شیو جی سے فرمایا:-
"آپ ہی اسے نوش جان کریں۔ کیونکہ اور دیوتاؤں میں یہ طاقت نہیں کہ زہر ہلاہل کی سمیت برداشت کر سکیں" +

شیو جی نے خوشی سے حلق میں سم قاتل ٹپکا لیا۔ تاثیر ہلاہل سے حلقوم نیلگوں ہو گئی اور حسن صبیح کے لئے یہ تاثیر زہر اُس قاتل کا کام کر گئی جو کسی چاند سے ٹکڑے پر مہر خوبی ثبت کرکے نظارہ کناں جمال کے دلوں پر موہنی ڈال دیا کرتا ہے۔ شیو جی مہاراج کے جتنے نام ہیں۔ اُن میں نیلکنٹھ کا نام اسی واقعہ کی یادگار ہے +

زہر ہلاہل کا سر تا بحر نا کرکے وشن جی نے سُرا اور کلپ برکش کو بیکنٹھ کے حوالے کیا اور باُرنی یعنی مدرا راچھسوں کے نذر کی۔ راچھسوں نے صہبا سے تیز بادہ فتنہ انگیز جو پائی تو پھر کیا تھا پیتے ہی بے پئے مست تھے۔ ساغر پر ساغر پے در پے چلے تو کچھ گھڑے کی چڑھتی۔ جلوہ ہے نے عقل و ہوش کھو کا نشہ خم ہو اور رنگ ہرن ہو گیا +

سُریت اندر دیوتاؤں کے راجہ تھے۔ راجہ کے لئے سواری موزوں تھی لہٰذا اُچّی شروا (گھوڑا) اور ایراپت (ہاتھی) ان کے حصے میں آیا کوستبہ من بشن جی نے خود زیب گلو فرمایا۔ لکشمی جی کو بھی آغوش محبت میں لے لیا ٭

امرت کی باری آئی تو دیوتاؤں نے اُمید لگائی۔ راہو رتا نے بھر کا چھٹا ہُوا تھا۔ راچھسوں کی سنگت سے اُٹھ کر دیوتاؤں کے جتھے میں آبیٹھا اور بے منت بغیرے امرت کے گھونٹ پیئے۔ سورج اور چندرماں بھروپ پہچان گئے۔ وشن جی کی موہنی مورت سے کہا آپ نے کچھ پہچانا یہ کون حضرت ہیں۔ دیوتاؤں میں راہو نے گھُس کر سب کی آنکھوں میں دھول جھونکی چلکے سے امرت پی لیا ٭

موہنی مورت آگ بگولا ہو گئی۔ سودرشن چکر جو مارا تو سر الگ۔ امرت کی تاثیر رگ رگ میں پیوست ہو چکی تھی۔ سر اُڑ کر آکاش پر پہنچا۔ شور قیامت سے آسمان سر پہ اُٹھا لیا۔ نیچے کا دھڑ زمین پر چت ہو گیا۔ جن کو زمانہ راہ کیت کہتا ہے۔ ان کی وجہ تسمیہ یہی تھی جو بیان ہوئی اور سورج گرہن چندر گرہن کے باعث بھی ذات شریف ہیں جو اُس وقت کا بخار اب تک نکالتے رہتے ہیں ٭

حصہ بخرہ تو ہو گیا۔ چودھوں رتن جس جس کی قسمت میں تھے اُسے مل گئے۔ مگر امرت دیوتاؤں کو ہضم ہو گیا۔ اُس پر راچھس چراسندے ہوئے خوب زہر اُگلا اور پھر سے بندیاں بندھ گئیں۔ تیر ترکش کس گئے اور میدان کارزار گرم ہو گیا ٭

راچھس تھے ہے لکتے قصائی کے کُتے۔ دیوتا سیدھے سادھے بالکل گئو وباک چیش شخمنی۔ آخر سری بشن جی سے دہائی کھینچی۔ سودرشن کا آسرا لیا وشن جی فوراً ہی موہنی روپ کو خیرباد کہہ کر نارائن بن گئے اور راچھسوں کو وہ بودی بدماری کہ آچار نکل گیا۔ ہزاروں کھیت رہے۔ ہزاروں کو سمندر نے ہیٹی کیا کئی لوگ بھاگ گئے ہوتے پہاڑوں کی کھوہوں میں منہ چھپا گئے ٭

ایک راچھس تک نہ سکا۔ دیوتاؤں نے فتح کا پھریرا اُڑایا مندراچل

کو اصلی مقام پر پہنچایا۔ سب نے سورگ کی راہ لی۔ امرت نرنارائن کے قبضۂ قدرت میں آیا ❖

ادھیائے ۶

شرط کی ہار جیت۔ کدرو کا فریب بنتا کی غلامی۔ اور گرڑ جی کا ذکر

چوتھے ادھیائے میں ذکر ہو چکا ہے۔ کہ کدرو اور بنتا نے اوچی شروا کو دیکھا اور پرستش کی۔ اسی سلسلے میں لوم ہرشن رکھیشر فرماتے ہیں کہ کدرو نے بنتا سے دریافت کیا کہ اوچی شروا گھوڑے کا رنگ کیا ہے؟

بنتا۔ سر سے پاؤں تک بالکل سفید ❖

کدرو۔ نہیں تم بھولتی ہو۔ دُم ضرور سیاہ ہے ❖

ادھر بھی تائید کلام اُدھر بھی سخن پروری۔ فیصلہ شرط پر ٹھہرا کہ جس کی بات جھوٹ ہو غلامی اختیار کرے۔ کدرو جانتی تھی۔ کہ میں نے سفید کو سیاہ کہا ہے۔ ہار میں شک نہیں۔ اس نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ بنتا کی آنکھوں پر دیوار اُٹھاؤ۔ اوچی شروا کی دم میں لپٹ جاؤ اگر شرط ہار گئی تو غلامی کا کلنک ماتھے پر لگیگا۔ بہتوں نے انکار کیا کہ ہم سے یہ نہ ہو گا۔ قول ہے۔ جان جائے ایمان نہ جائے۔ کدرو اس جواب سے جل اُٹھی۔ سراپ دے دیا کہ تم سب آگ میں خاک سیاہ ہو۔ چنانچہ یہی راجہ جنمیجے کے یگیہ میں لقمۂ نارِ عذاب ہوئے۔ ان کے بلاوہ اور بیٹوں نے سوچا کہ اگر انکار کرتے ہیں تو شراپ آگ میں جھونکیگا۔ اور ماں کو بھی غلامی کرنا پڑیگی۔ اس لئے طوعاً و کرہاً سر قبول جھکا دیا اور تعمیل حکم کے لئے زبان دے دی ❖

کشیپ جی کو بھی خبر پہنچ گئی۔ کہ کدرو نے میرے بہت سے جگر بندوں
کو طعمۂ آتش بننے کی بد دُعا دی ہے۔ اس رنج نے اُن کا کلیجہ تڑپا دیا۔
تھے صاحب کشف و کرامات فوراً برہما جی تشریف لے آئے۔ ڈھارس
دی کہ کدرو کا قصور نہیں۔ میری مرضی ہی یوں تھی یہ سانپ بنی نوع
انسان کو تکلیف دیتے ہیں۔ سینکڑوں کو ڈس گئے۔ ان کو ایسا شراپ
ہونا ہی لازمی تھا۔
یہ کہہ کر کشیپ جی کو وہ علم سکھایا جس سے زہر کی تاثیر کافور ہو جاتی
تھی۔ بعدہ تشریف لے گئے۔
صبح سویرے کا سہانا وقت ہے کہی بدی بات تھی کدرو اور ونتا شرط
کے شوق میں گھر سے چل نکلیں۔ راستہ آکاش سے تھا
کی ہار جیت
وہاں سے سمندر کا نظارہ دیکھا تو دل ٹھنڈا ہو گیا۔ سمندر میں سب ہی
بشن بھگوان کی آرامگاہ تھی۔ برن دیوتا بھی سکونت پذیر تھے۔ ناگوں کا
بھی اسی میں قیام تھا۔ جواہرات کی کانیں بیشمار۔ اشیائے گرانبہا کا
ہر طرف انبار۔ امرت کا سرچشمہ۔ چندرماں کا مطلع انوار۔ لہروں کو دیکھ کر
ڈوبے ہوئے دلوں میں خود بخود موجیں اُٹھتیں۔ پانی کی چادر میں چاند
سورج کی روشنی کے عکس سے ایک دریائے نور بہتا ہُوا نظر آیا۔
یہ نظارہ دیکھتے ہوئے ادھر یہ منزل مقصود کی طرف سیدھیاں
بھر رہی تھیں۔ اُدھر سراپ سے خوف زدہ بیٹے اوچی شرو اکی دم سے جا
چمٹے۔ سورج کے رتھ پر نگاہ جاتے ہی بنتا دیکھتی ہے تو اوچی شروا کی
دم سیاہ۔ اچنبا سا ہو گیا۔ حیران رہ گئی کہ دن رات کیسی۔ قول ہار چکی۔ بات
کا پاس تھا۔ غلامی کی اور رانی کدرو کی لونڈی بن گئی۔
بنتا کے دوسرے فرزند گرڑ جی تھے۔ ان کی طاقتیں اندازہ قیاس سے
باہر تھیں۔ جہاں جس جگہ چاہیں اس کی شکل میں نمودار ہو جائیں۔ پلک
نہ جھپکنے پاوے۔ جہاں منظور ہو وہیں پہنچیں۔ صورت ڈراؤنی چہرہ
ہولناک۔ ولادت کے کچھ دنوں بعد آکاش پہ پرواز کی تو دیوتاؤں سے

ہوش اُڑ گئے بدن کانپ اُٹھا۔ کلیجے میں تھرتھری پڑ گئی۔ جان سنتر کوٹھوں میں چھپنے لگی پروں کی سنسناہٹ سے اوتار پر بہتے ہوئے دریا کی گھڑگھڑاہٹ مات تھی معلوم ہوتا تھا کہ بادل گرج رہے ہیں۔ دیوتا کانپتے تھراتے اگن دیو کی خدمت میں پہنچے عرض کی "مہاراج گرڑ جی نے کلیجہ ہلا دیا ہاتھ پاؤں تھرا دئے ایسا نہ ہو سب کو سواہا کرکے رکھ دیں" ✦

اگن دیوتا۔ ڈرو نہیں۔ گھبرانے کی ضرورت ؟ گرڑ جی تمہارے دشمن نہیں۔ خیر خواہ ہیں پشت پناہ ہیں۔ دیوتاؤں کے دست و بازو۔ ہاں راچھسوں کے لئے ضرور تیرو تراز و ہیں۔ اس طرح ڈھارس دے کر دیوتاؤں نے سب کو ساتھ لیا۔ گرڑ جی کی خدمت میں گئے۔ اور ان کی مدح و ثنا میں یوں تر زبان ہوئے ✦

آپ رشیوں کے سرتاج ہیں۔ کنگ راج ہیں۔ سب شر زبان پر۔ چاروں وید از بر۔ کال آپ کی نظر میں چلتا ہے۔ موت کا نام سے دم نکلتا ہے۔ پرند آپ کی رضا کے پابند۔ عقاب آسمان آپ کی مایوسی سے سر بلند بشن بھگوان کے مرکب عرش پرواز۔ پرم سادھوؤں میں ممتاز۔ دیوتاؤں پر نظر ترحم فرمائیے۔ آثار قیامت سے بچائیے۔ آپ کی تیز پروازی سے دیوتا تھرتھراتے ہیں۔ ہاتھیوں کے طوطے اُڑے جاتے ہیں۔ آکاش کانپ رہا ہے۔ پاتال مارے ڈر کے منہ ڈھانپ رہا ہے۔ زمین پر جھرجھری سی چڑھی ہے۔ سمندر کی کپکپی بڑھی ہے۔ دشاؤں کی جان نکل رہی ہے۔ جانداروں کی روح دہل رہی ہے رحم فرمائیے سب کو مصیبت سے بچائیے۔ گرڑ جی نے ترس کھایا چہرے کا تیج گھٹا لیا۔ ارن کا دیدار کیا۔ بھائی کو پیٹھ پر سوار کیا۔ ماں کے پاس آئے۔ بھائی کے دیدار دکھائے

جس وقت سمندر متھا گیا تھا۔ راہو بھی امرت پینے کے لئے دیوتاؤں میں آگیا تھا۔ سورج نے مخبری فرمائی۔ چندرماں جی نے آگ لگائی وشن نے سدورشن چکر ... سر ... ٹکڑے کیے رہو ہوئے

سورج چندرماں سے کینہ خواہ ہوئے۔ کسوف نے سورج کو ستایا۔ خسوف نے چندرماں کو کلپایا۔ سورج دیوتا نے کہا واہ۔ مفت میں حالت روسی۔ نیکی کا بدلہ بدی۔ دیوتاؤں نے خوب صلہ دیا۔ ہم کو خاک ہی میں ملا دیا۔ تو سہی۔ سرلوک میں آگ بھر دوں۔ دیوتاؤں کو جلا کر خاک کر دوں غصے سے آگ بگولا ہو رہے تھے۔ راہو کیت حواس کھو رہے تھے۔ غصے کی دھن میں مست ہو گئے۔ گوشۂ مغرب میں است ہو گئے۔ دیوتاؤں کا جی چھوٹ گیا۔ شیرازۂ حواس ٹوٹ گیا۔ ڈرے۔ سورج دیوتا برآمد ہوئے کہ سب سواہا۔ ملے۔ کہ کرنیں پھوٹیں اور دُنیا خاک و سیاہ۔ برہما جی سے فریاد کی خواہش استمداد کی۔ برہما جی نے فرمایا۔ ہمت نہ توڑو۔ جی سے چھوڑو۔ گروڑ جی اپنے بھائی ارُن کو گوشۂ مشرق میں بٹھا آئے ہیں۔ وہ وہاں اپنا سکہ جما آئے ہیں۔ جب سورج دیوتا اودے ہو نگے۔ سب مرحلے خود طے ہونگے ارُن سارتھی (رتھبان) بن جائینگے۔ سورج کے تیج کی حکومت سے گھٹائینگے چنانچہ وہی ہُوا اور دیوتاؤں کی رکھشا ہو گئی +

ادھیاے ۷

بنتا کی حالت غلامی۔ گروڑ جی کو آزادی کی فکر اور امرت لانے کی بات چیت

ایک وقت گروڑ جی بنتا اور کدرو کے پاس رونق افروز تھے باتوں باتوں میں ناگ لوک کا ذکر چھڑ گیا۔ کدرو (گروڑ جی کی سوتیلی ماں) بنتا سے بولی کہ ناگ لوک کی شوبھا دیکھنے کو جی چاہتا ہے۔ چلو۔ دکھا لاؤ + بنتا (گروڑ جی کی ماں) غلامی کی حالت میں تھی۔ تعمیل حکم فرض تھی اس نے کدرو کو پشت ادب پر سوار کر لیا اور گروڑ سے کہا :-

"جان وجگر اپنے بھائیوں کو تم لے چلو۔ یہ بھی دیکھ آئیں۔ گرڑ جی نے سرِ تسلیم خم کیا۔ کدرو کے بیٹوں اپنے سوتیلے بھائیوں (ناگوں) کو پیٹھ پر لاد کر پرواز ہوئے تو آناً فاناً میں سورج لوک کی قربت حاصل ہو گئی۔ گرڑ جی کی کیا بات آفتاب کا اثر کہاں۔ ہاں سوتیلے بھائی ناگ جھلسنے لگے۔ بدن پھنکنے لگا۔ چہروں پر مُردنی چھا گئی۔ غش پر غش آنے لگے۔ کدرو کی ممتا سے بچوں کا یہ حال نہ دیکھا گیا۔ راجہ اندر کا دھیان کیا۔ بڑی لجاجت سے التجا کی کہ:-

مہاراج آپ دیوتاؤں کے سرتاج ہیں۔ مہاراج ادھیراج ہیں ہزار آنکھوں سے چہرۂ انوار کی رونق ہے۔ ابرِ رحمت پانی کا سرچشمہ ہے بڑے بڑے پرتاپی تپونی دھاری رکھیشر آپ کی پرستش سے صاحب کشف وکرامات ہوئے ہیں۔ میں آپ کو نمسکار کرتی ہوں۔ مجھ پر نظرِ ترحم ہو۔ پانی برسا کر میرے کلیجے کی تپن بجھائیے۔ کلیجے کے ٹکڑوں کو سوزشِ آفتاب سے بچائیے ؞

اندر نے دعا قبول کی۔ دریائے رحمت جوش زن ہوا۔ بادل امنڈے گھنگھور گھٹائیں چھا گئیں۔ بجلی کی چمک آنکھوں میں چکا چوند پیدا کرنے لگی۔ وہ دونگڑا برسا ایسی جھڑی لگی۔ کہ جل تھل ایک ہو گئے۔ ناگوں کی جان میں جان آئی۔ تازہ دم ہو گئے۔ ماں کے ساتھ رسمینہ دیپ میں جا پہنچے۔ گرڑ جی کی سواری تھی۔ وہاں سے جو اُڑے تو مکرادا اس دیپ کی سیر کی۔ گھور لوانا سر (تالاب) اور منورم کانن کے قدرتی نظارے دیکھے سمندر کی لہریں زمین پر ہلکی چادر بچھا رہی تھیں۔ رنگ رنگ کے پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو سے سارا جنگل مہک رہا تھا۔ کنولوں کی شگفتگی نظر موہ رہی تھی۔ مستی بھرے بھنورے گونجتے ہوئے اس کنول کا رس لے کر اُس کنول کی بہار لوٹتے تھے۔ یہاں کے نظارے نے ناگوں کو ازخود رفتہ بنا دیا۔ خوب کلیلیں کیں موجیں اڑائیں۔ جب طبیعت بھر گئی تو گرڑ جی سے تحکمانہ بولے:-

"اب یہاں سے دل اُچاٹ ہو گیا۔ جی نہیں لگتا ہے۔ کسی اور صحرائے پر فضا کی سیر کراؤ +

گرڑجی نے دل میں کہا۔ واہ کوئی لونڈی غلام سمجھ لیا کہ لادے لادے پھرو۔ ادھر سے اُدھر یہاں سے وہاں گھماؤ۔ یہ بات کیا ہے۔ ذرا ماتا جی سے تو پوچھوں۔ اُنہوں نے بنتا سے کہا +

"ماتا جی کدرو کے بیٹوں نے مجھے کیا سمجھ رکھا ہے۔ جب دیکھو نوکر کی طرح پکارنا۔ جو جی چاہے حکم دیدینا۔ میں کان نہیں ہلاتا۔ دل ہی دل میں کڑھ کر کام دیتا ہوں +

بنتا۔ بیٹا کیا کہوں۔ کدرو سے ایک شرط لگائی تھی۔ میں چکمے میں آگئی۔ اُس نے دھوکے سے مجھے نیچا دکھایا۔ اب قول کی پابندی ہے۔ لونڈی بنی ہوئی ہوں +

گرڑجی کے دل پر اس بات سے گہرا چرکا لگا۔ شربت کا سا گھونٹ پی کر رہ گئے۔ مگر سوچتے سوچتے چال سوجھی۔ ناگوں سے بولے :-

"اگر ہماری ماں حالت غلامی سے آزاد ہو جائے۔ تو میں آپ کو جو چیز کہئے لادوں۔ فرق نہ ہوگا +

ناگ بولے۔ ہم ایک تدبیر بتائیں۔ تمہاری ماتا حالت پرستاری سے نہ آزاد ہو جائے تو ہمارا ذمہ۔ ہمیں امرت لادو +

ادھیائے ۸

امرت لانے کے لئے گرڑجی کی روانگی

واقعات سفر۔ دیوتاؤں کی مقابلے کو تیاری

گرڑجی۔ (ماتا سے) امرت لانے کے لئے پابرکاب ہوں۔ مگر بھوک کے مارے

بیچینی ہے۔ بتاؤ کیا کھاؤں؟

بنتا۔ کھانے کی کیا کمی۔ سمندر میں نکھاد ہی نکھاد رہتے ہیں۔ سب کا بھوگ لگاؤ۔ بات ہی کونسی ہے مگر دیکھنا کہیں کسی برہمن کو نہ چٹ کر جانا۔ کے لینے کے دینے پڑیں۔ برہمن گروہ انسان کے ہادی و مرشد ہیں۔ ذرا غصہ کریں تو تپشِ آفتاب سرد ہو جائے۔ دہکتی ہوئی آگ شعلہ انگیز چہرے کے سامنے راکھ دکھائی دے +

گرڑ جی۔ آخر برہمن کی پہچان۔ کیا کبھی موم کی طرح نرم۔ کبھی آفتاب کی طرح گرم +

بنتا۔ جو گلے میں اُترتے وقت تکلیف حلقوم کا باعث ہوں۔ اور معدے میں اجیرن ہو جائیں۔ ہضم نہ ہوں۔ بس وہی برہمن ہیں۔ اب جاؤ۔ ایشور تمہارے داہنے رہیگا۔ مَیں بھی بیٹھی انتظار کرتی ہوں +

گرڑ جی ماں کا حکم پاکر اُڑے تو آکاش ہی پر تھے۔ وہاں سے نکھادوں کے شہر میں جا اُترے۔ دیکھا کہ گروہ کے گروہ چلے آتے ہیں۔ ہر طرف بھیڑ ہی بھیڑ۔ آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ منہ کھولا اور ایک جگہ بیٹھ گئے۔ شکار کی تاک میں آنکھوں میں دھول جھونکنا منظور تھی۔ اس زور سے پر پھڑپھڑائے کہ نکھادوں کی اندھیری مات ہو گئی۔ ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا۔ نکھاد اندھیرے میں چلتے چلتے آئے تو سب کے سب گرڑ جی کے منہ میں۔ گرڑ جی نے فوراً منہ بند کرلیا۔ اور سب کا ایک لقمہ کر گئے۔ دفعتہً منقار سے آگ کے شعلے بھڑکے گرڑ جی ڈرے کہ کوئی برہمن تو نہیں حلق سے اُتر گیا وہ بولے:-

"اگر واقعی کوئی برہمن ہے تو بے تکلف منہ سے باہر نکل آئے"

صدا آئی کہ:-

مَیں اکیلا نہیں۔ میری زوجہ عفت گزیں بھی لقمۂ اجل بن رہی ہے اس کو بھی تو ساتھ لے جانے کی اجازت ہو +

گرڑ جی۔ شوق سے نکال لو۔ اختیار ہے +

برہمن اور برہمنی دونو فرطِ شوق سے دعا دیکر جان کی خیر منا کے منزل مقصود کی طرف چل دئے۔ ادھر گرڑ جی نے بھی قدم اٹھایا۔ تھوڑی دیر میں

کشیپ جی سے ملاقات ہوئی۔ صاحب سلامت مصافحہ و معانقہ کے
بعد کشیپ جی نے پوچھا۔

"کہو۔ کھانے پینے کا سبیمتا کیا ہوتا ہے؟"

گرڑ جی۔ کیا کہوں قحط تو اسی کا ہے۔ پیٹ میں تو ادبنا پڑتا ہے +
کشیپ جی۔ تو پھر آدمیوں سے پیٹ بھرو۔ ہر جگہ ان کا جنگل ہی جنگل ہے +
گرڑ جی۔ ہاں مہاراج! آج نکھادل گئے تھے۔ اُن کو پیٹ کا ایندھن بنایا
مگر بھوک نہ مٹی۔ اب میں والدہ کو قید کی غلامی سے نجات دینے کو امرت لینے
کو جاتا ہوں۔ وہاں کوئی چیز بتائیے کہ کھا کر بھوک مٹاؤں اور امرت لاؤں +
کشیپ جی۔ وہ دیکھو سامنے سرو ور (تالاب) موجیں مار رہا ہے۔ اُس
میں لمبا چوڑا کچھوا پہاڑ سا نظر آئیگا۔ اور جنگل میں ایک کوہ پیکر ہاتھی ملیگا۔
وہ تمہاری شکم سیری کو کافی ہونگے۔ یہ دونو ایک دوسرے کے مار آستین ہیں
اس کے خون کا پیاسا وہ اُس کی جان کا بھوکا۔ یہ پائے تو جیتا کھائے
اُس کا بس چلے تو اس کی ہڈیاں چبائے۔ ایک زمانے میں یہ رشی تھے
دولت پر آپس میں چل پڑی۔ خوب لڑائی جھگڑا ہوا۔ بھاد سو رشی نے چھوٹے
بھائی کو بددعا دی۔ کہ آدمی سے کچھوا ہو جائے۔ سوپرتیک رشی نے بڑے
بھائی کو کوسا کہ ہاتھی بن جائے۔ دعائیں قبول ہوئیں۔ ایک کچھوا بن گیا۔
ایک ہاتھی مگر جھگڑا نہ چکا۔ دل کی گرہ نہ کھلنا تھی نہ کھلی۔ ہاتھی جب پانی
پینے جاتا ہے۔ کچھوا چوٹ کرتا ہے۔ دونو گتھ جاتے ہیں۔ خوب کٹا جھجھ
ہوتی ہے اور نتیجہ ہر روز تین کا نے۔ جس وقت یہ دونو گتھے ہوں تم
پہنچو اور دونو کو ڈکار جاؤ سیری ہو جائیگی +

کشیپ جی یہ کہکر چلتے ہوئے اور گرڑ جی نے شکار مطلب کی تاک
لگائی۔ فضا میں دیکھا تو ہاتھی اور کچھوے میں گتھاؤ ہو رہا ہے انہوں
نے جھپٹ کر ایک پنجے میں کچھوے کو دبوچا۔ دوسرا جنگل ہاتھی پہ مارا
ہوا اڑ کر سمیرو پربت پر دم لیتے ہوئے الوہی تیرتھ کے کنارے پہنچے یہاں
دیکھا تو محل درختوں کا رنگ طلائی سبزک و بار انگاروں کی طرح لالوں لال۔

گرڑ جی نے سر بفلک چھتنار سے درخت پر ٹکا سا کرنا چاہا- جونہیں ٹہنی چٹکے شاخ تنے سے الگ- گرڑ جی نے منقار سے شاخ پکڑ لی کہ کہیں بال کھِل رشیوں کو ضرر نہ پہنچے- اب گرڑ جی کچھوے اور ہاتھی کو پنجوں میں دبوچے شاخ شجر کو منقار میں دبائے اُڑے- بال کھِل رشی حیران تھے کہ ایک پرند ایسا طاقتور کہ دیوتاؤں میں بھی یہ قوت دیارائی نہیں- اتنا بوجھ اُٹھا کر اُڑنا کسی خاص غیبی طاقت کا فیض ہے- اُنہوں نے خوش ہو کر گرڑ نام رکھ دیا +

گرڑ جی جگہ جگہ پھرے ملکوں ملکوں کی خاک چھان ڈالی مگر شاخ رکھنے کے واسطے کوئی مقام نظر نہ آیا- آخر وہ گندھ مادن[۱] پہاڑ پر پہنچے- یہاں

[۱] گندھ مادن پہاڑ गंधमादन رومک پٹن रोमकपत्तन کے اتر اور کیت مال केतुमालवर्ष اِلاورت इलावृतवर्ष کے وسط میں واقع ہے (دیکھو سدھانت شرومنی) کیت مال و اِلاورت ورش جنبو دیپ کے نو ورشوں میں سے دو ورش ہیں- نو ورش کے نام حسب ذیل ہیں:-

(۱) اِلاورت ورش (۲) رمیک ورش रम्यकवर्ष (۳) ہرن مے ورش हिरण्मयवर्ष (۴) کرو ورش कुरुवर्ष (۵) ہری ورش हरिवर्ष (۶) بھارت ورش (۷) کیت مال ورش (۸) بھدراشو ورش भद्राश्ववर्ष (۹) کمپرکھ ورش किम्पुरुषवर्ष شریمد بھاگوت کے قول سے بھگوان شری رامچندر جی کی مورتی سے شری جانکی جی کے ساتھ کمپرکھ ورش میں براجمان ہیں- اور شری مہابیر جی گندھربوں کے ساتھ ان کی اوپاسنا میں مصروف ہو کر کتھا سننے میں مشغول رہتے ہیں (شریمد بھاگوت- اسکندھ پنجم- ادھیائے ۱۹) جمبو دیپ پرتھی کے سات دیپوں میں سے ایک دیپ ہے- سات دیپوں کے نام یہ ہیں (۱) جمبو जम्बू (۲) پلکش प्लक्ष (۳) شالملے शाल्मली (۴) کُش कुश (۵) کرونچ क्रौंच (۶) شاک शाक (۷) پُشکر पुष्कर بشن پران کے قول سے گندھ مادن پہاڑ سمیر کا جزو ہے مہابھارت کے رو سے واضح ہوتا ہے کہ یہ پہاڑ کیلاش سے فاصلے پر ہے- کیونکہ مہاراجہ یدھشٹر جب گندھ مادن پہاڑ پر گئے تھے تو نہیں بدرکاشرم یعنی شری کیدار بدری ناتھ اور کیلاش سے گزر کر

کشیپ جی مشغول عبادت تھے۔ اُنہوں نے اپنے پرتاپی فرزند کو دیکھ کر کہا:۔
دیکھو زیادہ تیزی نہ کرو۔ جلدی کی ضرورت نہیں۔ بہت زور آزمائی بے سود
ہے۔ جس شاخ کو تم لے پھرتے ہو۔ اس میں بال کھل رشی تشریف فرما ہیں
ان کی غذا سورج کی کرن ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو وہ کسی حرکت سے ناخوش ہو کر
غضب آلود ہوں اور ایک نظر قہر سے تم کو خاک سیاہ کر ڈالیں۔ اس لئے
ذرا دم لو صبر کرو۔ نہ زیادہ تیزی اچھی ہوتی ہے نہ عجلت۔ دیکھو سب بات
بنائے دیتا ہوں۔ کہ سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے۔ کام بھی بن جائے اور
کسی فساد کا بھی سامنا نہ ہو"
یہ کہکر کشیپ جی بال کھل رشی کی خدمت میں گئے۔ اور بڑے
ادب سے بولے:۔
مہاراج! آپ رشیوں کے سرتاج ہیں۔ تپشیا میں آپ کا جواب نہیں
کشف و کرامات میں آپ یکتائے زمانہ ہیں۔ خرق عادات میں بے نظیر ہیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۷) منزلیں طے کرنا پڑی تھیں دنوان پرب ملاحظہ طلب) ایشیاٹک سرچز
جلد ۸ صفحہ ۳۲۱ میں درج ہے:۔

Between the ranges to the northern same of theroue two ranges the western range Called Gandha Madan does really exist and on euers to the eomaedi of Ptolemy allso called Kumedaaie is the Purainus

As. Re vol VIII P 321

یہ خیال صحیح نہیں Comoedi گندھ مادن کا نام نہیں ہو سکتا۔ گندھ مادن پہاڑ
ہمالیہ پہاڑ کے شمالی حصے میں واقع ہے۔
اس پہاڑ پر دروپدی کی فرمائش سے بھیم سین پھول لینے گئے۔ جہاں سری مہابیر جی سے
ملاقات ہوئی۔ مہابیر جی نے طاقت دکھائی۔ بھیم سخت حیران ہوئے آخر مہابیر جی نے بھیم
جنگ مہابھارت میں فتحیابی کے لئے غائبانہ کمک کا وعدہ فرمایا۔

فرو دگانہ ہیں۔ گرڑجی آپ کا داس میرے کلیجے کا ٹکڑا ہے۔ وہ اس وقت جس کام میں مصروف ہے۔ اُس میں ذاتی اغراض مدنظر نہیں صرف بندگان خلائق کی بہبود کی غرض سے بار بار تکلیف اُٹھانا گوارا کیا گیا ہے۔ آپ کی تکلیف کے خیال سے گرڑ ادائے فرائض میں ہچکچاتا ہے ڈرتا ہے کہ کہیں کوئی بات ناگوار خاطر نہ ہو۔ اور چشم عتاب کوئی قہر نازل نہ کردے۔ اگر آپ اُسے اجازت دیں تو زہے نصیب۔ میری عین سرفرازی۔ گرڑجی کا خاص شرف اور اہل روزگار کے لئے صورت بہتری۔ جانداروں کا رفاہ" +

بال کھل رشی۔ گرڑجی شوق سے اپنا کام پورا کریں۔ ہم لوگ خود ہی چلے جاتے ہیں۔ دوسری جگہ تپ کرلینگے +

یہ کہکر بال کھل رشی وہاں سے راہی ہوئے۔ کوہ ہمالیہ پر تشریف لے گئے۔ اور وہیں ثابت قدمی سے تپ میں مصروف ہوگئے +

ان کے جانے پر کشیپ جی کو اطمینان ہوا۔ گرڑجی کی جان میں جان آئی۔ گرڑجی نے کہا:-

میں نے سارا زمانہ چھان ڈالا۔ زمین کا گرہ بنا۔ آکاش کے چکر لگائے لیکن کوئی ایسی جگہ نظر نہ آئی جہاں اس شاخ کو رکھ سکتا۔ آپ زبان گوہرفشاں سے فرمائیے کہ کون جگہ آپ تجویز فرماتے ہیں۔ یہ شاخ اس قدر وزنی اور لمبی چوڑی ہے کہ اس کے رکھنے کے واسطے کوئی خاص انخاص مقام چاہئے +

کشیپ جی۔ جہانتک میں خیال کرتا ہوں برفستانی پہاڑ سے بڑھ کر اس کے لئے اور کوئی موقع موزوں نہیں۔ وہاں نہ بنی نوع انسان سکونت پذیر ہیں۔ نہ دوسری اقسام کے ذیروح اور جاندار۔ کسی کو کچھ تکلیف نہیں پہنچ سکتی۔ بس ایسے ہی پہاڑ پر جاؤ اور شاخ چھوڑ آؤ +

گرڑجی نے شکریہ ادا کیا اور شاخ کو لئے ہوئے وہاں سے ہوا ہوئے ہوا پیچھے تھی یہ آگے۔ تیز پروازی آندھی کے جھونکوں سے کہیں بڑھی چڑھی تھی۔ الغرض برف کے پہاڑ پر جا پہنچے اور جس مقام پر کشیپ جی

نے فرمایا تھا وہیں وہ شاخ چھوڑ دی۔ شاخ کا گرنا تھا کہ گویا پہاڑ پر پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ آسمان پھٹ پڑا۔ کندن کی طرح چمکتی جواہرات کی طرح دمکتی ہوئی سر بفلک چوٹیاں تڑاک گئیں۔ بڑے بڑے ٹھیکرے پھٹ پھٹ کر ادھر اُدھر جا پڑے۔ جب پہاڑوں کی چوٹیوں اور پتھر کی چٹانوں کا یہ حال ہُوا تو درختوں کا کیا پوچھنا۔ سارے درخت جڑ سے اُکھڑ اُکھڑ کر سجود ہو گئے اور زلزلۂ زمین اور پہاڑ کے تزلزل سے پھولوں کا ایک دو نگڑا برس گیا۔ شاخیں بالکل برہنہ ہو گئیں ÷

اپنے کام سے چھٹی کر کے گرڑ جی نے پہاڑ پر آسن جمایا اور ہاتھی کچھوے کو مزے سے نوش جان کر کے نشش لوک کی طرف چل پڑے گرڑ جی ادھر وہاں سے اُڑے ادھر طرح طرح کی بدشگونیوں کا تانتا لگ گیا۔ خراب خراب فالیں پیش نظر ہونے لگیں۔ آسمان بالکل صاف ابر کا نام و نشان نہیں۔ مگر بادل کی سی وہ مہیب گرج کہ الاماں۔ اندر جی گھبرا اُٹھے دل لرزنے لگا۔ اپنے گرو برہسپت جی سے التماس کی ۔

مہاراج! یہ آج ہے کیا۔ یہ قیامت کے آثار کیوں دل دہلائے ڈالتے ہیں۔ ایسا تو کوئی زبردست اور قوی بازو دشمن بھی نہیں جو میرے سامنے ٹھک سکے۔ آنکھ بھر کے دیکھنے کی کبھی تاب نہ لائے۔ پھر اس ہیبت ناک حالت کی وجہ کیا ÷

برہسپت جی۔ ایک تو تم سے خود خطا ہو گئی ہے۔ جسے تم خود بھی جانتے ہوں۔ عیاں را چہ بیاں۔ دوسرے بال کھل رشیوں کے فیض ریاضت و کشف عبادت نے یہ سارا کھیل رچ دیا ہے۔ ان کی برکت کی طفیل کشیپ کا صاحب قدرت و صاحب طاقت فرزند گرڑ جی ہوا کے گھوڑے پر سوار آندھی کی طرح آ رہا ہے۔ غرض یہ ہے کہ تم سے امرت چھین لیجائے گرڑ جی کوئی معمولی ذیروح نہیں۔ اس میں خاص غیبی طاقتیں ہیں۔ امرت لے جانا تو کوئی بات ہی نہیں۔ دنیا جہاں کا کیسا ہی مشکل کام کیوں نہ ہو اس کے نزدیک آسان ہے جو چاہے کر سکتا ہے کسی کی ایک پیش

نہیں جا سکتی - امرت لئے بغیر باز آنے کا نہیں +

برہسپت جی کی بات سُنکر اندر جی نے کان کھڑے کئے اور دیوتا بھی چوکنے ہوئے کہ یہ تو بڑی ہوئی - بدشگونیوں کا رنگ ڈھنگ بے سبب نہ تھا مگر خیر امرت کی حفاظت ہی لازمی ہے - پس ہرچہ بادا باد - یہ کہکر سب نے اپنے اپنے ہتھیار سجے - تیر ترکش بندھ گئے - تلواریں کھنچ گئیں بجر نے سر اُٹھایا - جڑاؤ ہتھیار بجلی کی طرح چمکنے لگے - جواہرات کے دستوں نے زمین پر ستارے چھٹکا دئے +

ادھیائے ۹

گرڑ جی کی امرت لینے کو روانگی - جنگ و جدل دیوتاؤں کی ہزیمت - گرڑ جی کی فتح - امرت لانے میں کامیابی - بشن جی کی سواری میں سرافرازی اندر سے مصالحت - سانپوں کی امرت سے محرومی - بنتا کی غلامی سے ازادی -

اُگرشروا رشی جی فرماتے ہیں - کہ گرڑ جی ہاتھی اور کچھوے کو شکار کر جو چلے تو دیوتاؤں کو تیر و ترکش باندھے پایا - سب کے سب ہتھیاروں سے لیس - ایک ایک میان سے باہر - تلواریں نیام سے اُگلی پڑتی ہیں تیر کمان سے نکلے جاتے ہیں - مگر

سپاہی بہ لشکر نیاید بکار
[illegible] جنگ [illegible] ہزار

آستینیں تو [illegible]

تھے۔ لیکن دل کی دہشت ہاتھ پاؤں کی کپکپی پکار پکار کر کہہ رہی تھی ؎

نامردی و مردی قدمے فاصلہ دارد

بدن کی تھرتھری کیا تیر مارے گی۔ کانپتے تھراتے ہوئے ہاتھ کیا تلوار کا جوہر دکھا سکینگے ؎

عروس ملک کسے در کنار گیرد چست
کہ بوسہ بر لب شمشیر آبدار زند

اتنے میں گرڑجی ہوا سے باتیں کرتے آندھی کی طرح آ ہی پہنچے اور بس ہر طرف سے تیروں کی بوچھاڑ ہونے لگی۔ تلواریں بجلی کی طرح ایک پر ایک گرنے لگیں۔ بجروں نے پہاڑ توڑنا شروع کئے۔ بجلیاں تیغوں میں کوندھ رہی تھیں۔ پہاڑ ٹوٹتے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ گرڑجی جھلائے تو پہلے بسوکرماں کو پنجے میں دبوچا۔ بسوکرماں بڑے سائنٹیفک ہیں۔ دیوتاؤں کے ہتھیاروں کی تمام غیبی طاقتیں انہیں کی عقل و حکمت کا نمونہ ہیں۔ گرڑجی نے انہیں بے بسم اللہ کی توان سے ہوش و حواس غائب ساری عقلمندیاں رخصت۔ شہپروں نے تیر قضا کا نمونہ دکھایا۔ منقار نے تیغ اجل پر رکھ لیا۔ سارا بدن لہولہان۔ اچھی طرح گرد جھاڑنے کو بازو پھڑپھڑائے تو پھر کیا تھا۔ ایک کالی آندھی سی آگئی۔ اور ہر طرف غبار ہی غبار۔ زمین سے آسمان تک گرد ہی گرد۔ یوں دیوتاؤں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر گرڑجی نے جو پھر شہپر و منقار سے وار کیا تو خون کے فوارے جاری ہوگئے۔ وہاں زخم سے الاماں و الحفیظ کی صدائیں آنے لگیں۔ کوئی دیوتا پھڑکنے لگا۔ کوئی سسکنے۔ کسی کی لب پر کراہ تھی۔ کسی کی زبان پر آہ۔ بدن پر زیور آہن کے عوض زخم کی بدھیاں نظر آنے لگیں۔ ہڈیاں پسلیاں خون کی ندیاں بہانے لگیں۔ اندر نے سوچا کہ بری ہوئی ساعت آگئی۔ قیامت آگئی۔ فوراً بایو (ہوا) کو حکم دیا گرد و غبار ہٹائے تاریکی مٹائے۔ بایو نے ہیل مارتے ہی مطلع صاف کیا۔ اندھیارا مٹا روشنی چھاگئی۔ اب تو سب کی آنکھیں کھلیں منظر تو سوجھنے لگا۔ دیوتاؤں نے ستیا

سنبھالے۔ پرگھ۔ ترسول۔ گدا اور قسم قسم کے چکروں سے مار دھاڑ شروع کی۔ دیوتا ہزاروں۔ گرڑجی یک بینی و دو گوش۔ دیوتاؤں کے ہتھیاروں نے گرڑجی کو چھا لیا۔ نہ راہ رفتن نہ روئے ماندن۔ مگر گرڑجی مرد میدان تھے۔ ہر مخالفانہ حملے پر ان کا دل اور بڑھتا تھا۔ ہمت ہزار چند ہوتی تھی۔ ہتھیار پر ہتھیار ٹوٹتے دیکھکر اُنھوں نے تیغ ہمت کے وہ جوہر دکھائے کہ

فلک گفتہ احسن ملک گفتہ زہ

دیوتاؤں کی صفوں کو چیرتے دل کے دل پھاڑتے۔ خون برساتے ہاتھ دکھاتے۔ بجلی کی طرح کڑکتے بادل کی طرح گرجتے آکاش پر پہنچے اور شہپر و منقار سے پیکان و خنجر خونخوار کا کام لیکر دیوتاؤں کے بدن چھلنی کر ڈالے ہرے ہرے زخموں کا ایک باغ کھلا ہوا نظر آنے لگا ۔

ہر روئیں سے جاری ہُوا فوارہ لہو کا
ضرب ایسی لگی خون دہن زخم سے تھوکا

گرڑجی کے حملوں نے دیوتاؤں کے قدم اُکھاڑ دئے۔ سارا دل تین تیرہ نو دو گیارہ ہو گیا۔ جس کا جدھر سینگ سمایا بھاگ نکلا جہاں ٹھہر قرار تھکا۔ سانس لی۔ سادھ منڈلی اور گندھربوں نے مشرق میں جان چھپائی۔ جنوب میں بشو ردر پناہ گزیں ہوئے۔ سورج نے مغرب میں منہ چھپایا۔ اسونی کمار نے گوشہ شمال میں جا سری کی صورت نکالی جو دیوتا خم ٹھونک کر جتے رہے ان کو بھی سر پر پاؤں رکھ کر بھاگنا پڑا۔ گرڑجی سے ایک پیش نہ گئی +

اگن دیو شعلہ خو۔ آتش مزاج یہ دیکھتے ہی آگ بگولا ہو گئے شعلہ غیظ بھڑک اُٹھا۔ نائرہ غضب آگ برسانے لگا۔ چشم چشم سے انگارے دہک اُٹھے۔ زمین چٹکنے لگی۔ آکاش گرم توے (تابہ) کی طرح جل اُٹھا مگر گرڑجی پر آنچ بھی نہ آئی۔ ان کے تیغ نے جو پھونک ماری تو بھڑکتے ہوئے شعلے ایک دم سے گل۔ دہکتے ہوئے انگارے سرد۔ اگن دیوتا کا منہ دھواں۔ بدن بالکل غرق عرق +

جب آتشِ فساد پر پانی پڑ گیا۔ نارِ مخالفت بجھ گئی۔ گرڑ جی نے چھوٹا سروپ کیا۔ اور امرت کی فکر میں منزلِ مقصود کی راہ لی۔ بات کہتے دیر ہوتی ہے۔ مگر گرڑ جی کے پہنچتے نہیں دیر نہ ہوئی۔ وہ جا پہنچے۔ اور دیکھا تو امرت کے گڑھے کے ارد گرد ایک آہنی چکر چکر کھاتے پایا۔ جس کی آگ کے شعلے بھڑک بھڑک کر بجلی کی تڑپ کو مات کرتے تھے۔ گرڑ جی نے اُس چکر کے گرد چکر لگایا۔ اور بالکل چھوٹا سروپ بنا کر ایک باریک سوراخ سے پار ہو کر گڑھے کے پاس ہی پہنچ گئے۔ وہاں دیکھا تو افعی خونخوار گڑھے کے پہرے پر نظر آئے۔ سانپ تھے یا نمونۂ قیامت۔ ہر نفسِ گرم سے شعلے نکلتے تھے ذرا سی حرکتِ زبان انگارے برساتی تھی۔ گرڑ جی نے پھر شہپروں سے آندھی چلائی۔ اور ایسی گرد اُڑائی کہ سانپوں کی آنکھیں چوندھیا گئیں۔ کچھ سجھائی نہ دیا۔ گرڑ جی نے اب منقار سے چکر کو ادھر سے اُدھر کر دیا۔ اور امرت کا گھڑا لیتے ہوئے گھر کی طرف لپکے پڑے۔ سورج کے سامنے سے گزرتے ہوئے آگے بڑھے ہی تھے کہ بشن بھگوان سے سامنا ہوا۔ بشن جی ان کی ہمت و جرأت طاقت و شجاعت کو سراہتے ہوئے بولے:-

"آفرین تمہارے دست و بازو کو۔ دریائے رحمت جوش پر ہے جس گوہرِ مقصود کی آرزو ہو طلب کرو۔ ابھی دوں دیر نہ کروں" +

گرڑ جی۔ (ہاتھ جوڑ کر) آپ کا دیا ہوا سب کچھ موجود ہے۔ کسی چیز کی کمی نہیں اگر آپ سایہ دامن دولت میں رکھئے۔ تو مزید مہربانی۔ باہن بنائیے۔ تو اور بھی قدر دانی امرت تو میرے پاس بھی ہے۔ جس کو پلاؤں فنا اثر نہ کر سکے۔ کسی کے مارے نہ مر سکے۔ مگر آپ بردان دیں کہ امرت نہ پیوں اور پھر ہمیشہ جیوں +

بشن جی۔ بہت اچھا۔ کامنا پھل۔ پدوی اٹل۔ آج سے تم ہمارے باہن (سواری) اور تمام پرندوں میں افضل زمن ہوئے +

گرڑ جی۔ نے عاجز نوازی اور ذرہ پروری کا شکریہ ادا کیا اور رخصت ہو کر

۱۵ٍ اسی بردان سے بشن جی کا نام گرڑ دو ہیج اور گرڑ گامی ہوا +

امرت لئے ہوئے اپنی ماتا (ونتا) کی خدمت میں چلے - ادھر سے یہ جا رہے تھے - اُدھر سے اندر آ رہے تھے - دونوں سے راستے میں مڈبھیڑ ہو گئی - امرت کو لئے ہوئے دیکھ کر اندر سے ضبط نہ ہُوا - بجلی کی طرح تڑپ کر ایک بجر رسید کر دیا - گرڑ جی ہنس پڑے اور بولے بجر ہے یا پھول کی پنکھڑی - یہاں تو ایک روہاں بھی میلا نہ ہُوا - مگر خیر دوہیچ[1] رشی کی ہڈیوں کی عزت رکھنا ہے

[1] دوہیچ اتھروَمنی اور کردم منی کی دختر شانتی کے فرزند جب دو اشونی کمار ان کی خدمت میں تحصیل علم کے لئے گئے - راجہ اندر نے دوہیچ رشی سے کہا - اگر آپ ان کو تعلیم دینگے تو آپ کا سر کاٹ دیا جائیگا - مہارشی دوہیچ کے حکم سے اشونی کماروں نے مہارشی کا سر کاٹ کر گھوڑے کا سر لگا دیا - اور اُسی گھوڑے کے منہ سے مہارشی نے اشونی کماروں کو تمام علوم کی تعلیم دی - راجہ اندر نے بموجب اپنے قول کے مہارشی کا پھر بھی سر کاٹ ڈالا تب اشونی کماروں نے ان کی گردن پر اصلی سر جما دیا - بھاگوت میں ان کا نام دوہیچ दधीच لکھا ہے - جب دکش پرجاپت نے وہ یگیہ کیا تھا - جس میں شوجی کی ہتک کی گئی تھی اور ستی جی کو جل جانا پڑا تھا - دوہیچ دکش کی رائے کے خلاف تھے - نندی دیل (انہیں سے شونترے کر شوجی کے باہن ہوئے ہیں - ایک مرتبہ ان کا تپ بھنگ کرنے کے لئے اندر نے المبکھا رنامی اپسرا کو روانہ کیا - اُس وقت مہرشی سرستی ندی پر ترپن کر رہے تھے اپسرا کو دیکھتے ہی کام دیو کا اثر ہُوا - اور تخم سے سارسوت کی ولادت ہوئی - برتراسُر سے جب دیوتاؤں نے شکست کھائی تھی اُس وقت اندر نے مہرشی دوہیچ سے ان کی ہڈیاں مانگی تھیں - مہرشی ایسے فیاض اور پرایکاری تھے کہ گو راجہ اندر نے ان سے ہمیشہ دشمنی کی مگر اُنہوں نے سوال پورا کرنے کے لئے ہڈیاں دے دیں - اور چولا چھوڑ دیا - مہرشی کی ہڈیوں سے اندر بجر کے علاوہ تلوار - ترسول - چکر - گدا کی اقسام کے مختلف خونخوار ہتھیار (مہااستر) بنے - چنانچہ سنسکرت کا قول شاہد ہے +

तस्यास्थिभिर्मघो शक्र प्रहृष्ट: सुमनास्तथा।
कारयमास दिव्यानी तानि प्रहारणान्यथा॥
वज्रासी चक्र वकज पारघा विविधा गदा:

शीन म० ५०

اور اندر بجر کی آبرو اس لئے تمہاری خاطر سے ایک پر گھٹائے دیتا ہوں۔ کہ خیر کچھ
یادگار روزگار رہ جائے۔ تمہارے بجر کی ہستی تو نہ ہو۔ دوہیچ رشی کی ہڈیوں
کا تو جتن نہ تھے۔ ورنہ کیا مجال تھی کہ ایک بال بیکا ہوتا۔ جس وقت گرڑجی نے پر
گرا دیا۔ دیوتا بلبل کی تصویر کی طرح دم بخود ہو گئے۔ خوبصورتی نے تصویر حیرت
بنا دیا۔ اور گرڑجی کو سپرن کے نام سے پکارنے لگے۔ اندرجی نے فرمایا کہ
امتحان دست قدرت کی آرزو ہے دکھائیے ممنون عنایت فرمائیے ۔

گرڑجی۔
دیکھوں نظرِ قہر سے دریا کو تو جل جائے
یہ کیا صفت موم ہر اک کوہ پگھل جائے
سورج پہ چڑھے تپ جو نظر میری بدل جائے
ماہی زمیں خاکِ تلف پا سے کچل جائے

ابھی کرۂ زمیں کو ایک تپ پر اٹھا کر جہاں کہئے رکھ آؤں۔ سمندر موج مارتے ہوں
تو پروا نہیں۔ پہاڑ بھی آسمان سے باتیں کرتے ہوں تو باشد۔ سب کے سب
میری طاقت کے لئے پھول کی پنکھڑی سے زیادہ نہیں ۔

اندر۔ اور یہ امرت کہاں لے جائیگا؟

گرڑجی۔ ماتا بنتا کی ضرورت سے لئے جاتا ہوں۔ سوتیلی ماں کدرو نے بڑا
فریب کیا خیر (سب کچا چٹھا سنا کر) اب میں جہاں امرت رکھ دوں۔ آپ
شوق سے لے جاسکتے ہیں ۔

اندرجی نے گرڑجی کی نظرِ عنایت کا شکریہ ادا کیا۔ ممنون توجہ ہوئے
دوستی کا اظہار کیا اور نقشِ قدم پر قدم رکھتے چلے ۔

گرڑجی گھر پہنچے۔ اپنی والدہ بنتا کے پاس بوس ہوئے۔ کدرو (سوتیلی
ماں) اور سب سانپوں (سوتیلے بھائیوں) کو مجتمع کرکے کہا:۔
لیجئے امرت حاضر ہے۔ کُشا پر دیکھئے۔ اب دیر کی ضرورت نہیں
جھٹ پٹ غسل کیجئے اور امرت چکھئے۔ آج سے میری ماں حلقۂ غلامی سے
آزاد و اب تا بخیر شما بسلامت ۔

سوتیلے بھائی پیچ و تاب میں پھول اُٹھے۔ دونت نکل آئے۔ جیبھ نکل گئی ہوئے:۔

الجھی گئے اور فوراً سے پہلے آ گئے"۔

سب سانپ موجیں اُڑاتے بغلیں بجاتے نہانے کو گئے اندر نے جو میدان خالی پایا تو امرت کا گھڑا لے اُڑے۔ یہ جا وہ جا آناً فاناً میں نظر سے غائب جب سانپ نہا دھو کر آئے تو امرت ندارد۔ اب کس کو زہر مار کریں سمجھ گئے کہ ساری کرتوت اندر کی ہے۔ اُنہیں نے بتا دیا۔ پرسی تھالی آگے سے ہٹالی۔ یہ ہمارے چھل فریب کا خمیازہ ہمارے چھل کپٹ کا معاوضہ تھا کہ کرو کر نیا ہت خیر کچھ مضائقہ نہیں جو چیز ہاتھ سے چلی گئی۔ اُس کے لئے کفِ افسوس ملنا فضول یوں دل کو سمجھا بجھا کر سانپوں نے اُس کُشا کو زبان سے چاٹنا شروع کیا جس پر امرت کا گھڑا رکھا تھا۔ امرت کے رکھے جانے کی وجہ سے کُشا پاک مانی جانے لگی۔ مگر کُشا کو چاٹنے سے سانپوں کی دو زبانیں ہوگئیں۔ بنتا کے گلے سے طوقِ غلامی اُترا۔ گرڑ جی اپنی ماتا کے ساتھ اس دشت بہار اور صحرائے غیرت گلزار میں رہنے بسنے لگے دلوں کی پژمردگی دور اور عشرت کافور ہو گئی۔

اگرشروا رشی فرماتے ہیں کہ جو لوگ گرڑ جی کے اس مہاتم کو صدقِ عقیدت سے سماعت کریگا۔ یا صاحبانِ علم کو پڑھ کر سنائیگا۔ اس کی نجات میں گرڑ جی کی برکت سے شک نہیں"۔

ادھیائے ۱۰

سیس ناگ جی کی تپسیا۔ برہما جی کی تشریف آوری

زمین کا سیس جی کے پھن پر قیام

سوت جی فرزند دلبند اگرشروا کی ناگوں کے نام گنا کر محو گلفشانی ہیں کہ وہ سیس جی بھی کدرو کے فرزند نخت جگر ہیں۔ وہ اپنی والد کی آغوشِ محبت سے جدا ہو کر مشغول ریاضت ہوئے۔ ہو بھائیک کر عبادت کرنا شروع کی

پہلے گندھ مادن میں رہے پھر بدر کا شرم (یعنی بدری ناتھ) میں سکونت اختیار کی۔ وہاں بعد گنگوتری تیرتھ ہمالیہ پہاڑ پر اور پشکر راج میں تپ کیا۔ عبادت شاقہ و ریاضت لائقہ سے برہما جی نہایت خوش ہوئے۔ خود پشکر راج میں تکلیف کی۔ دیکھا کہ سیس جی ہڈیوں کا مالا ہو گئے ہیں گوشت پوست کا نام و نشان تک نہیں۔ یہ حالت دل پر انتہا سے زیادہ اثر پذیر ہوئی چشمہ عنایت موجزن ہوا۔ فرمایا:-

سیس جی تمہاری تپشیا حد سے گزر گئی۔ میں تم سے بہت خوش ہوں۔ جس چیز کی خواہش ہو بے تکلف مانگ لو +

سیس جی۔ (ہاتھ جوڑ کر) پتا جی کوئی ہوس نہیں۔ کسی چیز کی طلب نہیں صرف ایک افسوس ہے۔ کہ میرے بھائی سب عقل سے خارج اور ایک دوسرے کے لئے مار آستیں ہیں۔ آتش حسد جگر پھونکے دیتی ہے۔ نائرہ رشک سے سب کے کلیجے سلگا کرتے ہیں۔ گرڑ جی کو بھی میرے بھائیوں سے دشمنی اور عداوت ہے۔ اس لئے میں نے تو تہیہ کر لیا ہے کہ تپشیا کرتے کرتے خواہ جان ہی چلی جائے پیا ہے چوے کو ہوتن سواہا کر ڈالے مگر بھائیوں کا منہ نہ دیکھونگا۔ مجھے صورت دیکھنا گوارا نہیں +

برہما جی۔ وہ بڑے عقل کے دشمن ہیں مجھے خوب معلوم ہے۔ کدرو اُن کو سراپ دے چکی ہے۔ اس کا خمیازہ بھی اُن کو اُٹھانا لازمی ہے۔ پس تم اُن کو اُن ہی کے حال پہ رہنے دو اور اپنی کہو کہ کیا خواہش ہے؟

سیس جی۔ بس صرف یہی کہ میری طبیعت کسی حالت میں دھرم اور تپ سے نہ اُچٹے +

برہما جی۔ تمہاری خواہش مجھے بہت پسند آئی۔ میں خوشی سے بردان دیتا ہوں لیکن اب میری ایک بات مانو۔ یہ متحرک کرۂ زمین اپنے پر روک لو +

سیس جی۔ حکم سر آنکھوں پر۔ مگر ذرا تکلیف فرما کر کرۂ خاکی سر پر رکھ دیجئے

برہما جی۔ اس کی کچھ ضرورت نہیں۔ تم طبقۂ خاک کے نیچے چلے جاؤ زمین تمہیں خود راستہ دے دیگی +

ف یہ تیرتھ سیتاپور و کھیری کے متصل ملک اودھ میں واقع ہے جسے گوکرن کہتے ہیں +

سیس جی نے حکم کی تعمیل کی - کُرۂ خاکی سر پر رکھ لیا اور یوں متحرک و متزلزل زمین ساکت ہوئی ؛

ادھیائے ۱۱

راجہ پرکھشت کو شرنگی رشی کا سراپ اور تکشک ناگ کے زہر سے وفات

اگر شروا جی رطب اللسان ہیں کہ پانڈو کی نسل میں راجہ پرکھشت بڑا اہلِ اقبال اور صاحب جاہ و جلال راجہ گزرا ہے - یہ ابھمنیو کا فرزند جگر پیوند تھا - ایک روز سیر و شکار کی ہوا سمائی تو ایک صحرائے پُر فضا کی راہ لی - جنگل میں پہنچتے ہی ایک ہرن پر تیر سر کیا - مشیت ایزدی سے نشانہ ہچ گیا اور ہرن سر پہ پاؤں رکھ کر جو اُڑا تو ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو گیا - راجہ نے پیچھے گھوڑے ڈال دئے - سارا جنگل چھان مارا مگر ہرن کا کہیں پتہ نہیں - اتفاقاً ایک تپوبن میں جا پہنچے جہاں شمیک رشی مون (خاموشی) سادھے ہوئے مشغول عبادت تھے - راجہ نے کہا :-

"رشی جی ! میں راجہ ابھمنیو کا لختِ جگر ہوں - پرکھشت نام ہے - شکار کو نکلا تھا - ہرن کو تیر مارا تو وہ غائب ہو گیا - لاکھ تلاش کی مگر بے سود - آپ نے ہرن کو بھاگتے دیکھا ہو تو بتا دیجئے ؛

وہاں مون سدھی تھی بولتا کون لب پر مہرِ خاموشی لگی ہی رہی - راجہ کو غصہ آیا کہ اخ آہ - یہ دماغ - سوال کا جواب بھی ندارد - تاؤ پیچ کھا کر ایک مردہ سانپ اُٹھایا اور گلے میں ڈال کر تھوڑی دیر منتظر رہا کہ شاید وہ سب کان پر جُوں رینگے - زبان کا قفل ٹوٹے - مگر رشی جی بدستور کاٹھ کی پتلی بنے بیٹھے رہے - سانس ڈکار بھی نہ لی - آخر راجہ گھر کو لوٹا اور شہر کی راہ لی

اثر دکھا گئی۔ رشی کے فرزند شرنگی جی دیولوک سے آرہے تھے راستے میں کرشن نامی ایک دوست سے ملاقات ہوئی۔ اِدھر اُدھر کی باتوں میں کرشن کی زبان سے نکل گیا۔ کہ:۔

" شرنگی جی تمہارے پتا کیسے مرتاض باکمال و عابد صاحب جلال اور اُن کے گلے میں پریچھت مردہ سانپ ڈال کر سوانگ بنائے بڑے شرم کی بات ہے۔ کیا اسی منہ پر تمہیں برہم گیانی ہونے کا دعوے ہے +

شرنگی رشی کے دل پر جیسے کسی نے گھونسہ مارا اور کرشن سے پوچھا:۔

" اچھا اور تو سب خیریت ہے۔ پتا جی اچھے تو ہیں ؟ راجہ نے یہ گستاخی کیوں کی ؟ کیا کوئی پتا سے بدعنوانی ہوئی تھی۔ کہیں کوئی سراپ تو نہ دے بیٹھے تھے" +

کرشن نے ساری سرگذشت کہہ سُنائی جس پر تاؤ کھا کر شرنگی رشی نے آچمن کیا اور بددعا دی کہ

" آج سے ساتویں روز پاپی پریکشت کو تکشک ناگ "ڈس لے" +

یہ بددعا دے کر سیدھے آشرم میں آئے اور سانپ اپنے والد بزرگوار کے گلے میں لٹکتا پایا۔ یہ صورت حال دیکھ کر شرنگی جی رو پڑے اور اپنے پتا سے کہا کہ:۔

" میں نے جونہی آپ کی شان میں ایسی گستاخی کا واقعہ سُنا۔ راجہ کو بددعا دے دی" +

شمیک رشی۔ جان و جگر تم نے بڑی غلطی کی۔ راجہ پریچھت بڑا رعیت پرور دھرموان۔ رشیوں کا دستگیر ہے۔ اس سے یہ خطا بشریت سے ہو گئی۔ اشتہا کے مارے کچھ نہ سوجھتا تھا اسی وجہ سے یہ نادانی کر بیٹھا +

شمیک رشی شرنگی جی سے اظہار افسوس کر کے سوچنے لگے کہ جو کچھ لکھی بدی تھی وہ تو ہو ہی گئی۔ شرنگی کی بددعا خالی نہیں جاتی۔ کمان سے نکلا ہوا تیر کب لوٹتا ہے۔ پس تدبیر یہی ہے کہ راجہ کو خبر کر دوں۔ غریب بےخبری میں تو نہ مارا جائے۔ انہوں نے اپنے مرید رشید گیور مکھ سے فرمایا:۔

"ابھی ابھی جاؤ۔ راجہ پریچھت کو خبر کر دو۔ کہ شرنگی نے تمہیں اس قسم کی بددعا دی ہے"۔

گیور نکھ فوراً راجہ کی خدمت میں گیا۔ اور کل کیفیت من وعن کہہ سنائی۔ راجہ پریچھت کو شمیک رشی کی شان میں بے ادبی ہونے کا سخت افسوس ہوا۔ وہ اپنی نادانی سے غرق عرق ہو گئے۔ مگر خبر مرگ سے اُن کے چہرے پر ذرا بھی میل نہ آیا۔

ارکین دولت جمع ہوئے۔ عنان حکومت سے دربار بھر گیا۔ بددعا کا معاملہ پیش ہوتے ہی راے قرار پائی کہ دریائے گنگ کے ساحل پر ایک ستون کی ایک ایسی عمارت تعمیر کی جائے۔ جہاں پرندہ پر نہ مار سکے۔ طائر خیال کی بھی رسائی نہ ہو۔

کارکنان سلطنت نے فوراً عمارت بنوالی۔ ہتھیلی پر سرسوں جمائی۔ سنگین پہرے مقرر ہوئے۔ زبردست چوکیاں بیٹھیں۔ مجال کیا کہ ہوا بھی گزر سکے۔ مجرب سے مجرب تریاق۔ عمدہ سے عمدہ قاطع زہر دوائیاں ڈھیر ہو گئیں۔ بڑے بڑے جھاڑ پھونک کرنے والے منتروں سے زہر اتارنے والے باکمال برہمن جمع کئے گئے۔ کہ اول تو تکشک آہی نہ پائے۔ آئے تو کاٹ نہ سکے اور کاٹے تو جھٹ پٹ زہر اُتار دیا جائے۔

ادھر یہ خیال یہ حفاظت ادھر کشیپ رشی کے دل میں ہمدردی کا خیال جڑ پکڑ گیا۔ ان کے تلووں سے لگی کہ راجہ کو مرنے نہ دیں۔

جو دن موت کے لئے بدا ہوا تھا ٹھیک اُسی وقت کشیپ جی گھر سے چلے۔ کہ تکشک راجہ کو ڈسے تو میں زہر اُتار کر چنگا کر دوں۔ اس کے صلے میں راجہ پریچھت جس قدر پاؤں پوجے کم ہے۔ کشیپ رشی جا رہے تھے۔ کہ تکشک سانپ برہمن کے بھیس میں ان سے ملا اور پوچھا کہ:

"مہاراج کہاں کا قصد ہے؟

کشیپ جی۔ راجہ پریچھت کے یہاں جاتا ہوں آج تکشک ناگ اُسے ڈسنے والا ہے۔ میں اسے ٹھانی ہے کہ راجہ کو مرنے نہ دوں منتروں

کے زور سے زندہ کر دوں +
تکشک - کام تو ضروری ہے - مگر اس سامنے والے درخت کو یہیں منتر
پڑھ کر جلا ڈالوں تو آپ ترو تازہ کر سکتے ہیں ؟
کشیپ جی - ہاں! کیوں نہیں - آزمائش کر لو - ہاتھ کنگن کو آرسی کیا +
تکشک نے ایک بڑے بھاری بڑ کے درخت پر دانت لگا تے ہی تاثیر
زہر سے سارا درخت راکھ کر ڈالا - بیخ و بُن برگ و بار سب خاکستر ہو گئے کشیپ
جی نے ساری راکھ کو ایک جگہ ڈھیر کر کے منتر پڑھ کر جو پھونکا تو بجنسہ وہی
ہرا بھرا درخت اُسی طرح اپنی جگہ پر کھڑا نظر آنے لگا تکشک کے ہوش اُڑ
گئے - سوچا کہ یہ برہمن منتر ودیا میں کامل الوقت ہے - اس کے ہوتے راجہ
پر زہر اثر ہی نہیں کر سکتا - اس نے عرض کی :-
مہاراج! آپ کو فقط مال و دولت کی آرزو ہے وہ مجھ سے یہیں لے
لیجئے اتنی زحمت اُٹھانے سے حاصل ؟
کشیپ دل میں خوش ہو گئے - سوچے کہ یہیں دولت ملی جاتی ہے تو
دور پاؤں توڑنے سے کیا فائدہ - راجہ کی زندگی کے دن پورے ہو گئے دولت
ڈب میں کرو اور ٹھنڈے ٹھنڈے گھر کا راستہ پکڑو - تکشک سے کہا :-
" خیر آپ ہی کا کہنا سہی - لائیے دلوائیے میں گھر کی طرف لمبا پڑوں +
تکشک نے خزانہ ڈھیر کر دیا - کشیپ جی سب لادے پھاندے گھر
پھرے - اور تکشک نے ہستناپور کی طرف سیدھیاں بھریں - وہاں دیکھا
تو چوکی پہرے پر پہرا بیٹھا ہے - فوراً ساتھیوں کو بلا کر کہا :-
تم سب تپسوی کا بھروپ کر پھل پھول پانی وغیرہ راجہ کے
ہاتھ میں دو +
سب ساتھیوں نے یہی کیا اور راجہ کو پھل وغیرہ دیکر آشیرباد دے
آئے راجہ سمجھا کر بلا ٹل گئی تیر قضا خالی گیا - وزیروں سے بولا :-
اب تو آفتاب غروب ہونے کو ہے - ساتواں دن گزرنے میں کسر
ہی کیا رہ گئی - آپ سب پھل لے جائیں نوش جان کریں +

تمام عزیز و اقارب وزیر و امیر پھل اُٹھانے لگے راجہ کے دل میں آیا - کہ میں بھی ایک پھل چکھ لوں - راجہ نے بھی ایک پھل اُٹھا لیا جس کو توڑتے ہی ایک سرخ رنگ کا سیاہ چشم کیڑا نظر آیا - راجہ بولا - دن تو ختم ہو گیا - آفتاب چھپا ہی چاہتا ہے - ابھی تک تو خیریت رہی کہیں یہی کیڑا تو پیغام اجل نہیں لایا - ممکن ہے کہ یہی شرنگی رشی کی بد دعا کو سچ کر دکھانے آیا ہو +

راجہ اس کیڑے کو ذرا اٹھا گندھے پر رکھ خندہ زن ہوا ہی تھا کہ وہ آن واحد میں افعی خونخوار بنکر راجہ کے جسم میں لپٹ گیا - اور ایک بلند آواز سے گرج کر راجہ کو ڈس لیا - آواز ایسی ہولناک تھی کہ راجہ کے سب عزیز و اقارب امیر وزیر دہل کر بھاگ کھڑے ہوئے - راجہ بستر مرگ پر سو گیا - اور تکشک بجلی کی طرح چمک کر آکاش میں غائب ہو گیا +

کریاکرم سے فراغت ہو جانے پر راجہ جنمیجے پریکھت کا فرزند سریر آرا جہانبانی و اورنگ نشین حکمرانی ہوا - راجہ جنمیجے بھی پانڈووں کی نسل میں صاحب اقبال فرمانروا تھا - رعیت پروری میں بے نظیر و علم میں بھی بے مثال +

ادھیائے ۱۲

بے اولادی کی وجہ سے باور رشیوں پر عذاب - جرتکار کی شادی - شادی کے بعد مفارقت باہمی اور آستیک کی پیدائش

سوت جی نے جگر پیوند راوی ہیں - کہ جرتکار بڑے صاحب ریاضت

تھے۔ جہاں پہنچے تپ کے جھنڈے گاڑ دئے۔ دوران سیاحت میں انہوں نے ایک مقام پہ ایک حیرت انگیز نظارہ دیکھا۔ ایک عمیق غار تھا۔ غار میں خس کا ستون نصب تھا۔ جس میں کئی آدمی چمگادڑوں کی طرح نیچے سر اور اوپر پاؤں کئے لٹک رہے تھے ✤

جرتکار نے متعجب ہو کر سوال کیا:۔

آپ لوگ کون ہیں۔ اس درد انگیز حالت کی وجہ۔ یہ عذاب سقیم کیوں؟

اُلٹے لٹکے ہوئے آدمی۔ نہ کوئی گناہ۔ نہ کوئی قصور۔ نسل منقطع ہو جانے سے اس عذاب میں گرفتار ہو رہے ہیں۔ ہمارا تعلق جی رشیوں سے ہے وہ یاور کے خطاب سے مشہور زمانہ ہیں۔ خاندان بھر میں صرف ایک لڑکا باقی ہے۔ جسے جرتکار کہتے ہیں۔ اس کی ابھی شادی نہیں ہوئی۔ اگر تمہارے کہنے سے وہ شادی کر لے تو اس عذاب سے چھٹکارا مل جائے۔ یہ ستون ایک تو یونہی چھوٹی ہوئی ہے۔ اس پر طرہ یہ کہ چوہوں کو رات دن کا مشغلہ ہاتھ آگیا ہے۔ جب دیکھو کاٹ رہے ہیں۔ بس ع

اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند

ایک دن افتاد رکھی ہوئی ہے۔ ہم ہونگے اور تحت الثریٰ۔ جرتکار عراض کامل ہے۔ وہ شادی کر کے صاحب اولاد ہو جائے تو ہمارے لئے بھی نجات رکھی ہوئی ہے۔ ورنہ یہ غار ہے اور یہ ستون اور عذاب جان ہے اور ہم۔ کوئی اور جانبری کی صورت نہیں ✤

جرتکار۔ جرتکار تو میں ہی ہوں۔ آہ آپ میرے بزرگ اور اس قید عذاب میں ؟ میں شادی تو نہ کرتا۔ مگر اب مجبوری واقع ہو گئی۔ شادی کرنا فرض ہے۔ لیکن میں اس عورت سے شادی کرونگا جو قریب قریب میری ہمنام ہو۔ میں اس کے فرائض پرورش سے سبکدوش رہوں۔ اگر ایسی عورت ہتے چڑھ گئی تو رفیق جلوت و خلوت بنا کر صورت بقائے نسل سے گرفتاران عذاب کو رہائی دونگا ✤

یہ کہکر وہ وہاں سے ہوا ہوئے اور مطلوبۂ مجوزہ کی تلاش شروع کی۔ مگر ایسی عورت دُنیا کے پردے پر کہاں۔ کسی روز اسی فکر میں غلطان و پیچان جا رہے تھے۔ کہ سانپوں نے باسکی ناگ سے عرض کی ÷

جرتکار رشی بن میں وارد ہوئے ہیں۔ شادی کی فکر اور عورت کی تلاش ہے ÷

باسکی ناگ کی ایک بہن تھی۔ باسکی نے اُسے لباس زرکار و زیور جواہر نگار سے نور کے سانچے میں ڈھال کر جرتکار کی خدمت میں پیش کیا۔ اور درخواست کی :۔

"اس کو خدمت میں قبول کیجئے ÷

جرتکار نے درخواست نامنظور کی اور فرمایا :۔

"میں ایسی عورت چاہتا ہوں جس کا نام میرے نام کے نقطۂ مقابل ہو اور اُس کی پرورش میرے لئے بارِ خاطر نہ ہو ÷

باسکی۔ مہاراج! یہ بھی جرتکاری کے نام سے موسوم ہے۔ آپ اس کو عقد میں لائیے پرورش کا بار میری گردن پر ÷

جرتکار۔ یہ ہے تو شادی قبول۔ لیکن ایک شرط اور ہے۔ سمجھا دیجئے کہ میری نظر ہی میں چلے اگر کبھی خودرائی کی اور میرا کہنا ٹالا تو بس رسم و راہ منقطع۔ میں اُسی وقت تلانجلی دے دونگا" ÷

باسکی نے یہ شرط بھی منظور کی اور قران السعدین ہو گیا۔ ایک عالیشان مکان زیب و آراستہ۔ فرش راحت و بستر استراحت سے عجائب خانہ نفاست تھا اسی میں نوشاہ و عروس ہمقران ہوئے۔ نوشاہ نے عروس طناز و محبوبہ سراپا ناز کو خوب سمجھا بجھا دیا کہ "ہوشیار۔ خبردار۔ جس وقت مرضی کے خلاف بات ہوئی رشتہ منقطع سمجھنا۔ میں فوراً چھوڑ کر چلتا دھندا کرونگا"۔

عروس نوس نے سر قبول خم کیا۔ اور دونو بڑے پیار سے رہنے بسنے لگے۔ حتےٰ کہ نخل مراد بار آور ہوا ظہور اُمید کے آثار نمایاں ہوئے۔ ایک روز

جرتکار محبوبۂ دلنواز معشوقۂ طناز کے زانو کو تکیہ سر بنائے ہوئے ۔ سرگرم خواب راحت تھے ۔ سوتے سوتے شام کر دی اور سندھیا کا وقت آ گیا ۔ نازنین باخلاص سوچی کہ اگر بیدار کرتی ہوں تو شاید ناراض ہوں ۔ سونے دوں تو سندھیا میں ناغہ ہونے سے دھرم ساقط ہوتا ہے ۔ اس پس و پیش میں سوچتے سوچتے دھرم کا خیال مقدم معلوم ہوا ۔ اس نے بڑی نرمی بڑی شائستگی اور بہت شیریں زبانی سے جگا کر گذارش کی :-

"مہاراج! سندھیا کا وقت آ گیا ہے"

جرتکار کا شعلۂ غضب بھڑک اٹھا ۔ بڑے طیش سے بولے ۔ کہ

"ہیں یہ بے ادبی ۔ اتنی گستاخی!"

جرتکاری ۔ (ہاتھ جوڑ کر) میری یہ مجال ۔ یہ طاقت! فقط یہ خیال تھا کہ سندھیا کا ناغہ نہ ہو ۔ ورنہ اس قدر جرأت نہ ہوتی

جرتکار ۔ میری سندھیا میں ناغہ ہو!

ایں خیال است و محال است جنوں

سورج کی مجال بھی تھی کہ بغیر مجھ سے چلو بھر پانی لئے غروب ہو جاتا تو نے میری نیند حرام کی ۔ بس اب مجھ سے کچھ واسطہ نہیں ۔ تو جا اور تیرا بھائی جانے اسی کے گھر میں رخصت

جرتکاری کے آنسو امنڈ آئے زار زار رو پڑی قدموں پہ سر رکھ دیا ہاتھ جوڑ کر بولی :-

"میں بالکل بے قصور ہوں ۔ بال بھر خطا نہیں ۔ آپ کا عتاب محض فضول ہے ۔ آپ ناحق میرے گلے پر خنجر فرقت پھیرتے ہیں ۔ ہائے ابھی تو کلیجے کا ٹکڑا آنکھوں کا تارا دور زندگی کا سہارا بھی نہیں ہوا

جرتکار ۔ اب تو جو ہونا تھا ہو چکا ۔ نقش مقدر مٹ نہیں سکتا ۔ مگر تو پریشان نہ ہو ۔ فکر کی ضرورت نہیں ۔ تجھے وہ تجھ جیسی اور بے تابی آنکھ کا تارا ملیگا ۔ کہ سب فکر و کاہش فراموش ہو جائیگی

یہ کہکر جرتکار نے تو بن کا راستہ لیا اور جرتکاری سر پہ خاک اڑاتی

بھائی کے پاس پہنچی۔ باسکی نے کہا:۔
جرتکار کی ناراضگی بے وجہ نہ ہوگی۔ ضرور تجھ سے کوئی قصور سرزد ہوا"+
جرتکاری نے سب کیفیت سُنائی۔ مگر باسکی کے پاس علاج کیا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ جرتکار صاحبِ کشف و کرامات ہیں۔ عبادت و ریاضت میں مرتبہ کمال حاصل ہے۔ اس لئے بددُعا کے خوف سے اُن کے پاس جانا خلاف مصلحت جانا۔ بھانجے کی ولادت سے ڈھارس تھی۔ پس وہ چُپکا ہو رہا۔ ناگوں نے جرتکاری کی پرستش کی۔ اور تھوڑے دنوں میں جرتکاری کے بطن سے آستیک جلوہ شہود میں آئے۔ یہ نام لفظ استے کی وجہ سے رکھا گیا۔ کیونکہ جرتکار یہی لفظ بول کر روانہ صحرا ہوئے تھے +
آستیک نے چھیون رشیوں کے سایہ عاطفت میں وید اور ویدانگ کی تعلیم سے فارغ التحصیل ہو کر ناگ لوک میں سکونت اختیار کی سانپوں کو بہت آرام دیا۔ حتےٰ کہ جنمجے کے سرپ یگیہ کے آتشکدۂ جانسوز سے بھی اُن کو نجات دی +

ادھیائے ۱۳

جنمجے کو راجہ پریکھت کے واقعۂ مرگ سے آگاہی۔ سرپ یگیہ کا عزم

سونگ رشی (اُگرشردا رشی سے) جب پریکھت رمہاراجہ) [illegible] عالم باقی ہوئے تو راجہ جنمجے کو کیونکر سانحۂ جگرخراش سے آگاہی ہوئی ؟ ان کے لئے بھی ایک جنبشِ لب کی ہوس ہے +
اُگرشردا۔ ایک دن ادھر اُدھر کی باتوں میں راجہ جنمجے کو اپنے والد ماجد کے انتقال پر ملال کا خیال آگیا۔ وزرائے دولت سے ارشاد ہوا کہ دل

کیفیت سُنائیں ٭

وزرائے باتدبیر و مشیرانِ خوش تقریر نے عرض کی کہ :-

"جہاں پناہ - شاہنشاہ و قمر کلاہ - راجہ پریچھت فہم و فراست میں ضرب المثل تھے - ویدوں کے عالم باعمل تھے - رعایا عہد دولت میں آرام سے بسر کرتی تھی - جان و دل سے دم بھرتی تھی - مہاراج نے ساٹھ برس حکومت کی پھر رحلت کی - ایک روز شکار کے لئے دار الحکومت سے قدم نکالا - ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالا - غزال چوکڑی بھرتا ہوا چھلاوے کی طرح نظر سے اوجھل ہوگیا - بہت تلاش کی مگر پتہ نہ لگا - شدنی کچھ اور تھی راجہ کو نہ معلوم کیا سوجھی کہ مردہ سانپ اُٹھا کر شمیک رشی کے گلے میں ڈال دیا - شرنگی - رشی کے فرزند عرفا صافانِ عالم میں سربلند تھے اُنہوں نے بددعا دی - تکشک ناگ نے ساتویں روز زہر اُگلا اور راجہ راہ نورد منزل دار باقی ہوئے ٭

جنمیجے - مَیں ضرور عوض لونگا تو سہی تکشک ناگ کو خاک سیاہ نہ کردوں مگر یہ تو کہو کہ تم لوگوں کو کشیپ اور تکشک کی بات چیت کیونکر معلوم ہوئی ٭

وزرائے سلطنت - ہمیں ساری سرگذشت لکڑ ہارے سے معلوم ہوئی یہ لکڑ ہارا بھی اس درخت کے ساتھ تو وہ خاکستر ہوا تھا - جس کو دانت سے کاٹ کر تکشک نے تاثیر زہر سے راکھ کر ڈالا تھا - اور جسے پھر کشیپ نے منتروں کی برکت سے نخلِ پُر بہار بنا کر اپنے کمال سے تکشک کو متحیر کردیا تھا - اس درخت کے ہرا ہوتے ہی لکڑ ہارے میں بھی جان پڑ گئی - اور اسی سے ہم کو رازِ نہانی سے واقف ہونے کا موقع حاصل ہوا ٭

راجہ جنمیجے کو اس واقعہ سے سخت رنج ہوا - قسم کھائی کہ جب تک تکشک کو مزہ نہ چکھاؤں تب تک دونوں ہاتھ کا کھانا حرام - کشیپ جی دولت کے لالچ میں اندھے ہوگئے - آتے آتے گھر پلٹ - ان کو لازم تھا کہ راجہ کو زندہ کرتے - اُن کے لالچ نے

راجہ کی جان لی۔ سچ ہے۔ لالچ بُری بلا ہے۔ ع
بدوزد طمع دیدۂ ہوشمند

ادھیائے ۱۴

راجہ جنمیجے کا سرپ یگیہ۔ سانپوں کا قلع قمع تکشک کی جان بخشی

راجہ جنمیجے کی بات پتھر کی لکیر تھی۔ ارادہ پختہ۔ عزم پکا تھا۔ کہ تکشک کی قرارواقعی گوشمالی کی جائے۔ تکشک ہی نہیں اُس کے تمام بھائیوں کی بھی اچھی طرح خبر لی جائے۔ یگیہ کے ادھشٹاتا مہاتماؤں سے استدعا کی کہ وہ تدبیر ہو کہ تمام سانپ اُڑ اُڑ کر آتشکدہ اجل میں پھنک پھنک کر خاک سیاہ ہوں۔ طرح دہی کا موقع نہیں۔ پاداش لازمی ہے ؛

سرپ یگیہ کے لئے زمین کی پیمائش ہوئی۔ منڈپ بنے نشستگاہیں تیار ہوئیں ہر قسم کا سامان لیس تھا۔ رشی منی رونق افروز ہوئے اور سرپ یگیہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ جابجا چوکیاں قائم تھیں۔ پہرے بیٹھے تھے کہ اجازت کے بغیر کوئی یگیہ کے احاطے میں قدم نہ رکھ سکے ؛

ہَون کی آگ بھڑکی۔ منتروں سے یگیہ بھومی گونج اُٹھی۔ قسم قسم رنگ رنگ کے سُرخ زرد سبز سیاہ افعی خونخوار اژدر آتشبازی آپ سے آپ اُڑ کر ہَون کی آگ میں گرنے لگے۔ دیکھتے دیکھتے لاکھوں کروڑوں سانپ جل کر راکھ ہو گئے۔ ہَون کے دھوئیں کی طرح شعلوں پر سانپ ہی سانپ لہرا لہرا کر فی النار والسقر ہوتے ہوئے نظر آئے ؛

بھاگوت میں درج ہے کہ اس عظیم الشان یگیہ میں بڑے بڑے بزرگ اور کامل رشی مہاشے ... بیٹھے ... ہوتری ... سنگھ ... ہوئے

تھا۔ شام بیدی جے مُنی تھے۔ ساگر جی و پنگل رشی یجر بیدی۔ بیاس جی مع شاگردان رشید۔ اودالک رشی۔ دیول من۔ پربت من اور اترے رشی وغیرہ سب وید کے عالم باعمل۔ کشف و کرامات میں ضرب المثل۔ یگیہ میں مصروف اظہارِ کمالات تھے۔ ان کے منتروں کی تاثیر سے کروڑوں سانپ کتمِ عدم میں مفقود اور نیست و نابود ہو چکے تو تکشک کی روح قبض ہونے لگی۔ جان کے خوف سے اندر کے سایۂ عاطفت میں پناہ گیر ہوا۔ اندر نے تسلی دی فرمایا کہ:۔

یہاں تمہیں کچھ خوف نہیں۔ بے فکر رہو۔ مَیں نے برہما جی سے کہکر پہلے ہی پیش بندی کر لی ہے"+

ان تسلی بخش الفاظ سے تکشک کو ڈھارس ہوئی۔ اور اطمینان سے اندر کے زیر قدم پناہ گزیں رہا۔

ادھر باسکی ناگ کو بھی یگیہ کے منتروں نے مقناطیسی کشش دکھائی اُس نے اپنی بہن جرتکاری سے فریاد کی کہ موت بلا رہی ہے۔ اب یگیہ میں جلنے سے مفر نہیں۔ جلد اپنے فرزند آستیک کو یاد کر مجھے بلائے ناگہانی سے بچائیے+

جرتکاری نے آستیک کو بُلا کر سرپ یگیہ کا حال سُنایا۔ اور باسکی کی حفاظت چاہی۔ آستیک جی بولے:۔

"ایک باسکی کیا۔ مَیں تمام باقیماندہ سانپوں کی حفاظت کرونگا۔ ممکن کیا ہے کہ رویاں بھی میلا ہو"+

باسکی کو دلجمعی ہوئی جان میں جان آئی اور سانپوں کو بھی اطمینان ہُوا۔ آستیک جی یوں ڈھارس دے کر یگیہ شالا پہنچے۔ راجہ نے اندر آنے کی آجازت دی۔ آستیک رشی یگیہ منڈپ میں گئے راجہ کو دعا دی یگیہ کی تعریف میں تر زبان ہوئے۔ اور فرمایا کہ:۔

"مہاراج ادھیراج! مَیں اپنے عزیزوں کی حفاظت کی غرض سے حاضر ہُوا ہوں۔ ان کو معاف کیجئے+

راجہ جنمیجے - بہت بہتر - جو آپ کی مرضی +

اتنے میں مرتاضان روشنضمیر و عابدان عدیم النظیر راجہ کے پاس آئے اور فرمایا کہ :-

"اور تو کروڑوں سانپ آئے مگر بنیادِ فساد غائب ہے - جس نے سارا زہر بویا وہ اندر کی پناہ میں مزے کر رہا ہے" +

راجہ نے حکم دیا کہ کچھ پرواہ نہیں وہ منتر پڑھو کہ تکشک کیا راجہ اندر بھی بال بندھا چلا آئے +

رشیوں مُنیوں نے منتر پڑھنا شروع کئے - اداہن ہونے لگا - اب تو راجہ اندر کی سب سٹی پٹی بھول - بوان پر چڑھ کر دوڑے - دیا دھر ساتھ اپسرائیں ہمراہ - تکشک ایک گوشہ مچادر میں - راجہ اندر یگیہ سے متصل آئے تو حواس جاتے رہے - ہوش اُڑ گئے - گھبرا کر تکشک کو نکالا اور یگیہ میں پھینک کر آپ چلتے ہوئے - تکشک اندر کے بل پر پھولتا تھا - اب کیا کرتا - منتروں نے وہ تاثیر دکھائی کہ چیستے ڈھیلے ہو گئے - ساری ہیکڑی گرد بُرد - ایک نہ چلی - اگن کُنڈ نے اپنے قریب کھینچ بلایا - برہمن خوش ہو گئے کہ بس مار لیا - سب کارج سدھ - تکشک اب جلا اب سوا ہوا - اسی خوشی میں راجہ سے بولے :-

ہاں مہاراج ! اب برہمن جو بردان مانگے شوق سے دیجئے - ہمارا کام پورا ہو گیا" +

راجہ آستیک سے مخاطب ہوئے کہ :-

ہاں فرمائیے کیا خواہش ہے ؟"

آستیک جی تکشک کی حالت زار دیکھ رہے تھے اور سمجھ رہے تھے کہ کوئی ساعت کا مہمان ہے - راجہ سے بولے :-

" بردان یہی مانگتا ہوں کہ فوراً سرپ یگیہ بند کیا جائے - اسی وقت سے سانپوں کی جان بخشی ہو - اب کوئی نہ جلنے پائے +

راجہ جنمیجے - اور جو کچھ مانگئے دوں - سیم وزر الماس وجواہر حاضر کردوں

نگر یگیہ کو ہونے دیجئے +
آستیک ۔ روپیہ ۔ سونا ۔ چاندی آپ کو مبارک ۔ ہم فقیروں کو دھن دولت
سے کیا کام ۔ جو کہا ہے وہ کیجئے تو آپ ہی کا بھلا ہے سہ
نصیحت گوش کن جاناں کہ از جاں دوست تر دارند
جوانان سعادت مند پند پیر دانا را
سمجھانے سے تھا ہمیں سروکار اب مانو نہ مانو تم ہو مختار
آستیک جی کی باتیں سنکر وزیران دولت و مشیران سلطنت نے بھی
راجہ کو اونچ نیچ دکھائی نیکی بدی سمجھائی ۔ راجہ نے بھی خیال کیا کہ خلاق عالم
کی خلقت نیست و نابود نہیں ہو سکتی ۔ پس حد و جہد فضول ۔ ایک جان
کے لئے اتنے خون تو ہو چکے ۔ آخر یگیہ بند ہوا ۔ تکشک کی جان بچی ۔
آستیک رشی راجہ کو دعائیں دیتے تپوبن کو چل دئے ۔ سب رشیوں
منیوں نے آشرموں کی راہ لی +
وسوت کے فرزند اگر شروا جی کا بیان ہے ۔ کہ جو شخص سرپ یگیہ کے
حالات سنے یا پڑھیگا اُسے زہر مار سے خوف و خطرہ نہ ہوگا) +

ادھیائے ۱۵

راجہ جنمیجے کو مہابھارت سُننے کی خواہش

جس وقت سرپ یگیہ کا آغاز تھا ۔ بہت سے رکھیشر جلوہ افروز
ہوئے ۔ اُن میں برہم گیانی ویدویاس جی بھی تشریف فرما تھے یہ وہی ویدویاس
جی ہیں ۔ جنہوں نے ویدوں کو شرح و بسط کے ساتھ چار حصوں پر منقسم کیا ۔
اٹھارہ پوران تصنیف فرمائے ۔ بہت سے اُپ پوران بھی کمال لیاقت کی
یادگار ہیں چھند اور سمرتیوں میں کوٹ کوٹ کر لیاقت بھر دی ۔ اہل جہان نے

بشن کا اوتار مانا۔ ان کی قابلیت کی کہیں نظیر نہیں ملتی۔ راجہ جنمیجے نے ویدویاس جی کی بڑی خاطر و مدارت کی۔ طلائی سنگھاسن پر آنکھیں بچھا کر بٹھایا پرستش کی۔ یگیہ کی غایت اصلی بیان فرمائی اور عرض کی :-

"مہاراج! میرے بزرگان عالی مکان یعنی پانڈو خاندان کے مہاراجگان کشورستان کے دنناس بیان فرمائیے۔ اوصاف حمیدہ و خصائل پسندیدہ کے ہوتے یہ مہابھارت کی جنگ عظیم کیوں رونما ہوئی اور مہاراج کرشن جی نے باوجود قرابت قریبہ اُس عالمگیر خونریزی سے کیوں باز نہ رکھا جس نے خاندان کا خاندان کرکشیتر کی خاک میں ملا دیا +

ویاس جی۔ پرتھی ناتھ! شدنی کسی طرح نہیں ٹلتی۔ ہونی ہو کر رہتی ہے کسی کا کچھ بس نہیں چلتا۔ برج چند آنند کند سری کرشن خالق برحق و قادرِ مطلق ہیں۔ انہوں نے دنیاوی خیالات سے بہت چاہا کہ جنگ و جدل نہ ہو۔ لیکن بغیر کارزار چارہ نہ تھا۔ کاؤ زمین کو بار عذاب سے سبکدوش کرنے کے لئے کوئی حیلہ ضروری تھا۔ پس جو اُن کی مرضی ہوئی وہی ہوا۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ مشیت حق میں ایک ذرہ برابر تغیر و تبدل کر دے +

یہ فرما کر ویاس جی نے بشیم پائن سے فرمایا کہ کورو اور پانڈو خاندان کے محاربہ عظیم کے کوائف و حالات جو میں نے تمہارے صفحۂ یادداشت پر نقش کرنے ہیں۔ حرف بحرف راجہ جنمیجے کے گوش گزار کرو۔ بشیم پائن نے تعمیل ارشاد کی اور چشمۂ طبع مواج موجزن ہونے لگا +

ادھیائے ۱۶

مہابھارت کے تمہیدی حالات

بشیم پائن فرماتے ہیں کہ :-

جدھشٹر - بھیم سین - ارجن - نکل - سہدیو - پانچوں پانڈو گندھمادن میں قیام پذیر تھے - جب ہستناپور تشریف لائے تو بھیشم پتامہ - بدر - اور دھرتراشٹ کا کلیجہ ہاتھ بھر کا ہوگیا - باشندگان شہر کی کلی کلی کھل گئی - جو دیکھتا کچھ اور ہوتا تھا - صورت سیرت پر سب لوٹ ہو رہے تھے - لیکن درجودھن اور اُس کے بھائی دل ہی دل میں جلتے اور صیاد کی طرح کمین میں رہتے تھے - ایک دن بس چلا تو بھیم سین کو زہر دیا اس پر بھی نیت نہ بھری اُٹھا کر دریا میں ڈال دیا مگر ؎

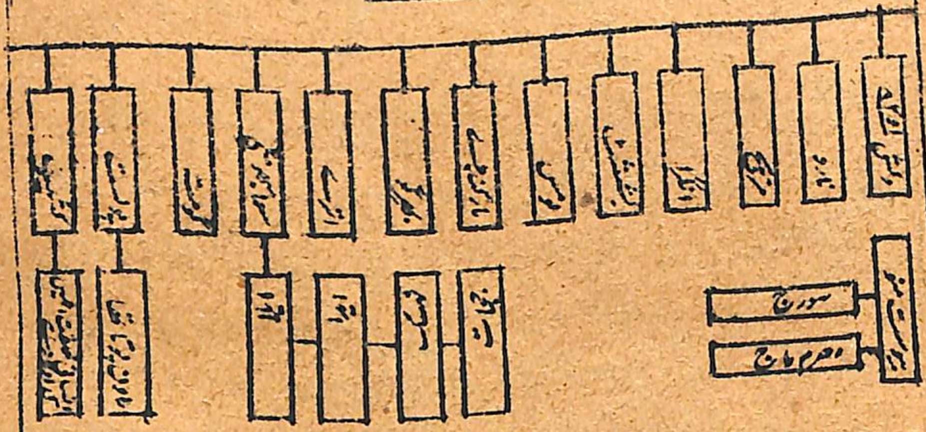
دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تر است

جس کو بھگوت رکھے اُس کو کون چکھے

بھیم سین بال بال بچ گیا - ایک رویاں بھی نہ میلا ہُوا - ایک مرتبہ پانچوں کے پانچوں بھائیوں کو رال اور لاکھ کے مکان میں پھونکنے کی کوشش کی لیکن حافظ حقیقی نے وہاں سے بھی صحیح سلامت نکالا - دل کی گرہیں نہ کھلنا تھیں نہ کھلیں - آخر نخلِ عناد جڑ پکڑ گیا - جتنے کہ اٹھارہ چھوہنی دل کٹ گئے کوروں کا خاندان صفحۂ ہستی سے مٹ گیا - صرف پانڈو دھرم کے طفیل باقی رہے - اُنہوں نے چار دانگ عالم میں فرمانروائی و کشور کشائی کے جھنڈے گاڑے - آفتاب اقبال کی روشنی پھیلائی - راجہ جنمیجے! آپ کے خاندان میں آج تک جتنے صاحب تاج و تخت گزرے - سب معدلت گستر رعیت پرور - فرائض دینی و دنیوی سے آگاہ - ابنائے زمانہ کے پشت پناہ تسلیم کئے جاتے ہیں - مَیں برہما سے شروع کر کے راجہ جدھشٹر تک سب تاجداروں کا شجرہ اور مختلف تذکرے سناتا ہوں +

شجرہ

برہما جی



ادلہ دکش کے ہزار بیٹے تولد ہوئے مگر نارو جی نے اُنہیں علوم معرفت وحقیقت کا عالم باعمل بنا دیا کہ دُنیا چھوڑ بیٹھے سلسلہ کائنات کی غرض پوری نہ ہوئی تب دکش نے نارد کو بد دُعا دی کہ کہیں تمہارا قدم ہی نہ ٹھہرے ۔ موقع وعظ وپند کیا خاک نصیب ہو گا ۔ لڑکوں کے علاوہ پچاس لڑکیاں بھی دکش کی آرام جان تھیں ۔ ان میں سے دس لڑکیاں دھرم راج سے منسوب ہوئیں ۱۳ کشیپ جی کے ساتھ ۲۷ چندرماں کے ساتھ جن کو ۲۷ نچھتر کہتے ہیں ۔ دنیا میں جتنے حیوانات مرغ ومور چرند پرند ہیں سب کشیپ جی کی اولاد سے عالم وجود میں آئے ۔

ادھیائے ۷۷

راجہ ججات اور شکر کی کنیا دیو جانی کے عقد کی وجہ۔ شکر کے منتر اپدیش سے کچ کی زندگی۔ دیو جانی اور کچ سے ان بن

راجہ ججات دیو جانی شکر جی کی دختر غیرت اختر پر فریفتہ تھے۔ شوق مواصلت میں آغوش تنگ اور عشق و حسن میں جنگ تھی۔ غرض مراد پوری ہوئی شاہد مدعا بغل میں آیا طالب و مطلوب ہم آغوش ہوئے۔ اس کیفیت کو سن کر راجہ جنمے جے کو تعجب ہوا۔ بیشم پاین جی سے سوال کیا راجہ چھتری شکر جی برہمن پھر یہ رشتہ مندی کیسی؟

بیشم پاین نے جواب دیا۔

شکر جی راچھسوں کے مرشد کامل اور صاحب اعجاز ہیں۔ مُردے کو زندہ کر دینا معمولی سی بات۔ ویسے ایسا کرتب۔ سہل سا اٹکا دو ہاتھوں کا کھیل ہے۔ ادھر برہسپت جی دیوتاؤں کے مرشد برحق و پیشوا سے مطلق ہیں۔ ان کا لخت جگر اور نور نظر کچ شکل و شمائل میں چندے آفتاب چندے ماہتاب ذہن و فراست میں لاجواب تھا۔ اس کو اُکسایا کہ کسی طرح شکر جی سے اعجاز جان بخشی سیکھے۔ اسی خواہش میں ہزار برس خدمت کی۔ مدت گزاری ہیں جان لڑا دی۔ شکر کی صاحبزادی دیو جانی مجسم تصویر فتنہ و حسن ہیں پر کچ کے حسن گلو سوز و جمال عالم افروز پر ہزار جان سے قربان تھی۔ تیر محبت کلیجے میں ترازو۔ راچھس اور دیت سوچے کہ معاملہ بیڈھب ہے۔ کہیں ایسا

نہیں ہو سکتا۔ سب پر میں ہی فائق ہوں +
اندر۔ یہ غرور کے کلمے۔ یہ تکبر کے الفاظ ہیں تو سہی بڑے بول کا سر نیچا ہو۔ بس اس نخوت کی سزا یہی ہے کہ سورگ سے نیچے پھینکے جاؤ +
ججات۔ حکم حاکم مرگ مفاجات۔ رضائے مولے از ہمہ اولیٰ۔ زبردست کا ٹھینگا سر پر۔ خیر پھینکیے۔ اختیار ہے۔ مگر اتنی عنایت کیجیے کہ ستھی پٹی جگہ نہ دھکیلیے گا۔ عین ذرا نوازی ہوگی +
راجہ ججات اندر کی مرضی سے زمین پر ٹپکے گئے۔ یہ ابھی ادھ بیچ میں تھے کہ آستیک رشی کی نظر پڑ گئی۔ پوچھا۔
آپ کا کیا نام ہے۔ اندر کی سی شکل صورت۔ بشن جی کی سی طرز و روش یوں آکاش سے آنے کا سبب۔ اس طرح گرنے کا باعث۔ میری عقل کام نہیں کرتی۔ پس آپ یہیں ٹھہر جائیے۔ یہاں مجال نہیں کہ کوئی دیوتا ٹھیک سکے۔ اندر چیز ہی کیا ہے جو دل آزاری کو پائے +
جب راجہ وہیں تھم گیا۔ افتاد اسی جگہ پر ختم ہو گئی تو آستیک جی نے کہا میں آپ کا نواسہ ہوں آپ میرے نانا ہیں۔ آستیک میرا نام ہے آپ کو تکلیف نہ ہوگی۔ مگر بتائیے کہ سورگ میں کیا مشاہدات پیش ہے اور آپ کو کس کس لوک کی سیر کا شرف حاصل ہوا +
ججات میں سرمایۂ خیر و ثواب سے مالا مال تھا۔ دولت حسنات و برکات پٹی پڑی تھی۔ مگر برا ہو کمبخت غرور نخوت کا اس نے لٹیا ڈبو دی۔ ایک جھنجھنی نہ رہنے پائی +
عالم موجودات میں مال و دولت کچھ چیز نہیں۔ روپیہ پیسہ ہاتھ کا میل ہے۔ اگر کوئی دولت ہے تو بس دیدوں کی واقفیت۔ نیک افعال و خوش اعمالی۔ انسان دولت پائے تو اترا کر نہ چلے منکسر ہو جائے۔ تب بھی یہی سمجھے کہ درخت کے سائے کا ٹھکانا کیا۔ ابھی یہاں ہے۔ ذرا دیر میں اُدھر ہو جائیگا۔ پس دولت پر ناز کرنا فضول تونگری پر پھولنا بالکل بھول۔ اگر مصیبت آ پڑے تو استقلال سے جھیلے

کال کو کاٹے کال سے اپنے کو نہ کٹوائے۔ کوفت سے کچھ حاصل نہیں۔
پریشانی بالکل بے نتیجہ۔ خوشی ہو یا رنج۔ عسر ہو یا عسرت سب نخلِ اعمال
کے برگ و بر۔ شجرِ افعال کے ثمر ہیں۔ کوئی شیریں ہے کوئی تلخ۔ تقدیر کے
آگے تدبیر نہیں چلتی۔ عقل مقدم ہے اور نوشتۂ قسمت مقدم تر۔ جو کچھ
تقدیر میں لکھا ہے ضرور ہوگا۔ تاہم تدبیر بھی شرط ہے ÷

رزق ہر چند بیگماں برسد — شرطِ عقل است جستن از درہا
گرچہ کس بے اجل نخواہد مرد — تو مرو در دہانِ اژدرہا

ہر حال میں خوش۔ ہر رنگ میں مست رہنا انسان کے لئے نہایت
ضروری امر ہے۔ نہ آئے کی خوشی نہ گئے کا غم سے

ز رنج و راحت گیتی مرنجاں دل مشو خرم
کہ انداز جہاں گاہے چنیں گاہے چناں باشد

خزاں کے بعد بہار ہے۔ سرور کے پیچھے خمار۔ جہاں گنج ہے وہاں
مار ہے۔ جہاں پھول ہے وہاں خار۔ نہ خوشی ہی کو ثبات ہے نہ رنج کو
قیام۔ نہ ہمیشہ صبح ہی ہے نہ شام۔ سب سے پہلے امرنگر کی سیر میں میرا
دل محو ہوا۔ عجب مقام پُر بہار ہے جو نظارہ ہے خوشگوار ہے ہزار
جوجن لمبی بستی ہر جگہ عشرت پرستی اور چپے چپے پر نزہت ہی نزہت
برستی ہے۔ اندر پوری سے پرجاپت کے لوک میں مدتوں قیام رہا
آرام سے آرام رہا۔ پھر نندن بن کی ہوا کھائی۔ اپسراؤں سے طبیعت
بہلائی۔ یہاں راجہ اندر کا عتاب ہوا۔ زمین پر پھینکنے کی ٹھہرائی گئی
تین مرتبہ دیودت نے مجھے عزم بالجزم سے آگاہ کیا اور آخر وہی ہوا
جو اندر کی مرضی تھی ÷

استیک۔ آپ میرے بزرگ ہیں میں آپ کا خورد۔ میرا فرض ہے کہ اپنے
ثواب آپ کے نذر کروں۔ یہ آپ کو زمین پر گرنے سے بچا دیں گے
یہیں پائے استقامت جما دیجئے ÷

ججات۔ مجھے یہ قبول نہیں۔ میں نے نہ معلوم برہمنوں کو کیا ہو کچھ

نہ دیا۔ نادار سیٹھ ساہوکار بن سکے۔ جو جس کی ہوس ہوئی بے عمل و غش پوری
کی۔ میں آپ کا گرانبار احسان ہونا دھرم کے خلاف سمجھتا ہوں ÷ ؎

حقا کہ بہ عقوبت دوزخ برابر است
رفتن بہ دستگیری بیگانہ در بہشت

انتنے میں ترون رکھیشر آموجود ہوئے انہوں نے کہا :-
"راجہ ججات! تم آستیک کی پیشکش قبول نہیں کرتے تو میں اپنے
اعمالِ حسنہ و ریاضت و عبادت کا ثواب نذر کرتا ہوں ÷
ججات - مہاراج صرف آپ کی کرپا چاہئے۔ مجھے آپ بھی معاف رکھیں۔
میرے لئے آپ کی اتنی ہی ہمدردی کیا کم ہے ÷
یہاں یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ دفعتہً اوج ہوا پہ پانچ طلائی بوان
سورج کی طرح نور برساتے جگمگ کرتے اترتے ہوئے نظر آئے۔ سب کی
نگاہیں ادھر کو اُٹھ گئیں۔ آستیک نے راجہ ججات سے پوچھا:-
یہ بوان کس کے ہیں؟ ان میں کون سوار ہے۔ اس طرف آنیکی وجہ؟
ججات - ان میں راجہ شوی اور مہرشی بسومان رونق افروز ہیں - اور آپ
کے بیجانے کی آرزو میں آرہے ہیں ÷
اتنے میں بوان پہنچ گئے - مہرشی اور راجہ شوی نے ججات کی مزاج
پرسی کے بعد کہا:-
آپ کے مصائب کا خیال ہمارے رونگٹے کھڑے کرتا ہے - آپ
زمین میں گریں اور ہم کھڑے دیکھیں۔ حمیت مقتضی نہیں - ہمارے
ثواب آپ قبول فرمائیں تو عین بندہ پروری ÷
ججات - آپ کی ہمدردی کا شکریہ - مگر میں اس سے زیادہ ممنونِ الطاف
و مرہونِ الطاف ہونگا - اگر آپ معاف رکھیں ÷
بسومان و شوی - اگر یہی ہے تو پھر آئیے بوان پر رونق افروز ہوجئے
آستیک جی بھی تشریف لے چلیں ترون رشی بھی سوار ہوں ÷
راجہ ججات - ہاں اس کا مضائقہ نہیں ÷

اور یوں پانچوں صاحب ہوائیوں پہ سوار ہو کر سورگ لوک کو تشریف لے گئے +

ادھیائے ۲۰

سورج بنسی و چندر بنسی راجے

مہاراجے اور ہندو جغرافیہ

راجہ جنمیجے کے سوال پہ بھیشم پاتن نے پرو بنس اور کورو خاندان کے راجاؤں کی جو فہرست بیان فرمائی۔ اُس کو ہم مزید تحقیقات اور ضروری کیفیت کے ساتھ نذر ناظرین کرتے ہیں۔ یہ بھی خیال رہے کہ مہابھارت میں زمانہ تکمیل تصنیف تک کے نام درج ہیں۔ مگر ہم موجودہ زمانے تک سلسلہ ملا دینا مناسب سمجھتے ہیں۔ تاکہ ترتیب نامکمل نہ رہے اور وہ جغرافیہ بھی بیان کرتے ہیں۔ جس کا ابنائے زمانہ کو علم نہیں۔ واضح ہو کہ مختلف کتب ہنود کی رو سے جب برہما کا ظہور ہُوا ہیژدہ ہزارہ عالم کتم عدم سے عالم شہود میں آئے آفتاب[۱] و مہتاب کو پرورش نباتات حفظ معدنیات تحفظ ذیروح کی خدمت سپرد ہوئی۔ اندر کو امراوتی کی حکومت ملی۔ نرک جمراج کے سپرد ہوا۔ چترگپت جی محاسب اعمال خلائق مقرر ہوئے۔ تو نکشتر و اجرام علوی یعنی (سیارے) پانچ تتو[۲] کا جلوہ ہوا۔ انسانی خلقت کی چار فرقوں[۳] میں تقسیم ہوئی +

۱؎ سورج یا آفتاب۔ چاند یا قمر۔ منگل یا مریخ۔ ماہ یا راس۔ برہسپت یا مشتری۔ سنیچر یا زحل۔ بدھ یا عطارد۔ کیت یا ذنب۔ شکر یا زہرہ۔ آتش +

۲؎ بایو یعنی ہوا۔ جل یعنی آب۔ اگن یعنی آتش۔ پرتھی یعنی خاک۔ آکاش یعنی خلا +

۳؎ برہمن۔ چھتری۔ ویش۔ شودر +

برہما جی نے ایک شخص کو اپنے موئے سر سے پیدا کر کے نارد نام رکھا اور چاروں وید کی تعلیم دی بعدہٗ حصول اولاد کی فکر میں کئی لڑکے پیدا کئے جنھیں پرجاپت و منو کہتے ہیں۔ ان کو حکم ہوا کہ فرمانروائے ہفت اقلیم ہوں مگر سب انکار کر بیٹھے۔ عبادت و ریاضت ہی پر قناعت کی۔ عرصہ تک طوائف الملوکی رہی۔ کسی کا کسی پر دباؤ نہ کسی کا کسی پر کوڑا نہ آنکس۔ برہما جی کی درخواست پر بشن جی نے اپنے فرزند دلبند پرجا سے فرمایا۔ کہ بھولوک یعنی دنیا میں فرمانروائی کرو۔ شریروں کو سزا خوش اطواروں کو جزا دو۔ دھرم کی شاہراہیں کھلیں۔ شر و فساد کا سدّباب ہو۔ پرجا نے صاف انکار کر دیا۔ کہ اہل دنیا بد اعمال ہیں۔ اُن میں رہنا اپنی بھی مٹی خراب کرنا ہے۔ پس حکومت نامنظور۔ عبادت لطف زندگی کے لئے کافی ہے۔ بشن جی نے اُسی وقت دعا کی اور فوراً ہی پرجا کی پُشت سے ایک لڑکا تولد ہوا جس کا نام کیرت مہنت ہوا۔ مگر اُس نے بھی ریاضت اختیار کی۔ اُس کا لڑکا بھی مشغول عبادت ہوا۔ اننگ نے بھی باپ کی پیروی کی۔ مگر اُس کے لڑکے اتیبل کو بشن جی نے زبردستی فرمانروائے عالم بنایا۔ جب راجہ اتیبل سریر آرا ہوئے پر وہ دنیا کو خاشاکِ ظلم و ستم سے پاک و صاف کیا لیکن شوکت و عظمتِ شاہانہ سے نفرت رہی۔ اور لباس درویشی و صحرانشینی اور ریاضت و عبادت پر قناعت کی۔ اس کے بعد انگد جانشین ہوا۔ عہد معدلت مہد میں رعیت شاد ملک آباد رہا۔ عدل و داد کی گرم بازاری تھی۔ امن و امان سے سامانِ مطالب برآری۔ انگد کے اشتغال عبادت سے بینو اُس کا بیٹا متمکن سریر سلطنت ہوا۔ بینو نے ایسا آسمان سر پر اٹھایا وہ اندھا دُھند مچائی کہ اہل زمانہ چیخ اُٹھے۔ رشیوں منیوں نے بشن جی سے شکایت کی۔ بشن جی سخت ملول خاطر ہوئے فوراً قدرت کاملہ سے ایک قوی دست وجیہ شکیل انسان پیدا کر کے نوبرت کے نام سے کرہ خاک پر روانہ کیا۔ نوبرت زمین پر آیا۔ بینو کو تہ تیغ کر کے عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور اپنا نام نوبرت پرتھو مشہور کیا۔ راجہ

نے انصاف و عدل سے خلقت کو بامراد کیا اسیران رنج و غم کو قید مصائب
سے رہائی بخشی۔ مدت دراز کے بعد راجہ پرتھو نے شکر (یعنی زہرہ) کو
نائب السلطنت و مدار المہام دولت مقرر کر کے صحرا کی راہ لی اور ریاضت و
عبادت میں مصروف ہوئے۔ پرجا سے بینو تک سات پشتیں گذریں۔ ان
ساتوں کو پشن پتر کہتے ہیں۔ جب شکر نظم و نسق حکومت پر قادر ہوئے ابنائے
خلائق کو راہ راست کی تعلیم دی۔ اور عدل و داد سے تمام مخلوق کو راضی و
شاکر رکھا۔ شکر جی نے برہمنوں کو اپنا مدار المہام سلطنت مقرر کیا اور
کبیرکھ رکھیشر کو نیابت دی۔ نیز مدح و ثنا کے لئے دو شیوا زبان اور
بید خوان برہمن متعین کئے۔ جن کا نام سوت اور باگدیو تھا۔ بھاٹ جنہیں
فارسی دان باد فروش کہتے ہیں۔ انہیں کے بقائے نام ہیں۔ قبل میں ان
دو مورثان اعلے کی نسلیں ہی بھاٹ کہلاتی تھیں۔ اب امتداد زمانہ سے
سینکڑوں فرقے ہوگئے ہیں ✦

نوبت کے بعد کبیرکھ رکھیشر اور رنگ آرا سے جہانبانی ہوئے اور
اپنا نام راجہ پرتھو رکھا۔ راجہ پرتھو کا عہد اہل عالم کے لئے بہت مبارک
تھا۔ جس میں مزے سے گذر ہوتی تھی۔ ہر طرف امن امان۔ ہر جگہ خوشی
کے سامان۔ راجہ پرتھو نے سب سے پہلے روے زمین کو خس و خاشاک
سے پاک و صاف کر کے ہموار کیا۔ زمین شکریہ عنایت بے غایت کے
لئے عورت کے بھیس میں حاضر ہوئی۔ راجہ نے کہا جا اپنے مقام پر
ٹھہرو۔ جب یاد ہو تب حاضر ہونا۔ زمین رخصت ہوئی۔ اور اپنے مرکز
اصلی پر قائم ہو گئی۔ پھر دریائے محیط مرد کے لباس میں پابوس ہوا اور
عرض کی۔ جہاں پناہ جتنے زر و گوہر کی ضرورت ہو ابھی ابھی پیش نظر کروں
راجہ نے پھر ویسا ہی کہہ کر اسے رخصت کیا۔ اس کے بعد سمیر پربت
ایک درویش کا جامہ پہن کر آستاں بوس ہوا اور گذارش کی۔ میں اس کرہ
زمین کا مالک ہوں۔ جتنا سونا مطلوب ہو ابھی ڈھیر ہو جائے۔ بعدہٗ
مہادیو جی کے خزانچی کوبیر جی آئے۔ فرمایا کہ جو چیز درکار ہو فرمائیں

یہیں موجود کروں ۔

راجہ پرتھو نے تمام زمین کے سات حصے کئے اور ہر حصے کا نام علیحدہ رکھا۔ یہ سات حصے حسب ذیل ہیں:-

۱- جنبودیپ۔ جس کا نصف حصہ دریائے شور سے محیط ہے اور کوہستان وخرابہ وآباد ہے۔ طول ۵ لاکھ ۱۷ ہزار ۳ سو ساٹھ جوجن۔ عرض ۲ لاکھ ساٹھ ہزار ۲ سو ۹۵ جوجن۔ سمیر پربت ۸۴ جوجن بلند اُتر میں واقع ہے اور اس کے گردونواح میں سات پہاڑ معدن جواہرات مختلف الاقسام ہیں ۔

۲- شاکدیپ۔ طول ۴ لاکھ ۷ ہزار ۴ سو ۴۲ جوجن۔ یہ بحیرۂ سفید سے محیط ہے اور اس میں بھی کوہستان ہے ۔

۳- شالملی دیپ۔ طول ۳ لاکھ ۱۲ ہزار ایک سو آٹھ جوجن دریائے جغرات سے محیط ہے۔ پہاڑ بکثرت ہیں۔ دریائے جغرات اس لئے کہتے ہیں۔ کہ پانی جغرات سے مشابہ ہے ۔

۴- کشش دیپ۔ طول ۲ لاکھ ۸۶ ہزار ۷ سو جوجن[1] گھی کے رنگ کے پانی کا دریا محیط ہے۔ پہاڑ بہت ہیں ۔

۵- گومیدک دیپ یا پلکش دیپ۔ طول ۲ لاکھ ۹۶ ہزار ۵ سو ۷۰ جوجن۔ اس کے گرد ایک دریا ہے۔ جس کا پانی ذائقہ اور خواص میں بعینہ شراب ہے ۔

۶- کرونچ دیپ۔ طول ۲ لاکھ ۱۸ ہزار ۶ سو ۴۰ جوجن شیرۂ نیشکر کے رنگ کا دریا محیط ہے۔ پہاڑ بھی بہت ۔

۷- پشکر دیپ۔ سب دیپوں سے چھوٹا ہے۔ طول ایک لاکھ ۴۱ ہزار ۲ سو ۴ جوجن دریائے آب شیریں سے محیط ہے اور پہاڑ بھی بہت واقع ہے ۔

راجہ پرتھو نے سات دیپ تقسیم کرکے جنبودیپ کے نو حصے کئے جن کو سنسکرت زبان میں ورش اور عربی میں اقلیم کہتے ہیں۔ جنبودیپ کے

---

[1] اہل ہند کی اصطلاح میں ایک جوجن چار کوس کے برابر ہوتا ہے ۔

نو حصے حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ بھارت ورش یعنی ہندوستان ؂

۲۔ کن ورش یعنی تاتار چینی شہر پبھ بھاگوت اسکندھ ۵۔ ادھیائے ۵۹ کے رُو سے بھگوان پرشوتم سری رامچندر جی کی شکل میں جانکی جی کے ساتھ یہیں رونق افروز ہوئے ہیں اور سری ہنومان جی گندھربوں کے ساتھ یہیں پرستش کرتے اور کتھا سنتے رہتے ہیں ؂

۳۔ ہری ورش۔ یعنی ایشیائی روس ؂

۴۔ کرو ورش یعنی میکسیکو ؂

۵۔ ہرنیہ مے ورش۔ یعنی یونائٹڈ اسٹیٹس (ممالک متحدہ)

۶۔ رمنیک ورش یعنی کینیڈ ؂

۷۔ الاورت ورش یعنی قطعہ وسطی مابین ایشیائی روس و کینیڈا بالفعل یہ حصہ دریا بُرد ہے اور اب دریا بکثرت برودت سے ہمیشہ منجمد رہتا ہے ؂

۸۔ کیتومال ورش یعنی کیمسکٹکا۔ امریکہ رُو سے اس کا بھی ایک حصہ تہ آب ہے

۹۔ بھدر ترنگ ورش عرف بھدراشو ورش یعنی گرین لینڈ آئسلینڈ وغیرہ یہ بھی ¾ حصہ زیر آب ہے ؂

تقسیم اقالیم کے بعد راجہ پرتھو نے نارد من اور شکر جی کے مشورے سے ساتوں اقلیموں میں عمارتیں تعمیر کیں شہر و قریہ دو یہ آباد کئے اور ہر جگہ چاروں ورن کے لوگ یعنی برہمن چھتری۔ ویش۔ شودر۔ بسائے گئے راجہ پرتھو کے عہد میں تمام خلقت مرفہ الحال و فارغ البال تھی۔ اتفاقاً ایک سال قحط پڑا۔ سب کھیتیاں سوکھ گئیں ایک دانہ پیدا نہ ہوا۔ راجہ کو سخت حیرانی و پریشانی ہوئی۔ خیال گزرا کہ شاید مجھ سے کوئی گناہ سرزد ہوا یا بندگان خلائق کسی امر ناشائستہ کے مرتکب ہوئے زمین کو یاد کیا مگر وہ حاضر نہ ہوئی۔ راجہ کو سخت غصہ آیا۔ گھوڑے پر سوار ہوا تیر و کمان

لئے ہوئے موضع زمین میں پہنچا۔ زمین جی چرا کر بھاگی۔ راجہ نے پیچھا کیا زمین پاتال میں پہنچی۔ وہاں سے سرگ لوک میں گئی۔ راجہ بھی تگمٹ پیچھے پیچھے پہنچا اور زمین کو بڑی جدو جہد سے لے آیا اور کہا۔ تمام خلقت نے تخم ریزی کی ایک دانہ بھی نہ اُگا۔ سب تخم اُگل دے۔ زمین بولی۔ میرا قصور نہیں۔ دُنیا سے دھرم رخصت ہو گیا جو چاہتے ہیں زہر مار کرتے ہیں۔ راہِ ثواب میں کوڑی خرچ نہیں کرتے۔ پھر جیسی کرنی ویسی بھرنی۔ راجہ کو حیرت ہوئی اور کہا:۔

راجہ۔ اے پرتھوی میں تیرا شکر گذار ہوں کہ تُو نے حالات خیر و شر سے مجھے آگاہ کیا۔ لیکن میری خواہش ہے کہ جو اناج بویا گیا ہے وہ واپس کر دے۔ پرتھوی بولی۔ مجھے عذر نہیں۔ تعمیل ارشاد منظور۔ میں گائے بنتی ہوں۔ آپ مجھے دولیں۔ جو مجھ میں ہوگا۔ آپ کے ہاتھ آجائیگا ❖

پرتھوی گائے بنی اور ہماچل پہاڑ بچھڑا بن گیا۔ راجہ نے گائے کو دوہا تو کثرت سے دودھ نکلا۔ راجہ نے حکم دیا کہ قلبہ رانی شروع ہو اور یہی دودھ زمین پر چھڑکا جائے۔ حکم کی تعمیل ہوئی اور سوکھے کھیت ہرے بھرے ہو گئے۔ ابنائے روزگار کی فاقہ شکنی ہوئی۔ سوکھے دھانوں پانی پڑا۔ اسی روز سے راجہ نے زمین کو اپنے نام پر پرتھوی کا خطاب دیا۔ چونکہ ساتوں دیپ کے فرمانروا اسی کی اولاد میں سے ہیں۔ اور چتر اسی راجہ کی ایجاد ہے۔ اسی سے اس کی نسل کا خطاب چھتری ہوا۔ راجہ پرتھو کی اولاد میں سے کئی راجہ فرمانروائے ہفت اقلیم ہوئے ❖

راجہ پریابرت شہنشاہ ہفت کشور منصف سخی۔ شجاع اور نہایت رعیت پرور تھا۔ شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے تھے۔ شکرہ و باز کبوتر سے ہمساز تھے۔ راجہ پریاورت کے سات فرزند تھے راجہ نے ہر ایک کو ایک اقلیم کا فرمانروا بنایا اور خود گوشۂ عبادت میں بسر کی۔ سات لڑکوں میں سے راجہ اگنیدھر جمبو دیپ کا مالک ہوا اس کے نو لڑکے تھے۔ راجہ نے جمبو دیپ کو نو حصوں میں منقسم کر کے ایک ایک حصہ ایک ایک کو بطور

کے حوالے کیا۔ جن کی اولاد زمانۂ دراز تک آریکہ آراے عالم پناہی رہی۔ لڑکوں میں سے راجہ نابھ آریہ ورت کا حکمران تھا اس کے تین فرزند تھے۔ راجہ نابھ نے ہندوستان کے تین حصے کر کے تینوں لڑکوں کو دے دئے اور خود مشغول ریاضت ہوا۔ راجہ نابھ کے لڑکے اپنے اپنے حصے پر قابض ہوئے۔ ہر ایک نے اپنی اپنی قلمرو کا نام اپنی مرضی کے موافق رکھا چنانچہ ایک قلمرو جانب مغرب جانگل دیش کہلائی۔ جسے اہل ہند نو کوٹھی مارواڑ کہتے ہیں۔ وہ بالا دست گجرات ہے۔ وہاں کے کنوئیں بہت عمیق ہیں۔ جب کنوئیں سے ڈول نکلتا ہے۔ لوگ ڈھول بجاتے ہیں کہ اس کے کھینچنے والے کو ڈول نکلنے کا علم ہو جائے۔ یہاں کے باشندے گندم رنگ اور نہایت قوی الجثہ ہوتے ہیں۔ بڑے درخت کم چھوٹے فصلی پودے ہر سال نکلتے اور معدوم ہوتے رہتے ہیں۔ آب وہوا ناقص۔ استعمال افیون لازمی ورنہ زندگی دشوار۔ چھوٹے بڑے پہاڑ بکثرت۔ آندھیاں بشدت۔ ریگ کی افراط۔ میوہ و گل کی قلت۔ باجرہ اور موٹھ اجناس پیداوار۔ غلے ندارد۔ زبان غیر ملک والوں کے لئے عجیب وغریب گفتگو سمجھنا دقت طلب +

دوسرا حصہ انوپ دیش کہلایا۔ ملک بنگالہ اس میں دریاے شور کے ساحل پر واقع ہے۔ کنوؤں کا پانی بہت قریب۔ درختوں میں رطوبت زیادہ اور بارآوری بکثرت۔ باشندے اکثر سیاہ خام کمزور کم ہمت۔ مخنچی دغاباز و خائن مگر جاہل کم عموماً سب صاحب علم۔ عورتیں ہوا پرست اور بے شرم۔ چاول مچھلی غذا۔ مرض بادی کا زور +

تیسرے قطعۂ منقسمہ کا نام سمرانھ دیش ہوا۔ پانی نزدیک چھوٹے چھوٹے درخت اعتدال کے ساتھ بارآور اسی میں اندرپرستھ دلی واقع ہے۔ اہل ملک صحیح البدن۔ شیریں کلام۔ با مروت صاحب جرأت۔ دریا دل۔ گندم گوں۔ ... عورتوں مردوں کا مزاج معتدل۔ آب وہوا خوشگوار۔ تمام اقسام کے میوہ و گل غلہ و ریاحین کی کثرت +

چونکہ اس وقت زمانے کی تقسیم ممالک وقیام ولایات کا ذکر آیا ہے لہذا ہم ناظرین باتمکین کی خدمت میں عرض کرنا مناسب سمجھتے ہیں کہ کچھ اہل یورپ ہی نے علم جغرافیہ میں تحقیقات کے ڈنکے نہیں بجاتے ہیں بلکہ ہندوؤں کے زمانے میں بھی جغرافیہ مکمل تھا۔ یورپ کے جغرافیہ دان جغرافیہ دانی کی مہارت پیٹ سے لیکر پیدا نہیں ہوئے۔ ان کو جو کچھ معلومات حاصل ہوئی ہے۔ وہ ہندوؤں کے طفیل سے اگر یہ نہ ہوتا تو یورپ کولمبس پہ ناز نہ کرتا اس کی سالانہ یادگار سے اس کا شرادھ نہ کرتا۔ مگر ہندو ایسی ادچھی بات پر فخر نہیں کرتے انہیں اُس وقت سے امریکہ معلوم تھی۔ جب دنیا کی بُنیاد پڑی تھی۔ ہندو جغرافیہ کیا ہے۔ ہندوؤں کے یہاں آجکل کی ولائتوں اور شہروں کے کیا کیا نام تھے۔ کون کون مقام کس کے نام سے منسوب ہیں یا کس کس نے آباد کئے۔ اس کی تشریح وتوضیح شائقین تحقیقات کے لئے کچھ کم دلچسپ نہ ہوگی۔ چنانچہ ہم ذیل میں کُتب مُستند کے رُو سے اپنی تحقیقات حوالۂ قلم کرتے ہیں۔ اور اس حصے کو ہندو جغرافیہ کے نام سے موسوم کرکے دکھاتے ہیں کہ ہمارے بزرگوں کی تحقیقات کس نامعلوم زمانے سے حد تکمیل کو پہنچی ہوئی ہے۔ ہم پہلے دیپ اور ورش کی تفصیل کا حال بیان کرچکے ہیں۔ اور اب اُس کے سلسلے کو ضمیمۂ تحقیقات میں شامل کرکے دکھانا چاہتے ہیں کہ قدیم ہندو یعنی ہمارے بزرگ تحقیقات جغرافیہ میں بھی موجودہ جغرافیہ دانوں سے ہزار قدم آگے تھے +

جغرافیہ کی تحقیقات میں ہندو جغرافیہ دانوں کی تحقیق محدود سے وسیع وبسیط ہوتی گئی ہے۔ مگر ہم اس زمرے میں سب کے خیالات کا نفسِ مطلب عرض کرتے ہیں۔ شائقین تحقیقات۔ حوالہ جات سے تصدیق فرمالیں +

پنڈت سری رامچندر بنگال نواسی نے رسالۂ بھارت بچار میں بھارت ورش کو روئے زمین ثابت کیا ہے۔ چنانچہ وہ بھارت ورش کے تین حصہ حسب ذیل کرتے ہیں +

۱۔ اشوکرانت اشوجات یعنی یورپ بھوشیہ

پران پورب مکھنڈا

نوٹ۔ ہندو لوگ یورپ کو اشوجات نہ معلوم کس جگ سے کہتے چلے آئے ہیں۔ عیسٰے کو پادری ایسو یا عیسو کہتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اشوجات یعنی عیسو کی ذات یعنی عیسائی اسی نام سے پہلے بھی پکارے جاتے تھے +

۲۔ رتھ کرانت سورجا رکا یعنی افریقہ

۳۔ وشن کرانت یا اسپجنگ یعنی ایشیا

گو پنڈت جی کا بھارت ورش کو پرتھوی بھر کہنا ایک تعجب خیز بات معلوم ہوتی ہے۔ مگر نہیں حال کے اولڈ اینڈ نیو ہمسفیر یعنی قدیم و جدید کرۂ زمین جن کا دوسرا نام پرتھوی ہے۔ قدیم سنسکرت جغرافیہ میں نابھ ورش و بھارت ورش نیز کرم بھومی کے خطاب سے موسوم ہوئے ہیں۔ اور اس سے ثابت ہے کہ مختلف زمانوں میں کرۂ زمین مختلف ناموں سے منسوب کیا گیا۔ اور ایک وقت یعنی ہندوؤں کے دور عالمگیر میں کل کا کل بھارت ورش میں داخل تھا +

لوگ اس بات سے متحیر ہونگے کہ کہاں نابھ ورش یا بھارت ورش یا کرم بھومی کہاں روئے زمین۔ کل تختۂ ارض کی گنجائش کجا مگر نہیں بعض مغالطے ایسے ہوتے ہیں کہ کہنے کو تو بہت کچھ وزن رکھتے ہیں۔ لیکن ان کی اصلیت میں شمع بھر جان نہیں ہوتی +

غور کیجئے کہ سورج بنسی چکرورتی راجے مہاراجے اجودھیا کے راجے کہلاتے تھے۔ دھرتراشٹ اندرپرست ہی کے راجہ مشہور رہیں۔ پرتھی راج ہندوؤں کا آخری شہنشاہ دہلی و اجمیر کا مالک کہلاتا تھا۔ قنوج کے راٹھوروں اور ان سے قبل کے عظیم الشان فرمانرواؤں کی سلطنت قنوج ہی کہلاتی تھی۔ حالانکہ ان میں روئے زمین کے فرمانروا اور فاتح بھی تھے۔ اطراف یا اقطاع عالم میں بھی حکومت کا جھنڈا لہراتا تھا۔

مقبوضات ہند کے بیرونی سرحدی مقامات بھی تحت تصرف وقبضۂ اقتدار میں تھے۔ مگر نہیں کیا قلمرو اور کیا ممالکِ محروسہ سب اسی نام کے ذیل میں تھے جو دار السلطنت کو حاصل تھا ؛

ہندوؤں ہی پر فرض نہیں اہل اسلام بھی اسی طریق کے پیرو تھے۔ شاہجہان وغیرہ کی حکومت تمام زمین ہند ہی نہیں بلکہ افغانستان بلخ بدخشان تک تھی۔ مگر نہیں یہ شہنشاہِ دہلی کہلاتے تھے۔ چنانچہ آج بھی نظام حیدر آباد کے نام سے ظاہر ہے کہ حیدر آباد کا تمام نام مقبوضات ملک دکن سے مراد رکھتا ہے علے ہذا بیگم بھوپال۔ نواب رامپور۔ مہاراجہ اندور وغیرہ صاف ثابت کرتے ہیں کہ مقبوضات خواہ کتنے ہی وسیع ہوں حکومت کی وسعت چاہے جس قدر ہو۔ ان سے یہ قیاس نہ کر لینا چاہیئے کہ نظام کی حکومت صرف حیدر آباد ہی پر محدود ہے یا شاہجہان بادشاہ صرف دہلی ہی کا بادشاہ تھا۔ نہیں بلکہ یہ سمجھنا ہوگا کہ وہ تمام ہندوستان کا شہنشاہ تھا کابل بلخ وبدخشاں وغیرہ بہت سی ولائتیں اور بھی اس کی قلمرو میں شامل تھیں جب ہم اس امر کا لحاظ کرتے ہیں تو ہمیں شک کرنے کا کوئی پہلو نہیں سوجھتا کہ تمام روئے زمین کو قدیم راجگان ہند کے زمانہ جہانگیری میں آریہ ورت یا بھارت ورش خواہ نابھ ورش یا کرم بھومی نہ کہتے ہوں۔ کیونکہ آخر الذکر ناموں سے ملقب ہندوستان اگلے زمانے میں روئے زمین کا سرتاج تھا اور تمام ممالک ارضی اسی کے زیر حکم یا داخل قلمرو تھے۔ چنانچہ ہمیں مزید ثبوت کی ضرورت نہیں پرتھوی کا نام ہی کافی ہے جو راجہ پرتھو کے نام سے اب تک منسوب چلی آتی ہے۔ سنسکرت میں پرتھوی کل روئے زمین اور کرۂ زمین اور کرۂ خاکی کو کہتے ہیں۔ اس کا یہاں کے راجہ کے نام سے ملقب ہونا صاف بتا رہا ہے۔ کہ بنگال کے پنڈت سری راجچندر کا خیال بھی غلط نہیں طبقۂ ارضی ضرور نابھ ورش وغیرہ کے ناموں سے منسوب رہا ہوگا۔ کیونکہ تاریخی تحقیقات سے خصوصیت کے ساتھ ثابت ہے کہ اگلے زمانے میں کل دنیا ہندوستان کے ماتحت

اور زیر نگین بھی انگریزی ماڈرن جاگرفی میں زمین پانچ حصوں پر منقسم ہے:۔

۱۔ ایشیا

۲۔ یورپ

۳۔ افریقہ

۴۔ امریکہ شمالی و امریکہ جنوبی

۵۔ آسٹرل ایشیا

آجکل سنسکرت کا دور دورہ نہیں لوگ یہ بھی نہیں جانتے کہ ہندو جغرافیہ دیکھنا ہو تو کس کتاب میں دیکھیں۔ جن کو کچھ مذاقِ تحقیقات ہوا وہ بھاگوت میں ٹٹولتے ہیں اور پھر قہقہہ لگاتے ہیں۔ کہ واہ بس نام بڑے درشن تھوڑے۔ بھاگوت کا یہ زور و شور اس پہ ہندوؤں کا یہ ناز مگر "جو چیرا تو اِک قطرہ خون نہ نکلا" جغرافیہ بمنزلہ صفر۔ ان عقلمندوں کی عقل کی جہاں تک تعریف کی جائے کم ہے۔ جن کو یہ تک معلوم نہیں کہ شفا خانہ اور ہے اور یتیم خانہ اور۔ محکمہ مالی میں محکمہ ملکی کی باتیں کہاں۔ کہاں تعزیرات ہند کہاں قانون عدالت دیوانی۔ کہاں پانیر کہاں تھیا صوفسٹ گورنمنٹ گزٹ میں امرت بازار پتر کا کے مضمون کہاں۔ میں بھاگوت میں جغرافیہ کو تلاش کرنا بالکل الٹو اشنی اور بھاگوت پر قہقہے لگانا خاص نو طرز مُرصع لیاقت کا نمونہ ہے یا نہیں۔ بطلیموس کو آجکل کے عقلمند اور محقق مشہور جغرافیہ نویس سمجھتے ہیں۔ جغرافیہ کا اقتباس ہم نے ٹاڈ راجستان کے نمبر ۲ میں قلمبند کیا ہے۔ نئے زمانے کے محققین جغرافئے کے معاملے میں یا بطلیموس کو ہمہ اوست سمجھتے ہیں یا بھاگوت کو ہم از وست اور پھر منہ چڑھاتے ہیں۔ کہ واہ واہ۔ اگلے جغرافیہ کی اتنی ہی بساط اتنی ہی کائنات۔ مگر اپنی فہم و فراست کو نہیں سمجھتے کہ حلوائی کی دکان سے اطلس فرنگ چاہنا دانشمندی ہے یا گستاخی معاف بیوقوفی۔ قدیم جغرافیہ کے شائقین کو بھاگوت کی ورق گردانی سے کچھ حاصل نہیں اگر ان کو واقعی شوق ہے اور اُن میں کچھ جوہر لیاقت بھی ہے تو وہ گرگ سنگھتا ملاحظہ

فرماویں وشنو لوک و گئو لوک کھنڈ کی سیر کر جائیں چھتیس سمساس دیکھیں وشنو
پوران وغیرہ سے قدیم جغرافیہ کے سبق یاد کریں۔ خوب خیال رہے کہ موجودہ
اور گذشتہ زمانہ کے جغرافیہ میں جو کچھ اختلاف ہے وہ مختلف زمانوں کی
پولیٹیکل حدبندی سے ظہور پذیر ہوا ہے۔ چنانچہ مہاراجگان ہنود کے
دوران حکومت میں کم وبیش اختلاف ہوتا رہا ہے۔ یعنی اگر کسی کی
حکومت وسیع ہوئی تو اُسی لحاظ سے حدبندی کی گئی۔ اگر کمی ہوئی تو اسی
پیمانے سے۔ ان اختلافات کا سبب عموماً پولیٹیکل لحاظ سے ہی رونما
ہوا ہے۔ نام کے تغیرات و تبدلات کے اسباب بھی یوں ہی ہوتے
ہیں۔ چنانچہ دیکھئے کہ نواب آصف الدولہ کے زمانے تک بنارس
شاہجہان پور۔ الہ آباد۔ بریلی وغیرہ اودھ میں شامل تھے۔ نواب سعادت علیخاں
صوبہ دار اودھ کی مسند نشینی کے زمانے سے صرف موجودہ بارہ ضلع
شامل اودھ رہ گئے۔ اور آدھی سلطنت انگریزوں نے حاصل
کرکے ممالک مغربی و شمالی کا ایک بڑا صوبہ قائم کر لیا۔ جسے اب چند
سال سے ممالک متحدہ آگرہ و اودھ کا نام حاصل ہوا ہے۔ اب تک
ملک بہار داخل حکومت بنگال تھا۔ اب اس کو بھی علیحدگی نصیب
ہو گئی۔ آسام اور بنگال کے بھی حصے بخرے ہو گئے۔ سرحد کابل پر بھی
ایک مغربی و شمالی سرحد صوبہ قائم ہو گیا۔ چنانچہ چند سال کے اندر اندر
ہندوستان کے جغرافیہ میں صرف پولیٹیکل ضروریات سے وہ وہ تبدیلیاں
واقع ہو گئیں جن پر ناواقف آدمی ضرور تعجب کرے اور جن سے انگریزی
جغرافیہ اور اس کے نقشے بھی نمایاں تبدیلیاں آسمان کو زمین اور زمین
کو آسمان کرکے دکھا رہی ہیں ؛

ہند و جغرافیہ موجودہ صورت میں ضرور مختلف ہوگا۔ اس کی وجہ صرف
امتداد زمانہ ہے۔ اہل ولایت جو جغرافیہ کی تحقیقات میں بار بار سرگرداں چلے
آتے ہیں۔ اب تک امریکہ کو انڈیا کہنے سے باز نہیں آتے۔ حالانکہ کولمبس
کو مرے ہوئے بھی صدیاں گذر گئیں اور انگریزی آدھی دنیا میں حکومت

کا سکہ بٹھا چکے ایک وقت وہ بھی تھا کہ ہندوستان کی تلاش میں واسکوڈی گاما سر مارتا پھرتا تھا۔ مگر آج یہ بھی زمانہ ہے کہ یورپین تحقیقات مکمل سمجھی جاتی ہے پھر بھی ہنوز دلی دور است وسطی افریقہ کا نقشہ دیکھا جائے۔ اس میں چند خطوط کے سوا نہ کسی شہر کا نام نہ کسی یگانہ مقام کا۔ پہاڑ اور ندیوں کی ہستی صرف لکیروں تک محدود ہے قطب جنوبی کے حصہ زمین کو وکٹوریہ لینڈ کہتے ہیں۔ اس حد کا ٹھیک پتہ نہیں صرف سلائے سے دکھا دیا گیا ہے کہ فرضی حد یہ ہے۔ سائبیریا اور گرین لینڈ وغیرہ کے نقشوں کا بھی کچھ ٹھیک ٹھاک نہیں عقلی گدے لگائے گئے ہیں۔ جب یہ اس زمانے کے موجودہ جغرافیہ کا حال ہے تو ہندو جغرافیہ پر اعتراض کرنا خردمندی ہو یا حماقت پسندی ہم کچھ نہیں کہہ سکتے +

پنڈت سری رامچندر کے قول کی تائید ایک بات سے اور بھی ہوتی ہے۔ یعنی جمبو دیپ کے جو نو کھنڈ قدیم سنسکرت جغرافیہ میں درج ہیں ان کی رو سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی زمانے میں افریقہ اور ایشیا باہم ملے ہوئے تھے۔ چنانچہ دیکھ لیجئے کہ جمبو دیپ کے نو کھنڈ کون کون ہیں +

بھارت ورش ہندوستان

الاورت ورش۔ ایلا[1]سکا یعنی زمین درمیانی ایشیائی روس وکناڈا

رمیک ورش کینیڈا +

ہرنیہ ورش۔ امریکہ متحدہ (یونائٹڈ اسٹیٹس)

ہری ورش۔ میکسیکو[2] و یورپ

بھدراشو ورش۔ گرین لینڈ و آئس لینڈ۔ اس کے حصے بھی دریا بُرد رہتے ہیں +

کیت مال ورش۔ کیمسکٹکا و امریکہ روسی اس کا ایک حصہ پانی میں غرق رہتا ہے +

[1] یہ حصہ دریا بُرد اور آب دریا منجمد ہے +

[2] بعضوں کے خیال میں ایشیا روس سے مراد ہے +

کپرکھہ ورش۔ تاتار چینی +
کورو ورش۔ تکمیلٹ +
یہ جمبودیپ کے نو کھنڈ تھے جو قلمبند کئے گئے۔ اب جغرافیہ دنیا کے مشہور ممالک اور شہروں کے قدیم و جدید نام معرض تحریر میں آتے ہیں۔ تاکہ ناظرین اس قیمتی معلومات کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں +

مروجہ نام	قدیم نام	مروجہ نام	قدیم نام
یورپ	اشوکرانت و اشوچات	برٹن	اورتن
انگلینڈ	اندرویپ و اندیپ	روم	رودم
اٹلی	پنچھر	رشیا (روس)	رشش
سسلی	ترن کریا	یورپی روس	ہری ورش
پرتگال	پشوشیل	سٹیپریا	ہمیرو
جرمنی	کرستہ۔ کوبیخ۔ کابل	جنجارا	تسنجارا
ہالینڈ	سینک		پارت چین
بلجیم	گنگٹ	چین	مہاچین
آسٹریا	اشوک اشویا	تبت	تال تو کھنگ
گال یا فرانس	پرلیا گھنگ	تاتاری	پاروت
اسپین	تاسں ولش	عرب	آدرت
ڈنمارک سویڈن	ناٹک	ایران یا فارس	پارسیہ
اسکنڈنیویا	نارک	ترک	شوورپاون
یورپین ٹرکی	ارینک ٹرسنک	مدینہ	نروناش پرادسکار
ترکستان	پاروت	کابل	پہشو
افریقہ	رمتہ کرانت و سور جارکا	قندھار	گکاندھار
کینیل	کانول	ہرات	سبچکے

ٹ یہ کوریا جاپان سے بھی مراد ہے +

مروجہ نام	قدیم نام	مروجہ نام	قدیم نام
بربری	بربر	مسقط	اپواہ اپرانت
	باہودھان	سیلون	سنگل دیپ
	بارن	ملاکا	اُپ ملوکا
	اُپ دیپ	برہما	برہماتر- برہمادیش
	راکشسا باس	ہندوستان	کمارکا
ڈڑیگاسکر	بدھ کا سک	امریکہ	کماردیپ وسوبرن بھوم
ایشیا	بشن کرانت اسپنگ	شمالی امریکہ	اترکمار
ایشیاٹک ٹرکی	شک وترشک	امریکہ متحدہ	ہرنیہ ورش
گرین لینڈ	بھدرورش	گجرات	گوجراٹ
سکینیڈا	رمیک ورش	کرناٹ	کرانچی
	کورو ورش	ملابار	پانڈوے
جنوبی امریکہ	دکشن کمار	دکن	کسکندھا
برازیل	تل	ہرات	کیکے
پیرو	ہرنیہ پور	میسور	ماہشک
آسٹرل ایشیا	رمنک	اوڑیسہ	
پالنیشیا	سوپرن پرستھ	مہاراشٹ	تراشٹ
یہ نام نامعلوم ہیں مگر سنسکرت جغرافیہ		ترہٹ	بدیہہ میتھلا
میں مندرج ہیں۔		قنوج وغیرہ	جہنووے کا تیج
لنکا ورگ دیپ		گیا	مگدہ کیکٹ
اسمائے مقامات کمارکا یعنی ہندوستان		پٹنہ	پاٹلی
بھوٹان	زرد		
		بیدناتھ کال گاؤں	ناگ دیش
دارجلنگ	زرولنگ	راج محل آرہ وغیرہ	
پنجاب	پنچ ند	بھاگلپور	چمپا

مروجہ نام	قدیم نام	مروجہ نام	قدیم نام
کشمیر	گیرگ - کاشمیر	مدنی پور	پنڈر
فیض آباد و ابن گنج وغیرہ	اودر کوشل	رنگپور، دیناجپور	متس دیس
بنارس	کاشی	راج شاہی	
کرد چھیتر	کروجانگال	باقرگنج ڈھاکہ - ندیا	ونگ دیش
وغ	اندر پرستھ	کرشنا نگر کلکتہ شانتی پور	چیرو
اجین	اونت - بشارا	سیمن سنگھ	اب بنگ
متھرا	سورسین	کامروپ	پراگ جوتش
گنگ وجمن کے وسطی ملک	انتربید		چنڑپور - امیر تیمور کے دہلی میں آنے کے بعد سے کاسگنج نام ہوا
		وسط ہند	
شمالی ہند یعنی پہاڑوں کے اندر کا ملک	اوترا کھنڈ	جبلپور	ساگر نربدا
دکن نربدا اور مہاندی کا جنوبی حصہ	دکشن دیش	**بنگال**	
		کلکتہ	کالی گھاٹ
صوبہ اودھ	اجودھیا داونز کوشل	ندیا	نودیپ
		جیسر	سرل
شمالی ہند دکن کا وسطی ممالک	آریہ ورت دیٹھ بھومی	مدنی پور	
		فرید پور یا ڈھاکہ	ڈھاکہ
ممالک متحدہ	اودھ آگرہ	دیناجپور	
بگرام ضلع ہردوئی	سری نگر	چٹ گاؤں چٹاگانگ	
کان پور	کانپور	چاٹگام اور	چندر گراں
الہ آباد	پریاگ - بارناوت پانڈوں کے زمانہ میں نام تھا۔	اسلام آباد	شری ہٹ شاستری
		سلہٹ	تلش دیش اسی کے آس پاس ہے

مروجہ نام	قدیم نام	مروجہ نام	قدیم نام
فرخ آباد	فرخ سیر نے فرخ آباد نام رکھا	ہاسکلی	گوہن
		کچار	ہیرمبپ
چنار گڑھ	پر نادری تعمیر کردہ راجہ بھرتری	خیرآباد۔ صدر مقام سیمن سنگھ	سودآرا
بالاسور	بالیشر	یہ سب علاقہ اب مشرقی پاکستان میں ہے	پراگ جوتش یا کامروپ دیش جس میں رنگپور سیمن سنگھ، سلہٹ، چنتاپور، کچار، دیسی پور آسام کوہاٹ شامل تھے۔
پربتا سے اڑکھورنگ پہاڑ اور جنگل	کرات دیش		
بردوان	بردھمان		
کٹک	اتکل دیش		
پوری یعنی جگن ناتھ	پرشوتم پوری جگن ناتھ جی کا مندر اسی مقام پر راجہ اننگ بھیم دیو نے بنایا تھا جو سنہ ۱۱۷۴ع میں گدی پر بیٹھا تھا		
صدر مقام گردا		پنجاب	پنجاب
		حصار	ہریانہ
		تھانیسر	ستھان تیرتھ کرکشیتر
مونگیر	مدگر	کانگڑا	نگرکوٹ
جنوبی بہار	مگدھ	امرتسر	گرو رام داس کے عہد سے امرتسر نام ہوا جس کی وجہ تسمیہ امرتسر نام کے تالاب سے ہے۔
شمالی بہار	متھلا یا جنک پور		
پٹنہ	پاٹلی پتر جدید پاٹلی پتر عظیم		
ترہت	تیرہبھکت متھلا دیس		
گنڈک و کوسی ندی کے بیچ کا علاقہ	ترہت اسی کا دیسی حصہ ہے۔	بھیرہ	بھاشن
		لاہور	لوپور و لوکوٹ
رہتاس	رہتاس	شیخوپورہ۔ شاہپور	مدردیش
آسام	آسام	قلعہ اٹک	اٹک بنارس
ملک آسام	ڈنگک دیش	جھنگ	جھنگیالا

مروجہ نام	قدیم نام	مروجہ نام	قدیم نام
شیبو پور واقع آسام	شیبو ساگر	لنکا	سندھ سویر
	دکن		
		کوہ مغربی گھاٹ	پچھم انملے
دولت آباد	دیوگری و دیوگڑھ	کوہ وربیائی شرقی	پورب انملے
گونڈوانہ	سنگھ گڑھ	گھاٹ وینڈگری	
اودگر	اُدے گری	جاوا	جودیپ
بیجانگر	وجے نگر۔ نرسنگھا	کاندے	کھندر
حیدرآباد	نردن	کانجی ورم	کانچی پورم
	ورنگل انیع خاں بن	تلنگانہ	تیلنگ دیش
	محمد تغلق نے نام رکھا	مچھلی پٹن	سولی پٹم
سلطانپور	تھا۔ مگر ورنگل کا نام	متفرقات	
	بدستور قائم ہے	اجین	دھارانگر
پانڈیچری	پھلچری	چمپانیر	پاواگڑھ
چینگلی پٹ	چینگل پٹ	میواڑ	مدیوار
اورنگ آباد	کھڑکی	پاٹن	انہلواڑہ
مدراس	منڈراس منڈراج	تملک	تاراپت
ٹراونکور	تریوانکر	دھول گری	دھول گر

شہروں کے متعلق تاریخی تحقیقات

پشاور۔ پرشاپورہ اس کا نام تھا۔ پرشاہ پور گندھار یعنی قندھار کا چوتھی صدی میں دارالسلطنت تھا۔ اس زمانے میں پشاور قندھار غزنی کابل بامیان اور ھرات وغیرہ ممالک میں بدھ مذہب جاری تھا۔ زمانہ سوم پشاور کا بدھ مجسمہ ہوکر جاپان گیا تھا۔ جہاں اب تک اس کے نام کی تعظیم ہوتی ہے۔

قنوج کا نام اہل اسلام نے شاہ آباد رکھا تھا۔ جو عہد انگریزی میں منسوخ ہوا۔ اسے پنچالہ بھی کہتے ہیں۔ دوِرست جگ میں راجہ بھُوون نے اپنے نام سے منسوب کیا تھا۔ یعنی بھووے ترتیا میں راجہ کُشس خلف سری رامچندر جی نے اس کا نام کُش استھل رکھا۔ دواپر میں راجہ گادھ کے نام سے گادھ پور کہلایا۔ شروع کلجگ میں قبل مسیح ۱۲۲۱ء میں راجہ گے نے کنیاں کُبج نام رکھا۔ اس کی روایت یہ ہے۔ کہ راجہ مذکور کی دختر کوزہ پشت تھی جس کی شادی اس نے برہمن سے کر کے گادھ پور یعنی قنوج کو جہیز میں دیا۔ چونکہ دختر لاولد تھی۔ لہٰذا بنا بر بقائے نام گادھ پور کو کنیاں کُبج یعنی دختر کوزہ پشت کے نام سے موسوم کیا کثرت استعمال سے قنوج ہو گیا۔ بحوالہ گلدستۂ قنوج و نہلی مہاتم اودھ ۱۲۲۱ برس بعد کلجگ اور ۲۸۵۹ برس قبل مسیح راجہ کنش بن راجہ پورب وا لئے قنوج نے آباد کیا (منتخب التواریخ) حدیقۃ الاقالیم میں راجہ کُش کو بن پوربیا دبن ہند بن حام حضرت نوح لکھا ہے۔ تو یہ کے غلط ہیں۔ پورب اولاد سیم سے تھا۔ جو ہندو تھا۔

انگ دیش۔ یعنی آسام و آدار راجہ انگ چندر بنسی کے نام سے موسوم ہے۔ رامائن میں راجہ وسرتھ کے ہمعصر راجہ رومپاد یہیں کے راجہ تھے۔

بہادر۔ ۱۸۲۳ء قبل مسیح و ۲۷۷ سال بعد طوفان راجہ نہاراج ہمعصر جمشید و فریدون) بن راجہ کش ناجیھ نے آباد کیا۔ منتخب التواریخ قلعہ گوالیار (بحوالہ گلدستۂ قنوج) بال چنید سپہ سالار افواج راجہ نہاراج نے تعمیر کیا۔ یہ شخص قدر دان علم موسیقی تھا تمام اُستادان فن گوالیار میں بسا دئے۔ چنانچہ اب تک گوالیار علم موسیقی کے لئے مشہور ہے (بحوالہ احسن التواریخ مولفہ سید آقا حسن نامی ملازم ریاست بلرامپور (اودھ) اس قلعے کی بنیاد گوالی باسدھ جوگی (صاحب ریاضت و عبادت دھیں دم) نے ڈالی اب تک قلعہ میں جوگی کی نشست گاہ عوام سے ہے۔

بنارس: بوجہ دار السلطنت بانا سر یانا سری نام تھا۔ اور بوجہ دریائے برن
برن واسی برناسی یا بارانسی۔ لیکن زیادہ تر کاشی کے نام سے مشہور چلا
آتا ہے۔ اسکی بنیاد ۱۳۰۷ برس قبل مسیح راجہ سونح والی قنوج ہمعصر
رستم نے ڈالی تھی۔ مگر اس کے فرزند راجہ بھراج نے بھت رونق کے
ساتھ آباد کیا۔ کاشی کے معنے آراستہ کیا ہوا ہے۔

کبھڑاینج (اودھ) ۱۳۳۶ برس قبل مسیح راجہ کبھراج بن سونح (عالم علم
موسیقی و مصنف کتب موسیقی و واضع خطاب راجپوت) نے آباد کیا
(منتخب التواریخ)

قلعہ کالنجر ۱۳۱۷ برس قبل مسیح راجہ کدار برہمن سابقاً راجہ کوہستان
موالک والئے قنوج ہمعصر کیخسرو کیقباد نے تعمیر کیا۔ (گلدستہ قنوج) کالنجر
شہر سورج راجہ دشمنت کے پوتے کے نام سے منسوب ہے۔

لکھنوتی یا گوڑ دیس ۱۲۴۳ برس قبل مسیح راجہ سنکل بن کدار ہمعصر
افراسیاب نے آباد کیا۔ تخمیناً ۲۰۰۰ برس تک دار الحکومت بنگالہ رہا عہد
اسلام میں ویران ہوگیا تھا (منتخب التواریخ) مگر ہمایوں کے وقت میں
جنت آباد کے نام سے موسوم ہوا (خلاصۃ التواریخ)

قلعہ رہتاس واقع بہار ۱۱۶۲ برس قبل مسیح راجہ رہتت بن سنکل
نے تعمیر کیا (تواریخ ہند)

قلعہ جنبو ۱۰۷۹ برس قبل مسیح راجہ کید راج بن مہاراج ثانی قوم کچھواہا
ساکن مارواڑ والئے قنوج نے تعمیر کیا (منتخب التواریخ)

دہلی ۳۲۷ برس قبل مسیح راجہ دہلو ابن راجہ جے چند سپہ سالار کید راج (
والئے قنوج ہمعصر راجہ پورس و سکندر کے نام سے موسوم ہوئی۔
(تواریخ ہند دہلی)

شمس آباد (متصل قنوج) کھور اس کا اصلی نام اور جو بعد قتل راجہ
جے چند راٹھور اس کے قریبی رشتہ دار جے سنگھ کے قبضہ میں تھا۔
شمس الدین التمش نے اس کا نام تبدیل کیا۔

بھرت کھنڈ- دوراہ ست جگ میں راجہ بھرت چندر بنسی کے نام سے منسوب ہوُا-

ہستنا پوری- راجہ بھرت کی نسل میں راجہ ہستی نے آباد کیا تھا-

قلعہ تاراگڑھ متصل اجمیر جے پال جوگی والئے اجمیر ومرشد پرتھی راج و جے چند کی یادگار ہے-

جالندھر- جالندھر ناتھ جوگی شاگرد گورکھ ناتھ کے نام سے منسوب ہوُا-

راولپنڈی- راولناتھ جوگی کے نام سے منسوب خیال کیا جاتا ہے؛

شرادستی پوری- راجہ شرادست نے دوست جگ میں آباد کی تھی- اس کا مروجہ نام معلوم نہیں-

بھوپال- اصل نام بھوج پال تھا- راجہ بھوج کا بسایا ہوُا ہے-

بھاگلپور- راجہ جیت نے چمپاپوری کے نام سے آباد کیا؛

قلعہ نرور- دواپر میں مشہور راجہ نل سورج بنسی نے بسایا تھا-

ریاست بلرام پور اودھ- راجہ بلرام سار سے یکے از بزرگان خاندان مہگبے سنگھ مرحوم نے آباد کی-

ڈنڈک بن صحرا اے وسط ہند کا نام تھا- اکشواکو راجہ کے خاندان میں راجہ ڈنڈ اس سرزمین کا راجہ تھا- مگر شکر آچاریہ کی بد دعا سے ملک اجڑ کر جنگل ہوگیا- اور ڈنڈکارنیہ کے نام سے منسوب ہوُا-

گورکھپور- گورکھ ناتھ کے نام سے مشہور ہے یہاں مچھندر ناتھ کا انہوں نے ڈھونڈ نکالا تھا-

عظیم آباد پٹنہ- پٹن دیوی کے نام سے پٹنہ مشہور تھا- اعظم شاہ ابن عالمگیر نے اعظیم آباد نام رکھا- آخر دواپر آغاز کلجگ میں تا عہد جراسندھ کچھول پور مشہور رہا- بعد ازاں راجہ پاٹل نے پاٹل پتر نام رکھا- انقلاب ایام سے ویران ہونے پر پٹنا خطاب پایا- مگر پھر پٹن دیوی کے نام سے منسوب ہوُا-

لاہور - راجہ لوخلف راجہ رامچندر کے نام سے منسوب ہے - بعض تاریخوں میں اس کا اصلی نام لُہوا ور لہاور دلوپور درج ہے +

آگرہ - اصل نام بوجہ کثرت آبادی قوم اگروال - اگرورہ تھا سکندر لودی نے بادل گڈھ اور اکبر نے اکبرآباد نام رکھا مگر آگرہ کا اصل نام ابھی تک قائم ہے +

فیض آباد (اودھ) اس کا قدیم نام بندی ٹیلہ تھا - نواب برہان الملک نے بنگلہ نام رکھا - نواب صفدر جنگ کے عہد سے فیض آباد ہوا +

لکھنؤ - سری لچھمن جی کے نام سے لچھمناپوری لکشناپوری مشہور تھا یہاں لچھمن ٹیلہ ایک مقام تھا - جہاں سے مشہور ہے کہ لچھمن جی رامچندر جی سے باتیں کر لیتے تھے +

دہلی - دالبھ رکھ کے نام سے مشہور ہے +

میرٹھ - دراصل مشرت ہے یعنی کل تیرتھ اس میں موجود ہیں +

غزنی - مہاراجہ گج نے بنام گجنی آباد کیا تھا (ٹاڈ راجستان) +

قندھار - گاندھارا اصلی نام تھا - بھرت جی برادر سری رامچندر نے آباد کیا تھا - رامائن فارسی منظومہ عہد جہانگیر سے

بھرت را گفت و لشکر داد بسیار
ستاند ملک مغرب ہم بہ پیکار
رواں شد سوئے مغرب را بہ لشکر
نمودہ ہر زماں ہر جا مسخر
نمود آباد آنجا شہر قندھار
نشاط افزائے آں شہر ے چو گلزار

یہ اشعار شلوک رامائن دالمیکی مندرج تشریح ٹیکسلا سے موافق ہیں - گندھار چندر بنسی راجہ گندھار کے نام سے موسوم ہے +

متھرا - آباد کردہ سری شترگھن برادر سری رامچندر مہاراج مصنفہ مذکورہ بالا رامائن فارسی +

۱-آ دیر ب

ستر ہن گشت بر دشمن مظفر	شتاباں شادماں آمد بہ لشکر
بروز سعد در جائے حمیدہ	کنار جمن دریا برگزیدہ
نمود آباد متصل نام شہرے	بنا شد متصل او شہرے بدھرے
بیدر بیجاپور واقع ملک دکن	آباد کردہ راجہ رامچندر مہاراج
دو شہرے سوے دکن کرد آباد	بہ لچھمن نیز آں اقلیم خوش داد
بدر گویند نام آں شہر نامی	کہ معمور است آں شہر گرامی
دگر شہرے کہ بیجاپور نام است	بنا ایں شہر اندر عہد رام است

بیجاپور اصل میں وجے پور تھا متصل وجے نگر جو اب بجے نگر مشہور ہے +

(۲) بعض سنسکرت نام کے مقامات کی تشریح :-

آریہ ورت- بحر مغربی یعنی بحیرہ عرب سے بحر مشرقی یعنی خلیج بنگالہ تک عموماً مانا جاتا ہے- اوائل میں روئے زمین آریہ ورت تھا- مگر چونکہ آریہ ورت صدر مقام تھا- اس لئے گھٹتے گھٹتے یہ حد رہ گئی +

برہم رشی دیش- ملک درمیانی دریائے سرستی و گنگا +

مدھ دیش- ملک درمیانی بندھیاچل جانب جنوب و ہمالیہ جانب شمال تا اتصال دریائے گنگ و جمن +

ملیاگر- واقع ولایت دکن مغربی گھاٹ (نام کوہ آنملے) کا حصہ جس سے کرت مالا و تامر پرنی ندیاں نکلتی ہیں- اول اللہ کر میں مچھ اوتار ہوا تھا (سری بھاگوت) +

کیلاش- تبت و مانسرور کے متصل کشمیر کے اوتر مشرقی حصے میں ہے- اس سے سندھ- شطرنج دریائے پنجاب اصلی نام ستدر (جو ستلج کہلاتا ہے) اور برہم پتر نکلتے ہیں- بھوٹنے اسے قس کہتے ہیں- اور اس کے دوسرے سنسکرت نام گنگار- گن پربت رجتادیں- منداوک اس کے تالاب سے بھاگیرتھی گنگا نکلی ہیں +

کپل وستو- نیپال میں جانب شمال اودھ دامن ہمالیہ میں بودھ کا مولد ہے- حال ہی میں یہاں اشوک کا ستون برآمد ہوا ہے- اس پر کندہ

ہے۔ کہ یہ مقام پیدائش بودھ کا ہے۔ اب اس مقام کا نام معلوم نہیں کیا ہے ❖

راج گرہ - مگدھ کا دار السلطنت تھا - حال کا نام معلوم نہیں ❖

نکمبھلا۔ یہاں میگھ ناد کی بگیہ شالا لنکا میں تھی ❖

کروپنچ (جرمن) یہاں سوامی کارتک جی نے کرونچاسُر اور بعض پرانوں کے رو سے تارکاسُر کو مارا تھا اسی سے اُن کا نام کرونچ دارن ہُوا ❖

کالنگ واقع ملک دکن - یہاں کچھ اوتار ہُوا - ایک عجیب بات یہاں ہے کہ ایک حوض آب شیریں کا ہے۔ جس میں برہمن اور گائے کی ہڈی ڈالنے سے ایک برس میں پتھر ہو جاتی ہے - اور کسی کی ہڈی پتھر نہیں ہوتی (احسن التواریخ) ❖

ہندؤں کے شاستروں میں امتداد زمانہ کی تقسیم منونتروں اور یگوں میں کی گئی ہے - اور دورۂ ایام کا ذکر چھوڑ کر ہم اپنے شاستروں سے صرف یگوں کا حساب قلمبند کرتے ہیں - یعنی :-

(۱) ست یگ ۱۷۲۸۰۰۰ سال (۲) تریتا ۱۲۹۶۰۰۰ سال (۳) دواپر ۸۶۴۰۰۰ سال (۴) کلیگ ۴۳۲۰۰۰ سال ❖

انسانوں کے پندرہ دن کا ایک دن پتر یا چندر لوک ہوتا ہے۔ اماوس چندر لوک کی دوپہر ہے - اور پورنماشی آدھی رات - تحقیقات حال سے چندر لوک کے دن رات کی مدت یہی پائی گئی ہے اور ہمارا ایک سال دیو لوک کے ایک دن کے برابر مانا گیا ہے - اترائن کی ماہی پوس کے مہینے سے شروع ہوتی ہے - اس دن دن شروع ہوتا ہے۔ اور یہ ششماہی دیوتاؤں کا دن مانی گئی ہے - دوسری ششماہی دکشنائن ہے - جسے دیوتاؤں کی رات کہتے ہیں - چار ... دن کو برہما کا ایک دن یعنی کلپ کہتے ہیں - جب تک کلپ یعنی برہما جی کا دن ہے تب تک عالم موجودات کا قیام ہے بعدہ برہما جی کی رات میں دنیا کی فنا - اس عالم ظاہری و اسباب جزوی میں بھی ... ظہور و ... بشنو اور

۱۔ آدی پرب

برابر جاری رہتا ہے۔ اور یوں ہیں عالم مجموعی میں کبھی کائناتِ عالم کا قیام ہوتا ہے اور کبھی معدومی۔ برہما جی بھی اپنی کروڑوں سال کی عمر کو اس زمانے میں تلانجلی دیتے ہیں۔ اور دیوتا لوگوں کی طاقتوں کا زمانہ بھی ختم ہو کر دوسروں کے قبضۂ اقتدار میں آجاتا ہے۔ گویا دیوتا اور برہما جی کی پدوی نیک کرموں کا نتیجہ چلا آتا ہے ٭

دورہ ست یگ کا کاتک سدی نومی سے شروع ہوا۔ اس میں چار اوتار ہوئے۔ مچھ اوتار۔ کورم یعنی کچھ اوتار۔ بارہ اوتار۔ نرسنگھ اوتار اور عظیم الشان راجوں میں سورج بنسی ۲۴ راجہ اجودھیا میں سریرآرا ہوئے۔ اور پریاگ میں ۲۳ چندر بنسی اس دورے میں نیمسار مقدس پتہ نہ تھا۔ ۶ سو ہزار سورج اور چندر گہن ہوئے۔ مرکہ مقدس تیرتھ تھا یگ کی ابتدا ماہ بیساکھ کی پنچمی سے ہے۔ اس یگ میں تین اوتار۔ باون اوتار۔ پرسرام اوتار۔ سری رام اوتار اس دورے میں ۲۱ ہزار مرتبہ سورج اور چندر گہن ہوئے مہاتیرتھ پشکر تھا اور انسان کی عمر دس ہزار سال کی۔ دواپر کی ماگھ بدی اوماوس سے ابتدا ہوئی۔ دو اوتار ہوئے ٭

(۱) سری کرشن پورن اوتار (۲) بودھ اوتار ٭

اس دورے میں کروکشیتر تیرتھ کی مہما تھی۔ ۶ ہزار مرتبہ سورج اور چاند گہن ہوا۔ دورہ کلجگ کا آغاز بھادوں کی ۱۳ سے ہے۔ اس دورے میں انسان کی عمر کی انتہا ایک سو بیس برس تک ہے۔ اس کے آثار یہ ہیں :- برہمن بید خوان نہ رہینگے۔ ریاضت و عبادت مروت اور دھرم سب نابود ہونگے۔ جھوٹ۔ چھل۔ کپٹ۔ دغابازی۔ مکر۔ فریب۔ لالچ حرامکاری کی علمداری ہوگی۔ عورتوں سے شرم و حیا اڑ جائیگی۔ مرد عورتوں کے جامے میں نظر آئینگے۔ زن مریدی کا دور دورہ ہوگا۔ عورتیں مرد بنکر پاس بیٹھینگی۔ باپ بیٹے کو ترک کریگا۔ سپوت والدین کو گالیاں

دینگے۔ شریف بھیک مانگیں گے۔ رذیل عزے کرینگے۔ رذیل با اختیار ہونگے۔ شریف بے اعتبار ذلیل و خوار۔ شریفوں سے افعال قبیحہ سرزد ہونگے۔ رذیل نکو کاری میں مصروف اور پابندی رسم و آئیں میں مشہور و معروف ہونگے۔ دھرم کو زوال ہوگا۔ اپنی اپنی بولی اپنا اپنا پھاگ ہوگا۔ جس راستے پر چاہینگے لوگ آنکھیں بند کرکے چلینگے۔ اس راہ میں ڈاکو نہ رہزن ملینگے۔ دس برس کی لڑکی کنسٹبل کو طاق رکھیگی۔ اسی سن میں بیٹا جن کر دکھائیگی۔ ہندوؤں کی حکومت سوا ہا۔ اقوام مختلف کی ماتحتی لازمی۔ انسان کے قد کا پیمانہ ۲½ ہاتھ تک ہوگا۔ لڑکے ایک حصہ پیدا ہونگے لڑکیاں تین حصے۔ ظروف مٹی کے ہونگے۔ زیوروں کی اوقات کان سے پیتل پر رہ جائیگی۔ اس دورے میں پیشینگوئی ہے کہ براہ سنبل مراد آباد میں بھادوں کرشن ۱۳ کو سناد برہمن بشن شرما نام کے گھر میں کلنگی یعنی نشکلنک اوتار ہوگا۔ ایشور کی گت ایشور ہی جانے انسان ضعیف البیان کو کیا خبر +

اسمائے راجگان خاندان پردبنس یا سورج بنسی

سورج۔ ویوسوت منو۔ اکشواکو۔ بکلشی عرف ششاد۔ پرنجے عرف کاکستھ۔ آیناس۔ راجہ پرتھو۔ بشوگندھ۔ اردرہ۔ یوناشو۔ شادست۔ بربدشو۔ کولاشو یا عرف ڈھنڈ ہار۔ دروہاشو۔ نکمبھ برتاشو۔ سین جت۔ یوناشو۔ راجہ ماندھاتا۔ عرف سووند ھو پرکش۔ ترس وسیو۔ انرن۔ ہربشو۔ ارق۔ دوبندن۔ ترشنکو عرف ستیرت۔ راجہ ہرشچند۔ روہت۔ ہرت چپ۔ سودیو۔ بجئی۔

ﷺ دس لڑکوں سے سرمات کے فرزند انرت نے انردیش یعنی استھل دوار آباد کیا +

ﷺ ان کے فرزند تھے ۵۳ شہر سادستی پور اسی راجہ نے بسایا تھا +

ﷺ یہ وہی مشہور ست بادی راجہ ہے جس کے کارہائے خیر کے اس زمانے میں تک کھیلے جاتے ہیں +

بھروک، برک۔ باہوک۔ راجہ سگر[1]۔ اسمنجس۔ انشومان۔ دلیپ۔ راجہ
بھاگیرتھ[2]۔ شورت نابھ۔ سندھودیپ۔ ایوتا۔ ارت پرن۔ سردکام سوداس۔
متر سہ۔ اشک۔ مولک۔ دسرتھ[3]۔ ایڈربیر۔ بشستہ۔ کھٹوانگ[4]۔ دیرگھ باہو
دلیپ۔ راجہ رگھو[5]۔ اَج۔ مہاراجہ دسرتھ۔ مہاراج سری رام چندر۔
کُش اتتھ۔ نِشدھ۔ راجہ نل۔ نابھ۔ پنڈریک۔ کشیم دھنوا۔ دیوانیک۔
اینہ پاریاتر۔ نل استھل۔ بجرناتھ۔ کگھن۔ بدبرت۔ ہرن نابھ۔ پشیہ۔
دھر وسندھ۔ سودرشن۔ اگن برن شیگھر۔ مارت۔ پرتبوشرت۔ سندھی
امرکھن۔ مہسورن۔ بشوساہ۔ پرسین جت۔ تکشک۔ برہدبل۔ برہدرن۔
اروکیہ۔ تبس برہد۔ بستیوتم۔ بھان۔ دواک۔ سہدیو۔ برہدشو۔ بھان مان۔
پرتکاشو۔ سوپرتیک۔ مرودیو۔ سنکشتیر۔ پشکر۔ انترکش۔ سُتپا۔ مترجت۔
برہدراج۔ برہی۔ کرتنجے۔ رن جے۔ سنجے۔ شاک۔ سودہو۔ لانگل۔
پرسین جت۔ کشدرک۔ گندک۔ سورتھ۔ سومتر دبھاگوت اور بشن
پوران کے رُو سے سورج بنسی کا آخری راجہ سومتر تھا۔ چونکہ اولاد
کوئی نہ تھی۔ لہذا تخت حکومت بجرناتھ کو حاصل ہُوا۔ اس لئے یہاں
سے سورج بنسی راجوں کا دوسرا سلسلہ سمجھنا چاہئے۔ چونکہ ناظرین
کے لئے مزید معلومات کی ضرورت ہے۔ اس لئے ہم سورج بنس
کے شجرے کو زمانۂ حال تک مسلسل کئے دیتے ہیں۔ کہ نوشتہ بماند

[1] اسی راجہ کا ذکر رامائن میں ہے۔ جس کے ساٹھ ہزار بیٹے کپل منی کے سراپ سے
جل کر خاک سیاہ ہو گئے تھے اور جن کی تار اُن کے واسطے بھاگیرتھ سری گنگا جی کو
آکاش سے لائے تھے۔ ساگر کا نام راجہ سگر ہی کے نام سے موسوم ہے۔ اور اب
تک اس راجہ کی مورتیاں اطراف بحر اوکاہل میں پوجی جاتی ہیں۔ یہ راجہ چکرورتی تھا۔
[2] یہی راجہ گنگا جی کو آکاش سے لایا تھا۔ اسی سبب سے گنگا جی کو بھاگیرتھی بھی
کہتے ہیں [3] یہ راجہ وہ نہیں جو سری رامچندر جی کے والد تھے [4] اس راجہ کی
چاردانگ عالم میں حکومت تھی [5] یہ رگھو مشہور و معروف راجہ تھا۔ جس کے
وقت سے سورج بنسی ہوا ہے ۔

سیہ بر سفید۔ داشتہ آید بکار۔ راجہ بجر ناتھ۔ مہارتھی۔ ات رتھی۔ اصل سین
کنک سین۔ مہا سین۔ انگ رتھی۔ بجے سین۔ سیواوت۔ رشیاوت
سوجاوت۔ سوکمناوت۔ سوم وت۔ سلاوت۔ کیشواوت۔ ناگاوت
بھوگاوت۔ دیواوت۔ آساوت۔ کال بھوجاوت۔ گرھاوت۔
باسپا عرف باپا۔ اول +

(یہاں سے خاندان اول شروع ہوا) کھمان راول۔ گوبند راول
مہیندر آیو۔ سنگھ برما۔ سکت کمار۔ سالباہن۔ تر باہن۔ انباپرشاد۔
کیرت برما۔ تر برما۔ نرپت۔ اوتم۔ بھرون۔ سری پنج۔ کرناوت۔ بھاؤ
گاتر سنگھ۔ ہنس راج۔ سوبیہ لوک۔ رنمل۔ بیر سنگھ۔ تیج سنگھ۔ راؤ سمر سنگھ
کرن سنگھ (یہاں سے خطاب راول کی تبدیلی) ہوئی +

اور مہاراجگان سورج بنسی مہارانا و رانا

کے خطاب سے مخاطب ہوئے

یہ خطاب آج تک قائم چلا آتا ہے

راہی رانا۔ نرپت رانا۔ جس کرن۔ ناگپال۔ پٹن پال۔ پرتھی پال۔
کیول سنگھ۔ بھوم سنگھ۔ جے پشم سنگھ۔ رانا ارسی۔ جیتر سنگھ۔ رانا لاکھا
رانا موکل سی۔ کمبھ رانا۔ رائے مل۔ سنگرام سنگھ۔ رتن سنگھ۔ بکرماجیت۔

لہ یہ چتوڑ کا فرمانروا اور دہلی کے آخری مہاراجہ پرتھی راج عرف رائے پتھورا کا بہنوئی تھا
شہاب الدین غوری کی لڑائیوں میں اس کی لڑائیوں کے کارنامے مشہور روزگار ہیں۔
آخری لڑائی میں اس نے فوج اسلام میں گھس کر محمد غوری کو گرفتار کر لیا تھا مگر بہادران
غنیم کے کاری زخموں نے میدان جنگ ہی میں سلا دیا۔ اس کے تین بیٹے تھے۔ کرن سنگھ
راہپ راول اور کومکرن سنگھ مسند نشین ہوا۔ دیپ نروان ہندی کے مشہور ناول میں کرن سنگھ
اور ادکھاوتی کی پاک محبتوں کا بڑے موثر الفاظ میں خاکہ کھینچا ہے اس کے بعد خاندان راول
کا نام تبدیل ہوا۔ اور جانشین مہارانا و رانا کے لقب سے معروف ہوئے۔ کومکرن نیپال
چلا گیا۔ اور وہیں پایۂ سلطنت جما دئے۔ نیپال کی خود مختار سلطنت اسی کی اولاد کے
قبضۂ اقتدار میں اب تک قائم چلی آتی ہے +

رانا اودے سنگھ ۔ پرتاپ سنگھ ۔ امر سنگھ ۔ کرن سنگھ ۔ مہارانا جگت سنگھ ۔ رانا راج سنگھ ۔ رانا جے سنگھ ۔ رانا امر سنگھ ۔ رانا سنگرام سنگھ جگت سنگھ ۔ راج سنگھ ثانی و دیگر راجگان مابعد فرمانروا ئے ریاست اودے پور ۔ میواڑ ٭

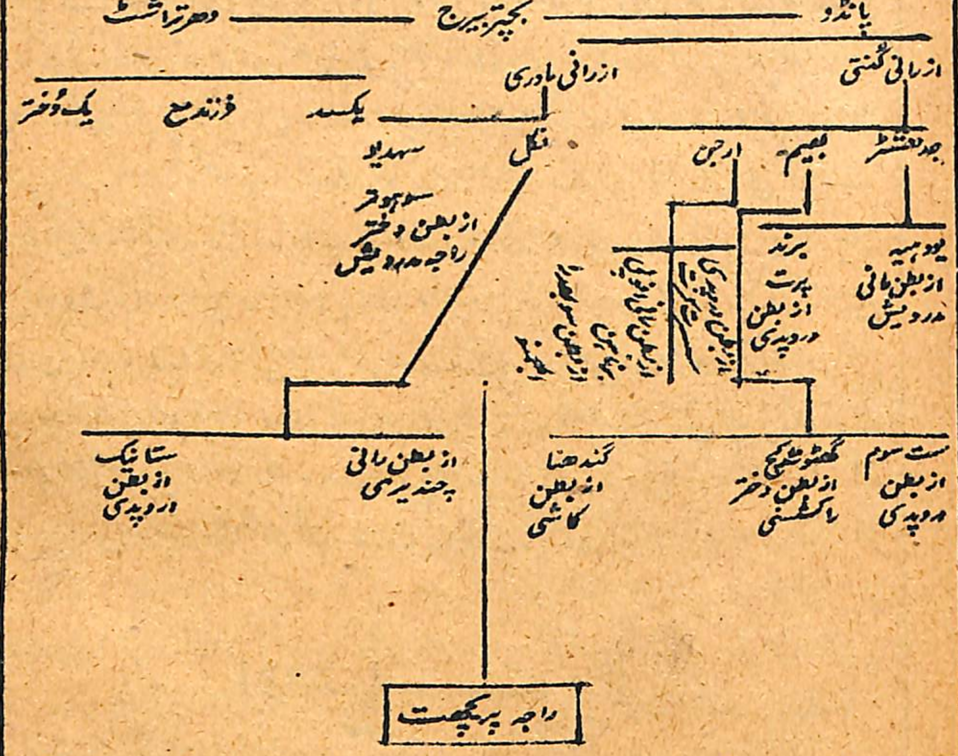
شجرہ حسب و نسب راجگان چندر بنسی

برہما جی ۔ مریچ ۔ کشیپ ۔ سورج (دھرم راج اور جمنا جی دختر ہیں) ویوست منو ۔ اکشواکو (ان سے سورج بنس کی شاخ چلی) ایلا دختر پرودا (اس سے پرو بنس یعنی چندر بنسی کی شاخ پھیلی) ایر جیشٹھ نہک سے ججاتت دیو جانی کے بطن سے دو فرزند ہوئے ۔ ترس و جدو ۔ جدو سے جدو بنس چلا ۔ جس میں مہاراجہ سری کرشن چندر تھے ۔ سرمشٹا دوسری رانی سے انو دروہی دو فرزند ہوئے ۔ پرو (اس نے ۹۳ جگ کئے تھے) جنمیجے ۔ پراجیوت ۔ سنجاتی ۔ اہم جاتی ۔ سار بھوم جیت سین ۔ ادا جیون آریہ ۔ مہا بھوم ۔ ایتناتی ۔ اکرودسن ۔ دیو اتتھ آرتیہ ۔ رکش تعنسار ۔ سنسوز ۔ اتیین ۔ دشنیت ۔ بھرت (اسی نام سے بھارت ورش ہندوستان کا نام ہوا) بھومنو ۔ ورہتیشر سہوتر ۔ ہستی (بانی ہستناپور) نکھمن ۔ اجمیا ۔ راجہ رکش ۔ سم ورن ۔ کورو ۔ پریکشت راجہ جہنو ۔ سورتھ ۔ بدرو کہ ۔ سرو بھوم ۔ جے سین ۔ رادھکا ۔ آیو تیہ

ے بدھ چندر مال کے فرزند سے منسوب ہوئی ے اس کے بھائی چتر بردھ نے کاشی میں گدی قائم کی ے شجروں میں جابجا اختلاف ہے ۔ مہاراجہ دگ بجے سنگھ بہادر فرمانروائے ریاست بلرام پور ۔ اودھ کی فرمائش سے جو احسن التواریخ تیار کی گئی ہے ۔ اس میں اس مقام پہ یہ نام بھی شامل ہیں ۔ راجہ بیرہ ۔ راجہ نیہ ۔ راجہ بھید ۔ راجہ شردمن ۔ راجہ باہوگرہ اسی طرح جابجا ناموں کا اختلاف اور کمی و بیشی ہے یہی حال راجستان کے ناموں کا بھی ہے ٭

ے راجہ اجمیا نے بیابیں پرس تک ان کے عہد تک ہستناپور دارالحکومت رہا ٭

کرودھن - دیوا نیا پرکش - بھیم سین - دلیپ - راجہ پرتپ - راجہ شانتنو - بچترویرج (پانڈو و دھرتراشٹ و بدر جی تین فرزند تھے) ٭



بیشم پائن جی شجرہ حسب و نسب بیان فرما کر سخن سنج ہیں کہ راجہ جنمیجے آپ کے خاندان کا رتبہ دنیا میں نہایت بلند ہے - آپ کے متقدمین اور آباو اجداد سرتاج زمانہ مانے جاتے ہیں - بزرگوں نے تلوار کے زور اور بازوؤں کے زور پر فرمانروایانِ عالم کو مطیع کر کے کوس لمن الملکی بجایا - آفتاب اقبال کی روشنی روے زمین کے چپے چپے پر پھیلی ہوئی تھی - پانچوں پانڈو اصل میں دیوتا تھے - صرف دیکھنے میں انسان - اس کا ادنےٰ ثبوت ایک یہی ہے کہ ارجن پیکر انسانی و جسم خاکی سے امراوتی اور سورگ کی سیر کر آئے - یہی نہیں بلکہ دیوتاؤں نے انہیں اپنے سلاح جنگ دیئے - راجہ دھرتراشٹ گو نابینا تھا - مگر جسم میں دس ہزار ہاتھیوں کی

٭ چترانگد اور مہابھارت کے مشہور شوربیر بھیشم ان کے فرزند تھے ٭

طاقت تھی۔ بیٹے کی محبت نے اور بھی اندھا کر دیا نیک و بد نہ سجھائی دیا
دریودھن کی خاطرداشت اور پانڈوؤں کے ساتھ ہر موقع پر بدسلوکی آخر
مہابھارت ہوئی۔ ۱۸ اچھوہنی دل کا خون کرکشیتر کی خاک میں گرم توے کی
بوند ہوگیا۔ اس خونخوار دشمنی کی بیخ بنیاد مٹانے اور فتحمندی کا ڈنکا
بجانے پر بھی پانڈوؤں نے راجہ دھرتراشٹ کی خدمت اپنی سعادت
سمجھی ہر وقت آنکھوں کے تلوے سہلاتے اور قدموں کی خاک
آنکھوں سے لگاتے رہے۔ دھرتراشٹ معمولی راجہ رشی نہ تھا۔ بلکہ
اس کا پایہ تمام راج رشیوں سے افضل ہوا۔ راجہ پانڈو بڑے رشی
اقبالمند اور دھرماتماؤں میں سربلند تھے۔ بدرجی کے کالبد عنصری
میں دھرم راج کا جلوہ تھا۔ دھرم راج نے قالب خاکی قبول کرنے
کی وجہ مانڈھب رشی کی بددعا تھی جو تیر بہدف ہوئی۔ اور جس کے
طفیل بدرجی کو چندربنسی شجرے کی زینت بڑھانا پڑی +

ادھیائے ۲۰

دھرم راج اور مانڈھب رشی کی بددعا

بدرجی کی پیدائش کی اصلیت

جنمے جے بیشم پائن جی کی تقریر سے متحیر ہوئے انہوں نے سوال
کیا۔ دھرم راج نے کیا خطا کی کہ مانڈھب رشی نے بددعا دی اور
وہ ایک شودری کے بطن سے عالم شہود میں آئے۔ یہ معاملہ حیرت
انگیز معلوم ہوتا ہے +

بیشم پائن۔ راجن سنئے! مانڈھب رشی بڑے مرتاض و صاحب
کشف تھے انہوں نے ایک درخت کے نیچے قدم ہمت جمانے

اور ایک ہاتھ بلند کر کے ایسا تپ کیا کہ بایدہ شاید۔ اتفاقاً راجہ کے یہاں
چوری ہوئی۔ زر و جواہر سب اُٹھ گیا۔ چوروں نے سب مال و متاع مانڈھب
رشی کی کُٹی میں رکھا اور خود بھی وہیں جا چھپے۔ سویرا ہُوا تو راجہ کے محل
میں سناٹا۔ یہ چیز نہیں وہ اسباب نہیں۔ چوروں کی تلاش مال کی جستجو شروع
ہوئی۔ کنوؤں میں بانس بانس میں کنوئیں ڈالے گئے۔ سوئی کی طرح
ڈھونڈا چراغ لے کر ادھر اُدھر گھومے۔ مگر پتہ ندارد۔ سب حیران کہ
چوروں کو زمین کھا گئی یا آسمان۔ کمبخت کہاں الوپ انجن لگا گئے
سب کی آنکھوں میں دھول جھونک کر غائب ہو گئے۔ آخر جوینده یابنده
کا قول ٹھیک ہُوا۔ ڈھونڈنے والوں نے زمین کھود کر چوروں کو ڈھونڈ
نکالا۔ پاؤں توڑے سر مارتے مانڈھب رشی کے آشرم میں تقدیر سے
آ گئے۔ دیکھا تو اٹھائی گیرے وہاں موجود ہیں۔ سب کو ایک دم دھر لیا۔ یہ نہیں
بلکہ مانڈھب رشی کی بھی مشکیں کس لیں اور سب مال مسروقہ لئے ہوئے
داہنے ملک کے سامنے لے آئے۔ مانڈھب رشی حالت ریاضت
میں مون سادھے تھے۔ زبان پر مہر سکوت ثبت تھی لبوں پر قفل خاموشی
لگا تھا۔ ہر حالت میں چپ لگائے رہے۔ ایک حرف نہ بولے۔ راجہ
کے سامنے بھی سر بمہر درگلو رہے۔ زبان نے جنبش نہ کی۔ طوطی ناطقہ
بلبل تصویر کی طرح خاموش ہی رہا۔ راجہ پر غصے کا بھوت سوار تھا۔
غیظ و غضب نے عقل کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی تھی۔ آؤ دیکھا نہ
تاؤ۔ اونچ نیچ سمجھی نہ بیچ۔ ایک دم سے حکم دیا۔ کہ سب کو دار پر کھینچ دو۔
مانڈھب رشی سولی پر چڑھائے گئے تو تین انگل سولی جسم میں پیوست
وہاں ایشور کی یاد میں جانے کی خبر ہی کسے تھی۔ سکھ دکھ کا خیال ہی
کہاں۔ کانٹا چبھنے کی بھی تکلیف محسوس نہ ہوتی وہ بڑے آنند سے
اُسی طرح ایشور میں لین دل ہی دل میں وید منتروں کا ورد کرتے رہے
مجال کیا جو ذرا تیور بھی میلا ہُوا ہو یا ماتھے پر شکن بھی پڑی ہو۔ اف تک زبان
کا ذکر ہی کیا۔ اب تو راجہ کی آنکھیں کھلیں۔ ہوش اڑ گئے حواس باختہ

بدن کانپ اُٹھا، کلیجہ تھر تھر کانپ گیا۔ راجہ نے کانپتے ہوئے ہاتھ
جوڑ کر بڑی عاجزی سے التجا کی۔ کہ مہاراج نادانستہ خطا ہوئی ہے۔
میرا چنداں قصور نہیں آپ معاف فرمادیں میں ابھی سُولی سے اُتارے
دیتا ہوں۔ راجہ نے بہت کوشش کی کہ رشی کو سُولی سے اُتارے مگر جسم
میں پیوست تین اُنگل سُولی جزو بدن ہوئی کسی طرح نہ نکلی۔ راجہ نے
بہت تیل پانی ایک کیا مگر مجبور +

سخت حیران پریشان ہو کر آخر سُولی کا بیرونی حصہ ترشوا کر صبر کیا۔
مگر جسم میں چبھی ہوئی تین اُنگل سُولی جزو بدن ہی رہی۔ مانڈھب رشی
اسی حالت میں روانۂ صحرا ہوئے۔ اور پھر بدستور تکمیل ریاضت میں
ہمہ تن مصروف۔ ہمت قوی تھی۔ حوصلہ بلند تھا۔ جو دھن بندھی وہ
بندھی۔ آندھی روگ آئے۔ پانی برسے کچھ ہو مجال کیا کہ استقلال میں
فرق آئے۔ اُنہوں نے سُول کو مغز استخوان بنا کر ایسا تپ کیا کہ سیدھے
سورگ لوک کو چلے گئے کوئی سدّ راہ نہ ہو سکا +

سورگ لوک میں گئے تو دھرم راج سے سامنا ہوا پوچھا :۔
رشی۔ کیوں دھرم راج جی بیگناہ کو سُولی کیا معنے۔ نہ میں اودھو کے لینے
نہ مادھو کے دینے میں نہ دنیا سے واسطہ نہ جہاں سے سروکار اس
حالت میں بھی مجھے سُولی۔ اور سُولی بھی وہ جو اس وقت تک گوشت
پوست میں پیوست ہے۔ آخر کوئی قصور کیسی طرح کی خطا +
دھرم راج۔ جو کچھ ہوتا ہے بے بنیاد اور بلاوجہ نہیں ہوتا آپ کی اُفتاد
اور زحمت کی بھی ایک علّت غائی ہے۔ آپ جب بچے تھے اور پیچ پیچ کی
سمجھ نہ تھی۔ کھیلنے کودنے کے سوا کچھ مطلب نہ تھا۔ ذیر دح کے سکھ
دکھ کی پروا نہ تھی۔ وہ طفلی کا زمانہ تھا اور وہ آزادی کا دور اتفاقاً ایک
ٹڈی (ٹڈی) آپ کے ہاتھ آئی آپ نے آؤ دیکھا نہ تاؤ ایک کانٹا اُٹھایا
اور اُس کے شرمناک عضو میں چبھو دیا۔ اُس پہ جو گزری وہ جانے آپ
کو کیا خبر۔ مگر کہ کردار نیافت ۱۱

گندم از گندم بروید جو ز جو
از مکافاتِ عمل غافل مشو

کرنی بھرونی ضرور ہے۔ اعمال وہ چیز ہیں۔ جن کے لئے کہا ہے ؎

کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے

آپ کو بھی کئے ہوئے کا پھل ملا۔ ٹڈی والا کانٹا آپ کے لئے سولی ہو گیا۔ مانڈھب رشی۔ مجھ سے جو ہوا عالمِ طفلی کی نادانی سے ہوا اگر اس عمر اور اُس زمانۂ نافہمی کی بھی سزا و جزا ہے تو آج سے میں اپنے تپوبل یعنی ریاضت و عبادت کے برتے پر یہ حد قائم کرتا ہوں کہ عہد طفلی میں ۱۴ برس تک کا سب نیک و بد معاف۔ کوئی قصور ہو تو قابل معافی۔ پاداش کی ضرورت نہیں ؛

مانڈھب رشی نے اسی پر بس نہ کی بلکہ دھرم راج پر بھی زہر اُگلا۔ جوشِ غضب میں بددعا دی کہ تم نے خفیف جرم اور ذراسی خطا پر اس سنگین سزا کا مستوجب کیا تو سہی تمہاری روح شودر کے قالب میں قیام پذیر ہو اور تم کرۂ خاکی کی ہوا کھاؤ ؛

بددُعا تیر بہدف تھی نشانہ بے خطا ثابت ہُوا۔ جہاں شست بندھی تھی وہیں جم کر بیٹھا۔ دھرم راج کو دُنیا کے آب و دانہ نے کھینچ بلایا اور کالبدِ عنصری کے ساتھ بدر جی کا خطاب حاصل ہُوا ؛

یوں دھرم راج بدر جی ہوئے اور بدر جی کرشن جی کے بھگتوں میں آپ ہی اپنی نظیر۔ بڑے دھرماتما۔ راج نیتی کے واقفکار۔ کورو بنس کی رفاقت فرض منصبی تھا۔ راجہ دھرتراشٹر کے مشیر خاص اور مدبر با اخلاص تھے جو بات کہتے خیر خواہی کی۔ جو مشورت دیتے بہبود جہاں پناہی کی۔ حال و ماضی و مستقبل (بھوت۔ بھوشت۔ برتمان یعنی گذشتہ موجودہ آئندہ واقعات) گویا آنکھوں کے سامنے ہی پھرتے تھے۔ دریودھن وغیرہ سے جو ناجائز حرکات سرزد ہوتیں جو بات خلاف معاملات ظہور پذیر ہوتی سب کے حُسن و قبح بتاتے نیک و بد سمجھاتے اونچ نیچ دکھاتے۔ پانڈوؤں (راجہ یدھشٹر۔ بھیم۔ ارجن۔ نکل۔ سہدیو) کو جانتے تھے کہ پانچوں

کے پانچوں وید مانتا ہیں۔ دھرم کی راہ میں چلنے کے لئے ان کا قدم آگے ہی پڑتا ہے۔ نیت یعنی معاملات دینی و دُنیوی وغیرہ میں وحید روزگار ہیں۔ دھرم اور نیت کے خلاف نہیں چلتے۔ پس ان کو اُن سے خاص اُنس تھا۔ ان کو فخرِ انسان جانتے تھے۔ اور اُن کی مناظرہ اشت و حفاظت سے ہر وقت کام اور سروکار تھا۔ جب مہابھارت مہاچھوہنی ال کا خاتمہ کر چکی سارا پرِ دار ملیامیٹ ہو گیا تو خود بھی دھرتراشٹ کے ساتھ صحرا نشین ہوئے۔ خوب تپ کیا اور موعود وقت پر قالب خاکی کو زمین کے حوالے کر کے آپ پھر اپنے مسکن اصلی کو چلے گئے۔ وہاں پہنچے تو پھر بہ ر جی اب کہاں۔ دھرم راج دھرم راج ہی کی جے جے کار ہونے لگی ؂

ادھیائے ۲۱

پرسرام جی کی فتوحات سے چھتری قوم کا قتل عام۔ رشیوں منیوں کے تپوبل سے قیام نسل و انتظام۔ راچھسوں کا خروج۔ ظلم و ستم کا عروج۔ بشن جی کی خدمت میں دیوتاؤں کی فریاد۔ درخواست امداد۔ سحاب رحمت کی بارش۔ قبول گذارش۔ برج میں دیوتاؤں کی جلوہ فرمائی۔

کرشن اوتار کے لئے انتظام پیشوائی - دیوتاؤں اور اچھسوں کے اوتاروں کا گوشوارہ - اظہار قدرت کا نظارہ

بھیشم پتامہ بزاد سنجی فرماتے ہیں - کہ پرسرام جی جمدگن جی کے فرزند کو اپنے والد بزرگوار کے دشمنوں سے عوض لینے کی دُھن سمائی تو ۲۱ مرتبہ کرکشیتر کی زمین خون سے لال کی - ہر مرتبہ لہو کا دریا بہا دیا - چھتری قوم کو ہر وقت موت کا سامنا تھا - پرسرام جی نے جہاں کسی چھتری کو برسر حکومت پایا پرسا چمکاتے ہوئے پہنچے - اور بس ایک دم سے چھتریوں کا صفایا - دل - کے دل کھیرے لکڑی کی طرح کاٹ کر پھینک دئے - گھاس کٹتے دیر لگتی ہے مگر چھتری راجوں مہاراجوں اور اُن کی فوج کے سر کٹتے دیر نہ ہوتی تھی - جہاں پہنچ گئے - بس زمین چھتری سے صاف ہو گئی ایک بُھنگا بھی نہ بچا - ہزاروں راجوں مہاراجوں کی بنی برتا رانیاں مہارانیاں اور لاکھوں سورما چھتریوں کی عصمت مآب خاتونیں خانماں برباد و خانہ ویران ہو کر اپنے پیارے خاوندوں کی یاد اور غم ماتم کو کلیجے سے لگائے ہوئے جنگلوں میں جان بچاتی پھریں - اُدھر جب پرسرام جی کے پرسے کا پیٹ بھر گیا تو تپسیا کے لئے اپنے تپوبن کو چلے گئے - ادھر چھتریوں کی استریاں تپوبنوں (یعنی وہ بن جہاں رشی منی تپسیا کرتے ہیں) میں گھومتی پھرتی ہوئی رشیوں منیوں کی شرناگت یعنی پناہ میں پہنچیں - رشیوں سے درخواست کی کہ چھتری کل ناش ہو گیا ہے - پرسرام جی کے پرسے نے کوئی متنفس باقی نہ چھوڑا - اب آپ کی چشم ترحم و نگاہ عاطفت ہو کہ چھتریوں کا نام صفحۂ دُنیا سے نہ مٹے +

رشیوں منیوں کا دل پسیج گیا رگِ حمیت متحرک ہوئی اپنے تپوبل سے چھتری نسل قائم کی - جو برہم تیج شریک تھا - اور جوگ کا پربھاؤ شامل لہذا جو چھتری پیدا ہوئے - سب دھرموان پرتاپی تیجسوی - یہ چھتری اوج اقبال سے صاحب تاج و تخت ہوئے - دھرم کا آفتاب چمکا دیا - طبقۂ خاک آبیاری فیض و کرم سے سرسبز و شاداب ہوا - خیر ان کا نام ندارد ہر طرف بہار ہی بہار - اہل عالم فارغ البال - بندگان خلائق آسودہ حال اس زمانۂ امن و امان میں بھی آخر کار کفار پیدا ہوئے - طاقتوں کا ڈنکا بجایا - ریاضت کے فیض سے آسمان سر پہ اٹھایا - ایسے ایسے بریانے کہ زور و طاقت پر اترائے - نشۂ غرور نے اندھا کر دیا - کسی کو نظر میں نہ لاتے - ہر ایک کو انگلی پہ نچاتے تھے - دھرم کا خون ہونے لگا - کفر کی عملداری بیٹھ گئی - مگر گرو نے اپنا سکہ جمایا - نا راستی کے ڈھنڈورے پٹے - برہمنوں کے چھکے چھوٹے - سادھوؤں کی جان پر آبنی - تپسویوں (صاحبان ریاضت) کے ہوم کرتے ہاتھ جلنے لگے - جوگ اور جپ کے گلے پر چھریاں چلنے لگیں زمانہ ہی کچھ اور کا اور ہو گیا - دورہ ایام کی بالکل کایا پلٹ ہو گئی - مردم آزاری اور ستمگاری کا اور جھور نہ تھا - آخر نوبت باینجا رسید کہ زمین گناہوں کے بوجھ سے کانپ اٹھی - کرۂ خاکی سُرمے کی طرح پسنے لگا - جب سر سے پانی گزر گیا طاقت برداشت باقی نہ رہی - تحمل نے جواب دے دیا - صبر نے ساتھ چھوڑ دیا تو زمین سر پر خاک اڑاتی بگولے کی طرح سرگرداں - غبار کی طرح اُفتاں و خیزاں دیوتاؤں کی خدمت میں پہنچی - زمین بوس ہو کر رتی رتی سے ریزہ تک سب سرگذشت کہہ سنائی - رو رو کر فریاد کی - شکایت بیداد کی - درخواست استمداد کی ÷

دیوتا لوگ پہلے غوطے میں گئے - پھر زانو سے سر اٹھایا تو فرمایا - اے پرتھوی (زمین) تیری درخواست درست - فریاد بجا مگر افسوس کہ ہم دیوتاؤں کو وہ دست قدرت حاصل نہیں جو اس آشوب اور

فتنے کو جنگی سے ملا کے رکھ دے۔ بیشک تجویز پھونک مار کر اڑا دے
بدعت ہے ظلم ہے جفا ہے جور ہے۔ تعدی ہے ستم ہے۔ مگر ہم عاجز ہیں
ناچار ہیں۔ معذور ہیں۔ مجبور ہیں اگر دسترس ہوتا بس ہوتا۔ قوت ہوتی
طاقت ہوتی تو اسی وقت تیری شکایت دور کرتے کافران بے دین راچھسوں
کو کافور کرتے یہ واقعی حقیقت ہے۔ علاوہ نہیں نہیں ہمیں راچھسوں
سے ہیچ پیچ تاب جنگ نہیں۔ بہتر ہے کہ سری وشن جی سے فریاد کر۔ خواہش
امداد کر چل ہم ساتھ چلتے ہیں۔ راچھس تجھ کو نہیں ہم کو بھی تو کھلتے ہیں
ان کو نیچا دکھانا ہی واجب۔ جڑ بنیاد سے مٹانا ہی مناسب ہے یہ کہکر
سب دیوتا اٹھ کھڑے ہوئے اور برہما جی کے دائرہ دولت پر پہنچے
ساری کیفیت سنائی۔ کل سرگذشت بیان فرمائی۔ برہما جی نے فرمایا۔
میں تعمیل ارشاد کو حاضر ہوں۔ مگر دراصل قاصر ہوں۔ مجھ سے یہ کام
انجام نہ ہوگا۔ صرف وشن جی ہی سے یہ قضیہ تمام ہوگا +

برہما جی بھی ساتھ ہوئے۔ مہا دیو جی۔ اندر۔ ورن۔ یم۔ کوبیر سب
کے سب ہمراہ چلے۔ وشن جی کی بارگاہ میں دیوتاؤں کے لئے کیا دھر
تھی۔ چل مار کے در دولت پر پہنچے۔ سب خدمت اقدس میں تشریف فرما
ہوئے۔ متفق اللفظ اور یک زبان ہو کر عرض کی :۔

مہاراج۔ راچھسوں نے ناک میں دم کر رکھا ہے ظلموں کی حد
بدعتوں کا شمار نہیں۔ زمین بار گناہ سے کچلی جاتی ہے۔ اہل زمانہ کو
اٹھتے چین نہ بیٹھتے آرام۔ نہ زمین ہی جگہ دیتی ہے نہ آسمان۔ کیا کریں
کہاں جائیں۔ کیونکر جان بچائیں۔ جب سب طرف سے مایوسی ہوئی۔
اب جو مرضی وہی مقدم +

وشن جی مہاراج۔ (برہما جی سے) آپ لوگ گھبرائیں نہیں۔ سب فکر و
کاہش۔ آفت و مصیبت ایک دم میں کافور ہو جائیگی۔ آپ یہ تھوڑی کو
ڈھارس دیں کہ ذرا تحمل و تامل سے کام لے میں جلد گوکل میں اوتار لیتا ہوں
سزا سے کفار کا بدلہ لیتا ہوں۔ ظالمان بدکردار و ستمگاران جفا شعار کو

ایک سرے سے نابود ہونگے۔ ظلم وستم کے راستے مسدود ہوں گے۔
دیوتاؤں سے کہہ دیجیے کہ دنیا کی ہوا کھائیں۔ قالب عنصری میں خود
موفور کا جلوہ دکھائیں +

برہماجی اس سخن سنجی سے پھولے نہ سمائے صدقِ عقیدت
سے جس گائے دیوتاؤں سے فرمایا :-

کامیابی مقصد مبارک۔ بس اب آپ سب صاحب برج میں اوتار
دھارن کرکے ذات اقدس وعلےٰ کے مرکب اجلال وموکب اقبال کے
استقبال کی کارروائی میں ہمہ تن مصروف ہوں +

یہ سُنکر سب دیوتا وشن لوک سے رخصت ہو ہوکر اپنے اپنے
استھانوں پر تشریف لے گئے۔ پرتھوی اپنے مرکز کی طرف عازم ہوئی
خوشی کی حد خوری کی انتہا نہ تھی۔ مردہ جسم میں تازہ خون دوڑتا ہوا معلوم
ہوتا تھا۔ اب دیوتا بشن جی کے ارشاد کی تعمیل میں سرگرم ہوئے سب
نے برج میں اوتار لیا۔ اُدھر راچھسوں کی بھی ٹولی قائم ہوئی۔ جس کی
فہرست ذیل میں قابل یادداشت ہے :-

دیوتاؤں کی فہرست جنھوں نے سری کرشن اوتار کے زمانے میں اوتار
لیا اور روے زمین پر دوسرے ناموں سے موسوم ہوئے +

کرشن اوتار کے زمانے کے نام	دیوتاؤں کے نام جنھوں نے برج میں اوتار لیا	کرشن اوتار کے زمانے کے نام	دیوتاؤں کے نام جنھوں نے برج میں اوتار لیا
سری کرشن چندر آنند کند	سری بشن بھگوان جو تریتا یگ میں سری رام چندر جی تھے	بلرام جی (تریتا میں) یہ سری لچھمن جی کا اوتار تھے	ششیش جی

کرشن اوتار کے زمانے کے نام	دیوتاؤں کے نام جنہوں نے برج میں اوتار لیا	کرشن اوتار کے زمانے کے نام	دیوتاؤں کے نام جنہوں نے برج میں اوتار لیا
رُکمنی جی (دُختر راجہ بھیشم،	لکشمی جی (تریتا میں ان کا اوتار سیتا جی کے نام مبارک سے مشہور زمانہ ہوا)	درَوپدی (راجہ درُوپد کی راجکماری پانڈووں کی راج رانی	اندرانی جن کا نام شچی تھا
		راجہ دیوک	گندھرب راج گندھربوں کے راجہ
پرُدمن جی دسری کرشن جی کے فرزند (رجمند)	سنت کمار	دروناچارج جنہیں درون بھی کہتے ہیں	برہسپت جی دیوتاؤں کے گرو۔
		اسوتھاماں (دروناچارج کے فرزند)	سری مہادیو جی
پانچوں پانڈو	بسوے دیوا		
مہاراجہ جدھشٹر بھیم سین رانی کُنتی کے جگر بند۔ ارجن نکل وسہدیو۔ رانی مادری کے جگر بند	دھرم راج پون جی راجہ اندر [illegible]	بھیشم پتامہ، ان کے بھائی (جو گنگا جی کے بطن سے عالم وجود میں آتے تھے،	وسوان کا ذکر آغاز ترجمہ ہٰذا کے حاشیے میں ہو چکا ہے
	اسونی کمار	کرپاچارج	رُدر گن
		شکنی راجہ گندھار کے مہارتھی	دواپر جُگ
ابھمنیو فرزند ارجن مہابھارت میں قتل ہوگئے راجہ پریکشت انہیں کے لختِ جگر	پرجاچندرماں کے نورِ نظر	راجہ دریودھن فرزند راجہ دھرتراشٹ راجہ دھرتراشٹ کے سو فرزند	کلجگ دکا انش، راون کے جگر بند
دھرشٹ دمن	اگنی دیوتا		

۵۰ دریودھن (۲) بیوتس (۳) دوشاسن (۴) دوسیہ (۵) شل (۶) سندھ (۷) سولوچن (۸) نند (۹) نوبندو (۱۰) دردھرشن (۱۱) کرن (۱۲) بکرن (۱۳) وش کرن (۱۴) چتر (۱۵) بخشت (۱۶) سوباہو (۱۷) موتی (۱۸) ودھرشن (۱۹) مہاباہو (۲۰) دریکھ (۲۱) دوشلرن (۲۲) اُپ چتر (۲۳) چتراکش (۲۴) چاروچتر (۲۵) انگد (۲۶) دُرمد (۲۷) دوپرہرش (۲۸) بکت (۲۹) بکشت (۳۰) سم (۳۱) اورن نابھ (۳۲) پدم نابھ (۳۳) تند (۳۴) اُپ = (۳۵) سینا پت

کرشن اوتار کے زمانے کے نام	دیوتاؤں کے نام جنہوں نے برج میں اوتار لیا	کرشن اوتار کے زمانے کے نام	دیوتاؤں کے نام جنہوں نے برج میں اوتار لیا
ساتکی جی (جدو بنسی)	حرت گن	راجہ دھرتراشٹ	ہنس نامی گندھرب کا بھائی
راجہ پانڈو	ہنس نامی گندھرب	بدر جی	دھرم راج
انرودھ فرزند سری کرشن جی	کالنیہ		

راچھسوں کی فہرست
جو کرشن اوتار کے زمانے میں جنم لیکر پریدۂ خاک پر بانی ظلم وستم ہوئے

کرشن اوتار کے زمانے کے نام	اگلا نام	کرشن اوتار کے زمانے کے نام	اگلا نام
راجہ جراسندھ	بپرجیت دانچھس	دنتت بکر	کمبھ کرن و ہرناکشیپ
ششپال	راون ہرن کشیپ	راجہ بھیگرت	باسکل
	(پرہلاد کا باپ)	راجہ اوگرسین	بپیر کپھانو
راجہ شل	سنگھ ناد (پرہلاد کا	راجہ اشوک	اشو
	چھوٹا بھائی)	برہدر ناتھ	سوکشم
راجہ المبوجا	کیت مان	راجہ درم	شوسی
راجہ کاشی	چندر بھاش		

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۵) (۳۶) سوشین (۳۷) کنڈور (۳۸) مصودر (۳۹) چتربا ہو (۴۰) چتربریا (۴۱) سوبریا (۴۲) دردبرو چن (۴۳) ایوبا ہو (۴۴) چترباک (۴۵) سوکنڈل (۴۶) بھیم بھیک (۴۷) مہابا ہو (۴۸) بھیم بل (۴۹) طاکی (۵۰) اوگرایدہ (۵۱) بھیم شر (۵۲) کنکابو (۵۳) دڑھ بیدہ (۵۴) ڈرہ بیرما (۵۵) ڈرہ کشتر (۵۶) سوم کیرتی (۵۷) انھوی (۵۸) جراسندھ (۵۹) ست سندھ (۶۰) سمسر باک (۶۱) اوگرشروا (۶۲) اوگرسین (۶۳) کشم (۶۴) سومست (۶۵) ویرجت (۶۶) چنڈ بک (۶۷) بشالاکش (۶۸) ورادھن (۶۹) ورست (۷۰) بات بیگ (۷۱) سبرجیپ (۷۲) ادت کیتو (۷۳) بھواشی (۷۴) ناگ دت (۷۵) انوپان (۷۶) کوچی (۷۷) نشنگی (۷۸) ڈنڈی (۷۹) ڈنڈ دہار (۸۰) دیھوگرہ (۸۱) اگربھیم (۸۲) رتھ بیر (۸۳) بیرا (۸۴) بیرباہو (۸۵) الوپ (۸۶) ابھے (۸۷) معدگرما (۸۸) ڈھارت (۸۹) اناپرشٹی

ادھیائے ۲۲

راجہ دشینت کی تفریح سیر و شکار۔ تپوبن میں ورود موکب اقبال۔ رشی آشرم کی سیر۔ شکنتلا رشی کنیاں کے حسن گلوسوز کی دلفریبی۔ راجہ کے دل پر جوشِ عشق کا قابو

راجہ جنمیجے متذکرہ بالا حالات سُنکر نہایت خوش ہوئے تحقیقات و معلومات کو ہزار جان سے سراہا پھر ہوس ہوئی کہ مہاراجہ بھرت کے فرزند اور اپنے بزرگِ خاندان راجہ دشینت کے حالات سے استفادہ حاصل کریں۔ اشتیاقِ دل سے تھا۔ عرض مطلب زبان پر آگئی کہ مہاراج اب مہاراجہ دشینت اور شکنتلا ماتا کے ذکرِ خیر سے بھی زبان سے بھی امرت کی چاشنی ٹپکائیے بیشم پائن کی زبان پہ بار تہ رکھی ہوئی تھی۔ طبع مواج کا دریا اُبل رہا تھا۔ فرمایا کہ راجہ جنمیجے سُنئے۔ سماعت فرمائیے +

راجہ دشینت ہیچ ہیچ دھرم کا سروپ تھا۔ دھرم کی اس کے نام سے عزت اور دھرم سے نام سے اس کی شہرت تھی۔ رشیوں کی عقیدت اس کے دل پہ جمی تھی۔ برہمنوں کا ہزار جان سے معتقد فرمانبردار اور خدمتگزار تھا۔ اقبال وہ کہ قلمرو میں سینک گھڑی تھی۔ عدل و انصاف کے جھنڈے گڑے ہوئے تھے۔ زور بازو وہ کہ بڑے بڑے تلوار کے دھنی لوہا مانتے اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۶) (۹۰) کنڈ بھدی (۹۱) براوی (۹۲) ویرگہ بچن (۹۳) ویرگہ باہو (۹۴) بھوکھو سنہ (۹۵) کنکاگد (۹۶) کنڈج (۹۷) جیترک (۹۸) بھیم (۹۹) بکرم (۱۰۰) دریودھن +

راجہ دھرتراشٹر سے ان سو لڑکوں اور ایک لڑکی موسومہ دشلا تھی ہے صرف فرزند دوم یوتس دھرم کا ہوا وہی مہابھارت کی لڑائی میں محفوظ رہا۔ باقی فرزند پیوند خاک ہوئے +

تیر کے سامنے کمان کی طرح جھکتے تھے۔ قصہ مختصر۔ راجہ کیا تھا اپنے زمانے کا آفتاب نصف النہار تھا جس کی شعاع نور چاردانگ عالم میں اپنی روشنی سے آنکھوں میں چکاچوندھ ڈال رہی تھی +

ایک دن کی بات ہے راجہ کو سیر و شکار کی دھن سمائی ہوا کے گھوڑے پر سوار سیدھا ایک جنگل میں پہنچا۔ وہاں دیکھا تو بہار ہی اور کیفیت ہی نرالی تھی۔ رُت بسنت کا سماں نظر آگیا۔ گلزار ہمیشہ بہار کی فضا نظروں سے گر گئی۔ جدھر دیکھئے طائران خوش الحان چہک رہے ہیں۔ طرح طرح کے پھول مہک رہے ہیں۔ جس طرف نظر اُٹھائیے سبزہ زار کی بہار۔ ہرے بھرے درختوں کی قطار۔ تالابوں میں کنول حُسن و خوبی پر اترا رہے ہیں۔ بھونرے مستی بھرے سُروں میں گونج گونج کر دل بہلا رہے ہیں۔ راجہ نے یہ فرحت بخش نظارہ دیکھا تو طبیعت گلزار اور آنکھیں ہری ہوگئیں دل کی کلی کھل گئی کلیجے کا کنول کھلکھلا اُٹھا۔ دلبستگی آگے قدم بڑھائے ہوئے لے گئی۔ تو وہاں دوسرا ہی دلفریب نظارہ تھا۔ مالنی ندی اپنی ہی موج میں لہریں لیتی ہوئی جا رہی تھی۔ چادر آب کی تہیں۔ سورج کی نقرئی کرنوں کے عکس سے سُنہری گوکھرو اور توڑے کی زینت دکھاتی بہاؤ پر عالم نور کی کیفیت سے دل بھاتی آگے بڑھتی چلی جاتی تھیں۔ ندی کے کنارے پر ایک سبزہ زار کی بہار تھی دوسری طرف ایک آشرم کی۔ جس کے اردگرد چھتنارے سے گنجان درخت ایک ایسے سلسلے اور ترتیب سے اہل نظر کے کلیجے کو ٹھنڈک پہنچاتے راجہ کے دل سے عیش سلطنت بھلاتے تھے۔ اگن کُنڈ سے لپٹیں نکل رہی تھیں اور دھوپ سپید کافور وغیرہ کی خوشبو دھوئیں میں مل جل کر اس کی لپٹوں سے جنگل کا جنگل مہک رہا تھا۔ اس آشرم پر چھائے ہوئے درخت پھولوں سے لدے اور پھلوں سے اَٹے ہوئے تھے۔ کہیں طوطی کی خوش الحانی تھی کہیں بُلبل کی نغمہ خوانی۔ کوئل کوکتی تھی تو مینا بھی دل بھانے میں نہ چوکتی تھی۔ خلاصہ یہ کہ ادھر پرند مست تھے ادھر چرند خود پرست تھے۔

ہرن اپنی چشم سرمگیں سے آہو چشموں کی چشم شرمگیں کا نشانہ ہرن کرتے تھے۔ تو غزالے غزالان رعنائے سبزہ عارض کی سی ہری ہری دوب کی طرح چرتے تھے جنبش صبا زمین پر فرش گل بچھاتی تھی۔ راجہ دشینت کو اس سبزہ زار کی بہار نے ایسا محو کیا کہ از خود رفتہ ہو گیا۔ نہ سیر کی فکر رہی نہ شکار کی۔ نہ معلوم کون طاقت تھی جو آگے ہی کھینچے لئے جاتی تھی۔ دل پر قابو نہ تھا۔ دین و دنیا فراموش ہو رہی تھی۔ آخر کار راجہ دشینت وہاں پہنچا جہاں چھتنارے درختوں کے سائے میں رشی منی تپ کر رہے تھے۔ ہون کنڈ کے ارد گرد ایک مقدس صورت والوں کی منڈلی رونق افروز تھی۔ ماتھے پر تلک جسم بھر میں بھبھوت۔ کمنڈل بائیں طرف گلے میں کنٹھی وید منتر زبان پر تھے۔ اوم سواہا کی آواز سے تپوبن گونج رہا تھا۔ راجہ ہون کنڈ سے اٹھنے والے دھوئیں کا رخ دیکھتا ہوا وہیں پہنچ گیا۔ جہاں یہ نظارہ دلفریب چشم حقیقت میں جادو ڈال رہا تھا۔ راجہ نے سب کو ڈنڈوت اور پرنام کی اور زمین بوس ہوتا ہوا ذرا اور آگے بڑھا تو بھاگ کھل گئے۔ ایک ایسا آشرم نظر آیا۔ کہ رنواس کی خوبیاں نظر سے گر گئیں۔ راج پاٹ کے ٹھاٹھ باٹ سے دل پھیکا پڑ گیا۔ وہاں کیا تھا۔ کچھ بھی نہیں۔ صرف کُش آسن بچھے ہوئے تھے۔ ایک پندرہ سولہ برس کی نوخیز رشی کماری سہیلیوں میں بیٹھی ہوئی تھی۔ بس اس کے سوا نہ وہاں دمچلے تھے۔ نہ زیب و آرائش۔ جنگلی درختوں کی قطار کے سوا نہ آراستگی و زیبائش نہ شیشہ آلات تھے نہ جھاڑ فانوس نہ مسند و تکیہ تھا نہ فرش فروش نہ پریوشان ماہ تمثال نہ زہرہ جمالان خورشید خصال۔ راجہ یہاں کی قدرتی فضا اور فطرتی بہار پر ایسا شیفتہ اور اس تصویر نور اور حسن کی جیتی جاگتی جوت پر ایسا فریفتہ ہوا کہ نظر گڑ گئی ٹکٹکی بندھ گئی۔ نہ قدم آگے بڑھ سکا نہ نظر۔ نہ دل قابو میں رہا نہ جگر۔

خیال ہوا کہ لکشمی کا جلوہ جہاں افروز ہے یا اس کا مرقع حسن و جمال گلو سوز چہرے سے نور برس رہا تھا۔ آنکھ کا تل زر حسن کو کسوٹی پہ گھس

رہا تھا۔ جس جگہ یہ سرمایۂ غمزہ و ناز و سرچشمۂ کرشمہ و انداز جادو فگن تھی۔ ایک نظر فریب انجمن تھی۔ رشیوں کی استریاں ہار گوندھ رہی تھیں۔ پھولوں کے گجرے تیار کئے جا رہے تھے۔ شکنتلا کے چہرے سے سورج کی روشنی ماند تھی۔ رشیوں کی استریاں ستاروں کے نقطہ مقابل تھیں جن میں یہ تشبیہ نور چاند تھی۔ راجہ کا دل قابو میں نہ رہا۔ صبر و شکیب نے دو ٹوک جواب دیا۔ جذبۂ اشتیاق و کشش عشق نے اکسایا کہ چلو کس کی رہی ہے کس کی رہ جائیگی قریب سے آنکھیں سینک لیں۔ نظر بھر کر دیکھ لیں۔ بس پھر کیا تھا۔ مہاراجہ نے وزیروں کو ٹرکایا مشیروں کو بتا بتایا کہ جاؤ ادھر ادھر گھوم آؤ دشت و پہاڑ کی ہوا کھاؤ۔ میں سستاتا ہوں ذرا دیر جی بہلاتا ہوں۔ ادھر ہمراہی راہی ہوئے اُدھر راجہ نے رشی کے آشرم کا رُخ کیا۔ جذبہ شوق غالب تھا۔ بس پل مارتے وہیں تھا جہاں وہ زہرہ فلک محبوبی و مشتری خوبی پر توِ حسن سے آفتاب کی روشنی ستارے چمکا رہی تھی ؂

سب کی سب شائستہ تھیں۔ مہمان نواز تھیں راجہ کو آتے دیکھا تو ادب سے کھڑی ہو گئیں۔ شکنتلا آنکھیں نیچی کئے سر جھکائے استقبال کو بڑھی اور شرمیلی نگاہ کی ایک جھپک دکھا کر تبسم آشنا لبوں کو برگِ گل سی جنبش دیتی ہوئی بولی:-

مہاراج آپ نے تشریف ارزانی فرمائے ؂

یہ سرو گلشن رعنائی و نہالِ چمنستان خوبی و زیبائی پھولوں کے زیور سے ادی ہوئی تھی۔ ایک طرف ہار پھولوں کی مہک دوسری طرف گل عارض و زلف مشکبو کی خوشبو۔ راجہ کا مشام جان معطر ہو گیا۔ چار آنکھیں ہوتے ہی دل پہ ایک چوٹ لگی کلیجہ بھڑک گیا۔ سہیلیاں جوڑ بیٹھیں۔ ہاتھوں ہاتھ لائیں۔ پھولوں کے ساتھ کشن آسن بچھا دیا۔ اور مسند پھولوں پر بٹھا کر مہمان نوازی کے برتاؤ برتنا شروع کئے۔ شکنتلا ایک مہکتے ہوئے پھولوں کا خوشنما ہار لائی اور بڑے تیور انداز سے راجہ کے گلے میں ڈال دیا۔ یہ حسن سلوک راجہ پہ جادو کا سا اثر کر گیا۔ اور زبان گوہر فشاں یوں مائل سوال ہوئی۔

"مہرشی جی کہاں تشریف رکھتے ہیں۔ درشن نہیں ہوئے ÷
شکنتلا (مسکراتی ہوئی) تپسی دل اور پھل پھول کی تلاش میں ابھی ابھی یہیں کہیں گئے ہیں۔ ذرا دیر میں تشریف لاتے ہونگے ÷
راجہ دشینت۔ تم کس کی صاحبزادی ہو؟ کہاں یہ موہنی مورت بھولی بھولی صورت۔ کہاں صحرا نشینی۔ گوشۂ گزینی۔ اس کا سبب آخر کوئی وجہ؟
شکنتلا۔ کنورشی میرے والد بزرگوار ہیں میں اُن کی بیٹی ہوں اُن کا آشرم بالکل ہی پاس ہے۔ اسی لحاظ سے میری بھی یہیں بود و باش ہے ÷
راجہ دشینت۔ تم کنورشی کی رشی کماری ہو وہ تو کنوارے ہیں۔ ان کو تعلق دنیوی سے واسطہ ہی نہ رہا۔ تخم موہی کو زائل ہوئے کی قدر نہیں۔ پھر تم اُن کی صاحبزادی کیسی؟
شکنتلا۔ ان باتوں کی تو مجھے واقفیت ہی نہیں میں ایسے اسرار کیا جانوں۔ مگر ہاں رشی جی مہاراج نے جو تذکرہ بیان فرمایا ہے۔ اُس کا نفس مطلب جو یادداشت میں ہے۔ گوش گزار کرتی ہوں۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتی ÷

شکنتلا کی پیدائش کا حال شکنتلا ہی کی زبانی

زمانۂ دراز گزرا کہ گادھی جی کے فرزند ارجمند نے ایسا بھاری تپ کیا کہ اندر کے بھی ہوش اُڑ گئے حواس جاتے رہے۔ روح کانپ گئی۔ دل لرز گیا کہ کہیں میرے سنگھاسن کے ہاتھ سے نہ جائے۔ میرے سر نہ بیٹھے یعنی اندر کی پدوی بسوامتر نہ پا جائیں۔ میں اپنا سا منہ لیکر رہ جاؤں تلوؤں سے لگی تھی۔ سر پہ مارنے کی دھن سمائی اپسراؤں کی سرمایہ ناز گندھربوں سے سرافراز جامۂ حسن و خوبی جامع اوصاف محبوبی مینکا اپسرا کو یاد فرما کر پٹی پڑھائی۔ کہ جس طرح سے بنے بسوامتر پر بسی کرن منتر چلائے۔ چھب دکھا کر حسن عالم فریب کا ورقہ ناشتہ عشاق افسوں سا دو جادو ڈالیں ایسا ٹونا کریں کہ راج رشی جپ تپ سب بھول جائیں انگیں

تنگنی کا ناچ نچاویں ✣

مینکا بولی - تعمیل ارشاد میں عذر و انکار نہیں - فرماں پذیری ہے عار نہیں - لیکن ظاہر است

ایں خیال است و محال است و جنون

بسوامتر کے برابر آج کوئی اہل کشف و کرامات نہیں - ان کو چکمہ دیکر انتہی پر چڑھانا آسان بات نہیں چشم غضب اگر شعلہ انگیز ہو تو چشمہ آب بھی شرر انگیز ہو - نظر بھر کر دیکھیں تو آفتاب جل بھُن کر رہ جائے - چاند چاندی کی طرح گل کر بہ جائے - دُور کیوں جائیے اور کسی کا کیوں ذکر کیجئے آپ اپنے ہی کو دیکھ لیجئے کہ چھکے چھوٹے ہوئے ہیں - وضو ٹوٹے ہوئے ہیں - اوسان حواس باختہ ✣

بسوامتر کو آپ کیا کوئی ایسا ویسا مانتے ہیں - سیدھا شی ہی جانتے ہیں بشسشٹ جی اکیلے صاحب جمال صاحب کمال اُن کے صاحبزادوں سے نظر بڑھی ہوئی تو بشسشٹ جی کی ایک نہ چلی - کشف و کرامات کی ذرا دال نہ گلی - بسوامتر جب غصے میں بھر گئے تو اپنی ہی کر گئے - سنو کے سنو بیٹوں کو ہلاک کیا - بات کی بات میں سب کا قصہ پاک کیا یہی نہیں بلکہ کشتری ہو کر راج رشی سے اعلےٰ مرتبہ حاصل کیا اپنے نام کو برہم رشیوں کی فہرست میں داخل کیا اس سے بڑھ کر جو صفات و خصائل کیا ہونگے فضائل کیا ہونگے - بس حد ہے چشمۂ فیض و ریاضت سرچشمۂ برکت و عبادت سے دریائے عظمت کی روانی دکھا دی کو شکی ندی زمین پر بہا دی ✣

آپ نے شاید سُنا ہو کہ ایک وقت نیننگ رشی نے یگ کا سرانجام کیا ایک ایک بات کا معقول انتظام کیا - یگیہ میں بسوامتر جی بھی رونق افروز تھے - ہر رنج و مسارز و دلسوز تھے - جس وقت سوم کا دور چلا تو طرفہ رنگت نظر آئی - بسوامتر کو دیکھ کر کچھ اور ہی سمائی بیٹھے بیٹھے کشف و کرامات کا اظہار کیا - دوسرے لوگ قائم کرنے کے شے نئے نکشتر وں کا نمودار کیا - تماشائیوں میں سے کسی کو حیرت ہوئی کسی کو غیرت - آپ اپنے کھیشر

کو زلف مشکیں کے پھندے میں پھانسنے کے لئے بھیجتے ہیں یا اژدہے کے مُنہ میں جھونکتے ہیں۔ میری تلی تلی کانپتی ہے رویاں رویاں لرزتا آئندہ جو مرضی جو حکم ہو

گر بخشے ز ہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا
سرِ تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

آگ میں بھی جھونک دو تو بھی اُف نہ کروں۔ موت کے مُنہ سے بھی نہ ڈروں +

راجہ اندر۔ بہت باتیں نہ بناؤ۔ تارے بارے نہ بتاؤ۔ کسی اور سے چیسنے کرو۔ تم۔ اور بسوامتر سے ڈرو۔ بسوامتر سے باون ہزار تمہاری جیب میں پڑے رہتے ہیں۔ تبھی تو گندھرب تک تمہیں اپنا رتاج کہتے ہیں۔ بہت بھولی بھالی نہ بنو جاؤ خام خیالی نہ ہو۔ جاؤ اور بسوامتر کو بھیڑ بکری بناؤ۔ جس وقت تمہارا حسن فتنہ فریب نظر سے گزرا سمجھ لیا کہ ناوک عشق جگر سے گزرا۔ اسی وقت لوٹ پوٹ نہ ہوئے تب کرامات۔ آنکھ ملتے ہی دنیا آنکھوں سے اوٹ نہ ہو جائے تب بات۔ تم جاؤ انداز و کرشمہ دکھاؤ۔ مجال کیا کہ آنکھ لڑے اور تدبیر پٹ پڑے۔ تم سنجیدہ ہو فہمیدہ ہو۔ ایک نگاہ غلط ہیں تو بسوامتر کا کام تمام ہو جائیگا۔ پیس دیدہ و رنگ نہ کرو۔ عذر لنگ نہ کرو۔ جاؤ غمزہ و ادا کا کرشمہ دکھاؤ۔ صرف تمہیں پر کامیابی مقصد کا انحصار ہے۔ تمہاری مدد پہ سارا دارومدار ہے۔ تم کو ہزار کام چھوڑ کر یہ کام کرنا ہوگا۔ دل و جان سے میرا دم بھرنا ہوگا۔ عذر و انکار فضول۔ بس کہدو کہ خدمت قبول +

در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست

مینکا اپسرا۔ آپ کے حکم سے سرتابی نہیں کر سکتی۔ آپ کی بات ٹھکرا نہیں سکتی مگر میں لاکھ سرمایۂ حسن و جمال ہوں۔ دلربائی میں اپنی آپ مثال ہوں۔ لیکن پتھر میں جونک لگنا محال۔ چشمۂ خورشید سے پانی نکل سکے کیا مجال ہے ایک تدبیر سے جو چل جائے تو بخدا بے پتھر کیا پتھر بھی ...

نہیں چھوڑ سکتا اوچھا وار بہادر کا دل نہیں توڑ سکتا یہ کام مشکل ہے موم نہیں پتھر کی سل ہے پس حمایت ضروری ورنہ ہر حال میں معذوری و مجبوری آپ اگر ہوسکے مانے اور یہی کام کریں یعنی کام دیو سے انتظام کریں کہ بسوامتر کو اپنے ڈھب میں کرکے چھیڑ چھاڑ سے حسن ملیح و صبیح پر لٹو کرے۔ اور ضروری حاجت پر تقاضا دیجئے اور پون دیوتا کو ہمراہ کیجئے۔ اس طرح سب کام بن جائیگا۔ مقصد جو وہ ہاتھ آئیگا۔ ورنہ محال۔ کوئی بسوامتر کا آسن ڈگا سکے کیا مجال +

راجہ ۔ آخر یہ کیوں۔ کام دیو کو تکلیف دینے کی ضرورت۔ وایو دیوتا کو بھیجنے کے لئے قبول گذارش کی صورت؟

مینکا۔ جی ہاں۔ ضرورت نہیں تو اور کیا۔ اس میں آپ کو حاجت غور کیا پس حکم دیجئے ارشاد فرمائیے وہ فوراً بر کاب ہوں۔ تاکہ آپ تکمیل مقاصد میں کامیاب ہوں +

وایو دیوتا سے کہئے کہ جب میں جاؤں ناز و انداز دکھاؤں تو فتنہ سازی کرے دست درازی کرے۔ کبھی گھونگٹ الٹ دے کبھی آنچل کبھی چولی کھول دے کبھی نہر حسن کے کنول۔ بس وہ چال ہو کہ یہ شعر حسب حال ہوئے

ہوئے ہیں خودنما اعضا نہ پیراہن میں ٹھیرینگے
ادھر سینہ چھپاتے ہو ادھر بازو نکلتے ہیں

میری طرف پون دیوتا کارستانی دکھائیں ادھر کامدیو اپنی جانفشانی۔ جس وقت محبت سے نظر دوچار ہو وہ چالاکی دکھائیں کہ تیر نظر سینے میں دو سار اور کلیجے کے پار ہو۔ اگر یہ تیر کارگر ہوگئی تو سمجھ لیں کہ مہم سر ہوئی +

راجہ اندر کو اشتعال تھا سنگھاسن چھین جانے کا خیال تھا۔ جو بات مینکا نے کہی ماننا پڑی۔ کامدیو اور وایو دیوتا کو یاد کیا خاطر خواہ ارشاد کیا۔ وہ لوگ اندر کے حسب خواہ ہوئے۔ مینکا کے ہمراہ ہوئے مینکا بسوامتر جی کے آشرم میں پہنچی تو ساری شوخی چھپی بھول گئی حواس جاتے رہے راج رشی جی کے تیج نے شریر ...ی بنا دیا ساری ہیکڑی گدبُرد ہو گئی پھر بھی جی کڑا اول مضبوط

کرکے ناز و کرشمہ دکھانے اور حُسنِ جہاں فریب پر رجھانے لگی۔ کام دیو اور وایو دیوتا سدھے ہوئے تھے کبھی بڑی بات تھی۔ منطقہ ٹھیک ہو چکا تھا۔ ادھر پَوَن جی نے مینکا کی اوڑھنی کو اِدھر اُدھر اڑا کر چولی آنچل کا نظارہ دلفریب پیش نظر کیا اُدھر کامدیو نے کس پیٹھ کر بسوامتر جی کے دل میں گھر کیا پھر کیا تھا اِدھر سحرِ حسن و جمال ادھر حسن پرستی کا خیال ؎

درمیانِ قعرِ دریا تختہ بندم کردہٗ
باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

کی رنگت ہوئی۔ جونہی مینکا اٹھلاتی مسکراتی حرکت کا لوچ دکھاتی ہوئی سامنے آئی۔ جب تپ بھنگ ہو گیا اور ہی رنگ ہو گیا۔ بسوامتر جی آپے میں نہ رہے دُنیا دین فراموش۔ صرف عشق کا جوش۔ اب کیا تھا مینکا کے پوبارہ ہو گئے بازی مار لی۔ پری شیشے میں اُتار لی۔ بسوامتر کو شوقِ مواصلت نے کہیں کا نہ رکھا نہ دُنیا کا نہ دین کا رکھا۔ ادھر شرم و ناموس میں۔ ادھر اُمنگ اور آغوش تنگ تھی۔ شراب وصل کے دور چلتے تھے۔ دلوں کے ارمان نکلتے تھے۔ مالنی ندی کا کنارہ تھا اور حُسن و عشق کی دلبستگیوں کا نظارہ۔ آخر آگ پھوس کے میل جول نے شعلہ زنی کی تو مواصلت نے نشانے پر تیر افگنی کی۔ مینکا اپسرا باردار ہوئی۔ آخر کار میں زچگیٔ کنار ہوئی۔

مینکا اپسرا میری ماتا جب بسوامتر کو تپ سے ہٹا چکی۔ دل بٹا چکی تو بس یہاں سے ہوا ہو گئی دیکھتے ہی دیکھتے کیا جانے کیا سے کیا ہو گئی اب رہ گئی اکیلی میں۔ نہ کسی کو خبر نہ کسی کو آگاہی کہ کون ہوں کہاں سے آئی زمین سے یا آسمان سے بھلا ہو تو بن کے پرندوں کا جنہوں نے رحم کھایا۔ مجھ پر پروں کا چھتر چھایا بسوامتر نے جب تپ سے دل لگا دیا۔ مجھے گوشۂ دل سے بھلا دیا۔ مگر سچ

مرد ے از غیب برون آید و کارے بکند

الیشور کی مہربانی اتفاقاً کنو رشی سندھیا کے لئے ادھر سے گزرے چشمِ کشف باز تھی نظر دُور سے ناز تھی۔ سمجھ گئے کہ چھوکری زمین پر لیٹی ہے وہ ہونہ

ہو کسی اپسرا کی بیٹی ہے۔ رگِ حمیت نے گوارا نہ کیا کہ منہ موڑ جائیں جوشِ محبت نے منظور نہ کیا کہ لاوارث کو پرمیشور پر بے سرپرست چھوڑ جائیں پس گود میں اُٹھا لیا سینے سے لگا لیا۔ جب کُٹی میں آئے تو شادیانے بجائے۔ اور رشیوں کی استریوں نے آنکھ کی پتلی کی طرح نگاہ میں رکھا۔ آنچل کی پناہ میں رکھا۔ یہ جو سب سامنے جلوہ کناں ہیں میری بزرگ اور منہ بولی ماں ہیں۔ آپ دھرم شاستر کے واقف کار ہیں۔ نیتی سے خبردار ہیں۔ پس آپ کے سامنے کوئی بات کہنا سورج کے سامنے چراغ جلانا ہے۔ دھرم شاستر میں آپ نے دیکھا ہوگا مگر ہم نے سُنا ہے کہ تین طرح کے پتا ہوتے ہیں:-

اوّل- وہ جس کے جوہر مردمی سے اولاد کا ظہور ہو ✣

دوم- وہ جس کی ذات بابرکات سے زندگی کا قیام رہے ✣

سوم- وہ جو اولاد کی طرح پرورش و پرداخت کرے ✣

کنو رشی میرے زندگی کے محافظ ہیں۔ آج جو پیکر عنصری آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ وہ کنو رشی ہی کی طفیل نظر آرہا ہے ورنہ یہ صورت آج کہاں ہوتی۔ الطفلی کی حالت میں ہڈیوں کا بھی پتہ نہ لگتا۔ اس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ گو میرے جسم میں خون تو بسوامتر جی ہی کا دوڑتا ہے مگر میں اپنا پتا کنو رشی ہی کو جانتی ہوں۔ جن کی بدولت یہ خاک کا ڈھانچا آپ کے سامنے منہ سے بولتا۔ اور چلتا پھرتا نظر آرہا ہے۔ میرا نام شکنتلا ہے۔ شکنتلا نام بے وجہ نہیں۔ اس میں بھی ایک باریک رمز ہے۔ جس وقت میں زمین پر گری تھی۔ اور میری مادر مہربان مجھ کو پرمیشور کے بھروسے پر چھوڑ کر اپنے وطن مالوفہ کو پھر رہی تھی۔ اس وقت جنگل کے پرندوں نے اپنے شہپروں سے مجھ پر سایہ کر کے ماں کے آنچل کا لطف دکھایا تھا۔ اس حالت میں کنو رشی پہنچے اور مجھے آغوشِ محبت میں لیا تو اسی نظارے کی بُنیاد پر مجھے شکنتلا کے نام سے پکارا۔ گو یہ ساری کہانی اور روداد یا ستانی سُنا گئی مگر یہ سب برے بیت ہے۔ کل کا لیپا نیا سکھلائے۔ آج کا لیپا دیکھو آنے کچھ ہو میں اپنے

کو کنور شی کماری ہی سمجھتی ہوں۔ پدم سلطان بُود سے مجھے واسطہ نہیں۔ قصہ مختصر میں کنور شی کی بیٹی ہوں اور یہ میری جائے سکونت ہے +

ادھیائے ۳۰

راجہ دشینت اور شکنتلا کا گندھرب بواہ

راجہ دشینت شکنتلا کی تیغ نگاہ سے بسمل ہو چکا تھا جس جمالِ وتمثال بیمثال نے دل پر موہنی ڈال دی تھی۔ منہ سے پھول جھڑتے دیکھے تو اور کلی کلی کھل گئی لبِ شیریں زبانی نے دو میٹھے بولوں میں تنگِ نبات کا ذائقہ چکھا دیا۔ اُس حلوا دبے دوو پر اور کبھی رال ٹپک پڑی سوچتا تھا کہ یا مصوّرِ حقیقی کیا معاملہ ہے ؎

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم
کرشمہ دامنِ دل میکشد کہ جا اینجاست

کیا صورت ہے کیا موہنی مورت۔ قالبِ خاکی کے روئیں روئیں سے سورج کی کرنیں پھوٹی نکلتی دکھائی دیتی ہیں۔ سر سے پاؤں تک چودھویں رات کے چاند کی روشنی کا سا نور برستا ہؤا نظر آرہا ہے تجلی رُخ پر بجلی کی چمک قربان ہونے رخسار ہے۔ کندن کی دیک مات یہ رشی کماری ہے یا جوالا مکھی کی جیتی جاگتی جوت یہ پیکرِ حسن ہے یا منہ سے بولتا بقعۂ نُور +

جوشِ عشق نے پاؤں پھیلا دئے۔ جذبِ اُلفت نے اُمنگوں کو اُکسایا ہوسیں آپے میں نہ رہیں۔ اشتیاق بولا کہ ہر چہ بادا باد دل کے ارمان نکالو آغوشِ تنگ نے دُبھا اکس کی رہی ہے کس کی رہ جائیگی۔ جس طرح ہوسکے پہلو میں بٹھالو۔ آج سے بڑھ کر دن اور کون ہو گا۔ خوش قسمتی کے لٹے دوسری ایسی ساعت پھر کہاں۔ یہ سونے کی چڑیا اب اُڑنے نہ پائے

آئی ہوئی لچھمی ہاتھ سے نکل گئی تو عمر بھر کے لئے پھر پچھتانا پڑے گا۔ میں کار امروز بفردا مگذار ؛

محل میں ایک سے ایک قبول صورت ایک سے ایک ماہ طلعت رانیاں ہیں تو کیا سب اس مایۂ حسن فریب کی ایڑی چوٹی پر قربان ہیں کوئی اس کے پاؤں کا دھوون بھی نہیں۔ اور پاسنگ برابر بھی نہیں۔ دل کہتا تھا حسینان جہاں کیا مال ہیں۔ سب پر لعنت۔ اندر کی اپسرائیں ہوں تو اُف نہ کروں پریوں پر تُف نہ کروں۔ آج تقدیر نے وہ موقع حسن دکھایا ہے۔ جسے صورت گر قدرت نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے۔ جیس زندگی سپھل کر لو جان دے کر ہم بغل کر لو۔ نہیں تو یہ گدڑی کا لعل تاج شہنشاہی کی قسمت سے اُتر کر کسی صحرا نشین کی کُٹی کا گوہر شب چراغ اور اسے دشمنیت تیرے کلیجے کا داغ بنیگا ؛

سچی محبت کا اثر اوپر اوپر نہیں جاتا۔ یہ وہ تیر ہے۔ جو شکار اور شکاری کے کلیجے میں یکساں ترازو ہو کر رہتا ہے

ادھر تو شمع جلتی ہے		ادھر پروانہ جلتا ہے

اگر یہ نہ ہو تو عشق کی تاثیر اور حُسن کا اثر ہی کیا۔ اس موقع پر ہمیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اپنے تصنیف کردہ حسن و عشق کے چند تشبیہی بند نذر ناظرین کریں۔ جو کہ غالباً اس مذاق محبت کے سلسلے میں موزوں ثابت ہوں گے ؛

ہے اُفق آج طبیعت کا کچھ ڈھنگ نیا		نیا انداز سخن۔ طرز نئی۔ ڈھنگ نیا
فکر کا سحر نیا۔ طبع کا نیرنگ نیا		شعبۂ نغمہ نیا۔ پردۂ آہنگ نیا

حسن اُدھر عشق ادھر دونوں ہیں جلتے دل کو
درد ہمدرد فقط ہے جو ہے پکڑے دل کو

حُسن کو دیکھ کے دل جو ہیں پکار اُٹھا واہ		عشق نے مل کے گرمنہ سے نکلو دی آہ
حسن نے پیش نظر کی جو بہار شب ماہ		عشق نے سامنے آنکھ کے دل کیا سیاہ

جیسے دوستوں کے جھگڑے میں گلابی دیکھی
ان کی ضدین میں وہ دل کی خرابی دیکھی

حُسن یا عشق ہو جب دل پر اثر کرتا ہے — آسماں اور زمین زیر و زبر کرتا ہے
جب دیکھئے تب ٹیڑھی نظر کرتا ہے — عشق جب اس سے بچے خونِ جگر کرتا ہے

کبھی ان دونو کے دل کو نہ پسیجا دیکھا
دو غنیموں کی چڑھائی کا نتیجہ دیکھا

ضدی بچوں میں کھلونے کی جو مٹی ہے خراب — عشق سے حسن سے دل پر ہے بعینہ وہ عذاب
حُسن کی بات کا ہے رعب کوئی نہ جواب — عشق سے کچھ نہ ہے بس خواہ ہو پیری کہ شباب

دل پہ دو سمت سے دو دو چھریاں چلتی ہیں
گاشیاں تیر و پیکاں کی جگر ملتی ہیں

ضدی بچوں کو کچھ بھی تو ہے کھلونے پہ کا ترس — حسن و عشق ایسے ہیں جن پر تو نہ قابو ہے نہ بس
ان کو دل توڑنے میں رنج نہ کچھ پیش و پس — اپنے مقتول کے مرنے کی نہ جینے کی ہوس

حُسن بر حق ہے جو خود داری پہ غش ہوتا ہے
عشق حیف اپنی ہی جڑ کاٹ کے خوش ہوتا ہے

حُسن کا غمزہ بجا۔ عشوہ بجا ناز بجا — شیوۂ دعنج و کرشمہ بجا انداز بجا
شغل تیر افگنی چشم فسوں‌ساز بجا — خونفشانی نگاہ غلط انداز بجا

عشق معلوم نہیں دیکھ رہا ہے خواب کیا
خونِ دل کرنے کو اس میں ہے پُر خاب کیا

ذکر یہ مستی صہبا میں جو چھیڑا ہم نے — بیٹھے بٹھلائے کیا سر پہ بکھیڑا ہم نے
قلزم حُسن کا کھایا جو تھپیڑا ہم نے — ڈھونڈتے پایا تو اک عشق کا بیڑا ہم نے

مگر افسوس نہ بیڑے نے کہیں کا رکھا
آسماں کا نہ سمندر نہ زمیں کا رکھا

ہیں تو بیڑے پہ مگر بیڑے میں کچھ آس نہیں — غم غلط جس سے ہو ملاح کوئی پاس نہیں
کیا نہیں غم نہیں کلفت نہیں الیں نہیں — جو ہیں خوشبو وہ نہیں ان میں وہ بو باس نہیں

بیڑا یہ تو کس طرح بھنور سے نکلے

حُسن یا عشق کہ دونوں کے اثر سے نکلے

اس جگہ عقل کا یا ہوش کا کچھ کام نہیں طرّہ اس پر ہے خیالات اگر خام نہیں
حُسن پرووش نہیں عشق پہ الزام نہیں کچھ غرض اس سے نہیں اُس سے بھی کچھ کام نہیں

قدرتی جو ہے اثر وہ کہیں جانے کا نہیں
حُسن یا عشق ہو مقدور چھپانے کا نہیں

عشق بے حُسن تو بے عشق بھی ہے حسن فضول فطرتی قاعدہ یہ ہے تو یہ قدرت کا اصول
عشقِ بلبل نہ ہوتا تو نہ اتراتے پھول حُسن ہوتا نہ تو پھر کیا تھی سمن کیسی ببول

حسنِ گل عشق عنادل کے سبب سے چمکا
کلک کا عشق جمال مہ شب سے چمکا

حُسن یا عشق جب انسان کو بھا لیتا ہے بھیڑ بکری دل شیدا کو بنا لیتا ہے
یہ محبت کا وہ الفت کا مزا لیتا ہے تاکتا جس کو ہو صورت پہ رجھا لیتا ہے

اے اُفق حسن ہو یا عشق غضب ہیں دونو
دل کو وارفتہ بنانے کے سبب ہیں دونو

راجہ دُشینت کے دل پہ جو تاثیرِ عشق غالب آئی تھی۔ وہ خالی نہ گئی۔ اس نے شکنتلا کو بھی سان لیا اور دونو طرف یکساں تیزی کے ساتھ محبت کی آگ سُلگ اُٹھی۔ دونو طرف کے تیر ٹھیک نشانے پہ بیٹھے نہ رتی بھر زیادہ نہ تل بھر کم۔ دُشینت سے نہ رہا گیا۔ دل کسی طرح نہ مانا بے قابو ہو کر بول اُٹھا:

پیاری! میں نے تمہاری شیو ابیانی سُنی ساری کہانی سُنتی میں سمجھ گیا کہ تم ظاہر ارشی کماری ہو مگر اصل میں راج دُلاری ہو۔ تمہیں دیکھ کر میرا کلیجہ ہاتھ بھر کا ہو گیا۔ دل نے وہ آنند لوٹا کہ عمر بھر میں نصیب نہ ہُوا تھا ایشور تمہارا حسن و جمال قائم رکھے۔ بدر نوجوانی کا کمال دائم رکھے۔ تم کنول کا پھول ہو۔ مگر افسوس کہ تالاب تمہارے لائق نہیں تم اشمع نور افروز ہو۔ لیکن حیرت ہے کہ کوئی پروانہ شائق نہیں۔ شہد کے لئے مکس جسم کے لئے نفس ضرور چاہیئے۔ گوہر کے لئے جوہری جنس قیمتی کے لئے

مشتری نہ ہو تو خوبی و نفاست بیکار۔ گل بغیر بلبل۔ سرو بغیر صلصل ہو تو کیا لطف بہار ۔
راجہ دشنیت اتنا ہی کہہ پائے تھے کہ نکتہ شناس سہیلیاں نفس مطلب کو پہنچ گئیں۔ طرز کلام سے بھانپ لیا کہ کیا اسرار ہے چتون سے تاڑ گئیں کہ رنگت اور ہے قیافے سے جان لیا کہ تیر تعشق طرفین کے کلیجے میں دوسار ہو گیا ہے۔ وہ نظر بچا بچا کر ادھر سے اُدھر ہو گئیں۔ ایک نہ ایک بہانے سے موقع ٹال گئیں۔ دل میں جوش کہ مراد بر آئی۔ سونے کی چڑیا خود اُڑ کر گھر آئی۔ ایشور نے جوڑی برابر کی دکھا دی۔ اب مزہ تب ہے کہ شادی ہو ایک نے کہا شکنتلا ایسے ہی پرتابی راجاؤں کے قابل ہے۔ کنور شی بھی ایسی جوڑی کی تلاش میں تھے۔ کیا عجب کہ تقدیر کی رسائی ہو ان دونو کی کدخدائی ہو ۔
دوسری سہیلی بولی پیاری سہیلیو آثار تو ٹھیک ہی معلوم ہوتے ہیں ادھر دشنیت شکنتلا کے حسن نظر فریب پر فریفتہ ہے اُدھر شکنتلا دشنیت کے جمال دلفریب پر شیفتہ ہے

دونو طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی

یہی بھانپ کر یں وہاں سے چلی آئی کہ کسی کے دل کی دل میں نہ رہے جس طرح چاہیں ہنس بول لیں ہمارے سبب سے کچھ خلل نہ ہو۔ اس سے موقع ٹال جانا ہی لازم تھا۔ اب جو ایشور کی اچھیا" جو قسمت کا نوشتہ" یہ کہکر سب کی سب زبان دابے دبے قدم اپنے اپنے آشرموں میں چلی گئیں۔ اور دل میں یہ ہوس لئے رہیں کہ آج ہی سر تا بھرتا ہو جائے تو کیا بات ہے۔ ادھر سہیلیاں کھچڑی پکا رہی تھیں ادھر سناٹا دیکھ کر راجہ کا جذبۂ عشق اور کھل کھیلا زبان نچلی نہ بیٹھ سکی آخر یہ الفاظ زبان پر آ ہی گئے ۔
پیاری بُرا نہ ماننا۔ کچھ کہنے کو جی چاہتا ہے۔ بُرا مانو تو پہلے سے روک دینا ۔

شکنتلا۔ آپ کیا فرمانا چاہتے ہیں۔ میں کیا جانوں۔ مگر جو کہنے کی خواہش ہو۔ بے تکلف فرمائیں۔ بُرا ماننے کی کون بات۔ پھر میں بُرا مانوں! یہ آپ کا خیال ٹھیک نہیں ۔

راجہ۔ گستاخی معاف کرنا۔ کیا تمہیں تمام میری رانیوں کی سرتاج بننے میں کچھ عذر ہے؟ میرا سارا رنواس تمہارا پانی بھریگا۔ پاؤں دابیگا۔ نظروں میں چلیگا جو کہوگی وہی کریگا۔ مَیں بھی ہر وقت تمہارا دل ہاتھ میں لئے رہونگا۔ کسی بات میں اُف نہ کرونگا۔ خزانہ تمہارا ہوگا۔ زمانہ تمہارا ہوگا۔ حکومت پر تمہارا اختیار۔ تمہیں پر ساری سلطنت کا دارومدار۔ سر سے پاؤں تک جواہرات ہی جواہرات ہونگے۔ ہر صفت عروس سے صفت اختریات ہونگے +

شکنتلا شرم وحیا کے سبب سے ان باتوں کا جواب نہ دے سکی۔ دل تو پھڑک اُٹھا مگر ادا نے معشوقانہ نے ہونٹوں پر مہر لگادی۔ مسکرائی اور شرمائی ہوئی ایک نظر غلط انداز سے راجہ کی طرف دیکھ کر سر نیچا کرلیا۔ راجہ پر یہ ادا اور ستم کر گئی۔ اور دل میں سمجھ گیا کہ الخاموشی نیم رضا پھر کیا تھا حوصلہ کھل کھیلا۔ جرأت شمشیر برہنہ ہوگئی بے تکلف زبان سے یہ الفاظ نکلے +

میرے کلیجے کی مالک۔ میرے دل کی مختار۔ شکنتلا۔ دل پر اب قابو نہیں۔ میدان خالی ہے کوئی آس پاس نہیں " نے غم وزر نے غم کالا۔ مَیں ہوں اور تم۔ بس ایسا موقع پھر کب حاصل ہوگا۔ زیادہ اشتیاق میں رکھا تو فائدہ +

پس گندھرب بواہ میں اسی وقت کیا مضائقہ ہے +
درکار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست

گندھرب بواہ شاستر کے رو سے بھی جائز وروا ہے۔ پھر دیر میں سکیھ فضول۔ دیکھو کہا ہے ؎

جو کرنا ہے آج ہی کرے کال کال کیا کرنی
شبھ کارج میں ہے من مورکھ کاہ بھدرا بھرنی

شکنتلا۔ آپ کا فرمانا سر آنکھوں پر۔ مگر سمجھ لیجئے کہ پربس بندھ ہوں۔ دل پر ضرور اختیار ہے۔ مگر جسم عنصری پر قابو نہیں۔ یہ پتا کنو رشی کے حکم کا تابع ہے۔ آپ گھبرائیں نہیں مجھ پر زور نہ دیں وہ ابھی ابھی آتے

ہونگے۔ کیا عجب کہ آپ کی تقدیر بھلاوا دیکر حصول مدعا ہی کے لئے یہاں لائی ہو۔ پتاجی کو خود خواہش ہے۔ کہ کوئی پرتاپی راجہ ملے تو ہاتھ پیلے کرکے مجھ سے چھٹی کریں۔ پس اس قدر اضطراب فضول۔ ذرا دم لیجئے صبر کیجئے دیکھئے وہ آپ کو دیکھ کر کیا فیصلہ کرتے ہیں +

راجہ دشنیت۔ تمہارا کہنا بہت صحیح۔ مگر پیاری میں کیونکر پہلو چیر کر دکھاؤں کہ میرے دل کی کیا کیفیت ہے۔ ایشور جانتا ہے کہ تاب صبر نہیں تم پتاجی کی آگیا چاہتی ہو تو اس کے لئے یہ منطق ہے کہ پتا پتر وغیرہ کون ہیں؟ نظر حقیقت بین سے دیکھو تو صاف سمجھ میں آجائے کہ آتما ہی پتا ہے آتما ہی پتر۔ آتما ہی بھائی آتما ہی سب کچھ۔ صرف آتما ہی سے ذائقہ حیات ہے اور آتما ہی سے نجات۔ پھر آتما کے ہوتے کسی سے باز پرس یا حصول ارشاد کی کیا ضرورت۔ جو آتما کہے وہی کرو۔ ادھر آتما کا حکم اُدھر شاستر کی اجازت۔ پھر لیت و لعل کی کیا ضرورت۔ شاستر ڈنکے کی چوٹ کہہ رہا ہے کہ انسان کے لئے آٹھ قسم کی شادیاں جائز ہیں۔ جن میں چھتری کے لئے گندھرب بواہ افضل ہے اور راچھس بواہ بھی ہو تو نامناسب نہیں۔ مجھ پر بھی ہوائے نفسانی غالب ہے اور تمہارا دل بھی میرا طالب ہے۔ نہ مجھ کو تابِ صبر ہے۔ نہ تم کو مجالِ شکیب۔ پھر دل کو مار مار کر رکھنا خواہشات کو زنجیروں میں جکڑ جکڑ کر قید کرنا میری دانست میں دھرم کے خلاف ہے آئندہ جو مرضی +

شکنتلا جوشِ عشق سے خود از خود رفتہ ہو رہی تھی بھری جوانی نشۂ حسن شرابِ عشق کی مستی سے آپے میں نہ تھی۔ دل بے قابو ہو گیا تھا خواہشوں پر بس نہ رہا تھا۔ سوجھی کہ دل تو دے ہی چکی ہوں طبیعت تو آ ہی چکی ہے۔ پھر نہ ایسا تخلیہ کا موقع ہاتھ آئیگا نہ دشنیت ایسا چکرورتی راجہ۔ ادھر پتاجی دلنوازشی بھی ایسے ہی تاجدار کی تلاش میں تھے پس راجہ کے دل کی ہوس کیوں رہ جائے۔ میں بھی شیفتہ وہ بھی

فریفتہ پھر کیوں ترساؤں۔ راجہ کا دل دکھاؤں جو شدنی ہے وہی نہ کر دکھاؤں اور پھر لطف یہ کہ دھرم بھی نہ گنواؤں ✤

یہ سوچ کر اس نے راجہ دشمنیت سے کہا ✤

گو میں اپنے دل کی مالک اور مرضی کی مختار نہیں۔ مگر آپ راجہ ہیں۔ اس لئے تعمیل ارشاد سے بھی انکار نہیں۔ مگر ہاں ایک شرط ہے قول ہارئیے ہاتھ پر ہاتھ ماریئے تو کہوں ✤

راجہ دشمنیت۔ قول جان کے ساتھ۔ لاؤ میں ماروں ہاتھ پر ہاتھ۔ جو کہہ دوں مجال کیا دپٹ پڑے جو زبان سے نکال دوں ممکن نہیں کہ ٹل سکے ✤

شکنتلا۔ یہ ہے تو بس زبان دیجئے قول ہارئیے کہ اگر ایشور مجھے لڑکا دے تو وہی آپ کا جانشین ہو مالک تاج و نگیں ہو ✤

راجہ۔ دشمنیت۔ بس اتنے ہی کے لئے ہاتھ پر ہاتھ مارنا۔ قول ہارنا واہ میں سمجھا تھا کہ کوئی پہاڑ اٹھانا پڑیگا۔ برہمانڈ ہلانا پڑیگا بس اسی کے لئے اتنے عذر و انکار۔ اس قدر طوالت گفتار۔ کہو تو گنگے گلے پانی میں اقرار کروں۔ حلف سے وعدہ وفائی کے پہلوؤں کا اظہار کروں ✤

شکنتلا۔ اگر یہ ہے تو نہ آپ کے اصرار کی ضرورت نہ میرے انکار کی صورت

راجہ دشمنیت۔ (جذبۂ شوق سے گلے لگا کر)

ساقی بریز بادۂ عشرت بجام ما
مطرب بگو کہ کار جہاں شد بکام ما

اس شعر کا مطلب راجہ کی زبان پر آتے ہی گندھرب بواد کے تھیٹر کا پردہ گر گیا اور چشم قلم کی نگاہ ادھر سے اچٹ کر دوسرے سین کی انتظار میں تھوڑی دیر استانے کے بعد دیکھتی ہے تو اور ہی نقشہ رہا تھا ✤

راجہ دشمنیت اور شکنتلا دو نو نشۂ محبت میں چور بیٹھے ہوئے تھے۔ شکنتلا کی شرمائی ہوئی نگاہ کچھ کچھ بے تکلف تھی۔ اور راجہ مستی عشق سے جھوم جھوم کر کہہ رہا تھا۔ کہ پیاری آج سے ہم تمہارے اور تم

ہماری ہو چکیں۔ دل تمہارے پاس ہے اور جسم اِدھر اُدھر۔ ہم جس وقت لشکر میں پہنچے فوراً ہی وزرائے سلطنت و عیانِ حکومت کو بھیجکر تمہیں بلا لینگے۔ اور سب رانیوں کا سرتاج بنا کر تمہیں راجوں کے رنواس کا لطف دکھائیں گے۔ گھبرانا نہیں۔ غم کھانا نہیں۔ ہم گئے اور تم ہمارے پاس پہنچیں ✽

راجہ دشنیت کو یہاں دیر ہو گئی تھی ہمراہیوں کا خیال آیا تو دوسری فکر پیدا ہوئی۔ آخر شکنتلا کو گلے سے لگا کر چھاتی پہ پتھر رکھے ہوئے وہاں سے لمبا پڑا راستے میں وزیر ملے فوج قدمبوس ہوئی اور سیر و شکار کی تفریح نے دل کو دوسری ہی محویت میں مصروف کیا دل میں یہ خیال کہ اگر کنور رشی نے معاملہ سُنا تو نہ جانے کیا کہیں کیا سمجھیں مگر شکار کی دلچسپی نے کئی دن تک تو بن کی ہوا کھلائی۔ لیکن یہ توفیق نہ دلائی کہ بھولے سے بھی شکنتلا کی یاد آئی ہو۔ سب وعدے فراموش سب قول و اقرار نقش بر آب ✽

اب ادھر کی سنئے۔ راجہ جس وقت روبراہ ہُوا اُس کے کچھ دیر بعد کنور رشی پھول پھل سے لدے پھندے آشرم میں تشریف لائے۔ چشم خیال میں رنگت ہی کچھ اور محسوس ہوئی۔ شکنتلا ایک تو نہائی دھوئی نہ تھی دوسرے ناظرین سمجھ سکتے ہیں۔ کہ وہ موقع تھا کہ کسی سے چار آنکھیں نہ ہو سکیں۔ بس سامنے نہ جا سکی۔ کنور رشی سمجھ گئے کہ کچھ نہ کچھ بھید ہے آج یہ رنگت بے وجہ نہیں۔ چشم باطن اور روشنضمیری سے نظر کروئی تو پوری تصویر نگاہ تصور میں پھر گئی۔ جو کچھ گزرا تھا چشمدیدہ کے برابر ہو گیا۔ رشی جی فوراً ہی شکنتلا کے پاس پہنچے۔ وہاں نظر اُٹھنے کے منہ ہی کہاں تھا۔ گردن جھکی جاتی تھی۔ مگر رشی جی کے دل پر کچھ میل آ گیا تھا ماتھے پر شکنیں پڑ گئی تھیں اُنہوں نے کہا:۔

او شکنتلا۔ غضب کی بات ہے کہ تو اتنی خود مختار ہو جائے۔ دن چلتے تھے کہ راتیں اگر ذرا اور میرا انتظار کر لیتی تو کیا کرہ سے چلا جاتا افسوس تو نے خود رائی کی مجھ کو طاق پہ بٹھا دیا مجھ مال ہی نہ سمجھا۔ ہائے بیٹی سے

یہ امید۔ مَیں تو خود چاہتا تھا کہ جلدی سے ہاتھ پیلے کروں تجھے کسی پرتاپی راجہ کے گلے منڈھوں۔ مگر تُو نے اپنی رائے ہی کو مقدم سمجھا۔ خیر۔ مگر دیکھ لینا کردنی خویش آمدنی پیش کا ثبوت ضرور ہوگا۔ کسی صورت سے ہو۔ اے شکنتلا تو میری بیٹی ہو کر ایسے اہم کام اپنی رائے سے کرے اور میرا انتظار ہی نہ کرے تو اپنے دل سے سمجھ کر تاسف ہو کہ نہ ہو؟

مَیں جانتا ہوں کہ تُو نے شاستر کے خلاف بات نہیں کی شاستر میں یہ بھی اجازت ہے کہ جب زن مرد کی یکجائی سے آگ پھوس کا سامنا ہو تو بلا سے وید کی رچاؤں ہون منتروں اور شاستر کی رسموں کا ساز و سامان نہ ہو تب بھی ادھرم نہیں ہے۔ لیکن شاستر کی مرجادا اور ہے لوک مرجادا اور۔ خیر جو ہو گیا وہ ہو گیا اس کی شکایت نہیں۔ اب گوش ہوش سے سُن۔ راجہ دُشینت تیرے پتی ہو چکے وہ مکٹ شرومنی ہیں۔ ہر بات سے دھنی ہیں خلقت انسانی میں سرفراز۔ تاجداروں میں ممتاز۔ اگر اُن پر نفس امارہ غالب آیا اور اُنہوں نے تجھے سینے سے لگایا تو کچھ مضائقہ نہیں۔ جو شدنی ہے ہوتا ہے۔ آدمی وہی کاٹتا ہے جو بوتا ہے۔ پس اب الحمد للہ ذکر۔ گذشتہ راصلواۃ۔ جو تھا ہونا ہو گیا اب چپ رہو جانے بھی دو یہ عمل چاہئے اور مشیت کے کاموں سے ہر جا خاموشی۔ مگر بیٹی میں نے نورِ کشف منتر (دِبیہ درشٹی) سے دیکھا تو کچھ اور ہی معاملہ نظر آیا تم بارور ہو گئیں۔ نخل ہمیشہ بہار ہو گئیں۔ اب حمل سے وہ خورشید تاباں ہوگا جو کُل روئے زمین پر روشن ہوگا۔ چپے چپے پر اس کا پرتو انوار نور افگن ہوگا۔ ذرے ذرے میں اس کی تجلی شمع اقبال کا شعلہ نائرہ زن ہوگا۔ ہفت اقلیم ماتحتِ اقبال ہونگے۔ ہفت کشور دولت فیضِ جہانبانی سے مالا مال ہونگے؟

شکنتلا کی آنکھ اوپر نہ اُٹھتی تھی۔ سرزمین میں گڑا جاتا تھا مگر یہ کلمات خیر شکر اُس نے دور ہی سے قدموں پر سر جھکایا اور فوراً ہی غسل کر کے پھر اپنے پتا کنو رشی کی خدمت میں حاضر ہو کر قدموں پر جھک گئی۔ ان کے دست مبارک سے جنگل کے چُنے ہوئے پھول پھل لئے۔ کمل چرن دھوئے اور

اپنی آنکھوں کی طرح آسن بچھا دیا۔ سب معمولی خدمات انجام دے کر سامنے آکھڑی ہوئی اور ہاتھ جوڑ کر بولی پتا جی :-

اَن ہونی کے ہون کو تاکت ہے سب کو
اَن ہونی ہونی نہیں جو ہونی ہوئے سو ہو

جو شدنی ہے وہ ہزار میں ہوتی ہے لاکھ میں ہوتی ہے اس کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ اس کے روکنے کی کسی کو مجال نہیں۔ آپ سب جانتے ہیں پس زیادہ تشریح بیکار +

آج اتفاقاً راجہ گھوڑا دوڑاتے شکار کھیلتے ادھر آ گئے میں اپنی کٹی میں بیٹھی ہوئی ہار گوندھ رہی تھی میں کیا جانوں کہ راجہ کیسے ہوتے ہیں اور راجوں کا پیچ پرتاپ کیا۔ جب وہ کٹی میں آپہنچے تو میں نے اُن کو ہاتھوں ہاتھ لے کر کُش آسن پر بٹھایا پھل پھول دئے۔ سہیلیوں نے بھی آنکھیں بچھا دیں خاطرداشت کی ذرا سی دیر میں سب سہیلیاں کنائی کاٹ گئیں کاندھی دے گئیں۔ اور مجھ کو اکیلا چھوڑ دیا۔ میں اکیلی رہ گئی۔ تو جان لیجئے کہ راجہ کا رعب مجھ پر غالب آسکتا تھا یا میرا۔ بس قصہ مختصر یہ ہے کہ آپ میری خطا معاف فرما دیں۔ جو کچھ قصور ہوا اُس کو دامن پردہ پوشی سے چھپا دیں۔ جو کچھ ہونہار تھی وہ تو ہو ہی گئی۔ ہاتھ کی لکیریں نہیں مٹ سکتیں۔ پس آپ راجہ اور اُس کے ارکین دولت پر بھی نظر عفو کریں اور وہ دعا دیں جو مفید حالت ہو +

کنو رشی نے فرمایا۔ شکنتلا خیر تیری خاطر ہے۔ میں تیرے دل کو دکھانا نہیں چاہتا۔ دعا دیتا ہوں کہ راجہ دشینت ہمیشہ موجیں اُڑائے خوشیاں منائے اُس کی عقل ٹھیک رہے اقبال ہر حال میں شریک رہے +

شکنتلا۔ (قدموں پر جھک کر) آپ نے آشیرباد دیا میں نے امرت پیا اب یہ دعا کیجئے کہ جس پرو بنش سے تعلق ہوا ہے اُس کے جو راجہ چکرورتی یعنی شہنشاہ روئے زمین ہوں اور ان کا دھرم کرم عدل و جمال کا فیض ابنائے عالم کا دستگیر ہو +

کنور شنی - ہر بات سے اطمینان رکھو جو تو نے چاہا وہی ہوگا تیری اولاد اور اُس کی نسل تمام راجاؤں میں سرفراز اور روئے زمین کے لیے سرمایۂ ناز ہوگی ﴿

ادھیائے ۲۴

راجہ بھرت کی ولادت - شکنتلا کی راجہ دُشنیت کے دربار میں حاضری - راجہ دُشنیت کا اظہارِ لاعلمی - شکنتلا کی پرجوش گفتگو - آکاش بانی - راجہ دُشنیت کی شکنتلا پر مہربانی - بھرت کی حکمرانی - اور بھارت کھنڈ کے نام سے حیاتِ جاوِدانی

شری بشم پاین سنجن سراہیں کہ مہاراج جنمیجے آپ نے ملاحظہ کیا کہ قدرت کیسی زبردست ہے ہونی ہو کر رہتی ہے کہاں راجہ دُشنیت کہاں ہوسِ سیر و شکار - کہاں گلگشت مرغزار کہاں تپوبن میں رسائی کہاں آشرم کی دربانی - کہاں نظارۂ حسن و جمال کہاں صورتِ حال - اُس پر دو طرفہ بیتابی دل ہی دل میں اضطرابی اودھر سے گذارش اُدھر بھی تاثیرِ عشق سے سفارش - نہ کنور شنی کا انتظار نہ سہیلیوں سے کچھ استفسار نہ اسرارِ محبت کا اظہار آخر جوشِ محبت نے حسن کا مزہ لوٹ لیا کلیجا میں گرہ چھوٹ لیا - کنور شنی کو خود رو بھی سے

کسی قدر کبیدہ ہوئے گونہ رنجیدہ ہوئے لیکن خوش ہوئے کہ جو خواہش تھی
پوری ہوئی فکر سے دوری ہوئی - ایشور کی دین شکنتلا اسی وقت بار ور ہوئی
جب دُشینت سے ہمکنار ہوئی - آخر نخل محبت ثمر بار دار ہُوا - صدف بطن سے
جلوہ گوہر شاہوار ہُوا - صورت وہ کہ آفتاب تصدق - مورت وہ کہ پورنماشی
کا چاند نثار - جمال سے دیوتاؤں کا جمال آشکار - پیشانی کے جلال سے
مہر نیم روز کی نور افشانی نمودار - ہر ایک کو دیوتاؤں کا گمان تھا ہاتھوں میں چھ
ریکھا کا نقش اور چکر گدا کا نشان تھا - کنورشی پھڑک اٹھے - اور رکھیشر بلبل
کی طرح چہک اٹھے کہ آہا یہ تو بڑا تیجسوی ہوگا - راجگان زمانہ سے قوی ہوگا -
قیافہ پر آثار شاہنشاہی چہرے پر جہاں پناہی - سنتے ہی یہی الہام ہُوا کہ
وہ مبارک - اورنگ جہانگیری آج سے اس کے نام ہُوا - ذرا سن بڑھے تو
آفتاب اقبالمندی پر چڑھے - جس وقت سریر آرا ہے جہانبانی ہوگا - آپ ہی اپنا
ثانی ہوگا - بڑے بڑے یگ اسی کے نام نامی کے یادگار رہینگے - سب وانت
حمیدہ صفات پر جان و دل سے نثار ہونگے - آکاش بانی سُنتے ہی سب آنند
ہوگئے خورسند ہو گئے - کنورشی نے سرودمن دیکھی سب کو قابو میں رکھنے والا
نام رکھا پرورش سے کام رکھا - جس وقت صورت نظر آتی طبیعت پھڑک
جاتی - شکنتلا اپنے کلیجے کے ٹکڑے کو سینے سے ہی لگائے آنکھ کی پُتلی
بنائے رہتی - سہیلیوں کے لئے سرودمن کھلونا تھا اور سرودمن کے لئے
شکنتلا کی سہیلیوں کی آنکھیں بچھونا +

چند ماہ کے بعد سرودمن گود سے اُترے فرش زمین کی قسمت جاگی
گھٹنیوں چل کر ماں کے کلیجے کو ہاتھوں بڑھایا +

ٹھمک چلت رامچندر باجت پیجنیاں

کی دلچسپ کیفیت نظر سے گزرنے لگی - توتلی باتوں سے سامعین کے
دل کا کنول کھلتا - آنکھوں کو لطف دیدار سے کچھ اور ہی سُکھ ملتا تھا -
سب دل میں خوش کہ ایک دن گلبن گلشن اقبال - نو بادۂ گلزار حسن و جمال
صاحب جاہ و جلال ہوگا - ہلال سے بدر کمال ہوگا -

بالائے سرش زہوشمندی
مے تافت ستارۂ بلندی

کی ساری علامتیں چہرے سے جھلکتی تھیں۔ آنکھیں بچپن کے کھیل دیکھ کر پھڑکتی تھیں۔ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔ شدنی دو حہ را برغون برگ کے سارے آثار پیش نگاہ تھے۔ زائچہ قسمت کے برج شرف میں مہرو ماہ تھے۔ کھیل کود میں اشغال شاہی۔ لہو و لعب میں شان عالم پناہی کھلونوں میں ہاتھی گھوڑوں سے رغبت اور کھیلوں سے نفرت قصہ کوتاہ مزاج میں سلطنت شاہی دماغ میں بوئے جہاں پناہی تھی شاہی ذکرو اذکار سے دلا دیزی۔ مفہوم مطالب جہانبانی میں ذہن کی تیزی۔ کنور شی نہال رہتے تھے۔ جب دیکھتے تھے تھے عمرت دراز باد

یادش بخیر راحت جانم خوش آمدی
کردی شگفتہ دل بن وہم خوش آمدی

پانچویں سال میں پاؤں رکھا تو اور بھی جوہر کھلے۔ بن کی سیر بھائی گلگشت کی ہوا سمائی۔ دوڑتے دوڑتے گئے۔ کھیتے کھیتے شیر پکڑ لائے آج اگر بچہ فیل کے کان پر ہاتھ ہے تو کل کھیلا ساتھ ہے۔ کبھی چیتے کی کمر توڑ دی۔ کبھی شیر کی کلائی مروڑ دی *

کنور شی کو عروج اقبال کا اطمینان ہوا علوم کشف سے بھی گیان ہوا پس اُنہوں نے اپنے مریدان رشید سے فرمایا:۔

کہ سردوس صاحب اقبال ہے صاحب جلال ہے۔ اب بن میں رکھنے کی ضرورت نہیں۔ یہاں اس کے عروج بخت کی صورت نہیں۔ لڑکی اپنے گھر ہی اچھی۔ عورت کا خاوند ہی کے پاس رہنا لازم پس شکنتلا کو ہستناپور لے جاؤ۔ دشنیت سے ملاؤ۔ سردوس کا جمال جہاں آرا دکھاؤ دل کا کنول کھلاؤ *

چیلوں نے قدموں پر سر جھکایا وہاں سے قدم اُٹھایا اور شکنتلا کو راجہ دشنیت کے دربار میں پہنچایا۔ سردوس آغوش محبت میں تھے نگاہ عاطفت میں تھے۔ کنور شی ۔۔۔ نہیں ۔۔۔ لوٹ گئے۔ شکنتلا وہیں

ٹھہری رہی۔ جس وقت راجہ دُشینت کا سامنا ہُوا۔ شکنتلا قدموں پر گری جان و دل سے فدا ہوئی۔ اور بڑے ادب سے عرض کی:۔

مہاراج! مَیں آپ کی کنیز ہوں۔ ہمخوابہ عزیز ہوں۔ کنور رشی کے آشرم میں مجھ سے آپ ملے تھے۔ دونو کے دلوں کے کنول کھلے تھے۔ آپ نے گندھرب بواہ کیا تھا۔ قول وقسم کو گواہ کیا تھا کہ جو میری خاتم عصمت کا نگین ہوگا۔ وہی مسند نشین ہوگا۔ چنانچہ دسرودمن کو پیش کرکے، یہ تاج نگین ہے آپ کا جانشین ہے۔ راج کا وارث بنائیے تاج و تخت کا مالک تسلیم فرمائیے۔

راجہ دُشینت کو فوراً آشرم کی یاد آگئی۔ سارا معاملہ نظر کے سامنے پھر گیا۔ مگر دیدہ دانستہ لاعلم بنکر بولا:۔

مجھے کچھ علم نہیں کیسا گندھرب بواہ کیسی رسم و راہ۔ گندھرب بواہ کو مَیں دھرم کے خلاف سمجھتا ہوں۔ اس کے کانٹوں میں جان بوجھ کر اُلجھنا یہ امر محال ہے۔ ایسا اقبال نصیب دشمنان خود راز حال ہے۔ کہاں تو تپشوی کی دُختر کہاں مَیں شاہنشاہ بلند اختر۔ دوشالے میں کملی کا پیوند۔ نمک میں کوزۂ قند یہ کب ممکن ہے۔ بس باتیں نہ بنا جا ٹھنڈے ٹھنڈے آشرم کو چلی جا۔ یہاں کچھ کام نہیں۔ گوہر عصمت کے دام نہیں۔

شکنتلا نے جو ہیں یہ الفاظ سُنے شعلہ غضب بھڑک گیا۔ بچھو کا سا زہر سارے بدن میں پھر گیا۔ آنکھیں خون کبوتر۔ بالکل لالوں لال۔ چہرہ دہکتے ہوئے انگارے کی مثال۔ رُخ سے شعلے لپکتے تھے۔ ہونٹ پھڑکتے تھے۔ مگر طیش کو ضبط تہذیب سے ربط کرکے بولی:۔

کیا یہی قول یہی عقد یہی وعدہ تھا

او دغا باز فسونساز مُکرنے والے

راجن اس وقت انجان بناز عم و طاقت تمنا افسوس وہ دن بھول گئے کہ جب قدم پر سر رکھوا تھا یہ وہ نورس چکھا تھا پہلے ہاتھ پاؤں جوڑ کر رانٹی پر چڑھانا پھر مطلب نکل جانے پر بتا بتانا کیا یہی دھرم ہے۔

مہاراج ادھیراج شرم ہے شرم ہے۔ اس وقت پہچانتے بھی نہیں کون سامنے ہے۔ جانتے بھی نہیں۔ وہ وقت اب کا ہے گویا وہ ہو۔ جب تاج سر پاؤں پر رکھتے تھے ایک بات نہ ٹلتے تھے۔ جب کام نکل گیا تو جان پہچان ہی نہیں اگلی باتوں کا شان گمان ہی نہیں۔ دل پر ایسی سیاہی اُف اوہ ایسی دھرم سے گمراہی۔ اپنے موقع پر کھیسین نکال لینا اور جب کام بن جائے تو یوں ٹالنا خیر مضائقہ نہیں دیدہ خواہد شد۔ اگر میں جانتی کہ گوں کے یار مطلب کے دوست ہو تو منہ نہ لگاتی عصمت سر نہ چڑھاتی آہ بڑا چرکا ہُوا۔ بھاری چکمہ کھایا مگر خیر راستی راستی ہے۔ ناراستی ناراستی ہے۔ اگر اس وقت گئے کو نہ پچھتائیے تو ادھر ہاتھ اٹھائے شراپ لگاتی ہوں کہ ابھی ابھی آپ کو آپ کی کرتوت کا مزہ چکھاتی ہوں آپ راج کے مالک ہیں رہروان دھرم کے سالک ہیں۔ اس پہ یہ حال یہ جنجال وہ کام کیجیے۔ جس سے کلیان ہو وہ بات کیجیے جو دھرم کی جان ہو۔ جو ایک دفعہ کسی کا ہاتھ پکڑتا ہے۔ اُس کا قدم میدانِ ثابت قدمی سے نہیں اُکھڑتا۔ مردوں کی ایک بات چھتریوں کا قول جان کے ساتھ ہوتا ہے۔ آپ مجھے دین و دنیا کا نہ رکھ کر ناتہ موڑتے ہیں۔ رشتہ مستحکم تنکے کی طرح توڑتے ہیں۔ یہ بڑا پاپ ہے نہیں نہیں پاپ کا بھی پاپ ہے۔ آپ دل میں کہتے ہو نگے۔ کہ اُس وقت گوں کی تھی مطلب نکال لیا۔ سناٹا پاکر باغ حسن دیکھ بھال لیا۔ اب پوچھنے گچھنے والا کون ہے

شونا گھر بھوتوں کا راج کی مثل تھی اُس وقت تو گرم بغل تھی مگر

ایں خیال است و محال است جنوں

جس بات کے لئے ہاتھ پر ہاتھ مارا ہے جو قول ہارا ہے اُس کا گواہ آپ کی خاطر عاطر ہے اور ساتھ ہی ایشور حاضر ناظر۔ آپ لاکھ باتیں بنائیں مجھ کو چٹکیوں پر اُڑائیں محال ہے محال۔ رات دن ہو جائے کیا مجال عذر گناہ بدتر از گناہ ہے اور میرا اور نہیں ایشور تو گواہ ہے وہ انصاف

کریگا۔ آپ کا گناہ معاف کریگا۔ میری طرف سے آپ کا دل صاف کریگا۔ اور میری ولی التجا پر پاداش قصور سے انحراف کریگا۔ صرف ایک ایشور ہی نہیں سب دیوتا میرے گواہ ہیں سورج چندرماں شاہد رسم و راہ ہیں۔ کیا اگن کیا پون کیا پرتھی کیا جل سب گلے لگے پانی میں ایمان کی کہینگے۔ جس وقت گنگا جل سامنے رکھ دونگی تو خاموش نہ رہینگے۔ میرے سرتاج مہاراج مجھے جھوٹا بنا سکتے ہیں مجھے بُتا بتا سکتے ہو۔ مگر یہ تو جھوٹ نہ بولینگے۔ دھرم ایمان سے ساری قلعی کھولینگے۔ انہیں کی شہادت پر انحصار سہی۔ انہی کی گواہی پر دارومدار سہی۔ مگر خوب سمجھ لینا کہ اُن کے آگے کوئی فقرہ چل نہیں سکتا۔ جھوٹ پھل نہیں سکتا۔ دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جائیگا زعم شاہنشاہی فانی ہو جائیگا۔ مہاراج ادھیراج جن کے دل میں سنتوش ہے اُن کو کچھ نہیں دوش ہے۔ اُن کے گناہوں کو دھرم راج نظر انداز کرنے میں دروازہ معافی باز کرتے ہیں۔ جن کو پاس سخن و پاس وضعداری نہیں۔ اُن کی رُستگاری نہیں۔ آپ جان بوجھ کر میرا اپمان کرتے ہیں۔ دوسرا ہی نصیان کرتے ہیں۔ اس سے بہتری کی اُمید فضول۔ بالکل بھُول۔ کہتے دیتی ہوں راستی سے نہ گزرئیے۔ ایشور سے ڈرئیے۔ اگر آپ نے مجھ ایسی پتی برتا کا دل کڑھایا تو سمجھ لیجئے کہ کچھ اور بات ہونہار ہے۔ میرا دل دکھایا تو بہتری دشوار ہے۔ مجمع عام میں میری ذلّت و رسوائی۔ دامنِ عصمت پر دھبہ لگا کر یہ کج ادائی و بے اعتنائی۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میری آہ کارگر ہو۔ فریاد کا اثر ہو۔ نہ یہ راج رہے نہ تخت و تاج۔ ابھی میرے دل سے نکلے ہوئے آنسو آنکھ میں بھر آئیں تو خوف ہے کہ سر کے سو پیچ نہ نظر آئیں +

میری گودی کا لعل تمہارا نورِ نظر ہے۔ میرا لختِ جگر ہے اس کے جسم میں تمہارے ہی خون کا جوہر ہے یہ تمہارے ہی نیسان محبت کا پیدا کیا ہُوا گوہر ہے۔ فرزند کی یہ قدر دانی۔ لختِ جگر پر ایسی نامہربانی بیٹا ہی بڑھاپے میں باپ کے ہاتھ کا عصا ہے۔ جوانی میں دست و پا ہے۔ باپ ہی نہیں ہفتاد پشت کو تارتا ہے سب بگڑے کام سنوارتا

ظاہر میں پسر ہوتا ہے مگر در اصل جان پدر ہوتا ہے اگر باپ شجر تو بیٹا ثمر
جیسے شجر کے بغیر ثمر اُسی طرح ثمر کے بغیر شجر نہیں دونو لازم و ملزوم ہیں۔
دونو ایک ہی ذات علی العموم ہیں اپنے خون سے یہ بیوفائی اپنے بام انگ
سے یہ بے اعتنائی۔ ڈرتی ہوں کہیں کچھ اور بات نہ ہو جائے کہ ایشٹی ہوں
کہ کچھ اور داہیات نہ ہو جائے ؛

جہاں تک مجھے معلومات ہے جو سُنی سُنائی بات ہے۔ اُسی کی رُو سے
کہتی ہوں بڑا بول نہیں بولتی۔ حرف حقیقت کھولتی ہوں۔ کہ استری کون
ہے جو خاوند کو جان پران جانے۔ نہیں نہیں اپنا پرمیشور مانے۔ عورت
شوہر کے بائیں انگ (اعضائے چپ) کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے
بغیر مرد مجبور ہے۔ ہر کام میں عورت بام انگ ہو کر دست راست سے زیادہ
کام کرتی ہے۔ اطاعت و رضا جوئی میں نام کرتی ہے۔ پتی برتا عورت
محل میں ہو تو شاہد مدعا بغل میں ہو۔ بگ بھی سنبھل۔ بدوسی بھی اٹل۔
گھر میں چہل نہ کسی بات میں نقصان نہ کسی کام میں خلل ہے
کی مثل
ہر کہ زن نہ دارد آسائش تن نہ دارد
جس مرد کے گھر میں عورت ہے۔ عیش و آرام کی صورت ہے۔
رفیق جلوت ہے انیس خلوت ہے۔ گرہستی کی مدار المہام۔ شریک رنج
و آلام۔ پتی برتا استری گھر میں ہو تو صورت عیش نظر میں ہو۔ عورت سے
بڑھ کر کوئی شریک حال نہیں۔ دافع رنج و ملال نہیں۔ تنہائی میں
غمگسار یک جائی میں غمخوار ؛

انتہا یہ ہے کہ مرد کے لئے راستی ہوتی ہے
دھرم کے کاموں میں گرو کی طرح راے زن۔ دُنیوی فرائض میں پتا کی طرح
دافع رنج و محن۔ کھانے کھلانے کے وقت ماتا سے زیادہ مہمان نواز
امور مشورت میں مشیران صداقت شعار سے سرفراز۔ خود مرتی ہو
جان سے گزرتی ہو۔ مگر اُف نہ کرے۔ اپنی راحت پہ تُف نہ کرے
عورت نہیں تو مرد کا اعتبار نہیں اعتبار نہیں تو مرد صاحب اقتدار نہیں

عورت سے مرد کو ذائقۂ حیات ہے۔ عورت سے مرد کی بالا بات ہے یہی
نہیں بلکہ مرد کے لئے درجۂ نجات و سبب فخر و مناجات ہے جو استریاں
پتی برت دھرم پالتی ہیں وہ پاپی سے پاپی خاوند کو نرک تک سے نکالتی
ہیں۔ عورت ہی سے مردوں کا ظہور ہے۔ قدرت کو عورت کی عزت منظور
ہے۔ بچہ خاک و دھول میں بھرا ہو زمین پر لوٹ رہا ہو تو مرد اُٹھا کر کلیجے سے
لگا لیتے ہیں ما انسانوں پر فرض کیا۔ وحش و طیور تک اولاد پر تن من قربان
کرتے ہیں۔ افسوس کہ آپ برہم گیانی ہو کر اپنے کلیجے کے ٹکڑے آنکھوں کے
تارے کی صورت سے چڑھتے ہیں۔ دیکھنے تک کے روادار نہیں۔ دوسرا
ہوتا تو دوڑ کر گود میں اُٹھا لیتا۔ چھاتی سے لگا لیتا۔ آپ کو ذرا بھی خون
کی اُلفت نہیں۔ دل میں نام کو بھی محبت نہیں۔ واجب تو یہ ہے کہ پیوندِ
جگر کو گلے سے لگائیے راحتِ جاں پر قربان جائیے۔ میں نے کتنے
دنوں آپ کی اس امانت کو کلیجے کے اندر رکھا۔ جب بھگوت نے
چاند سی صورت دکھائی تو آنکھوں میں پالا۔ حُسن و جمال کے سانچے
میں ڈھالا۔ جس وقت یہ زمین پر گرا تھا دل ہجوم عشرت میں گھرا تھا
آکاش نے خوشخبری سنائی۔ مُلہم غیبی کی یہ آواز آئی کہ ؎

گلوں کو فصلِ گل میں گلشن آرائی مبارک ہو
بہار آئی بہار آئی بہار آئی مبارک ہو

اے تپوبن میں بھگوت کے چرنوں میں دھیان لگانے والو۔ اے
جپ تپ سے اپنی زندگی کا سکہ بٹھانے والو۔ مبارک مبارک۔ آج
تمہارے آشرم کے بھاگ کھل گئے۔ بن کے کانٹے تک پھولوں میں
تل گئے۔ جو گل آج کھلا ہے وہ سمجھو کہ تمہاری ریاضت و عبادت
کا صلہ ہے یہ لڑکا معمولی نہیں کوئی گاجر مولی نہیں۔ بڑا ہونہار ہے۔
اس کا بخت بیدار ہے۔ پردۂ دنیا پر حکمرانی کریگا۔ روے زمین پر
جہانبانی کریگا۔ دھرم کرم میں خاتمی بزرگوں سے بھی لائق ہوگا۔ جب

قدم نیکنامی کے سر پر رکھیگا۔ خواشیدہ ... ...

راجہ صاحب! آپ کا کس طرف خیال ہے۔ بغلیں جھانکنے کا کیا مآل ہے۔ یہ آپ کا جان و جگر ہے۔ خون کا اصلی جوہر ہے پہلے اکیلے آپ تھے آپ بیٹے کے باپ ہوئے۔ بیٹا آتما ہوتا ہے۔ آئینہ ہو رونما ہوتا ہے۔ آپ کو بیٹے کی تعریف اُفق کی زبان سے سُناتی ہوں۔ اُس کی تصویر نظم میں کھینچ کر دکھاتی ہوں ٭

فرزند کی تعریف

فرزند راحتِ جگرِ والدین ہے　　آرام ہے قرار ہے تسکین ہے چین ہے
زیبائش اپنے گھر کی ہے زینت ہے زین ہے　　نورِ نگاہ نورِ بصر نورِ عین ہے
پُتلی کہ خالِ دیدۂ روشن کہوں اُسے
سُرمہ کہوں کہ آنکھ کا انجن کہوں اُسے
عینک پدر کی آنکھ کا تارا ہے نورِ عین　　گودی کا لال جان سے پیارا ہے نورِ عین
ہر پیر کو عصا کا سہارا ہے نورِ عین　　آئینۂ حیات کا پارا ہے نورِ عین
خود و زرہ چلتہ و بکتر ہے رزم میں
گھر میں چراغ۔ گود میں دل شمعِ بزم میں
نیمِ نگاہ پنجۂ مژگاں کی ہے چھڑی　　پُتلی اسی عصا کے سہارے سے ہے کھڑی
تصویر اسی کی دیدۂ مردم میں ہے جڑی　　ڈورا اسی سے آنکھ کا موتی کی ہے لڑی
ممتاز چشم ہے عصائے کلیم سے
قدر اِس نگیں کی بڑھ کے ہے دُرِّ یتیم سے
جب شکل دیکھ لی تو کلیجہ پھڑک اُٹھا　　آنکھوں سے پردۂ پلک مردمک اُٹھا
فوراً بلائیں لینے کو دستِ پلک اُٹھا　　مرغِ نظر زبانِ مژہ سے چہک اُٹھا
یادش بخیر راحتِ جانم خوش آمدی
کردی شگفتہ دل بمن و ہم خوش آمدی
بیٹا ہو نوجوان تو یہ قولِ پیر ہے　　گرنے کا غم نہیں کہ عصا دستگیر ہے
شر کا نہ دغدغہ نہ غم دار و گیر ہے　　دشمن کو خود گماں یہی تو فرزند تیر ہے

ہے ساتھ اگر پسر تو پدر بھی مست ہے
ہاتھ اس کا ہاتھ میں ہے تو خنجر بدست ہے

فرزند سے بلند رہے خاندان کا نام   اجداد کا نشاں ہے باپ ماں کا نام
تعویذ جاں خلق ہے آرام جاں کا نام   گر یہ نہیں نشاں کہاں کہاں کا نام

توقیر سنگ خاک نہ ہو لعل اگر نہ ہو
یہ لال اگر نہ پائے تو قدر بشر نہ ہو

وہ نخل باغ کیا ہے کہ جس میں ثمر نہیں   کس کام کا صدف ہے کہ جس میں گہر نہیں
ہالہ وہ کیا ہے جس میں فروغ قمر نہیں   وہ پھول بڑھ کے خار سے ہے جس میں اثر نہیں

روشن ہے گھر۔ مکان میں جو گھر کا چراغ ہے
جس میں نہ بو ہو۔ گل وہ نہیں بلکہ داغ ہے

آئینہ مثل سنگ ہے سیماب اگر نہیں   تاریک رات ہے جو فروغ قمر نہیں
اندھا کنواں ہے جس میں وہ آب تر نہیں   پھوٹی ہے آنکھ جس میں ضیائے بصر نہیں

گھر کیا نہ جس میں نور نظر کا چراغ ہو
ہے مرغزار پھول سے خالی جو باغ ہو

بیقدر اس کے آگے بدخشاں کا لال ہے   ہیچ اس کے سامنے چمنستان کا لال ہے
پتھر کا وہ ہے لال یہ انساں کا لال ہے   وہ آشیاں کا لال ہے یہ ماں کا لال ہے

یہ گھر کی آبرو ہے یہ عزت ہے کان کی
وہ باغ کی بہار یہ راحت ہے کان کی

ہے نیلم سیاہی دل سمعۂ بصر   نقد حیات دولت جاں سکۂ جگر
فیروزہ و زمرد و الماس و سیم و زر   گنج عقیق کان طلا معدن گوہر

جیتا جو پاس ہے تو ہر اک مال پاس ہے
معدوں کا رنج کیوں ہو کہ یہ لال پاس ہے

گھر کا چراغ اور ہے شب کا چراغ اور   یہ نونہال اور ہے شمشاد باغ اور
یہ لال اور ہے گو شب چراغ اور   داغ اس کا اور ہے مہ گردوں کا داغ اور

دیکھیں نہ ایسے لال کی تمثال رنگ میں

جگ میں بوستاں میں بدخشاں سنگ میں

یہ فوں وہ ہے جو زندگیِ والدین ہے
تشبیہ جس کو آنکھ سے ہے یہ وہ عین ہے

روشن ہے جس سے نام یہ وہ نورِ عین ہے
کہتے ہیں جس کو راحتِ جاں یہ وہ چین ہے

یہ گل اُفق بڑھائے مکانوں کو باغ
روشن ہر ایک گھر ہے گھر کے چراغ سے

پران پتی۔ پرتھی ناتھ! اُف اوہ اتنی جلد ہی بھول گئے یہاں آتے ہی نازو نعمت پر بھول گئے۔ وہ دن یاد ہے کہ آپ شکار کھیلتے کھیلتے میرے گھر گئے۔ مجھ کو دیکھ کر آپے سے گزر گئے۔ ملاقات ہوئی تو اور ہی بات ہوئی۔ میں نے خاطرداری کی فرمانبرداری کی۔ آپ نے ہاتھ پر ہاتھ مارے۔ زبان ہارے اب جان پہچان ہی کلی نہیں۔ بات سننے کے لئے گویا کان ہی نہیں۔ میں بسوامتر کی بیٹی اور اُس مینکا کی آنکھ کی پتلی ہوں جو چھ اپسراؤں میں ایک اور سب کی سرتاج ہے۔ واہ رے میرے نصیب کہ بچپن میں ماں نے بن میں چھوڑ کر مامتا کی آنچ بھلادی۔ آپ گوہرِ عصمت کو سلکِ محبت میں پرو کر پھینکتے ہیں۔ خیر میں تو آشرم میں جاکر آپ کا نام جپتی رہوں گی۔ لیکن مجھ سے اور کوڑھ نہ سمیٹا جائے گا۔ لیجئے یہ اپنا فرزند یہ اپنا

جگر بند پسرم تیو مایۂ خویش را ؎

نہیں نہیں مایۂ خویش نہیں بلکہ آپ کی امانت ؎

راجہ دشینت۔ بشوامتر کی رشی کماری۔ مینکا کی دُلاری یوں غیرت سے ہاتھ دھو کر بیسواؤں کی طرح میرے سامنے آئے۔ مجھے چکمے سے ڈھب میں لائے۔ جاؤ وشوامتر کا نام بدنام نہ کرو۔ مینکا کے نام پر دھبہ نہ لگاؤ۔ میں ایسے فقروں میں آنے والا نہیں۔ ایسے فقرہ باز میری جیب میں پڑے رہتے ہیں۔ بس ہوا کھاؤ یہاں سے تشریف کا ٹوکرا لے جاؤ۔ جہاں جی چاہے رہو۔ جہاں مرضی ہو وہاں بسو۔ مجھ سے غرض۔ مجھ سے واسطہ؟

شکنتلا۔ ذرا بات نہ بڑھ جائے۔ زبان کو روکے رہئے۔ آپ نے کیا

کوئی ایسا ویسا سمجھا ہے۔ میں آپ سے ہزار درجہ اچھی ہوں۔ آپ سے گھٹ نہیں۔ آپ یہی نہ! کہ پرتھی کے راجہ ہیں زمین کے مالک ہیں۔ بس میں ہوں کہ جس لوک میں چاہوں جاؤں۔ جہاں مرضی ہو رہوں۔ نہ مہیندر روک سکتے ہیں نہ جم۔ کوبیر ہوں یا برن۔ سب سر آنکھوں پر جگہ دیں۔ گستاخی معاف بدصورت آدمی کے سامنے جب تک آئینہ نہیں ہوتا وہ سمجھتا ہے کہ مجھ سے بڑھ کر حسین دُنیا کے پردے پر نہیں۔ مگر جب آئینے پر نظر پڑی تو ساری قلعی کھل گئی نشۂ حسن کرکرا ہوگیا۔ صاحب حسن اپنی صورت پر اترا کر کسی کو بُرا بھلا نہیں کہتے دُنیا میں جو بدزبان ہے جسے بات کرنے کی تہذیب نہیں اُس سے بڑھ کر میں کسی بُرا نہیں سمجھتی۔ جو کم فہم ہے۔ اُس سے نیک و بد کا امتیاز نہیں ہوتا۔ بُری باتوں ہی کی طرف راغب ہوتا ہے۔ دیکھو نہ بیجے کر سُؤر ہمہ نعمت چھوڑ کر جب ہوگا غلاظت پر ہی منہ ماریگا۔ عقلمند اور فراست پسند بُری باتوں سے بھلی اچھی باتوں کو اسی طرح چُن لیتے ہیں جس سے ہنس پانی سے دُودھ کو نکال لیتا ہے ٭

بدلگام لوگ کسی کو سخت و سُست کہہ کر اتنا خوش ہوتے ہیں جتنا سادھو لوگ کوئی خلاف حرف زبان سے نکل جانے پر رنج محسوس کرتے ہیں۔ دنیا میں اس سے زیادہ بدکائی کی بات کیا ہے۔ کہ خراب شخص نیک آدمی کو خراب کہے۔ غصہ ور اور بدطینت آدمیوں سے لامذہب اور کفر پسند لوگ تک پناہ مانگتے ہیں۔ دیانتداروں اور حق پرستوں کا ذکر ہی کیا۔ جو لوگ اپنے فخر خاندان بیٹے کو ترک کرتے ہیں اُن کے یہاں لکشمی رہ نہیں سکتی سارے دیوتا اُس کی جڑ کاٹے بغیر نہیں رہتے۔ ایک دن ساری لُٹیا ڈوب جاتی ہے۔ فرزند سے بقائے نسل ہوتی ہے۔ اسے حیات جاوداں کہتے ہیں۔ ایسے فرزند کو تلانجلی دینا سراسر خلاف بلکہ خون انصاف ہے۔ پیاں پتی آپ بے اولاد ہیں کوئی منظور نظر ضعیفی ہے بصر۔ چراغ خاندان راحت جان نہیں جو

بے اولاد ہے وہ ہمیشہ ناشاد ہے۔ اُس کی کبھی نجات نہیں عیش و
عشرت کی کوئی بات نہیں۔ محل کی زینت فرزند سے ہے۔ تاج و نگین کی عزت
جگر بند سے ہے۔ دیکھئے کہنے والوں نے کہا ہے ؎

گھر قبر سے بدتر ہے جو فرزند نہیں ہے

یہ وہ ہے عصا پیر جواں ہوتا ہے جس سے — یہ وہ ہے نگیں نام و نشاں ہوتا ہے جس سے
وہ شمع ہے پر نور مکاں ہوتا ہے جس سے — وہ قوت ہے قوی جسم و جاں ہوتا ہے جس سے

کھوتے نہیں یہ مال زر و مال کے بدلے
موتی بھی لٹا دیتے ہیں اس لال کے بدلے

سمجھ لیجئے کہ کوئی ہفت اقلیم کا تاجدار ہے۔ تو اُس میں اندر کی پریوں کا اکھاڑہ جمع ہے۔ لاؤ لشکر کی انتہا نہیں لیکن اُس کا چراغ بڑھاپے کا سہارا نہ ہو تو سب مٹی۔ زندگی کا کچھ لطف نہیں۔ میرے پتا کنو رشی فرماتے تھے کہ سردمن صاحب وبہیم ہوگا فرمانروائے ہفت اقلیم ہوگا۔ ان کی بات جھوٹی نہیں۔ اُنہوں نے جو کہا ہے وہ برہما کے اکشر کے برابر ہے۔ یاد رکھئے کہ آپ کے بعد یہی چاردانگ عالم میں حکمرانی کریگا۔ پر وہ دُنیا پر جہانبانی کریگا۔ حیرت ہے کہ آپ ایسا دھرماتما یوں آنکھوں پر دیوار اُٹھائے۔ سفید کو سیاہ بتائے۔ میرا ضمیر خالص شاہد صداقت ہے۔ مجھ میں یہ بھی طاقت ہے کہ ابھی بچے کو کلیجے سے لگائے ہیمند پربت پر چلی جاؤں اور مینکا ماتا کو ساری رام کہانی سناؤں مگر خیال ہے کہ لاکھ آپ میری ہتک کرتے میری راستی پر شک کرتے ہیں مگر پھر بھی پت پرمیشور ہیں اور میں آپ کی داسی۔ ڈرتی ہوں کہ آپ کو پھر ہاتھ ملنا اور پچھتانا پڑیگا تو مجھے دُکھ ہوگا۔ میں ہر حالت میں استری دھرم کو نباہونگی کبھی آپ کا بُرا نہ چاہونگی۔ اسی سے بار بار اصرار ہے مطلب دلی کا اظہار ہے کہ سو کنوؤں سے ایک باولی افضل سو باولیوں سے ایک یگیہ اعلےٰ سو یگیوں سے ایک فرزند بہتر اور سو فرزندوں پر ایک راستی کا شرف اگر ترازو میں سو اشومید یگیہ کے مقابل ایک سچ

تو لاجائے تو ستیہ ہی کا پتہ جھوٹ کا ملیگا۔ راستی وہ ہے جس کے مقابلے میں نہ وید خوانی کی کچھ بساط ہے۔ نہ تیرتھوں کے اشنان کی اگر ایسے ستیہ کو آپ طاق پہ بٹھاتے ہیں۔ میری صداقت پر اعتماد نہیں تو بہت اچھا رخصت۔ مَیں بھی نہیں چاہتی کہ جسے راستی سے لگاؤ ہی نہیں اُس کے ساتھ رہوں ہیں تو چلتی ہوں میرے یہ آخری الفاظ یاد رکھئے۔ کہ آپ کے بعد یہی آپ کا تختِ جگر زینت آرائے اور نگِ جہانبانی اور فخر افزائے اعزاز خاندانی ہوگا۔ یہ کہہ کر شکنتلا نے قدم اُٹھایا ہی تھا کہ فوراً آکاش سے آواز آئی ؎

شکنتلا جلدی نہ کر۔ ذرا ٹھہر ؏

اے راجہ دُشنیت کدھر خیال ہے۔ سرودمن تیری آنکھ کا تارا جان سے پیارا ہے۔ ماں کا فرض صرف اتنا ہی ہے کہ بیٹے کو اپنے بطن میں امانت رکھے۔ پرورش پرداخت سے ماں کو کچھ واسطہ نہیں یہ باپ کا فرض ہے۔ اس لئے تو سرودمن کو لے اور شکنتلا کی قدر و منزلت کر یہ تیری رانی ہے جیتی برت میں لاثانی ہے۔ شکنتلا کا کہنا ٹھیک ہے پتھر کی لیک ہے۔ جو بدقسمت ہیں وہ بیٹے کو چھوڑتے ہیں۔ اُس کی محبت سے منہ موڑتے ہیں۔ تیرا یہ چراغِ خاندان خاندان کا نام روشن کرے گا۔ روئے زمین پر حکومت ہوگی۔ پرتھوی کو اس کے نام سے شہرت ہوگی ؏

جونہی یہ آواز آسمانی یعنی آکاش بانی گوش زد ہوئی راجہ اور اہل دربار کا رنگ بدل گیا۔ سب کے دانت نکل آئے باچھیں کھل گئیں۔ راجہ نے اپنے پروہت اور وزیر سلطنت سے کہا۔ کیوں کچھ سُنا۔ یہ آوازِ غیب کا کیا منشا ہے۔ گو مَیں جانتا تھا کہ سرودمن میرا فرزند ہے اور شکنتلا میری و لیکن اہل زمانہ کی طعنہ زنی کے لحاظ سے کانوں پہ ہاتھ رکھتا تھا اب الہامِ غیبی سے جو بات تھی بتادی گتھی سلجھادی میں اب میں کلیجے کے ٹکڑے کو سینے سے لگاتا ہوں ؏

یہ کہکر راجہ نے سروومن کو گود میں بٹھالیا۔ گلے سے لگا لیا۔ شکنتلا سے بولا معاف کرنا چونکہ ہماری تمہاری ملاقات خفیہ تھی لوگ واقف اسرار نہ تھے۔ لہذا میں نے اتنے چیستے گاڑے۔ فقرے بنائے۔ جو تم نے مجھے جوش غضب میں کہا وہ میں سُنی اَن سُنی کئے دیتا ہوں۔ تم ابھی میری باتوں کو دل سے دھو ڈالو۔ القصہ دونوں میں صفائی ہو گئی۔ شکنتلا سے مقدس کی زینت بڑھی۔ سولہوں سنگار کے سامان ڈھیر ہو گئے۔ لونڈی باندیوں کا میلہ لگ گیا۔ جو شکنتلا ایک دن جنگل میں پھل پھول توڑتی پھرتی تھی۔ وہ مہاراجہ دُشینت کی مہارانی ہوئی سروومن کا نام بھرت رکھا گیا۔ آخر راج تلک ہُوا۔ اور تاج حکومت کی تقدیر چمکی۔ فرمانروایانِ عالم تابع فرمان ہوئے۔ روئے زمین پر حکومت کا سکہ بیٹھا۔ راجہ بھرت نے بڑے بڑے عظیم الشان یگیہ کرکے اندر کی بھی آنکھیں نیچی کیں۔ صرف کنورشی کو اتنی دولت دی۔ جس کا شمار دس سنکھ تھا۔ یہی رشی ہرامر میں مشیر کار تھے۔ راجہ بھرت کے زمانے سے پرتھوی کا نام بھرت کھنڈ یا بھارت ورش ہُوا۔ اور ان کی نسل ان کی نیکنامی کے طفیل بھارت بنسی کہلائی ؎

ادھیائے ۲۵

ستیوتی اور پاراشرجی کا اتفاق ملاقات۔ ویاس جی عرف بیاس جی کی پیدائش کے حالات

راجہ بھرت کی پیدائش اور کارہائے نمایاں کا تذکرہ سُنکر راجہ جنمے جے بہت ہی خوش ہوئے اور بیشمپاین سے درخواست کی کہ۔

مہاراج! سری ویاس جی کی پیدائش کے حالات بھی بیان فرما کر
ممنون توجہات فرمائیں۔ مجھے سُننے کا نہایت اشتیاق ہے ٭

بشیم پائن۔ سُنئے راجہ جنمیجے۔ پروبنس یعنی چندربنسی راجاؤں میں ایک راجہ
بسو گزرے ہیں۔ جن کے دھرم کرم کی دنیا میں دھوم تھی۔ بس حد ہے
کہ راجہ اندر نے اپنا فلک سیر بوان نذر کیا۔ جس پر راجہ ممدوح گندھرب
اور اپسراؤں کے ساتھ محوِ سیر رہتا تھا۔ چنانچہ اس لحاظ سے عوام الناس
اوپریچر کے خطاب سے مخاطب کرتے تھے۔ اس کے تخم ثمر جوانی سے
دو گلبن باغِ زندگانی بطنِ ماہی سے زینت آرائے گلشن دار فانی ہوئے
ایک دُختر ایک فرزند۔ فرزند کو راجہ نے نگاہ میں رکھا اور دُختر کو
ملاح کے حوالے کیا۔ اُس کے جسم سے مچھلی کی تو بُو آ رہی تھی مگر آفتاب
حُسن خط نصف النہار پر چمکتا تھا۔ اور سب اُسے متسودری کہتے تھے
ملاح نے اُسے یہ خدمت سپرد کی تھی۔ کہ جو کوئی نیک پاک سیدھا سادہ
رشی مُنی جتی بیراگی آئے اس کو اس کشتی پر سوار کر کے اس کنارے سے
اُس کنارے پہنچا دیا کرے۔ چنانچہ اسی شغل میں بارہ برس کا سن و
سال ہُوا تو بدرِ حسن اور بھی باکمال ہُوا۔ کسی روز پاراشر جی جمنا کے
گھاٹ پر وارد ہوئے۔ پار جانے کی خواہش ظاہر کی۔ ملاح نے
متسودری کو کہا جا پہنچا آ ٭

پاراشر جی کے سوار ہوتے ہی کشتی روانہ ہوئی۔ متسودری کو
دیکھا تو پاراشر جی کے منہ میں پانی بھر آیا۔ دریائے عشق میں غوطہ
کھانے لگے۔ کشتی صبر منجدھار میں ڈگمگائی۔ جب تابِ ضبط نہ
رہی تو متسودری سے بولے:۔

دل اختیار سے باہر ہے۔ صبر و شکیب جواب دے گئے اب
ضبط کا یارا نہیں تیرے حُسن دلفریب نے بے قابو کر دیا ٭

متسودری۔ یہ آپ کیا فرماتے ہیں۔ میں ذرا سی چھوکری ایسی باتیں
کیا جانوں۔ ادھر اُدھر کے گھاٹوں پر آدمیوں کا میلہ ہے اُس پر دن

کا وقت آپ کو خیال کیا ہے؟

پاراشر - تو فقط بہت اچھا جو مرضی کہدے باقی میں سب انتظام کرلونگا - مجال کیا جو کوئی دیکھ بھی سکے ✣

ستیہ وتی - مانا کہ اس وقت اونٹ کی چوری نہوڑے نہوڑے ہوگئی دیکھا میں گرہ پھوٹ گیا - مگر پاؤں بھاری ہوگیا - تب کیا ہوگا - اُس وقت کسی کے سامنے کیسے آنکھیں ہونگی - جو ہوگا تھوکیگا - ہنسیگا ✣

پاراشر جی - اس بات کا بھی اطمینان رکھ - پیٹ رہ بھی جائے تو تیرے علاوہ اور کسی کو خواب میں بھی علم نہ ہوگا - میں ذمہ وار ہوں ✣

ستیہ وتی - بھلا سُنئے تو کہاں آپ رشی مہاراج سا کشات دیوتا کہاں میں ایک ملاح کی چھوکری - اُس پر تمام بدن میں مچھلی کی بساہند سب لوگ تو مجھ سے گھناتے ہیں دور بھاگتے ہیں کہ ناک نہ سڑ جائے دماغ نہ بگڑ جائے آپ کو یہ کیا ہوا سمائی ہے ✣

پاراشر جی - مجھے سب بھید معلوم ہے تجھے نہ معلوم ہوگا کہ تو کس کی لڑکی ہے مگر یہاں رتی رتی سے ریزہ ریزہ تک علم ہے - تو کچھ بساہند و ساہند کا خیال نہ کر میرے بدن سے بدن چھوا اور بس عطر کی لپٹیں آنے لگیں صندل کی خوشبو پھیل گئی - تو مطلق نہ گھبرا - غنچۂ عصمت بھی منہ بند ہی کلی بنا رہیگا - تاریکی بھی ہوجائیگی - خلاصہ یہ کہ کسی بات کے اندیشے کی جگہ نہیں ہے بس کہہ دے کہ "سر تسلیم خم ہے" ✣

یہ کہکر رشی نے اُدھر نظر اُٹھائی تو زمین کو کُہرے نے چھپا لیا وہ گھٹا ٹوپ تاریکی ہوئی کہ ساحل تو ساحل کشتی پر ہاتھ کو ہاتھ نہ سجھائی دیتا تھا - ستیہ وتی نے رشی کا یہ کمال دیکھا تو کانپ اُٹھی - نازک دل پر جوڑی سی چڑھ گئی - تھرتھراتی ہوئی بولی :-

رشی جی مہاراج روح لرز رہی ہے - آپ کا یہ تیج اوپر جانے والا نہیں ضرور عمل دیگا - اور پھر میں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہونگی ✣

پاراشر جی۔ یقین رکھ کہ حمل ہوگا تو صرف تو ہی جانیگی اور کسی کے فرشتوں کو بھی خبر نہ ہوگی۔ یہ بھی سمجھ کہ اگر مجھ سے حمل رہا تو وہ لڑکا پیدا ہوگا جس کا سا عالم و فاضل نہ پیدا ہُوا نہ اب ہے نہ آئندہ ہوگا۔ علم و فضل اُس کی وفات پر ختم ہونگے ÷

ستیہ وتی بالکل کمسن بارہ برس کی عمر تھی۔ رشی کے رعب میں آگئی۔ سراپ سے ڈری۔ آخر راضی برضا ہو گئی ÷

پاراشر رشی بہت خوش ہوئے بردان دیا کہ آج سے بدن کی بدبو زائل ہو خوشبو ایک جوجن تک دماغوں کو معطر کرے اور جو فرزند پیدا ہو وہ صاحب فضل و کمال اور فخر کاملین ماضی و حال و استقبال ہو۔ یہ دعا دے کر رشی تو اس پار سے اُس پار اُتر گئے۔ ستیہ وتی کے روئیں روئیں سے عطر کی لپٹیں آنے لگیں۔ رگ رگ نافۂ مشک کا کام کر گئی۔ بس حد ہے کہ کہاں تو ستیہ وتی نام تھا کہاں یوجن گندھا (یعنی ایک جوجن تک خوشبو پھیلانے والی) کا خطاب زبانزد خاص و عام ہو گیا ÷

آخر بیاس جی کا ظہور ہُوا۔ علمی دنیا میں عالم نور ہُوا۔ جونہیں بیاس جی زمین پر گرے جنگل کی ہوا سمائی۔ جن کی طرف قدم اُٹھا دئے۔ ستیہ وتی نے کہا ÷

"جگر بند جگر پیوند۔ بھلا ایک نظر تو دیکھ لینے کہ کلیجے میں ٹھنڈک پڑ جاتی ÷

ویاس جی۔ ماتا جی اس وقت میں نہیں رُک سکتا۔ سیدھا جنگل میں جانے دیجئے۔ تپ سے سوا مجھے پل مارنے کی فرصت نہیں۔ ہاں جب کبھی آپ یاد کرینگی میں بال بندھا فوراً حاضر ہونگا۔ جب کوئی ضرورت ہو بے تکلف دھیان کر لیجئیگا۔ میں پہنچا ہونگا۔ جو دُکھ درد ہوگا اُس کے رفع کرنے کا میں ذمہ دار۔ آپ بیفکر رہیں ÷

ویاس جی نے یہ کہا اور جنگل کی طرف سیدھا ہی بڑھے۔ ویاس جی کا اصل نام دویپائن تھا۔ یہ اس لئے کہ وہ جمنا جی کے ٹاپو میں پیدا ہوئے

سے آراستہ ہوئے تھے۔ جب اُنہوں نے ابنائے روزگار کے قواعد دینی و دنیوی کو مدِ نظر رکھ کر ویدوں کی تعلیم عام کی۔ ویدک تعلیم کو ضروری حصوں میں منقسم کیا۔ اٹھارہ پوران تصنیف فرمائے۔ تب سے ویدویاس کے نام نامی سے شہرت پائی۔ وید ویاس جی وِشن جی کے اوتار کے زمانے کے مشہور رشی ہیں۔ مہابھارت میں بھی حالات تاریخی کے سلسلے میں ویدوں کا لب لباب حوالۂ قلم اعجاز رقم کیا ہے ÷

ادھیائے ۲۶

راجہ مہابھک اور گنگا جی کی باہمی محبت اور بھیشم پتامہ کی پیدائش کے تمہیدی حالات

لوم ہرشن رشی راجہ دیوبرت کی پیدائش کا حال سُناتے ہیں۔ جن کو اہلِ زمانہ بھیشم پتامہ کے خطاب سے ملقب فرماتے ہیں ÷
رشی جی کی رطب اللسانی ہے کہ راجہ اکشواکی سورج بنس کے آفتاب تھے۔ ان کی نسل میں راجہ مہابھک ایسا ستیا وادی گزرا ہے کہ باید و شاید۔ رعایا کے مقابلے میں اولاد کی کچھ حقیقت نہ سمجھتا تھا۔ بندگان خدا حق کے بیٹے جان تک چلی جائے تو باشد۔ اسمیہ یگیوں کا تانتا لگا دیا۔ خیر و حسنات کا دریا بہا دیا۔ جب سُرگ کی راہ لی تو اندر اور اور دیوتاؤں نے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ خوب آؤ بھگت کی ÷
ایک روز برہم سبھا کا اجلاس ہُوا تمام دیوتا رونق افروز انجمن ہوئے دیوتاؤں کی استریاں بھی جلوہ فگن تھیں۔ جن میں گنگا جی نے حسن و

جمال کا نور مہابھک راجہ پر موہنی ڈال گیا۔ آج تک ایسا جمال جہاں افروز نظر سے نہ گزرا تھا۔ پس ٹکٹکی بندھ گئی۔ نظر چہرے پر جمی تو وہیں کی ہو رہی۔ برہم سبھا کے رونق افروز بھانپ گئے۔ تاڑنے والوں نے تاڑ لیا کہ یہ ٹکٹکی خالی از علت نہیں۔ برہما برافروختہ ہوئے اور کہا:

ہیں یہ گستاخی۔ یہ سوئے ادبی۔ نہ کسی کا پاس نہ لحاظ۔ تم اس مجمع پاک میں بیٹھنے کے لائق نہیں۔ بس سزا یہی ہے۔ کہ دنیا میں جاؤ قالب خاکی میں عمر گزارو ؛

راجہ مہابھک سخت نادم ہوا۔ شرمندگی سے گردن جھک گئی۔ آخر برہما جی کا قول صادق ہوا یعنی قالب خاکی پھر لگے پڑا مگر اگلے جنم میں کام نیک کئے تھے۔ اس لئے برہما جی نے فرمایا تھا کہ راجہ پرتیت کے یہاں ولادت ہوگی اور تاج عالمگیری زینت سر ہوگا ؛

راجہ مہابھک بھی بڑا شکیل و جمیل تھا۔ گنگا جی اس کی صورت پر فریفتہ ہو گئیں۔ راجہ پر برہما جی کا عتاب ہوا۔ تو اُن کے دل پر چوٹ لگی کہا۔ غریب میری بدولت مارا پڑا۔ اس کے ساتھ رفاقت کرنا فرض ہے۔ اور اس کی مطلب برآری کی کوشش لازمی۔ جب محفل برخواست ہوئی۔ گنگا جی بھی اپنے پتا برہما جی سے اجازت لے کر وہاں سے رخصت ہوئیں۔ راہ میں دیکھا تو آٹھ بسو منہ لٹکائے۔ سر جھکائے بیٹھے ہوئے نظر آئے پوچھا:۔

کیوں کیوں! خیریت تو ہے۔ چہرے پر فکر و تردد کے آثار ہیں کوئی وجہ ؟

آٹھ بسو۔ کیا کہیں۔ بڑا قصور ہو گیا۔ بششٹ جی برہما جی کے فرزند ارجمند ہیں وہ اپنے فرائض پرستش میں مشغول تھے۔ ہم نے کچھ خیال نہ کیا۔ آنکھیں بند کئے لانگتے چلے گئے۔ آخر نتیجہ بھگتنا پڑا۔ بششٹ جی جی برانگیختہ ہوئے۔ جوش غضب میں فرمایا کہ:۔

کیا اندھے بنکر آنکھوں پہ پٹی باندھا گھومتے ہو جیسے کچھ سجھائی

ہی نہیں دیتا۔ اچھا پھر مزہ بھی چکھو۔ دُنیا کے جال میں پھنسو۔ بشسٹ
جی کا سراپ تو تیر بہدف ہے۔ نشانہ بیچ نہیں سکتا۔ ہم راضی برضا
ہیں۔ لیکن فکر اتنی ہے کہ دنیا میں پیدا ہوں تو کس کے بطن سے۔ اگر
آپ منظور فرمائیں۔ تو بطن اقدس میں جگہ پانے سے ہماری بیڑیاں
بہت جلد کٹ جائینگی +

گنگا جی۔ اچھا منظور مگر ہاں ایک بات ہے تم میں سے ایک کو ضرور دنیا
میں قیام رکھنا پڑیگا۔ وجہ یہ کہ اگر میں نے سب کو نذر آب کر دیا تو مجھے
اولاد پیدا کرنے سے حاصل۔ اولاد پیدا کی اور نام دنیا میں نہ رہا تو فائدہ
جس بسو کا نام دیُو تھا۔ اُس نے سر قبول جھکا دیا۔ مگر یہ بھی کہا کہ رہنے کو
تو دنیا میں رہونگا۔ لیکن گرہستی کا جھنجھٹ نہ ہو سکیگا۔ نہ شادی بیاہ سے
کام۔ میں پاؤں دینا قبول ہے۔ زنجیر تعلق سے آزاد رہوں گا۔ بھگوان
کی یاد کرونگا۔ بس +

گنگا جی۔ خیر جو مرضی۔ پیارے دیُو۔ دیکھ لینا میرے بطن سے پیدا
ہونے کا کیا پھل ملتا ہے۔ سُنو تو سہی تم ایسے صاحب اقبال صاحب
جلال صاحب قدرت و صاحب طاقت ہوگے کہ کوئی بہادر طاقتور
سے طاقتور کیا مجال کہ سامنا کر سکے۔ اور جب تک دنیا قائم ہے
تب تک نام رہے +

ادھیائے ۲۷

گنگا جی کی راجہ پرتیپ کے یہاں رونق افروزی۔ راجہ
شانتنو کا جوش عشق ثمر لانے کے بعد شادی ہمیشت آبادی

چھبیسویں ادھیائے کے سلسلے سے ہم ویشمپاین رشی فرماتے

ہیں۔ کہ راجہ پرتیپت نے برہما جی کی بددعا سے پھر قالب خاکی میں ظہور کیا۔ گنگا جی میں اشنان کرنے کی دھن رہتی تھی۔ چنانچہ کسی روز راجہ موصوف کو سری ہردوار میں اشنان کرنے کا اتفاق ہوا۔ یہ گنگا گھاٹ پر جا بیٹھے اور گنگا جی کی موہنی مورت سوہنی صورت کے تصور میں محو ہو گئے۔ دفعتہً راجہ عالم محویت سے چونک پڑا۔ دیکھا تو ایک حسینہ سولہوں سنگار سے آراستہ اور ہر صفت عروسی سے پیراستہ زانو پہ رونق افروز نظر آئی۔ دل پھڑک اٹھا دل کی کلی کلی کھل گئی۔ دل بے قابو ہو گیا۔ مگر ضبط سے کام لے کر پوچھا۔ پیاری تو کون ہے۔ اس موہنی مورت پر قربان۔ سوہنی صورت پر نثار +

جواب۔ میں گنگا ہوں۔ جس کے دریائے حسن کی لہریں دیکھ کر دیوتاؤں کی کشتی قلب بھی گرداب عشق میں ڈگمگاتی ہے۔ دل کی لہر اور اپنی موج سے آئی ہوں کہ دریائے محبت میں ڈوبے ہوؤں کی ڈوبتی ہوئی ناؤ کنارے لگاؤں۔ اور پیاسے کی پیاس بجھاؤں +

راجہ پرتیپت۔ تم میری لڑکی کے برابر۔ آنکھ کی پتلی کے مد مقابل اس پر لطف یہ کہ دائیں زانو کو جلوہ افروزی سے عزت بخشی۔ جو بیٹی کے واسطے موزوں ہے نہ کہ اور کسی کے لئے جس سے اور تعلق ہو اس کی نشست کے لئے بایاں زانو ہے نہ کہ دایاں۔ پس مجھے لازم ہے کہ تمہاری شادی اپنے فرزند سے کروں جو اوصاف میں فائق اور سچ مچ تمہارے لائق ہے +

راجہ مہابھک جس کا ذکر ۹۲ ویں ادھیائے میں آ چکا ہے اور جس کا دلی تعلق گنگا جی سے ہو چکا تھا۔ راجہ پرتیپت کے یہاں پیدا ہو چکا تھا۔ راجہ نے اس کو شانتنو کے نام سے ملقب کیا۔ اور یہی وہ صاحب قسمت تھا۔ جس کی آرزو پوری کرنا گنگا جی کو منظور خاطر تھی +

دلوں کی دبی ہوئی محبت عرصے سے کسی کی آگ تھی۔ شانتنو کی جو ہیں نظر پڑی وہ بے قابو ہو گیا۔ دبی ہوئی محبت ایک نیم نگاہی کی

ادا ہی کے ساتھ ہی اُبھر آئی وہ فریفتہ ہی نہیں ہوئے۔ بلکہ شادی کی گھڑیاں اور راتوں کو ستارے گننے لگے ؎

لیجئے شادی کی مبارک گھڑی آگئی۔ سب ٹھاٹھ باٹھ درست ہو گئے جس وقت گٹھ بندھن کا موقع ہوا۔ گنگا جی نے فرمایا:۔

گُڈیوں کا سا بیاہ نہ کیجئے۔ پہلے ذرا میری سُن لیجئے۔ ورنہ سب آڈنبر بیکار ؎

شانتنو۔ نہیں نہیں! شوق سے میری پہیہ ظاہر کرو دل میں نہ رکھو ؎

گنگا جی۔ اس شرط سے شادی کروں گی جو اولاد پیدا ہو اُس کو خواہ میں کچھ ہی کروں آپ کو بولنے یا ٹوکنے کا اختیار نہیں۔ نیز جب تک آپ میری نگاہ میں چلینگے کہنا کرینگے تب تک میرا اور آپ کا تعلق اگر کوئی امر میرے خلاف مزاج ظہور میں آیا۔ بس رشتہ شکست۔ رسم و راہ القطع میں فوراً ہی تنکے کی طرح تعلق توڑ کر چلتی پھرتی نظر آؤنگی۔ مروت محبت کا کچھ لحاظ نہ ہوگا ؎

شانتنو راجکمار پر حسن و جمال نے وہ طلسم کیا تھا کہ دل پر کسی طرح قابو ہی نہ تھا۔ فوراً سب باتیں منظور کیں اور قصہ کوتاہ۔ شادی ہو گئی۔ مِرگ لوک کی برہم سبھا میں مہابھک کے دل میں جو جوشِ محبت پیدا ہوا تھا۔ اُس کا یوں انجام بخیر ہوا۔ شانتنو اور گنگا جی دونو ایسے محبت میں ڈوبے کہ گل و بلبل۔ کبک و قمر۔ سرو قمری۔ شہد و مگس۔ آب و ماہی کا جوش عشق مات کر دیا۔ دونو ہر وقت ایک دوسرے کو آنکھوں کے سامنے رکھتے نظر سے اوٹ نہ ہونے دیتے آوازۂ محبت چار دانگ عالم میں گونج رہا تھا

ادھیائے ۲۸

بھیشم پتامہ کی پیدائش راجہ شانتنو اور گنگا جی سے مفارقت

گنگا جی راجکمار شانتنو کے رنواس کی زینت تھیں آغوش محبت میں جگہ پائی تو آٹھ فرزند تولد ہوئے۔ سات لڑکے جو ہیں پیدا ہوئے گنگا جی نے ایک ایک کو گنگا جل میں ڈبو دیا اور اُف نہ کی۔ شانتنو کا کلیجہ تڑپ جاتا تھا کہ ہائے کلیجے کے ٹکڑوں کا یہ حال۔ ماں کی ممتا کا یہ انوکھا رنگ مگر شرط کا خیال تھا قول وقسم کی پابندی تھی۔ اس لئے دل ہی دل میں کڑھ کر رہ جاتا تھا۔ زبان سے ایک حرف نہ نکالتا +

جب آٹھواں فرزند عالم شہود میں آیا۔ شانتنو سے نہ رہا گیا۔ بولا اب تحمل کی طاقت نہیں۔ ہر مرتبہ آنکھ کے تارے کو تمہارے ہاتھ سے ڈوبتے دیکھا نہیں جاتا۔ ناگن بھی اپنے بچے کو نہیں ڈستی۔ بہت بے درد ہو۔ ڈائن بھی ایک گھر چھوڑ دیتی ہے۔ تم اپنے ٹکڑوں ہی کی جان کی پیاسی رہتی ہو۔ اب کے یہ لڑکا نہ ضائع ہونے دونگا۔ سات کو تم موت کے منہ میں جھونک چکی ہیں نے دم نہ مارا۔ سانس ڈکار نہ لی۔ جو کچھ گذاری اپنے دل پر۔ اب پرمیشور کی دین پر لات نہیں ماری جاتی۔ اولاد کے ہوتے لاولدی کا داغ گوارا نہیں۔ جو بے اولاد ہوتا ہے۔ اُس کو جیتے جی بھی نرک مرے پر بھی نرک۔ بس چاہے خفا ہو چاہے خوش اب کی مرتبہ تمہاری کچھ پیش نہ چلنے دونگا۔ خبردار لڑکے کو پانی میں نہ بہانا +

گنگا جی بولیں کہ بس شرط پوری ہو گئی - آپ کو ٹوکنے یا بات ٹوکنے کا مجاز نہ تھا - آپ سے زبان نہ دابی گئی - خیر - ما بخیر شما بسلامت - یہ لیجئے اپنا بیٹا - ہیں رخصت - میں اپنے فرض سے سبکدوش ہوئی - اب آپ جانیں اور آپ کا کام - مجھے آپ سے کچھ سروکار نہیں +

شانتنو نے یہ بات سُنی تو ہوش اُڑ گئے حواس جاتے رہے - لیسیں باندھے ہاتھ جوڑنے لگا - قدموں پر سر رکھ دیا - غرض جانبین کے برتاؤ پر یہ شعر حسب حال تھا ؎

ادھر سے کیا نہیں منت نہیں کہ پیار نہیں
اُدھر سے ایک نہیں سو نہیں ہزار نہیں

راجہ کی خوشامد گرم توے کی بوند ہو گئی - عرض و معروض چکنے گھڑے پر کا پانی ہو گیا - گنگا جی کے جو دل میں سمائی پتھر کی لیک تھی - وہ قول سے نہ پھریں جو کہا تھا کر کے دکھا دیا نظر پھیری تو بس سُرگ میں جا پہنچیں - لڑکا شانتنو کے پاس رہا - پہلے دیو برت نام تھا پھر بھیشم ہُوا - اور جب باپ کی رفاقت میں عمر بھر شادی نہ کی تو پتامہ کا خطاب ملا - برہما جی دُنیا بھر کے پتامہ کہلاتے ہیں - اس لئے کہ وہ بانیٔ کائنات ہیں - بھیشم پتامہ فرائض سعادتمندی سے کنوارے رہے کوئی اولاد پیدا نہ کی - اس وجہ سے ان کو پتامہ کا خطاب ملا - ہندو جب بزرگوں کا شرادھ ترپن کرتے ہیں - تو بھیشم پتامہ کا نام بھی شریک کیا جاتا ہے اور حصہ دیا جاتا ہے - ایک طرف برہما خالق مخلوقات ایک طرف بھیشم لاولد - ہر ہندو کا فرض ہے کہ دونو کو پتامہ سمجھ کر عزت کرے +

راجہ شانتنو کے جو آٹھ فرزند ہوئے وہ وہی آٹھ بسو تھے - جن کا ذکر پچھلے ادھیائے میں آ چکا ہے - بسو یعنی لڑکوں کو تو حسب مرضی خاص گنگا جی نے نذر آب کیا - آٹھویں بسو کے لئے اُنہوں نے فرما دیا تھا کہ دنیا میں رہے - چنانچہ اس کا ظہور بھیشم پتامہ کے چولے میں ہُوا جن کی شہرت تاریخی دنیا میں جاودانی ہے جس وقت گنگا جی

رخصت ہوئیں۔ اُنہوں نے فرمایا کہ :-

راجہ شانتنو۔ جن کو تم اپنے فرزند سمجھتے وہ آٹھ بسو تھے۔ مَیں نے اُنہیں کی خاطر تمہاری آغوش تنگ کی پروا کی تھی۔ سات بسو تو سُرگ میں اپنی راہ لگ گئے۔ آٹھواں بسو تم کو سونپے جاتی ہوں۔ اسے جان کی طرح رکھنا یہ ایسا طاقتور ہوگا کہ زمانہ لوہا مانیگا۔ مجال کیا کہ کوئی آنکھ بھی اُٹھا سکے یہ وہ ہوگا جو تمہارے نام کو تمہارے خاندان کے نام کو روشن کریگا اور زمانے میں اس کے کارہائے نمایاں یادگار ہی نہ ہونگے۔ بلکہ عوام الناس اپنے بزرگوں کا سرتاج سمجھینگے۔ ایک مرتبہ اس نے بارنی رشی کی گا ے اُڑالی تھی۔ اس کی یہ سزا ملی کہ دُنیا میں رہنا پڑیگا۔ مگر عذاب و ثواب کچھ ہوں ہر حال میں اس کا سا مردِ میدان۔ بہادر۔ جری۔ شجاع نہ ہُوا ہے نہ ہوگا۔ ہر موقع پر فتح بستہ فتراک رہیگی۔ اور اس کے آگے ہمیشہ ظفر مندی کا ڈنکا بجیگا۔ یہ فرما کر گنگا جی تو نَو دو گیارہ ہوگئیں۔ اور شانتنو کلیجہ مسوستا ہاتھ ملتارہ گیا +

ادھیاے ۲۹

ستودری اور راجہ شانتنو کی شادی

گنگا جی جب شانتنو کو داغ مفارقت دے گئیں اور دیو برت (المعروف بھیشم پتامہ) اپنے لختِ جگر کو یادگار چھوڑ گئیں تو راجہ شانتنو پر جو گزری اُنہیں کا دل جانتا تھا۔ نہ دن کو چین نہ رات کو آرام ہر وقت بے قراری۔ ہر لحظ آہ و زاری۔ خواب و خور حرام۔ نہ صورت راحت نہ شکل آرام۔ وزراء سلطنت و امرائے حکومت نے بھلا پاپڑ بیلے خوب کوشش کی تب بمشکل ذرا چین دل بہلا۔ اور دل لی

تڑپ کلیجے کی ٹیس کم ہوئی ÷

راجہ شانتنو اپنے خاندان کا فخر ہوا۔ عقل کلمہ پڑھتی تھی۔ راستگوئی گھٹی میں پڑی تھی۔ رعایا پروری میں نظیر نہ رکھتا تھا۔ اور آفتاب اقبال ایسی بلندی پر تھا۔ کہ بدر کی نگاہ بھی کام نہ کرتی تھی۔ اوصاف بہمہ صفت موصوف تھے۔ خصائل و فضائل مشہور و معروف تھے۔ حتیٰ کہ مہاراج ادھیراج یعنی شہنشاہ عالم پناہ کا خطاب حاصل کیا۔ سلاطین زمانہ آستان دولت پر سر جھکاتے اور اورنگ حکومت کے سامنے تاج جہانبانی اتارتے تھے۔ ہستناپور بیت الحکومت تھا وہیں پایۂ تخت سلطنت تھا۔ شعاع اقبال سے زمانہ منور۔ آفتاب جلال کے سامنے خورشید انور بمنزلہ شرر تھا۔ اتفاق کی بات کہ کسی روز راجہ شانتنو سیر و شکار کی تفریح سے دل بہلاتے گنگا کے کنارے پہنچے۔ ایک تو پانی کمر کمر تھا۔ سوچے کہ کشتی کی کیا ضرورت یوہیں اس پار سے اُس پار ہو جائینگے۔ یہ خیال جمتے ہی گنگاجی میں اُتر گئے اور دوسرے ساحل کی طرف رُخ کر دیا۔ چلتے چلتے بیچوں بیچ میں پہنچے تو ایک لڑکا کھڑا ہوا نظر آیا۔ چہرہ مہرہ پر تنویر۔ صورت بدر کامل کی تصویر۔ ہاتھ میں تیر ہے کمان ہے کچھ عجب آن بان کچھ نرالی ہی شان ہے۔ پانی دیکھا تو تھما ہوا تھا۔ اور ہی رنگ جما ہوا تھا۔ اس حیرت خیز نظارے سے راجہ گرداب حیرت میں پھنسا تھا کہ یکایک گنگاجی نمودار اور نور افروز پردہ انوار ہوئیں ÷

راجہ نے دیوبرت کو پہچانا نہ گنگاجی کو۔ وہ تو دیکھ تصویر حیرت بن گیا اور مطلق خیال نہ گذرا کہ ایک دل کی مالک ہے اور ایک کلیجے کا ٹکڑا۔ آخر گنگاجی نے خود مخاطب ہو کے فرمایا کہ:-

راجہ صاحب یہ وہی آپ کا آٹھواں فرزند ہے۔ جس کی وجہ سے آپ نے مجھ سے ترک تعلق کیا۔ یہ وہ آپ کا فخر خاندان ہے جو اسکے سامنے اندرجی نے بھی دھنش بان کو ہاتھ سے پھینک دیا۔ صاحب لیاقت

ہی نہیں صاحب لیاقت ہی نہیں۔ عالمان زمانہ میں فرد و یگانہ۔ راج دھرم میں یکتائے زمانہ ہوگا۔ برہسپت جی اور شکر جی سے تمام علوم پر عبور حاصل کیا ہے۔ شستر ودیا پرسرام جی نے سکھا کر اُستاد زمانہ بنا دیا ہے لیاقت و فراست دانائی میں آج اس کا نظیر و عدیل نہیں ہر علم و فن ہنر و کمال میں اسی کی طرح کا کوئی فارغ التحصیل نہیں +

گنگا جی کی یہ باتیں سُنکر جیسے راجہ شانتنو کی آنکھیں کھل گئیں۔ گویا سوتے سے جاگ اُٹھا دیکھا تو ایک وہی گنگا جی ہیں۔ جن کے جوش عشق میں اس کا دل گرفتار دام محبت رہا تھا۔ اور پھر جن کے ناوک فرقت کی خلش سے اس وقت تلک کلیجے کی تڑپ بدستور قائم تھی۔ دوسرا وہ کلیجے کا ٹکڑا جو سات آنکھ کے تاروں سے غروب ہو جانے پر اُس نے آفتاب کی طرح ڈوبنے نہ دیا تھا۔ گنگا جی کو دیکھ کر اُن کا کلیجہ ہاتھوں بڑھ گیا۔ دل کا آنند کیا تھا قابل بیان نہیں۔ خون کی محبت نے بے قابو کر دیا دوڑ کر راحت جان (دیوبرت) کو کلیجے سے لگا لیا اور مکان میں لے گئے دیوبرت بہمہ صفت موصوف تھے۔ لیاقت کلمہ پڑھتی تھی۔ راجہ نے ولیعہد اور نگین تاج سلطنت بنا لیا۔ امور ملکی میں اُن کی مشورت تیر بہدف ہوئی عظیم الشان سلطنت کا ایک معقول جزو سایہ دامن دولت میں گلزار ہوا دیوبرت عاقلان زمانہ میں فائق کاملین لیاقت میں سب سے لائق تھے۔ رحم و کرم میں لاجواب۔ رعیت پروری و عاجز نوازی میں انتخاب۔ طاقت و شجاعت میں آپ ہی اپنی نظیر اور حد درجے کے شوہرتھے۔ اوراق آئندہ میں ان کے کارہائے نمایاں و اوصاف شاہاں بہت کچھ جلی قلم اور آب زر سے لکھے جانے کے مستحق ہونگے۔ اس لئے یہاں صرف اسی بات پر بخیل سخن و کوتہ قلمی سے کام لیا جاتا ہے کہ یہ اور اوصاف کے علاوہ سعادتمند بھی ایسے تھے کہ نہ کبھی ہوا نہ ہوگا۔ مردان ایسے سپوت سے بھی سبقت لے گئے۔ بچے سے جوان ہوئے جوان سے بڈھے ہوئے مگر صرف باپ کی

خاطر بیاہ نہ کرنا ٹھانہ کیا۔ یہ کیا جیتے جی جانا ہی نہیں کہ عورت کیا چیز ہوتی ہے۔ عورت میں کیا سُرخاب کا پر ہے۔ قدرت نے عورت کو مرد کے لئے کیوں پیدا کیا۔ مردوں کو عورت کی کس لئے ضرورت ہوتی ہے ایک طرف توراج کے سکھ دوسری طرف بھگوت بھجن نہ گرہست آشرم میں بال بھر خلل نہ ایشور کی ارادھنا میں خیالات دنیوی کا دخل و عمل۔ ضمنین میں وہ کام کرتے تھے جو دوسرے ممکن نہ تھا۔ نفس آمارہ کو زیر اور اندریوں پر دل کو سیر کرکے وہ تپ کیا ایسے ایسے برت لئے کہ دیوتاؤں کے جی چھوٹ گئے۔ مرتاضانِ عالم کے وضو ٹوٹ گئے +

اتفاق کی بات۔ ایک روز راجہ شانتنو کو سیر و شکار کی ہوا سمائی تو سیدھے جمنا کے کنارے پہنچے وہاں عالم ہی اور تھا۔ وہ خوشبو پھیلی ہوئی۔ وہ مہک آرہی تھی کہ دل پھڑک گیا۔ اُسی طرف سمندِ عزم کو ایڑ دی جدھر طبلۂ عطار کی لپٹیں آرہی تھیں۔ جب ٹھکانے پر پہنچے تو حیرت میں رہ گئے۔ کہیں ایک نور کی تصویر میں نافۂ مشک عطر بیزی کیسی۔ راجہ کی جس پر نگاہ پڑی تھی وہی ستیودرسی تھی۔ جس کا ذکر اگلے صفحات میں آچکا ہے۔ یہ جمنا کے کنارے پیرایۂ حسن سے آراستہ و پیراستہ کھڑی کشتی پر جمال کا دریا بہا رہی تھی اور ملاح جس نے پالا پوسا تھا۔ پرورش و پرداخت کی تھی۔ چند قدم کے فاصلے پر سوچ کر رہا تھا۔ راجہ نے جونہیں وہ مرقع حسن دیکھا دل ہاتھ سے جاتا رہا۔ بے ساختہ طبیعت آگئی۔ دل بے قابو ہوا۔ ٹکٹکی بندھ گئی۔ بوئے عنبر بیز نے مشامِ جان معطر کرتے ہی جوش عشق کے لئے سونا اور سوگندھ کی کہاوت صادق کی۔ ملاح طرز نگاہ سے بھانپ گیا۔ قیافے سے تاڑ گیا کہ رنگت اور ہے۔ دونو ہاتھ جوڑے سے ہوئے سامنے آیا۔ قدموں پر سر جھکا دیا اور گزارش کی۔ مہاراج! کیا آگیا۔ کیا حکم۔ کیا ارشاد ہے؟

راجہ شانتنو- کچھ نہیں صرف ایک :-

ملاح- آپ جان و مال کے مالک ہیں- حکم کے آگے سر کوئی چیز نہیں جان تک قدموں پر تصدق +

راجہ شانتنو- اگر ایسی ہی راج بھگتی ہے تو اس زہرۂ چرخ خوبی و مشتری برج محبوبی کو ہمیں سونپ دو- کلیان کا کلیان اور احسان کا احسان +

ملاح- مہاراج کہاں آپ راجوں مہاراجوں کے سرتاج - کہاں میں ملاح غریب و محتاج مگر یہ آپ کی عاجز نوازی تھی- کہ آپ نے میری چھوکری کو شہنشاہی عظمت کی نظر سے دیکھا- متسودری کے نہے نصیب- میرے اہو بھاگ - مگر میں خدمت میں گستاخ نہیں ہو سکتا- پھر بھی کھونگا- کہ میں نکمی کا پیوند پھول اور خار سے نسبت کیا معنے- کہاں ذرہ کہاں خورشید کہاں ریزۂ خاک کہاں ناہید- میں اس تعلق کو جائز نہیں سمجھتا- یوں آپ مالک ہیں- ہرچہ رضاے مولے از ہمہ اولے- حکم حاکم مرگِ مفاجات- مگر نہیں- آپ کا سوال آپ کی شان کے خلاف ہے- راجہ شانتنو اس جواب پر خاموش ہوگئے خاموش ہی نہیں ہوئے- بلکہ چپ چاپ گھر کو لمبے پڑے- لیکن محبت کی جو آگ دل میں بھڑک رہی تھی وہ دبانے سے نہ دبی بلکہ اور تیز ہوتی گئی- دن ہے یا رات صبح ہے یا شام کسی وقت متسودری کی صورت نگاہ سے اوجھل نہیں ہوتی- آنکھ جھپکی اور وہ تصویر سامنے پلک کھلی اور مرقع جمال آنکھوں کے آگے عشق کی رنگت اور ہوتی ہے محبت کے ڈھنگ ہی نرالے ہیں- راجہ نے لاکھ چھپایا مگر بھانپنے والے قیامت کی نظر رکھتے ہیں +

تاڑ جاتے ہیں تاڑنے والے

دیوبرت (بھیشم پتامہ) سمجھ گئے کہ ضرور کچھ دال میں کالا کالا ہے- یہ چہرے کی اُداسی- آنکھوں کی تری بے وجہ نہیں- راجہ

شانتنو سے کہا:-

کہ پتا جی آخر معاملہ کیا ہے۔ مجھ سے تو فرمائیں۔ میرے ہوتے آپ فکرمند ہوں۔ مجھے طاقت برداشت نہیں۔ میری موجودگی میں آپ کو تکلیف ہوئی تو زندگی پر ذوف۔ حیات پر تین حرف ؂

راجہ شانتنو۔ لخت جگر۔ نور نظر کیا کروں۔ ستسووری پہ طبیعت آگئی ہے۔ دل پر قابو نہیں۔ جب تک وہ رشک فردوس کی زینت نہ بنے تب تک چین نہیں۔ اسی کوفت میں جان گھل رہی ہے۔ اسی گیتی چوٹ سے دل بیقرار رہتا ہے ؂

دیوبرت۔ بس اتنی سی بات۔ واہ میں تو سمجھا تھا کہ ایشور نہ کرے کوئی مہم عظیم ہے کوئی دور از امکان بات ہے۔ لیجئے میں ابھی جاتا ہوں اور سب ٹھیک ٹھاک کئے آتا ہوں۔ یہ کہکر دیوبرت جی اُٹھے چند مشیران با اخلاص و وزیران خاص کو ہمراہ لیا اور سیدھے ملاح کے پاس پہنچے تو ادھر اُدھر کی باتوں کے بعد ذکر چھیڑا کہ بھبوت جی تمہارے بھاگ جاگ گئے۔ تمہاری دُختر نیک اختر کا ستارہ بلند ہوگیا۔ راجہ شانتنو کی اس پر نظر پڑی۔ بس تمہاری اقبالمندی اور اس کی سربلندی میں کیا شک ؂

ملاح۔ آپ کا فرمانا تو درست۔ مگر غور تو فرمائیے۔ کہاں راجہ بھوج۔ کہاں گنگوا تیلی۔ راجہ شانتنو چکرورتی مہاراج ادھیراج۔ ستسووری مچھوے کی بیٹی۔ ذرے کو آفتاب سے کیا نسبت۔ کہاں افلاک۔ کہاں خاک ؂

دیوبرت۔ ہم ایسے فقروں میں آنے والے نہیں یہ چیپتے کسی اور کو سناؤ اگر سیدھی اُنگلیوں سے گھی نہ نکلیگا تو تم پر وہی مثل صادق ہوگی کہ

آنچہ دانا کند کند ناداں

لیک بعد از خرابی بسیار

ہم کو وہ قوت حاصل ہے کہ تمہاری بساط ہی کیا۔ تم مال ہی کیا ہو کوئی بڑا راجہ مہاراجہ بھی ہو تو اُس کی کیا بیشی نہ جائے۔ ہم وہی کرکے

چھوڑیں جو ہماری مرضی ہو - خیریت اسی میں ہے کہ ستیہ وتی کو ہمارے حوالے کرو نہیں تو اپنا زور خرچ کر کے دکھائینگے کہ ہم کیا کر سکتے ہیں بل مارتے ستیہ وتی راجہ شانتنو کے محل میں ہو گی - اور تم پر وہی کہاوت صادق ہو گی کہ

پانڈے دونو دین سے گئے نہ حلوا ہا نہ مانڈے

ملاح - آپ مالک ہیں آپ کو سب کچھ اختیار ہے - مگر ان داتا میں تو حکم سے باہر نہیں - جو فرمائیے سر آنکھوں پر - لیکن بیاہ شادی تو گڈے گڑیا نہیں کہ ابھی بنایا اور ابھی بگاڑ دیا - یہ نازک معاملات ہیں من مانی گھر جاتی نہیں اگر حکم ہو تو کچھ عرض کروں +

دیوبرت - نہیں نہیں جو کچھ کہنا ہو بے تکلف کہو میں ماننے کو تیار ہوں - بیوہار میں مروت کیسی +

ملاح - آپ کی مربیانہ ذرہ عنایت اور انصافانہ خیالات کا شکریہ مجھے صرف یہ عرض کرنا ہے کہ ستیہ وتی کے سرمایۂ عصمت کا کوئی شاذ ہی معاوضہ چاہیئے - پس اس کے لئے میری خواہش ہے کہ اس کے بطن سے جو فرزند ہو وہی سریر سلطنت پر قدم رکھے - اگر یہ منظور ہے - تو فوراً لے جائیے - ورنہ یہ ناچیز مجبور +

دیوبرت - بس اتنے ہی کے لئے یہ بیت و لعل یہ چنیں و چناں - ارے اس تو میں ذمہ وار ہوتا ہوں - یہ بات تو میرے ہاتھ کی ہے - جیتے جی اپنا بیاہ نہ کرونگا - بس چھٹی اسی پر فیصلہ - رہا راج اس کی مجھے ہوس ہی نہیں - اس وقت بھی مجھے راج سے سروکار نہیں آئندہ بھی واسطہ نہ رہیگا - تمہاری بیٹی سے جو فرزند ہو وہی سلطنت کا مالک - بس تو خوش ہوا ہے +

ملاح - اگر آپ یہ شرط کرتے ہیں اور قول ہارتے ہیں تو لیجئے ستیہ وتی موجود ہے - آپ خوشی سے ساتھ لے جائیں - مجھے کچھ عذر نہیں +

اس گفتگو کے ختم ہوتے ہی جوجن گندھا (عرف ستیہ وتی) نے غسل کیا۔ سولہوں سنگار نے قدرتی حسن و جمال کو اور بھی نور کے سانچے میں ڈھال دیا۔ ملبوس زرکار و زیور جواہر نگار سے ایک نور کی تصویر میں چاند ستارے پڑے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ ملاح بھی دل کا بادشاہ تھا۔ حیثیت سے بڑھ کر جہیز دیا اور دیوبرت جوجن گندھا سے بولے آپ آج سے میری ماتا ہوئیں تشریف لے چلئے +

جوجن گندھا دیوبرت کے ساتھ ہوئیں۔ دو دن کی مسافت گھنٹوں میں طے ہوئی۔ جونہیں جوجن گندھا پر راجہ شانتنو کی نظر پڑی راجہ کے جسم میں گویا جان آگئی۔ دیوبرت کے کارنامہ سعادت سے ایسے خوش ہوئے کہ گلے سے لگا لیا۔ اور دُعا دی کہ لختِ جگر ہمیشہ شاد کام رہو۔ جب تک مرضی نہ ہو موت کا وار نہ چلے۔ جس وقت تک چاہو زندگی قائم رہے۔ ملک الموت تمہاری نظر میں چلے۔ کوئی دُکھ تمہیں نہ کھلے +

دیوبرت کو تو یہ دُعا دے دی جو نقش مقدر ہو گئی۔ اور پھر اپنی رغبت دلی و محبت قلبی سے جوجن گندھا کے ساتھ شادی کر کے زندگی کا آنند اُٹھایا! +

ادھیائے ۳۰

ستیہ وتی کے بطن سے چترانگد اور بچتر بیرج کا ظہور اور بھیشم پتامہ کے سایۂ عاطفت میں دونوں کی فرمانروائی

۲۹ ویں ادھیائے میں جوجن گندھا (عرف ستیہ وتی) اور راجہ

شانتنو کی شادی کا ذکر آچکا ہے۔ اسی کے سلسلے سے بھیشم پاتُن جی فرماتے ہیں کہ جب متسودری کا نام جوجن گندھا ہوا تھا وہ راجہ شانتنو کے رنواس میں رانی ستوتی کے نام نامی سے مشہور زمانہ ہوئی۔ ادھر حسن صباحت ادھر بوے جسم کی مشک بیزی راجہ شانتنو سچے دل سے عاشق رہتا جان سے زیادہ پیار کرتا اور طرفین میں وہ محبت و الفت تھی کہ بس یک جان و دو قالب ہی معلوم ہوتے تھے +

ایشور کی دین ستوتی (عرف جوجن گندھا) کے بطن سے دو فرزند تولد ہوئے۔ ایک چتر انگد۔ دوسرا بچتر بیرج۔ ان دونو کے دودھ کے دانت بھی نہ اُکھڑے تھے۔ کہ راجہ شانتنو رہگرے عالم جاودانی ہُوا۔ دیوبرت قول کا پابند۔ بات کا پورا تھا۔ اُس نے شرط وفا نباہی چتر انگد کو تخت حکومت پر بیٹھایا اور خود عنان نظم و نسق اپنے ہاتھ میں لی۔ قرب و جوار کے سرکش راجے اس شیر بیشہ شجاعت کے سامنے بھیڑ بکری بن گئے جنہوں نے سر اُٹھایا نہ کی کھائی۔ چند ہی روز میں تمام راجگان عظیم الشان و فرمانروایاں جہاں مطیع و فرمانبردار ہو گئے۔ کسی کی ایک جنبش نہ گئی۔ ہوتے ہوتے چتر انگد جوان ہُوا۔ جوانی دیوانی مشہور ہی ہوتی ہے۔ دولت و حکومت کے نشے نے اندھا کر دیا۔ عادات و خصائل بگڑ گئے۔ جب دیکھئے سیر یا شغل شکار۔ مے نوشی سرور و خمار۔ اور تو اور دیوتاؤں کو بھی نظر حقارت سے دیکھتا۔ بزرگوں اور مہاتماؤں سے بھی نفرت کرتا +

ایک دن شکار کی سوجھی تو مٹی کرکشیتر میں لے گئی۔ شکار کھیلتے کھیلتے گندھرب راج سے سامنا ہو گیا۔ مزاج عرش پر تھا۔ غرور کے مارے زمین پر پاؤں نہ ٹکتے تھے۔ آخر باہم چل پڑی۔ دو طرفہ تیر و ترکش بندھ گئے۔ میدان کارزار گرم ہُوا۔ آخر گندھرب راج کی فتح ہوئی۔ چتر انگد کھیت رہا۔ اور اہل خاندان کو داغ فرقت دے کر غرور و خود رائی کا خمیازہ کھینچا +

دیوبرت نے جب سُنا تو صدمہ ہوا مگر مجبور۔ آخر رسوم ماتم سے فراغت حاصل کر کے بچتر بیرج کو تخت سلطنت پر بٹھایا اور خود جان و دل سے محافظ حکومت رہا ٭

بچتر بیرج دانا و فہیم اور دور اندیش و سلیم تھا۔ جو بھیشم پتامہ کہتے تھے۔ اسی پر عمل کرتا۔ بغیر مرضی تنکا نہ ہلاتا۔ چنانچہ اس کی حکومت چمکی اور سلطنت کا باغ ہرا بھرا ہُوا ٭

ادھیائے ۳۱

کاشی کی راجکماریوں کے ساتھ بچتر بیرج کی شادی اور وفات حسرت آیات

راجہ بچتر بیرج جب سِنِ شعور کو پہنچا تو بھیشم پتامہ جی کو شادی کی فکر ہوئی۔ اتفاق سے اُنہیں دنوں کاشی نریش کی تین مہ جمال و خورشید تمثال لڑکیوں کا سوئمبر تھا۔ بھیشم پتامہ سُن کر گن پاتے ہی تیر کی طرح وہاں پہنچے۔ سوئمبر میں ہر طرف راجہ ہی راجہ نظر آتے تھے۔ ایک سے ایک شور بیر۔ ایک سے ایک صاحب تقدیر مگر بھیشم پتامہ پہنچے تو ہر ایک نے اُن کے لئے آنکھیں بچھا دیں۔ سر آنکھوں پر بٹھایا۔ بہت خاطر تواضع بڑی آؤ بھگت کی ٭

جس وقت سوئمبر کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ راجہ کاشی کی تینوں راجکماریاں جواہرات میں غرق زرق برق پوشاکیں پہنے رونق افروز ہوئیں اور راجہ ممدوح کی طرف سے سوئمبر کے اصول گوش گزار کئے گئے۔ تاکہ شرکائے محفل پابند رہیں ٭

یہ سُنکر بھیشم پتامہ جی کرلے کے اور فرمایا کہ کاشی نریش درونق افروزانِ محفل! شادی کی آٹھ قسمیں ہیں۔ اور ہر ایک کے مختلف اصول +

آٹھ قسم کی شادیوں کی تشریح

(۱) برہم بواہ - افضل ہے۔ اس کا اصول یہ ہے کہ دختر کو لباس و زیور سے آراستہ و پیراستہ کرکے ہاتھ میں پانی لے کر کنیاں دان کر دیا جائے +

(۲) آرس بواہ - یہ افضل تو نہیں مگر متوسط درجے کا ہے۔ اس کا قاعدہ یہ ہے کہ دو گائیں لڑکی کے خاوند سے حاصل کرکے عقد کر دے +

(۳) اسُر بواہ - یہ ناقص ہے۔ اس کا اصول یہ ہے کہ دولت دے کر یا عزیز و اقارب کو طمع میں پھانسکر یا نقد و جنس کے عوض میں کسی کی لڑکی سے شادی کی جائے +

(۴) راکشس بواہ - بہت خراب ہے۔ اس کا اصل اصول یہ ہے کہ زبردستی اور جبر و ظلم سے لڑکی کے بزرگان خاندان کو مجبور و معذور کرکے لڑکی کی خلافِ مرضی شادی کر لی جائے +

(۵) گندھرب بواہ - یعنی ادھر مرد عورت پر فریفتہ ہو ادھر وہی عورت اُسی مرد پر شیفتہ اور وہ دونو رضامندی اور جوش محبت سے شادی کر لیں یہ بواہ بھی افضل مانا گیا ہے +

(۶) دیو بواہ - یہ اعلےٰ درجے کا بواہ ہے۔ اسی کے اصول پر سومبر کی کارروائی ہوتی ہے۔ اس کا اصول یہ ہے کہ یگیہ کیا جائے۔ جس میں لڑکی آراستہ و پیراستہ ہوکر جس کو پسند کرے۔ اس کے ساتھ منسوب ہو +

(۷) پرجاپت بواہ - یہ بھی افضل ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ لائق و لائق لڑکا یا کوئی نوجوان تلاش کرکے حسب حیثیت دہیز دے کر کنیاں دان کیا جائے +

(۸) پشاچ بواہ - یہ حد درجہ کا ناقص اور داخل گناہ ہے۔ اس کا

قاعدہ یہ ہے کہ کوئی لڑکی خواب غفلت میں سوتی یا کسی قسم کے نشے میں بیہوش و حواس باختہ ہو اس کو موقع پاکر اڑا لے جانا اور ایسے عالم غفلت و بیہوشی میں اس کو زینت آغوش کرنا ✣

بھیشم پتامہ کی غرض اور تھی جوش طاقت و زعم بہادری قابو میں نہ تھا۔ انہوں نے کہا کہ ان آٹھ قسم کی شادیوں میں گو راچھس بواہ ممنوع ہے مگر نہیں راجاؤں اور ممالک کے فرمانرواؤں کے لئے ایسا بواہ نازیبا نہیں وجہ یہ کہ سوئمبر میں بہادری و شجاعت کا اظہار ضروری ہے۔ پس لازم ہے کہ جس کو اپنے تیر و تفنگ تیغ و خدنگ پر ناز ہو۔ جو قوت آزمائی میں ممتاز ہو وہ بازی جیت سکتا ہے۔ چنانچہ لیجئے میں تو اپنا دم داعیہ دکھاتا ہوں۔ جس کے منہ میں دانت ہوں سامنے آئے یا میری ہی مونچھیں نیچی کرے یا اپنی آنکھ۔ بہرحال لیجئے میں تو رخصت ✣

یہ کہکر بھیشم پتامہ نے راجہ کاشی کی تینوں لڑکیوں کو سوار کرکے رتھ ہانکا تو یہ جا وہ جا۔ راجے پشیمانی کے ساتھ ہی سخت غضبناک ہوئے۔ غیرت نے عرق عرق کر دیا۔ خون کے گھونٹ پی کر دانت پیس پیس کر رہ گئے۔ اکیلے سب کا پتہ پانی پانی ہوتا تھا تاب مقابلہ و مجادلہ نہ تھی۔ آخر سب نے گٹھ جوڑ کی سب یک دل ہو کر دوڑ پڑے اور بہادروں کے ٹڈی دل نے رتھ کو چھپا لیا۔ بھیشم پتامہ چاروں طرف سے گھر گئے اور ہر جانب سے تیروں کی بوچھاڑ ہونے لگی۔ بھیشم پتامہ کو دست قدرت حاصل تھا۔ نہ بہادران صف شکن کی پروا کی نہ تیروں کے مینہ سے دل اوچھا ہوا انہوں نے کمان کا چلہ چڑھایا ترکش سے تیر نکال کر چٹکی کے وہ جوہر دکھائے کہ جدھر وار ہوا پرے کے پرے خالی صف کی صف میں سناٹا۔ ہٹتے ہٹتے میدان صاف ہو گیا۔ سب راجے دم دبائے سر پہ پاؤں رکھ فو دو گیارہ اور تین تیرہ ہوئے کسی کا قدم نہ ٹکا۔ ساری ہیکڑی گرد ہی بھی کر کری

ہوگئی اور سچے دل سے بھیشم پتامہ کا لوہا مانا۔ شجاعت کو سراہنے لگے
بہادری کے قائل ہوئے۔ جب حملہ آوروں سے چھٹی پائی پالا ہاتھ رکھ لیا
تو بھیشم جی فتح و نصرت کا ڈنکا بجاتے ظفرمندی کا پھریرا اُڑاتے تینوں
راجکماریوں کو لئے ہوئے گھر کی طرف لیے پڑے کچھ دور ہی چلے تھے کہ
راجہ شالو نے آکر رتھ گھیر لیا۔ یہ خبر سنتے ہی اور راجے بھی آپہنچے اور
گھمسان کی لڑائی شروع ہوئی اِدھر بھیشم پتامہ تن تنہا بیک بینی و دو گوش
اُدھر فوج کثیر التعداد۔ تیروں کا دونگڑا برس گیا۔ بھیشم پتامہ جس وقت
گرمائے شیر کی طرح گرجتے ہوئے دل میں گھُسے تو ایک ایک تیر سے صفیں
کی صفیں صاف سو سو کے دستے ندارد۔ پہلی ہی جھپٹ میں نہ راجہ
شالو کا رتھبان رہا نہ رتھ کے گھوڑے۔ فوج جان چھوڑ کر بھاگی سدا جے کو
بھیشم پتامہ نے چپر غٹو کیا۔ اب تو راجہ شالو کی آنکھیں کھلیں جان کے
خوف سے قدم پکڑ لئے اور رو رو کر جان کی امان چاہی ✣

بھیشم جی کو ترس آگیا سوچے کہ ؎

در عفو لذتیست کہ در انتقام نیست

از خورد خطا داز بزرگان عطا

بس معافی دی جان بخشی کی اور کہا کہ بس ٹھنڈے ٹھنڈے گھر
چلے جاؤ۔ راجہ شالو اِدھر جان لے کے اُنہیں پیروں گھر لوٹا اور جتنے اور
راجے تھے وہ اس سے پہلے ہی کان دبائے ہوئے کھسک گئے ✣

بھیشم پتامہ سیدھے گھر پہنچے۔ ماتا ستوتی سے عرض کی کہ یہ سوغات
لائے ہیں قبول فرمائیے۔ میں ان راجکماریوں کو اس غرض سے لایا
ہوں کہ بچترویرج کے ساتھ بیاہ دوں ✣

ستوتی بولی۔ دھن ہو بھیشم۔ تمہاری قوت و طاقت دیکھ کر ہاتھ بھر
کا کلیجہ ہوگیا تم شوق سے بچتر بیرج کی شادی کرو۔ مالک مختار ہو ✣

یہ سُنکر راجہ کاشی کی دُختر کلاں "انبا" بولی کہ بھیشم جی۔ اس وقت میں
آپ کے اختیار میں ہوں۔ رتی بھر بس نہیں۔ مگر آپ دھرماتما ہیں

اس لئے اتنی گذارش کی معافی مانگتی ہوں کہ میری شادی راجہ شالو سے قرار پا چکی ہے۔ دل بھی راجہ شالو کو دے چکی ہوں۔ پتاجی کا بھی یہی پرن ہے۔ اب تقدیر آپ کے سایۂ عاطفت میں لے آئی۔ پرمیں بندہ ہو گئی ہوں۔ لیکن آپ کے عدل و انصاف دھرم و کرم کا آسرا لے کر صرف یہ چاہتی ہوں۔ آپ کی نیت خیر جس امر کو گوارا یا منظور فرمائے اُس سے عذر و انکار نہیں۔ حکم حاکم مرگ مفاجات ؛

بھیشم کے دل پر اُن باتوں کا اثر ہوا اُنہوں نے اُسی وقت برہمن بلائے اور صلاح مشورہ کے بعد امبا کی شادی راجہ شالو سے کر کے دونو کو گرویدۂ احسان و ممنون منت بے پایاں کیا اور راجہ کاشی کے یہاں بڑی شان و شوکت کے ساتھ روانہ کر کے دھرم اور نیت کے ڈنکے بجائے۔ اب رہ گئیں امبالکا اور امبکا ان کو شاستر کے احکام کی پابندی کے ساتھ منسلک کر کے بچتر بیرج سے رفو اس کی زینت بنایا۔ ادھر یہ چندے آفتاب چندے ماہتاب ادھر بچتر بیرج خوش رویاں زمانہ میں انتخاب۔ یہ اُن کو دیکھ کر جیتا وہ آنکھوں سے اس کے تلوے سہلاتیں۔ کچھ عرصے تک بڑے عیش و عشرت سے بسر ہوئی رات دن جشن صبح و شام مشغلۂ شادمانی مگر افسوس کہ بچتر بیرج کی عمر نے وفا نہ کی۔ اس نے عالم جوانی میں داغ جدائی دیا امبکا اور امبالکا پر ہو گزری وہ ایشور کسی دشمن کو بھی نہ دکھلائے۔ ادھر سہاگ کا غم۔ ادھر لاولدی کا افسوس حالت سخت دردناک تھی۔ بھیشم پتامہ کو سخت صدمہ ہوا۔ رانی ستوتی کے رنج کی حد نہ تھی۔ سب سے زیادہ غم یہ کہ کوئی وارثِ تخت و تاج نہیں۔ اسی کوفت میں سب کی زندگی حرام رہی اور یہ فکر رہی کہ تخت سلطنت کی زینت و زیبائش کے لئے کون تدبیر کی جائے ؛

ادھیاے ۳۲

رانی ستوتی کو بچتر بیرج مرحوم کی لاولدی کا غم
بیاس جی کی طلبی - دھرتراشٹ - پانڈو اور بدر کی پیدائش

جب بچتر بیرج کا پیچھا ہوا رانی ستوتی صدمۂ ماتم سے سخت بیقرار ہوئی یا تو وہ سامانِ راحت یا یہ آثارِ ماتم - آخر ایک دن بھیشم پتامہ کو یاد کیا تخلیہ کی باتیں ہوئیں - ستوتی نے کہا - بھیشم جی تم دھرم کے رگ و ریشہ سے واقف ہو - راج نیت کی ایک ایک کُنہ تمہیں معلوم ہے تمہیں سمجھانا سورج کے آگے شمع جلانا ہے - میری خواہش ہے کہ بس تم تخت حکومت پر جلوس کرو سریر سلطنت کا خالی رہنا ناموزوں ہے ✣

بھیشم - ماتا آپ کا حکم سر آنکھوں پر - مگر کیا کروں طبیعت کو دور رنگ آزادی کا مذاق ہو گیا - اگر میں سلطنت کے پھندے میں پھنسا تو بھگوت بھجن اور ایشور بھگتی سے ہاتھ دھونا پڑیگا میری یہ عمر بھر کی کمائی ہے اس کو میں تاج سلطنت کے لالچ میں کھو نہیں سکتا - آپ مجھے معاف رکھیں - لالچ کے ساتھ ایشور سے لو لگانا کارے دارد - چنے کا چبانا اور شہنائی کا بجانا کبھی ممکن نہیں - میں غم نداری بز بخر کو ناپسند کرتا ہوں ✣

ستوتی - اگر راج سے نفرت تاج سے تنفر ہے تو آخر سلطنت آبائی کی کوئی تدبیر - خاندان کے بقائے نام کی کوئی صورت - اور کچھ نہیں مانتے تو پھر بچتر بیرج کی رانیوں کو فرزند عطا کرو کسی طرح نام اور کام تو چلے ✣

بھیشم - (کانوں پر ہاتھ رکھ کر) چھی چھی - یہ ادھرم - مجھ سے

ایسی باتوں کی اُمید۔ میں ایسے ارشاد کی تعمیل سے قطعی معذور ہوں۔ ہاں بیاس جی سے سکیں تو عجب نہیں۔ کہ نقش مراد کرسی نشاین ہو وہ غالباً شجرہ خاندان کو پھر بار آور کر دینگے۔ آپ کو معلوم ہوگا۔ جب سری پرسرام جی نے ۲۱ دفعہ کے قتل عام سے چھتریوں کو بیخ وبنیاد سے نیست و نابود کر دیا تھا۔ تب رشیوں اور کاملین زمانہ کی بدولت نئے سر سے چھتری قوم کا سلسلہ چلا تھا۔ اسی نظیر پر سری بیاس جی کی توجہ سے یہ خزاں رسیدہ درخت بھی ہرا بھرا ہو سکتا ہے +

رانی ستوتی کو یہ بات پسند آئی اور بھیشم پتامہ کے پرن اور یہ تگیہ کو سچے دل سے سراہا۔ پھر بیاس جی کو صدق عقیدت سے یاد کیا وہ گویا وہیں موجود تھے پلک جھپکنے کی بھی دیر نہ ہوئی +

بیاس جی نے آتے ہی ماتا کے قدموں پر سر جھکا دیا اور ہاتھ جوڑ کر پوچھا۔ کیا حکم۔ کیا ارشاد ہے۔ کیوں یاد ہوئی؟

رانی ستوتی نے سارا کچا چٹھا کہہ سُنایا اور پھر جو خواہش تھی بیان کی۔ بیاس جی گویا ہوئے کہ ماتا جی آپ کے حکم سے سرتابی کی مجال نہیں آپ کا ارشاد سر آنکھوں پر دم مارنے کی طاقت نہیں۔ بہت خوب سمجھئے تعمیل ارشاد کے لئے حاضر ہوں۔ آپ بچیتر بیرج کی رانیوں (امبا لکا وامبکا) سے فرمادیں کہ ایک سال نہایت پاکیزہ واحتیاط سے برت کریں۔ جس کی برکت سے قالب عنصری پاک وصاف ہو جائے۔ اور پھر صورت مطلب برآری ہو +

ستوتی۔ بیاس جی گھڑی میں گھر جلے اُدھائی گھڑی بعد راہ۔ تا تریاق از عراق آوردہ شود مارگزیدہ مردہ شود۔ راج سونا پڑا ہے۔ بھیشم پتامہ جی بار سلطنت تو سر پہ لئے ہیں۔ مگر عبادت وریاضت سے ایسی اہم خدمت کی فرصت کہاں۔ بس اتنے دنوں کیسے بسر ہو۔ اس قدر انتظار اختیار کی بات ہے لئے اور پھر تمہارے ہوتے +

بیاس جی۔ تو پھر ماتا جی ایک دوسری بھی تدبیر ہے۔ رانیوں سے کہو

خوب سنگار کریں - پیرایۂ عروسی سے آراستہ ہوں - جب فوند کے سانچے میں ڈھل جائیں تو میرے سامنے آئیں - یہ خیال رکھیں کہ نہ شرمائیں نہ جھجکیں - دل بیخوف رکھیں - فکر و تردد کا خیال بھی نہ ہو مجھے رشی جانکر نفرت نہ کریں - اس طرح سے مراد حاصل ہو سکتی ہے - کامیابیٔ مدعا میں شک نہیں *

رانی نے اپنی بہوؤں یعنی بچتر بیرج کی رانیوں سے تذکرہ کیا اُنھوں نے کانوں پر ہاتھ رکھے کہ ماتا جی معاف کیجئے ہم باز آئیں - رانی ستوتی نے سمجھایا بجھایا تو اُنھوں نے کہا - خیر بہتر - جو مرضی - آخر راضی برضا ہو کر دو نو رانیوں نے سنگار کیا ہر ہفت عروسی سے تصویر نور نظر آنے لگیں اور وہ حسن پھوٹ نکلا کہ آفتاب و ماہتاب ان چاند کے ٹکڑوں سے شرما گئے *

سب سے پہلے انبکا ویاس جی کے سامنے آئی رات کا وقت تھا - دیکھتی کیا ہے کہ عجیب و غریب صورت پیش نظر ہے - سر پر لمبی لمبی جٹائیں - مونچھیں بھوری بھوری - بدن سُرخا سُرخ جسم پر بھبھوت ماتھے پر کھور - جو ایسی صورت شکل ایسے چہرے مہرے ایسی وضع قطع پر نظر پڑی انبکا جھجکی اور ایسی سہمی کہ آنکھیں کھلی نہ رہ سکیں بند ہو گئیں - جب انبکا آنکھیں بند کئے بیاس جی کے سامنے سے گزر گئی تو رانی ستوتی نے پوچھا کہ کہئے میری مراد پوری انبکا کے بیٹا ہو تو کیسا ؟

بیاس جی - جی ہاں سب کام سدھ - آپ کا پوتا بڑا بہادر صاحب طاقت اور عقلمند ہو گا - لیکن آنکھوں سے محروم بینائی نہ ملیگی *

ستوتی - یہ کیوں - وجہ ؟

بیاس جی - جب انبکا سامنے سے گزری مجھ کو دیکھتے ہی آنکھیں بند کرلیں - یہ آنکھوں کا بند کرنا بیٹے کی بینائی کا دشمن ہو گیا *

ستوتی - یہ تو بیڈھب ہوئی - اندھے کو کورو بنس میں راج مل نہیں

سکتا۔ مگر خیر مضائقہ نہیں ابھی اُمید باقی ہے۔ یہ کہہ کر وہ انبالکا کے پاس گئی۔ سر سے پاؤں تک نور کے سانچے میں ڈھالا اور سمجھا بجھا کر بیاس جی کے سامنے روانہ کیا۔ نو عمر تھی۔ راجوں۔ رانیوں کے شاہانہ وامیرانہ شکل وصورت۔ پوشاک ولباس کے سوا اور کچھ دیکھا ہی نہ تھا جو ہیں ویاس جی پر نظر پڑی چہرے کے ساتھ ہی سارا بدن زرد پڑ گیا ایک تو سونے سے پیلی تھی۔ دوسرے غیرت کے مارے ہولی کے سے رنگ میں رنگ گئی +

جب انبالکا چلی گئی تو ستوتی نے بیاس جی سے پوچھا کہ کہئے انبالکا کی گود میں کیسا بیٹا کھیلتے دیکھونگی +

بیاس جی۔ وہ لڑکا پیدا ہوگا جس کی شجاعت وطاقت ضرب المثل ہوگی۔ لیکن انبالکا مجھ کو دیکھ کر زرد پڑ گئی۔ شرم اور حیا اور جھجک سے دل مٹی کی طرح بدن پیلا ہوگیا۔ اس لئے بیٹے کا رنگ زرد اور نام بھی پنڈو ہوگا +

رانی ستوتی کو یہ سُننے سے دل ہی دل میں ملال تھا کہ انبکا بڑی بہو اندھے بیٹے کی ماں ہوگی۔ اس لئے وہ اس کے پاس گئی اور کہا بہو جی ایک مرتبہ اور بیاس جی کے سامنے جاؤ۔ وہاں سے اُٹھ کر ویاس جی کو بھی راضی کیا۔ انبکا رانی ستوتی کے منہ پر کچھ نہ کہہ سکی سرِ تسلیم خم کرنا پڑا تھا مگر ایک دفعہ رشی جی کی وضع قطع صورت شکل دیکھ کر سہم چکی تھی۔ وہ چال کھیل گئی۔ اس نے ایک خواص خاص کو سولہوں سنگار سے آراستہ کر کے بیاس جی کی خدمت میں بھیج دیا۔ خواص خواص ہی تھی۔ لونڈیوں میں رانیوں کے خواص کہاں وہ بے تکلفانہ بیاس جی کے حضور میں آئی نہ شرم وحیا اٹھلاتی مُسکراتی سامنے کھڑی ہو گئی +

بیاس جی نے کہا۔ مجھ سے یہ چھل۔ میرے سامنے بہروپ

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش من انداز قدت را می شناسم

کہاں کاشی کی راجکماری کہاں تو اُس کی ایک خواص۔ مگر دعاے کاملین خالی از اثر نیست +

خورشید داخل برُج حمل ہوگیا گوہر زینت دُرج حمل۔ وہ فرزند پیدا ہوگا جو کلیجے کو سکھ دیگا۔ علوم میں کامل۔ نقش فضل کا عامل گیان دھیان میں فرد زمانہ ایشور بھگتی میں یگانہ۔ دھرم میں مشہور عالم ہوگا اور بِدُر نام ہوگا +

یہ کہتے ہی بیاس جی آنکھوں سے اوجھل ہوگئے۔ ایک کوندھا تھا جو پلک جھپکتے ہی نظر سے اوٹ ہوگیا۔ اور راجہ بچترؔ بیرج مرحوم کے رنواس میں آوازۂ مبارک و سلامت سے خاص چہل پہل شروع ہوئی +

انبکا رانی کے بطن سے راجہ دھرتراشٹ کی ولادت ہوئی جن کی شکل و صورت پر نور ہی نور برستا تھا دس ہاتھیوں کا جسم میں زور مگر آنکھیں کور۔ عقل گھٹی میں پڑی تھی۔ اقبالمندی ہاتھ باندھے سامنے کھڑی تھی +

انبالکا رانی نے بھی ثمر مراد پایا پنڈو نے جلوہ دکھایا۔ حُسن و جمال میں بیمثال۔ علوم و فنون میں صاحب کمال۔ طاقت میں لاثانی۔ شجاعت میں ضیغم پیشۂ جہانبانی۔ کُل اوصاف میں فرد مگر رنگِ بدن زرد +

انبکا کی خواص بھی دولت اولاد سے مالا مال ہوئی۔ بِدُر جی کی ولادت سے نہال ہوئی۔ بِدُر کا نام بشن کی بھگتی میں مشہور عام ہے۔ دھرم کی واقفیت میں نام ہے۔ ماضی و حال (بھوت اور برتمان) سے خبر تھی۔ کیفیت مستقبل (بھوشت) پیش نظر تھی قصہ کوتاہ یہ تینوں فرزند دیوتاؤں کی طرح تیجسوی اور ایسے پرتاپی ہوئے کہ حالات طشت از بام ہیں۔ سوانح عہد شہرۂ عام ہیں +

ادھیائے ۳۲

بچتر بیرج کے رنواس میں دھرتراشٹ پنڈو۔ بدر کی ولادت۔ جشن۔ شادیاں

بیشم پائن جی فرماتے ہیں کہ جب بچتر بیرج کی رانیوں کے بطن سے دھرتراشٹ۔ پنڈو اور بدر کا ظہور ہوا۔ بھیشم پتامہ جامے میں پھولے نہ سمائے۔ قبائے بند تڑک گئے بڑے دھوم دھام سے جشن ولادت کیا۔ ہستناپور بند فوازوں سے باغ ہمیشہ بہار اور گلزار بہنجار ہو رہا تھا۔ دھجائیں خوشی کا پھریرا اُڑا تی پتا کائیں عیش و عشرت کا جھنڈا گاڑے ہوئے تھیں۔ گلی گلی کوچہ کوچہ میں کیوڑے گلاب کے چھڑکاؤ سے خوشبو ہی خوشبو بسی تھی۔ ذرے ذرے سے عطر کی لپٹیں آتی تھیں۔ برہمن دکشنا سے الامال ہو گئے۔ رشی نذرانوں سے خوشحال۔ ہر طرف کنچن برس گیا۔ ہر ایک کے سامنے ہنوں کا ڈھیر تھا۔ روپے انکڑی ہو رہے تھے۔ زر و جواہر کنکری سے زیادہ نہ سمجھے جاتے تھے۔ مال و دولت لٹنے کا یہ حال تھا کہ بس برسات کے دونگڑے کی سی کیفیت تھی آندھی کا سا جھونکا چل رہا تھا لاکھوں گائیں دان ہو گئیں۔ ہزاروں جاگیریں بٹ گئیں۔ برہم بھوج ہوئے۔ ناچ رنگ سے نہ دن کو فرصت تھی نہ رات کو۔ محفلیں راجہ اندر کا پرستان ہو رہی تھیں۔ ہر وقت شادیانوں سے کان بھرے رہتے تھے۔

بھیشم پتامہ نے بڑی محبت سے پالا۔ جان کی طرح حفاظت کی جب پڑھنے کے لائق ہوئے تو بڑے بڑے ودوان پنڈتوں کے سپرد کیا

سب ہونہار تھے - ذہن رسا تھا - فیض تعلیم سے ویدوں شاستروں میں کامل عبور ہوگیا +

راجہ دھرتراشٹ خوبصورتی میں فرد طاقت وتوانائی میں بے نظیر ہوئے - راجہ پنڈو کی تیراندازی مشہور زمانہ ہوئی - بدرجی دھرم شاستر میں اہل زمانہ سے سبقت لے گئے +

راجہ دھرتراشٹ پیدائشی نابینا تھے - اس لئے راج گدی سے محروم رہے - اس کی شادی گندھار (قندھار) کے فرمانروا راجہ سوبل کی راجکماری گاندھاری کے ساتھ ہوئی جسے بیاس کی زبان مبارک سے سَو بیٹیوں کا بروان ملا +

راجہ پنڈو جادوکل کے سرتاج بسدیوجی کی بہن یعنی راجہ سورسین کی راجکماری کے ساتھ منسوب ہوئے - راجکماری کا اصلی نام پرتھا تھا مگر شادی کے بعد مہارانی کنتی کے نام سے مشہور ہوئی - پرتھا یعنی مہارانی کنتی نے دُرباسا رشی کی ایسی خدمت کی تھی کہ اُنہوں نے خوش ہوکر اپنی طاقت غیبی سے وہ منتر سکھادیا جس سے دیوتا بس میں رہیں - اس دیوبسی کرن منتر کی وہ طاقت تھی کہ جب ضرورت ہو جس دیوتا کو چاہے بلالے اور جو خواہش ہو پوری کرالے - مہارانی کنتی کا حسن عالم فریب یکتائے روزگار تھا - چاند سورج تلووں میں منہ دیکھتے تھے - اپسرائیں ایڑی چوٹی پر قربان ہوتی تھیں - یہ مہارانی دنیا کی پنچ کنیاؤں میں ایک اور شہرت میں آپ اپنی نظیر ہے - ان منتخب زمانہ پنچ کنیاؤں کے نام نامی یہ ہیں (۱) مندودری - لنکا کے فرمانروا راون کی پٹ رانی (۲) تارا سگریو کے برادر بزرگ راجہ بالی کی راج رانی (۳) اہلیا - گوتم رشی کی زوجہ جس کا جسم گوتم جی کے سراپ سے پتھر ہوگیا تھا - اور جو سری رامچندر جی کے خاکِ قدم کی برکت سے تر گئی (۴) مہارانی کنتی عرف پرتھا موصوف الصدر سری بسدیوجی کی بہن راجہ سورسین کی بیٹی سری کرشن کی بُوآ راجہ پنڈو کی خاص محل (۵) مہارانی درویدی - راجہ جدھشٹر

بھیم - ارجن - نکل - سہدیو کی ماں تھی ٭

ادھیائے ۳۴

کرن کی پیدائش

بھیشم پتامہ جی کہتے ہیں کہ مہاراج جنمیجے اس کرن کی ولادت کا حال بھی سن لیجئے جس کی سخاوت و شجاعت کے ڈنکے بج چکے ہیں ٭

جس وقت دُرباسا رشی کنتی کو دیوبسی کرن منتر سکھا کر چل دئے۔ کنتی نے سوچا کہ نہ جانے منتر صحیح ہو یا غلط ذرا آزمائش تو کرلوں۔ اس کے اسی خیال سے اشنان کیا۔ عمدہ سے عمدہ پوشاک پہنی۔ ۱۲- ابھوشن- اور ۱۶ سنگار حسن جوانی کو اور بھی سے زرٹے یہ ایک پاک جگہ پر بیٹھ گئی منتر زبان پر تھا اور دل میں سورج بھگوان کا دھیان۔ منتر تیر بہدف تھا اثر دکھا گیا۔ ذرا ہی دیر میں سورج بھگوان دیوتا روپ ہو کر سامنے آکھڑے ہوئے اور بولے کیوں کیا خواہش کیا ہوس ہے۔ ابھی پوری ہو جائے ٭

کنتی۔ (ڈنڈوت کر کے)، مہاراج تکلیف دہی معاف۔ کوئی خواہش یا آرزو نہیں صرف یہ دیکھنا تھا کہ منتر میں کچھ تاثیر بھی ہے یا خالی خولی سر کھپی ٭

سورج نارائن۔ ہم آئیں اور بے کچھ کئے جائیں۔ ناممکن بالکل محال ہماری نظر تم پر پڑ چکی۔ جمال دلفریب کا جادو چل چکا۔ ایک بیٹا مبارک ہو بیٹا بھی وہ جس کی طاقت جس کی شجاعت جس کی سخاوت ہمیشہ یادگار زمانہ رہیگی ٭

کنتی۔ آپ کی نظر رحمت کا شکریہ مگر مہاراج۔ میں ابھی کنواری ہوں ماں باپ حاملہ دیکھینگے تو کیا خیال کرینگے میں منہ دکھانے لائق کیسے رہونگی ٭

سورج نارائن۔ تم بیفکر رہو کوئی اندیشہ نہ کرو۔ ممکن نہیں کہ حمل کی کسی

کو خبر بھی ہو یا غنچۂ عصمت کو ہوا بھی لگی ہو یعنی معلوم ہو۔ دامنِ عصمت بے داغ رہے تب بات سورج نارائن یوں تسکین دے کر نظر سے غائب ہو گئے یہاں حیا و معیت پر کرن نے پیکرِ عنصری کا جلوہ دکھایا۔ چہرہ چاند کا ٹکڑا جس میں سورج کی سی چمک جسم پر کوچ یعنی سورج کا بخشا ہوا ملبوس کانوں میں جواہرات سے جڑے ہوئے کُنڈل۔ ہاتھ پاؤں سڈول عضو عضو سے بہادری نمایاں رگ رگ سے جلال عیاں۔ کنتی کو خوشی تو ہوئی مگر چار آنکھوں کی شرم و لحاظ نے ممتا کی آنچ پر پانی ڈال دیا۔ اس نے کرن کو ایک صندوقچے میں مقفل کیا راتوں رات ندی کے کنارے پہنچی صندوقچہ دریا میں چھوڑ کر کلیجے کے ٹکڑے کو ایشور کے حوالے کر کے لوٹ آئی۔ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہونے پائی کہ کیا ہوا کیسا معاملہ گزرا۔ کنتی کرن کو دریا میں تو بہا آئی مگر دل میں روتی تھی کہ ہے ایسا چاند کا ٹکڑا ایسا کلیجے کا ٹکڑا فقط اور جگر سے جدا ہو گیا۔ گنگا جی کا بہاؤ ہستناپور کی طرف تھا۔ صندوق پانی کی رو بہتا ہوا ہستناپور میں ایک جگہ رُک گیا۔ راجہ دھرتراشٹ کا رتھبان "سوت" اس وقت گنگا جی میں اشنان کر رہا تھا۔ اُس کی عورت بھی پانی میں موجیں اڑا رہی تھی۔ سوت نے دفعتہً صندوق آتے دیکھا وہ لپکا اُسے باہر نکال قفل توڑا تو آنکھیں کھل گئیں دیکھا کہ ایک سورج کی تصویر آنکھوں میں چکا چوند کر رہی ہے۔ حُلیہ بجنسہ وہی تھا۔ جو پیدائش کے وقت حوالۂ قلم ہو چکا۔ سوت لاولد تھا۔ مدت سے اولاد کی خاطر جان دیتی تھی۔ کرن کو دیکھکر ہاتھ بھر کا کلیجہ ہو گیا۔ خوشی کی حد نہ تھی۔ بیوی سے کہا۔ شری گنگا مائی نے ہمیں تمہیں بیٹا عطا کیا۔ ذرا صورت دیکھو۔ کیسی تیجسوی اور موہنی ہے۔ بھلا کسی آدمی کے کوئی اس صورت شکل کا بیٹا ہو سکتا ہے۔ ضرور یہ کسی دیوتا کی آنکھ کا تارا اور کلیجے کا ٹکڑا ہے۔

عورت نے کرن کو گود میں لے لیا۔ کلیجے سے لگا لیا۔ پیار کیا۔ جب نہانے دھونے سے فراغت پائی تو دونو جورو خاوند گھر آئے۔ گنگا جی کے بخشے

ہوئے آنکھ کے تارے کو بڑی محبت سے پالنا شروع کیا

اب کرن نے ہوش سنبھالا - ہاتھ پاؤں نکالے - ماں باپ کا کلیجہ دیکھ دیکھ کر ہاتھوں بڑھنے لگا - ایک دن دھرتراشٹ کے دربار میں لے گئے - بیٹے سے نذر دلائی - دھرتراشٹ لیاقت سے خوش ہو گیا - دریودھن کی کلی کلی کھل گئی - ایسا خوش ہوا کہ ہر وقت ساتھ رکھنے لگا کرن آنکھوں سے دم بھر جدا ہو تو قیامت کا سامنا پل بھر کی جدائی ناگوار بس حد ہے کہ کرن دریودھن کی ناک کا بال ہو گیا - جتنا یہ پانی پلائے اتنا وہ پئے اس کے کہے بغیر اس کا منہ کا ڈلانا دشوار ٭

ادھیائے ۳۵

راجہ پنڈو اور بدر جی کی شادیاں

راجہ جس کی استہا پر بیشم پاٹن مائل سحر ہیں - کنتل دیش کا راج بہت مشہور تھا - وہاں کا راجہ بھی اپنے ہمعصروں میں سربلند و ممتاز تھا - اس نے اپنی بیٹی کنتی کے سوئمبر کا رنگ جمایا - دور دور کے راجے مہاراجے تشریف لائے - ملکوں ملکوں کے فرمانرواؤں نے محفل شاہنشاہی کی رونق بڑھائی - بھیشم دیتا مہا بھی راجہ پنڈو کو ساتھ لئے ہوئے سوئمبر میں جا پہنچے - بہادروں میں انتخاب تھے - قوت جہانگیری کا شہرہ تھا - بڑی عزت ہوئی بہت کچھ خاطر و مدارات حسب قاعدہ ہوتی محفل عشرت میں آئی - ہر صفت عروسی حسن جمال کو چار چاند لگا رہا تھا - ہاتھ میں جیمال تھی - فوج ناز و کرشمہ جلو میں - ایک جگہ ادھر دوسرا جگہ ادھر سے ادھر لگایا - ایک سے ایک خوش رو اچھے سے اچھے صاحب جمال دیکھے - مگر نظر تو کس پر - راجہ پنڈو پر - خط و خال بحرف

قربان ہوگیا۔ اور سے جوانی کی سچی محبت نے بلائیں لیں۔ آخر بیٹیا نے تاؤ
بے تکلف جیمال گلے میں ڈال دی۔ تمام راجے مہاراجے منہ دیکھ کر
رہ گئے۔ بھیشم نے بغلیں بجائیں۔ بڑی دھوم دھام سے شادی
ہوئی۔ راجہ کنتی بھوج نے بہت خاطر تواضع کی۔ دان دہیز سے گھر بار پاٹ
دیا اور پنڈو اور کنتی بڑے عیش و عشرت سے رہنے لگے۔ خبر ہی نہ
تھی کہ رنج و غم کس کا نام ہے ؟

کچھ دنوں بعد مدر دیش میں سوئمبر ہوا۔ بھیشم جی راجہ پنڈو کو لئے
ہوئے وہاں بھی جا موجود ہوئے۔ شاہانہ جاہ و جلال میں لاؤ لشکر ہمرکاب
تھا۔ میزبان راجہ نے بڑی خاطر داشت کی مراسم مدارات اس خوبی سے
ادا کئے کہ بھیشم جی اور راجہ پنڈو کا دل خوش ہوگیا۔ مدر دیش کے راجہ
نے راجہ پنڈو کے حسن و جمال قامت و جسامت پر فریفتہ ہوکر انہیں کے
ساتھ مادری کی شادی کردی اور بھیشم جی خوشی کے ڈنکے بجاتے دان
دہیز سے لدے پھندے وارد ہستناپور ہوئے ؟

راجہ دھرتراشٹ اور راجہ پانڈو کی شادیوں سے فراغت پاکر بھیشم
جی کو بدر جی کی شادی کی فکر ہوئی خواہش یہ تھی کہ برابر کی جوڑی ہو چنانچہ
چار دانگ عالم میں سفیر بھیجے قاصد دوڑائے۔ آخر راجہ دیوک کی بیٹی
کی قسمت چمکی اور زائچہ مطابق آیا۔ جس طرح بدر جی شودر عورت سے
پیدا ہوئے تھے۔ اسی طرح راجہ دیوک کی اس بیٹی کی ماں بھی شودر تھی۔
اس پر بڑی حسین بڑی عقلمند۔ بس برات چڑھی اور بیاہ ہوگیا بھیشم
جی راجہ دھرتراشٹ۔ راجہ پنڈو اور بدر جی کو جان سے زیادہ چاہتے
تھے خود دنیا سے ہاتھ اٹھائے تھے۔ مگر ان سب کی دنیوی بہبود کے
لئے جان تک لڑانے سے عار نہ تھا۔ راجہ پنڈو جب سریر آرائے
جہانبانی ہوئے تو بڑے بڑے اشومیدھ یگیہ کئے۔ جن کے
کرتا دھرتا راجہ دھرتراشٹ رہے۔ تمام نیلے تاجدار خراج گزار
تھے۔ فرمانروایان عالم پناہی پر فرق اور [illegible] سر جھکاتے اور

جیسی ارادت رکھتے تھے۔ راجہ پنڈو نے بہت یگیہ کئے۔ اور اوج اقبال کی برکت سے ہمیشہ کے لئے اپنا نام زندہ چھوڑا ۔

ادھیائے ۳۶

راجہ پنڈو کا شغل شکار۔ کدنب رشی کی بددعا راجہ پنڈو کی صحرانوردی وگوشہ گزینی رانیوں کی رفاقت

بشم پاین کی تقریر ہے کہ کسی روز راجہ پنڈو کو سیر و شکار کی ہوا سمائی ہوا نئے گھوڑے پر سوار ہوئے تو سیدھے جنگل میں جا پہنچے تیر کے دھنی تھے نشانہ کبھی نہ چوکتا تھا۔ بہت سے ہرن چت ہوئے مگر راجہ کی نیت سیر نہ ہوئی۔ شوق زوروں پر تھا ہوس شکار آگے بڑھتا گئی۔ دھرم شاستر کا تو حکم ہے کہ کسی جاندار کی دل آزاری جائز نہیں۔ دوسرے کی جان لینا بڑا پاپ ہے چنانچہ دانشمندوں نے کہا ہے

میازار مورے کہ دانہ کش است ۔۔۔ کہ جاں دارد و جاں شیریں خوش است

ہما بر ہمہ مرغاں ازاں شرف دارد ۔۔۔ کہ استخواں خورد و طائرے نیازارد

مگر نہیں راجہ کے دندان ہوس تیز تھے شوق شکار نے اندھا کر دیا شاستر کے احکام نظروں سے اوٹ ہو گئے۔ کچھ اونچ نیچ نہ سمجھائی دی دیکھا کہ ہرنی ہرن پر عین لطف زندگی سے وقت تیر مار دیا پہلا وار خالی گیا تو تابڑ توڑ چار اور تیر سر کئے۔ نشانے بھرپور تھے جم بیٹھے۔ ہرن اور ہرنی زخمی ہو کر چت ہو گئے۔ راجہ خوش خوش اُن کے پاس پہنچا تو

ونگ رہ گیا - وجہ یہ کہ ہرن کندنب نامی رکھیشر تھا - اور ہرنی اس کی استری
چونکہ دن کو مرد کو لطف صحبت جائز نہیں اس لئے رکھو نے انسانی قالبوں
کو ہرن اور ہرنی کے چولے سے مبدل کر کے مذاق طبیعت کی صورت نکالی
تھی - مگر اتفاق کی بات راجہ پنڈو آ پہنچے - دونو کو تیر ستم کا نشانہ بنایا جو ہیں
راجہ کو پاس لگوڑے ہوئے دیکھا - رشی نے دم توڑتے کہا کہ پرتھی ناتھ تم
چندر بنس کے سورج - ایسے دھرماتما - تمام دنیا کے راجوں مہاراجوں
کے سرتاج - تم سے ایسا ادھرم - ایسی خطا - خیر تمہارا تیر بے خطا تھا تو
دیکھو ہمارے ناوک دعا کا نشانہ بھی کیسا بھرپور ہے - تم نے ہمیں لطف
زندگی کے وقت رنگ میں بھنگ کر کے ہلاک کیا - میں تم کو بددُعا دیتا
ہوں کہ جس وقت شمع سبستان خیال سے لذت حیات اُٹھاؤ اسی وقت
پیمانۂ حیات چھلک جائے دیر نہ ہو ٭

رشی نے یہ کہا ہی تھا کہ طائر روح پرواز کر گئے راجہ کے بھی حواس
جاتے رہے - ہوش اُڑ گئے جان نہ رہی اُنہیں پیروں گھر میں آئے تہیہ
کیا - بس بہت دنوں راج کر لیا - دنیا کی جی بھر کے ہوا کھائی - اب
بس بیاس جی کی طرح عاقبت بنانا چاہئے - یہ سوچتے ہی بن کی دُھن
سمائی - جپ تپ کا مستقل ارادہ کر لیا - رانیاں بھرتی صورت دیکھ کر
جیتی تھیں - اُنہوں نے ہمراہی پر کمر باندھی - قسمیں کھا کر کہدیا کہ یا تو
ساتھ رہینگی یا جان سے ہاتھ دھوئینگی ٭

راجہ نے لاکھ سمجھایا ہزار فہمائش کی - مگر وہاں سُنتا کون ہے کسی
نے ایک نہ مانی - ساتھ جانے کو کمر باندھ کے سامنے کھڑی ہو گئیں ٭

بھیشم جی اور دھرت راشٹر اور بدُر جی بددعا کا حال سُنکر سخت رنجیدہ
ہوئے [illegible] کا چارہ کیا - [illegible] تمام کر رہ گئے - راجہ پنڈو
روانہ [illegible] ہوئے - رانیاں بھی سایہ کی طرح ہمراہ گئیں - پہلی منزل میں
[illegible] پہنچے تپو بن میں قیام کیا - دوسرا پڑاؤ کال کوٹ ہوا - پھر ہمالیہ پہاڑ
کی طرف سیدھیاں پھریں - ہمالیہ سے اندرومن سرودر تالاب کی

راہ لی آگے چلے تو ہنس کوٹ پہاڑ پر دم لیا۔ وہاں سے گھومتے گھومتے ست سرنگ پہاڑ پر جا براجے یہاں بہاری اور لکھی رشیوں کا مجمع۔ تپسویوں کا ہجوم تھا۔ راجہ کی آمد سُنکر سب نے استقبال کیا۔ بڑی عزت کے ساتھ آشرم میں لے گئے۔ اب دلچسپی کا کیا کہنا۔ آنند کی صورت ہما اور لکھی۔ راجہ پنڈو نے بھی وہیں آسن جما لیے روحانی ریاضت اور جپ تپ میں دل لگایا۔ رانیاں بھی پتی سیوا میں مشغول اور ایشور کی یاد میں مصروف رہنے لگیں ٭

ادھیائے ۳۷

راجہ پنڈو کو سرگ لوک جانے کی ہوس میں اولاد کی فکر

راجہ پنڈو ست سرنگ پر تپ کرنے لگے ایشور سے ایسا دھیان لگایا ایسی تپسیا کی کہ برہم رشیوں کو مات کر دیا اور تپسوی اُن کی ذات پاک سے بڑے ہی خوش رہتے تھے۔ دن رات بھگوت چرچا تھا۔ ہر وقت دھرم کی باتیں۔ راجہ نے ایسی اندریاں بس میں کیں کہ کام کرودھ۔ لوبھ موہ خواب میں بھی دل پر اثر نہ کر سکتے۔ خلاصہ یہ کہ ان کی عبادت و ریاضت کی دھوم مچ گئی اور دھرم کی پرتگیا کا آوازہ بلند ہو گیا ٭

کسی روز تمام رشی برہما جی کے درشنوں کے لئے جانے والے تھے راجہ پنڈو نے بھی سُن گن پائی تو کہا "کیوں صاحبو۔ ہم نے کیا خطا کی جو سب الگ سے الگ برہم لوک کو چلے۔ ہم سے پوچھا تک نہیں ٭

جواب۔ معاف کیجئیگا۔ وہاں وہی جا سکتے ہیں جو مخلوق انسانی میں لائق و فائق ہیں علاوہ بریں جس کے اولاد نہیں اُس کا وہاں گزر کہاں ٭

راجہ پنڈو - اولاد کی فکر میں میں بھی پریشان رہتا ہوں - مگر چارہ نہیں مجبور ہوں +
جواب - انسان پر چار ضروری فرض ہیں جن کو رن کہتے ہیں +
(۱) دیورن - یعنی وید شاستر پڑھنا - ہوم یگیہ وغیرہ کرنا (۲) پتر رن
سعادتمند اور دھرماتما اولاد پیدا کرنا (۳) رشی رن - عبادت و ریاضت
شرادھ کرم وغیرہ (۴) منش رن - سچ بولنا - راست روی اختیار کرنا اور
ہو اسلئے فرائض ادا کرنا - جو لوازمۂ ہستی انسانی ہیں +
آپ اور فرائض سب ادا کر چکے - مگر ایک پتر رن کا فرض باقی رہ گیا ہے
اس کے بغیر برہم لوک میں جانا محال +
راجہ پنڈو - ایشور کا شکر ہے کہ میں دیو رن - رشی رن - منش رن سے اُدھار
ہو گیا - اب ایک پتر رن رہ گیا - اس کے لئے میرا کچھ اختیار نہیں - مہربانی
کرکے آپ ہی فرمائیں تو زہے نصیب -
جواب - ہم گیا اور ہماری رائے گیا - مگر چشم باطن اور ضمیر روشن سے
دیکھتے ہیں تو آپ کی سرنوشت میں کچھ اور ہی عبارت نظر آتی ہے ہماری
جہانتک فہم و فراست کام کرتی ہے - ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ پتر رن
سے بھی اپنے آپکو سبکدوش ہی سمجھیں آپ کے ایسے ایسے فرزند ارجمند
ہونگے جن کو دیوتاؤں کی مدد حاصل ہوگی - اور جو آپ کا نام ایسا روشن
کرینگے - جیسا کہ دوپہر کو آفتاب مگر یہ کام اور کسی کے بس کا نہیں - آپ
ہی کے اختیار کا ہے بس جائیے اپنی رانی سے کہئے +
راجہ فوراً کنتی کے پاس گیا اور کہا کہ پیاری تم نے میرے لئے دنیوی
عیش و آرام پر لات ماری - باغ و بہار پر صحرائے پُرخار کو ترجیح دی - اس
کا شکریہ - مگر لاڈلی رانی اولاد کی فکر مجھے مارے ڈالتی ہے - گو جپ تپ
میں رات دن دل بہلتا ہے مگر یہ غم نہیں بھولتا وجہ یہ کہ اولاد نہیں تو سب
دکارتھ - سُرگ میں وہی جاتے ہیں - جو صاحب اولاد ہیں - ہم ایسوں
کی وہاں رسائی نہیں - اس لئے اس کا علاج تمہارے ہاتھ ہے - تم
چاہو تو مجھے پتر رن سے بھی سبکدوش کر سکتی ہو - تمہیں رشی کا سراپ

ہے۔ اِس سے مَیں مجبور ہوں۔ اب کشتی تمہارے ہاتھ ہے جو چاہو کرو +

ادھیائے ۳۸

دیو بسمی کرن منتر کی برکت سے دھرم راج سے راجہ جدھشٹر۔ پَوَن جی سے بھیم۔ اندر سے ارجن کی پیدائش اور رانی مادری کے بطن اور اسونی کمار کے فیض نظر سے سہدیو۔ نکل کی ولادت

جس وقت راجہ پنڈو نے کنتی سے پترن کا رونا رویا کنتی کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے ایک دریا سا اُمنڈ پڑا اس نے بڑے صبر و تحمل سے کام لیکر دل کو روکا اور کہا "پتی پرمیشور آپ نے جو فرمایا بہت ٹھیک بیشک بے اولاد کی تارائن نہیں۔ مگر فرمائیے تو مَیں کیا کروں آپکو کدنب رشی کا سراپ ہے پھر جب سوامی ہونہ نہیں تو سولی کہاں۔ مَیں پتی برتا ہوں کی چرن رج (پاؤں کی خاک) ہوں۔ پرائے مرد کا منہ دیکھوں۔ بالکل محال۔ بغیر مرد کے اولاد پیدا ہو یہ بھی ناممکن۔ یہ فرمائے کیا کروں۔ جو عورت غیر مرد سے اولاد پیدا کرتی ہے۔ اُس عورت کے لئے دنیا میں روسیاہی عقبےٰ میں بطور نرک ہے۔ اور اس کی اولاد قوم اور خاندان کے لئے کلنک۔ پس اس حالت میں فرمائیے۔ میرا اختیار کیا۔ مگر ہاں خوب یاد آیا۔ جب مَیں بالکل بچہ تھی جانتی ہی نہ تھی کہ دنیا میں کیا ہوتا ہے اُس زمانے میں ایک روز دُرباسا رشی میرے پتا کے گھر آگئے۔ پتا جی نے

بہت تعظیم و تکریم کی۔ خاص محل میں ٹھہرایا۔ نوکروں چاکروں کی کمی کیا تھی
ہزاروں آدمی خدمت کے لیئے مقرر ہو گئے۔ مگر مجھ کو شرف حاصل ہوا
کہ ہر وقت چرنوں میں رہوں سیوا کروں۔ جو رشی فرمائیں۔ اُسی وقت کر دوں
کسی سے پوچھنے سمجھنے کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ میں بھی خود مختار تھی ایسی
سیوا کی ایسا راضی رکھا کہ دُرباسا جی انتہا سے زیادہ خوش ہو گئے مجھ سے
حکم ہوا کہ کچھ بردان مانگ۔ اول تو ایشور کا دیا ہوا سب کچھ موجود ہی تھا۔
دوسرے اُس وقت سمجھ ہی کیسے تھی۔ میں نے بھولی بھولی باتوں میں
کہدیا کہ مہاراج آپ کی کرپا سے کسی بات کی کمی نہیں کسی چیز کی ضرورت
ہو تو مانگوں آپ جو دینا چاہتے ہیں وہ اپنے ہی پاس رکھیں +

رشی جی میری باتوں کو پی گئے مگر اُن کی مجھ پر بڑی مہربانی تھی کہا اچھا
بیٹی تجھے کچھ خواہش نہیں تو نہ سہی میں اپنی خواہش سے تمہیں ایک منتر
بتاتا ہوں جس سے اندر برن۔ یم۔ کوبیر۔ اسونی کمار۔ سورج۔ چندرماں
سب تیری آنکھ میں چلینگے۔ جو تو اُن سے خواہش کریگی پوری ہوگی۔ رشی
جی نے مجھے منتر پڑھایا۔ میں نے یاد کر لیا۔ چنانچہ آپ کی اجازت ہو تو
اس منتر کو کام میں لاؤں۔ دیوتاؤں کو بلاؤں۔ آپ کو چہرہ
مقصود دکھاؤں +

راجہ پنڈو کُنتی کی ان باتوں سے بہت خوش ہوگئے۔ اُنہوں نے
فوراً کہا کہ داد گھڑی بھر میں گھر چلے اڑھائی گھڑی بھدرا کیا معنے۔ جو
بات امکان میں ہے اُسی کے لیئے مایوسی سے نتیجہ۔ تم ابھی ابھی منتر
پڑھو دیوتاؤں کو بلاؤ۔ میری فکر دور کرو میں خوش میرا ایشور خوش +

کُنتی۔ آپ کی آگیا سر آنکھوں پر۔ فرمایئے کہ پہلے کس دیوتا
کو بلاؤں +

راجہ پنڈو۔ سری دھرم راج جی سے پہل کرو +

کُنتی نے حکم پاکر منتر پڑھنا شروع کیا۔ آواہن کی دیر تھی آناً فاناً میں
جوان نمودار ہوا اور دھرم راج جی جھل جھل مارتے سامنے آموجود ہوگئے +

کنتی نے پہلے ڈنڈوت کی پھر چندن اور پھول چانول سے پوجا کی۔
دھرم راج خوش ہوئے اور بولے:۔
مہارانی جی۔ کیا آرزو کیا خواہش ہے کہو کیوں یاد ہوئی ♦
کنتی (ہاتھ جوڑ کر) ایشور کا دیا سب کچھ ہے۔ ایک اولاد نہیں۔ آپ سے بیٹے کی درخواست ہے ♦

دھرم راج جی نے کنتی کے جمال عالم فریب کو ایک گہری نظر سے دیکھا چھبتی ہوئی نگاہ فیض سے وہ نازنین سمن اندام وحسین گل اندام فوراً بارور ہو گئی۔ دھرم راج جی نے کہا۔ حمل مبارک۔ دیکھنا وہ بیٹا پیدا ہوگا جس کے دھرم اور ست کے تمام عالم میں ڈنکے بجینگے۔ اس کا سارا ستی پسند اور ایمان پرست دنیا کے پردے پر نہ نکلیگا۔ یہ کہتے ہی دھرم راج تو نظر سے اوجھل ہو گئے۔ اور تیوہن میں اجالے پاکھ کی پنچمی کو ٹھیک دوپہر کے وقت جدھشٹر کا ظہور ہوا رشی لوگ آنند میں مگن ہو ہو کر راجہ پنڈو کو مبارکباد دینے آئے۔ اتنے ہی میں آکاش بانی نے پردہ غیب کا اسرار کھولا ♦

"اے راجہ پنڈو تم بڑے خوش نصیب ہو۔ ایشور نے تمہیں وہ بیٹا عطا کیا جس کا سا دھرماتما صاحب اقبال زور وطاقت میں بے نظیر نہ ہوا نہ ہوگا۔ جدھشٹر کے نام سے اس کی شہرت اور نیکیوں سے خاندان کی عزت ہوگی۔ آکاش بانی کے ساتھ ہی آکاش سے پھولوں کا مینہ برس گیا۔ اور رشیوں نے آشیرباد دیکر اس نونہال گلشن اقبال وہلال سپہر کمال کا نام جدھشٹر رکھا ♦

راجہ پنڈو اس ولادت باسعادت سے بہت ہی خوش ہوئے۔ ہر وقت جدھشٹر کو نگاہ میں رکھتے پلکوں پر سلاتے تھے ♦

ایک روز مہارانی کنتی سے فرمایا۔ میری ان پیاری میں جیتا ہی ہوں جیتے پوں کا ایک اولاد سے کلیجہ ٹھنڈا نہیں ہوتا۔ دیوتا تمہارے قابو میں ہیں پس اب کے پون جی کو یاد کر کے ایک بیٹے کی اور درخواست کرو۔ مہارانی

کنتی نے بہت اچھا کہہ کر منتر پڑھا - پَوَن جی ایک ہرن پر سوار وارد ہوئے پوچھا کیا آرزو کس چیز کی تمنا ہے ۔

کنتی - ایک شہزور بیٹے کی ہوس نے آپ کو تکلیف دی - فقط عنایت کی اُمیدوار ہوں ۔

پَوَن - اچھا تو نظر ملاؤ - آنکھیں سامنے کرو ۔

جونہیں کنتی کی چار آنکھیں ہوئیں پون جی کی اعجاز نگاہی اثر دکھا گئی کنتی کے حمل رہ گیا اور پَوَن جی یہ کہکر غائب ہو گئے کہ لو مراد پوری - کامنا سپھل وہ بیٹا دئے جاتا ہوں - جس کی طاقت جسمانی و قوت پہلوانی دنیا کو زیروزبر کریگی - پہاڑ بھی سامنے ہوگا - تو عصا سے اشارے میں رل جائیگا - درختوں کو تتلیوں کی طرح اُڑانا تو کچھ بات نہیں ۔

ولادت کی خبر سُنکر سب رشی مہرشی جمع ہو گئے مبارک سلامت کا شور بلند ہو گیا - دفعتہً آواز غیب کانوں میں گونج گئی کہ یہ لڑکا ایسا طاقتور ایسا شہزور ہوگا - کہ دنیا ہمیشہ اس کے نام پر فخر کریگی - کوئی مقابل نہ ہوگا - آکاش بانی کے بعد اندر لوک سے پھولوں کی بارش ہوئی اور تپوبن ایک عشرت گاہ بن گیا - بھیم کنتی کے آغوش محبت میں پلنے لگا - راجہ پنڈو آنکھ کے تارے کو دیکھ کر جیتے تھے - ایک دن کنتی نہ معلوم کس ضرورت سے تپوبن سے دُور نکل گئی بھیم گود میں تھا ایک چٹان کے قریب پہنچی تو دیکھا موت سر پر سوار ہے - ایک شیر ڈکارتا سر پر ہی آموجود ہوا - کنتی کے اوسان نہ رہے سن سے جان اُڑ گئی بھاگی تو گھبراہٹ میں بھیم ہاتھوں سے چھوٹ پڑا - بھیم کے گرتے ہی شیر تو نہ جانے کیا ہو گیا مگر ایک پتھر بالکل چکنا چور بھیم پر ذرا بھی چوٹ کا اثر نہیں - کنتی اپنے کلیجے کے ٹکڑے کو کلیجے سے لگا کر وہاں سے گھر آئی - راجہ پنڈو سے کیفیت کہی - اُنہوں نے ایشور کا شکریہ ادا کیا اور یقین کر لیا کہ بیشک بھیم بڑا ہی صاحب طاقت ہوگا - جس کے گرتے ہی پتھر بھی سرمہ ہو گیا اُس کی تاب و توانائی میں کیا شک ۔

کسی تیسرے موقع پر راجہ پنڈو نے پھر کنتی سے خواہش کی کہ ایک بیٹا راجہ اندر سے بھی حاصل کرے۔ وہ تابع ارشاد تھی بولی۔ جو حکم +

دُرباسا رکھ نے اس منتر کے لئے ایک سال کی میعاد مقرر کی تھی چنانچہ کنتی نے تین سو پینسٹھ دن برابر برت رکھے۔ پھر پاک وصاف ہوکر اوہن کے منتر کو مقصد براری کا ذریعہ بنایا۔ منتر پر تاثیر تھا۔ راجہ اندر رونق افروز ہوئے اور دریافت کیا۔ کیوں اس قدر برت اور جپ کی تکلیف سے غرض۔ کیا لخت جگر کی ضرورت ہے +

کنتی - جی مہاراج - ایک فرزند عطا ہو وہاں کیا مشکل تھی۔ سوال ہوتے ہی کنتی حاملہ ہوگئی - اور راجہ اندر نے خوشخبری سُنائی کہ اے پنج کنیاؤں کی سرتاج - تیرا مطلب سدھ - ہوس پوری - ایسا بیٹا ہوگا جو بہادران زمانہ میں یگانہ اور جنگ آوران یگانہ میں یکتائے زمانہ - صورت شکل وضع قطع وست وبازو - زور و طاقت میں میری زندہ تصویر ہوگا اس اس کو کسی سے خوف نہیں - سرنارائن جی ہر وقت دست راست رہینگے قوتِ بازو کا کام دینگے +

یہ فرماکر اندر جی بوے گل کی طرح نگاہ سے اوٹ ہوگئے اور بعد ایام معینہ تپوبن میں ارجن کی ولادت کی خوشی چھائی - رشیوں نے آواز الہام سُنی کہ راجہ پنڈو ارجن تمہارے کلیجے کا ٹکڑا اندر کا اوتار ہے اس کا جلال سورج سے کم نہ ہوگا - اس کی طاقتیں شیوجی کے دست وبازو کا جوہر دکھائینگی - اس کے آلات جنگ دیوتاؤں کے ششتروں کو شرمندہ کرینگے - اس کے تیر عدو شکار ہونگے - اور اس کے خنجر ظفر پیکر جب تک دنیا قائم رہیگی - اس کا نام نیک روشن اور کارہائے نمایاں یادگار زمانہ رہینگے +

ارجن کی پیدائش کا مژدہ سُنکر رشی مہرشی اپسرا گندھرب سب اپنے اپنے گھروں سے روانہ ہوئے - بھاردواج - گوتم کشیپ - انگرا پولست - مارچ وغیرہ سپت رشی آئے - بسوامتر جی نے نزول اجلال

فرمایا۔ سب نے ارجن کی بڑی تعظیم سے پرستش کی۔ گندھربوں میں اگرسین بھیم سین۔ چترسین۔ بسواسو وغیرہ مبارکباد بلند کرتے ہوئے وارد ہوئے کاسوما۔ انبکا۔ مینکا۔ اربسی وغیرہ اپسرائیں ناچتی گاتی آموجود ہوئیں ناچ گانا ہوا جنگل میں منگل کا پورا نظارہ تھا +

راجہ پنڈو اور کنتی مارے خوشی کے پھولے نہ سماتے تھے۔ تمام رشیوں کو جی بھر کے دان دیا۔ راجہ اندر نے نقارہ عشرت بجایا اندر لوک میں خوب جشن منائے گئے۔ ارجن کی ولادت کو زیادہ دن نہ گزرے تھے کہ راجہ پنڈو کو اور بھی آنکھوں کے سکھ کی ہوس ہوئی۔ کنتی سے ارشاد ہوا کہ ایک بیٹے کی اور خواہش ہے اپنی تدبیر عمل میں لاؤ +

کنتی۔ مہاراج بس کیجئے۔ زیادہ لالچ نہیں ؎

طمع را سہ حرف است وہر سہ تہی

آپ کے لئے یہ تین بیٹے کیا کم ہیں۔ تربھون میں اس کا ہمیشہ جشن رہیگا۔ میں تو اب ضرورت نہیں سمجھتی +

راجہ پنڈو۔ اچھا تم خود نہ سہی۔ مگر مادری رانی کو تو ایک کلیجے کا ٹکڑا دلا دو۔ اب تک اس نے بیٹے کا سکھ نہیں دیکھا۔ مہربانی کرو تو اس کی بھی گود بھری پُری ہو جائے +

کنتی۔ آپ کی رضا سر آنکھوں پر۔ بہت اچھا مادری کی بھی کیوں ہوس رہ جائے +

یہ کہکر کنتی نے مادری کو وہ منتر یاد کرایا جس کی برکت سے اسونی کمار پر قابو حاصل ہو۔ مادری نے حسب قاعدہ منتر پڑھا اسونی کمار تشریف لے آئے۔ سوال کیا کہ کیا مدعا کیا مطلب ہے۔ کہو کون بر دان دوں +

مادری۔ اولاد کی خواہش نے خدمت اقدس میں گستاخ کیا۔ تکلیف دہی معاف +

اسونی کمار نے نظر عاطفت سے مادری کی طرف دیکھا۔ معجزۂ نگاہ اثر پذیر ہوا۔ مادری کو نخل مدعا کی باربرداری کے آثار معلوم ہوگئے اسونی کمار

نے کہا۔ تم کو ایک بیٹے کی طلب تھی مَیں دو دیتا ہوں۔ یہ دو نو بڑے شکیل جمیل بڑے عالم و فاضل ہونگے ان کی طاقت و شجاعت کا سکہ اطراف عالم میں بیٹھیگا۔ اچھا اب رخصت ٭

ایام معہودہ گزر گئے۔ نخل اُمید گل بار ہوُا۔ سہدیو اور نکل کی ولادت کے مژدہ فرحت انگیز سے راجہ پنڈو کا دل پھڑک اُٹھا۔ رشی آشیرباد دینے دوڑے آئے۔ فرمایا ان فرزندوں کا حسن لیاقت برہسپت جی کے مقابل ہوگا۔ علم و فضل۔ عقل و فراست میں فروز گار فنون جنگ میں آپ ہی اپنی نظیر اور حسن و صباحت میں اسونی کماروں کی عکسی تصویر ہونگے ٭

سہدیو اور نکل کی پیدائش سے تپوبن میں آنند مئی چھا گئی۔ جو تھا خوش جو تھا نہال۔ پانچوں بھائی ست سرنگ پہاڑ پر میل میل سے رہتے کھیلتے ماتے رشیوں منیوں کے کلیجے کو سکھ دیتے اور والدین کے دلوں میں ٹھنڈک پہنچاتے رہتے تھے۔ لیاقتیں قدرتی تھیں۔ جس کی نظر پڑ جاتی طرز و روش پر قربان ہو جاتا ٭

ادھیائے ۳۹

مہارانی گاندھاری کے بطن سے دریودھن وغیرہ سو کوروں اور ایک دُختر کی ولادت۔ دریودھن کی نسبت جوتشیوں کی پیشینگوئی۔ بدر جی کے مشورے سے راجہ دھرتراشٹ کا اختلاف

بیشم پانین جی رطب اللسان ہیں کہ راجہ دھرتراشٹ کی رانی گاندھاری

کو بھی اولاد کی ہوس تھی وہ چاہتی تھی کہ کسی طرح صاحب اولاد ہوں اور اولاد بھی وہ ہو جسے فخر زمانہ کہہ سکیں۔ ایک روز سری بیاس جی آ گئے۔ راجہ دھرتراشٹ نے بہت خاطر مدارات کی محل میں ٹکایا۔ گاندھاری کو خاطر تواضع کا موقع ملا۔ اس نے بڑی عزت و تعظیم کے ساتھ فرائض میزبانی ادا کئے۔ بیاس جی پیاسے تھے خواہش تھی کہ اچھا پانی ملے۔ گاندھاری نے پیاس بجھائی۔ اور وہ پانی پلایا کہ بیاس جی کا کلیجہ ٹھنڈا ہو گیا۔ بیاس جی کو سب قدرتیں تھیں۔ کمالوں پر دست قدرت تھا۔ خرق عادت گویا کچھ بات ہی نہ تھی جو زبان سے کہدیں وہ برہما کا اکشر پتھر کی لیک۔ وہ گاندھاری کی خدمت سے نہایت خوش ہو گئے۔ فوراً زبان سے ارشاد ہوا ‌*

کوئی خواہش۔ کوئی آرزو۔ کوئی تمنا۔ کوئی ہوس؟ ذرا زبان ہلا دیجئے بس سب پوری پائیے ‌*

گاندھاری نے کہا۔ اگر یہی مرضی مبارک ہے تو خیر سو لڑکوں کے لئے اجازت ہو۔ مگر وہ ایسے صاحب زور و طاقت ہوں کہ زمانے میں نظیر ہو۔ بیاس جی نے استدعا قبول کی اور آشیرباد دے کر وہاں سے رخصت ہوئے تو گاندھاری کا نخل مراد بارور ہو گیا۔ یہاں کی بات تو یہاں رہی اب تصویر کے دوسرے رُخ پر نظر دوڑانے کی ضرورت ہے +

جس وقت راجہ پنڈ راج پاٹ چھوڑ بیٹھے۔ بھیشم پتامہ نے تخت سلطنت کو راجہ دھرتراشٹ کے قدموں سے رونق بخشی۔ راجہ پنڈ اور راجہ دھرتراشٹ میں دانت کاٹی روٹی تھی دو نوجسم یکجان دو قالب تھے دوئی کا نام نہ تھا۔ جس وقت دھرتراشٹ نے خوش خبری سُنی۔ کہ بھائی کے بیٹا ہوا۔ بڑا خوبصورت بڑا تیجوان اُس کا نام جدھشٹر رکھا گیا تو اُس نے خوشی کے شادیانے بجائے مگر گاندھاری درانی، اس خوشی کی متحمل نہ ہو سکی۔ اُس نے فرط الم سے پیٹ پیٹنا شروع کیا۔ ایسی سینہ کوبی کی کہ شکم سے ایک ماس کا لوتھڑا گر پڑا۔ گاندھاری سمجھی کہ حمل ساقط ہو گیا بیاس جی کا بردان غلط محض جھوٹ۔ مگر اتفاقاً اُسی وقت بیاس جی وارد

ہوئے۔ فرمایا کہ آپ سب کو کیا خیال ہے۔ گھی کے سو گھڑے منگوائیے اور اس لوتھڑے کو سو حصوں میں تقسیم کرکے ہر ایک گھڑے میں محفوظ رکھئے۔ سب مطلب حاصل ہے +

راجہ دھرتراشٹ ویاس جی کے کمالوں کے معتقد تھے۔ اس کے حسب ارشاد تعمیل کی۔ گھی کے سو گھڑے موجود ہو گئے۔ بیاس جی نے منتر پڑھے اسی لوتھڑے کے سو ٹکڑے کرکے ہر گھڑے میں ڈھانپ دئے۔ ایک تھوڑا ٹکڑا بچ رہا۔ اُس کو علیحدہ گھڑے میں بند کر دیا اور سب کو زمین میں سونپ کر فرمایا۔ جس وقت نو مہینے گزر جائیں۔ ترتیب کے لحاظ سے گھڑوں کے منہ کھولے جائیں۔ سو لڑکے کلیجے کا سکھ ہونگے اور ایک لڑکی کلیجے کی ٹھنڈک +

بیاس جی تو یہ کہکر چلے گئے یہاں دن گنتے گنتے نو مہینے گزرے ایام مقررہ کے بعد ترتیب وار گھڑے کھولے گئے تو پہلے پہل دریودھن نمودار ہوا پھر یویوتس پھر دوشاسن پھر دوسہ پھر جل سندھ پھر سم سہ پھر بندہ پھر انوبندہ پھر دروہرشن پھر کرن پھر بکرن پھر شل۔ یہ ہیں سو فرزند عالم شہود میں آئے ایک دختر نیک اختر نے آخر میں جمال جہاں افروز دکھایا +

راجہ دھرتراشٹ ان سب کی ولادت سے نہایت خوش ہوا۔ ناچ رنگ کا ٹھکانا کیا۔ رات دن جشن تھے۔ جس وقت زائچے (یعنی جنم پتر) تیار ہوئے۔ راجہ نے فرزند اکبر کے واقعات زندگی کی نسبت سوال کیا۔ اہل نجوم کا جواب بس یہی تھا۔ کہ مہاراج لڑکا بڑا اقبالمند ہے۔ جلال شہنشاہی اس کے قدموں سے بندھا سمجھئے۔ حشمت جمال فروروز نگار ہوگا لیاقت لاجواب ہوگی۔ مگر ستارے ناقص ہیں۔ گرہوں کی خرابیاں بہت اس کی زندگی میں بڑے بڑے اہم معاملات پیش آئینگے جو خیال میں نہ ہونگے۔ ان نقصانوں سے سامنا ہوگا۔ ایک عالم اس کے جھنڈے کے نیچے ہلاک ہوگا۔ رعایا کی جان مفت جائے گی۔ دھرم کی طرف خیال ہی نہ ہوگا۔ دھرم کی جڑ کاٹے گا۔ اور پھر اس کا پھل بھی

چمکیگا۔ اس کی موت بھی کچھ آسان نہیں۔ نیچے کا دھڑ دھات کی طرح مضبوط ہوگا۔ صرف اوپر کا جسم نازک۔ یہ صرف اُسی وقت جان سے بے آس ہو سکتا ہے۔ جب ایک ساتھ خوشی و رنج کا دل پر کاسخت کا تلا اثر ہو اور پھر لطف یہ کہ گدا گرز کی لڑائی کے سوا اور کسی جنگ میں مجال کیا کہ رواں بھی میلا ہو سکے ٭

نجومی انعام و اکرام لے کر اپنے اپنے گھروں میں چلے گئے۔ یہاں دھوم دھام ہوتی رہی۔ جس وقت بھیشم جی اور دھرتراشٹر تنہا بیٹھے ہوئے تھے۔ اُس وقت بدر جی نے کہا۔ آپ نے سُنا جوتشیوں نے کیا کہا۔ دریودھن کے گرہ دشا کہتے ہیں۔ کہ یہ پلے سرے کا دغاباز مکاروں کا گرو گھنٹال اور چندر بنس کے لئے کلنک لگانے والا ہوگا۔ ذرا بڑا ہونے دیجئے۔ جہاں ہاتھ پاؤں نکالے۔ بس سمجھ لیجئے کہ خاندان غارت دُنیا تباہ۔ ایسا آفت کا پرکالہ عقل کا دشمن کہ آپ کی ناموری میں وہ بٹہ لگائے کہ قیامت تک داغ نہ مٹے۔ کچھ جوتشیوں پر ہی منحصر نہیں میں نے جہاں تک ستاروں سے معلوم کیا۔ میرے رونگٹے کھڑے ہو رہے ہیں کہ ہائے کیا شدنی ہے۔ اپنے دھرموان کل میں ایسا کپوت۔ آپ نے بھی سُنا ہوگا۔ کہ اس کے پیدا ہوتے ہی سیاروں نے چیخ چیخ کر کانوں کے پردے پھاڑ ڈالے۔ چیخ کیا تھی۔ کرخت آواز میں رونا تھا۔ یہ بدشگونی بد فالی اوپر اوپر جانے والی نہیں۔ ضرور اپنا اثر دکھائیگی۔ ایشور نے آپ کو تو بیٹے دئے ہیں۔ ایک لڑائی بھلائی ہے ان میں سے یک نہ شد۔ ۹۹ لڑکے زندگی کے سکھ کے لئے کیا کم ہیں عقلمند لوگ خون فاسد کو جسم ہی سے نکلوا ڈالتے ہیں۔ سارے بدن کی حفاظت کے لئے ایک عضو کاٹ ڈالنا عقلمندوں کا کام ہے درد بٹنے سے لئے آنکھ پھوٹ جا۔ منہ کا غم نہیں ہوتا۔ بھاڑ پڑے وہ سونا جس سے ٹوٹیں کان۔ میں میری رائے ہے کہ آپ محبت پدری کو ڈھیل چوسگے بھاڑ میں اور دریودھن کو گنگا جی میں پھنکوا دیں۔

ابھی خیریت ہے۔ جب دریودھن بڑھا تو آپ کو بھی طاق پر بٹھا دیگا۔
کسی کی ایک پیش نہ جائیگی۔ دھرتراشٹ اور گاندھاری نے یہ سُن کر
دریودھن کی صورت دیکھی تو مامتا پھڑپھڑائی خون اوٹ گیا جھٹ چوم کر بولے
اس چاند کے ٹکڑے کو گنگا جی میں بہائیں۔ ہائے بڑی بیرحمی ہوگی۔ یہ
پیاری پیاری صورت یہ موہنی مورت نظر نہ لگے۔ اہا کیسے بھرے بھرے
ہاتھ پاؤں ہیں۔ چاند ہیں داغ اس میں داغ نہیں۔ بڑھیگا تو وہ ڈیل ڈول
ہوگا کہ لوگ حسد کرینگے۔ ہم ایشور کے دین کی بے قدری نہیں کر سکتے پرچا
ہوئی تھالی میں کوئی لات نہیں مارتا۔ بڑے بھاگوں سے یہ صورتیں دیکھنا
نصیب ہوئی ہیں۔ ان میں سے ایسے کلیجے کے ٹکڑے کو دریا میں بہائیں ہم
سے نہ ہو سکیگا۔ تقدیر کا حال کس کو معلوم ہے۔ قسمت کا نوشتہ کس نے
پڑھ پایا ہے۔ بس وہم ہی وہم ہیں۔ ایسے آنکھ کے تارے کو ہاتھ سے کھونا
کون عقلمند پسند کریگا۔ آب نہ دیدہ موزہ از پا کشیدہ۔ قبل از مرگ واویلا۔
ہم تو کبھی روا نہیں سمجھتے۔ اب رہی یہ بات کہ شریر ہوگا ننگِ خاندان
ہوگا ایسا ہوگا ویسا ہوگا۔ اس کی ابھی سے فکر کیا۔ جب ایشور بڑا کریگا۔
عقل و فہم دیگا تب کی بات تب دیکھی جائیگی +

بدر جی اس دو ٹوک جواب سے خاموش ہوگئے۔ اور دل میں کہنے لگے
کہ شدنی ٹلنے والی نہیں۔ جو ہونہار ہے جو لکھی بدی ہے وہ
ہوکر رہے گی +

قصہ کوتاہ یہ بات رفت گذشت ہوگئی۔ سب لڑکے آغوش عاطفت
میں پلے۔ بڑے ہوئے سن تمیز کو پہنچے۔ لڑکی بہت خوبصورت تھی۔
اُس کا بیاہ پنجاب کے راجہ جیدرتھ کے ساتھ ہُوا یہ راجہ بڑا صاحب
طاقت اور صاحب شجاعت تھا۔ اس کے واسطے دعا تھی کہ جو مخالف
اس کا سر تراشے اُس کے سر کے خود سو ٹکڑے ہو جائیں +

ویشم پاین اس قدر فرما کر بولے کہ راجہ دھرتراشٹ کے سو فرزندوں
میں دریودھن بڑا خود پرست اور صاحب طاقت ہُوا اُدھر راجہ پنڈو

کے یہاں بھیم ایسے شہزور کی اُسی دن ولادت ہوئی۔ دریودھن نے تخمِ عداوت بوکر کوروؤں کی نسل کی نسل تباہ اور منقطع کی کروڑوں بہادران روئے زمین کے خون سے کرکشیتر کی زمین کو سیراب کیا۔ پانڈو بڑے دھرموان تھے اُن سے دریودھن کی عداوت کا یہ نتیجہ ہُوا کہ آفتاب اقبال گوشۂ مغرب میں جا چھپا ادھرم کا بیج درخت ہوکر ایسا پھل لایا کہ آخر بھیم سین کی گدا سے جان گئی اور بدنامی کا ٹیکا دُنیا میں رہ گیا +

ادھیائے ۴۰

کدنب رشی کی بددُعا کا اثر۔ راجہ پنڈو کی وفات مہارانی مادری کی رفاقت دائمی۔ ماتم عام مہارانی کُنتی اور پانچوں پانڈووں کی ہستناپور میں رونق افروزی

راجہ پنڈو بڑا دانشمند تھا۔ بس حد ہے کہ اُس نے برہم رشیوں کی طرح تپ کیا۔ مگر شدنی سے کسی کا بس نہیں۔ جو نوشتۂ تقدیر ہے ضرور ہوتا ہے راجہ جانتا تھا کہ کدنب رشی کا سراپ کیا ہے۔ عورت کی ہمبستری اس کو بسترِ مرگ پر سلانے والی ہوگی۔ لیکن نہیں موت کو بہانہ ڈھونڈنا تھا۔ اُس نے ایک آڑ نکالی ہی پر نکالی۔ ایک روز راجہ پنڈو اپنے آشرم میں تشریف فرما تھے کنتی و مادری بھی وہیں رونق افروز تھیں۔ کامدیو نے راجہ کو مادری کے حُسن وجمال پر لٹو کر دیا۔ تاب ضبط نہ رہی عنانِ شکیب ہاتھ سے جاتی رہی دل بے قابو ہوگیا۔ مادری سے بولا۔ پیاری طبیعت آپے میں نہیں۔ دل بے اختیار ہے۔ جلدی سے آغوشِ تنگ میں

آکر کلیجے کو ٹھنڈک پہنچا دے +

مادری - ہیں ہیں آپ اس وقت ہیں کہاں - بس معاف رکھئے - دور ہی رہئے - ہاتھ نہ لگائیگا - کچھ اونچ نیچ کا بھی خیال ہے +

راجہ پنڈو - تم لاکھ کہو میں ایک ماننے کا نہیں - سب اونچ نیچ معلوم ہے کچھ ہو جائے تم کو میرا کہنا ماننا پڑیگا +

رانی مادری نے لاکھ ہاتھ مارے ہزار سر ٹپکا مگر راجہ کے سر کا بھوت نہ اترنا تھا نہ اترا اس نے بے اختیار ہو کر رانی کو دبوچ لیا اور ہوائے نفسانی کے پھیر میں جان دے دی بددعا نے عین وقت پر اثر کیا - مادری دیکھتی ہے تو پنڈو سرد - چولا خاک +

مادری دو ہتڑ پیٹ کر رو پڑی دردناک چیخ سے جنگل گونج اٹھا کنتی سنتے ہی دوڑی آئی دیکھا تو ادھر ہی گل کھلا ہوا ہے - سر ٹپک دیا پیٹ سے زمین پر گر پڑی - چلائی کہ ہائے مادری کیا غضب ڈھا دیا - میں نے اتنے دنوں نا معلوم کیسے ٹالا تھا میں بڑی حکمتوں سے کوری بچی رہی تھی - افسوس تجھ سے صبر نہ ہوا تو نے ساری عمر کا سکھ ایک لمحے میں کھو دیا +

مادری - مہارانی جی کیا کہوں - راجہ نے ایک نہ مانی لاکھ سمجھایا - نیک و بد سمجھایا - مگر ان کے تو دن پورے ہو گئے تھے - کسی طرح نہ مانا - آخر یہ نتیجہ نظر آیا - ہائے اب میں کیا کروں افسوس آسمان سر پہ پھٹ پڑا - اچھا مہارانی جی نکل و سہدیو کو تمہیں سونپتی ہوں میں اب نہ جیونگی راجہ کا ساتھ دونگی +

سب رشی مہرشی کہرام سنکر جمع ہو گئے - کنتی و مادری کو سمجھایا پانچوں لڑکے گود میں بٹھا کر کہا ان کی طرف دیکھو ان سے دل بہلاؤ - مادری پر نشۂ محبت تھا - آتش عشق شعلہ زن تھی اس نے ایک نہ مانی کنتی سے کہا کہ سہدیو و نکل تمہارے سپرد ان کو بھی یدھشٹر بھیم ارجن کی طرح سمجھنا - میں رخصت - یہ کہکر وہ راجہ پنڈو کے ساتھ ستی ہو گئی جو جسم بڑی نازو نعمت سے پلے اور فخر کے سانچے میں ڈھلے تھے

وہ دیکھتے دیکھتے تودۂ خاکستر ہو گئے۔ دنیا ناپائدار و حیات مستعار کا ایک کرشمہ اہل عبرت کے پیش نگاہ تھا۔

رشیوں مہرشیوں کو بھی بڑا رنج ہوا اُنھوں نے راجہ پنڈو اور مادری کے پھول بیٹے۔ کنتی اور یدھشٹر۔ ارجن۔ نکل۔ سہدیو کو ساتھ لیے وارد ہستناپور ہوئے۔ کنتی کو رنواس میں بھیج دیا۔ دربار میں راجہ دھرتراشٹر بھیشم پتامہ اور بدُرجی سے سارا واقعہ بیان کیا۔ ماتم انگیز داستان سنائی۔ سانحہ دردناک سے دربار اور رنواس میں کہرام مچ گیا۔ صدائے ماتم سے اہل افلاک کے کلیجے ہلتے تھے۔ رشیوں نے اہل ماتم کو ڈھارس دی آنسو پونچھ کر راجہ پنڈو کے پانچوں فرزندوں کو سونپا۔ بھیشم جی نے جو ہیں ان حواس خمسہ سعادت مصرعہائے خمسۂ لیاقت کو دیکھا کلیجے سے لگا لیا پیار کیا آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔ تاسف آمیز لہجے میں بدُرجی سے کہا:۔

"دیکھو ایشور کی مایا۔ کیسے کیسے چاند کے ٹکڑے۔ کیسے کیسے بھولے بھالے بچے ہستی ناپائدار کے اشارے میں یتیم ہو گئے۔ ہمارے سر سے سایہ اُٹھ گیا۔ ہائے راجہ پنڈو جب سکھ اُٹھانے کا زمانہ قریب آیا تو تم دنیا سے رخصت۔ افسوس دیوتاؤں کے پیدا کیے ہوئے بیٹوں پر یتیمی کی مصیبت۔ آہ جن کے دست و بازو کے سامنے کسی طاقت کی کچھ بساط نہیں وہ یوں بے پدر مگر موت سے چارہ نہیں۔ آئی گھڑی نہیں ٹلتی۔ دنیا کو قرار ہستی موہوم کا اعتبار نہیں ہے۔"

بھیشم جی دیر تک پانڈوں کو گلے لگائے رہے دربار میں ایک عجیب سناٹے کا عالم تھا۔ رشی لوگ پانڈوؤں کا ہاتھ بھیشم پتامہ اور دھرتراشٹر کے ہاتھ میں دے کر چھلاوے کی طرح نظر سے غائب ہو گئے۔ درباریوں کو اچنبا ہوا کہ یہیں یہ دیکھتے دیکھتے کیا ہوا۔ جو صورتیں آنکھ کے سامنے تھیں وہ کہاں الوپ ہو گئیں۔ بھیشم پتامہ نے کہا آپ لوگ متحیر نہ ہوں یہ سب رشی گندھمادن پربت کے تپسوی ہیں۔ انھیں کے

تپوبن میں دیوتاؤں سے ان پانچوں پانڈووں کا ظہور ہوا۔ یہ بڑے مہاتما تھے دیوتا ان کی عزت و منزلت کرتے ہیں۔ ہم آپ سب لوگوں کے بھاگ کچھ اُودے ہوئے تھے کہ ان کے چرن دیکھنا نصیب ہوئے +

دھرتراشٹ اور بھیشم جی نے راجہ پنڈو اور مہارانی مادری کے پھُولوں کو بڑی شاہانہ عزت و تعظیم سے زمین کو سونپا۔ عالیشان چھتری تعمیر کی۔ اردگرد سبزہ زار کا نظارہ دکھایا۔ مرتک سنسکار یعنی فرائض غمی میں شاہانہ اولوالعزمی سے کام لیا گائیں دان دیں۔ دکشنائیں دیں سب کرم بڑے جوش محبت سے کئے اور کنتی اور پانچوں پانڈووں کو بڑی الفت و عزت سے سایہ عاطفت میں جگہ دی +

ادھیائے ۱۲۱

ہستناپور میں پانچوں پانڈووں کی قدر و منزلت

راجہ جدھشٹر وغیرہ ہستناپور میں رہنے لگے۔ جدھشٹر کی لیاقتیں دیکھ دیکھ کر ہر ایک کی روح خوش ہوتی تھی راجہ دھرتراشٹ بہت ہی عزیز رکھتے تھے۔ بھیشم اور بدُر جی جب پانچوں بھائیوں کو دیکھتے ہاتھ بھر کا کلیجہ ہوجاتا۔ پانڈو بھی بزرگان موصوف الصدر کی نگاہ دیکھتے رہتے اشاروں میں چلتے تھے۔ اطاعت و خدمت کا ہر وقت خیال رہتا تھا۔ رضاجوئی کا دم بھرتے تھے۔ بھیشم پتامہ جی خیال رکھتے تھے کہ کسی وقت ان یتیم بچوں کا دل نہ دُکھنے پائے۔ اہل شہر کیا امیر کیا غریب کیا سیٹھ کیا ساہوکار کیا برہمن کیا سادھو سب ان کو دیکھنے آتے۔ حسن و لیاقت کو سراہتے سعادت و متانت پر آفرین کہتے تھے۔ حسن و جمال پر ہر ایک نچھاور ہوتا ہوتا تھا۔ شکل و صورت پر دل قربان ہوئے جاتے تھے +

جب جدھشٹر کو دیکھتے خوش ہو جاتے کہ واہ کیا دھرم کی زندہ تصویر ہے
چہرے سے شان جہانبانی پیدا۔ پیشانی سے نورِ اقبال ہویدا ٭
بھیم پر نظر پڑتی تو کلیجے پھڑک اٹھتے کہ آہا کیا ہاتھ پاؤں ہیں۔ کیا ڈنڈ
ببلے شیروں کے سے تیور مست ہاتھی کی سی چال ڈھال ٭
ارجن نظر سے گزرتا تو طبیعت حسن صباحت و وجاہت پر واہ واہ کرتی
رگ رگ سے پھرتی نمایاں۔ عضو عضو میں خون بہادری کا جوش ٭
یوہیں سہدیو و نکل پر سب فدا ہوتے جاتے تھے۔ دعائیں دیتے تھے
راجہ دھرتراشٹر کے بیٹوں میں سے کوئی بھی ان کا کسی بات میں ہم پلہ نہ
تھا۔ سب کے سب اہل شہر کی نظروں سے گر گئے تھے ٭
شاہی محلوں سے لیکر شاہی دربار تک ان پانچوں کے پرتو اقبال
سے جگمگ کرتے تھے۔ جس طرف ان کا گزر ہو جاتا نگاہیں بچھ جاتیں ایک
عالم نور ہو جاتا۔ سب کی زبان صفت کرتے کرتے گھستی تھی۔ ہر جگہ
تعریف کے پل بندھ جاتے ٭
ان کا دستور تھا کہ جہاں سویرے آنکھ کھلی بھیشم پتامہ۔ دھرتراشٹر
پدر جی رانی کنتی اور گاندھاری کی خدمت میں پہنچے ڈنڈوت کر کے پاؤں
چھوئے اور ہر وقت سب بزرگوں کی رضا جوئی سے غرض رکھی جب
پڑھنے لکھنے کا سن ہوا تو تعلیم و تربیت کی ضرورت ہوئی۔ بھیشم پتامہ
جی نے کرپا چارج کے حوالے کیا راجہ دھرتراشٹر کے سو فرزند بھی ان
کے مکتب ہم درس اور ہم سبق ہوئے۔ جس وقت تعلیم سے فراغت ملتی
پانچوں بھائی دریودھن دوشاسن وغیرہ کے ساتھ کھیلتے سیر کرتے
بھیم طاقت و توانائی میں فائق تھا۔ اسی لئے کھیلوں میں وہی
میر ہی رہتا دریودھن وغیرہ ہارتے تو بھیم ان پر چڑھ بیٹھتا یا گھوڑے
کی طرح کان دبا کے سواری دیتے۔ ان سب کی بھیم سے بوٹی بوٹی
لرزتی زور و طاقت سے کانپتے تھے۔ اگر کبھی ہار کر کود درخت پر چڑھتے
تو بھیم درخت اکھاڑ کر پھینک دیتا۔ سب اوندھے سیدھے

زمین پر چت ہوتے چوٹیں آتیں - مگر بس نہ تھا - جب کبھی دریا میں جل بہل
سوجھتی تو بھیم دریودھن وغیرہ کو گیند کی طرح اُچھال اچھال کر پانی میں
غوطے دیتا اور کسی کی ایک پیش نہ جانے پاتی +

ادھیائے ۴۲

دریودھن کی دلی عداوت کا اظہار - بھیم سین کو زہر خورانی
دریا میں گرداب فنا کا سامنا - برن جی کی مدد سے بقائے
زندگی - ناگ لوک میں قیام - آخر کار ہستنا میں واپسی

بھیم سین کھیل ال میں کوروؤں کو ویسا نیچا دکھاتا تھا - کہ اُن کے
دلوں پر اگن دہکتے تھے - لاکھ کارستانیاں کرتے زور مارتے مگر کبھی
دال نہ گلتی تھی - دل ہی دل میں پانی پی پی کر رہتے - وقت بیتابیں کر
خون کے گھونٹ پی پی کر رہ جاتے تھے - آخر ایک دن سب بھائیوں
نے گٹھ جوڑ کی کہ بھیم سین کا فیصلہ ہی کر ڈالو - یہی ہمارے تمہارے
بچے فساد کی جڑ ہے - جب اکھاڑی ہی نہ ہوگا تو کھیتی کہاں پنپے گی -
سب ایک شریک کے متلاشی ہوتے تھے - فوراً ٹھہرا لی - کہ بس
بس - درست آج ہی یا ادھر یا اُدھر +
پہلے گنگا جی کے کنارے پر خیمے کھڑے ہو گئے - خیموں
شامیانوں میں ناچ رنگ کا سامان ہوا - دریودھن وغیرہ سب رنگ
رلیاں منانے لگے - مشورہ یہ کہ پانچوں عموزاد بھائیوں کی دعوت ہے
پر شعر وغیرہ مکر و فریب سے اور وقت عیاری و مکاری سے پُر سلم

سیدھے شبھاؤ پہنچے - ناچ رنگ دیکھا دعوت کھائی اور وہیں بستر استراحت
پر سو رہے اور بھائیوں کی تو معمولی نیند تھی لیٹتے تو آنکھ لگ گئی مگر بھیم سین
کو تو جیسے سچ مچ سانپ ہی سونگھ گیا کھانے کو تو زہر آلودہ کھا لیا - مگر جس وقت
چارپائی سے پیٹھ لگائی مردہ صد سالہ کے برابر ہو گیا - دشمن ہوشیار تھے
پانڈو غافل تھے - جعلسازوں نے بھیم کے زہر سے جکڑے ہوئے
بدن کو خوب کس کس کر باندھا اور گٹھڑی گنگا جی میں پھینک کر بے
غل و غش چین سے سو رہے - دل میں خوش کہ بس وہ مارا - پالا ہمارے
ہاتھ - بھیم سین اب بھیم سین نہیں ایک رسیوں سے جکڑی ہوئی لاش
بہاؤ پر جانے لگی بہتے بہتے پہنچی تو کہاں ناگ لوک میں - پون جی نے
بھیم کو پہچانا افسوس کیا کہ ہائے کلیجے کے ٹکڑے کی یہ دردشا - صورت
سے پہچان گئے کہ سارا زہر کا فساد ہے - فوراً سانپوں کو حکم دیا کہ
دیر نہ ہو ابھی ابھی سارا زہر کھینچ لیں - بات کہنے کی دیر تھی - سانپوں نے
زہر کھینچنا شروع کر دیا - ذرا دیر میں بھیم کو کچھ ہوش آیا آنکھ کھولی تو ہاتھ
پاؤں رسیوں سے جکڑے ہوئے پائے اور سارا جسم گٹھڑی - اس پر
طرہ زہریلے سانپوں کی موجودگی فوراً ہی بدن کسمسایا ہاتھ پاؤں کو
جنبش دی تو سارے بند تڑا تڑ ٹوٹ گئے - رسیاں کچے دھاگے
کی طرح جگہ جگہ سے الگ الگ ہو گئیں - اب بھیم سین سنبھلے اور سانپوں
کے سر ہو گئے - جس کی طرف لپکے وہ دُم دبا کر بھاگا جس کی طرف نگاہ
اٹھائی جان چھڑا کر ادھر اُدھر دبک رہا - جو سانپ بھاگے وہ سیدھے باسکی
ناگ کے پاس پہنچے فریاد کی کہ ہم کرتے ہاتھ جلے - بھیم کا زہر کیا کھینچا
اپنے حق میں بس بویا وہ اُلٹے ہمارا مارا آستین بن رہا ہے - باسکی کا
ایک سردار قوم اریک تھا - دونو بھیم سین کے پاس گئے - اریک نے
دیکھا تو کلیجے میں ٹھنڈک پڑ گئی - باشک سے کہا یہ تو میری نواسی کنتی
کا منجھلا بیٹا ہے - یہ کہکر بھیم سین کو گلے سے لگایا - پیار کر کے گھر ساتھ
لے گیا - وہاں ایک مقوی عرق تھا - بھیم سین کو بلا کر کہا کہ بس اسے

بے فکر اس سے دس ہزار ہاتھیوں کی طاقت تمہارے جسم میں پیوست ہو گئی۔ بھیم سین پر زہر کا اثر تھا پیاس سے زبان میں کانٹے پڑ رہے تھے۔ حلق بالکل خشک۔ خوب پیٹ بھر کے عرق پیا۔ سانپوں نے دیکھا کہ بھیم سین تو ایک قطرہ بھی نہ چھوڑیگا۔ منت سماجت کی اگلے بچارے دیے تو رہنے دے بچے۔ بھیم سین نے کہا خیر کیا مضائقہ۔ سانپ باقیماندہ ہی کو غنیمت سمجھے اور بھیم سین نے باسکی کے بستر راحت پر بڑے آرام سے استراحت کی +

اب یہاں کا حال سنئے جس وقت سویرا ہوا تو پانڈو اور کورو جاگے دیکھتے کیا ہیں کہ بھیم ندارد۔ پانڈو حیران پریشان ادھر ادھر ڈھونڈتے پھرے۔ کوروں نے بھی بناوٹ سے سوئی کی طرح ڈھونڈا مگر وہاں بھیم کہاں۔ سب روتے پیٹتے گھر آئے۔ کیفیت سنائی۔ جس نے سنا رو پڑا۔ ایک عجیب کہرام کا عالم تھا +

بدر جی روشن ضمیر تھے وہ معاملے کی تہ کو پہنچ گئے۔ جدھشٹر سے فرمایا کہ برخوردار۔ رنج نہ کرو۔ گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ بھیم سین ناگ لوک میں باسکی جی کے یہاں خیریت سے ہے۔ کمبخت دریودھن نے اُسے زہر دیا۔ گنگا جی میں پھینکا جان لینے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی مگر جس کو ایشور رکھے اس کو کون چکھے دریودھن کی دشمنی سے اُس کا بال بیکا بھی میلا نہ ہوا تم صبر کرو۔ میں پاتال سے تمہارے قوت بازو کو بلائے لیتا ہوں۔ یہ کہکر بدر جی نے قاصد بھیجے وہ پر لگاکر اڑے تو باسکی ہی کے یہاں پہنچے۔ پیغام سنایا بھیم سین کی رخصت چاہی ادہر بھی عین موقع پر آ گیا دو فوجیں قیمتی سے قیمتی زیور عمدہ سے عمدہ جواہرات نفیس سے نفیس تحائف۔ اعلیٰ سے اعلیٰ سوغاتیں دیکر بھیم سین کو ہستناپور میں پہنچا دیا +

بھیم سین مع الخیر بھیشم پتامہ بابہ دھرتراشٹ بدر جی اور اپنے بھائیوں سے ملا۔ جس نے تمام تحائف دیکھے حیران رہ گیا دو دو چیز دیا

نظر سے گزریں۔ جو کسی نے خواب میں بھی نہ دیکھی تھیں۔ بھیشم نے کل زیور و جواہرات اپنی ماتا مہارانی کنتی کے ہاتھ رکھے۔ اور سب بھائیوں کو اپنی جانبری کی مبارکباد دی۔ عوام الناس دریودھن کی نالائقی پر تف کرتے تھے۔ دریودھن دل میں کٹا جاتا تھا۔ کہ ہائے بدنامی کی بدنامی ہوئی اور پھر ناکامی کی ناکامی +

ادھیائے ۴۳

کوروؤں پانڈووں کی تعلیم کے لئے درونا چارج کی تقرری

درونا چارج نے کرپی سے شادی کی جس سے اسوتھاماں کی ولادت ہوئی۔ جب آچاریہ جی گھر گرستی والے ہو گئے تو روٹیوں کی فکر پڑی خیال ہوا کہ کچھ روزگار کرنا چاہئے سوچتے سوچتے کہ پرسرام جی سے بڑھکر کوئی مرجع و ماوا نہیں۔ وہ دولت بھی دینگے اور شستر ودیا بھی سکھا دینگے۔ بہرحال روٹیوں کی کمی نہ رہیگی۔ وہ تیر کی طرح پرسرام جی کی خدمت میں پہنچے قدم چھو کر گزارش کی +

مہاراج۔ بھاردواج کا بیٹا قدمبوس ہے +

پرسرام جی نے جو ہیں بھاردواج کا نام سُنا بڑی عزت و تکریم سے پیش آئے۔ بڑی خاطر سے بٹھلایا مزاج پُرسی کے بعد پوچھا۔ تکلیف کا باعث۔ یادآوری کا سبب۔ کرمفرمائی کی وجہ؟

درونا چارج۔ کیا عرض کروں کہتے شرم آتی ہے شامت کی مار شادی کر بیٹھا۔ شادی کے بعد لڑکا پیدا ہوا۔ روٹیوں کے لالے پڑگئے۔ گھر گرستی

کی فکر سر پر پڑی۔ صورت سوال ہے۔ زبان سے کیا کہوں۔ آپ کو سر چشمۂ فیض اور دل کا بادشاہ سُنا تھا۔ قسمت نے رہبری کی۔ حاضر ہو گیا +

پرسرام۔ افسوس آپ کو آنے میں ذرا دیر ہو گئی۔ میرے پاس جو کچھ سرمایہ اثاث البیت وغیرہ تھا ابھی ابھی برہمن لے جا چکے۔ صرف چند آلات حرب و ضرب (شستر) یعنی ہتھیار کے سوا کچھ بھی پاس نہیں جو نذر کردوں اگر مرضی ہو تو شستر بدیا سکھا دوں۔ جو ہر کسی نہ کسی وقت کام آہی جاتی ہے۔ شاید پھل دے رہے +

درونا چارج۔ آپ تھوڑی دیر پہلے ہاتھ جھاڑ بیٹھے۔ یہ میری قسمت میرے نصیب۔ خیر آپ مہربانی فرماتے ہیں تو شستر ودیا ہی سکھا دیجئے۔ محروم تو نہ واپس جاؤں +

پرسرام جی سے بڑھکر شستر ودیا کا عالم نہ ہٹا نہ ہوگا۔ انہوں نے مفلس قلاچ درونا چ کو بڑے شوق اور بڑی محبت سے فن حرب و ضرب سکھلایا اور تھوڑے ہی دنوں میں ایسا اُستاد کر دیا کہ دُنیا کے پردے پر جواب نہ رہا۔ درونا چارج فنون جنگ یعنی تیر اندازی وغیرہ میں کمال حاصل کر کے گھر لوٹے تو ایک دن ایک نیا معاملہ پیش ہوا +

اسو تھاماں اپنے ہمسنوں کے ساتھ رنگ رلیاں منا رہا تھا اتفاقاً سب نے دودھ پیا۔ اسو تھاماں منہ دیکھتا رہ گیا۔ دل میں خیال کیا ہائے میں ہی بد قسمت جسے دودھ نصیب نہیں۔ اپنے گھر دوڑ آگیا۔ ماں سے فریاد کی دودھ کے لئے مچلا۔ وہاں دودھ کہاں تھا۔ دودھ کا نام و نشان کہاں۔ ماں کی ممتا پھڑپھڑائی۔ دل میں رو دی کہ ہائے میرا بچہ دودھ کی ایک چھاچھ کو ترسے۔ مگر بس کیا۔ دودھ کہاں سے لائے۔ آخر اس نے چاول پیسے اور پانی میں گھول کر ایک کٹورا اپنے کلیجے کے ٹکڑے کے ہاتھ میں دے کر کہا بیٹا دودھ پیو +

اسوتھاماں کا مجگی نہ تھا بھولے پن سے پانی میں گھلے ہوئے چانول پی لئے اور ماں کا شکریہ ادا کیا کہ بڑے مزے کا دودھ پلایا +

بات رفت گذشت ہوگئی مگر کرپی (اسوتھاماں کی ماں) کو سخت رنج ہوا کہ ہائے میرا بیٹا دودھ کی ایک بوند کو ترسے وہ رنج و فکر میں بیٹھی ہوئی تھی کہ درونا چارج ادھر ادھر سے گھومتے ہوئے گھر آئے کرپی نے جب مزاج ٹھیک دیکھا جو اس ٹھکانے پائے۔ کہا پریتم! ہائے ایسا عالم جو ایسا شستر ودیا کا اُستاد۔ ہائے افسوس اسی کا بیٹا دودھ کو ترسے۔ پاس پڑوس میں جس گھر کو دیکھو گایوں کی شمار نہ تھا ہر گھر میں دودھ کی نہریں سی بہتی ہیں۔ جس کے گھر میں گائے نہیں وہاں بکری ہے۔ افسوس میرے گھر میں ایک لڑکا اور وہ ایسا بدنصیب کہ دودھ کے نام سے بھی آگاہ نہیں۔ بس حد ہے کہ ہم نے چانول گھول کر پلا دیئے۔ اور اس نے سمجھ لیا کہ یہی دودھ ہے۔ میں کلیجہ پکڑ کے رہ گئی۔ ہائے جس کے باپ تم ایسے اُس کی یہ دُردشا یہ دُرگت +

درونا چارج نے جس وقت اپنی پیاری بیوی کی زبان سے یہ دردناک الفاظ سُنے اُن کا دل بھر آیا۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے انہوں نے کہا دھرم پتنی۔ تمہارا کہنا سب صحیح۔ بالکل درست مگر پیاری میں دنیاوی خواہشات سے دور ہوں۔ دُنیا کے سارے سامانوں سے مجھے کیا سروکار۔ ہم گوشہ نشینوں کو آرام و آسائش سے کیا واسطہ۔ اسی لئے گھر میں بھونی بھانگ نہیں۔ مگر پیاری تمہارے کہنے سے پہلے ہی میں سوچ رہا تھا کہ پیٹ کے دھندے سے تمہاری اور اسوتھاماں کی ہوسیں پوری کروں۔ مگر جب تپ کے خیال نے میرا ہاتھ پکڑا کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے نہ دیا۔ میرا ہر وقت ارادہ رہتا ہے راجہ دروپد کے پاس جاؤں۔ بچپن میں ہم دونو ہم سن ہم مکتب ہم سبق ہم درس تھے جب کبھی بات چیت ہوتی تو وہ کہتے کہ بھائی

درون جس وقت مجھے راج ملا۔ آدھی سلطنت تمہاری ہوگی۔ اور آدھی
میری۔ ایشور نے انہیں صاحب کردیا۔ اگر میں وہاں جاؤں تو ممکن نہیں
کہ ہات پٹ پڑے *

بچپن کی باتیں اور ہوتی ہیں کھیل کود ہیں نہ جانے آدمی کیا کیا کہہ جاتا
ہے۔ اس وقت کا اعتبار مگر جتنی محبت اور اس سے محبت تھی
اس کے لحاظ سے میں کہہ سکتا ہوں کہ آدھا راج نہ سہی تو کوئی نہ کوئی
نہ کوئی جاگیر ضرور دے گا۔ اس میں فرق نہیں *

کرپی۔ جب یہ بات ہے تو پھر روز روز کی ہاے ہتیا کیوں۔ جاؤ اور
راجہ درو پد سے کچھ اینٹھ لاؤ۔ لڑکا تو ایک چیز کو ترسے *

درونا چارج۔ خیر تمہاری مرضی ہو تو لو چلتا ہوں آؤ تم بھی چلو اسوتھاما
بھی چلے تمہارے اس کے چلنے سے راجہ کو اور بھی خیال ہوگا *

کرپی گویا تیار بیٹھی تھی اسوتھاماں بھی کمر باندھ کے کھڑا ہو گیا
تینوں وہاں سے چلے منزل مقصود پر پہنچے۔ راجہ درو پد کے دربار
میں راجہ سے سامنا ہوا ادھر سے پرنام ادھر سے اشیرباد وغیرہ
کے بعد یہ باتیں ہوئیں :-

درونا چارج۔ مترجی آپ کو راج پاٹ مبارک۔ بڑی خوشی کی بات
ہے کہ میں اپنے ہم مکتب ہم سبق کو صاحب تخت و تاج دیکھ رہا ہوں واہ
وا کیا زمانہ تھا جب ہم آپ مل جل کے کھیلتے مانتے تھے دوئی نہ تھی
ایک تھیلی کے چٹے بٹے کہلاتے تھے۔ بس دانت کاٹی روٹی تھی اور
کیا کہیں۔ ہم سے بڑھ کر آپ کا کوئی دوست نہ تھا آپ نے ایک
دفعہ نہیں سو مرتبہ کہا کہ راج ملیگا تو آدھا راج تمہیں کو دونگا۔ آپ
ایک سخن ہیں۔ آپ کی بات پتھر کی لیک ہوتی ہے۔ اس لئے میں آپ
کی خدمت میں حاضر ہوا کہ آپ وعدہ پورا کریں تو خیر دوست کی
رفاقت ہی کہیں *

راجہ درو پد۔ میں کچھ نہیں سمجھا کہ آپ کیا کہتے ہیں۔ میرا نہ کبھی کوئی

دوست تھا نہ دشمن۔ آپ کو شاید اس وقت مغالطہ ہوا ہے +

درونا چارج ۔ نہیں مہاراج آپ نہ پہچانیں تو اور بات ہے۔ میں تو پہچانتا ہوں۔ آپ نے مجھ سے آدھی سلطنت دینے کا وعدہ کیا تھا مگر مجھے جب تپ سے ہوتے سلطنت سے واسطہ۔ پڑا ہو زندگی کا غم نداری نہ بجز کا مسئلہ ہوا لوگوں نے کہہ سُنکر شادی کرادی ہے۔ شادی کے بعد ایک اسوتھاما نام کا لڑکا پیدا ہوا مفت میں گھر گرہستی کا جھنجھٹ گلے پڑا۔ روٹی کی فکر لازمی ہوئی۔ آپ سے بچپن میں وعدے ہو چکے تھے۔ اس لئے اُمیدیں دولت در پر گھسیٹ لائیں۔ بیوی ساتھ ہے۔ لڑکا بھی ہمراہ اب وعدہ وفائی فرمائیے +

راجہ درپد۔ تم کون ہو۔ میں کچھ نہیں جانتا۔ اس پر یہ گستاخی کہ دوست کہہ کر پکارنا۔ نہیں راجہ میرے ایسے بچے دوست کبھی ممکن نہیں اگر دوست دوست نہ کہتے تو شاید کچھ لابھ ہو جاتا۔ اب سیدھے گھر کی ہوا کھاؤ میرے پاس دینے کو کچھ نہیں۔ اگر کچھ کھانا پینا ہو تو خیر مضائقہ نہیں دلوا دوں جورو کو بھی کھلا دُ بچے کو بھی۔ درونا چارج نے جو ہیں یہ سوکھا جواب سُنا۔ بدن پر پسینہ آگیا۔ سخت ندامت ہوئی۔ کہا اچھا مہاراج۔ نہ ابھی نہ اپنے وعدے کی یاد آئی۔ خیر یہاں بھی ایشور مالک ہے +

یہ کہکر درونا چارج سخت مایوسی کی حالت میں وہاں سے واپس آئے۔ بیوی اور لڑکے سے الگ شرمندگی اپنے آپ سے الگ ندامت بیوی نے تمہیں لے بھیجا تھا۔ ٹھیکرا اس کے سر تھوپتا کہ ہارے تو نے ناک کھوئی نہیں تو میں کسی کا کنوڈا ہونا نہیں چاہتا تھا۔ افسوس آج بٹہ لگ گیا +

درونا چارج کچھ غم کچھ افسوس کچھ بیوقوفی کچھ اپنی حماقت کچھ راجہ درپد کے بیان کی مایوسی کو روتے پیٹتے تو وہاں کچھ دن پھرے اتفاق سے کرپاچارج ان کے سالے تھے راستے میں پڑا تھکے ماندے وہیں ٹھہر گئے

کرپاچارج درونا چارج کے سالے تھے اس زمانے میں وہ کوروں پانڈوؤں کو پڑھایا لکھایا اور کچھ بان بدیا سکھایا کرتے تھے ان کے یہاں کا ٹھیرنا درونا چارج کے لئے اکسیر ہوگیا۔ یہ بھی کرپاچارج جی کے ساتھ جاتے اور جب وہ کہیں ادھر ادھر ہو تے تو درونا چارج جی اہل مکتب کو لکھاتے پڑھاتے اور علوم و فنون سکھاتے تھے۔ یوہیں چندے بسر ہوئی۔ کرپاچارج اپنے بہنوئی کی نہایت خاطرداری کرتے بہن کے تلووں کے نیچے آنکھیں بچھاتے اور بھانجے کو پھولوں پر رکھتے تھے +

درونا چارج کو معلوم تھا کہ ہستناپور کے کرتا دھرتا جو کچھ ہیں وہ بھیشم پتامہ جی ہی ہیں۔ بھیشم پتامہ جی کی طرح قدردان جوہر و کمالات اس وقت چار کھونٹ میں نہ تھا۔ فیاض بھی ایسے تھے کہ کسی سائل کا سوال رد نہ ہوتا تھا۔ جو جس نے مانگا بے اُف کئے دے دیا۔ اس خیال کو مدنظر رکھ کر اُنھوں نے کرپاچارج کے یہاں کچھ دنوں قیام کیا اور تائید اقبال اور موقع مناسب کے منتظر رہے +

ادھیاے ۴۴

درونا چارج کی بیداری قسمت ہستناپور میں تشریف آوری۔ کرشمۂ تیراندازی۔ بھیشم پتامہ کی جوہرشناسی کوروؤں پانڈوؤں کی تعلیم و تربیت کے لئے تقرری

کوروا اور پانڈو حسب طرح کی ورزشوں سے جی بہلاتے اور لڑکپن کے

کھیلوں میں موجیں اڑاتے تھے۔ بھیم سین سب سے بارہ بانٹ تھا اس سے کسی کی ایک پیش نہ جاتی تھی۔ سب دبے رہتے تھے۔ ایک روز گیند کھیلنے کی ٹھہری کھیل ہو رہا تھا۔ کہ بھیم سین کے ہاتھ کی ٹھیکی سے اتفاقاً گیند کوئیں میں جا گرا۔ سب کورو بھیم سین کے سر ہوئے مگر زبردست کا ٹھینگا سر پر کسی کی ایک پیش نہ گئی۔ آخر سب مجبور کریں تو کیا کریں۔ سب کوئیں پر جمع ہوئے۔ کوئی کوئیں میں بانس ڈالتا ہے کوئی بانسوں میں کوئیں مگر گیند نہ آج نکلتا ہے نہ کل۔ راجہ جدھشٹر نے بھی بہت ہاتھ پاؤں مارے۔ لیکن گیند کا پتہ نہیں گیند تو گیند اپنے ہاتھ کی قیمتی انگوٹھی بھی کھو بیٹھے۔ اور یہ نہ شد دوشد کا معاملہ ہو گیا۔ یہ انگوٹھی نہایت قیمتی تھی۔ انگوٹھی گری تو سب کے ہوش و حواس جاتے رہے۔ کوشش ہوئی کہ جس طرح ہو سکے گیند اور انگوٹھی نکال لیں۔ سو کورو اور پانچ پانڈو کوئیں کے ارد گرد جمع تھے۔ ہر ایک اپنی تدبیر لڑا رہا تھا۔ مگر ایک بھی کارگر نہ ہوتی تھی۔ درونا چارج کچھ دور یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے سمجھ لیا کہ سب ہستناپور کے راجکمار ہیں۔ کوئیں پر سب کا جمع ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ کچھ کھو بیٹھے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ کنوئیں سے نکال لیں ؎

درونا چارج جی۔ تائید بخت سے ٹہلتے ٹہلتے وہیں آ گئے اور پوچھا کہ راجکمارو کیوں فکر میں ہو اتنا انتشار کیوں ؎

جواب۔ کیا کہیں ایک گیند کنوئیں میں جا پڑا۔ اس کے نکالنے کی فکر ہی تھی کہ انگوٹھی بھی گر پڑی۔ گیند سے تو خیر کھیلنے ہی میں ہرج ہوا تھا۔ انگوٹھی کے کھو جانے سے گھر میں خفگی بھی پڑے گی اس فکر میں پریشان ہیں ؎

درونا چارج۔ افسوس راجہ بھرت کی اولاد اور ذرا سے کام سے معذوری ؎

جواب۔ آپ کا طعنہ دینا صحیح۔ مگر یہ طعنہ اس وقت درست ہو جب

آپ گیند اور انگوٹھی لاکر دکھادیں یوں ہمیں بھی بہت فقرے آتے ہیں +

دروناچارج۔ (ہنس کر) تم سب راجکمار ہو تمہاری باتوں کا میں جواب دے نہیں سکتا۔ مگر خیر بچہ سمجھ کر ایک کھیل دکھائے دیتا ہوں۔ اچھا وہ سامنے ایک جھاڑو پڑی ہے کوئی اٹھا تو لائے۔ ہستناپور کے راجکمار یوں جھاڑو اٹھانے لگے تھے۔ وہ ہنس کر ٹال گئے۔ مگر دروناچارج کو موقع کی تاک تھی۔ اس سے بڑھ کر ان کو اظہار لیاقت کا کوئی موقع نہ تھا وہ وہیں پڑی ہوئی ٹوٹی پھوٹی جھاڑو اٹھا لائے۔ ایک کمان بنائی چلہ چڑھایا اور جھاڑو کی سینک ماری تو گیند کے پار۔ اس کے بعد دوسری سینک چلائی اور ایسا چوکس نشانہ لگایا کہ سینک پر سینک جم بیٹھی یوں ہی نشانوں کا تار بندھ گیا سینکوں کا تانتا لگ گیا۔ یہاں تک کہ آخری سینک اوپر آگئی اور سب نے کھینچا تو گیند برآمد۔ ہر ایک فن تیراندازی و نشانہ بازی سے حیران ہو گیا۔ تعجب تھا کہ آدمی میں یہ غیبی طاقت کیسی جب اس کرشمے کو دیکھ چکے تو بڑی عاجزی بڑی منت سماجت سے درخواست کی کہ :-

لڑکے۔ مہاراج گیند کھو بھی جاتا تو کیا مال تھا۔ مقدم چیز انگوٹھی تھی۔ وہ تو کنوئیں ہی میں پڑی ہے اس کو نکال لیئے تو آپ کا جشن گائیں +

دروناچارج۔ لیجئے ابھی ابھی آپ ذرا سیر دیکھیں +

یہ کہکر دروناچارج جی نے ترکش سے نکال کر ایک تیر چلے پر چڑھایا جو ہیں چٹکی سے نکلا انگوٹھی پر جا پہنچا اور انگوٹھی کو چھوتے ہی وہاں سے اڑا تو بس باہر ہی تھا۔ بات کہتے دیر لگتی ہے۔ اس ساری کارروائی کو کچھ دیر نہ ہوئی +

راجکمار گیند ہی کے نکلنے سے انگشت حیرت در دہاں تھے انگوٹھی کا معاملہ سونے میں سہاگا ہو گیا۔ اس وقت تو وہ کھیلتے بالتے گھر کو آئے جس وقت بھیشم پتامہ جی سے سامنا ہوا تو ساری باتیں خود بخود کہہ سنائیں +

بھیشم پتامہ جی نے کُل سرگذشت سُنی۔ جب سب سُن چکے تو فرمایا کہ درونا چارج کے سوا کسی میں یہ دست قدرت نہیں کیا وہ یہاں آئے ہیں +

جواب۔ جی ہاں اپنا نام وہی بتاتے تھے۔ کرپا چارج مہاراج کے یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ بلا کے تیرانداز ہیں۔ بس کیا تعریف کی جائے +

بھیشم پتامہ بہت خوش ہوئے اُسی وقت معزز اہلکار دوڑائے بڑی خاطر تواضع سے درونا چارج کو بلایا۔ وہ آئے۔ بہت تعظیم و تکریم کی سرآنکھوں پر جگہ دیکر پوچھا کہ:۔

مہاراج بھولتے بھٹکتے کہاں یہاں آگئے۔ زہے نصیب کہ آپ نے مجھ ایسے شخص کو سرافراز کیا جو دنیا میں کسی قابل نہیں +

درونا چارج۔ میں فقیر آدمی جپ تپ سے مطلب۔ قسمت کا لکھا پڑا تھا شادی ہوئی لڑکا ہُوا۔ یہاں بھگوت بھجن سے سروکار روٹیوں کا سمیٹتا کون کرے۔ راجہ دروپد سے بچپن کی دوستی تھی۔ دوستانہ میں اُس نے آدھا راج دینے کے لئے زبان دے دی تھی۔ جب ادھر روٹی کے لالے پڑے کوڑی کوڑی کی محتاجگی ہوئی۔ اسوتھاماں دودھ کے لئے رویا تو میں راجہ دروپد کے پاس گیا۔ بچپن کی دوستی یاد دلائی۔ ہم مکتبی کا دھیان دلایا۔ مگر وہاں دماغ عرش پر تھے مزاج ملنا چہ معنے دارد جیسے کبھی کی جان پہچان کسی وقت کی صاحب سلامت ہی نہ تھی۔ میں اپنا سامنہ لئے پھرا تو دھیان آیا کہ چلو کرپا چارج اپنے سالے کو دیکھتے چلیں۔ آب و دانہ بہانے بہانے یہاں لے آیا اب دیکھئے مٹی کہاں کہاں لے جائے۔ کس کس جگہ کی ٹھوکریں قسمت میں ہوں +

بھیشم پتامہ۔ آپ یہاں تشریف لائے ہستناپور کی خوش قسمتی اسوتھاماں کو دودھ کا غم اور آپ کو ذرا سی بات کے لئے اتنا قلق۔ لیجئے کتنا دودھ چاہئے۔ آپ کے بیٹے کو دودھ سے نہ نہلا دوں گھر میں

دودھ کا دریا نہ بہ جائے تب کی سند۔ روپیہ پیسہ کی بھی فکر فضول
آپ کی کرپا سے ایشور کا دیا سب کچھ موجود ہے جو ہے سب آپ ہی
کا ہے یہ سب راجکمار میرے پوتے ہیں۔ آپ ان کی تعلیم و تربیت
کا بیڑا اٹھائیے علوم و فنون سکھائیے شستر ودیا پڑھائیے بس
اور کچھ کام نہیں +

یہ فرما کر بھیشم پتامہ جی نے توڑے کے توڑے اٹھا دئے اور
گرو گرام[1] (جس کو حال میں گڑگاؤں کہتے ہیں) رہنے بسنے کو دے دیا۔
درونا چارج بڑے خوش ہو گئے۔ دل میں سراہتے تھے کہ واہ بھیشم پتامہ
تمہیں جیسا سنا تھا اس سے زیادہ پایا۔ بڑے دریا دل ہو۔ سخی داتا
ہو۔ قدردان ہو۔ شاہی کی نام کو بو نہیں یہ اخلاق یہ مروت یہ سادہ
مزاجی۔ آفرین آفرین۔ درونا چارج نے خوش خوش گرو گرام کا راستہ لیا۔
سب کورو اور پانڈو بھی حصول تربیت کی غرض سے ہمراہ ہو لئے
جب تعلیم و تربیت کا سلسلہ شروع ہوا درونا چارج نے سب
سے مخاطب ہو کر کہا:۔

راجکمارو میں تمہیں علوم و فنون گھول کر پلا دوں گا مگر یاد رکھو ایک
بات تم سب کو کرنا ہو گی۔ آج نہیں بلکہ جب میری مرضی ہو +

اس گول مول بات پر سب کے سب بغلیں جھانکنے لگے دریودھن
وغیرہ کا کیا ذکر جب ارجن جی بھی جی چرا گئے خیال تھا کہ نہ جانے گرو جی مہاراج

---

[1] پہلے اس کا نام یہ نہ تھا درونا چارج کی سکونت کے سبب گرو گرام ہوا یعنی گرو کے
رہنے کا گاؤں۔ اب یہ مقام گڑگاؤں کے نام سے مشہور ہے۔ درونا چارج کی
جس مقام پر سکونت تھی۔ وہاں ایک تالاب انہیں کے نام سے موسوم ہے یعنی
درونا ساگر۔ ان کی زوجہ کو سب ماتا جی کہتے ہیں۔ چنانچہ ان کی قیام گاہ پر اب
سیتلا ماتا کا مندر عبادتگاہ خاص و عام ہے۔ گڑگاؤں کا ضلع انبالہ کی قسمت میں
داخل ہے۔ درونا چارج کے نام نامی کی یادگار سمجھنا چاہیئے +

کیا مانگ بیٹھیں کیا دینا پڑ جائے اس سے سب چپ لگا گئے مگر ارجن جیوٹ اور دل گردے کا نوجوان تھا چھاتی ٹھونک کر کھڑا ہو گیا۔ موچھوں پر تاؤ دے کر بولا۔ کہ گروجی مہاراج مَیں خدمتگذاری کو حاضر ہوں جس وقت جو حکم ہو گا بجالاؤنگا بجالاؤنگا آپ اطمینان رکھیں +

درونا چارج نے ارجن کو گلے سے لگا لیا دل میں جان گئے کہ ارجن ہونہار ہے۔ اس کا اقبال ضرور چمکیگا۔ اُنہوں نے خوش ہو کر کہا:۔

درونا چارج۔ شاباش بیٹا شاباش۔ ہمت پر آفرین۔ جرأت پر صد رحمت بڑوں کی بات یوں ہی رکھتے ہیں۔ سعادتمندی اسی کا نام ہے۔ میرے پاس اور کیا ہے جو تمہیں دوں۔ اچھا لو اشیرباد۔ مَیں دعا کرتا ہوں۔ کہ تیراندازی میں کوئی تمہارا مقابل ہی نہ ہو۔ کیسا ہی صاحب طاقت ہو تم سے پست ہی رہے +

ارجن نے اشیرباد سے خوش ہو کر درونا چارج جی کے قدموں پر سر جُھکا دیا۔ اُنہوں نے پیٹھ پر ہاتھ پھیر کر اُٹھایا اور بڑے پیار سے تربیت آغاز کی۔ درونا چارج سب کوروُں اور پانڈوؤں کو وید شاستر پڑھانے اور شستر ودیا سکھانے لگے۔ مگر نظر عنایت زیادہ ارجن ہی پر تھی۔ کیونکہ اُن کے دل میں سوچی ہوئی خواہش کا دارومدار اسی پر تھا۔ ایک سو کوروُں اور پانچ پانڈوؤں میں سے صرف ارجن ہی تھا جس نے حامی بھر لی۔ کرن ایسا دلاور بھی اس وقت کچیا گیا۔ جرأت نہ پڑی کہ چھاتی ٹھونک لے +

ادھیائے ۴۵

درونا چارج کے فیض تعلیم سے کورو اور پانڈو راجکماروں کی تکمیل لیاقت وغیرہ

گوروگرام میں سب کورو پانڈو علم و فنون حاصل کرتے تھے ایک سے

ایک گوے سبقت لے جانا چاہتا تھا - مگر نہیں ارجن عقل کا پتلا تھا
ذہن کو غضب کی رسائی ملی تھی - درونا چارج منہ سے کہنے بھی نہ پاتے
کہ ارجن لے اڑتا - کرن بلا کا ہوشیار تھا - اس کی عقل بھی ضرور تیز تھی
مگر ارجن ارجن ہی تھا - کرن کو وہ بات نصیب نہ تھی جو اسے حاصل
تھی - تاہم وہ اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھتا تھا خصوصاً اس لئے کہ دریودھن
سے گہری دوستی تھی وہ اس کا دم بھرتا - یہ اُس کا پانی - سچ مچ دانت
کاٹی روٹی تھی - دریودھن پانڈووں سے خار کھاتا تھا - ہر وقت بڑ
چیتا تھا - کرن بھی دوستی کی وجہ سے سگ زرد برادر شغال ہو رہا تھا
دریودھن کے سوا سب ہیچ جو دریودھن کہے وہ ٹھیک +

ایک روز درونا چارج جی کے یہاں پانی کا صفایا ہو گیا - دیکھتے
ہیں تو ایک بوند بھی نہیں - کسی سے کہا کہ جاؤ جلدی پانی لاؤ - وہ گیا
تو وہیں کا ہو رہا - پتہ ندارد - آخر درونا چارج نے شاگردوں سے فرمایا
کہ سب سے سب بیٹھے ہو کسی سے ذرا پانی نہیں لایا جاتا - اسوتھاما
وہیں تھا اُس نے برتن اُٹھایا اور ملبا پڑا - ادھر چٹپٹی پڑی تھی بے
پانی ہرج ہو رہا تھا - درونا چارج جی بگڑ بولے :-

واہ اسوتھاماں بھی غائب - اتنے اتنے بڑے شاگرد اور افسوس
کسی سے پانی بھی نہیں لایا جاتا - میں ایک ایک چلو کو ترسوں +

سب تو منہ دیکھتے رہ گئے کچھ کرنے کی جرأت نہ پڑی - ارجن تک
کر اٹھا اور بولا گرو جی مہاراج کتنا پانی چاہئیگا - ابھی حکم ہو تو دریا بہا
دوں - یہ کہکر کمان ہاتھ میں لی اور چلے پر تیر چڑھا کر اس زور سے
زمین پر مارا کہ پانی اُبل پڑا ارجن وہی پانی ایک برتن میں بھر کر گرو جی
کی خدمت میں لے گیا انہوں نے دیکھا تو تازہ تازہ پانی سامنے تھا
بہت خوش ہوئے پیار کیا کلیجے سے لگایا اور کہا میں سمجھ گیا تمہارے
برابر کوئی تیر دست نہ ہوگا - تیر اندازی میں لاجواب اور اقبالمندی میں
فخر روزگار ہوگے - میں بھی تمہیں ایسی تیر اندازی سکھاؤں کہ سب

حیرت میں رہ جائیں۔ جب چاہو آگ برسالو۔ جب منظور ہو آندھی چلالو۔ ابر نہ ہو اور پانی برس جائے۔ دیکھتے دیکھتے نظر سے غائب ہو جانا کوئی بات نہ ہو۔ چھوٹے سے بڑا ہو بڑے سے چھوٹا ہونا بچوں کا کھیل۔ یہ کیا ایسے ایسے ہزاروں کرتب دہنر و دیا میں یاد کرادوں تب بات۔ فن تیر اندازی میں دنیا کے عجائبات دیکھ لینا +

قصہ مختصر درونا چارج جی نے ارجن کو نیزہ بازی۔ تیر اندازی رتھبانی وغیرہ وغیرہ میں اُستاد بنا دیا۔ اور ایسی لیاقت کوٹ کوٹ کے بھر دی کہ سب حیران تھے ارجن کی وجہ سے درونا چارج کے فیض تربیت کا عام شہرہ ہوا دُور دُور کے راجوں مہاراجوں نے اپنے بیٹے ان کے سایۂ عاطفت وظل حمایت میں بھیجے۔ چنانچہ ایک بھیل قوم کے راجہ کا لڑکا بھی حاضر خدمت ہوا۔ درونا چارج اُس کو دیکھ کر بولے کہ بھیا انک لب۔ شاباش کہ تم کو سیکھنے کا شوق ہے۔ مگر معاف کرنا تم قوم کے بھیل۔ بھیلوں کے افعال خلاف اس لئے تم کو پڑھا لکھا نہیں سکتا۔ تم سمجھ لو کہ میں نے شاگرد کر لیا۔ مگر جو کچھ سیکھنا ہو وہ گھر میں ہی کسی سے سیکھ لو یہاں کچھ مطلب نہ ہوگا +

انک لب درونا چارج کے تن کا توڑ دینے سے مایوس گھر پلٹ گیا دل میں اعتقاد تھا کہ بلا سے درونا چارج جی نہ سکھائیں اگر میں عقیدتمند ہوں تو خود بخود تیر اندازی آجائیگی +

وہ گھر گیا مٹی کی مورت بنائی اُسے درونا چارج فرض کیا اور اس کے سامنے فن تیر اندازی کی مشق شروع کی۔ اعتقاد پکا تھا۔ پر من خس است اعتقاد من بس است کی کہاوت صادق ہوئی۔ تیر اندازی میں انک لب نے وہ کمال حاصل کیا کہ بس چاروں طرف واہ واہ ہوگئی بڑے بڑے قدر انداز لوہا مان گئے۔ کسی روز جدھشٹر اور دریودھن وغیرہ پانڈو اور کورو بھی صید و شکار کی فکر میں شکاری کتوں کو ساتھ لئے اُس کی بازیگاہ کی طرف نکلے۔ وہ اُسی وقت درونا چارج کے درشنوں

کے لئے مکان سے نکلا تھا کمان کھینچی ہوئی تھی تیر چلے پر چڑھا ہُوا تھا۔ کالی کالی صورت بھیانک شکل۔ کُتّے دیکھ کر چونکنے ہوئے۔ ڈر کے سہم کے بھونکنے لگے۔ انک لب کتوں کی شیطانی پلٹن سے گھبرایا اس نے چٹکی میں دیا ہُوا تیر سر کیا تو تیر سیدھا نشانے پر بیٹھا کتوں کے ماتھے کٹتی اور تیر پھر وہاں سے اڑا تو کمان میں۔ درونا چارج کے تمام شاگرد انگشت بدنداں رہ گئے تیر انداز کے پاس گئے کہ واہ تم نے ہمارے کتوں پر تیر سر کیا اور تیر بھی وہ کہ جس کے کرتب سے ہم حیران رہ گئے۔ تم کون ہو کیا نام ہے تمہارا اُستاد کون ہے؟

انک لب۔ مَیں ناچیز بھیل ہوں۔ میرا باپ بھیلوں کا سردار ہے تیر اندازی میں درونا چارج جی اُستاد ہیں جو کچھ ہاتھوں میں فن ہے وہ اُنہیں کا فیض اور دستِ قدرت کی برکت ہے +

یہ بات تو وہیں کی وہیں رہ گئی۔ مگر ارجن کو بہت بُرا معلوم ہُوا اُس نے دل میں خیال کیا کہ واہ درونا چارج بھی عجیب آدمی ہیں مجھ کو اُستادِ وقت کاملِ زمانہ بنانے کی پڑگئی تھی اس نے عوض ایک بھیل کے چھوکرے کو ہمہ صفت موصوف کر دیا۔ بڑی دغا دی +

ارجن نے درونا چارج سے منہ پھوڑ کر شکایت کی اُنہوں نے کانوں پر ہاتھ رکھے کہ مَیں نے بھیل کے لڑکے کو کچھ بھی نہیں سکھایا

ارجن۔ واہ وا۔ دروغ گویم بر روے تو۔ سب کے سامنے اس نے کہا کہ مَیں درونا چارج جی کا شاگرد جو کچھ ہُنر ہاتھ میں ہے۔ وہ اُنہیں کا طفیل ہے +

درونا چارج۔ اُس نے جو کچھ کہا میری سمجھ میں نہ آیا۔ ممکن ہے کہ اُس نے پرکٹی اُڑادی ہو۔ وجہ یہ کہ مَیں۔ اور کسی بھیل کو شاگرد بناتا اور تیر اندازی سکھاتا بالکل محال +

ارجن۔ اتنے گواہ موجود ہیں جو اُس نے کہا اُس میں ایک حرف ادھر اُدھر نہیں ہُوا مزید تحقیق کی ضرورت ہو تو وہ کالے کوسوں پر

نہیں قریب ہی ہے۔ ابھی ابھی سچ جھوٹ معلوم ہو جائیگا +

ارجن کی رد و قدح سے مجبور ہوکر درونا چارج اُٹھ کھڑے ہوئے اور ساتھ ساتھ چلے تو انک لب کا مکان سامنے تھا وہ منزل مقصود پر پہنچے دیکھا کہ وہ اپنی بازیگاہ میں ایک مٹی کی مورت کی پوجا کر رہا ہے۔ اسی وقت کمان ہاتھ میں لی چلے پر تیر چڑھایا اور تیر اندازی کی مشق شروع کردی اسی حالت میں درونا چارج اُس کے سامنے سے گزرے وہ اپنے گرو کو پہچانکر انکا قدم چھوئے اور ہاتھ جوڑے ہوئے مودّبانہ لہجے میں عرض کیا:-

مہاراج۔ آپ دھنیہ ہیں۔ میری نہایت خوش قسمتی تھی کہ آج میرا مرشد کامل میرے بازیگاہ میں آیا۔ وہ دیکھئے آپ کی مورت ہے۔ اسی کے طفیل میں نے فن تیراندازی میں قدرے مہارت حاصل کرلی ہے +

درونا چارج اعتقاد سے بہت مگن ہوئے اُن کی کلی کلی کھل گئی اُنہوں نے سوچا کہ اگر یہی حالت رہی تو انک لب سے بڑھ کر کوئی فن تیراندازی کا عالم ہی نہ رہیگا۔ پس اُنہوں نے کہا کہ ہمیں خویش کے راجکمار تمہیں اعتقاد مبارک تمہاری حسن عقیدت تمہیں سپھل مگر پیارے اگر تم کو میرا سچا اعتقاد ہے تو جس اُنگلی سے تیر کو چٹکی میں لیتے ہو جس سے نشست لگاتے ہو وہ ہم کو دےدو +

انک لب - صرف ایک اُنگلی - آپ نے سر کی فرمائش کی ہوتی تو میں اپنے کو زیادہ خوش قسمت سمجھتا۔ لیجئے یہ اُنگلی نذر ہے۔ یہ کہکر وہ اپنے ہاتھ سے اُنگلی کاٹنے لگا۔ درونا چارج نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ پیارے انک لب میرا یہ مطلب نہ تھا کہ تم اُنگلی کاٹ ڈالو غرض صرف اتنی تھی کہ جس اُنگلی سے اب نشست باندھتے رہو اس کو کام میں نہ لاؤ +

انک لب نے مرشد کا حکم سر آنکھوں پر مان لیا اور کہا کہ مجال کیا جو کبھی تعمیل ارشاد میں فرق ہو۔ حکم جان کے ساتھ +

درونا چارج - اچھا اس اُنگلی کو چھوڑ کر اور اُنگلیوں سے تیر مار کر دکھاؤ +

انک لب۔ مہاراج۔ جو آگیا بہت اچھا۔ یہ دیکھئے تیر جاتا ہے +
انک لب نے یہ کہکر بیچ کی انگلی سے دباکر تیر مارا نشانہ پوری طرح جم بیٹھا۔ درونا چارج پھڑک اٹھے معتقد کو دعائے خیر دی۔ اور انک لب کے اس اعتماد اور فن تیر اندازی کی یہ برکت ہوئی کہ تمام بھیل قوم درمیانی انگلیوں ہی سے تیر لیانی کا کام لینے لگی +

درونا چارج وغیرہ سب گھروں کو چلے وہاں ان کو ارجن ایسے فرمانبردار ہونہار راجکمار کی تعلیم و تربیت کے خیال نے اور بھی زیادہ گدگدایا چنانچہ انہوں نے پھر پوری محنت صرف کی۔ تمام تیر اندازی کے فنون ارجن کو سکھا دئے۔ جدھشٹر کو نیزہ بازی و شہسواری میں فرد زمانہ کر دیا بھیم سین کے ہاتھ پاؤں درست تھے۔ پس فن کشتی اور گرز بازی میں کسی کو نظیر نہ رکھا۔ نکل کو تلوار کا دھنی بنایا۔ سہدیو کو گدا یدھ کے سارے اصول سکھا دئے۔ ان کے کلیجے کا ٹکڑا اسوتھاماں تھا اُسے بید و شاستر میں عالم و فاضل کیا۔ جو تش بھی ایسی سکھائی کہ تمام ستارے نظروں میں چلنے لگے۔ سہدیو بھی اسوتھاماں کا ہم درس تھا وہ بھی ان علوم میں یکتائے روزگار ہو گیا۔ دریودھن کو طاقت وغیرہ تو تھی مگر سٹھا تھا۔ طبیعت کھٹل عقل کھٹس ذہن کند۔ مگر رشک و حسد میں بارہ بانٹ۔ پانڈووں سے ناحق باپ مارے کا بیر تھا۔ جہاں اُن کی کوئی بات دیکھی بس کلیجہ جل بھن کے خاک۔ آتنیں سواہا۔ دل میں یہی ٹھنی کہ جہانتک ہو پانڈووں کا نام و نشان نہ رہے۔ ان کا بیج مارا جائے کوئی رونے دھونے پانی دینے والا نہ رہے۔ ارجن سے خصوصیت کے ساتھ بیر تھا۔ اُس سے قالبتاً دشمنی تھی مگر ایک پیش نہ جاتی تھی۔ ایک روز درونا چارج نے سب کا امتحان لیا درخت پر ایک مصنوعی چڑیا بٹھا دی۔ صنعت یہ تھی کہ چڑیا ادھر سے اُدھر اڑتی اور نگاہ پوری طرح سے جم نہ سکتی تھی۔ درونا چارج جی نے پہلے جدھشٹر سے کہا کہ ہاں نشانہ لگاؤ۔ دیکھو وار خالی نہ جائے جدھشٹر نے نشست

لگائی تو نظر چڑیا جونہ چڑیا سجھائی نہ دی - اُنھوں نے گروجی سے کہا پہلے تو ایک چڑیا اڑتی دکھائی دیتی تھی مگر جس وقت تیر چلے پر چڑھایا تو وہاں درخت کے سوا کالی چڑیا نہ تھی +

درونا چارج - اچھا تو بیٹھو سمجھ لیا کہ نشانہ بازی کارے وار و دوریودھن سے مخاطب ہو کر) یوراج جی - آؤ - چلے پر تیر چڑھاؤ نشانہ لگاؤ دریودھن کی بھی وہی حالت ہوئی پہلے دیکھا تو ایک چڑیا اودھر سے اُدھر اڑ رہی ہے مگر جہاں ترکش سے تیر نکالتے نکالتے چٹکی میں تیر لیتے لیتے ذرا نظر اُچٹی تو بس چڑیا غائب اور درخت سامنے +

دریودھن بھی دل ہار گیا نشانہ نہ لگا سکا - دریودھن کے بعد درونا چارج نے اور شاگردوں سے بھی فرمائش کی مگر سب ناکام - جہاں پہلے چڑیا سجھائی دی - وہاں بعد کو درخت کے سوا اور کچھ نہ تھا - آخر میں درونا چارج نے ارجن سے کہا کہ اُٹھو تم نشانہ چت کرو +

ارجن تیر کمان سنبھالتا اُٹھا پہلی ہی شست میں تیر مارا تو نشانہ بھرپور درونا چارج اس درمیان میں پوچھتے رہے کہ کیا نظر آرہا ہے - مگر ارجن کا جواب یہی تھا کہ چڑیا - جس وقت نشانہ بھرپور پڑا طلسمی چڑیا زمین پر آ گری +

درونا چارج نے پیٹھ ٹھونکی شاباشی دی - سب شاگردوں سے کہا کہ

ایں سعادت بزور بازو نیست
یک من علم را دہ من عقل مے باید

دیکھا ارجن کی لیاقت کو :-

پانڈو تو دل میں خوش ہو رہے تھے مگر کورو بنسیوں کا دل کڑھتا تھا وہ اندر ہی اندر جلے مرتے تھے +

ایک دوسرا موقع پیش آیا درونا چارج گنگا اشنان کو گئے سب کورو پانڈو بھی ساتھ تھے جونہیں درونا چارج ہاتھ مارتے ہوئے بیچ دھارا میں

گئے مگر نے پاؤں دھر لیا۔ درونا چارج چلائے کہ ہائے میں گیا۔ مگر نے ٹانگ پکڑ لی۔ کورو دوڑو پانڈو دیکھو۔ یہاں اس آواز سے سب کا خون خشک ہو گیا اور روح فنا۔ کسی کی جرأت نہ پڑی کہ جائے اور گرو جی کی جان بچائے آخر ارجن اٹھا اور اس نے تاک کر تیر مارا تو مگر چاروں شانے چت۔ پھر سانس بھی نہ آئی درونا چارج صحیح سلامت نکل آئے۔ ارجن کی بہت تعریف کی۔ کورو دل ہی دل میں کڑھ کڑھ کے رہ گئے۔ دریودھن کے کلیجے میں آگ سلگتی تھی کہ ہائے ارجن ہم سے بڑھ گیا ہم موچی ہی رہے +

درونا چارج کی خوشی کی انتہا نہ تھی انہوں نے ارجن کو کلیجے سے لگا لیا اور ایک تیر دے کر کہا کہ پیارے ارجن لو اس تیر کی زمانے میں نظیر نہیں۔ جس وقت یہ چٹکی سے نکلے آگ ہی آگ زمین پر برس جائے۔ مگر اس کے لئے تمہیں یہ احتیاط لازم ہے کہ خبردار خبردار کبھی یوں سر نہ کرنا۔ جب دیکھنا کہ آخری مصیبت ہے۔ جب سمجھنا کہ کسی طرح مفر نہیں جب سوچنا کہ دشمن کسی طرح قابو میں نہیں آتا۔ تب اس کو استعمال کرنا ورنہ نہیں۔ چنانچہ بان دیکر درونا چارج جی نے اُس کے تمام کرتب سکھا دئے۔ اور ارجن کا پایہ سب شاگردوں میں بلند ہو گیا +

ادھیائے ۴۶

درونا چارج کے فیض تعلیم وتربیت سے کوروں اور پانڈوں کا کمال لیاقت۔ امتحان۔ ارجن کی خاص

جوہر نمائی - کرن کی اظہارِ قابلیت - ارجن سے مقابلے کا ارمان - دریودھن کی عداوت - ارجن کی وجہ سے کرن کی پاسداری - کرن کو انگدیش کی حکومت سے سرفرازی - درونا چارج کا حقوق اُستاد کے لئے اظہار مدعا - کوروپانڈوؤں کا ارشادِ اُستاد پر تعمیل کے لئے عزم بالجزم

راجہ ودھرتراشٹ درونا چارج کے فیضِ تعلیم سے بہت خوش ہوئے ان کو اشتیاق ہُوا کہ کسی دن سب کے کرتب دیکھیں اُنھوں نے درونا چارج سے کہا۔ مہاراج سُنا ہے کہ لڑکے سب لائق ہو گئے آپ نے اُن کو خوب دل لگا کر تعلیم دی۔ مگر کبھی اپنی تعلیم کا نمونہ تو دکھلایئے کہ چار پایہ بردکتا ہے جینہ کا معاملہ تو نہیں +

درونا چارج - ان داتا آپ کے فرمانے کی بات ہے - مَیں نے جو کچھ سکھایا ہے - اُس کا عالم باعمل بنا دیا ہے موقع موقع پر امتحان بھی لے لیا کرتا ہوں +

ددھرتراشٹ - بیشک آپ کا جی بھرا ہے - مگر مَیں نے اب تک کچھ بھی نہیں دیکھا کہ وہ کیا سیکھے کیا پڑھے +

درونا چارج - آپ کو اختیار ہے جب چاہیں امتحان لے لیں یہیں میدان ہے یہیں چوگان ہے یہیں گوئے - ناٹی ناٹی بال کتنے نجمان آئے آئینگے آپ حکم دیں - سب کرتب معلوم ہو جائیگا +

دھرتراشٹ - تو پھر ہمیں کوئی دن مقرر کیجئے - آزمائش ہو جائے +

درونا چارج ۔ جی ہاں ۔ میری بھی کئی دن سے یہی خواہش ہے جب حکم ہو میدان بد دیا جائے ❖

راجہ دھرتراشٹ تہ دل سے مشتاق تھا اس نے دن بد دیا ❖

درونا چارج نے بھی اپنے شاگردان رشید کو راجہ کے منشائے خاطر سے اطلاع دی ۔ ادھر شاگرد سب چاق چوبند ہونے لگے ادھر میدان کا انتظام شروع ہوا ۔ ہر طرف خیمے ڈیرے لگ گئے ۔ شاہی نشستگاہ بنائی گئی ۔ راجاؤں کے لائق ٹھاٹھ باٹ ہوئے ۔ یہی نہیں رنواس کے لئے بھی تماشہ گاہیں تیار ہوئیں ۔ اور میدان میں ایک شہر کا شہر بس گیا ۔ راجہ دھرتراشٹ رنواس سمیت وہاں آٹھہرے اطراف و جوانب کے مہمان راجے اور سورما راجوں کے بیٹے بھی وہیں آ بسے جس روز کی بدی تھی وہ دن آگیا ۔ سب سے پہلے درونا چارج کی سواری آئی ۔ اسوتھاماں ان کا فرزند بھی ساتھ تھا ۔ اس وقت ان کے ٹھاٹھ ہی اور تھے رتھ کی سواری تھی اور پوشاک سر سے پاؤں تک سفید ۔ اس سفیدی میں درونا چارج کا چہرہ جلال کے سبب سے جگمگ جگمگ کر رہا تھا ۔ انہوں نے آتے ہی ایشور کی پرارتھنا کی ۔ پھر برہمنوں اور بھوکوں ننگوں کو پیٹ بھر کے کھلایا ۔ راجہ سے دان دلایا ۔ جب دان پُن سے چھٹی ہوئی تو وہ کھڑے ہو گئے اور بآواز بلند پکارے کہ ہاں شاگردان رشید ہوشیار موقع آزمائش ہے ۔ وقت امتحان ہے ۔ بکوشید بکوشید ۔ بکوشید ۔ اور شاعر نام آوری نبوشید دیکھیں آج کس کے سر نام وری کا سہرا رہتا ہے کون پالا مارتا ہے وہاں کہنے کی دیر تھی سب پہلے ہی سے کمر کسے کھڑے ہوئے تھے ۔ فن حرب و ضرب کی نمائش شروع ہو گئی ۔ کبھی کسی نے گھوڑے پر آسن جما کر بہادری کے کرتب دکھائے کبھی کسی نے پاپیادہ جوہر نمائی کی کبھی رتھ کی سواری تھی کبھی گھوڑے کا آسن تھی دقت زمین جولانگاہ تھی کبھی رتھ سے کام تھا ۔ خلاصہ یہ کہ ہاتھیوں پر بھی وہ ہاتھ

دکھانے کو سب دیکھتے رہ گئے ہر طرف سے مرحبا و آفرین کی آواز آتی تھی۔ تیر جب جا آنشانے پر جم بیٹھتا۔ تلوار جب ہاتھ میں لیتے کوئی گھاٹی خالی نہ رہتی۔ ایک آندھی سی آتی اور پھر جیسے کچھ تھا ہی نہیں۔ گرز جس وقت چکر لگاتا گنبدِ فلک آگے پیچھے ہٹتا کہ کہیں جھڑپ میں نہ آجائے۔ جس وقت گدا کی باری آئی دریودھن اُدھر سے اور بھیم سین اِدھر سے لپکا۔ جوڑ کم نہ بیش۔ برابر کی تھی۔ چوٹیں چلنے لگیں ہاتھ دکھائے جانے لگے۔ طمانچہ لگر جیر کا آغاز ہُوا ہوتے ہوتے مونڈا پالٹ باہرانی کرلک کی نوبت آئی اور بس اب لاج پر بات آپڑی۔ دریودھن سوچتا تھا کہ میری جیت ہو بھیم سین کے دل میں تھی کہ دریودھن ہاری مانے کھیل کھیل میں منہ جوڑ لڑائی ہو پڑی۔ دونو بہادر جُٹ پڑے اور برابر کی چوٹیں چل پڑیں۔ بھیم سین کے طرفدار اپنی طرف واہ واہ کرتے تھے دریودھن کے خیر طلب اپنے خیمے میں آفرین کی صدا بلند کرتے تھے۔ دونو بپھرے ہوئے شیر تھے نہ وہ اپنے کو رتی بھر کم سمجھتا تھا نہ وہ اپنے کو جو بھر گھٹ۔ مقابلہ دیر تک قائم رہا اور بس یہی معلوم ہونے لگا کہ ایک نہ ایک کا خاتمہ دھرا ہُوا ہے جو ذرا کمزور ہُوا اُس کے مارے جانے میں کچھ بھی شک نہیں +

درونا چارج اس مقابلے سے گھبرائے اُنہوں نے اونچ نیچ سوچکر اسوتھاماں کو بھیجا کہ مقابلہ بند کرادے دریودھن اور بھیم سین کو اظہارِ طاقت سے روک دے مگر وہاں سُنتا کون ہے۔ اس کان سے بات سُنی اور اُس کان اڑادی۔ دونو بدستور گتھے رہے۔ آخر درونا چارج بیچ میں جا کھڑے ہوئے اور دونو شیروں کو الگ کردیا +

اس کے بعد ارجن کی باری آئی۔ درونا چارج کا حکم پاتے ہی وہ میدان میں آیا سب کی آنکھیں کھل گئیں۔ سر پر جڑاؤ مکٹ۔ بدن پر زرکار لباس۔ جونہیں اہلِ تماشا نے دیکھا آنکھوں میں بجلی سی چمک گئی چہرے پر نور برس رہا تھا۔ لباس میں سورج کی کرنیں ٹکی معلوم ہوتی تھیں اس

جلال ہے سونا اور سوگندھ سب کو دھوکا تھا کہ راجہ اندر تو نہیں اتر آئے ہر ایک کے دل میں خیال تھا کہ گو ارجن راجہ اندر کا بیٹا ہے۔ مگر ایسا جلال تو راجہ اندر کا بھی نہیں اس نے تو ؎

اگر پدر نتواند پسر تمام کند

کا قول صادق کیا۔ مہارانی کنتی اپنے پیارے ارجن کو دیکھ دیکھ کر کھلی جاتی تھی۔ اس کا کلیجہ ہاتھوں بڑھ رہا تھا کہ میرے لاڈلے کی ایسی پیاری صورت ہے اور یہ عزت کہ ہر طرف سے مرحبا و آفرین کی صدائیں بلند ہیں۔ ارجن جس وقت میدان میں آیا شور تحسین بلند ہوا ایک تو خود ہی کامل زمانہ تھا۔ اُس پر آزمائش کا وقت۔ اُس نے جان توڑ کر اپنے ہنر دکھانا شروع کئے۔ اس نے پہلے ایک تیر مارا تیر ہوا پر پہنچا ہی تھا کہ دہکتے ہوئے انگارے برسنے لگے۔ بازیگاہ میں آگ ہی آگ بچھ گئی۔ یہ جوہر دکھا کر دوسرا آسمان دوز تیر مارا تیر چٹکی سے نکلا ہی تھا کہ ساون بھادوں کی جھڑی سی بات ہو گئی اور ساری آگ گل۔ ایسا پانی برسا کہ تماشائی بھاگنے لگے۔ ارجن نے کہا کہ صاحبو گھبراہٹ کیسی ذرا سیر دیکھئے اتنے میں تیسرا تیر مارا تو کالی آندھی کے جھونکے چلنے لگے گرد و غبار آسمان پر چھا گیا۔ چوتھے تیر کا کرشمہ دکھایا تو خود سب کی نظر سے غائب۔ خاص و عام گرداب حیرت میں کہ معاملہ کیا ہے پہلے آگ برسی پھر پانی تیسری بار آندھی چلی چوتھی دفعہ آپ ہی غائب واہ واہ کیا کمال ہے۔ واقعی تیر اندازی ارجن پر ختم ہے۔ سب شور تحسین و آفرین بلند کرتے ہوئے ادھر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھتے تھے کہ آخر ارجن گیا کہاں دیکھتے دیکھتے نظر سے اوجھل اسی عالم حیرت میں ارجن دفعتاً نمودار ہو گیا۔ اب سب کی عقل اور چکر میں ہوئی ارجن تو وہی ارجن ہے مگر ڈیل ڈول قد و قامت میں زمین و آسمان کا فرق۔ وہ تن و توش وہ ہاتھ پاؤں کہ خورد و کلاں کی عقل رفو چکر تھی مگر ابھی اعجاز کمال ختم نہ ہوا تماشائی تعریف کے پل باندھتے ہی رہ گئے۔ کہ اب ارجن کا رنگ ڈھنگ

رہی اور پایا پاؤں زمین پر اور سر آسمان پر سروقامت ایسا بلند ہُوا کہ پگڑیاں
گر گئیں ٹوپیوں سے سر ننگے ہوگئے مگر درازی قد کا اور چھور نہیں پیمانۂ
عقل قد و قامت ناپ نہ سکا۔ اس کے بعد ارجن نے ایک تیر کا ایک اور
کمال دکھایا تو پہاڑ سا ڈیل پلک جھپکتے ہی دو چار بالشت کا نظر آنے
لگا۔ حیرت پر حیرت طاری تھی۔ تعجب پر تعجب ہو رہا تھا۔ ارجن نے
بائیں ہاتھ سے ایسے بہت کھیل دکھائے۔ کبھی غائب کبھی موجود کبھی
سر بفلک۔ کبھی کوتاہ قامت۔ یہ سارے فن دکھا کر اب وہ رتھ پر سوار
ہُوا۔ رتھ چلا تو ہوا بھی گرد نہ پا سکی توسن نظر ہزار قدم پیچھے۔ اس کا
ترکش تیر اگلتا جاتا تھا اور اس کی چٹکی سے تیر نکلتے جاتے تھے۔ ہوا
سے باتیں کرنے والا رتھ اپنے زور میں جا رہا تھا ادھر تیروں کا مینہ
برسانے والے دھنش سے بانوں کی جھڑی لگ رہی تھی جتنے آہنی
جانور نشانہ بازی کے لئے جولانگاہ میں رکھے گئے تھے۔ سب کو ارجن
نے چھلنی کر کے رکھ دیا ایک ایک چھید میں دس دس تیر۔ سب جانور
چھید چھید کے مار گرائے اور اپنے جسمانی تغیر و تبدل کے اسی کے
ساتھ ہی کمالات بھی دکھلائے۔ رتھ کو چھوڑ کر ارجن نے ہاتھ میں تلوار
لی۔ تلوار بجلی کی طرح چمکی۔ اور ارجن کوندے کی طرح لپکا۔ ادھر سے ادھر
یوں پینترے بدل بدل کر چکر کاٹتا تھا کہ ایک پھرکی پورے زور میں گھومتی
ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ ایک بگولا سا چکر کھا رہا تھا اور کچھ نظر نہ آتا تھا
تھوڑی دیر تلوار کے ہاتھ دکھا کر ارجن نے چکر اٹھایا چکر سے بھی
سب کی عقل خوب چکر کھنی ہوئی۔ کمند نے بھی سب کے چھکے چھڑائے۔
گرز سے بھی سب انگشت بدنداں۔ نیزہ بازی سے بھی سب کے سب
حیران۔ خلاصہ یہ کہ کوئی مردانہ اور بہادرانہ جوہر ارجن نے اٹھا نہ رکھا ہر
ایک میں وہ دستِ قدرت دکھایا کہ زمین و آسمان کلمات تحسین سے
گونج رہے تھے۔ ارجن نے سب ہتھیار چوم چوم کر رکھ دیئے۔ اور
درونا چارج کی خدمت میں حاضر ہو کر ڈنڈوت کی۔ درونا چارج کا کلیجہ اچھلا

ارجن کو دیکھتے ہی دوڑ کر گلے سے لگا لیا۔ پیٹھ ٹھونکی زبان معجز بیان سے
کمالات سراہنے لگے۔ ارجن کے اظہارِ کمالات سے تمام لوگوں نے
ایسے زور وشور اور جوش وخروش سے نعرۂ مرحبا بلند کئے۔ باجوں نے
وہ اظہارِ مسرت کیا کہ کان دھرے آواز نہ سنائی دیتی تھی۔ یہ عزت یہ قدر
دیکھ کر یہ تعریف اور صفت سُنکر کرن کو تاب نہ آئی۔ وہ پیچ وتاب کھا کر
شیر کی طرح بپھرا ہُوا تھا۔ درونا چارج کے قدم چھوئے اور اینٹھتا، تنتنا
اکڑتا۔ خم ٹھونکتا۔ زانوؤں پر تال مارتا میدان میں آکودا۔ اس وقت اس
کے چہرے کا جلال ہی اور تھا سورج کی شعاعیں جھلکتی نظر آتی تھیں
جس وقت خم ٹھونکتا وہ زور کی آواز نکلتی کہ زمین ہل جاتی تھی۔ دریودھن
اور جدھشٹر وغیرہ سارے کورو اور پانڈو اس کے تیوروں کو دیکھ کر
اچنبے میں ہوگئے۔ تمام تماشائیوں کا پتہ پانی پانی ہوگیا۔ کرن نے تال
ٹھونک ٹھونک کر ارجن کو للکارا اس کی زبان سے یہ الفاظ نکلتے تھے
کہ ارجن اپنے غرور میں مست ہے نہ کچھ آئے نہ جائے اور اس کی یہ
تعریف۔ وہ ابھی جانتا ہی کیا ہے۔ بالکل طفلِ نوآموز۔ میں ابھی برسوں
سکھا سکتا ہوں۔ تعریف کرنے والوں پر بھی افسوس کہ اوچھے خیال
والے ہیں۔ یہ دیکھو میں کرتب دکھاتا ہوں۔ جو کچھ کسر ابھی ہو وہ ارجن
مجھ سے سیکھ لے +

دریودھن کرن کے لڑکے سے خوش ہو رہا تھا۔ اس کی رگ رگ
خوشی سے پھڑک رہی تھی۔ مگر ارجن تاؤ کھا کھا کر رہتا تھا دل میں ہوس
تھی کہ میدان میں پہنچکر دو دو ہاتھ ہو جائیں تو طرفین کی ہوسیں نکل
جائیں۔ اس نے اپنی طبیعت کو بہت روکا اور دل ہی دل میں دانت
کٹکٹا رہ گیا۔ کیونکہ موقع نہ تھا۔ ادھر کرن نے سامنے کرتب دکھائے
آگ برسی۔ پانی کی جھڑی لگی۔ آندھی چلا۔ غبار چھایا اور پھر مطلع صاف
کبھی غائب کبھی ظاہر۔ کبھی پست قد کبھی دراز قامت قصہ مختصر ارجن
نے دکھائے ہوئے سارے فن اس خوبی سے دکھائے کہ دریودھن

نے دوڑ کر چمٹا لیا اور کہا:۔
کرن! میرا سب راج پاٹ تمہارا۔ میں تمہارا رضا جو۔ تم سفید و سیاہ کے مالک ہر امر کے مختار۔ تمام بھائی تم پر قربان۔ سب تمہارے مطیع۔ واہ وا تم میری سلطنت و حکومت کی سچ مچ جان ہی ہو +
کرن۔ یہ تو آپ کی قدر دانی ہے۔ ورنہ من آنم کہ من دانم۔ اگر آپ ایسی ہی محبت ظاہر کرتے ہیں تو بے تکلفی معاف۔ دوٹوک بات کہتا ہوں۔ آپ ہاتھ مارتے کہ جو ہم تاؤ آج تک رہے ہیں۔ وہ ہمیشہ قائم رہینگے جو رشتہ محبت اس وقت تک ہے۔ اس میں بال بھر کمی نہ ہوگی۔ یہی نہیں بلکہ گرو جی سے اجازت لیکر ایک دفعہ مجھ سے اور ارجن سے مڈبھیڑ کرا دیں۔ دیکھوں وہ بارہ بانٹ ہے یا نہیں۔ اس کا گھمنڈ میں توڑتا ہوں یا وہ میرا غرور +
دریودھن۔ میں نے زبان دے دی ہاتھ مار لیا کہ جب تک زندگی ہے تب تک میں ہونگا اور تم ہوگے۔ تم ہوگے اور میری محبت۔ میری محبت ہوگی اور تمہاری رضا جوئی۔ خوب اطمینان رکھو کہ جو کہہ دیا وہ پتھر کی لیک ہے۔ مجال کیا جو قول پلٹ پڑے +
ارجن یہ تیز تڑپ باتیں اور دل دکھانے والے الفاظ سن رہا تھا۔ اس کو تاب نہ آئی اور شیر کی طرح گرج کر بجلی کی طرح کڑکا +
"او کرن۔ بہت ہاتھ پاؤں پر نہ پھول۔ طاقت پر نہ اترا۔ زعم فاسد فضول۔ بڑے بول کا سر نیچا۔ تو مجھ پر منہ آتا ہے۔ طلاقیاں سُناتا ہے۔ ابھی میدان میں آجاؤں تو چیتھڑے چیتھڑے کرکے رکھ دوں بوٹیوں کا پتہ نہ لگے۔ ساری شیخی دھری رہ جائے۔ دریودھن بھی دیکھ لے کہ بہادر کیسے ہوتے ہیں۔ تو سہی کرن بھی دیکھے اور میرا ہاتھ واہ وا ہو کرن نے اپنے کو سمجھا ہی کیا ہے۔ سوت اولاد کا یہ منہ کہ راجہ پانڈو کے بیٹوں کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھے۔ کہاں خورشید۔ لہٰذا ذرہ ہیچ

دابھکارتو وہ دلیل خوار۔ کرن آگ بگولا تھا مگر ارجن کے حقارت آمیز الفاظ سے اس کی گردن نیچی ہو گئی۔ ادھر غصہ اُدھر جھینپ مگر تھا دل کا شیر بھپڑ کا کہ کرن۔ بیٹھو بھی۔ چلے ہیں پدرم سلطان بود پر ناز کرنے۔ میں سورج نارائن کا نورِ نظر ہوں۔ ذاتیات سے کیا فائدہ۔ لیاقت اور کمالات پر اترا ؤ۔ تب بات ہے۔ ہمارے گرو مہاراج درونا چارج ہی درون کے فرزند ارجمند ہیں میٹھ بیاس جی کو دیکھئے ستسودری ایک ماہی گیر کی دختر نیک اختر کی آنکھ کے تارے تھے۔ پھر میرے حسب و نسب میں کیا گھُن لگ گیا جو حضرت ارجن اتنا اُچھلتے کودتے ہیں۔ ہُنر دیکھو لیاقت دیکھو۔ اعمال و افعال دیکھو پھر بات کرو۔ آج بہادروں کی آزمائش کا دن مقرر تھا۔ سب کارآزمودہ بلائے گئے تھے۔ کہ ارجن میں سُرخاب کا پر لگا ہُوا ہے کہ وہی جو چاہے کرتب دکھائے جو چاہے کمال ظاہر کرے۔ مجھ کو بھی ایشور نے دست قدرت دیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ کوئی جوڑ سامنے چھوٹے تب مرد آدمے یوں اکیلے تو رنڈیاں بھی ناچ لیتی ہیں۔ تلوار کا مینہ اور تیروں کی بوچھاڑ ہو تب جوہر کھلے کہ جیالا کون ہے۔ سور بیر کون ہے تیر اندازی کسے کہتے ہیں بنوٹ بنکیتی سارے فن کیا چیز ہیں ✤

اسی اثنا میں آدرت آ پہنچا کمر جھکی ہوئی تھی۔ ہاتھ کو لاٹھی کا سہارا تھا۔ ارجن اس جیل بڈھے کو دیکھ کر ہنسا اور بولا کہ خدا آپ کی برزخ ملاحظہ ہو۔ انہیں صاحب کے ثبوت تن اکڑ کر مجھ سے مقابلہ کرنے کے لئے اکھاڑے میں اُترے ہیں۔ فقرہ چست تھا اور پانڈو بھی کھل کھلا کر ہنس پڑے ہنسی روکے نہ رُکی۔ کرن کھسیا گیا کرن کی کھسیاہٹ دیکھ کر دریودھن کے دل پر ایک تیر جم بیٹھا اس نے اُسی وقت کہا کہ راجہ کرن تمہیں انگدیش کی حکومت مبارک۔ آج سے تم وہاں کے راجہ یہ کہتے ہی خادمان درگاہ کو حکم دے دیا کہ پلک نہ جھپکنے پائے اور سنگھاسن حاضر ہو۔ ایک جواہرات سے جڑاؤ سنگھاسن زبان ہلاتے ہی موجود ہو گیا۔ دریودھن نے ہاتھ پکڑ کر کرن کو اس پر بٹھلایا۔ دو رتک

کردیا۔ اب تو کرن کے سر پر مُرصّع چتر کے ہیرے جواہرات تڑپ دکھانے لگے۔ ہر طرف سے چنور ہونے لگا۔ تمام سامان شاہی لیس گھوڑے ہاتھی سب موجود۔ لاؤ لشکر کی کیا گنتی +

اس وقت کیا کرن کے مزاج کا پوچھنا دماغ عرش پر تھا۔ اس نے دریودھن کا شکریہ ادا کیا۔ عمر بھر رضا جوئی کا بیڑا اٹھایا نسلاً بعد نسلٍ بطناً بعد بطنٍ فرمانبرداری کے لئے زبان ہار رہی +

دریودھن نے دوڑ کر گلے سے لگا لیا اور کہا قول مرداں جان دارد جب تک زندگی ہے ہم تم یکجان دو قالب۔ دانت کاٹی روٹی۔ کرن کا بڈھا باپ سامنے تھا۔ جس پر ارجن نے قہقہہ لگایا تھا۔ کرن نے رتن جٹت سنگھاسن سے اُتر کر اُس کے پاؤں چومے آدرت نے اپنے پیارے فرزند کو کلیجے سے لگایا۔ دعائیں دیں اور انگدیش کی فرمانروائی کا مبارکباد دیا۔ دریودھن ارجن سے ہچکتا تھا کرن کے کارنامے دیکھ کر اُس کی جان میں جان آئی۔ تقویت ہوئی کہ چلو ایک تو ارجن کی ٹکر لینے والا میرے ساتھ لگا بندھا ہے۔ پہلے اسے خیال تھا کہ ارجن کا جوڑی دار کوئی نہیں۔ اب اس کا دل ٹھکانے ہُوا۔ اس کے دل کی پریشانی گئی اُس نے یقین کر لیا۔ کہ کرن ارجن کو چٹکیوں پر اُڑا دیگا۔ اگر ارجن کی گردن توڑنے والا ہے تو صرف کرن۔ اب دریودھن کے چپیتے تیز ہو گئے۔ وہ اینٹھنے تننے اکڑنے لگا اور اُسے اُمید ہوئی کہ کھٹکا جاتا رہا +

ان سب باتوں میں دن ڈھل گیا۔ آفتاب نے گوشۂ مغرب میں منہ چھپا لیا۔ شام کی شفق پھوٹتے دیکھ کر درونا چارج نے کہا۔ کہ بس محفل برخاست حکم پاتے ہی سب اپنے اپنے مکانوں کو پلٹے۔ دریودھن نے اُسی وقت کرن کو عرش پر چڑھا دیا۔ لاؤ لشکر نوبت نقارے باجے گاجے کے ساتھ ہستنا پور لایا۔ اور خوب تعریف کے آلے گا ئے +

درونا چارج سرد و گرم چشیدہ زمانہ دیدہ تھے۔ سمجھ گئے کہ کیا رنگ ڈھنگ ہیں۔ اُنہوں نے تخلیے میں پانڈوؤں کو سمجھایا کہ دریودھن اور کرن

مارے حسد کے جلے بھنے جاتے ہیں۔ نہ جانے موقع پاکر کیا کچھ کر اٹھائیں پس احتیاط لازم۔ ہوشیاری مقدم۔ ورنہ خطار کھی ہوئی ہے۔ موت کے سامنے میں فرق نہیں۔ پانڈو ہاں ہوں کر کے چپ ہو رہے اور اس وقت کی بات وہیں کی وہیں رہی۔ دوسرے دن سارا مکتب کا مکتب جمع تھا۔ سب شاگرد اپنے اپنے نشے میں مست تھے کہ درونا چارج جی نے ضروری سبق پڑھا کر کوروؤں سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔ شاگردان رشید تم سب لوگ تمام فضائل میں افضل اور کمالات میں کامل ہو گئے اچھے اچھے اُستادِ فن تمہارے سامنے کان پکڑینگے۔ تمہاری ماہیت ہر علم و فن کے وصف کو دقیقیوں پر پہنچائیگی۔ میں نے سب ہنر سکھا دئے اب تمہارا اور کوئی جواب نہیں۔ میں نے اُستادی کا حق ادا کیا۔ تم شاگردی کا حق ادا کرو۔ کام کچھ مشکل نہیں بالکل آسان ہے اگر تم لوگ ذرا بھی اشارہ کردو تو بن جائے ؎

کورو- مہاراج جی۔ آپ بے تکلف فرمائیں۔ ہم لوگوں کا سر تک حاضر ہے۔ خدمتگزاری میں عذر کیا تعمیل ارشاد عین شرف سعادت ؎

درونا چارج- ابھی ذراسی بات ہے۔ جب میں تم سب کے سنوں تھا تب راجہ درو پد میرے ہم مکتب تھے۔ دوستی گہری تھی وہ مجھے شفیق بدل رفیق سمجھتے تھے۔ میں اُنہیں رفیق بدل شفیق۔ بس حد ہے کہ دانت کاٹی روٹی تھی۔ چولی دامن کا ساتھ تھا۔ انہیں دیکھے بغیر مجھے اور مجھے اُنہیں دیکھے بغیر چین نہ تھا سگے بھائی سے زیادہ محبت تھی۔ یکجان و دو قالب ہو رہے تھے۔ ایک دن باتوں باتوں میں راج پاٹ کا بھی ذکر آگیا میں نے اپنے منہ سے تو کچھ نہ کہا مگر خود راجہ درو پد بولے کہ جس وقت مجھے راج ملا میں آدھا راج تمہیں بانٹ دونگا فرق ہو تو کیا مجال میں اس وعدے کو دل میں لئے رہا۔ جب راجہ درو پد کی حکومت کا اچھی طرح سکہ بیٹھ لیا تو میں گیا اور راجہ سے درخواست کی کہ وعدہ پورا کیجئے۔ راجہ کا دماغ آسمان پر تھا انہوں نے

مزاج کہاں ملتے - اُنہوں نے جیسے پہچانا بھی نہیں کہ کون ہے - ایسا سوکھا جواب دیا کہ مَیں اپنا سا منہ لے کر رہ گیا - دل پر وہ چوٹ لگی کہ اس وقت بھی ابھری ہوئی ہے اگر تم سعادتمند ہو تو جاؤ اور راجہ درو پد کو پکڑ کر لے آؤ - جس وقت راجہ درو پد نے دماغ کی لی پہچانا تک نہیں کہ کون ہوں - مجھے اپنی بے عزتی سے سخت رنج ہُوا - مَیں نے ایشور سے کہا کہ اے اہلِ تکبر کا سر نیچا کرنے والے آپ نے کسی کا غرور نہیں رکھا بس اگر راجہ درو پد کا غرور نہ ٹوٹا تو کیا لطف - بات تب ہے کہ راجہ درو پد پابزنجیر میرے سامنے آئے اور دیکھے کہ غرور کا نتیجہ کیا ہوتا ہے - میری اُس روز کی پرتگیا ہیں آج جان آئی - تم ایسے لائق و فائق سور بیر اتنے شاگرد تیر اندازی میں باکمال - تمام فنون حرب و ضرب میں آپ ہی اپنی مثال ہو اگر وہ پرتگیا تم لوگوں کے ہوتے پوری نہ ہوئی تو زندگی پر دھرکا ٭

دریودھن - مہاراج آپ کا حکم سر آنکھوں پر - درو پد کی بساط ہی کیا ہے - ایشور نے چاہا تو ایک نہ ایک دن اُس کو آپ کے پنجے میں گرفتار دکھا دونگا - صرف موقع کا انتظار ہے - جب منطقہ ٹلا گیا راجہ درو پد آپ کے سامنے ہوگا ٭

دریودھن کی اس بات کو سُنکر درونا چارج چپ ہوگئے مگر جب پانڈوں کا سامنا ہُوا تو اُنہوں نے کہا کہ بھیّا مَیں نے تم سب کو سکھایا پڑھایا آخر کچھ اُستاد کے حقوق بھی ہیں یا نہیں اگر حقوق کا خیال ہے تو راجہ درو پد کو پکڑ لاؤ ٭

پانڈوں نے "بہت اچھا - جو مرضی - حکم جان کے ساتھ" کہکر سر جھکا دیا - دو ظاہری الفاظ ہیں وہی انکی مطلب تھا - کہ راجہ درو پد خدمت میں حاضر کیا جائیگا ٭

ادھیائے ۴۷

کوروؤں کی راجہ درو پد پر چڑھائی۔ کوروؤں کی شکست پانڈوؤں کی کمک سے فتح۔ ارجن کے ہاتھ سے راجہ دروپد کی گرفتاری۔ درونا چارج کی خدمت میں راجہ دروپد کی حاضری۔ عفو تقصیرات اور مع الخیر واپسی

درونا چارج کوروؤں اور پانڈوؤں سے راجہ دروپد کی گرفتاری کے لئے زبان نے چکے تھے۔ چنانچہ اس کام کے لئے دریودھن اور کرن نے لاؤ لشکر کے ساتھ پیشقدمی کی۔ ادھر سے فوج ظفر موج زعمِ طاقت میں مست اور نشۂ خودی میں چور پہنچی تو راجہ دروپد بھی خم ٹھونک کر سامنے آگیا۔ گھمسان لڑائی شروع ہوئی۔ راجہ دروپد کی فوج نے کوروں کے لشکر کو ناکوں چنے چبوائے اور دریودھن کو ایسا نیچا دکھایا کہ جان پر بن رہی تھی قدم اکھڑنے ہی کو تھے کہ پانڈو آپہنچے اور مردہ جسموں میں از سرِ نو جان آگئی۔ پانڈو کوروں کے دست راست بنے اور کئی روز تک خون کے دریا بہتے رہے۔ بہادران صف شکن دلاوران بیلتن کی ناحق خونریزی پر تاسف کرتے ارجن نے راجہ دروپد سے کہا کہ لاکھوں بہادروں کی خونریزی سے کیا نتیجہ۔ آئیے ہم آپ دست بدست دو دو ہاتھ کرلیں۔ جو جیتے وہی میری۔ ہماری آپ کی منہ جوڑ لڑائی پر ہار جیت شکست کا فیصلہ ÷

راجہ دروپد ولاچنانہ تھا اس سے بھی بڑے بڑے سوربیروں کی کور دیتی تھی۔ اُس نے کہا کیا مضائقہ ہے یہی سہی۔ یہاں کسی بات سے انکار نہیں۔ آخر لڑائی شروع ہوئی۔ دروپد اور ارجن دونو جُٹ گئے۔ وار پر وار ہوئے۔ داؤں پر داؤں پیچ۔ آخر ارجن نے نیچا دکھایا۔ راجہ دروپد کی ایک پیش نہ گئی۔ راجہ دروپد ہارا تو ارجن نے باندھ لیا۔ اس کے وزرائے سلطنت اور سپہ سالاران لشکر بھی قابو کئے اور سب کو لاکر درونا چارج کے سامنے کھڑا کردیا۔

جونہیں درونا چارج نے راجہ دروپد ایسے عالیشان فرمانروا کو ارجن کی کمند میں گرفتار اور زنجیرِ مایوسی میں اسیر دیکھا اُن کا دل پانی پانی ہوگیا اور اس وقت تو ان کے دل کی کچھ اور ہی کیفیت ہوئی۔ جب راجہ دروپد نے جھجک کے ڈنڈوت کی اور پھر آنکھ اوپر نہ اُٹھائی۔ درونا چارج اس حالت کو دیکھ کر بولے کہ راجہ دروپد اُف اوہ یہ دولت و سلطنت کا غرور یہ زعم یہ طاقت کا نشہ۔ یہی بچپن کا دوست۔ ہم مکتب۔ ہم سبق۔ درِ دولت پہ حاضر ہوا۔ فقر و فاقہ کی دردناک کہانی سنائی۔ مگر تم اپنے نشہ سلطنت میں مست اور دولت و ثروت کے غرور میں اندھے ہو رہے تھے۔ گویا پہچانا تک نہیں۔ دیکھ لیا کہ غرور کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ اے راجہ دروپد ہم کو تپشیا سے غرض ہے نہ کہ راج کاج سے۔ ہم دنیا کی سلطنت کو تپسیا اگن میں تاپ ڈالنے والے ہیں۔ ہم کو راج سے کیا واسطہ۔ مگر بات کی بات تھی۔ ہم آزمانے گئے تھے کہ دیکھیں تم کتنے ہو۔ اچھا ذرا سچ کہنا کہ تم نے ہم مکتبی کے زمانے میں آدھی سلطنت دینے کو زبان دی تھی کہ نہیں۔ راجہ دروپد شرم سے زمین میں گڑا جاتا تھا۔ اس کی گردن نیچی ہوئی جاتی تھی نظر اوپر نہ اُٹھتی تھی۔ اس نے منہ پہ رومال رکھ کر بہت شرمندگی سے جواب دیا کہ:-

ہاں مہاراج کہا تو ضرور تھا۔ میں منکر نہیں +

درونا چارج - اچھا جب تم زبان دے چکے تھے تو اُس کی پابندی کرتے

نہ کرنے کا تم کو اختیار تھا۔ مگر میری بے عزتی کیوں کی +

راجہ دروپد۔ سب میری غلطی۔ جیسا کیا ویسا پایا بھی تو۔ پہلے آدھی سلطنت کا وعدہ تھا۔ اب پوری سلطنت قدموں پر نچھاور ہے +

درونا چارج۔ راجہ درویدا! ایک در بند ہزار در کھُلے۔ تم غرور میں اندھے تھے۔ تم جانتے تھے کہ جو کچھ ہیں ہم ہی ہیں۔ مگر ایشور کی بڑی بڑی باہیں ہیں۔ وہ رائی سے پربت اور پربت سے رائی کرتا ہے۔ جس کو چاہے پل میں تارے جس کو چاہے ڈبوے۔ مَیں جب تم سے مایوس پھرا تو ایشور نے مجھے یہاں پہنچایا۔ بھیشم پتامہ کی آنکھوں میں حقیقت شناسی کا نور تھا اُنہوں نے مجھے پہچانا ایسا مالامال کیا کہ کوئی ہوس باقی نہیں۔ گھر میں دولت بٹی پڑی ہے۔ گاؤں گراؤں کی کمی نہیں۔ گائے بھینسوں کے دودھ کی نہریں جاری ہیں۔ ہاتھیوں کا پرا کا پرا موجود ہے۔ تم مجھے کیا دے سکتے تھے بہت ہوتا۔ ایک آدھ مقطع یا گاؤں دے دیتے اس وقت ایشور کی کرپا سے تمہارے انگدیش کو مول لے سکتا ہوں مجھے دولت وصولت کی خواہش نہ تھی۔ صرف تمہیں یہ دکھانا منظور تھا کہ بڑے بول کا ہمیشہ سر نیچا ہوتا ہے۔ میرے شاگرد کل کے چھوکرے تم کو پکڑ لائے کیا اُس وقت مَیں ہاتھ پاؤں نہ دکھا سکتا تھا مگر نہیں تمہیں سبق سکھلانا تھا کہ غرور بُرا ہے۔ اس وقت تم میرے شاگردوں کے اختیار میں ہو وہ جو چاہیں تمہارے ساتھ کر سکتے ہیں۔ مگر نہیں تم میرے بچپن کے دوست ہو۔ ہم سبق ہو جس دوستی کا لحاظ تم کو نہ ہُوا تھا۔ اُس کا پاس مَیں کرتا ہوں تم کو رہائی دلوا دونگا۔ مگر جو آدھا راج دینے کو زبان دے چکے ہو اُس کو حلق میں اُنگلی ڈال کر اُگلوا لونگا۔ مروت ہو چکی +

دروپد۔ مجھے کب عذر ہے۔ آپ کا مَیں خادم۔ سلطنت آپ پر تصدق اور جو کچھ ارشاد ہو وہ بھی سر آنکھوں پر +

درونا چارج۔ مَیں اور کچھ نہیں چاہتا۔ بس آدھا راج حوالے کیجئے۔ اور گھر کا راستہ لیجئے کہ جان بچی لاکھوں پائے +

راجہ دروپد نے قدموں پر سر جھکایا۔ آدھا راج درونا چارج جی کے نام لکھ کر جان بچائی اور درونا چارج کے حکم سے رہا ہو کر خیر صلاح سے راجدھانی میں گئے ❖

ادھیائے ۴۸

راجہ دروپد کی راجدھانی میں واپسی۔ درونا چارج سے پاداش کا خیال۔ فرزند قاتل درونا چارج کی فکر۔ جاج رشی کی نظر توجہ۔ راجہ شانتین اور مہارانی دروپدی کی پیدائش

راجہ دروپد درونا چارج سے ہار مان کر راجدھانی میں پہنچے۔ شکست کی ندامت اور گرفتاری کی غیرت زندگی حرام کئے ہوئے تھی کسی کام میں دل نہ لگتا تھا۔ سب ٹھاٹھ باٹ ردی معلوم ہوتا تھا۔ ایشور نے ایک لڑکا عطا کیا تھا جس کو سکھنڈی کہتے تھے۔ تھا وہ بہت ہی شور بیر دنتھا کا طاقتور مگر ارجن کا سامنا کر سکے یہ دم نہ تھا۔ سکھنڈی کے بھی کوئی اولاد نہ تھی۔ بلکہ اس کے علامات مردی قاطع نسل تھیں۔ اس لئے راجہ کو فکر ہوئی کہ دوسری اولاد پیدا کرنا چاہئے۔ جب تک کوئی بہادر بیٹا پیدا نہ ہو گا تب تک جس کا جی چاہیگا دبا لیگا۔ میری ایک نہ چلیگی۔ اور درونا چارج سے میں کسی طرح عوض نہ لے سکونگا۔ اس خیال کو دل میں جما کر راجہ دروپد جنگلوں جنگلوں رشیوں منیوں کے

درشن کرتے پھرے۔ ہر ایک سے عرض مدعا کی۔ مگر سب نے باتوں باتوں میں ٹرکا دیا۔ آخر جاج رشی کے آشرم میں قسمت لے گئی۔ اُنھوں نے راجہ کو تشفی دی۔ بہت سمجھا بجھا کر کہا کہ ہم یگیہ کر کے ایسا لڑکا پیدا کر دینگے۔ جس کے ہاتھ درونا چارج کی موت ہی ہو۔ تم جاؤ راجدھانی میں یگیہ کا سامان کرو ہم آتے ہیں۔ اپنے بھائی انجاج کو بھی لئے آتے ہیں۔ دیکھو کیا بہار ہوتی ہے ❊

راجہ دروپد ہوا کے گھوڑے پر سوار اپنی راجدھانی میں آ براجے یگیہ کی کارروائی شروع ہوئی پیچھے پیچھے جاج اور انجاج رشی بھی وارد ہوئے۔ اور اُنھوں نے یگیہ میں اپنی ریاضت شاقہ کی اعجاز نمائی شروع کی۔ جس وقت وید منتروں اور اُن کے فیض عبادت نے اثر کیا۔ ہون کنڈ سے ایک خوبصورت لڑکا نمودار ہوا۔ چہرہ چندے آفتاب چندے ماہتاب۔ جسم پر خوشنما زرکار ملبوس۔ ہاتھ میں تیر و کمان۔ کمر میں تلوار۔ اس کے جلوہ افروز ہوتے ہی دفعۃً بجلی کڑکی۔ بادل گرجا اور یہ آکاش بانی ہوئی کہ یگیہ کی کامیابی مبارک وہ لڑکا پیدا ہوا جو درونا چارج کو بستر مرگ پر سلائے گا ❊

اس الہام سے راجہ دروپد کے دل کا مرجھایا کنول کھل گیا۔ اس نے خوشی کے شادیانے بجائے۔ تھوڑی دیر بعد دیکھتا ہے تو ہون کنڈ سے ایک دختر نیک اختر بھی برآمد ہوئی۔ یہ لڑکی حسن و جمال میں فردیگانہ تھی۔ سورج چاند پاؤں کے دھوون بھی نہ تھے۔ اپسرائیں اُس کے سایہ کے سامنے منہ نہ کر سکتی تھیں۔ گندھرب سمجھتے تھے کہ آفتاب زمین پر اُتر آیا۔ اس کا جلوہ نظر آتے ہی آکاش سے آواز آئی کہ یہ لڑکی تمام کنیاؤں میں سرفراز و ممتاز ہوگی۔ اس کے سبب سے وہ وہ خونریز لڑائیاں ہونگی کہ ہزاروں رتھ میدان میں کھیرے ککڑی کی طرح کٹ جائینگے۔ لاکھوں بہادران صف شکن و دلاوران ضیغم افگن ٹڈیوں کی طرح زمین پر بچھے نظر آئینگے۔ جب آدمیوں کا یہ حال

ہوگا تو جانور غریب کس شمار میں ہیں۔ خلاصہ یہ کہ حد درجہ خونریزیاں ہونگی۔ اس لڑکی کی خوشی میں نوبت نقارے بجے اور جاج رشی نے راجہ دروپد کی گود میں دے دیا۔ رشیوں نے آشیرباد دیا۔ پھول برسائے دکشنائیں پائیں۔ حصول مراد سے خوش خوش گھر واپس گئے۔ راجہ دروپد کے لڑکے کا نام شتردمن رکھا گیا۔ اور لڑکی کا نام کرشنا۔ مگر جب سن تمیز کو پہنچے تو ان ناموں میں تبدیلی واقع ہوئی جو شتردمن تھا وہ راجہ شانڈہین کہلایا اور جو کرشنا تھی وہ دنیا میں مہارانی دروپدی پنچ کنیاؤں کی سرتاج مشہور ہوئی +

جب شتردمن کسی قدر سن تمیز کو پہنچا تو راجہ دروپد کو تعلیم وتربیت کی فکر ہوئی۔ گو درونا چارج سے دلی عداوت تھی۔ مگر درونا چارج سے بڑھ کر کوئی کامل علوم وفنون بھی نہ تھا۔ راجہ دروپد نے اپنے کلیجے کے ٹکڑے کو بھی انہیں کے پاس بھیج دیا کہ تربیت حاصل کرے۔ شتردمن درونا چارج کی خدمت میں حاضر ہوا ڈنڈوت کی۔ اور اظہار مدعا کیا۔ درونا چارج صورت دیکھتے ہی پہچان گئے کہ یہ صاحبزادے راجہ دروپد کے فرزند ارجمند ہیں۔ اور میرے قاتل۔ چنانچہ ڈنڈوت کے جواب میں آشیرباد دینے کے ساتھ ہی انہوں نے کہا:-

آؤ۔ درون کی جان کے گاہک۔ درون کے کال +

یہ کہکر وہ ہنسے اور پھر خاموش ہو گئے دل میں سوچتے تھے کہ واہ کیا ایشور کی مایا ہے۔ جو مجھے قتل کریگا وہی مجھ سے علم وہنر سیکھنے آیا ہے۔ یہ خاموشی بالکل تھوڑی دیر رہی۔ آخر کار انہوں نے یہ سمجھ کر کہ "ایشور اچھیا بلوان۔ ہرچہ رضاے مولےٰ از ہمہ اولےٰ" + شتردمن کو کلیجے سے لگاکر داخل مکتب کیا۔ اور اہل مکتب کی طرح اسے بھی استر ودیا شاستر ودیا پڑھاکر اُستاد زمانہ کر دیا۔ بالکل بخل نہ کیا۔ غرض یہ تھی کہ کوئی یہ نہ کہے کہ شتردمن درونا چارج کا شاگرد اور اپنے ہم سبقوں سے لیاقت میں کم صرف اپنی بدنامی کے خیال سے اسے

کامل فن بنا دیا کہ آخر اسی کے ہاتھ سے درونا چارج کی موت ہوئی اور مہابھارت کے ۱۸ چھوہنی دل والوں میں سے کوئی دوسرا شور بیر بال بیکا نہ کر سکا ✦

ادھیائے ۴۹

دریودھن کی دغابازی۔ بھیم سین کو زہر خورانی۔ گرداب فنا کا سامنا۔ ایل مستی راجہ باسک کی وجہ سے جانبری۔ بعدہٗ باہم شادی میمنت آبادی

دریودھن کو پانڈووں سے عداوت تھی۔ مگر بھیم سین اُس کی نگاہوں میں کانٹے سے زیادہ کھٹکتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ بھیم سین نہ رہے تو بس پانچوں اُنگلیاں گھی میں ہو جائیں اور پانڈو کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ رات دن دریودھن کو یہی فکر تھی مگر کیا بھیم سین اور کیا اس کے بھائی سب محبت برادرانہ کے بھلاوے میں اس کی شعبدہ بازیوں سے ناواقف تھے۔ کسی دن جدھشٹر۔ ارجن۔ سہدیو۔ نکل کہیں اور تھے قیامگاہ میں صرف بھیم ہی بھیم تھا۔ اس موقع کو تاک کر دریودھن نے بڑی تعظیم و تکریم کے ساتھ بھیم سین کو مدعو کیا اور دعوت کی ٹھہرا دی۔ بھیم ایک دفعہ سیکھ چکا تھا۔ مگر اس نے کچھ خیال نہ کیا۔ وہ بلا تکلف شریک دعوت ہوا اور جو کچھ سامنے حاضر کیا۔ سب بے غل و غش چٹ کر گیا۔ بھنگ پینا آسان ہے مگر موجیں پیچھے سے خبر لیتی ہیں۔ بھیم سین کھلانے کو تو کھانے کے ساتھ زہر ہلاہل نگل گیا آخر نتیجہ یہ تھا کہ نبض ساقط۔ سانس غائب۔ پنڈا سرد۔ جب صبح ہوئی تو راجہ دھرتراشٹر

کو بھیم سین کے حال سے خبر کی گئی۔ راجہ دوڑا ہوا آیا۔ حکیم طبیب سب بلائے پوچھا کیا حال ہے۔ سب کا جواب تھا کہ ابھی سدرمق قدرسے تھیل جان باقی معلوم ہوتی ہے۔ مگر دھرتراشٹ نے ٹھنڈا برف کا سا بدن دیکھ کر باور نہ کیا۔ اور یہ تجویز کی کہ لاش کو جل پرواہ کر دینا ضروری ہے بھیم کے بھائیوں کو اس سانحۂ دردانگیز کی مطلق خبر نہ ہوئی اور بھیم سین کی لاش گنگا جی میں بہادی گئی۔ لاش گنگا میں چھوڑی گئی تو بہاؤ پر چلی پون جی لاش کے محافظ تھے۔ انھوں نے بیخوف و خطر پاتال میں پہنچا دیا۔ جس وقت لاش اُس مقام پہ پہنچی جہاں باسکی ناگ کی کنیاں سیر کر رہی تھی تو جانبری کی صورت ہوئی۔ ایل متی نے (باسکی ناگ کی کنیاں) اس لاش کو بہاؤ پر دیکھا لونڈیاں باندیاں نوکر چاکر ساتھ تھے ایل متی کے حکم سے دوڑ پڑے اور مردے کو نکال لائے جو ہیں ایل متی نے بھیم کی صورت دیکھی دل ہاتھ سے جاتا رہا فریفتہ ہو گئی۔ مگر یہ کہ ہائے اس میں جان نہیں +

ایل متی باسک ناگ کی دختر نیک اختر تھی۔ اس کے باپ ماں نے اس کو سری گورا پاربتی کی پوجن کی ہدایت کردی تھی۔ اس غرض سے کہ خاوند عمدہ سے عمدہ ملے اور سہاگ میں کبھی خلل واقع نہ ہو۔ ایل متی صدق دل سے پاربتی جی کی پوجن کرتی تھی۔ اتفاق کی بات کہ ایک روز تازہ پانی دستیاب نہ ہوسکا۔ باسی پانی ہی سے گوری جی کی پرستش کرنا پڑی غرض تو ادا ہو گیا مگر پھل یہ ہُوا کہ گوری جی نے ملنے کی وعادی +

جس وقت بھیم کی لاش اس کے سامنے آئی۔ اس کو معاً پاربتی جی کی آواز غیب یاد آئی وہ سمجھ گئی کہ برودان کا ظہور اسی پر منحصر ہے۔ وہ بھیم سین کو لئے ہوئے گھر آئی۔ ایک پرانے کپڑے کا گیند بنا کر امرت کنڈ میں پھینکا اور پھر نکالنا چاہا۔ امرت کنڈ کے محافظ مانع ہوئے۔ اُدھر سے انکار تھا ادھر سے اصرار۔ آخر ایل متی سب کے سر ہو گئی کہ گیند نہ نکالا تو خون تمہاری گردن پر۔ محافظ مجبور ہوئے۔ اُنھوں نے گیند کو خوب

نچوڑ نچوڑ کر اس کے حوالے کیا۔ اور گیند ایل متی کے ہاتھ آیا تو کچھ امرت کی تری باقی تھی وہ بھیم سین کے مفید حال ہوئی اس کے اثر سے بھیم سین نے آنکھیں کھولیں۔ دیکھا تو کچھ اور ہی سماں ہے۔ نہ دعوت نہ تواضع نہ دریودھن نہ دوشاسن نہ وہ مکان بن نہ وہ محفل حیران کہ دوسری جگہ میں کیونکر آگیا۔ ایل متی کو دیکھ کر پوچھا:

تم کون ہو؟ اور جہاں میں ہوں۔ کس کا مکان ہے اور شہر کا نام۔ مجھے یہاں کون لایا۔ آخر لانے کا کوئی سبب +

جواب۔ میرا نام ایل متی ہے۔ باسک جی میرے پتا اس ملک کے فرمانروا ہیں۔ اس کا نام ناگ لوک ہے۔ آپ مردہ حالت میں بہتے ڈوبتے ترتے دریا کے بہاؤ پر آرہے تھے کہ میری نظر پڑ گئی۔ میں نے آپ کو گرداب فنا سے نکالا یہاں لائی امرت کی تاثیر سے زندہ کیا سری پاروتی جی کی کرپا اور بردان سے مجھے آپ کا درشن نصیب ہوا۔ اب مزے سے یہاں قیام کیجئے۔ رہئے بسئے آنند کیجئے +

بھیم سین۔ تمہارا شکریہ کہ میری جان بچائی۔ اس کے شکرانہ سے کیونکر سبکدوش ہوں +

ایل متی۔ بس اسی طرح کہیں میرے کلیجے کو ٹھنڈک پہنچاتے رہئے مجھ پر احسان ہوگا۔ اگر طبیعت سنبھل گئی ہو اور تکلیف نہ ہو تو اپنا نام بتا دیجئے۔ فرمائیے کہ وطن کہاں ہے۔ والد کا نام۔ آثارِ اقبال شاہی بے وجہ نہیں۔ سب حال کہہ جائیے +

بھیم سین۔ چندر رکھشی۔ سورج کی زندہ مورتی نہ جمبودیپ کے راجہ پانڈو کا لختِ جگر ہوں۔ پانچوں پانڈووں میں ایک نام بھیم سین سنا ہوگا۔ وہی میں ہوں۔ عموزاد بھائیوں کی قلبی عداوت کا یہ دوسرا کرشمہ ہے۔ میں اپنے نشۂ طاقت میں مست زہر وہر کی پروا نہیں کرتا اسی سے دھوکا کھا جاتا ہوں۔ تم جانتی ہو کہ تاثیر زہر ابھی تک رگ رگ میں پیوست ہے۔ اس لئے پیاس کا چٹکا لگ رہا ہے۔

زبان میں کانٹے پڑ رہے ہیں۔ زبان تر کرنے کو کوئی چیز چاہیئے کہو تو سامنے والے امرت کنڈوں سے پیاس بجھالوں ؛

ایل متی۔ کہیں ایسا غضب نہ کرنا امرت کنڈوں کی حفاظت ان سانپوں کے سپرد ہے۔ جن کی ایک پھنکار پہاڑ کو پھونک کر راکھ کر دے۔ ان کے کاٹے کا منتر نہیں۔ ایک امرت کیا ہزار اور تریاق بھی ہوں تو اُن کے زہر کے آگے سب مٹی۔ ذرا پیاس روکو۔ تھوڑی دیر ضبط کرو ؛

ایل متی لاکھ روکتی رہی مگر بھیم سین کب مانتا ہے۔ وہ امرت کنڈ میں کود ہی پڑا۔ اور امرت پینا شروع کر دیا۔ سانپ ڈسنے کو دوڑے۔ کاٹنے کو لپکے۔ مگر بھیم سین نے ایک لکڑی کا ڈنڈا اُٹھا کر جو ہاتھ دکھائے تو بہت سے سانپ فی النار۔ کچھ زخمی ہوئے۔ کچھ دم دبا کر بھاگے راجہ باسک کے پاس دوہائی دیتے روتے پیٹتے پہنچے۔ کہا۔ غضب ہو گیا۔ ایک بڑا موٹا تازہ راچھس ناگ لوک میں آگھسا۔ امرت کا امرت پیا اور سانپ کے سانپ مار کے زمین پر بچھا دئے راجہ باسک نے اُن کو تسکین دی اور کہا کہ وہ راچھس نہیں پون کا فرزند راجہ جدھشٹر کا قوتِ بازو ہے۔ تم جاؤ اور جدھشٹر کی دوہائی کھینچو۔ اُس کے نام کی آن دو۔ پھر کچھ نہ ہو گا ؛

سانپ دوڑتے ہوئے پھر امرت کنڈ کے پاس پہنچے۔ جدھشٹر کی دوہائی کھینچی۔ گڑگڑا کر بولے کہ بھیم سین تمہیں راجہ جدھشٹر کی آن جواب ستم ڈھایا ؛

بھیم سین دوہائی اور آن سنکر ہنستا ہوا کنڈ سے نکلا ہی تھا کہ راجہ باسک وہاں وارد ہوا۔ بھیم سین کو بڑی محبت سے مکان پر لے گیا۔ اور ایل متی اپنی راجکماری کے ساتھ شادی کر دی۔ دان دہیز کی کیا کمی تھی۔ سب ایک سے ایک بڑھیا سامان۔ تحفہ تحائف۔ مزید براں ؛

ادھیائے ۵۰

سہدیو کی جوتش بدیا کے کمال سے واقفیتِ حالات ناگ لوک سے اِیل متی اور بھیم سین کی ہستناپور میں آمد۔ دریودھن کا دلی رنج۔ پانڈووں کی خوشی

بھیم سین کی کیفیت اوپر بیان ہو چکی ہے وہ گرداب بلا میں پھنسا تھا۔ یہاں جدھشٹر نے بھیم سین کو نہ پایا تو بڑی تشویش ہوئی۔ اس نے تین روز تک برابر تلاش کی مگر بھیم سین کا پتہ نشان نہ ملا۔ جب سب بھائی مایوس ہو رہے تھے۔ سہدیو نے اپنے فن اختر شناسی کا آسرا لیا۔ بخوم (جوتش) میں حد درجہ کا کمال حاصل تھا۔ جو ہیں ستاروں پر نظر جمائی۔ کل گرہ کل نچھتر سامنے آ گئے اور سہدیو کے کان میں کچھ کہنے لگے۔ کہ بھیم سین بخیریت ناگ لوک میں ہے۔ ایک خوبصورت استری بھی ہاتھ آئی۔ دولت کا بھی بڑا لابھ ہوا۔ تین دن مرت جوگ کے تھے۔ وہ موت کے منہ میں کٹ گئے۔ اب کچھ کھٹکا نہیں سب چین ہی چین ہے۔

سہدیو ستاروں کی بتائی ہوئی باتیں راجہ جدھشٹر سے کہہ گیا وہ گوشِ دل سے سنتے گئے۔ آخر میں سہدیو نے کہا کہ ساری کارستانی دریودھن کی تھی۔ اُس نے رسوئیے کو سکھا پڑھا کر بھیم سین کے کھانے میں زہر ڈلوا دیا۔ جب بھیم سین کے جسم میں زہر سرایت کر گیا تو جلدی جلدی گنگا جی میں پھینکوا دیا۔ حالانکہ ایک بید کہتے کہتے مارا گیا

کہ بھیم سین مردہ نہیں۔ اس میں جان ہے میں اسے ابھی چنگا کئے دیتا ہوں۔ مگر دریودھن کب ماننے والا تھا۔ اس کو بھی بیوقوف بنا کر ٹرکا دیا ہر ایک شخص کو دھمکی دے دی کہ اگر ذرا بھی بات پھوٹی تو سمجھ لینا کہ قسمہ نہ لگا رہیگا۔ بال بچوں تک کی خیریت نہ ہوگی ؛

راجہ جدھشٹر کی جان میں جان آئی کہ بھیم سین صحیح و سلامت ہے۔ بلا سے دریودھن نے اسے ہلاک کرنا چاہا۔ مگر ہمیں کسی کی دشمنی سے کچھ غرض نہیں اپنی سلامتی سے غرض ہے دل نیک تھا۔ دریودھن کی دشمنی کا دل پر کچھ خیال ہی نہ ہؤا بھیم سین کی تندرستی کی خوشی نے سب رنج و غم بھلا دئے۔ اُنہوں نے فوراً قاصد روانہ کئے وہ ہوا کی طرح ناگ لوک پہنچے راجہ باسک کو پیغام دیا راجہ باسک نے بڑی قدر و منزلت شان و شوکت کے ساتھ بھیم سین اور ایل منتی کو روانہ ہستناپور کیا۔ بھیم سین ہستناپور میں پہنچا تو جدھشٹر۔ ارجن۔ سہدیو نکل کی خوشی کا کیا پوچھنا۔ جامے میں پھولے نہ سماتے اُچھل اُچھل پڑتے۔ ایل منتی ناگ کنیاں کو کنتی وغیرہ تمام رانیوں نے کلیجے سے لگایا۔ صورت دیکھ دیکھ کر انتہا سے زیادہ خوش ہوئیں۔ قیمتی سے قیمتی تحائف جس نے دیکھے حیران رہ گیا۔ دریودھن دل ہی دل میں جل مرا کہ ہا ہے بھیم سین پھر موت کے منہ سے نکل آیا۔ اور پھر اس پر لطف یہ کہ ناگ لوک کی دولت بٹور لایا۔ ایل منتی کی سی خوبصورت عورت گھاتے میں۔ پانڈو خوشیاں مناتے تھے۔ کہ بھیم سین ایسا بھائی صحیح سلامت ملا۔ راجہ باسک کی راجکماری بھی ہتھے چڑھی۔ قیمتی تحفہ تحائف بھی پلے پڑے ؛

ادھیائے ۵۱

کرن کی حکمت عملی۔ پرسرام جی کے فیض تربیت سے تکمیل کمالات افشائے راز۔ پرسرام جی کا عتاب۔ کرن کی ہستناپور میں مایوسانہ واپسی

کرن کی عمر پندرہ سال کی تھی۔ جب وہ ارجن کے مقابلے کے لیے خم ٹھونک کر اکھاڑے میں اُترا تھا۔ درونا چارج کی شاگردی میں اُس نے جو کچھ سیکھا۔ اُس کی بساط سے بڑھ کر تھا۔ ارجن کے سوا کسی کی قدرت نہ تھی۔ کہ اس کا سامنا کر سکے۔ گو کرن نشہ خودی میں چور اور ہاتھ پاؤں پر مغرور تھا۔ مگر پھر بھی ارجن کی طاقتیں اُس کی نظر میں بچی ہوئی تھیں۔ اسے معلوم تھا کہ با ایں ہمہ وہ ارجن سے برابر کی ٹکر لینے کے قابل نہیں۔ دل میں جوش تھا۔ طبیعت میں اُمنگ تھی ایک روز بیٹھے بیٹھے اُٹھا اور سیدھا پرسرام جی کی خدمت میں پہنچا اور ڈنڈوت کر کے عرض کی:۔

مہاراج میں برہمن کمار ہوں۔ خدمت کے لیے قسمت لے آئی شستر ودیا سیکھنے کی خواہش ہے۔ پرسرام جی نے کرن کو برہمن کمار جان کر سایۂ عاطفت میں لیا۔ کرن نے خدمت سے عظمت پائی شستر ودیا میں حد درجہ کا کمال حاصل ہو گیا۔ ایک روز پرسرام جی ضرورتاً آشرم سے چلے کرن بھی ہمراہ تھا۔ چلتے چلتے ایک پُرفضا مقام

پر گز ہوا۔ سبزہ زار نے طبیعت ہری کر دی۔ خوشرنگ پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو سے دماغ معطر ہو گیا۔ ٹھنڈی ہوا کے ہلکے ہلکے جھونکے دل کا کنول کھلا دیتے تھے۔ طائران خوشنوا کی میٹھی میٹھی بولیاں موہنی ڈالتی تھیں۔ بہار دلکش تھی نظارہ نظر فریب تھا۔ پرسرام جی ایک چھتنار سے سایہ دار درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ سبزۂ خوابیدہ نے فرش گل کا مزہ دیا۔ صبا کے جھونکوں نے پھولوں کی پنکھی جھلنا شروع کی تو پرسرام جی کی آنکھیں جھپکنے لگیں۔ کرن نے پرسرام جی کا سر زانو پر رکھ لیا اور پرسرام لیٹتے ہی سو گئے۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ ایک جونک کے ہمشکل کیڑا آیا۔ اور کرن کی ران میں چمٹ گیا۔ چمٹتے ہی کاٹنا شروع کیا۔ تو ایک خون کی دھار ران سے بہ نکلی۔ زخم شدید تھا تکلیف انتہا کی تھی۔ مگر کرن نے اُف تک نہ کی۔ جیسا بیٹھا تھا ویسا ہی بیٹھا رہا۔ جنبش کا نام ندارد۔ کیڑا کاٹنے میں مصروف تھا اور لہو کی دھار بہ رہی تھی۔ یہاں تک کہ پرسرام جی کی پشت میں گرم گرم خون لگا۔ وہ چونک پڑے دیکھا تو زمین سرخ ہو رہی ہے اور ایک فوارہ سا کرن کی ران سے جاری۔ پرسرام جی کرن کی مضبوطی کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اُنھوں نے کرن سے کہا۔ شاباش۔ مگر فرزند ایمان سے کہنا کہ تم ذات کے برہمن ہی ہو مجھے یقین نہیں آتا۔ برہمن ہوتا تو چیخ کر بھاگتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم برہمن نہیں۔ کشتری ہو۔ اور تم نے مجھ سے شاستر اور شستر ودیا سیکھنے کے لئے یہ بھروپ بھرا ہے۔ بس سچ بتا دو کہ تم کون ہو؟

کرن۔ (قدموں پر گر کر ہاتھ جوڑے ہوئے) مہاراج آپ بشن کا اوتار کیا ساکشات بشن ہی ہیں۔ آپ سے جھوٹ بولنا کیا۔ بے شک میں چھتری ہوں۔ صرف ودیا سیکھنے کے سبب سے جھوٹ بولا آپ معاف فرما دیں۔ اگر میں اپنے کو برہمن ظاہر نہ کرتا تو آپ کبھی خدمت میں سرفراز نہ کرتے۔ عدو سے اعلا ہنر نہ سکھاتے نہ تھے

شاستر پر عبور حاصل ہوتا۔ نہ شستر ودیا آتی۔ آپ نے کرپا کی۔ تو اب مَیں تن تنہا بیک بینی و دو گوش بلاشرکت غیرے بذات واحد ایک لشکر عظیم کو ایک دو تیروں میں کاٹ کر پھینک سکتا ہوں۔ مَیں اتنا جھوٹ ضرور بولا مگر صرف ودیا حاصل کرنے کے لئے۔ اب آپ کی نظر عنایت چاہئے۔ پرسرام جی کرن کی اطاعت شعاری سعادتمندی وعقیدت۔ جودت و جدت سے بہت خوش تھے انہوں نے غصہ روکا۔ غیظ و غضب کے دہکتے ہوئے انگارے راکھ میں دبا دئے مگر نظر عتاب پھر بھی نہ سیدھی ہوئی۔ اُنہوں نے آخر کہا۔ تم نے میرے ساتھ دھوکا کیا۔ خطا تو بڑی تھی۔ مگر خیر طرح دیتا ہوں۔ تجھ کو میرے سکھائے ہوئے فن مبارک۔ یوں تو تیرا کوئی نقطہ مقابل نہ ہوگا۔ مگر جب میدان جنگ میں اظہار فن کی ضرورت ہوگی۔ تو مجھ سے جو سیکھا پڑھا ہے وہ سب مٹی ہو رہے گا

کرن کانپتا تھرتھراتا قدموں پر گر پڑا۔ ناک رگڑی منت سماجت کی کہ مہاراج قصور ہوا معاف کیجئے۔ سراپ واپس لیجئے۔ مگر پرسرام جی بات کے دھنی تھے جو زبان سے نکل گیا۔ اُنہوں نے کہا ایشور کا شکر کر کہ مَیں نے طرح دی اتنے ہی سراپ پر بلا ٹل گئی۔ نہیں تو اور نہ جانے کیا کرتا بس اب جا۔ یہاں ٹھہرنے کی ضرورت نہیں ؏

کرن مایوسی کو دل میں لئے ہوئے قدم چھو کر وہاں سے ہستنا پور میں واپس آیا اور درونا چارج کی خدمت میں تعلیم حاصل کرنا شروع کی۔ دریودھن کرن کو دیکھ دیکھ کر خوش ہوتا تھا۔ اس کے کمالات فن کے غرور میں اس کے قدم زمین پر نہ پڑتے تھے دماغ آسمان پر رکھتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اُس کی سلطنت کی جان ہے تو کرن۔ شان ہے تو کرن۔ کرن دریودھن کی قدر دانیوں سے گرویدۂ احسان تھا۔ اس سے ربط و ضبط میں خصوصیت تھی۔ ابتدا

دریودھن کی طرفداری سے خیال ہے اس کو پانڈووں کے ساتھ
ناحق کا بیر تھا۔ اور اُن کی صورت سے دل نفرت تھی ✤

ادھیائے ۵۲

ارجن کی طلبی سے اندر کے ایراپت کی آمد۔ پرستش

کنوار کے مہینے میں اندھیارے پاکھ کی اشٹمی کو اہل ہستناپور رئیسان قرب وجوار ہاتھیوں کی پرستش کیا کرتے تھے۔ چنانچہ یہ تیوہار پیش ہوتے ہی ہستناپور میں خاص دھوم ہوئی۔ عورتوں مردوں کا میلہ لگ گیا دریودھن کے فیلخانے کے تمام ہاتھی زر کار جھولوں اور قیمتی زیوروں سے آراستہ کئے گئے۔ سب کورو اور تمام محلات زیور وجواہرات میں غرق نور کی تصویر بن گئے۔ اتفاقاً ارجن اپنی ماتا کنتی کے پاس گیا۔ دیکھا تو وہ پھٹے حالوں میں بیٹھی ہوئی ہے۔ چہرہ اُداس۔ منہ بالکل خشک اس نے ہاتھ جوڑ کر پوچھا۔ ماتا جی آج ایسا خوشی کا دن جس کو دیکھئے بادۂ عشرت سے مست ہے۔ سب کی زرق برق پوشاکیں سر سے پاؤں تک زیور ہی زیور۔ آپ کیوں میلے کچیلے کپڑے لادے ہوئے ہیں۔ اُٹھئے پوشاک بدلئے۔ زیور پہنئے۔ خوشی منائیے ✤

مہارانی کنتی۔ بیٹا۔ بھلا میرا منہ ہے کہ میں راگ رنگ میں شامل ہوں۔ تم پانچوں بیٹے یتیم۔ غریب ہیں دُکھیاری۔ آفت کی ماری۔ اگر تمہارے پتا ہوتے تو مجھے بھی راگ رنگ کی سوجھتی۔ تم جاؤ۔ کھیلو مالو۔ مجھے اسی طرح رہنے دو۔ تیوہار خوشی کا ہوتا ہے سو ایشور کی کرپا سے راجہ دھرتراشٹ اُن کی رانی بیٹے پوتے سب منا

رہے ہیں۔ میرا ابھی راج سہاگ ہوتا تو یہ نوبت کاہے کو ہوتی +

ارجن۔ ماتا جی میرے ہوتے آپ کو یہ خیال۔ آپ کو راج پاٹ کی کیا پروا راج ہمارا ہے یا اور کسی کا۔ جب چاہیں لے لیں میں آپ کا ایک بیٹا سو کے سو کوروں پہ بھاری ہوں۔ آپ کو کس بات کی کمی۔ ابھی کہئے تو اندر کے ایراپت کو آپ کے سامنے لاکر کھڑا کر دوں۔ یہ سیٹے پٹھے ہاتھی کس شمار قطار میں ہیں +

مہارانی کنتی۔ بیٹا اگر تم میں ایراپت کے لانے کی طاقت ہے تو بس اُسی کو لاؤ۔ میں اس کس مپرسی اور غریبی میں اُس کی پوجا کرونگی۔ تم سعادتمند ہو تو لاؤ ایراپت کو +

ارجن۔ یہ کتنی بڑی بات ہے۔ میں ابھی ایراپت کو حاضر کرتا ہوں آپ اُٹھیں منہ ہاتھ دھوئیں۔ کپڑے بدلیں +

مہارانی کنتی یا تو اُداس تھی۔ یا اب اُس کے چہرے پر خوشی کے آثار نمایاں ہو گئے۔ وہ ارجن کو دعا دے کر اُٹھی اور ارجن اس سے رخصت ہو کر درونا چارج کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان سے اجازت مانگ کر منتر پڑھتے پڑھتے ایک تیر مارا تو اندر لوک میں ہل چل مچ گئی۔ سب دیوتا راجہ اندر سے پکار کر:-

مہاراج! ارجن نے ایراپت کو یاد کیا ہے۔ تیر کی زبانی پیغام آ چکا +

راجہ اندر۔ میں ایراپت کو نہ بھیجونگا۔ بلانے کی پروا نہیں +

دیوتا۔ ارجن آپ کا فرزند ہے۔ وہ آپ سے چاہے کچھ نہ بولے مگر ہم لوگوں کے ماتھے جائیگی۔ وہ ضرور ہم پر غصہ اُتاریگا +

اندر۔ اگر آپ لوگ اتنا ڈرتے ہیں تو خیر ایراپت کو لے جائیے۔ مگر ایراپت کو مرت لوک سے کیا کام۔ وہ وہاں کی زمین پر پاؤں نہیں رکھ سکتا +

دیوتا۔ اس کا انتظام ہو جائے گا۔ ہم خود اُسے جھٹ پٹ واپس لے آئینگے +

اندر کی اجازت پاکر دیوتا لوگ ایراپت کو ساتھ لئے ہوئے ہستناپور میں آئے تمام شہر میں دھوم مچ گئی۔ کہ ارجن نے اپنی ماتا کی پرستش کے لئے راجہ اندر سے ایراپت ہاتھی منگا لیا ساری خلقت دوڑ پڑی۔ مہارانی کنتی خوش خوش آئی۔ درشن کئے۔ پوجا کی۔ ایراپت ہاتھی کے پاؤں زمین پر ٹکے نہ تھے۔ زمین سے دو بالشت اونچے تھے۔ جھول اور عماری کا کیا پوچھنا سورج چاند۔ ستارے چمکتے معلوم ہوتے تھے۔ تمام لوگوں نے اندر کے ہاتھی کی صدق عقیدت سے پوجا کی۔ ہر لب کی زبان پر ارجن کی تعریف کے ترانے تھے۔ سب کی زبان واہ واہ سے گھس رہی تھی۔ کنتی کا کلیجہ ہاتھوں بڑھ رہا تھا۔ مگر دریودھن اور کورو جلے کرتے جاتے تھے۔ کہ ہائے اتنی بڑی سلطنت ایسی طاقت موجود ہونے پر بھی ہمارا ان غریب یتیم اور بے دست و پا پانڈوؤں سے آج کے تیوہار میں بھی سر نیچا ہی رہا +

ادھیائے ۵۳

دریودھن کا رشک وحسد۔ راجہ دھرتراشٹ کی مجبوری۔ راجہ جدھشٹر کی ہستناپور سے رخصت۔ برناوہ (الہ آباد) میں تشریف بری۔ لاکھا مندر (رال اور لاکھ کے محل) میں قیام

جس وقت ارجن نے اندر کے ہاتھی ایراپت کو بلا کر اپنی انتہائی
طاقت کا ایک ادنےٰ کرشمہ دکھایا۔ دریودھن کی چھاتی پر سانپ لوٹ
گیا۔ اس کے تمام بھائی دل ہی دل میں جلنے لگے۔ گاندھاری کو بھی
پھوٹی آنکھوں پانڈوؤں کی صورت نہ بھاتی تھی۔ کرن بھی تاؤ کھاتا
تھا۔ دوشاسن اور شکنی بھی پھنکے جاتے تھے۔ سب میں باہم
مشورت ہوئی کہ پانڈوؤں کا سرتا بھرتا کیونکر کیا جائے۔ یہ لوگ
تو بڑھتے ہی چلے جاتے ہیں۔ چڑیمار کا ٹولا طرح طرح کا پنچھی بولا
والا معاملہ ہوا۔ کسی نے کچھ رائے دی۔ کسی نے کچھ۔ مگر
سب کا نچوڑ یہی تھا کہ "بزن"۔ قتل موذی قبل از ایذا۔ گربہ کشتن
روز اول ٭

یہاں یہ مشورت ہو رہی تھی۔ وہاں دوسرا گل کھلا۔ جدھشٹر کی
لیاقتوں کے ڈنکے بج رہے تھے۔ نیکیوں کا سکہ بیٹھا ہوا تھا۔
سعادتمندیاں دلوں پر تسخیر کا اثر کر رہی تھیں۔ عدل و انصاف نے
ایک عالم کو گرویدہ الطاف کر دیا تھا۔ بھیشم پتامہ اور ودر کا ذکر دھرتراشٹ
بھی ایسا خوش ہوا کہ اختیارات شاہی جدھشٹر کے دست قدرت میں
سونپ دئے۔ دریودھن دودھ کی سی مکھی ہو گیا۔ سب جلن کا کیا کہنا
حسد کی آگ حد سے زیادہ بھڑکی۔ سارے تھیلی کے چٹے بٹے اکٹھا
ہو کر راجہ دھرتراشٹ سے روئے پیٹے کہ ہائے۔ یہ آپ کیا غضب
کر رہے ہیں۔ سانپوں کو دودھ پلانا کس نے کہا ہے۔ آپ ہمیشہ سے
مالک تخت و تاج ہیں۔ صرف نابینائی کی وجہ سے راجہ پنڈو کو راج دیا
گیا تھا۔ اب ایشور کے فضل سے آپ کی سو آنکھیں موجود ہیں۔
ان کے ہوتے غیر مستحق پانڈوؤں کو مختار سلطنت کرنا اپنے ہاتھوں
اپنے پاؤں میں کلہاڑی مارنا اور شاخ پہ بیٹھ کر اسی شاخ کو کاٹنا ہے
اول تو ان کا انگل بھر زمین پر استحقاق ہی نہیں۔ سو فرضاً تھا ایک جھینپی
ان کو نہیں ملتی۔ مگر خیر آپ کی خاص مہربانی سے مفت ملا گیا کچھ

دے دلا کر بدبختوں کو یہاں سے ٹرکائیے۔ ہم لوگوں کی چھاتی سے تو پتھر ہٹ جائے۔ اور رات دن کی کڑھن سے نجات تو رہے +

کہ سننے دیواریں ٹل جاتی ہیں۔ سکھلائے پڑھائے اچھے سے اچھے عقلمندوں کی عقل ماری جاتی ہے۔ کورو آخر کلیجے کے ٹکڑے ہی تھے۔ اور پانڈو بھائی کے بیٹے یعنی بھتیجے۔ جگر جگر ہوگر کا معاملہ دھرتراشٹر پر ان کی توبہ تلا ہائے واویلا کا اثر ہوا۔ اس نے بھیشم پتامہ اور بدر جی سے تخلیہ کیا۔ تخلیے میں بات چھڑی کہ کورو پانڈووں کا فیصلہ آخر کیسے ہو؟ کوئی معقول تجویز ہونی چاہئے +

بھیشم جی۔ فیصلہ کچھ مشکل نہیں۔ نصفا نصفی پر سب معاملہ طے ہے +

بدر جی۔ میری بھی یہی رائے ہے کہ دو حصے کر دئے جائیں۔ دونو اپنے حصوں کے مالک +

دھرتراشٹر۔ میرا بھی یہی خیال ہے کہ کسی طرح روز روز کی ہائے ہائے تو جائے۔ تخلیے میں اس تجویز پر بلا اختلاف اتفاق ہو گیا۔ دھرتراشٹر محل میں آیا۔ دریودھن کو بلا کر کہا کہ

دیکھو پانڈو بھی راج کے حقدار ہیں۔ انصاف شرط ہے اور ان کو آدھا راج دینا لازم۔ میرا ارادہ ہے کہ حصہ بانٹ کر دوں +

دریودھن۔ یوں تو آپ کو سب کچھ اختیار ہے۔ ہم لوگوں کو لنگوٹی بندھا دیجئے تو کیا عذر۔ مگر پانڈووں اور ہم لوگوں کی برابری۔ راج کی آدھ بٹائی ہوئی تو میں دست بردار۔ آپ کا نام لے کر بھیک مانگ کھاؤنگا۔ مگر راج کی طرف آنکھ نہ اٹھاؤنگا +

راجہ دھرتراشٹر۔ تو آخر کچھ پانڈوؤں کا بھی حق ہے یا نہیں؟

دریودھن۔ خیر اس سے کیا مطلب ہو یا نہ ہو۔ آپ کی نظر عنایت ہے تو بے تکلف تھوڑا بہت دیدیجئے۔ ہم لوگوں کو کچھ عذر نہیں +

کئی روز تک [illegible] قدح ہوتی رہی آخر

راجہ دھرتراشٹ کی ایک نہ چلی - اس کو مان لینا پڑا کہ کچھ دے دلا کر پانڈوؤں کا ٹر کانا ہی اچھا یہاں روز روز ایک شگوفہ چھوٹتا ہے - گل کھلتا ہے اس سے وہ کچھ دنوں برناوہ (موجودہ الہ آباد) میں رہیں تو سب سے بہتر ۔

دریودھن نے راجہ دھرتراشٹ سے خوب پختہ وچن کر لی تھی - اس لئے اس کو یقین کامل تھا - کہ پانڈو برناوہ میں بھیجے جاوینگے - اس نے منتظم تعمیرات مسمٰے پروجن کو طلب کر کے خاص طور پر فہمائش کی کہ ایک بہت ہی معقول خوشنما نفیس مکان برناوہ میں جلد ہی سے تعمیر کرا دے - اس کے تمام اینٹ چونے گارے میں لاکھ ہو - رال ہو - اور وہ مصالحہ جس سے خود بخود آگ بھڑک سکے - اس کو لالچ دیا کہ جس وقت اس مکان میں پانڈو جل کر خاک سیاہ ہو گئے - بس انعام جاگیر - خلعت اکرام سامنے ڈھیر ملینگے ۔

پروجن انعام و اکرام کے لالچ میں برناوہ پہنچا - چند ہی روز میں ایک نہایت ہی نفیس مکان کھڑا ہو گیا لاکھ اور رال کے مکان کے ساتھ ساتھ اُس نے اپنی بھی ایک عالیشان حویلی تعمیر کر لی اور پانڈوؤں کے انتظار میں وہیں رہنے لگا ۔

اُدھر یہ کارروائی چوکس ہو گئی - ادھر دریودھن وغیرہ سب کورو راجہ دھرتراشٹ کی خدمت میں برابر حاضر رہنے لگے - جتنا دھرتراشٹ پانی پلانے پئیں جو دھرتراشٹ کہہ دیں وہی کریں - خوب روغن قاز ملا خوب ہاتھ میں دل لیا - اور اُکسا اُکسا کر آخر ایک روز جد عشتر سے کہلا کر چھوڑا کہ جان سے پیارو تمہاری جدائی کسی طرح گوارا نہیں - ایشور گواہ ہے - کہ میں تم سب کو اپنے خاص بیٹوں سے زیادہ عزیز جانتا ہوں مگر تم خود سمجھدار ہو - بھائیوں بھائیوں کی اَن بَن کا نتیجہ ٹھیک نہیں روز روز کا لڑائی جھگڑا اچھا نہیں ہوتا - نہ جانے کس وقت کس کے دل پر چوٹ لگے - اور پھر گوشت سے ناخن اور ناخن سے گوشت جدا ہو جانے لگے [illegible] بالفعل تھوڑا

راج سے لو اور چند روز برناوہ میں دل بہلا آؤ۔ یقین رکھنا کہ میں بہت جلد بلا لونگا۔ تم ایسے سعادتمندوں کو میں دم بھر بھی آنکھوں سے جدا رکھنا نہیں چاہتا۔ مگر سردست مصلحت وقت یہی ہے +

راجہ جدھشٹر۔ میں اپنے باپ کو نہیں جانتا جو کچھ جانتا ہوں آپ ہی کو بھلا مجال ہے کہ آپ کی مرضی پر نہ چلوں۔ آپ کا حکم سر آنکھوں پر گو آپ کے قدموں کی جدائی کا رنج ضرور ہے۔ مگر مجھے یہ شرف کیا کم ہے کہ آپ کے جادۂ اطاعت میں سر کے بل چلوں +

دھرتراشٹ نے جدھشٹر کو کلیجے سے لگا لیا اور کہا کہ:۔

بیٹا برناوہ کا راج مبارک۔ دیکھو ہنسی خوشی رہنا دل پر کسی طرح کا میل نہ لانا۔ میں بہت ہی جلد بلا بھیجونگا اطمینان رکھو +

راجہ جدھشٹر۔ (قدموں پر گر کر) میں تو اس سایہ کو اپنے سر کے لئے نہایت ہی مبارک سمجھتا ہوں ایشور اس سر کو قائم و دائم رکھے۔ اچھا میں قدموں سے رخصت ہوتا ہوں +

راجہ دھرتراشٹ نے دعا دی اور راجہ جدھشٹر اپنی قیامگاہ کو لوٹے۔ سامان سفر بندھنا شروع ہوا۔ چلنے کی تیاریاں ہونے لگیں +

راجہ جدھشٹر بھیشم پتامہ سے رخصت ہو آئے۔ تو بدر جی سے ملنے گئے۔ بدرجی نے فرمایا کہ "بیٹا ذرا ہوشیاری سے رہنا غفلت نہ کرنا۔ دریودھن نے تم سب کے رہنے کو لاکھ اور رال کا مکان بنوایا ہے۔ اس کی غرض یہ ہے کہ جب تم سب سوتے ہو سب طرف سے آگ لگا دی جائے اور تمہارے دشمن وہیں راکھ ہو جائیں۔ میں تم کو یہ راز کی بات بتاتا ہوں۔ اپنے ہی تک رکھنا کسی اور کو کانوں کان خبر نہ ہو +

مگر یہ بھی خیال رہے کہ میرے یہ کہہ دینے سے تم ایسا نہ ہو کہ اس مکان میں نہ اُترو اور دریودھن سنک جائے +

جدھشٹر۔ چچا صاحب آپ کی بزرگانہ محبت کا شکریہ کہ آپ نے ایسے راز مخفی سے اطلاع کر دی۔ مَیں اس راز کو دل ہی میں رکھونگا۔ مجال کیا جو زبان پر آ جائے۔ مَیں اُس مکان ہی میں ٹکونگا۔ خبرداری بھی رہیگی آپ بے فکر رہیں ؛

بدر جی وغیرہ سے رخصت ہو کر دوسرے روز صبح کو راجہ جدھشٹر ہستناپور سے چلے۔ پانچوں پانڈو مہارانی کنتی کے ساتھ سواریوں پر جلوہ افروز تھے۔ ایک مختصر فوج جلو میں تھی۔ شہر کے بہت سے رئیس و امیر۔ سیٹھ۔ ساہوکار دور تک ساتھ گئے۔ آخر جدھشٹر کے اصرار اور منت و سماجت سے سب اپنے گھروں کو واپس آ گئے صرف جدھشٹر کے ہمراہی راہی منزل تھے ؛

کئی منزلوں کے بعد راجہ جدھشٹر برناوہ میں داخل ہوئے برناوہ کے تمام رؤسائے عظام و امرائے ذوی اکرام نے بڑے تزک و احتشام سے پیشوائی کی شہر میں لائے۔ شہر کی آئینہ بندی کی نوبت نقارے بجوائے۔ ناچ رنگ کیا۔ شب کو دیپ مالا کی۔ خلاصہ یہ کہ شہر میں خاص دھوم تھی۔ کہیں ناچ کہیں رنگ۔ کہیں جشن کہیں جلسہ ؛

راجہ جدھشٹر اس مکان کے دروازے پر آ گئے۔ جس میں دریودھن نے ان کی قیام کا انتظام کیا تھا۔ جونہیں جدھشٹر نے چوکھٹ لانگھی اندر قدم رکھا پٹ سے چھینک ہوئی۔ سہدیو فوراً بول اُٹھا کہ خیریت نہیں۔ شگون تو پہلے ہی نیک ہُوا۔ دریودھن نے اس مقام کو اس نفاست اور ایسی کاریگری سے بنوایا تھا کہ دیکھ کر طبیعت پھڑکتی تھی راجہ جدھشٹر بھی رہ کاری دیکھ کر عش عش کر گئے۔ صدر پھاٹک پر طلائی اور نقرئی بڑے ہی خوشنما نقش و نگار۔ اعلےٰ صنعت کی مصوری۔ راجہ جدھشٹر دروازے کی کار پردازی دیکھ کر اندر داخل ہوئے۔ اور آنکھیں کھل گئیں۔ کیا

صحن کیا دالان کیا سقف کیا دیوار کیا بام کیا دریچے - سب ہیں حد درجے کی صناعی - جگہ جگہ شیشہ آلات جھاڑ - فانوس - سامان آرائش اسباب زیبائش پٹا پڑا تھا - مثلاً قصاویر و ریشمی فرش فروش سے سارا محل چوتھی کی دُلہن بنا ہُوا تھا - سب پانڈووں نے مکان کی نفاست پر آفرین و تحسین کہی - پروجن ایک ایک گوشہ دکھاتا پھرتا تھا - اور اس طرح خدمت کو حاضر تھا - گویا سچا جاں نثار ہے - چنانچہ اِدھر اُدھر گھومتے گھومتے لاکھ کی بو آئی - تب اُنہیں بِدُر جی کی بات کا یقین ہُوا اور وہیں ٹھہر گئے - پروجن نے تمام سامان آسائش اور عمدہ کھانے بہم پہنچا دئے - کسی چیز کی کمی نہ تھی - دن مکان کی سیر میں گزرا - اور رات ناچ رنگ میں ◆

ادھیائے ۱۴۸

بِدُر کے قاصد کی رفاقت - سرنگ کی تیاری - پانڈووں کی مکان سے خفیہ روانگی - اُن کے عوض پانچ فقیروں اور اُن کی ماں کا نقصان جان - دریودھن کو پانڈوؤں کی ہلاکت سُننے سے خوشی

پانڈووں نے وہ رات راگ رنگ میں کاٹی - صبح ہوتی خوید (؟) جی

کا قاصد پہنچا - وہ تخلیئے میں ملا - پیغام دیا کہ ذرا خبردار - لاکھ اور رال کا مکان ہے - جان جوکھوں سے مفر نہیں - یہ کہکر اُس نے کہا مجھ کو ایسا ویسا نہ سمجھئے - فن تعمیرات میں وہ دستگاہ رکھتا ہوں کہ باید وشاید - اس مکان کے رگ وریشہ کا حال میرے خیال میں ہے - پروجن رنگا سیار اور مار آستین ہے - اس کی خاطرمدارات کا اعتبار نہیں +

برتواضع ہائے دشمن تکیہ کردن ابلہی ست

پابوس سیل از پا افگند دیوار را

یہ صرف موقع کا منتظر ہے - جس وقت ذرا سی چلتی دیکھے گا - سب کو بھون بھان کر رکھ دیگا +

جدھشٹر - پہلے مجھے شک تھا - مگر چاروں طرف پھر کر کونے کونے کی سیر کی تو ہر جگہ لاکھ ہی لاکھ کی بُو معلوم ہوئی - دوسرے جو ہیں چوکھٹ کے اندر قدم رکھا پٹ سے چھینک ہوئی مجھے بھی وحشت ہے مگر کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں +

قاصد - بیشک اندیشے کی بات ہے - مگر ایشور نے فن عمارت میں یدطولےٰ عطا کیا ہے جو ارشاد ہو ابھی ممکن ہے +

جدھشٹر - جان کی حفاظت تو مقدم ہی ہے - پس کوئی تدبیر لازم - میری رائے ہے کہ مکان کے نیچے نیچے ایک سرنگ کھود دیجائے جس میں ایک آدمی کا گزر آسانی سے ہو سکے - یہ کام بہت چُھپ چھپاتے کیا جائے - کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو +

قاصد - سرنگ کھود دینا کچھ مشکل نہیں - آپ کے اقبال سے شام تک تیار ہو سکتی ہے +

جدھشٹر خیراندیشی سے خوش ہوئے بھیم سین کی نگرانی میں سرنگ کھدوانا شروع کر دی +

اب شام ہوئی - اُدھر سرنگ ہر طرح ٹھیک ٹھاک ہوگئی - ادھر

پانچ فقیر اپنی ماں کے ساتھ راجہ جدھشٹر کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور صدا لگائی :-

تین چار روز سے چھ جانیں بے دانہ پانی ہیں۔ رات دن پیٹ میں تو اوٹے گئے ہیں۔ آپ ایسے دھرم مورت مہاراج کا جشن سُنکر حاضر ہوئے پیٹ کی آگ کا ایندھن ملے اگر اجازت ہو تو یہیں ٹھہر کر توے کی چاند ٹھونک لیں +

جدھشٹر دانی تھا۔ اُس نے سوال سُنکر حکم دیا کہ ٹھہرنے کی جگہ اور۔ کھانے پینے کی ہر ایک چیز دی جائے۔ حکم کی دیر تھی۔ ہمہ نعمتیں ڈھیر۔ فقیر دل نے رسوئیں تیار کی۔ چھپن بھوگ موجود ہو گئے۔ جب کھانے کو بیٹھے تو اور ڈھیا ہوئی۔ مہاراجہ جدھشٹر سے کہا کہ جہاں یہ سب نعمتیں دی ہیں تو شراب بھی دیجئے۔ کیا یاد کرینگے کہ کبھی مہاراج جدھشٹر کے یہاں بھوجن کیا تھا +

جدھشٹر کو ردِ سوال معلوم ہی نہ تھا کیا چیز ہے۔ اس نے شراب بھی بہم پہنچا دی۔ شراب پائی تو فقیر دعائیں دینے لگے۔ جشن گانے لگے۔ بوتلوں کی ڈاٹیں کھلیں۔ پیالے لبالب بھرے گئے۔ دور پہ دور چلنے لگے۔ یہاں تک کہ سب کو کچے گھڑے کی چڑھ گئی۔ سب کے سب چُلو میں اُلو ہو گئے اور دو ننھے سیدھے گرے تو مردہ صد سالہ کے برابر۔ ایسے سوئے کہ بس ہمیشہ کے لئے قسمت نے آنکھیں ہی بند کر دیں۔ ان کو کھاتے پیتے سوتے آدھی رات گزر گئی اور ہر طرف سناٹا چھا گیا۔ پروجن دو راتوں کا جاگا ہوا تھا۔ اس کی بھی آنکھ لگ گئی پانڈووں کے رت جگے سے فتنہ بیدار بخت خفتہ کی طرح سو گیا +

سب طرف سناٹا اور خواب غفلت کا عالم دیکھکر راجہ جدھشٹر نے وہاں سے کھسکنے کی ٹھہرائی۔ بھیم سین سے کہا مکان میں تو ایک بتی لگا دو اور چلو ہم سب سرنگ سے نکل چلیں +

پانچوں پانڈو اپنی ماتا کنتی سمیت سرنگ کی راہ سے نو دو گیارہ ہوئے - اور مکان سے شعلے بلند ہونے لگے - آگ کی لپٹیں آسمان سے باتیں کرنے لگیں - آناً فاناً ہیں پانچوں فقیر ماں کے ساتھ بھٹا ہو کر رہ گئے - پروچن بھی فی النار والسقر ہو گیا - شہر میں دہائی پڑ گئی کہ شاہی محل جل رہا ہے - لوگ سر پیٹتے دوڑے کہ ہائے پانچوں پانڈو جل کر راکھ ہو گئے - سب کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے - ایک عجیب ماتم نظر آتا تھا - ہر زبان دریودھن کو کوستی تھی کہ اس کمبخت نے راجہ پنڈو کے کلیجے کے ٹکڑوں کو یوں دھوکے سے ہلاک کر ڈالا - مگر در اصل یہ بات تھی کہ راجہ جدھشٹر اپنے بھائیوں اور ماتا کنتی کو لئے ہوئے راتوں رات منزل مارتے کہیں سے کہیں پہنچ گئے - جنگل تک جاتے جاتے کنتی تھک گئی - قدم اٹھائے نہ اٹھتا تھا - بھیم سین کے سوا اور چار پانڈوؤں کے بھی پاؤں بھر گئے - ایک ایک قدم من من بھر کا معلوم ہوتا تھا بھیم سین نے ماں کو تو کاندھے پر چڑھا لیا اور تھکے ماندے چاروں بھائیوں کو پیٹھ پر لادا پھول کی طرح اٹھائے ہوئے لپکا تو دس کوس کٹتے معلوم ہی نہ ہوئے - اتنی لمبی چوڑی منزل مارنے میں صبح ہو گئی بھیم سین نے ایک درخت کے نیچے سب کو اُتار کر سستانے کا موقع دیا +

وہاں صبح ہوئی تو جلے بھُنے مکان کے ارد گرد ساری خلقت کا ہجوم - ایک عالم کا مجمع - دیکھا تو پانچ مردوں اور ایک عورت کی ہڈیوں کی ڈھیریاں پڑی ہیں - سب نے افسوس کیا کہ ہائے کل جو پانڈو یہاں ناچ رنگ دیکھ رہے تھے - جو مہارانی کنتی اپنے بیٹوں کو برناوہ میں دیکھ دیکھ کر جیتی تھی - آج راکھ کا ڈھیر نظر آ رہی ہے +

اس سانحہ درد انگیز و واقعہ قیامت خیز کی خبر ہستنا پور پہنچائی

گئی۔ دریودھن مارے خوشی کے جامے میں پھولا نہ سمایا لیکن جب سُنا کہ اُس کا رفیق پروچن بھی سواہا ہو گیا تو اس کو تھوڑا رنج بھی ہُوا لیکن یہ رنج اس خوشی کے سامنے کچھ بھی نہ تھا۔ جو اس وقت اس کو خوبی قسمت سے حاصل ہوئی تھی ❖

دھرتراشٹ بھی سمجھا کہ "خس کم جہاں پاک" مگر دنیا دکھاوے کو اُس نے بہت ہی رنج و غم کیا۔ بھیشم پتامہ اور بِدُر جی بھی یہ حال سُنکر رو پڑے اُن کے کلیجے میں غضب کی گہری چوٹ لگی۔ اور ہستناپور ماتم کدہ بن گیا ❖

دوسرے روز بِدُر جی کا قاصد واپس آیا۔ بدر جی سے ساری کیفیت بیان کر کے پانڈوؤں کی صحت سلامتی کا مژدہ سُنایا۔ بدر جی نے بھیشم پتامہ کو بھی اس راز سے خفیہ طور پر اطلاع دے کہا کہ اب پانڈو کچھ دنوں روپوش رہینگے۔ ظاہر نہ ہونگے وہ اچھی طرح ہیں آپ فکر و تردد نہ کریں۔ بھیشم پتامہ کا بے قرار دل سنبھلا۔ اُنہوں نے بدر جی کو چھاتی سے لگا کر کہا۔ بھائی تم نے بڑا عمدہ کام کیا۔ خوش رہو ❖

ادھیائے ۵۵

پانڈوؤں کی آوارہ وطنی۔ بھیم سین کی ہڈمبا راکشسنی سے شادی۔ گھٹوت کچ کی ولادت

پانچوں پانڈو جس وقت علے الصباح بڑے تیجے سستانے کو ٹھہرے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ رات بھر کے تھکے

پانڈو تھکے تھے وہیں زمین پر سو گئے - صرف بھیم سین بیدار رہا۔ ہائے
کیا زمانے کا انقلاب ہے - جو پانڈو سونے کی پلنگڑیوں اور مخمل کے
فرش کے سوا کہیں پلک نہ جھپکاتے تھے - جن کے ناز و نعم سے
پلے ہوئے جسموں میں فرش گل پر بچھے ہوئے پھولوں کی پنکھڑیاں
کھٹکتی تھیں - آہ آج اُن کی قسمت میں جنگل کی اونچی نیچی زمین ہے
اور بالش سر کے عوض ایشور کا تکیہ - وہ مہارانی کنتی جس کے
قدموں کے نیچے راجہ پنڈو ایسا چکرورتی راجہ اپنی آنکھیں بچھائے
رہتا تھا - جس کے سر کو خاوند کا زانو پھولوں کے تکئے کی طرح جگہ
دیتا تھا - حیف وہ درخت کے سائے میں اپنی قسمت کے ساتھ
سو رہی ہے اور یہ شعر حسب حال ہے

یاد مژگاں میں مری آنکھ لگی جاتی ہے — لوگ سچ کہتے ہیں سولی پہ بھی نیند آتی ہے

سب سو رہے تھے - بھیم سین جاگ رہا تھا - دفعتاً سامنے سے
ایک راچھسنی لپکتی ہوئی آئی - اور بھیم سین پر ہاتھ صاف کرنا چاہا -
بھیم سین اُٹھ کھڑا ہوا - ایک درخت اُکھاڑا اور وہ ہاتھ دکھائے
کہ اس کے جی چھوٹ گئے - وہ ہاتھ جوڑ کر کھڑی ہو گئی
اور بولی :-

تمہاری جیوٹ تمہاری جرأت تمہاری شکل تمہاری صورت
نے مجھے اپنا بنا لیا - اب میں تمہاری ہو چکی - خدمت میں قبول
ہو - میں راچھسنی نہیں دیکھو کون ہوں ×

یہ کہکر اس نے صورت بدلی - تو ایک نور کی تصویر سامنے
کھڑی ہو گئی - چاند سا مکھڑا آنکھوں میں چکا چوند پیدا کرنے لگا
یہ جمال دل افروز دکھا کر اس نے کہا :-

دیکھی آپ نے میری صورت - میرا نام ہڑمبا ہے اب سمجھ لو
کہ تمہاری لونڈی ہوں - کسی طرح اطاعت سے باہر نہیں - یہ بھی
خیال رہے کہ میرا بھائی ہڑمب آتا ہی ہوگا - وہ بڑا شہزور ہے - تم

سے مقابلہ کرے گا۔ تم اُس سے خم ٹھونک کر مقابلہ کرو۔ اور وہ تمہارے ہاتھ سے قتل بھی ہو جائے گا۔ اور میں تمہاری لونڈی ہی بنی رہونگی ؎

بھیم سین۔ مجھے تیری بات کا کیا اعتبار ہے کہ ابھی لڑتی تھی ابھی لونڈی بننے کو تیار ہو گئی ؎

ہڈمبا۔ سونا جانئے کسے۔ آدمی جانئے بسے ؏

تا مرد سخن نگفتہ باشد
عیب و ہنرش نہفتہ باشد

پہلے میں آپ سے ناواقف تھی۔ جب آپ کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ آپ ایسے ہیں۔ اسی سے دل آگیا۔ اب آغوشِ محبت میں جگہ دیجئے ؎

یہ باتیں ہو رہی تھیں۔ کہ ہڈمب راچھس شیر کی طرح ڈکارتا بادل کی طرح گرجتا سر پر آپہنچا۔ بھیم سین وہی درخت لئے ہوئے سامنے جا ڈٹا۔ پہلے خوب بنکیتی کے ہاتھ ہوئے۔ آخرکار کشتی کی ٹھہری۔ داؤں پیچ ہوتے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی ہی تھی کہ ایک دفعہ بھیم سین نے اُٹھایا اور گد سے زمین پر چت کر دیا۔ اُدھر ہڈمب کی پیٹھ زمین پر لگی۔ اُدھر بھیم سین چھاتی پر۔ وہ کسمساتا ہی رہا اور بھیم سین نے پران نکال دئے۔ گدم گدے کی آواز سے جدھشٹر وغیرہ بھی چونک پڑے۔ دیکھا تو بھیم راچھس کی چھاتی پر سوار ہے۔ اور راچھس بے دم ؎

ہڈمبا آکر بھیم سین کے قدموں پر گر پڑی۔ بھیم سین اسے ماتا کنتی کی خدمت میں لے گیا۔ اُس نے صورت دیکھی تو خوش ہوئی بھیم سین سے کہا۔ کہ اس کے ساتھ گندھرب بواہ کر لو بھیم سین نے شادی کر لی اور ہڈمبا پانڈوؤں کی خدمت میں سرگرم رہنے لگی۔ آخر گھٹوت کچ پیدا ہوا۔ پیدائش کے وقت ہی سے اس کی شجاعت

وطاقت کے آثار نمایاں تھے۔ چنانچہ مہابھارت کی جنگ وجدال اور نیرتھ جاترا کے زمانے میں جو کارنمایاں گھٹوت کچ نے کر دکھائے وہ دوسروں سے ممکن نہ تھے +

پانڈووں نے چھتریوں کا بانا اُتار ڈالا تھا۔ اب وہ برہمن کے بھیس میں تھے۔ اُن کا قیام ایک جگہ نہ تھا۔ آج اس جنگل میں ہیں تو کل اُس پہاڑ پر۔ یہ روز روز کی نقل وحرکت کچھ مصلحتاً تھی کچھ بدُرجی کے حسب منشا۔ کیونکہ اُن کی غرض تھی کہ نت نیا دانہ پانی ہو۔ ایک جگہ قیام نہ رہے +

ادھیائے ۵۶

ویاس جی کی ہدایت سے پانڈووں کا ایکچکرپور میں قیام۔ بھیم سین کے ہاتھ سے بک راچھس کا قتل۔ اہل شہر کی بلائے جانستان سے نجات

جب پانڈو صحرا نورد تھے۔ بیاس جی نے ایک روز اُن کو درشن دیئے۔ پانچوں بھائیوں نے بڑی تعظیم وتکریم کی آنکھوں پر بٹھایا بیاس جی نے کہا:۔

آجتک جو کچھ گزرا رتی سے ریزہ تک مجھے معلوم ہے۔ تم لوگوں نے بڑی تکلیف اُٹھائی۔ مگر دیکھو بڑے تحمل سے مصیبتیں جھیلنا۔ نیش کے بعد نوش رنج کے بعد راحت لازمی ہے۔ میری بات

یاد رکھو۔ عنقریب راجہ جدھشٹر کے سرپر شہنشاہی چتر سایہ فگن ہوگا (رانی کنتی سے مخاطب ہوکر) آپ کچھ فکر نہ کریں۔ جلدی دن پھرینگے۔ آج جو پانڈو آوارہ وطن کے مصائب جھیلتے ہوئے جنگلوں کے کانٹوں پر چلتے پھرتے دکھائی دیتے ہیں۔ ان کے قدموں کے نیچے تاجداران زمانہ کی آنکھیں بچھی ہوئی دیکھ لیجیئے گا۔ بہتر ہے۔ کہ اب آپ اپنے پیارے بچوں کو لے کر اکچکر پور میں قیام پذیر ہوں وہی جگہ آفتاب اقبال کے لئے مشرق انوار ہوگی +

بیاس جی یہ کہکر چلتے پھرتے نظر آئے۔ یہاں پانڈووں نے اکچکر پور کا راستہ لیا۔ جب پوری میں پہنچے۔ تو ایک برہمن کے گھر جاٹکے +

اکچکر پوری میں عرصے سے ایک آشوب اُٹھ رہا تھا۔ کوئی بک راچھس نامی ہر روز ایک نہ ایک برہمن کو چٹ کر جاتا۔ اور اس سبب سے ہر روز ہر گھر میں ماتم کا سامنا رہتا۔ پوری کے رہنے والے سخت تنگ آئے۔ آخر اُنھوں نے متفق الرائے ہوکر راچھس کی خوراک کے لئے اپنی جماعت میں سے ایک ایک کی باری مقرر کر دی۔ اور اس طرح ہر وقت کے اندیشۂ موت سے جان بچائی اور باشندگان مقامی چھکڑے پر مٹھائی اور کھچڑی لدوا کر راچھس کی خدمت میں حاضر ہوتے اُس شخص کو پیش کرتے جس کی اُس روز باری ہوتی۔ راچھس مزے سے مٹھائی کھچڑی اُڑاتا اور آدمی کو ڈکار جاتا تھا۔ لوگ اپنی جان کی خیر مناتے۔ "تک بجے سو دام ہوئے" کے مصداق اسی جانبری کو غنیمت سمجھتے تھے۔ ہاں جس کی دوسرے روز باری ہوتی۔ اُس کے دل سے پوچھنا چاہیئے۔ رات کیونکر کٹتی تھی۔ اس کے رشتہ داروں کے کلیجے میں کیسے نشتر چبھتے تھے +

جس روز پانڈووں نے برہمن کے یہاں ڈیرا کیا اُس روز اُسی برہمن کی باری تھی۔ اور سب سامان لیس تھا۔ دیر صرف اتنی تھی کہ باپ کہتا تھا کہ میں طعمۂ قصنا ہونگا۔ بیٹا جھگڑتا تھا کہ نہیں لقمۂ اجل ہونے کے لئے میری باری ہے۔ وہ کہتا تھا کہ میں بڈھا ہو چکا۔ دنیا کی بہت سیر کرلی۔ آخر ایک دن مروں ہی گا۔ پس جیسے آج ویسے کل مجھ سے اب دنیا بسنے والی نہیں۔ یہ کہتا تھا کہ واہ پالا پوسا گوہ موت کیا۔ نہ دن کو دن جانا نہ رات کو رات۔ میں ایسے باپ کو اپنے جیتے جی دو روزہ زندگی کے واسطے اپنے ہوتے موت کے منہ میں جھونکوں ممکن نہیں۔ یہ دونوں حجتیں کر رہے تھے۔ ادھر برہمنی کی جان اُڑی جاتی تھی کہ خاوند جاتا ہے تب بھی زندگی حرام بیٹا جاتا ہے تب بھی مرن دونو طرح خرابی ہے۔ وہ اس وقت زار زار رو رہی تھی بھیم سین نے جو ہائے واویلا سُنی تو پوچھا:۔

"ماتا جی کیوں معاملہ کیا ہے۔ یہ رونا دھونا کیسا؟

برہمنی۔ بیٹا کیا کہوں۔ ہائے آج گھر اُجڑتا ہے۔ تم مہمان ہو۔ جاؤ بیٹھو تمہیں ان باتوں سے کیا کام؟

بھیم سین۔ ماتا جی بتانے میں بھی کچھ ہرج ہے؟

برہمنی۔ نہیں بتانے سے میرا کرہ سے کیا جاتا ہے۔ خیال فقط یہ ہے کہ میں تو کڑھ رہی ہوں۔ تم کو بھی مفت رنج ہوگا کسی کے رنگ میں بھنگ کرنے سے مطلب؟

بھیم سین۔ ہمارے رنگ میں بھنگ نہ ہوگا آپ مہربانی کرکے بتا دیں تو میری دلجمعی ہو جائے اور بس؟

برہمنی نے راچھس کی خلق آزاری۔ مردم خوری وغیرہ کی ساری سرگذشت بیان کرکے کہا کہ آج میرے گھر کی باری ہے اسی لئے باپ بیٹا جھگڑ رہے ہیں۔ باپ کہتا ہے کہ میں جاؤنگا۔ بیٹا کہتا ہے کہ نہیں میں۔ میری دونو طرح سے مشکل ہے۔ یہ آنکھ پھوٹے تو

پھر وہ آنکھ پھوٹنے تو دو۔ کون سی اُنگلی کٹواؤں اور کونسی نہیں ✦

بھیم سین۔ بس اتنی بات کے لئے یہ ہائے ہتیا۔ آپ نہ کوئی آنکھ پھوٹنے دیں نہ اُنگلی کٹوائیں۔ آج سب کی طرف سے میں راچھس کے لئے حلوا سے بھی دو دو ہونگا ✦

برہمن اور برہمنی۔ نہیں یہ نہیں۔ ہم لوگوں کا چاہے جو کچھ ہو جائے اپنے مہمانوں کا ایک روآں میلا ہونے دینا منظور نہیں جاؤ بیٹا بھائیوں کے ساتھ جی بہلاؤ ✦

بھیم سین۔ ماتا جی۔ آپ کو خطر کیا۔ ایشور کی کرپا سے ہم پانچ بھائی ہیں۔ اگر اُن میں سے ایک نہ رہا تو کیا ہماری اوروں سے دل بہلا نہیں سکتی ہیں۔ تمہارا تو ایک ہی پتر اُس پر کچھ گزری۔ تب تو تمہارے پران ہی نہ رہینگے۔ اس سے کہتا ہوں کہ مجھے اپنے بیٹے کے عوض بھیجدو ✦

برہمنی۔ بیٹا۔ باپ راچھس ایسا ویسا نہیں۔ کال کو بھی پا جائے تو کھا جائے۔ ہاتھی کی ہڈیاں دانت سے چبا ڈالے۔ بس حد ہے کہ اس نے سارے گاؤں والے منہ میں جھونک رکھے۔ ہم لوگوں کے لئے کہیں بھاگنے کا راستہ بھی نہیں کہ اندھیرے اُجالے یہاں سے پر لگا کر اُڑ جائیں۔ میں بڑھاپے میں اپنے ماتھے پر کلنک لگانا نہیں چاہتی۔ تم جاؤ اور باتوں میں دل لگاؤ۔ ان باتوں سے تمہیں کیا کام ✦

بھیم سین۔ ماتا جی۔ یہ تو اب ہونے کا نہیں۔ کہ میں کل سویرے نہ جاؤں۔ آپ اجازت دیدیں اور پھر دیکھیں کہ کیا مزہ ہوتا ہے۔ راچھس کے سامنے آنے بھر کی دیر ہے۔ ایشور چاہیگا تو ہڈیاں پسلیاں چور چور دیکھ لیجیئے گا۔ آپ کا بال بیکا ہو تو میں ذمہ وار۔ سمجھ لیجئے کہ مری اور اُس کی مڈبھیڑ ہوئی اور پھر ہمیشہ کے لئے چھٹی ✦

برہمن اور برہمنی نے لاکھ سمجھایا۔ دھمکایا۔ ڈرایا مگر بھیم [illegible]
کوئی دیر تو گھسٹ [illegible] تو تھا ہی نہیں۔ آخر [illegible] کہا کہ اب [illegible]

ہو جاتے ماننے کا نہیں - آپ کے بیٹے کے بدلے ضرور جاؤنگا اور دیکھونگا - کہ وہ کیسے سب کو چٹنی کر جاتا ہے +

دونو جورو خاوندوں کی رات بھر نیند حرام رہی تھی - یا تو انہیں اپنی ہی فکر تھی یا بھیم سین کی ایک تیسری ہی فکر ہو گئی +

رات بھر آنکھ نہ جھپکی - پپوٹے سوج گئے - جس وقت صبح ہونے کو ہوئی بھیم سین برہمن کے پاس آیا اور کہا کہ مٹھائی اور کھچڑی لے کر چلئے - آپ بھی سوار ہو لیجئے - کیونکہ آج آپ کی باری ہے - میں پیچھے سے آکر سب کھایا پیا نکال کے چھوڑونگا - آپ بے فکر رہیں - کچھ خوف نہ کریں - جب تک جان میں جان ہے - مجال کیا جو کوئی رواں بھی میلا کر سکے +

ابھی منہ اندھیرا ہی تھا کہ بھیم سین اٹھا - نہایا دھویا - پوجا پاٹھ سے فراغت کی اور جو ہیں نور کا تڑکا ہوا - چندرماں جی کا دھیان اور سورج بھگوان کو ڈنڈوت کر کے گدا لئے ہوئے شہر میں پہنچا - اہل شہر مٹھائی اور کھچڑی کا چھکڑا لادے پھاند کے کھڑے تھے اور انتظار تھا کہ برہمن آئے - برہمن اور بھیم سین سے کہی بدی تھی - وہاں لوگ پوچھنے لگے تو برہمن کا پتہ نہیں - بھیم سین نے کہا اچھا برہمن نہیں تو جانے دو آج ہماری باری سہی - یہ کہکر وہ چھکڑے پر جا بیٹھا - ایسے لمبے لمبے ہاتھ مارے کہ ذرا دیر میں مٹھائی کی چور اور کھچڑی کا ایک دانہ بھی باقی نہ بچا - بھیم سین اب پیٹ پر ہاتھ پھیر کر اٹھا اور ادھر ادھر سے گوبر اور مٹی لاکر چھکڑے کو جیوں کا تیوں بھر دیا - اب بکداچھس اپنے حسب معمول ڈکارتا - گرجتا ہوا آ پہنچا - چھکڑا دیکھا تو نہ مٹھائی نہ کھچڑی - گوبر ہی گوبر ہے یا مٹی - وہ جل اٹھا - آنکھیں غصے سے خون کبوتر ہو گئیں - بجلی کی طرح تڑپ کر بھیم سین کی طرف دانت کٹکٹاتا ہوا لپکا - بھیم سین اپنی طاقت سے چاہتا تھا کہ راکھشس پہل کرے جو ہیں وہ نابکار قریب آیا - یہ تال ٹھونک کر

سر پر جا پہنچا۔ اُدھر سے اس نے اُسے اور اِدھر سے اس نے اُسے دبوچا اور گھسے پر گھسے چلنے لگے۔ وہ بھی طاقتور۔ یہ بھی شہزور۔ دیر تک کشتی ہوتی رہی۔ آخر راچھس کا دم پھول گیا۔ اور بھیم سین نے داؤں کر کے جو پھینکا۔ تو دھم سے زمین پر چاروں شانے چت۔ بھیم سین اس وقت بجلی ہو رہا تھا۔ راچھس کی پیٹھ زمین سے لگنے ہی نہ پائی کہ یہ چھاتی پر جا پہنچا۔ اور ایسے رگڑے بتائے کہ ہڈیاں چرمر ہو گئیں اور پنجرے کا پنچھی پھُر سے اُڑ گیا۔ بھیم سین نے اس کا سر تراشا اور دروازۂ شہر پر لٹکا دیا کہ ظالموں کو عبرت ہو۔ بک راچھس کے مرتے ہی اُس کے بھائی بندوں کی بھی نانی مر گئی وہ بھیم سین کی خدمت میں حاضر ہوئے قدموں پر سر رکھ دیا۔ اپنی بیگناہی کا اظہار کیا۔ معافی چاہی امیدوار نظرِ عاطفت ہوئے۔ بھیم سین نے احتیاط آئندہ کی قسمیں لے کر معافی دی۔ اور برہمن کے قیام گاہ پر واپس آکر سب کو ساری واردات سنائی۔ سب بہت خوش ہوئے۔ برہمنی کی خوشی کا کیا پوچھنا۔ اُس نے ہزاروں اسیسیں دیں۔ بھیم سین کی طاقت کو سراہا۔ پانڈوؤں کا احسان مانا +

پانڈوؤں نے اس واقعہ کی شہرت کے لحاظ سے یہاں زیادہ قیام کرنا مناسب نہ جانا۔ برہمنی سے رخصت ہو کر اُسی وقت دوسری طرف کو چل دئے۔ یہاں جب اہلِ شہر نے راچھس کا سر دروازۂ شہر پر دیکھا تو نہایت ہی حیرت ہوئی کہ یہاں ایسے کال کا کال کونسا پیدا ہو گیا۔ پوچھتے پوچھتے خبر لگی کہ فلاں برہمن کے ایک مہمان نے تمام شہر کی جان بچائی تو سب کے سب وہاں دوڑ پڑے۔ دیکھا تو وہاں کوئی بھی نہیں۔ برہمن اور برہمنی نے کہہ دیا کہ پانچ بھائی اپنی ماں کو لئے ہوئے رات بھر یہاں ٹکے تھے۔ سویرے ایک بھائی نے راچھس کو مارا اور سب اپنی راہ لگے یہ نہیں معلوم کدھر گئے۔ لوگوں نے لاکھ اِدھر اُدھر پاؤں توڑے چراغ لیکر ڈھونڈا مگر پتہ نہ ملا +

ادھیائے ۵۷

ویاس جی کی ہدایت پانڈوؤں کا کنتھل نگر میں گزر۔ انگاربرن گندھرب سے جنگ و صلح

جس وقت بکاسر راکھشس جہنم واصل ہو چکا۔ پانڈو اپنی راہ لگے۔ راستے میں ویاس جی نمودار ہوئے۔ بھیم سین کو شاباش دی۔ شکر گزار ہوئے کہ اس نے اپنی طاقت و جرأت سے ایک راکھشس کو مار کر برہمنوں کو امان دی۔ جدھشٹر سے کہا کہ تم کو اس نیک کام کا مبارکباد۔ اب میری صلاح ہے کہ کنتھل نگر میں بود و باش کرو۔ وہاں تم سب کا ستارہ عروج پر ہوگا۔ بے انتہا دولت ملیگی۔ وہ وہ چیزیں ہاتھ آئینگی جو کسی نے نہ دیکھی ہوں۔ اس کے بعد تم ہوگے اور راج یگیا سو راج مکت ہوگا اور تم ✦

ویاس جی تو یہ کہکر چلتے ہوئے پانڈوؤں نے کنتھل نگر کی طرف قدم بڑھایا۔ پانچال دیش (پنجاب) راستے میں تھا۔ اس کی سیر کرتے وقت برہمنوں سے ملاقات ہو گئی۔ انہوں نے ادھر ادھر کی باتیں کرکے دروپدی کے سوئمبر کی خوشخبری سنائی۔ پانڈوؤں کے چپ رہ رہے۔ منزلیں پہنچتے پہنچتے رات ہو گئی۔ رات کے وقت اجنبی مسافروں کو دیکھ کر انگاربرن گندھرب کے ہمراہیوں نے للکارا کہ کہاں سے وقت گھوم رہے ہو۔ پانڈوؤں نے کہہ دیا کہ ہم مسافر ہیں۔ یہ ہیں وہ ہیں۔ مگر اپنی گلی میں کتا بھی شیر ہوتا ہے۔ گندھرب

کے ہمراہیوں کی گیدڑ بھبکیاں تیز ہی رہیں - جب وہ کسی طرح سیدھے نہ ہوئے - اینٹھتے ہی رہے - تو ارجن نے چلے پر تیر چڑھایا اور لڑائی شروع ہو گئی - ارجن نے ایسے تیر برسائے - کہ سارے مخالفوں کے جی چھوٹ گئے - راجہ گندھرب اپنی رانی کو لئے ہوئے ارجن کی خدمت میں حاضر ہوا - معافی مانگی اور گندھرب لوک کے وہ اعلےٰ سے اعلےٰ گھوڑے نذر کئے - جن کی گرد اشہب صبا اور سمندِ نظر بھی نہ پا سکتا تھا +

ارجن نے عفو تقصیرات کی - گھوڑے قبول کئے اور کہا :-

"اس وقت ہم مسافرانہ حالت میں ہیں - ابھی کچھ دنوں اور غریب الوطنی رہیگی - اس لئے گھوڑے اپنے ہی یہاں رکھئے - جب ہم واپس پھرینگے تو طلب کرینگے +

گندھرب راج - آپ نے ہم سب کی جان بخشی کی - بڑا احسان کیا - مجھ پر کوئی نہ کوئی خدمت کرنا ضرور فرض ہے - اس لئے اگر خلاف نہ ہو تو ایک منتر سکھا دوں - جس سے آپ ایک جگہ بیٹھے بیٹھے دنیا بھر کا حال دیکھ اور معلوم کر سکتے ہیں +

ارجن - کیا مضائقہ - آپ مجھے یہ منتر سکھا دیں - اور آپ کو میں وہ منتر بتا دونگا - جس سے ایک تیر میں چاروں طرف آگ ہی آگ بھڑک اُٹھے +

دونو میں باہم صلح ہو گئی - اور باہم منتر سیکھے سکھائے گئے -

جب اس سے فراغت ہوئی تو راجہ گندھرب بولا کہ :-

"گو سورج کو چراغ دکھانا ہے تاہم بمصداق "کہ مہاے تو ملا اگر گستاخ" یہ استدعا کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ آپ آیندہ سے شب کے وقت جب کسی عورت کو ساتھ لے کر چلیں تو برہمن کو آگے نے جایا کریں +

ارجن - یہ کیوں ؟

راجہ گندھرب - میں آپ سے نیت کی بات کہتا ہوں - کیوں کا جواب

نیت والے جانیں۔ مگر ذرا سا شگوفہ میں بتلائے دیتا ہوں کہ اگر یہ نہ ہوتا تو میرے ہمراہی آپ کی منزل کھوٹی نہ کرتے۔ رات کے وقت آپ پانچوں صاحب جا رہے تھے۔ ایک عورت ساتھ تھی۔ اور سب کے پیچھے دو برہمن تھے۔ یہ حالت ٹوکنے کے قابل تھی۔ چنانچہ وہی بات پیش آئی۔ اور اس کی نحوست کا بھی تھوڑا بہت ظہور ہو گیا۔ برہمن کو پیچھے لے چلنے میں نرادر ہوتا ہے اور اس نرادر کا نتیجہ خرابی +

ارجن۔ اور بششٹ ایسے برہم گیانی ساکشات برہما کے پتر کے سو بیٹے بسوامتر جی نے جو مار ڈالے +

راجہ گندھرب۔ اس کا حال میں بیان کرتا ہوں۔ آپ نتیجہ نکال لیں +

ادھیائے ۵۸

بششٹ منی اور بسوامتر رشی کی باہمی مخالفت۔ اس کے نتائج۔ پاراسر جی کی ولادت۔ راچھسوں کا قلع قمع

انگاربرن گندھرب ارجن سے مخاطب ہے کہ بششٹ جی برہما جی کے فرزند عبادت و ریاضت میں سرتاج زمانہ ہوئے ان کے فضائل و کمالات کا ثبوت یہی ہے کہ مہاراجہ اکشواک ایسے چکرورتی یعنی روئے زمین کے فرمانروا اور ان کے ایک سے ایک باقبال جانشین کے گرو اور پروہت کی پدوی صرف انہیں کے حصے میں رہی۔ بششٹ جی برہم گیانی تھے۔ ان کو مرد ہتائی سے

کیا سروکار - مگر چونکہ اسی خاندان میں بھگوان بشن سری رامچندر جی کے نام نامی واسم گرامی سے جلوۂ نور حقیقی دکھانے کو تھے - لہٰذا اُنہوں نے سری برہما جی کے حکم سے پروہتائی کی پدوی کو ذات بابرکات سے عزت دینا منظور کیا - بششٹ جی اپنی استری ارن جھتی کے ساتھ تپوبن میں تپشیا سے زندگی کا آنند لوٹ رہے تھے - کہ ایک روز کانیکبج (گادھیپور عرف قنوج) کا راجہ گادھ صید وشکار سے دل بہلاتا ان کی کٹی کی طرف نکل آیا - بششٹ جی نے راجہ کی بڑی خاطر ومدارت کی - زبانی ہی نہیں عملی - راجہ سے لے کر تمام فوج جتنے نوکر چاکر سب کی دعوت کردی گئی - کٹی میں کیا . بی بھانگ نہ تھی - مگر جس وقت دعوت ہوئی دنیا کی کون نعمت تھی جو مہمانوں کے ساتھ ڈھیر نہ تھی - اوڑھنے بچھونے - زرش فرش کی بھی کمی کا کیا ذکر +

تمام چیزوں کا انبار لگا ہُوا تھا - آناً فاناً میں وہ وہ عالیشان محل تیار ہو گئے جو راجہ گادھ نے خواب میں بھی نہ دیکھے تھے +

گادھ کو حیرت ہوئی کہ میں اتنا بڑا راجہ میرے پاس ایسا کوئی سامان نہیں - ایسے کھانے زندگی بھر میں نہیں کھاتے - ضرور اس میں کچھ بھید ہے - بششٹ جی ظاہر میں تو فقیر بنا ہُوا ہے - مگر اس کے پاس وہ دولت ہے کہ راجوں مہاراجوں کو بھی نصیب نہیں - بششٹ نے تپشیا کر کے ساری دولت اپنی کٹی ہی میں بٹور رکھی ہے - ہم لوگوں کی قسمت میں پھونک چھوڑ دیا - تپشوی بڑا مزہ کرتے ہیں - راجوں کی زندگی اکارتھ - آج آہ ذرا سی کٹی میں یہ سازوسامان یہ دولت وثروت +

راجہ گادھ کی عقل چکر کھا رہی تھی کہ معلوم ہُوا - یہ بششٹ جی کی دولت وثروت کا پرکاش نہیں - ساری کرامات صرف ایک گئو کی ہے - اس نے سوچا کسی نہ کسی طرح کامدھین کو ہتیانا

چاہئے۔ ایسی چیز چھوڑنا محض بیوقوفی۔ راجہ گادھ اس خیال کو دل میں لئے ہوئے بششٹ جی کے پاس پہنچے۔ اور عرض کی:۔

مہاراج۔ آپ کو دنیاوی دولتوں سے کیا کام۔ آپ تپشوی ہیں۔ مگر پھر بھی میں ایک ہزار گائیں نذر کرتا ہوں آپ مجھے اپنی گؤ دے دیجئے +

بششٹ۔ آپ جو مانگیں میں خوشی سے دے دونگا۔ مگر گؤ پر میرا قابو نہیں۔ یہ اُن لوگوں کا مال ہے۔ جو ایشور سچدانند کی یاد میں چوبے کو سواہا کر رہے ہیں +

راجہ گادھ۔ اگر آپ سیدھی طرح نہ دینگے۔ تو شکایت نہ کریں میں پھر طاقت سے کام لونگا +

بششٹ۔ یہ آپ کو اختیار ہے میں آپ کا ہاتھ نہیں پکڑ سکتا +

راجہ گادھ نے طیش میں آکر فوج کو حکم دیا کہ "لے چلو اس گائے کو۔ خبردار کوئی رو کنے نہ پائے" +

یہ کہکر وہ خود اُٹھا۔ گائے کی رسی کھولی اور وہاں سے چلانے کے لئے ایک کوڑا رسید کیا۔ کہاں کامدھین کہاں کوڑا۔ کامدھین چیخ پڑی اور رسی تڑا کر سیدھی بششٹ جی کی خدمت میں حاضر ہو کر انسانی آواز میں بولی:۔

"کیوں مہامنی۔ برہم پُتر۔ مجھ سے کوئی خطا کہ آپ قدموں سے جدا کرتے ہیں" +

بششٹ جی۔ بھلا مجھے تمہارے قدموں سے چھوٹنا گوارا ہو سکتا ہے مگر اس وقت میرا بس نہیں۔ راجہ راج ہٹ پر اوتارو ہے تمہاری غیبی طاقتیں دیکھ کر اس کے منہ میں پانی بھر آیا۔ میں نے لاکھ سمجھایا۔ ایک نہیں مانتا اور تمہیں اپنی شاہی طاقت سے گھسیٹے لئے جاتا ہے۔ میں ایک تپشوی ہوں۔ مجھ میں یہ قوت کہاں کہ تم کو راجہ سے چھین سکوں۔ ہاں تم میں سب کچھ قدرت ہے

مرضی ہو تو تمہارا کوئی کچھ نہیں بنا سکتا۔ تم مختار ہو۔ مالک ہو۔ جان تمہاری خوشی پر منحصر ہے +

کامدھین۔ ہاں یہی بات ہے۔ لیجئے ذرا مزہ دیکھو +

یہ کہتے ہی اُس نے کان کھڑے کرتے ہی دم پھٹکاری۔ فوراً چھوت کا ایک ٹڈی دل جمع ہو گیا۔ سب راچھس ادھر شاہی فوج پر ٹوٹ پڑے ادھر کامدھین اپنے سینگوں سے تیغ و تفنگ کا کام لینے لگی۔ دم بھر بھی نہ گزری تھی کہ سارا لشکر کھیت۔ میدان صاف۔ لاشوں پر لاشے پڑے ہوئے تھے۔ خون کا دریا بہہ رہا تھا۔ جو زخمی تھے وہ سسک رہے تھے راجہ کو جان بچانا دوبھر ہوئی وہ تو کدم بھاگا اور ایک جنگل میں چھپ کر جان بچائی۔ کامدھین سب کا صفایا بول کر بشسٹ جی کے پاس لوٹ آئی اور کٹی میں قیام کیا +

راجہ کا وہ دل میں کٹ گیا۔ کسی کو منہ دکھانے کی صورت نہ رہی۔ آخر اُس نے تہیہ کیا کہ بس جپ تپ سے بشسٹ جی کی خبر لی جائیگی۔ تو سہی وہ تپسیا کروں کہ بشسٹ کو طاق پر بٹھادوں +

بسوامتر دُھن کے پکے تھے۔ مزاج میں ہٹ تھی۔ جس طرف جھک پڑے جھک پڑے۔ جو خیال جم گیا جم گیا۔ بس جپ تپ میں دل لگا دیا جان توڑ کر ایسی تپسیا کی کہ دیوتاؤں کے جی چھوٹ گئے بس حد ہے کہ جس وقت بسوامتر جی نے یگیہ کیا تو راجہ اندر اور دیوتا سوم پان کرنے کے لئے بال باندھے دوڑے آئے۔ ذرا بھی مین میکھ نہ کر سکے۔ جب تک راجگی کی راجہ کا وہ نام رہا۔ جپ تپ کے زمانے سے بسوامتر بسوامتر کہلانے لگے۔ وہ طاقت اور قدرت حاصل کر لی۔ کہ دوسری سرشٹی ہی رچنا شروع کر دی اپنی قدرت سے نئے ستارے اور نچھتر پیدا کر دئے۔ اور بہت سے جانداروں کو قالب عنصری پہنا دیا چنانچہ مشہور ہے کہ گائے کی ایک ٹکر پر بھینس پیدا کی۔ ایک جانور کے جواب میں دوسرا جانور

ایک اناج کے مقابلے میں دوسرا اناج پیدا کر دیا- اور ناریل سے آدمی پیدا کرنے کی آرزو تھی کہ دیوتاؤں نے منت و سماجت کرکے باز رکھا۔ بسوامتر راجہ تھے۔ تپ کی طاقتوں سے راج رشی ہوئے۔ اور آخر کار برہم رشی کی بھی پدوی حاصل کر لی ایک راجہ کلماگھ پاد رہا تھا- اس کو سراپ سے راچھس کا قالب مل گیا تھا- بسوامتر نے اس کو پچکارا دیا وہ ایک تو کریلا تھا- جب بسوامتر نے نیب پر چڑھا دیا تو اور بھی کڑوا ہو گیا۔ شمشیر ظلم و ستم پر باڑھ رکھی اور بششٹ جی کے سو بیٹے تہ خاک کئے۔ بششٹ جی کو سخت صدمہ ہوا۔ مگر غصہ پی گئے۔ بسوامتر سے عوض لینے کی نہ ٹھانی- دل پر غضب کی گہری چوٹ لگی تھی- زندگی سے بیزار ہو گئے- اس نے جان دیدینے پر کمر باندھی۔ پہلے سومیر پربت کی چوٹی سے پھاند پڑے- پھر جلتی آگ میں کودے- چھاتی پر پتھر باندھ کر سمندر میں غوطہ لگایا- مگر ذرا بھی صدمہ نہ ہوا- آگ برف ہو گئی- پہاڑ سے گرتے ہی جیسے کسی نے گود میں لے لیا- آخر ہاتھ پاؤں باندھ کر دریائے بیاس کی تہ میں جا پڑے- مگر رشی کا بند بند خود بخود کھل گیا- اور دریا کی لہروں نے ساحل پر اچھال دیا- دریائے بیاس کی جہاں اس روز سے کچھ اور کی اور ہو گئی- مگر بششٹ جی کی دُھن بندھی رہی- انہوں نے پھر شتدر ندی یعنی ستلج میں جان دینے کا ارادہ کیا- وہ اس کی بیچ دھارا میں ڈبکی لگا گئے- لیکن ایشور کی کرپا سے اس دریائے ذخار کی ہزار دھارائیں ادھر اُدھر بہ نکلیں اور وہ خود پایاب ہو گیا- بششٹ جی جان دینے کی کوشش کرتے کرتے تھک گئے- مگر اُن کا روآں بھی نہ میلا ہوا- آخر ہاری مان کر جنگلوں کی خاک چھاننا شروع کی- اگر آج اس صحرا میں ہیں تو کل اُس بیابان میں- ایک روز یہ یونہی پاؤں کا سنیچر مٹا رہے تھے- کہ ایک عورت اُن کے پاس آئی- اور قدموں پر سر جھکا کر بولی کہ:-

مہاراج میں آپ کی بہو ہوں- آدرشتی نام ہے +

بشسٹ جی کچھ پوچھنے بھی نہ پائے تھے۔ کہ وید منتروں کی آواز کانوں میں گونجنے لگی۔ اور آدرشنتی قدم پکڑ کے بیٹھ گئی۔ بشسٹ جی کو سخت حیرت ہوئی۔ کہ یہاں میرے اور اس عورت کے سوا تیسرا آدمی نہیں۔ یہ وید منتروں کی آواز کیسی۔ اُنہوں نے پوچھا:۔

معاملہ کیا ہے۔ وید منتروں کی آواز مَیں کہاں سے سُن رہا ہوں +

آدرشنتی۔ آپ کے فرزند کلاں شکر سے مَیں حاملہ ہوں اور یہ آواز حمل کی ہے۔ بشسٹ جی کو سخت حیرت ہوئی۔ مگر اس حیرت پر اس بات کی خوشی نے پردہ ڈال دیا۔ کہ میری بہو کی اولاد کوئی معمولی نہیں جب ابھی سے وید پاٹھ کا یہ حال ہے۔ تو جب ظہور ہوگا۔ نہ جانے فضائل خصائل کی کیا کیفیت ہوگی۔ اُنہوں نے آدرشنتی کی بڑی خاطر تواضع کی اور فرمایا:۔

اچھا بیٹی تم یہیں رہو مَیں تمہاری ساس اُرن دھتی کو بھی بلائے لیتا ہوں کہ اکیلی سے دوکیلی ہو جاؤ +

ادھر یہ باتیں ختم نہ ہوئی تھیں کہ سامنے سے ایک مہیب صورت راچھس آتے نظر آیا آدرشنتی نے کہا:۔

پتاجی مہاراج لیجئے غضب ہوگیا۔ وہ سامنے راچھس آرہا ہے اب آپ کی اور میری خیر نہیں +

بشسٹ جی۔ تم بیفکر رہو۔ یہ اصل میں راچھس نہیں کلماکھ پاد راجہ ہے فقط سراپ سے راچھس کا قالب نصیب ہوگیا +

یہ کہا ہی تھا کہ راچھس پاس پہنچ گیا۔ کچھ ہاتھ پاؤں نہ نکالنے پایا تھا کہ بشسٹ جی نے ایک منتر پڑھ کر پھونکا۔ تو صورت ہی کچھ اور ہوگئی۔ راچھس کا نام و نشان نہیں۔ دیکھا تو کلماکھ پاد راجہ ہاتھ جوڑے ہوئے کہہ رہا ہے کہ:۔

جگت گرو۔ مہامنی خطا معاف کیجئے۔ پاد راجہ ششورش کا بیٹا مَیں ہوں جو کلماکھ پاد کے نام سے بدنام ہے ہائے اس زندگی میں

یُن نے بڑے عذاب سہے۔ اب آپ سب پاپ دور کریں +
بششٹ جی - بس ایک بات یاد رکھو۔ خبردار خبردار کبھی کسی برہمن کی حقارت نہ کرنا۔ تب تو نجات ہے نہیں تو تم جانو اور تمہارا کام +
کلماکھ پاد - مہاراج کبھی ایسی خطا نہ ہوگی۔ جان و دل سے خدمت نہ کروں تو گنہگار جو سزا چاہیے دیجیے مگر اب یہ فرمائیے کہ اکشواک بنس کی بیل کیسے بڑھیگی۔ خاندان میں کوئی چراغ نہیں +
بششٹ جی - اچھا تم جاؤ اچھی طرح راج کرو۔ وارث تخت و تاج بھی ہو رہے گا۔ فکر کی بات نہیں +
راجہ کلماکھ پاد اپنے راج سنگھاسن پر بیٹھا اور یہاں کچھ دنوں کے بعد آدرشتی کی امید بر آئی نور نظر نے صورت دکھائی۔ لڑکا بڑا خوبصورت بڑا تیجسوی اور پرتابی تھا۔ چہرے پر وہ مذہبی جلال کہ بس معلوم ہوتا تھا کہ کوئی بڑا بھاری تپیشری ہے +
بششٹ جی سو بیٹوں کے غم میں جان دینے پر اتارو تھے۔ مگر جان نکالے نہ نکلتی تھی۔ آخر پوتے کی اُمید پر اُنھوں نے صبر کیا۔ اور جس وقت بچے کی صورت دیکھی آنند ہو گئے۔ اور پاراسر اس سے نام رکھا اُنھوں نے اس کے لئے جان دینے سے ہاتھ اٹھایا تھا۔ سو بیٹوں میں سے ایک کی یادگار دیکھ کر بششٹ جی کا کلیجہ ہاتھوں بڑھتا تھا۔ اُنھوں نے بڑی محنت سے پالا۔ پرورش کی ایسا پڑھایا لکھایا کہ علامۂ عصر کر دیا +
پاراشر بششٹ جی کو پتا پتا کہکر پکارتے تھے۔ اور سمجھتے تھے کہ انہیں سے میرا جنم ہوا۔ ایک روز آدرشتی گود میں بٹھلائے ہوئے تھی۔ اُس کو غم ہوا کہ ہائے میرے پتی پرمیشور نے یہ آنکھوں کا سکھ نہ دیکھا۔ وہ آنکھوں میں آنسو بھر لائی اور بیٹے کو کلیجے سے لگا کر کہا +
پُران پیارے کلیجے کی ٹھنڈک تمہارے پتا ہمیں تمہیں چھوڑ گئے ہیں۔ جن کو تم پتا پتا کہتے ہو وہ میرے سسر ہیں اور تمہارے دادا

تمہارے پتا جوانی ہی میں گزر گئے۔ اُنہیں راچھسوں نے قتل کردیا *
پاراشر گو بچے تھے مگر اس دردناک سرگذشت سے اُن کے دل پر سخت چوٹ لگی۔ غصے سے تاؤ کھا گئے۔ اور قسم کھائی کہ تو سہی ایک راچھس بھی جو میرے ہاتھ سے بچ کے زندہ رہ سکے۔ بچپن کا یہ پرن ہوش سنبھالتے ہی رنگ دکھا گیا۔ تپسیا گھٹی ہی میں پڑی تھی۔ ایسا تپ کیا کہ غیبی طاقتیں دن دونی رات چوگنی بڑھتی گئیں۔ آخرکار ایک یگیہ کیا اور آپ منتر پڑھنے بیٹھ گئے۔ تپ کا تیج الگ منتروں کی تاثیر جدا ہزار ہا راچھس آپ سے آپ آکر ہون میں سواہا ہو گئے۔ جو تھا پر بندھا چلا آتا تھا۔ رشیوں منیوں کو راچھسوں پر رحم آیا۔ چنانچہ اگست پولست۔ کرت۔ مہاکرت۔ دیول اُترے وغیرہ یگیہ میں تشریف لائے۔ پاراشر جی کی خوشامد درآمد کی۔ منت وسماجت کے ساتھ عرض پرداز ہوئے *
کہ بس اب غصہ تھوک ڈالئے۔ راچھس اپنے کئے کا بہت ہی پھل چکے۔ آپ کو بیشک سب کچھ طاقت ہے مگر سوچئے کہ ایشور کی سرشٹی ایک سرے سے ندارد نہیں ہو سکتی۔ کبھی کسی کا بیج ناش ہوا ہے نہ ہو سکتا ہے۔ اس لئے خونریزی سے فائدہ۔ پاراشر جی نے فوراً انتظام کائنات کا لحاظ کرکے اسی وقت یگیہ ملتوی کردیا *

ادھیائے ۵۹

راجہ کلماکھپاد کی سرگذشت انگار برن گندھرب

کی زبانی پانڈووں کی پروہتائی کے لئے دھوم رشی کی منظوری ۔ دروپدی سوئمبر کے لئے پانڈووں کا دروپد نگر میں داخلہ

انگاربرن گندھرب ارجن سے مخاطب ہُوا کہ بششٹ جی کے پوتے پاراشر جی ہمعصروں میں ممتاز اور رشیوں منیوں میں سرافروز ہوئے حال ۔ ماضی ۔ مستقبل کی تمام باتیں گویا پیشِ نظر تھیں ۔ یہی پاراشر جی ہیں جنہوں نے مشہور ہی عرف جوجن گندھا کے بطن سے بیاس جی کو پیرایۂ ہستی پہنایا تھا ؛

ارجن اتنا سُنکر بولے کہ آپ نے قبل میں ذکر کیا ہے کہ بششٹ جی راجہ کلماکھ پاد کو ایک بیٹے کے واسطے بردان دیا تھا ۔ اُس کی بات تو ادھوری ہی رہ گئی ؛

انگاربرن ۔ نہیں نہیں میں سُناتا ہوں سُنئے ؛

راجہ کلماکھ پاد کسی روز جنگل میں محوِ گلگشت تھا ۔ سیر کرتے کرتے دیکھتا کیا ہے کہ درختوں کے کُنج میں ایک تپشوی برہمن اپنی عورت کے ساتھ کلیل کر رہا ہے راجہ سراپ کے اثر سے راچھس ہو چکا تھا وہ دیکھتے ہی لپکا اور برہمن پر جا ٹوٹا ۔ چاہتا تھا کہ منہ میں رکھ لے کہ اُس کی عورت بول اُٹھی :۔

"کیوں کیوں یہ کیا ۔ مانا کہ سراپ سے راچھس کا چولا پہننا پڑا ۔ مگر دراصل میں تو آپ راجہ کلماکھ پاد ہی ۔ اکشواکُ ایسے دھرماتمان راجہ کی نسل میں ہو کر آپ کو یہ حرکت زیبا نہیں ۔ آخر غریب برہمن کا قصور ؟ بہتر ہے کہ بزرگوں کے دھرم کی طرف جائیے اور میرے خاوند کی جان بخشی فرمائیے ؛

راجہ کلماکھ پاد کب سُننے والا تھا۔ اس نے یہ گزارش اس کان سے سُنی اُس سے اُڑا دی اور برہمن کو حلوا سے نرم کی طرح ڈکار گیا +

برہمنی کے تن بدن میں آگ لگ اُٹھی سے فوراً ہی سراپ دے دیا کہ راجہ جس وقت تو اپنی رانی سے ہمبستر ہو۔ اُسی وقت بستر مرگ پر دم توڑے +

سراپ کو مُدتیں گزر گئیں۔ راجہ کلماکھ پاد بھی راچھس کے چولے میں مست تھا۔ نیک و بد کی تمیز ہی نہ تھی۔ آخر جب بشسشٹ جی نے اپنے تپوبل ہی سے راچھس سے انسان بناکر ایک بیٹے کے لئے آشیرباد دیا۔ تو اب اُس کی آنکھیں کھلیں اور برہمنی کا سراپ یاد آنے سے وہ بہت ہی متفکر ہُوا۔ اپنے افعال قبیحہ پر سخت لعنت ملامت کی۔ راجہ کلماکھ پاد رانی کے پاس جاتا ہے تو جان سے ہاتھ دھونے کا اندیشہ آخر سوچتے سوچتے سوچا کہ جنہوں نے بردان دیا ہے وہ آپ ہی اپنی آشیرباد کو پورا کر دکھائینگے۔ چنانچہ اُس نے اپنی رانی کو بشسشٹ جی کی خدمت میں روانہ کیا۔ ورشنوں کی دیر تھی کہ نخلِ آرزو بارور ہوگیا۔ اور ایام مقررہ کے بعد دیدار فرزند سے آنکھیں شاد ہوئیں راجہ کلماکھ پاد کے بعد اُسی کو سورج بنسی سنگھاسن حاصل ہُوا۔ اور خاندانی شجرے کا سلسلہ منقطع نہ ہونے پایا +

ارجن نے راجہ کلماکھ پاد کی سرگذشت گوش ہوش سے سُنی۔ اس کے بعد دریافت کیا کہ یہاں کوئی لائق و فائق رشی ہے جس کو میں اپنا پروہت مقرر کرسکوں۔ بغیر پروہت کے بڑا ہرج ہے +

انگار برن گندھرب۔ یہاں دھوم رشی ایک بڑے مہاتما اور گیانی تپشوی ہیں۔ اُن کا سا پروہت آپ کو دوسرا نہ ملیگا۔ بہتر ہے کہ آپ اُنہیں سے عرض کریں +

راجہ گندھرب اتنا کہکر گندھرب دیش کے گھوڑوں کو لئے ہوئے اپنے دارالحکومت کو چل دیا۔ یہاں پانڈو دھوم رشی کی خدمت

میں پہنچے۔ اُنہوں نے اُن کی اوج اقبال و طاقت جہانگیری کا خیال کرکے پروہتائی منظور کرلی۔ اس کے بعد پانچوں بھائیوں نے سوئمبر کا عزم کیا۔ راستے میں بہت سے رشی منی برہمن پنڈت ملے۔ سب کی پانچوں پانڈووں نے خدمت اور خاطر تواضع کی آخر بیاس جی بھی رونق افروز ہوئے۔ اور اپنے ساتھ پانڈووں کو دروپد نگر میں لے گئے وہاں ایک گاؤں کے آشرم میں دو تین روز تک قیام کیا۔ پھر راجہ بھانی کی ایک دھرم سالہ میں سب کے سب جا ٹکے۔ خاص و عام جانتے تھے کہ سب سادھو سنت برہمن ابھیاگت ہیں۔ کسی کو خبر نہ تھی کہ راجہ پنڈو کے جگر بند بھی دروپدی کی قسمت سے جگانے کے لئے دروپد نگر میں وارد ہیں +

راجہ دروپد کی دلی خواہش تھی کہ اس کی دروپدی ارجن ایسے فخر زمانہ کے ساتھ منسوب ہو۔ مگر جس وقت اُس نے سُنا کہ پانچوں پانڈو لاکھا مندر میں جل بھنک گئے وہ کلیجہ پکڑ کر رہ گیا اُس کی اُمیدیں ٹوٹ گئیں۔ لیکن نارد جی نے آکر آس دی کہ گھبراؤ نہیں پانڈو صحیح سلامت ہیں۔ چونکہ غرض یہ تھی کہ ارجن ہی داماد بنے اس لئے اُس نے سوئمبر میں بھرمک جنتر تیار کرایا جو اس طرح گھومتا تھا کہ کسی کی نظر نہ جمتی تھی۔ دروپد نگر میں اس وقت تل رکھنے کی جگہ نہ تھی۔ شہر کے چاروں طرف راجہ ہی راجہ نظر آتے تھے خیموں سے زمین چھپی ہوئی تھی۔ سوئمبر کا مکان بہت ہی نفیس تعمیر کیا گیا تھا۔ راجاؤں رشیوں منیوں اور اہل شہر کے لئے حسب لیاقت اونچی اونچی نشستگاہیں آراستہ کی گئیں تھیں اور سب کے وسط میں تیراندازی کے لئے بھرمک جنتر قائم تھا +

ادھیائے ۶۰

دروپدی کا سوئمبر- راجگان زمانہ کی ناکامی - ارجن کی کامیابی

بیشم پائن راجہ جنمیجے سے کہتے ہیں کہ جس روز دروپدی کا سوئمبر تھا۔ اُس روز دروپد نگر میں کچھ اور ہی چہل پہل تھی۔ صبح ہی سے باجے گاجے بجنے لگے۔ اندھیرے منہ ہی گلی گلی میں کیوڑے گلاب سے چھڑکاؤ ہو گیا۔ سڑکیں تماشائیوں سے اٹی تھیں۔ راجوں مہاراجوں کی سواریوں کا تانتا لگا ہوا تھا۔ کثرت ہجوم سے پیک صبا کو راستہ نہ ملتا تھا۔ شانے سے شانہ چھلتا تھا۔ سوئمبر کے مکان کی رونق چوتھی کی دُلہن کے سنگار کو مات کر رہی تھی۔ چاروں طرف کھائیں۔ اردگرد سربفلک فصیلیں۔ جس پر موقع موقع پر طلائی برجیاں ایک خوشنما پھاٹک بند فواروں سے آراستہ۔ محراب زرق برق۔ نقیشی جھالریں۔ نو آئے نور پھولوں کی سجاوٹ سب پر طرہ۔ سب اسی طرف سے مکان سوئمبر میں جاتے تھے۔ انہیں میں پانچوں پانڈو بھی برہمن کی وضع بنائے رونق افروز محفل ہوئے دیکھا تو ایک وسیع میدان کے بیچوں بیچ ایک نفیس چبوترے پر دو زرکار ستون آسمان سے باتیں کر رہے ہیں۔ ان کی بلندی کے درمیانی حصے میں ایک چکر شن شن چکر کھا رہا ہے۔ چکر کے بیچ میں ایک بہت ہی بڑی خوشنما جواہرات سے جڑی ہوئی سونے کی

مچھلی آویزاں ہے۔ اور ٹھیک اُس کے نیچے ایک وزنی کمان کے ساتھ کچھ تیر رکھے ہوئے ہیں۔ چکر اس زور سے گھومتا تھا کہ نظر جمنا محال سوئمبر میں شرط تھی کہ جس میں دم ہو۔ قوس گراں کو تان کر بھرے ہوئے کڑاہ میں مچھلی کے عکس پہ نظر جمائے۔ شست باندھے مچھلی کو ہدف تیر کر دے۔ جو اس معرکے میں سرخرو رہیگا۔ اُسی کو دروپدی نصیب ہوگی۔ دوسرے کو نہیں۔ تمام محفل سامانِ آرائش سے آراستہ تھی۔ اطلس و کمخواب کے فرش نظر کا قدم نہ جمنے دیتے تھے۔ پہلے رشیوں منیوں کی صف تھی بعدہ راجوں مہاراجوں کی نشستگاہیں۔ سب کے آخر میں خاص و عام کی بیٹھکیں۔ والیان ملک میں دور دور کے راجے مہاراجے آئے تھے۔ مثلاً

دریودھن اور اُس کے ۲۵ بھائی

شکنی راجہ قندھار (دریودھن کا ماموں)

مہاراجہ شل فرمانروائے کابل و قندھار وغیرہ والد شکنی

راجہ جراسندھ والی ولایت بہار عرف مگدھ۔ اور اس کے دو بھائی

مہاراجہ ملک ویراٹ

راجہ بکدنت والئے ملک بنگالہ

مہاراجہ شال۔ فرمانروائے ملک یمن و بدخشاں

راجہ سوت حکم دوآب

راجہ برہدبل تاجدار کوہستان

مہاراجہ جیدرتھ سرپرآرائے ولایت پنجاب (عرف پنچالکا)

راجہ ششپال راجہ ملک چندیری

مہاراجہ پرسرام والئے ملک اودھ

راجہ کرن

وسّتھاں فرزند دھنا چارج

سری کرشن چندر جی مہاراج

سری بلبھدر جی -
پردومن جی
ساتکی جی
سانب
کرت برما

اکرور وغیرہ جدوبنسی بڑے تزک و احتشام سے رونق افروز ہوئے - جس وقت تمام راجے مہاراجے آگئے - خوشی کے شادیانے بجے اور سہیلیاں درودپدی کو لئے ہوئے محفل میں آئیں - درودپدی اس وقت نور کے سانچے میں ڈھلی - اپنے حسن و جمال سے دوپہر کے آفتاب کو مات کر رہی تھی - ایک تو قدرتی رنگ و روپ اُس پر سولہوں سنگار - سر سے پاؤں تک مرصع زیور - زرق برق قبا سے اہل نظر کی آنکھوں میں ایک نور کی تصویر کے روئیں روئیں سے بجلیاں کوندھ رہی تھیں - لاکھ آنکھ بھر دیکھنا چاہتے تھے - لیکن نظر میں چکاچوند پیدا ہو جاتی تھی +

رمبھا اور مینکا اس کے پاؤں کی دھوون بھی نہ تھیں - رتی (کامدیو کی استری) یا اندرانی کی بھی اس کے سامنے آنکھ نیچی تھی - جس نے درودپدی کی طرف آنکھ اُٹھائی - بس تصویر حیرت بن گیا - آنکھوں کی پتلیاں قطب از جا جنبد ہو گئیں +

درودپدی کے آتے ہی درشٹ دمن اپنی بہن کے پاس آکھڑا ہُوا اور سب کو بلند آواز سے بولا کہ :-

تاجداران زمانہ ! موقع تنگ و نازک ہے اور قسمت آزمائی کا وقت - ادھر دیکھئے چکر میں جواہرات سے جڑی سونے کی مچھلی پھرکی کی طرح گھوم رہی ہے اُس کے نیچے زمین پر تیل سے بھرا کڑاہا رکھا ہوا ہے - جس میں مچھلی عکس افگن ہے - جن صاحب کو دم داعیہ ہو تیل کے کڑاہ میں عکس دیکھ کر چکر کی مچھلی پر تیر سے نشانہ

لگائیں۔ تب شاید مقصود ہم بغل ہو گا۔ میری بہن راجکماری دروپدی جیمال لئے ہوئے موجود ہے۔ اس کو ایشور نے اگنی کنڈ سے پیدا کیا ہے جس کا ستارہ بلند ہو۔ اس کے ہاتھ سے جیمال پہنے۔ ہاں بہادران ہیل افگن دو دلاوران کوہ شکن اُٹھئے۔ ہیجئے دھنش بان کے جوہر دکھائیے +

دھنش وزنی تھا۔ بہت سے لوگ تو دیکھتے ہی ہمت ہار بیٹھے۔ بعضوں نے زور لگایا تو جنبش ندارد۔ کسی نے اُٹھایا تو چلہ چڑھانا محال۔ آخر سب نے جی چھوڑ دیا۔ سب تھرتھرا کے اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ یا تو محفل گونج رہی تھی یا بالکل سُناٹا ہر طرف سکوت کا عالم +

یہ رنگت دیکھ کر درشٹ دیمن اپنی جگہ سے اُٹھا۔ اور افسوسناک لہجے میں کہا:۔

"شرم! شرم۔ ایسے مکٹ دھاری۔ ایسے ایسے چہرے مہرے کے راجے موجود اور پھر بھی دروپدی کنواری ہی۔ نشانہ لگانا کیسا قوس بھی چڑھائے نہ چڑھ سکی +

آہ آج ارجن اور بھیم ہوتے تو میرے پتا جی کا پرن کیوں اکارتھ جاتا۔ افسوس نالائقوں نے دغا فریب سے ایسے شہزور اور شور بیر پانڈوؤں کو لاکھ اور ہال میں پھونک کر بہادروں سے دنیا سونی کر دی +

یہ الفاظ کوروں کے واسطے تیر سے بڑھ کر تھے۔ دریودھن کرن اور ششنی تلملا کر رہ گئے۔ مگر کرن تڑپ کر اُٹھا اور گرج کر بولا:۔ درشٹ دیمن کی زبان سے ایسے کلمے۔ کوروں پر ناحق کا الزام۔ پانڈو اپنے اعمال سے اس موت مرے۔ اُن کو اُن کے افعال کی سزا ملی۔ گرودشا نے پھل دکھایا۔ کسی اور کا کیا قصور۔ یہ دھنش چیز ہی کیا ہے۔ ابھی ابھی مچھلی کو چھید چھاد کر دھنش کے بھی پرخچے اڑا دیتا ہوں۔ اچھا آنکھیں کھول میری بھی طاقت دیکھ لو +

یہ کہہ کر کرن لپکا اور جونہیں کمان اٹھانے کو جھکا دروپدی بول اٹھی +
"جلئے جائے آپ بیٹھئے - میری جیمال ناقص البطنوں کے لائق نہیں +

کرن اس فقرے سے دل میں کٹ گیا - آنکھیں نیچی ہوگئیں اتنے میں سری کرشن جی بول اٹھے کہ کرن تم کیوں تکلیف کرو - آؤ بیٹھو +

کرن دل میں کھسیانا ہو کر دریودھن کے قریب جا بیٹھا اور برہمنوں کی صف سے یہ آواز آتے سنائی دی کہ :-

اوبرہمن کمار کیا بیوقوفی کرتا ہے - جب ایسے ایسے صاحب طاقت تیر تلوار کے دھنی جی چھوڑ بیٹھے تو تو کیا بنائیگا - ناحق برہمنوں کی ذلت کرانا چاہتا ہے +

یہ آواز بڑے زور شور سے محفل میں گونج گئی - سب چونکے ہوئے تھے کہ ایک نوجوان برہمن جھپٹ کر چبوترے پر جا پہنچا - دھنک اٹھایا - چلہ چڑھاتے ہی تیر چٹکی سے نکلا - تو مچھلی تیل کے کڑاہ میں تھی - اور ہر طرف سے واہ واہ کی صدا بلند +

دروپدی نے بڑھ کر گلے میں جیمال پہنا دی - وہ دل ہی دل میں حسن صورت پر غش ہو گئی - چدھشٹر وغیرہ کی خوشی کا کیا پوچھنا - اچھل اچھل پڑے - سری کرشن جی نے بلبھدر جی کے کان میں کہا - یہ ذات شریف ہمارے ارجن ہی ہیں +

ادھیائے ۱۶۱

سوئمبر میں کرن اور دریودھن کا حسد - ارجن اور

بھیم سین کی جنگ - کوروں کی شکست - پانڈوؤں کی فتح - سری کرشن جی کی فہمائش سے مخالفوں کا سکوت

جس وقت ارجن کے گلے میں جیمال پڑی - تمام راجے آتش حسد سے جل اٹھے - غل مچ گیا کہ اس برہمن کی کیا مجال جو دروپدی کو بیاہ سکے ہمارے جیتے جی کبھی یہ ممکن نہیں - سب آستینیں چڑھا کر کھڑے ہو گئے - تلواریں میان سے نکل پڑیں - تیر چلے پر چڑھ گئے - دروپدی کا نازک دل اس ہنگامہ عظیم سے گھبرا اٹھا - اس کے چہرے پر اداسی چھا گئی - ارجن نے کہا - پیاری گھبراؤ نہیں ذرا سامنے تو آنے دو میں ایک ایک کو زمین پر سلا کے چھوڑونگا - میں اکیلا سب پہ بھاری ہوں اور پھر چار بھائی اور بھی جو سائنکا لئے کو موجود ہیں - کسی کا قسمہ نہ لگا رہ پائے گا +

یہ کہکر ارجن نے دروپدی کو اپنے قریب بلا لیا اور تن کے کھڑا ہو گیا کہ دیکھیں کون سامنے آتا ہے - دریودھن نے کرن کو ابھارا وہ اکڑتا ہوا اٹھا اور للکارا :-

کہ برہمن دیوتا کھڑے کیا ہو - ذرا ایک ایک ہاتھ تو کر لو - اور آخر جو جیتے دروپدی اس کی +

ارجن - جاؤ گھر واسے میں بیٹھو چلے ہیں دو دو ہاتھ کرنے - میں نے راجہ درپد کا پرن نبھا کے سب کی ناک رکھی - میرے ہوتے دروپدی کو کون پا سکتا ہے +

ارجن نے بھیس بدلا ہوا تھا - کرن نے مطلق نہ پہچانا کہ کون ہے وہ ارجن کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ سنتے ہی جھپٹ پڑا - ارجن نے ایسی تھپکی دی کہ دس قدم پرے جا پڑا - اور سنبھل کر لگا تیر برسانے

ارجن نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ تیروں کی ایک جھڑی سی لگ گئی۔ دریودھن کو تاب کہاں تھی۔ تاؤ کھا کر اُٹھا اور تیار تھا کہ کرن کی مدد کرے فوراً بھیم سین نے اُسے ڈپٹا اور لگی پکڑا ہونے۔ ارجن نے کرن کو پھر ایسے تیر کے جوہر دکھائے کہ غش آنے لگا۔ چپکے سے ڈنڈوت کی اور ایک کونے میں جا کھڑا ہوا۔ بھیم سین نے گدا اُٹھایا تو دریودھن کے بھی حواس غائب۔ دل میں خیال کہ یہ برہمن ہے یا بھیم سین۔ کرن اور دریودھن دونوں ہاری مان کر چپ لگا گئے۔ اور دو چار راجے بگڑے تو ارجن اور بھیم نے رگ سیدھی کر دی۔ سب محفل سے بھاگنے لگے۔ اور یقین ہو گیا کہ ان سے برابر طاقتور اور کون ہوگا۔ جنہوں نے کرن اور دریودھن کی بھی بانی کجائی نکال دی۔

ابھی کچھ راجے سرگوشیاں کر رہے تھے کہ ان برہمنوں کو نیچا دکھانا ضروری ہے۔ ورنہ ہیٹی اور کرکری میں کیا شک۔ اتنے میں مہاراج سری کرشن چندر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اُنہوں نے کہا۔ بڑے شرم کی بات ہے کہ خود تو سوئمبر جیتا نہ گیا اب ایک شور بیر نے پالا مارا تو کھسیانی بلی کھمبا نوچے والی کہاوت۔ دروپدی و ارجن کی طرف اشارہ کر کے) اس برہمن کا مال ہے۔ اگر اب کسی نے اُسے چھیڑا تو کہتا ہوں کہ مجھ سے بگڑ جائیگی۔ میں سب کو مار اُتارونگا۔ سری کرشن جی کی یہ ڈانٹ تیر بہدف ہوئی۔ ہر طرف سے آواز آنے لگی۔ جی ہاں بہت ٹھیک۔ ٹھیک ٹھیک۔

سب راجے محفل سوئمبر سے رخصت ہوئے۔ اور راجہ دروپد خوش خوش ارجن اور دروپدی کو رنواس میں لے گیا۔ درگا جی کی پوجا کرائی بعدہ پانچوں پانڈو دروپدی کو لے کر ماتا کنتی کے پاس چلے۔ رانی کنتی دھرم شالہ میں نہایت تشویش میں تھی۔ اسے اندیشہ تھا کہ دریودھن و کرن وغیرہ بھی سوئمبر میں آئے ہیں۔ کہیں مڈبھیڑ ہو جائے یا بہروپ کھل جائے۔ تو وہ ضرور میرے بچوں کو آزار

پہنچائینگے۔ دھوم رشی اُسے تشفی دیتے تھے اور سمجھاتے تھے کہ اول تو ممکن ہی نہیں کہ راز فاش ہو۔ بالفرض ہو بھی جائے تو پانڈووں کا کوئی بال بیکا نہیں کر سکتا +

یہاں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ پانچوں پانڈو قیامگاہ پر پہنچے خوش خوش ماتا کنتی سے کہا کہ:۔

"ماتا جی آج تو بڑے گہرے ہوئے خوب مال مارا۔ بڑی ہی عمدہ چیز لائے +

ماتا۔ اچھا بیٹا مبارک۔ بڑے پیار سے پانچوں بھائی بانٹ لو +

دروپدی کو رانی کنتی کی یہ بات سخت ناگوار ہوئی اور پانچوں بھائی ایک دوسرے کا منہ دیکھ کر رہ گئے۔ جدھشٹر کی زبان سے نکلا:۔ جو شدنی تھا وہ ایشور نے ماتا جی کی زبان سے نکلوا دیا۔ پھر ہم لوگوں کو کیا عذر +

ارجن نے دروپدی سے ماتا کے قدم چھونے کو کہا۔ وہ قدموں پر جھکی۔ معلوم ہوا کہ ارجن دروپدی کو جیت کر لایا ہے۔ اب تو اس کے ہوش اُڑ گئے کہ ہائے بے سمجھے سوچے کیا کہہ دیا۔ مگر اب کیا ہوتا تھا سخن از زباں رفتہ وتیر از کماں جستہ باز بدست نہ آید +

رانی نے بڑے پیار سے دروپدی کو گلے سے لگایا۔ ساتھ کی سہیلیوں کی خاطر تواضع کی۔ پانڈو خوش خوش باتیں کر رہے تھے کہ سری کرشن جی بلدیو جی بھی وہاں ہوئے۔ پانڈووں سے ملے۔ ارجن و بھیم کی فتحیابیوں کا مبارکباد دیا۔ رانی کنتی سے فرمایا کہ "پھوپھی دروپدی نہیں لکشمی ہے۔ دیوتاؤں نے اسے اگنی کنڈ سے پیدا کیا۔ دیکھنا خوب اچھی طرح خاطرداشت کرتی رہنا۔ اس کا رویاں نہ دُکھنے پائے +

وہاں راجہ دروپد ارجن و بھیم کی اعلےٰ طاقتوں سے حیران ہر ایک سے کہتا تھا کہ یہ مجھے آدمی نہیں معلوم ہوتے ضرور دیوتا ہیں جنھوں نے کرن شیل۔ مدید دھن ایسے کوہ پیکر پہل ونس بہادروں کو دودو ہو پھیڑوں

ہیں سیدھا کر دیا۔ مگر اسے یہ نہ معلوم ہوا کہ آخر یہ ہیں کون ؟ اس امر کے دریافت کرنے کی غرض سے اس نے اپنے بیٹے درشٹ دمن کو دھرم شالہ میں روانہ کیا۔ دھرشٹ دمن وہاں پہنچا تو سری کرشن جی بلبھدر جی رونق افروز ملے۔ کچھ ادھر اُدھر کی باتیں کیں۔ کچھ گفتگو سُنی۔ اور اُنھیں پیروں راجہ درو پد کی خدمت میں واپس آیا۔ سری کرشن جی و بلدیو جی کی موجودگی۔ برادرانہ برتاؤ وغیرہ کی سب چشم دید کیفیت بیان کی۔ راجہ درو پد بہت ہی خوش ہوا کہ جب ان لوگوں کو سری کرشن جی بھائی بھائی کہتے ہیں۔ تو ان سے بڑھ کر اور خاندانی لوگ کون ہونگے۔ شکر ہے کہ میری دروپدی کا سوئمبر ہو گیا۔ وہ اونچے گھرانے میں ہی بیاہی گئی +

ادھر دروپدی کی ماں نے بھی اپنی طرف سے پروہت کو بھیجا تھا کہ حالات حسب و نسب دریافت کر آئے۔ چنانچہ اُس نے بھی واپس آکر دھرشٹ دمن کے بیان کی تائید کی اور تو اس میں آنند مئی چھا گئی +

ادھیائے ۶۲

پانڈووں کی راجہ دروپد کے یہاں دعوت۔ راجہ دروپد کو ان کے حسب و نسب سے آگاہی۔ دروپدی کے پانچ شوہروں کے تعلقات پر بحث بیاس جی کا فیصلہ

راجہ دروپد کو ابھی تک کامل یقین نہ تھا کہ پانڈو در اصل پانڈو

رہی ہیں۔ اس لئے اُنہوں نے تجویز کی کہ ان کی دعوت کرکے روش و طریق سے شک رفع کر لیا جائے۔ اس نے راج محل کو خوب آراستہ کیا۔ تمام قسم کے ہتھیار تیر ترکش ڈھال تلوار برچھی بھالے وغیرہ سج دیئے۔ اور اردگرد کے وسیع احاطے میں رتھوں۔ گھوڑوں۔ ہاتھیوں کا میلہ لگا دیا۔ پانچوں پانڈو بڑے اعزاز سے بلائے گئے بڑی تعظیم و تکریم سے استقبال ہُوا۔ راجہ دروپد بنفس نفیس تمام ہتھیار اور ہاتھی گھوڑے دکھلانے بہلانے لگا۔ پانڈو عقلمند تھے۔ صورت سے دل کی بات تاڑ جاتے تھے۔ اُنہوں نے ہر چیز کو دیکھ دیکھ کر اپنے وسیع معلومات کے دفتر کھول دیئے۔ جدھشٹر نے دور سے ہاتھی گھوڑوں کو دیکھ کر سب کے حسن و قبح ظاہر کئے۔ بھیم سین نے ہاتھیوں کے نقص و عمدگی کا خاکہ کھینچ دیا۔ ارجن نے نظر سے دھنش بانوں کی دیکھ بھال کی۔ سہدیو نے تلواروں کے جوہر پرکھے۔ نکل نے گھوڑوں کے عیب و صواب کی تصویر کھینچ دی۔ راجہ دروپد ان کی واقفیت و معلومات سے سمجھ گیا کہ ہاں واقعی یہ چھتری ہیں۔ ان کی فہم و فراست ان کے اوج اقبال کا پتہ دیتی ہے۔ مگر یہ وضع یہ لباس کیسا۔ راجوں کے بیٹوں کو فقیری سے کیا سروکار۔ اس نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا:۔

سچ سچ فرمائیے گا۔ کہ آپ لوگ کون ہیں۔ دیوتا ہو یا یکش۔ گندھرب ہو یا کنھر۔ مجھے برہمنوں کے بھیس سے حیرت ہوتی ہے۔

راجہ جدھشٹر:۔ راجہ پنڈو کے بدنصیب بیٹے ہیں۔ چچیرے بھائیوں نے اس قدر تنگ کیا کہ بس عاجز آ گئے۔ لاکھ اور رال کی شعلہ زنی سے جان بچا کر صحرا نوردی پر کمر باندھ لی ہے۔ ابتک کوروؤں کو ہمارا پتہ نہیں۔ سوئمبر میں بھی اُن کی آنکھیں اندھی رہیں۔ حالانکہ ارجن نے کرن کو اور دریودھن کو بھیم سین نے نیچا دکھایا۔ سری کرشن جی کی ہماری ماں حقیقی پھوپھی ہیں۔ صرف اُنہوں نے ہم لوگوں کو پہچانا یا اُن کے بڑے بھائی سری بلدیو جی نے باقی بس۔

راجہ دروپد یہ سُنکر بہت ہی خوش ہو گئے - پانڈووں کو عمدہ طور سے شاہانہ پوشاکیں پہنائیں - مہارانی کنتی دروپدی کے ساتھ رنواس میں گئیں وہاں دروپد کی رانیوں نے بڑی خاطر مدارات کی - بڑی دھام دھام سے دعوت ہوئی - ہر مزے اور ہر ذائقے کے پکوان ڈھیر تھے - ناچ رنگ دعوت تواضع سے فراغت پاکر راجہ دروپد نے ارجن سے کہا :-

"آیئے چلئے کچھ مراسم شادی بھی ادا ہو جائیں - فرائض کی انجام دہی مقدم ہے" +

ارجن - مَیں حاضر ہوں مگر ایک عجیب گُتھی پڑ گئی ہے اور پھر مزہ یہ کہ نہ جس کو سلجھائے بغیر بنتا ہے نہ اُلجھی رکھنے سے مفر ہے یعنی معاملہ کتے بنتا ہے نہ پچھتائے +

راجہ دروپد - نہیں نہیں آپ بے تکلف کہیں - اگر تخلئے کی ضرورت ہو تو جہاں کہئے چلوں +

ارجن - یہاں بھی تو ہم پانچوں بھائیوں اور آپ دو باپ بیٹوں کے سوا کوئی غیر نہیں اس سے بڑھ کر تخلیہ اور کون ہو گا - مگر بات ہی کچھ عجیب پیچیدہ ہے +

راجہ دروپد - آپ جتنا تامل کرتے ہیں - اتنی ہی زیادہ میری طبیعت اور اُلجھتی ہے - ایشور کے واسطے جلد صاف صاف کہئے +

ارجن - کیا عرض کروں جب میں سوئمبر سے گیا - آپ کی راجکماری بھی ہمراہ تھی - ہم سب ماتا کے پاس پہنچے تو خوشی میں مست ہو کر صرف اتنی خوشخبری سنائی کہ ایک بڑی عمدہ چیز لائے ہیں - یہ زبان سے نہ نکلا کہ کیا لائے ہیں - ماتا جی انتظار میں بیچین تھیں - اُنہوں نے بھی کچھ پوچھا نہ گچھا - پٹ سے کہہ دیا کہ پانچوں بھائی بانٹ لو - اب مشکل یہ آ پڑی ہے کہ کوئی چیز ہو تو تقسیم کر لیں - عورت کا حصہ بخرہ کیسے ہو - ہمارے برادر بزرگوار دھرم کا روپ ہیں - وہ ماتا جی کا بچن جان کے ساتھ سمجھتے ہیں - ہم سب اُن کی باپ سے زیادہ تعظیم کرتے ہیں کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ منشا کیسے ہو +

راجہ دروپد (فکرمند ہوکر) یہ تو آپ نے عجیب بات سُنائی۔ بڑے بھائی کی بی بی ماں کے برابر۔ چھوٹے بھائی کی عورت بیٹی کے مقابل۔ اور پھر یہ کیا واہیات کہ ایک عورت کے پانچ پانچ خاوند۔ ایسا تو دیکھنا کیا کبھی کانوں سے بھی نہ سُنا +

راجہ دروپد کو اس فکر میں سخت پریشانی ہوئی۔ اُنہوں نے فوراً پروہت اور عالم و فاضل برہمن طلب کئے۔ مگر معاملہ جیوں کا تیوں ہی رہا۔ کسی نے کچھ صلاح مشورہ نہ دیا +

راجہ جدھشٹر نے فرمایا:۔

"تو اچھا جلدی کیا ہے۔ گھبراہٹ کی کیا ضرورت۔ وید بیاس جی کو طلب فرمایئے۔ وہ دو ٹوک فیصلہ کر دینگے +

بیاس جی کی طلبی کو آدمی دوڑے۔ ہوا کی چال گئے۔ نظر کی چال آئے۔ بیاس جی نے قدم رنجہ فرمایا۔ اور معاملہ پیش ہُوا۔ بیاس جی تھوڑی دیر غوطے میں رہے۔ آخر فرمایا کہ:۔

کچھ ہو۔ شدنی جو تھی وہ ہو چکی۔ جو لکھا بدا تھا ہو چکا۔ رانی کنتی کی زبان سے جو نکلا وہ ایشور ہی کی زبان سے تھا۔ اب ردوبدل کی گنجائش نہیں +

اے راجہ دروپد آپ فکرمند ہوں۔ جب میں پانڈوں اور دروپدی کے پچھلے جنم کا کچا چٹھا سُناؤنگا۔ تو آپ کے موجودہ خیالات دور ہی ہو جائینگے +

ادھیائے ۶۳

دروپدی اور پانڈوں کے پچھلے جنم کا حال

بیاس جی کی زبانی اور شادی میمنت آبادی

بیاس جی مائل سخن سنجی ہیں کہ اے راجہ دروپد تمہاری راجکماری
دروپدی کوئی معمولی لڑکی نہیں۔ یہ پنچ کنیاؤں میں سے ایک کنیاں
ہے۔ جسے بارج رشی نے اگنی کنڈ سے پیدا کیا تھا پچھلے جنم میں
یہ ایک برہمن کی عورت تھی۔ مگر جو خاوند تھیں ان بن تھی۔ یہ نیک
تھی اور وہ بد اعمال۔ آخر اس نے مہادیو جی کو اپنی تپسیا سے
اتنا خوش کیا۔ کہ خود بنفس نفیس سامنے آموجود ہوئے۔ اور کہا کیا
خواہش ہے مانگ لو۔ برہمنی بر مانگنے لگی۔ تو پانچ مرتبہ زبان سے بر
ہی کا لفظ نکلا۔ شیو جی مسکرائے اور بردان دیا کہ اچھا خواہش
قبول پانچ بر ملینگے اطمینان رکھو ؛

دروپدی کی پیدائش اور پانچ شوہروں کے بردان کا حال
سُناکر بیاس جی نے کہا کہ یہی نہیں۔ ایک دوسرا معاملہ اور ہے
سننے کہ آپ کا وسواس دور ہو جائے ؛

ایک زمانے کا ذکر ہے کہ راجہ اندر کیلاش پہاڑ پر موسم خوشگوار
سے دل بہلاتے ہوئے خراماں خراماں گنگا جی کے تٹ پر جا پہنچے
وہاں دیکھا کہ ایک عورت کھڑی ہوئی زار زار رو رہی ہے۔ اور آنسو کے
ٹپکے ہوئے قطرے دریائے گنگا میں کنول کے پھول بنکر تیرتے جاتے
ہیں۔ اندر کو حیرانی ہوئی کہ کہاں آنسو کہاں کنول کے پھول۔ اس میں ضرور
کچھ بھید ہے۔ اُنہوں نے عورت سے بڑھ کر پوچھا۔

اس طرح رونے کی وجہ ؟

عورت۔ وجہ کیا بتاؤں۔ ساتھ ساتھ چلے آئیے جو کچھ ہوگا آنکھوں
سے دیکھ لیجئیگا ؛

عورت اندر کو لئے ہوئے ایک ایسے پر فضا مقام پر پہنچی جہاں مہادیو

اور پاربتی جی بڑے راجسی ٹھاٹھ سے آنند میں مگن باہم چوسر سے جی بہلا رہے تھے۔ اس وقت مہادیو پاربتی کی وضع ایسی شاہانہ تھی کہ اندر بالکل نہ پہچان سکے۔ دل کو زعم تھا کہ دیوتاؤں کا راجہ ہوں یہ خود مجھے تعظیم دیں۔ اس خودی کے خیال نے انہیں بڑی بے تکلفی سے وہاں کھڑا کر دیا۔ مگر وہ دونو سرچشمۂ قدرت متوجہ بھی نہ ہوئے نظر بدستور چوسر کی طرف رہی۔ عورت جا کر ہاتھ باندھے۔ بڑے ادب سے کھڑی رہی جس وقت نظر اٹھی تو ڈنڈوت کی مگر اندر کھونٹی کی طرح کھڑے ہی رہے۔ مہادیو جی نے ان کی طرف دیکھ کر کہا کہ اُف اوہ اتنا غرور اچھا جاؤ۔ پہاڑ کی اُس کھوہ کو دیکھ آؤ +

نظر اُٹھنے کی دیر تھی کہ اندر کی رنگت بدل گئی۔ مہادیو جی کے تیج کے سامنے چہرہ چٹکی ہو گیا۔ کانپتے ہوئے کھوہ میں گئے دیکھا تو اپنی صورت شکل اور وضع قطع کے چار شخص بیٹھے پائے۔ اندر کو حیرت ہوئی کہ یہ معاملہ کیا ہے۔ مہادیو جی نے فوراً ہی جمال اصلی دکھا کر کہا کہ :-

تمہاری طرح یہ چاروں بھی اندر تھے۔ آخر غرور نے اس نتیجے کو پہنچایا کہ یہاں قید کئے گئے۔ تم بھی مارے غرور کے زمین پر پاؤں نہیں رکھتے۔ تو تم بھی اس کا خمیازہ بھگتو۔ اب تک چار اندر تھے اب پانچ ہو گئے۔ میں اس غرور کی سزا سناتا ہوں کہ تم پانچوں دنیا میں پیدا ہو۔ اور قالب خاکی میں خاک سے خاکساری کا سبق سیکھو پانچوں اندر ہاتھ جوڑ کر زمین بوس ہوئے کہ آپ کی مرضی میں دخل کیا۔ مگر مہاراج اتنی مہربانی کیجئے۔ کہ ہم دنیا میں پیدا ہوں تو دیوتاؤں سے پیدا ہوں۔ انسان سے نہیں +

شیو جی۔ اچھا کیا مضائقہ۔ اتنی تمہاری بھی مرضی سہی +

یہ کہکر ویاس جی بولے کہ اے راجہ دروپد۔ پانچوں اندر تو یہی پانچوں پانڈو ہیں۔ اور صدیقی وہ عورت ہے جو گنگا جی کے کنارے

کھڑی رو رہی تھی۔ اور پھر اندر کو مہادیو پاربتی کی خدمت میں لائی برہما
جی کی یہی خواہش ہے کہ پانچوں پانڈووں سے دروپدی کی شادی ہو۔
اس میں انسانی عقل کو دخل نہیں۔ دروپدی اُن پنچ کنیاؤں میں سے
ایک کنیاں ہے۔ جن کے نام یہ ہیں۔ مندودری۔ تارا۔ اہلیا۔ کنتی
دروپدی۔ دُنیا کی کوئی عورت حسن و جمال۔ دھرم کرم میں پنچ کنیاؤں
کے سامنے سر اونچا نہیں کر سکتی۔ پس آپ کچھ مین میکھ نہ کریں بے
تکلف ہاتھ پیلے کر دیں +

بیاس جی راجہ دروپد کو سمجھا بجھا کر تشریف لے گئے یہاں محل
میں شادی کی رسمیات ادا ہونا شروع ہوئیں +

ایک بہت ہی عالیشان اور نہایت ہی نفیس منڈوا پہلے سے
تیار تھا۔ جس کی ساخت اعلےٰ صناعی کا ایک قابل دید نمونہ تھی جواہرات
سے جڑے طلائی ستون۔ چاندی سونے کے میناکار مصنوعی کیلے۔ چاروں
طرف خوشنما بند فوارے جن میں مقیشی جھالریں۔ منڈوے کے نیچے
دولھا دُلھن کی بھاورے کے لئے بہت ہی معقول بیدی۔ اس کے
قریب رتن جٹت سنگاسن۔ جس پر داہنی طرف جدھشٹر۔ بھیم سین
ارجن۔ سہدیو و نکل بٹھلائے گئے اور بائیں طرف راجکماری دروپدی۔
دیوتاؤں کی پوجا پاٹھ کے بعد مراسم شادی ادا ہوئے۔ اور دروپدی
کی رخصت عمل میں آئی۔ راجہ دروپد نے خوب دل کھول کر داج جہیز
دیا۔ رتھ۔ ہاتھی۔ گھوڑے۔ پالکی۔ نالکی۔ لونڈی۔ غلام۔ نوکر چاکر۔
زر و جواہر زیور و ملبوس سے دھرم شالہ میں جگہ نہ رہی۔ سری کرشن جی
نے رشتۂ محبت نباہا۔ کروڑوں روپیہ نقد۔ جواہرات۔ زرکار پوشاکیں
ہر قسم کی سواریاں بہم پہنچا کر ایسا شاہانہ ٹھاٹھ باٹ کر دیا۔ کہ بڑے بڑے
مہاراجوں کو نصیب نہ تھا۔ کرشن جی کے اس برتاؤ کی غایت اصلی
یہ تھی کہ مغرور دریودھن کا دل کڑھے اور اس کی یہ خام خیالی دور
ہو جائے کہ پانڈووں کو جاہ و حشم مال و دولت کی کمی ہے۔ دریودھن

اور کرن وغیرہ کو دروپدی کی شادی اور پانڈووں کی خوش قسمتی کا حال سُنکر بڑی جلن ہوئی وہ مارے حسد کے انگاروں پر لوٹے - پانڈووں کے خیر خواہ راجے مہاراجے جان کی سلامتی اور عروج اقبال سے بہت خوش ہوئے - مبارکباد پیش کئے - تحفہ تحائف بھیجے حتیٰ کہ براٹ نگر میں پانڈووں کے فروغ اقبال کا ابھی طرح ڈنکا بجنے لگا ✤

ادھیاے ۶۴

دریودھن کا پانڈووں پر حملہ آوری کے لئے عزم راجہ دھرتراشٹ کی ممانعت بھیشم پتامہ کے مشورے سے پانڈووں کی طلبی - تقسیم سلطنت کا تصفیہ بدرجی کی روانگی - راجہ دروپد سے پانڈووں کی رخصت سری کرشن جی کے ہمراہ ہستناپور میں آمد - باہم ملاقات

جس وقت دریودھن و کرن وغیرہ نے پانڈووں کی صحیح سلامتی اور بیدار بختی کا حال سُنا - سخت متحیر ہوئے - کہ کیونکر جلتی ہوئی آگ سے جان بچا گئے - ان لوگوں کو ناکامی کا بہت ہی رنج ہوا - اس پر دروپدی سے شادی اور دولت وصولت کی بہم رسی سے اُن کے کلیجے پر ایسی چوٹ لگی - گویا اُن کی گرہ سے کچھ گر پڑا اور جان پر پہاڑ ٹوٹا کرن بولا - اجی مہاراج غضب ہو گیا - مستورات کے ہاتھوں کو تلوار ملگئی

بھلا پانڈو ہم لوگوں کو چین سے بھی رہنے دینگے۔ فقط یہاں آنے کی دیر ہے۔ ہر موقع پر یہ تو وہ بچ گئے۔ ایک دو یاں کہیں میلا نہ ہوا۔ لاکھا منڈپ میں غریب پروچن ہمارا رفیق تو جل کے راکھ ہو جائے۔ یہ بچ کے نکل بھاگیں اور سمجھے جائیں بیچارے فقیروں کے۔ بھلا کچھ چالاکی کی بھی حد ہے۔ بڑی آفت کے پرکالے اور عقل کے پتلے ہیں۔ اجی دریودھن مہاراج وہ یہاں آئے اور خون خرابہ کی ٹھہر گئی۔ بیٹھے ہوئے دل کے پھپھولے بغیر پھوڑے رہیں ممکن نہیں۔ پس علاج واقعہ پیش از وقوع باید کرد۔ خیریت اسی میں ہے کہ ان کو اُبھرنے اور سر اُٹھانے کی مہلت ہی نہ دی جائے ۞

اب ہم آپ چلیں۔ اچانک حملہ کر دیں۔ چاروں طرف گھیر کر دیں۔ پیس کے رکھ دیں۔ چلئے چھٹی ہے۔ پھر مزے سے پاؤں پھیلا کر سوئے۔ نہ کتے کا کھٹکا نہ بلی کا غم۔ نہ غم دزد نہ غم کالا ۞

دریودھن۔ بھائی کہتے تو ٹھیک ہو۔ جب اُن کے ہاتھ پاؤں میں جان آجانے لگی۔ تب تو اور بھی دو باہیاں ہو جائینگی۔ نہ مارے مرینگے نہ کاٹے کٹینگے۔ لوہا لگ جائیگا۔ اچھا دیکھو ابھی میں پتا جی کے پاس جاتا ہوں اور گھڑا رو کر اُن پر زور ڈالتا ہوں۔ کہ فوراً فوج کشی کی اجازت دیں ۞

دریودھن اسی وقت راجہ دھرتراشٹ کی خدمت میں پہنچا۔ خوب توبہ تلا مچائی دہائی کھینچی۔ بہت بڑے سنکٹ کہا کہ اے پتا جی آپ کے ہوتے پانڈوؤں کی وجہ سے ہماری یہ ذلت یہ درگت۔ جب دیکھئے رہی میری۔ اُنہیں کا سر اُونچا۔ وہی بادشاہ۔ میری اور کرن کی رائے ہے کہ ان کو جیتے نہ دیا جائے وہیں کے وہیں کھپا کے رکھ دئے جائیں۔ ہماری فوجیں لیس ہیں۔ لشکر چالاک چوبند صرف آپ کے اشارے کی دیر ہے ۞

راجہ دھرتراشٹ۔ میں اس رائے کی تائید کرنے کے لئے تیار نہیں

یہ محض خیال خام ہے۔ تم اپنی طرف سے پہل کرو۔ سوتی بھڑ ییں جگاؤ
میں کبھی منظور نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر وہ پیشقدمی کریں تو کچھ
مضائقہ نہیں ؎

ہمیں میداں ہمیں چوگاں ہمیں گوے

مگر بیٹھے بٹھائے آپ ہی دردِ سر مول لینا کس عقلمند نے کہا
ہے۔ تم کو صرف اپنی ہوشیاری کی ضرورت ہے۔ جس وقت وہ ادھر
کا رُخ کریں۔ سمجھ لینا وہاں تم لڑنے گئے تو ندامت کے سوا اور
کچھ حاصل نہیں۔ راجہ دروپد کو تم ایسا ویسا جانتے ہو۔ اس کی کمک
ہی پانڈوؤں کے لئے کیا کم ہوگی۔ اس پر خیال کرو کہ سری کرشن جی
کیا کان میں تیل ڈالے بیٹھے رہینگے۔ ان کی فوج ظفر موج کا قدم
پانڈوؤں سے ہزار قدم آگے ہوگا۔ اس صورت میں تم کیا پانڈوؤں
سے جیت سکوگے۔ ہاں یہ ہوگا کہ جہاں ایک طرف اتنا کلنک
لگ چکا ہے۔ وہاں تھوڑی اور منہ پر سیاہی لگیگی۔ میرا پانڈوؤں
کی طرف سے دل صاف ہے۔ وہ بڑے ضابط بڑے بردبار۔
بڑے متحمل اور بڑے سنجیدہ ہیں۔ وہ کبھی تم سے بدسلوکی نہ
کرینگے۔ کئی موقع ہو چکے۔ مگر اُنہوں نے اُف تک نہ کی۔ خیال ہی
نہ کیا کہ کیا ہوا۔ اگر ان کا دل سیاہ ہوتا۔ عوض لینے کی خواہش کرتے
تو ہزار دفعہ خون خرابے ہو چکے ہوتے۔ مگر نہیں اُنہوں نے لیاقت
خرچ کی اور ہر معاملے کو گفت و گذشت کر دیا۔ پچھلی باتوں پر وہ بدستور
خاک ڈالے ہوئے ہیں۔ تم ان سے برائی کی اُمید نہ رکھو۔ اور اسی
سے کہتا ہوں کہ کچھ نہ بولو نہ چالو گھر میں چپ بیٹھے رہو۔ دنیا میں اور
ہنسی نہ کراؤ۔ اچھا میں نے اپنی ٹھیک ٹھاک رائے بتا دی۔ اب
جاؤ ان کو بھی یہی سمجھا دو۔ سوتے ہوئے سانپ کو جگانے کی
کوئی عقلمند رائے نہیں دے سکتا ؂
راجہ دھرتراشٹر کا دو ٹوک جواب سنکر دریودھن اپنا سا منہ لئے

ہوئے جواشیوں کے پاس پہنچا۔ پتاجی کے منشا سے ودر جی نے اطلاع دی۔ اور کرن کی تجویز پہ پانی پڑ گیا۔

اس کے بعد بھیشم پتامہ اور ودر جی راجہ دھرتراشٹ سے ملے۔ اور امور مملکت و رموز سلطنت کے متعلق اس بیس باتیں ہو چکیں تو بھیشم جی نے پانڈوؤں کا ذکر چھیڑ کر فرمایا:-

"مہاراج - خبر ہے کہ پانڈو پانچال (پنجاب) میں بخیر و عافیت ہیں۔ سوئمبر میں راجہ دروپد کی بیٹی دروپدی کو آپ کے بھتیجے بڑی عظمت و شان سے جیت کے سب راجوں مہاراجوں کی گردن جھکا چکے۔ سنا ہے کہ دریودھن اور کرن ارجن اور بھیم سین سے خاص سوئمبر میں لڑے مگر انہوں نے مار کے بھگا دیا۔ اب ان کے لاؤ لشکر کا کیا ٹھکانا۔ راجہ دروپد اور سری کرشن چندر نے دولت سے پاٹ دیا ہے فوجوں کے ٹڈی دل جمع ہو گئے ہیں۔ واہ کیا ایشور کی مایا ہے۔ جن پانڈوؤں کو سب سمجھتے تھے کہ لاکھا مندر میں جل کے خاک سیاہ ہو گئے ہیں۔ ان پر آج تک ذرا بھی آنچ نہ آئی۔ اور صحرا نوردی کی حالت میں ایسا اقبال چمکا کہ اور راجوں مہاراجوں کی آنکھیں چوندھیا رہی ہیں۔ سچ ہے جس کو ایشور رکھے اسے کون چکھے۔

دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است

مہاراج اب مصلحت وقت اور ہے۔ ورنہ نتیجہ اچھا نہیں۔ بھیم سین کو دو مرتبہ زہر دیا گیا۔ ہر مرتبے میں رہ ہی کیا گیا تھا۔ مگر حافظ حقیقی نگہبان تھا۔ موت ہی زندگی کا کام کر گئی۔ لاکھا مندر کی کیفیت اظہر من الشمس ہے۔ اس لئے مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں ہوا پاکر دلوں کی دبی ہوئی آگ شعلے نہ اٹھے تو پھر پانی کی فکر کرنا پڑے۔ (۳۱) میری رائے ہے کہ لائق بھتیجوں کو پیار سے بلا بھیجے اور آدھا راج بانٹ کر دو حصے ملا دیجئے جو آپ کے ہاتھ پر آپ کے بیٹوں کا گزارا ہو۔

راجہ دھرتراشٹر (دست بستہ) آپ میرے بزرگ ہیں۔ مربی ہیں۔ سایۂ سر ہیں۔ میں اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہوں۔ جب آپ کوئی ہدایت فرماتے ہیں میں اپنے آتما کو ساکشی کر کے کہتا ہوں کہ میری تو زندگی حرام ہو رہی ہے۔ دریودھن نے میرے منہ پر سیاہی لگا دی۔ وہ وہ نالائق حرکتیں کی ہیں کہ اور ہوتا تو نہ جانے کتنا زمین و آسمان ایک کرتا۔ مگر واہ رے میرے لائق بھتیجے۔ ایشور عمر دراز کرے۔ ہمیشہ پھولیں پھلیں۔ انہوں نے باوجود لیاقت و طاقت ذرا بھی کینے کو دل میں نہ رکھا۔ اور آئینے کی طرح صاف رہے۔ بدلا لینے کا خیال چہ معنے دارد ✣

بدر جی۔ مہاراج پانڈو سمجھ لیجئے کہ چندر بنس کی ناک ہیں اندو بنس کا انہوں نے سر اونچا کر دیا۔ واقعی یہ آوارہ وطنی کے سزاوار نہیں۔ آپ کی اسی میں عزت و منزلت ہے کہ اب انہیں آدھا راج دے کر روز روز کی ہائے ہتیا سے چھٹی کر لیں ✣

دھرتراشٹر۔ ہاں بھائی مجھ سے اپنے پیارے بھتیجوں کی جدائی سہی نہیں جاتی۔ میری تو رائے یہ ہے کہ تم خود جاؤ اور بڑے پیار سے لے آؤ۔ دوسرا کسی کو بھیجوں تو وہ اثر نہ ہوگا۔ جو تمہارے جانے سے ہوگا۔ تم جاؤ گے تو فوراً چلے آئیں گے۔ گلے سے لگ کر کلیجے میں ٹھنڈک پہنچائیں گے ✣

بدر جی رخصت ہو کر روانہ ہوئے۔ ماروں مار چلے اور ہفتوں کے تھوڑے دنوں میں داخل پنجاب ہو گئے۔ راجہ دروپد کو ان کے آنے کی خبر لگ گئی تھی۔ اس نے بڑے تزک و احتشام سے پیشوائی کی پانڈوں سے قدم ملے۔ بڑی خاطر مدارات بڑی تواضع و تکریم ہوئی موقع پاکر بدر جی نے راجہ دروپد سے کہا ✣

مہاراج! اب بھتیجوں کو گھر چھوڑے ہوئے بہت دن ہو گئے۔ ہم لوگ جدائی سے پریشان ہیں اور راجہ دھرتراشٹر تو بے چین۔ چنانچہ

جوش محبت مجھے خود گھسیٹ لایا۔ آپ مہربانی کر کے اجازت دیں +

راجہ دروپد۔ یہ تو آپ نے خوب کہی۔ میں اپنے عزیزوں سے کہوں کہ بھاؤ گھر سے بلاوا آیا ہے۔ آپ پہلے بھتیجوں سے فرمائیے۔ پھر جو رضا ہوگی اُس کا میں پابند ہو سکونگا +

بدرجی (راجہ جدھشٹر سے) آپ کو میں لینے آیا ہوں۔ بھیشم پتامہ جی نے یاد کیا ہے اور راجہ دھرتراشٹ کی تاکید ہے کہ کھانا وہاں کھائیں اور پانی یہاں پئیں +

راجہ جدھشٹر۔ میں اس معاملے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ سری کرشن چندر جی موجود ہیں جو اُن کی صلاح وہی میری +

آخر سری کرشن جی سے مشورہ لیا گیا۔ اُن کی رائے ہوئی کہ بلا تامل جانا چاہئے۔ چنانچہ وہ خود تیار ہوئے اور پانڈووں کو ساتھ لیکر بدرجی کے ہمراہ روانہ ہستناپور ہوئے۔ راجہ دروپد نے اس موقع پر بڑی فراخ حوصلگی اور دریا دلی سے کام لیا۔ خزانہ فوج جلوس دیکر دریودھن پر ثابت کر دیا کہ وہ مغرور تو اپنی شان و شوکت پر اتراتا ہے سو کیھ پانڈووں کو کہیں کسی بات کی پروا نہیں۔ پانڈو چلے تو ہستناپور پہنچے۔ روسا و امرائے دارالحکومت نے منزلوں آگے جاکر شرف پابوس حاصل کیا اور خوشی سے شادیانے بجائے۔ پھر راجہ دھرتراشٹ بھیشم پتامہ امرائے خاندان ارکین سلطنت کو ساتھ لئے ہوئے پہنچے۔ بڑے تپاک اور محبت سے ملاقات ہوئی۔ راجہ دھرتراشٹ اور بھیشم پتامہ جی نے پہلے سری کرشن جی کا بڑے اعزاز کے ساتھ استقبال کیا۔ پھر بھائی کے بچے کے ٹکڑوں کو کلیجے سے لگایا۔ جوش محبت میں آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے۔ زبان یوں اظہار اُلفت کرنے لگی +

کہ پیارے بھتیجو۔ برناوہ کے واقعہ سے میں تو مردہ ہی ہوگیا تھا۔ بروقت موت کی آرزو تھی۔ مگر ایشور نے میرے بڑھاپے کی لاج رکھی۔ کیونکہ جانکاہ صدمہ اس روز دائمی عشرت سے مبدل ہوا۔ جب سو نمبر

کے کارہائے نمایاں کی کیفیت معلوم ہوئی۔ بدھ ملنے کی خوشخبری سُنکر میرا جنم ہی سپھل ہُوا۔ ایشور کا ہزار ہزار شکر کہ اتنے دنوں کی جدائی کا زمانہ خیریت سے کٹ گیا۔ اور ہم سب بچھڑے ہوئے ہنسی خوشی ملے۔ اب شوق سے راج کا کام سنبھالو۔ مَیں نے راج آدھم آدھ بانٹ دیا ہے۔ اس کے بعد سب رنواس میں گئے۔ مہارانی کنتی اور دروپدی مہارانی گاندھاری اور کوروں کی استریوں سے ملیں جس نے دیکھا دروپدی کے چاند سے مکھڑے کی بلائیں لیں۔ کسی کی آنکھ چمکتے ہوئے چہرے پر نہ ٹھہرتی تھی۔ محل میں خوشی کے راگ چھڑے۔ دربار میں ناچ رنگ ہُوا۔ اہل شہر نے محفلیں سجائیں جشن کئے شادیانے بجائے۔ سری کرشن جی نے مہاراجہ دھرتراشٹر اور بھیشم پتامہ وغیرہ کو سوئمبر کے کارہائے نمایاں کی ایک ایک بات سنائی۔ سب نے صدائے احسنت و مرحبا بلند کی اور کئی روز تک جشن اور جلسے ہوتے رہے۔

ادھیائے ۶۵

راجہ جدھشٹر کا آدھے راج پر قبض و دخل اور کھانڈوبن میں اندرپرست شہر کی آبادی

تقسیم سلطنت کا مشورہ طے ہی پا چکا تھا۔ چنانچہ راجہ دھرتراشٹ نے فرمایا:۔

پیارے جدھشٹر آدھا راج تمہارا حصہ ہے۔ تم مجھ جیسوں

سے زیادہ عزیز ہو۔ تمہارے دھرم کرم نیک اعمالی و خوش افعالی
سے میں نہایت خوش ہوں۔ جو پچھلی باتیں رفت گذشت ہو گئیں
اب اُن کا دھیان کبھی نہ لانا۔ دریودھن تمہارا چھوٹا بھائی ہے۔
اس کو بھی اپنے بھائیوں کی طرح سمجھنا۔ اگر وہ کوئی خطا بھی کرے
تو بزرگانہ عنایت سے محروم نہ رکھنا۔ از خورداں خطا و از بزرگاں
عطا۔ میری خواہش ہے کہ میں پانڈووں اور کوروں کو شیر و شکر
دیکھوں دسی لئے "دو بادشاہ در اقلیمے نہ گنجند" کا دو ٹوک فیصلہ
کر دیا۔ اب شوق سے کھانڈو بن میں تخت پر جلوس کرو۔ یہ
بڑی ہی پر فضا جگہ ہے۔ جمنا کا کنارہ۔ سبزہ زار کا نظارہ اور
پھر جہاں تمہاری راجدھانی ہو گئی وہاں کی رونق کا کیا پوچھنا ہے

اگر فردوس بر روئے زمین است ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است

کا قول صادق آئے گا +

راجہ جدھشٹر نے قدموں پر سر جھکا دیا۔ اور راجہ دھرتراشٹ نے سینے سے لگا کر رخصت کیا۔ پانڈو سری کرشن جی کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جلو میں ایک قلیل فوج اور مختصر لشکر تھا۔ کھانڈو بن میں پہنچکر سارے بن کی سیر کی۔ اور آبادی شہر کے لئے ویاس جی کا دھیان کیا۔ وہاں کیا دیر تھی۔ بیاس جی پل مارتے ہوئے آپہنچے اُنہوں نے قطعہ زمین کی پیمائش کرا کے مجوزہ وسعت کے ارد گرد خندقیں کھدوائیں۔ وسط میں سر بفلک قلعہ تعمیر کرا کے راجدھانی کو اندرپرست کے نام سے موسوم کیا۔ زمانہ تعمیر میں بیاس جی۔ دیول۔ اترے۔ اگست پولست۔ کرت۔ مہاکرت۔ رشی اپنی کشف و کرامات کے کمالات دکھاتے رہے۔ بس حد ہے کہ راجہ اندر بھی دیوتاؤں کو لئے آموجود ہوئے اور شہر کی نفاست و دلبستگی دیکھی۔ قلعہ بہت رفیع و وسیع تھا۔ اس کے آس پاس فوجی پڑاؤ قائم کئے گئے۔ چھاونیاں چھائی گئیں۔ ہر طرف عمارتوں سے ساری زمین ڈھپ گئی۔ خندق کے چاروں طرف

فصیل تھی۔ جگہ جگہ کوئیں اور باؤلیاں چپے چپے پر باغ و بوستان خلاصہ یہ کہ تھوڑے دنوں پیشتر جو جنگل خارزار بنا ہوا تھا۔ دیکھتے دیکھتے باغ ہمیشہ بہار اور شہر یکتائے روزگار ہو گیا۔ مہاراجہ جدھشٹر اور اُن کے بھائیوں کے ایوانوں کا کیا پوچھنا۔ ہر قصر جواہر نگار تھا ہر محل طلاکار۔ اس پر شیشہ آلات فرش فروش کی خوبیاں مطرّہ۔ نقاش عقل میں یہ دستگاہ نہیں۔ کہ اُن کی عجیب و غریب نقاشیوں کی تصویر حرفوں میں کھینچ سکے۔ ہر محل میں جا بجا تالاب تھے۔ حوضوں کا شفاف پانی موجیں مار رہا تھا۔ پائیں باغ کی بہار تعمیرات کی خوبیوں کو اور بھی لئے اُڑتی تھی۔ کہیں نرپ لیلا کی تعمیر۔ جس میں مہاراجہ جدھشٹر اور پانڈو یا مہمان تاجداروں کے لئے تفریح طبع اور کھیل تماشے کے لئے عمدہ سامان تیار تھے کہیں چترگرہ یعنی تصویر خانہ۔ جس میں دیوتاؤں اور تاجداران زمانہ کی تصویروں اور شبیہوں سے نقاشان روزگار و مصوّران فخر دیا کے جوہر و کمالات آئینہ ہوتے تھے ٭

اسی طرح آئینہ خانہ۔ آبدار خانہ وغیرہ کی عجیب ہی دلآویز کیفیت نظر آتی تھی۔ باغوں کی آراستگی کا کیا کہنا۔ ہر طرف سبزہ زار غنچۂ گل کی بہار طیور خوش الحان کی نغمہ خوانی مرغان نواسنج کی خوش الحانی فصیل آسمان سے باتیں کر رہی تھی اور طلائی برج دوازدہ آسمان سے ٹکر لیتے تھے جدھر دیکھئے طرح طرح کے استر قسم قسم کے شستر۔ کہیں چکر ہیں کہیں بھالے کہیں تیر کے دھنی۔ رسالے ایک جگہ۔ برچھیاں بجلی کی سی چمک دمک دکھلا رہی ہیں تو دوسری طرف بندوقیں چمچماتی جا رہی ہیں۔ موقع موقع پر لوہے کی بھاری بھرکم شتگھنی یعنی توپیں نصب قدم قدم پر چوکی پہرے قائم۔ راج کی طرف سے مسافروں کے لئے سرائیں تعمیر ہوئیں۔ سادھوؤں۔ برہمنوں کے لئے دھرم شالے اطراف و جوانب کے سیٹھ ساہوکاروں۔ تاجروں۔ سوداگروں نے اونچے اونچے مکانات

بنا کر کھانڈو بن سے راجہ اندر کی راجدھانی بھوگ وتی کو مات کر دیا۔ راجہ جدھشٹر نے راج سنگھاسن پر قدم رکھا اور اندرپرست کو میمنت اقبال سے وہ رونق حاصل ہوئی۔ کہ ہستناپور سب کی نظروں سے سر گر گیا +

ادھیائے ۶۶

نارد منی کی اندرپرستھ میں تشریف آوری اور دروپدی کے شبستان کے لئے پانچوں پانڈوں کی میعاد خلوت کی تقرری

شہر اندرپرست آباد ہو گیا۔ اس کی رونق و عظمت کے تمام دنیا میں ڈنکے بج گئے۔ ایک روز پانچوں بھائی بڑی محبت کے ساتھ ادھر ادھر کی گپ شپ ہانک رہے تھے۔ کہ خبر ہوئی سری نارد منی جی تشریف لائے ہیں۔ سب دوڑ پڑے۔ بڑی تعظیم سے لائے۔ بٹھلایا۔ خاطر تواضع کی اور پوچھا۔

"مہاراج۔ آج ہم لوگوں کا کیا بھاگیہ اودے ہوا کہ آپ نے درشن دیئے +

نارد منی۔ آپ جانتے ہیں کہ میں جہانیاں جہاں گرد ہوں۔ دنیا جہان کی خبر مجھ سے سن لیجئے۔ میں نے دروپدی کی خبر سنی۔ تو آپ کو مبارکباد دینے آ پہنچا ہوں۔ اس کے علاوہ مجھے سند اور مسند کی چشم دید کیفیت کا تجربہ بھی یہاں گھسیٹ لایا +

راجہ جدھشٹر۔ میں کچھ نہ سمجھا کہ آپ نے کیا فرمایا۔ کون سند اور

کون سند - اور کیسی کیفیت +

نارد منی - مَیں آکاش پرتھوی پاتال کا گز ہوں - دن رات گھومنا ہی کام چنانچہ ایک مرتبہ ایک واقعہ نظر سے گزرا - یعنی سند اور سسند دو بھائی ایک عورت پر دل وجان سے فریفتہ ہوئے - وہ چاہتا تھا کہ مَیں یہ نور کی تصویر اپنے دل کے چوکھٹے میں جڑوں - یہ چاہتا تھا کہ مَیں آنکھ کی پُتلی بناؤں - رقابت بُری ہوتی ہے - آخر دونوں میں چل پڑی - مار و مار ہوئی اور نتیجہ یہ ہُوا کہ وہ ادھر راہی ملک عدم یہ اُدھر لقمۂ اجل - نہ اس کا مطلب ہُوا - نہ اُس کا - مجھے آپ کی شادیوں سے اندیشہ ہُوا - کہ ایشور نہ کرے - کبھی کسی کے دل پر میل آجائے اور گوشت سے ناخن - اور لاٹھی مارے پانی جدا ہو - اس لئے مَیں ایک تجویز کرنا چاہتا ہوں اگر آپ کی مرضی ہو تو کہوں +

راجہ جدھشٹر - آپ جو فرمائینگے ہماری بہتری کے لئے ہوگا جو دل میں ہو - شوق سے کہہ دیجئے ہم لوگ تعمیل ارشاد کے لئے حاضر ہیں +

نارد منی - مَیں یہ تجویز کرتا ہوں - کہ آپ پانچوں بھائی اوقات خلوت کی میعاد مقرر کرلیں - اس میں کبھی رنج وملال کی صورت ہی نہیں ہو سکتی کیا خوب ہو کہ ایک ایک بھائی کے لئے ایک ایک سال کی راتیں مقرر ہو جائیں - اس درمیان میں جس کی یکجائی سے دروپدی حاملہ ہو - اُسی کی ولدیت اولاد کے لئے نام کے سامنے لکھی جائے - اس ایک سال کی میعاد کے اندر جو کوئی مات کیوقت دروپدی کی خوابگاہ میں چلا جائے - اُس کی سزا یہ کہ بارہ برس تک صحرا نوردی کرے - اس طرح میری رائے میں اصول کی پابندی سے کبھی کوئی نقص نہ واقع ہوگا - اور سب بھائی بڑے ہیل میل سے رہ سکینگے - رقابت خواہ کسی قسم کی ہو شاہ کن ہوتی ہے - اس میں بھائی کے دل میں بھائی کا جوش خون قائم نہیں رہتا - اور وہی نقشہ پیش نظر ہوتی ہیں - جیسی سند اور سسند سے قائم کیں +

پانڈووں نے سر آنکھوں سے ہدایت مانی اور نارد مُن چلتے پھرتے نظر آئے ٭

ادھیائے ۶۷

ارجن کا بارہ برس کے لئے بن باس راجہ باسک کی ناگ کنیاں سے شادی پرسرام جی سے فن تیر اندازی کی تکمیل

پانچوں پانڈووں نے نارد مُن کے ارشاد کی تعمیل کی اور باریاں مقرر کرلیں۔ راجہ جدھشٹر سب سے بڑے تھے۔ اس سے پیشتر ان کے شبستانِ لطف حیات میں دروپدی نے شمع حسن وجمال کی روشنی پھیلائی۔ ایک روز رات کا وقت تھا۔ راجہ جدھشٹر دروپدی کے ساتھ خوابگاہ میں تھے کہ در دولت پر ایک شخص فریادی آیا۔ فریاد یہ تھی کہ ہائے گئو کو سنڈے مسٹنڈے چور چرائے لئے جاتے ہیں کسی کی نہیں سُنتے۔ اے دھرموان پانڈو گئو کی رکھشا کرو۔ اور چور کو کئے کی سزا دو٭

ارجن فریاد سنتے ہی اس کے پاس آیا اور کہا:-

مہاراجہ جدھشٹر تو آرامگاہ میں ہیں۔ مَیں چلنے کو حاضر ہوں۔ ابھی چور کو مزہ چکھاتا ہوں گئو کو چھوڑواتا ہوں۔ لیکن افسوس یہ ہے۔ کہ میرے ہتھیار اسی آرامگاہ میں ہیں۔ جہاں کسی کو جانے کی اجازت نہیں۔ مَیں بھی جاؤں تو بارہ برس کا بن باس نصیب ہو۔ اس سے ذرا دم لو مَیں چوروں کو زمین سے کھود کر نکال لونگا ٭

فریادی [illegible]

از عراق آوردہ شود۔ مار گزیدہ مُردہ شود۔ آپ نے خوب کہی۔ چور گئو لیکر بھاگا جارہا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ٹھہرو۔ خوب +

ارجن نے لاکھ تسکین دی۔ ہزار سمجھایا۔ مگر فریادی برہمن نے ایک نہ سُنی۔ حُجت پر حُجت کئے گیا۔ اور ایسی کھری کھوٹی سنائیں کہ آخر کار ارجن نے بن باس قبول کیا۔ اور برہمن کی دادرسی اور گئو کی حفاظت سے جان نہ چرائی۔ اور اُسی وقت چادر سے منہ لپیٹ کر جدھشٹر اور دروپدی کی خوابگاہ میں گیا۔ اپنے ہتھیار اُٹھا لایا۔ برہمن کی رفاقت کی چوروں کو پکڑا۔ گئو چھین کر حوالے کی۔ اور گھر آکر بارہ برس کے بن باس کی ٹھان لی +

راجہ جدھشٹر اور دوسرے بھائیوں نے لاکھ سمجھایا کہ برہمن اور گئو کی حفاظت کرکے جو تم نے دھرم کیا۔ اُس کے مقابلے میں اس بات کی کیا بساط ہے۔ دوسرے تم منہ ڈھانپ کر گئے۔ پھر مضائقہ کیا +

ارجن۔ کچھ ہو۔ جو بات نارد منی جی کے سامنے طے ہو چکی ہے۔ میرا عمل کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ اُسی پر رہیگا۔ بھائی صاحب آپ کیوں فکر کرتے ہیں۔ بارہ برس کس شمار اور قطار میں ہیں۔ باتوں میں کٹ جائینگے۔ اور پھر لطف یہ کہ ان ایام میں مجھے تیرتھ جاترا سے جنم سپھل کرنے کا بھی شرف حاصل ہو جائیگا +

راجہ جدھشٹر اور بھیم سین وغیرہ نے ارجن کو بہت سمجھایا۔ مگر اس نے ایک نہ سُنی۔ اور چل کھڑا ہُوا۔ پہلا مقام ہردوار میں ہُوا۔ وہاں اشنان کرتے وقت کہیں الوپی نامی راجہ باسک کی راجکماری کی آنکھ لڑ گئی وہ ایسے جوان رعنا کو دیکھ کر از خود رفتہ ہو گئی۔ دل آچکا تھا۔ آنکھوں سے صورت ہٹنا ناگوار تھی۔ وہ ارجن کو لئے سیدھی پاتال لوک میں پہنچی اور منشا سے خاطر ظاہر کیا +

ارجن نے کانوں پر ہاتھ رکھے کہ ہیں ہیں۔ یہ کیا۔ ابھی تیرتھ جاترا کو نکلا

ہوں تجھے بیاہ شادی سے کیا واسطہ +

الوپی - اچھا تو آپ تیرتھ جاترا کریں میں یہاں ہیرا چباتے لیتی ہوں - گلے پر تلوار پھیرتی ہوں - ہتیا آپ کے سر- جہاں تیرتھ جاترا کے اور پھل ہیں وہاں ایک یہ بھی سہی - خیر یہاں سے بھی تو اب لوٹ کے جائیے +

ارجن - اس کی سچی محبت دیکھ کر دل پر قابو نہ رکھ سکا - اس کو شادی قبول کرنا پڑی اور گلے ہاتھوں گندھرب بواہ پر کفایت کی - ارجن کے ہر وقت قدم اُٹھتے تھے - مگر الوپی کا اصرار جنبش نہ کرنے دیتا تھا - آخر ایک چاند کا ٹکڑا پیدا ہُوا - جو ارجن اور الوپی دونو کی آنکھ کا تارا تھا - ارجن کو تیرتھ کرنا تھا - اس لئے اُس نے بمشکل الوپی سے دامن چھڑایا - اور وعدہ وعید کر کے اچھی طرح تشفی دے کر الوپی کی سچی محبت کو دل سے سراہتا سری پرسرام جی کی خدمت میں حاضر ہُوا - اُنہوں نے بڑی خاطر داشت کی فنون تیر اندازی سکھلائے - اور ارجن معلومات تیر اندازی میں کمال حاصل کر کے پھر تیرتھ جاترا کے لئے عازم ہُوا +

ادھیائے ۶۸

ارجن کی تیرتھ جاترا - منی پور میں راجکماری چترانگد سے شادی - ببرباہن کی ولادت - پانچ اپسراؤں کی تارائش - چترانگد کی دوسری بہن سے بھی ارجن کا عقد

ارجن جب پرسرام جی سے رخصت ہُوا تو سیدھا الوپ بنشی پہنچا

سمندر کے ساحل پر تمام تیرتھوں کے درشن کئے۔ پھر منی پور کی راہ لی۔ وہاں ایک باغ میں ٹکا سر اکیا۔ اتفاقاً چیترانگد راجہ منی پور کی راجکماری سکھیوں کے جھگھٹے میں وہاں آئی۔ ارجن پر نظر پڑی دل ہاتھ سے جاتا رہا۔ راجہ کو خبر ملی۔ تو راجکماری کی مراد بر آئی۔ راجہ نے فی الفور شادی کردی۔ ارجن ایک سال تک اس آفتاب حسن وجمال کے کلیجے میں ٹھنڈک پہنچاتا رہا۔ اور اپنے نور نظر "ببرباہن" کا سکھ دیکھ کر وہاں سے نمسارن تیرتھ میں گیا۔ اور وہاں سے سوبھدر تیرتھ میں۔ یہ تیرتھ بڑا متبرک و مقدس تھا۔ سیر گل و گلزار الگ آب وہوا کی بہار الگ۔ دلچسپی مزے کی تھی۔ نظارہ دلفریب تھا۔ ارجن وہاں ٹھہرا اور کہا میں یہاں کے پانچوں کنڈوں میں ضرور اشنان کرونگا۔ وہاں کے لوگوں نے ممانعت کی کہ تیرتھ جاترا کرنے آئے ہو یا جان دینے۔ ان کنڈوں میں ایسے ایسے مگرمچھ ہیں کہ ہاتھی کو بھی نگل جائیں۔ پھر تم کس کھیت کی مولی ہو۔ بس بہت اشنان کر چکے۔ کنڈوں سے ہاتھ دھوؤ ✤

ارجن۔ بھلا میں۔ اگست۔ سوبھدر۔ پوسلوم۔ کارندھم۔ بھردواج کنڈوں میں اشنان نہ کروں۔ ممکن نہیں۔ مگرمچھ ہیں تو کیا مضائقہ آپ مجھے نہ روکیں نہ ٹوکیں۔ فقط سیر دیکھیں ✤

یہ کہکر ارجن سوبھدر کنڈ میں اترا۔ اترتے ہی ایک مگرمچھ نے ٹانگ پکڑی اور پانی میں لے جانا چاہا۔ ارجن طاقتور۔ اس نے ایک جھٹکا دے کر جو دوڑ لگائی۔ تو خود بھی پانی سے باہر اور مگرمچھ بھی کنارے پر۔ اب تو سب لوگ حیرت میں ہو گئے۔ مگر یہ حیرت ایک کھیل سی تھی۔ اس وقت کا عالم تعجب قابل دید تھا۔ جب دیکھتے دیکھتے وہ خونخوار جانور ایک خوبصورت عورت کی شکل میں نظر آنے لگا۔ اور کانوں میں یہ آواز آئی کہ :-

اے راجہ ارجن ہم پانچ اپسرا ان پانچ کنڈوں میں زندگی

دن پورے کرتی اور اعمال بھگت رہی ہوں۔ بُرا ہو الھڑپن کا۔ ایک رشی کو دیکھ کر یہ دھن سمائی۔ کہ بڑا بھگت بنا ہے تو سہی اس کا تپ کھنڈن نہ کر دیا۔ غرور حسن نے کانوں میں پھونک دیا کہ ہاں ہاں ضرور ضرور۔ چنانچہ ہم رشی کے پاس ناز و انداز سے پہنچیں۔ خوب نخرے تلے بگھارے ناز و کرشمے دکھائے۔ مگر پتھر میں کہیں جونک لگتی ہے۔ رشی جیوں کے تیوں آنکھیں بند کئے بیٹھے رہے۔ ہم پر زعم جوانی کا بھوت غرور حسن کا چڑھا جنون سوار تھا۔ اس پر شامت طرہ۔ ان کو خاموش پا کر ہاتھوں سے چھیڑ خانی بھی شروع کر دی۔ اور ایسا زچ کیا کہ آخر رشی جی آگ ہو گئے اور جل کر یہ بددعا دی کہ:-

ہے ایشور یہ پانچوں کی پانچوں مگرمچھ ہو جائیں ؂

اب تو ہم لوگوں کے اوسان خطا ہو گئے۔ حواس چھوٹ گئے قدموں پر گر پڑیں کہ مہاراج معاف کیجئے۔ ہم ابھی ناسمجھ ہیں۔ آپ نے سراپ دے ڈالا۔ آخر ہمارے ادھار کی سبیل۔ مہا رشی بولے کہ اچھا تو صبر کرو۔ جس وقت پانڈو کا قدم چھوئے گا اُس وقت نجات ہو جائیگی ؂

چنانچہ شکر ہے کہ آپ نے آج درشن دئے۔ مجھے تو نجات مل گئی۔ اب چار میری ہمجولیاں اور باقی ہیں۔ اُن پر نظر عنایت ہو جائے۔ یہ کہکر وہ جو اُڑی تو بس آکاش پر تھی۔ یہاں ارجن چاروں کنڈوں میں نہایا۔ چاروں اپسراؤں کو دام مصیبت سے آزاد کیا۔ خاص و عام کے نعرۂ مرحبا سُنتے اور پھر چترانگد کے جوش محبت میں منی پور کی راہ لی۔ وہاں دیکھا تو آنکھ کا تارا ببر باہن سب کی آنکھوں کو سکھ دے رہا ہے۔ دل کی کلی کلی کھل گئی ؂

راجہ منی پور کے کوئی اولاد نرینہ نہ تھی۔ اس نے ببر باہن کو گود میں لے لیا اور اپنی دوسری بیٹی کی شادی بھی ارجن ہی کے ساتھ کر کے دو سرے نور سے بھی منہ دیکھا ؂

ادھیائے ۶۹

ارجن کے ساتھ سری کرشن جی کی بہن سوبھدرا کی شادی۔ اور بعدہٗ واپسی اندرپرستھ

ارجن منی پور سے روانہ ہُوا تو سیدھا دوارکا جی پہنچا۔ کرشن جی کو خبر لگ چکی تھی۔ اُنہوں نے بڑے شان و شوکت سے استقبال کیا تمام دوارکا چوتھی کی دُلہن کی طرح سج گئی۔ ارجن راج محل میں ٹھہرایا گیا۔ رکمنی جی جاموتتی وغیرہ کرشن جی کی پٹ رانیوں نے بڑی آؤبھگت کی۔ مہاراج کرشن دیو کی بہن سوبھدرا نے جونہیں ارجن کی دلفریب صورت دیکھی۔ دل ہاتھ سے جاتا رہا۔ اور ارجن پر بھی حسن گلو سوز نے مدہوشی ڈالی۔ ایک نہ شد دو شد کا معاملہ ہُوا۔ دونو طرف آگ برابر لگی ہوئی۔ آخر چھوس کا سامنا ہُوا۔ گنہ بقربہ بواہ میں پروانہ و شمع میں بے تکلفیاں بھی ہوگئیں۔ سری کرشن جی دانا ئے اسرار تھے۔ ان سے بھید کہاں چھپ سکتا تھا۔ سارا راز ان پر فاش ہوگیا اُنہوں نے ارجن سے کہا:۔

بس اب یہاں ٹھہرنے کا موقع نہیں۔ تم سوبھدرا کو لے کر چلتا دھندا کرو۔ نہیں تو بُری ہوگی مصلحت کھسک جانے میں ہی ہے۔

ارجن نے اسی مشورت پر عمل کیا اور وہاں سے چھیاں بھر جس تو بھگر میں دم لیا۔ بلرام جی کو اب تک کچھ خبر نہ تھی۔ اُنہوں نے جو نہیں سُنا آپے سے باہر ہو گئے۔ فرمایا کہ ارجن جائیگا کہاں۔ تو سہی بوڑی

بوٹی قیمہ کر کے نہ رکھ دوں +

بلرام جی کی آتش غضب کے شعلے چہرے سے ٹپکنے لگے۔ آنکھوں سے چنگاریاں نکلنے لگیں۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ جلتی ہوئی آگ پہ پانی کا ایک چھینٹا بھی ڈال سکے۔ مگر مہاراج کرشن جی نے فرمایا:۔

بھائی صاحب خیال تو فرمائیے۔ جو ہونا تھا ہو چکا۔ اب ملال کی کیا ضرورت۔ آپ کو خواہش تھی کہ سوبھدرا دریودھن کے ساتھ بیاہی جائے۔ سوبھدرا نے ارجن ایسا لائق و فائق شوہر تلاش کر لیا۔ جیسے رشتے میں دریودھن ویسے ارجن۔ اب رہے اوصاف وہ ظاہر ہیں۔ اور زیادہ کیا کہوں ایک زمانہ جانتا ہے کہ دریودھن سے بڑھ کر کوئی بیہودہ آدمی ہی نہیں۔ بس اس سے خاک ڈالیئے۔ جس کے ساتھ جس کا سمبندھ ہوتا ہے ہو جاتا ہے +

بلدیوجی کا غصہ تو فرو نہ ہوا۔ مگر ہاں یہ سمجھ کر چُپ رہے کہ یہ سب کرشن جی کی کارستانی تھی +

ارجن اس وقت تک پھکر ہی میں تھا۔ اس کے بارہ برس پورے ہو چکے تھے۔ لہٰذا اس نے نارو جی کے حکم کی تعمیل کر کے وطن واندر پرستھا کی راہ لی۔ وہاں پہنچا تو بھائیوں نے ہاتھوں ہاتھ لیا ان کی خوشی کی انتہا نہ تھی۔ کیا کنتی کیا دروپدی کیا اور رانیاں جس نے دیکھا سوبھدرا پر نچھاور ہو گئیں اور آنند میں آنند بڑھ گیا +

ادھیائے ۵

دروپدی کے بطن سے پانچ فرزندوں کی پیدائش اور سوبھدرا سے ابھمنو کی ولادت

جب ارجن سوبھدرا کو لے کر چمپت ہوا۔ تو سری کرشن جی نے اپنے

پتا بسدیو جی سے تذکرہ کیا کہ سمبندھ جس سے ہونا تھا ہوگیا۔ دونو دام محبت میں اسیر تھے۔ دونو گرفتار الفت ہوگئے مگر ہمارا فرض جو ہے اُس سے ہم کیوں چوکیں۔ مناسب ہے کہ باضابطہ وباقاعدہ شادی کردی جائے۔ بسدیو جی کو مشورہ پسند آیا۔ اُنہوں نے تمام دان جہیز ہاتھی۔ گھوڑے۔ لونڈیاں۔ باندیاں دے کر کرشن جی اور بلدیو جی کو ہستنا پور کی طرف روانہ کردیا۔ پانڈووں نے آمد آمد کی خبر سُنی۔ نوبرڑے شاہی انتظام سے استقبال کیا۔ سب کو شاہی ایوانوں میں ٹھہرایا۔ کرشن چندر اور بلرام جی کے ارشاد سے ارجن اور سوبھدرا کی باقاعدہ شادی ہوئی۔ جہیز میں دس ہزار ہاتھی دئے گئے۔ جن پر زربفت کی جھولیں پڑی ہوئی تھیں۔ اتنے ہی گھوڑے مع سازو یراق زریں مرصع زیوروں سے آراستہ پیشکش کئے گئے۔ پالکیوں۔ نالکیوں۔ لونڈیوں۔ باندیوں کا شمار ہی کیا۔ بلدیو جی تو فراغت شادی ادا کرکے دوارکا کو کھسک گئے۔ سری کرشن جی کو پانڈووں سے خاص محبت تھی۔ اُنہوں نے قیام کیا۔ کچھ دنوں کے بعد سوبھدرا کے بطن سے ابھمنو کا ظہور ہُوا۔ خوب جشن اور جلسے ہوئے۔ ابھمنو کو دیکھ دیکھ کر کرشن جی بہت ہی خوش ہوتے تھے۔ اس کا چاند سا مکھڑا سب کے دلوں پر موہنی ڈالتا تھا +

مہارانی دروپدی ترپنچ کنیاؤں کی سرتاج کا مرتبہ سب رانیوں سے افضل تھا۔ ایشور نے اسے بھی پانچ آنکھ کے تارے دئے + (۱) پرت بند۔ راجہ جدھشٹر سے (۲) ست سوم۔ بھیم سین سے۔ (۳) مسرت کرت۔ ارجن سے (۴) ستانیک۔ نکل سے (۵) سرت کرما سہدیو سے +

یہ پانچوں خمسئہ نظم جہانداری وحواس خمسئہ شہریاری بڑے صاحب طاقت ہوئے۔ اُن کے کارہائے نمایاں کا نظارہ اُس وقت ناظرین کی نگاہوں میں پھر جائے گا۔ جب مہابھارت

کے موقع پر یہ میدان کرکشیتر میں سربکف و خنجر بکف ہونگے ۔

ادھیاے ۱۷

اگن دیوتا کی حاضری۔ کھانڈوبن جلانے کی درخواست سری کرشن جی کی منظوری اور ارجن کے ساتھ روانگی

جمنا کا کنارہ ہے اور لب ساحل ایک عالیشان ایوان شاہی بلندی وہ کہ آسمان دیکھے تو آفتاب کی پگڑی زمین پر آرہے۔ وسعت وہ لہ پیا۔ قیاس تھک جائے۔ نقش و نگار سے باغوں کے گل بوٹے مات۔ در و بام سے برج فلک شرمندہ۔ آراستگی غور آگے ملے اور ہر ہفت عروسی گرد۔ شیشہ آلات سے دن کو بھی تاروں بھری رات کا عالم تھا۔ فرش وہ جس پر پاے نظر پھسلے۔ ایسا محل اور ایسی آرائش و زیبائش اسی میں ایک روز سری کرشن جی مہاراج ارجن کے ساتھ چوسر کھیل رہے تھے۔ ادھر یہ تفریح بھی دلچسپی اور ادھر دریائے جمن (جمنا) کا دلفریب نظارہ۔ کچھ آنند ہی اور تھا۔ دفعتہً دیکھتے کیا ہیں کہ ایک برہمن سامنے کھڑا ہوا ہے۔ کرشن جی انتریامی تھے۔ فوراً اصلیت جان گئے۔ پوچھا۔ کیوں! اگن دیوتا جی اس وقت چاند کدھر نکلا۔ تکلیف کا باعث؟

اگن دیو۔ کیا کہوں۔ ایک مرض میں گرفتار ہوں۔ بھوک بالکل مر گئی ہے۔ کھایا تو نہیں جاتا ۔

سری کرشن جی۔ یہ تو بڑی اچھی بات ہے۔ اہل دنیا اسی پیٹ کی آگ کو روتے ہیں۔ نہ پیٹ ہوتا نہ بھوک لگتی۔ تو یہ سارا اڈمبر کچھ بھی نہ ہوتا۔ آپ کو بھوک پیاس کی ضرورت کیا۔ دوسرے ملیچھ منتر

نہیں کہ دوا دوں ✣

اگنی دیو - آپ مضحکے میں اُڑاتے ہیں - یہاں جان سوکھی جاتی ہے کہ نتیجہ کیا ہوگا آپ مذاق میں نہ ٹالیں میرا علاج دھنونتر سے نہ ہوگا - بلکہ اُس سے جس نے دھنونتر کو پیدا کیا ہے - ایشور کے لئے ذرا پوری بات تو سُن لیجئے ✣

سری کرشن جی - شوق سے فرمائیے میں ذوق سے سنونگا - یہ تو کہئے کہ معاملہ کیا ہے پہیلی بجھانے کی ضرورت نہیں ✣

اگنی دیو - مہاراج - راجہ سنیک کے یہاں یگیہ تھا - یگیہ تھا یا آفت تھا - جی نے بارہ برس تک ہون کی آگ میں گھی ہی کی بار کرادی - بارہ برس تک گھی ہی گھی پیتے پیتے آخر بیماری اُٹھ کھڑی ہوگئی اور دل سخت پریشان ہُوا - پہلے میں برہما جی کی خدمت میں پہنچا کہ مہاراج کچھ علاج بتائیے - اُنہوں نے سُنتے ہی کہا کہ اس کا علاج اور کوئی نہیں کھانڈو بن کو سواہا کرو - تب تندرستی حاصل ہونا ممکن ہے ✣

کھانڈو بن وہ جنگل ہے - جہاں قدرتی طور پر آپ سے آپ سنجیون کی سی تاثیر کی جڑی بوٹیاں پیدا ہوتی ہیں - ان کے استعمال سے عارضے کی جڑ تک جاتی رہیگی - برہما کے اس کہنے پر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہُوا ہوں کہ آپ کھانڈو بن کے جلانے میں مدد دیں ورنہ جان کی خیر نہیں ✣

مگر ہاں خوب یاد آیا ذرا یہ بھی خیال رہے - وہاں راجہ اندر کے رفیق و شفیق تکشک ناگ کی سکونت ہے اور جب کبھی آگ گرمی دکھاتی ہے تو میگھ راج پانی کے دونگڑے برسا کر انگاروں کو راکھ کر دیتے ہیں

سری کرشن جی نے ایک قہقہہ لگایا اور ارجن کے زانو پر ہاتھ مارا اور کہا - ارجن کچھ سُنا کیا دل لگی کی بات ہے ✣

ارجن - آخر مرضیٔ مقدس کیا ہے - ارادہ تو کہئے - اُٹھوں ✣

سری کرشن جی ہنستے ہی رہے آخر اگنی دیو نے بڑی عاجزی کیساتھ کہا

مہاراج آپ کو سب فوقیت ہے - کہاں گرڑ کہاں دیوتاؤں کا راجہ اندر - مگر آپ نے گرڑ کے سامنے اندر کا سر نیچا ہی کر کے دکھا دیا - بس حد ہے کہ گرڑ جی کی پوجا کرنا پڑی - اس وقت میں بھی چشم ترحم کا مستحق ہوں - کرپا کیجئے +

سری کرشن جی - (ارجن سے) کہو - کچھ جرأت ہے +

ارجن - میں آپ کے ساتھ ہوں تو جرات کا کیا پوچھنا +

سارے برہمانڈ کو اک ہاتھ سے چلکر دوں میں +

چلائے اُٹھئے - ناچیز ارجن کا قدم کبھی آپ کے اقبال سے پیچھے نہیں پڑتا - ہاں اس وقت شرف ہے کہ آپ کے پیچھے پیچھے چلوں +

سری کرشن جی فوراً ہی اُٹھ کھڑے ہوئے - ارجن بھی ساتھ ہولیا دائرہ حکومت سے باہر آئے تو ارجن کو کچھ اور خیال آیا - اُس نے اگن دیو سے کہا کہ آپ لئے تو جاتے ہیں خصوصاً اُس کام کے لئے جس میں دانتوں پسینہ آجائے - پھوکٹ میں یہ کام ہوتے نظر نہیں آتا - آپ تو لائیے اپنا اکشے تیر - برن دیوتا سے منگوائیے گانڈیو دھنش بسوکرماں سے بنئے کپی دھماد الا رتھ تب کارج سدھ سمجھئے - ورنہ جانئے کہ ہم بھی پاؤں کے بچھن جھڑا آئے +

اگن دیوتا - بس اتنی بات - ابھی ابھی لیجئے - مجال کیا جو دیر ہو +

یہ کہکر اگن دیوتا نے سب کا دھیان کیا - فوراً برن دیوتا نمودار ہوئے - اپنا گانڈیو دھنش دیا - راجہ سومدت کا وہ ترکش پیش کیا - جس کی یہ تعریف تھی - کہ کبھی تیروں سے خالی نہ ہو - اس کے بعد بسوکرماں بھی رتھ لئے آ موجود ہوئے رتھ کیا تھا - جواہرات اور سونے کا ایک آسمانی برج تھا - جس پر سب سوار ہوکر کھانڈو بن کی طرف چل پڑے - رتھ کے گھوڑے سفید (نقرہ) تھے - وہ اڑے تو پھر سمند خیال بھی پیچھے رہ گیا +

..........+..........

ادھیائے ۲۷

کھانڈو بن میں آتشزدگی۔ اندر کی حفاظت میں ناکامیابی

کھانڈو بن چاروں طرف سے گھر گیا۔ پچھم کی طرف سری کرشن جی چکر لئے ہوئے کھڑے ہو گئے۔ دکن کی طرف ارجن گانڈیو دھنش لیکر ڈٹ گیا۔ اگن دیو نے پورب کا ناکا روکا پون دیو نے اتر کی طرف کا مورچہ لیا یہ گھیراؤ دیکھ کر تکشک ناگ تو سری کرشن جی کا درشن کرکے دلّی کو ان باتوں کو لئے لمبا پڑا۔ آنچ نہ آنے پائی۔ ادھر ارجن نے تیروں کا چھپر چھا دیا۔ ہوا کو بھی آنے جانے کی راہ نہ رکھی۔ اب اگن دیو نے بن میں آگ لگا دی۔ پون جی نے آگ کو اور ہوا دی۔ اب شعلہ زنی کا کیا ٹھکانا۔ ہر طرف آگ ہی آگ تھی اور شعلے ہی شعلے۔ جو پشو پکشی (چرند و پرند) تھے سب جان بچانے کے لئے ادھر ادھر بھاگے مگر وہاں راستہ کہاں۔ آخر اندر کو خبر ہوئی۔ اس نے آگ بگولا ہو کر ۹۶ کروڑ میگھ مالاؤں کو موسلا دھار پانی برسانے کا حکم دیا۔ بن میں مینہ کی جھڑی لگی۔ پھٹ پھٹ کر پانی برسا۔ مگر ارجن کے تیروں نے وہ چھپر چھا رکھا تھا کہ زمین پر ایک بوند کا بھی نام ونشان نہیں بس یہی معلوم ہوتا تھا کہ گرم توے پر بوند پڑ رہی ہے۔ اور پڑتے ہی غائب راجہ اندر کی طرف سے گندھرب۔ ارجن کے چھائے ہوئے تیر کے چھپروں کو تحس نحس کرتے تھے۔ مگر ارجن پھر جیسے کا تیسا کر دیتا تھا جب گندھربوں کی ایک نہ چلی۔ کچھ دال نہ گلی تو دانت کٹکٹا کر مقابلے کو آئے مگر ارجن نے وہ ہاتھ دکھائے کہ سب نو دم بھاگ نکلے۔ کھانڈو بن میں ایک دانو کی بھی سکونت تھی۔ اس کا نام تھا میا سر۔ اس نے جو یہ رنگ ڈھنگ دیکھا تو زمین بوس ہوتا ہوا ارجن کی

خدمت میں حاضر ہُوا اور جاں بخشی چاہی - ارجن نے سایۂ عاطفت میں لیا - اس کی ہیکڑی گرد بُرد ہو گئی - جس وقت ارجن کی طاقتوں کا ایک کرشمہ نظر سے گزرا وہ حیران تھا کہ اکیلا ارجن اور اُس نے گندھربوں کی عظیم طاقت کو پیس کے رکھ دیا - گندھرب جان توڑ کر لڑے - مگر آخر سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے - کسی کی بھی پیش نہ گئی +

ادھیاے ۳۷

کھانڈو بن کے جلنے کے بعد کے متفرق حالات

جب کھانڈو بن سے جان بچا کر گندھرو وغیرہ بھاگے تو سیدھے راجہ اندر کے پاس پہنچے - آتشزدگی اور بربادی کا حال سُنایا - اندر انگاروں پر لوٹنے - آگ ہو گئے - کہا کہ دیکھو ابھی میں خود جاتا ہوں اور فساد کی جڑ ہی میں آگ لگاتا ہوں +

یہ کہکر اندر جی بڑے زعم و غرور میں مست غصے میں بھرے ہوئے ایراوت ہاتھی پر سوار کھانڈو بن کی طرف چلے - جوہیں قدم اُٹھایا کہ آکاش بانی ہوئی +

راجہ اندر کس خیال میں ہو - سری کرشن جی اور ارجن نرنارائن ہیں - اُن سے تم کو تاب مقابلہ؟ مجال کیا جو کبھی سر ہو - ایسا نیچا دیکھو کہ عمر بھر سینکتے نہ بنے +

راجہ اندر اس آکاش بانی سے چوکنے ہوئے - ان کے غرور و تکبر زعم و طاقت کا نشہ اُتر گیا - سری کرشن جی کی خدمت میں حاضر ہوئے - سامنے ارجن تھا - اس کی قوتوں کی بڑی تعریف کی اور سری کرشن جی مہاراج کا درشن کرکے جن پیروں سے آئے تھے انہیں سے واپس چلے گئے +

کھانڈوبن کی آتشزدگی وہ تھی۔ جس نے راجہ اندر کے ہاتھوں کے طوطے اُڑا دئے لاکھ زور لگایا مگر ایک نہ چلی۔ تمام ذیروح کیا پرند کیا چرند سب راکھ ہو گئے۔ صرف سری کرشن جی کے درشنوں کے طفیل تکشک ناگ بال بچوں سمیت بچ نکلا یا باقی اور جو بھگوان کرشن دیو کی کرپا سے بچ رہے وہ چار پرندے تھے۔ باقی سب سواہا +

تکشک ناگ کا بیٹا اندرسین کبھی نہ بچتا۔ مگر نہیں اس کی ماں اپنے کلیجے کے ٹکڑے کو کلیجے سے لگا کر بھاگی کہ اتنے میں ارجن کا بان پہنچا۔ ماں تو وہیں ٹھنڈی ہو گئی۔ اندرسین نلوہ بچ گیا اور ہوش سنبھالا تو ارجن کے خون ہی کا پیاسا بن بیٹھا۔ پہلے کچھ پیش نہ گئی مگر ہاں جب ہاتھ پاؤں ہو گئے تو مہابھارت میں ارجن کے سامنے خم ٹھونک کر بہادرانِ زمانہ کو ناکوں چنے چبوا دیگا +

کھانڈوبن میں پندرہ دن تک آگ سلگتی رہی۔ سب درخت راکھ کے ڈھیر ہو گئے۔ ذیروحوں میں سے کوئی جانبر نہ ہو سکا۔ سارا جنگل کا جنگل صفایا۔ مے دانو راچھس ارجن کی پناہ میں جان بخشی کا شکرگزار تھا۔ اس نے جنگل کو صفاچٹ دیکھ کر کہا کہ آپ نے میری جان بچائی۔ آپ کے اقبال سے دانوؤں کے گروہ کی سرغنائی حاصل ہے فنِ تعمیرات میں بسوکرماں کا نقطۂ مقابل ہوں جیسی تعمیر کا حکم ہو اس سے اچھی تیار کردوں۔ سری کرشن جی اور ارجن مے دانو کو لئے ہوئے اندرپرستھ میں واپس آ گئے۔ راجہ جدھشٹر اس کارنمایاں سے بہت خوش ہوئے۔ مے دانو کی قدردانی کی۔ اس کے انتظام میں نئی نئی تعمیرات سے راجدھانی کو اور رونق حاصل ہوئی اور مہابھارت کے آدپرب کے آخری زمانے کا ہنسی خوشی سے خاتمہ ہوا +

آدپرب ختم

مہابھارت

حصّہ دوم

سبھا پرب

ادھیاے ۱

سری کرشن جی کا مے دانو کو اندرپرست کی تعمیرات کے لئے ارشاد

آدپرب ختم کرکے بیشم پائین جی نے سبھا پرب کا آغاز کیا اُن کی زبان سے جو گل فشانی ہوئی۔ اس کا سلسلہ حسب ذیل تھا۔ یعنی جب کھانڈو بن میں سری کرشن جی کی نظر ترحم اور ارجن کی چشم کرم سے مے دانو کی جان بچ گئی۔ تو وہ نہایت ہی شکرگزار و احسانمند ہُوا۔ اس نے دست بستہ درخواست کی کہ کبھی کسی خدمت لائقہ کا ارشاد ہو کہ جس میں جان بخشی کے عوض کچھ تو خدمت سے عظمت حاصل کروں +

ارجن۔ مجھے کسی چیز کی خواہش نہیں۔ ایشور کا دیا سب کچھ

موجود ہے - پھر فضول کیا تکلیف دوں - تم عوض معاوضے کی فکر نہ کرو - یہاں معاوضے کی نہ کبھی خواہش ہوئی اور نہ ایشور کرے کبھی ہو +

مے دانو - ایشور آپ کی اس نیت خیر کو برکت دے - مگر اس میں مضائقہ کیا ہے - اگر آپ کوئی کام مجھ سے لے لیں - بھلا میں اپکی جان کا معاوضہ کیا دے سکتا ہوں - مجھ میں یہ لیاقت و دستگاہ کہاں - مگر ہاں خواہش یہ ہے کہ کچھ اپنا جوہر ہی دکھا دوں - آخر جو فن حاصل کیا ہے وہ کس دن کام آئیگا +

ارجن - تجھے کس فن میں کمال ہے - کون جوہر دکھانے کی خواہش ہے +

مے دانو - یوں تو میں محض ناچیز ہوں - لیکن جس طرح دیوتاؤں میں بسوکرماں شلپ بدیا (فن تعمیرات) میں کامل ہیں - اسی طرح مجھے بھی اس فن میں مہارت حاصل ہے - راکھشسوں کی عمدہ عمارتیں انہیں ہاتھوں کی بنائی ہوئی ہیں جو آپ کے چرن چھونے سے ممتاز ہو رہے ہیں +

ارجن - مجھے تمہارے کمالات سُننے سے بڑی خوشی ہوئی - مگر میں کوئی فرمائش نہیں کر سکتا - ہاں سری کرشن جی کی جو مرضی مقدس ہو وہ مقدم +

مے دانو - (سری کرشن جی سے) مہاراج کچھ ضرور ارشاد ہو - خدمتگذاری کے بغیر میں اپنی زندگی کو ہیچ سمجھونگا +

سری کرشن جی - تمہاری ایسی ہی مرضی ہے تو خیر مہاراجہ جدھشٹر کے لئے ایسی راج سبھا (دربار شاہی) تعمیر کرو - جس کا دنیا کے پردے پر جواب نہ نکلے اور فن عمارت یادگار زمانہ ہو +

مے دانو نے قدموں پر سر جھکایا - ارشاد اقدس کی تہ دل سے شکرگذاری کرکے عرض کی :-

وہ عالیشان عمارت بنے کہ آدمی تو آدمی دیوتا تک دیکھ کر حیران رہ جائیں کہیں ایسا شاہی دربار کسی نے خواب میں بھی نہ دیکھا ہو +

بات طے ہو گئی۔ سلسلہ کلام منقطع ہو گیا۔ اب سری کرشن جی اُٹھے اور سب کو لئے ہوئے سیدھے راجہ جدھشٹر کے پاس پہنچے۔ راجہ جدھشٹر نے سری کرشن جی کا بڑے تپاک سے استقبال کیا۔ آنکھیں فرش کر دیں۔ پلکیں بچھا دیں۔ پتلیوں نے سر پہ بٹھایا۔ گردن قدموں پر جھک گئی۔ مزاج پرسی وغیرہ کے بعد مے دانو کے کمال اور تجویز تعمیرات کی بات چھیڑی۔ راجہ جدھشٹر بہت خوش ہوئے اور مے دانو سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اچھا کیا مضائقہ +

تجویز پختہ ہونے پر راجہ جدھشٹر نے برہمنوں کو کھیر کھلائی۔ اور مے دانو نے ایک بہت ہی پر فضا اور وسیع مقام پر دس دس ہزار ہاتھ کی پیمائش سے درباری نشست گاہیں بنانے کا آغاز کر دیا +

یہ قطعۂ زمین جمنا جی کے کنارے پہ واقع تھا۔ جسے اندرپرستہ (عرف دِلّی) کا لقب حاصل ہُوا۔ ادھر تعمیر ایوانات کا کام شروع ہُوا۔ ادھر سری کرشن جی دوارکا جی کی طرف عازم ہوئے۔ وہاں خیرو عافیت سے پہنچے اور اتنے دنوں کے بچھڑوں سے ہنسی خوشی ملے +

ادھیائے ۲

مے دانو کے ہاتھ سے اندرپرستہ کی تعمیر

مے دانو درخواست منظور ہونے سے نہایت خوش ہُوا۔ اس نے ارجن سے اجازت مانگی کہ میں ضروری سامان لینے جاتا ہوں آپ حکم دیں۔ میں نے عرصہ گزرا کہ برکھ پروا دیت کے لئے کیلاش کے اُتر کی طرف میناک پہاڑ پر ایک راج دربار تعمیر کیا تھا جس کی نظیر زمانہ میں نہیں۔ اس میں بہت جواہر و الماس صرف ہوئے

میں چاہتا ہوں کہ آپ کے دربار کو بھی جواہر خانہ بنا دوں چنانچہ بندوسر کا خزانہ الماس و جواہر سے اب بھی بھرا پڑا ہے تمام دنیا کی نفائسات اس کے قبضے میں ہیں۔ یہی نہیں بلکہ ایک بہت ہی عمدہ اور دشمن کش گدا بھی اُس کے پاس ہے۔ جس کی چوٹ سہنا تو در کنار کوئی سامنے ٹھہر نہیں سکتا۔ جس طرح دھنشوں میں گانڈیو دھنش ہے۔ جو تمام استروں اور شستروں سے اوصاف میں فائق مانا گیا ہے۔ جس پر مخالف کے ہتھیار کارگر ہی نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح وہ گدا بھی ہے اس کو برکھ پروا دیت سے لا کر بھیم سین کے ہاتھ میں دوں گا۔ کہ اس کی زینت ہو۔ آپ کی نذر کے لئے میں نے ایک سنکھ تجویز کیا ہے۔ جو اُسی دیت کے پاس ہے۔ چنانچہ میں جاتا ہوں اور سب چیزیں ڈھو کے لاتا ہوں۔

ارجن نے خوشی سے اجازت دی اور مے دانو وہاں سے ہوا ہوا اور سیدھا کیلاش پربت کی طرف چلا اور آندھی کی طرح وہیں جا پہنچا جس جگہ راجہ بھاگیرتھ نے گنگا جی کے آکاش سے لانے کو مہادیو جی کی تپسیا میں راتیں گزاری تھیں اور جہاں وشنو یہ جایت کا وہ عظیم الشان یگیہ ہوا تھا جس کی یادگار ستی جی کے واقعہ نے صفحۂ روزگار پر قائم کر رکھی ہے۔ مے دانو نے وہاں سے گدا حاصل کیا۔ سنکھ ہتھیایا۔ جواہرات کے انبار ڈھے میں کئے اور انہیں پیروں واپس آکر گدا بھیم سین کو نذر کر دیا۔ سنکھ ارجن کے پیشکش کیا اور فن تعمیرات کا کمال دکھانے کے لئے ہتھیلی پر سرسوں جما کر ایسی عمارتیں کھڑی کر دیں کہ سری کرشن جی کی سودھرماں سبھا کی خوبیاں گرد برد ہو گئیں۔ عالیشان عمارت عجیب و غریب اور اعلےٰ صناعی کا نمونہ تھا۔ دالان کے اندر ایک سے ایک خوبصورت دالان۔ در و بام میں انتہا سے زیادہ نفاست صحن میں باغ و بہار کی کیفیت۔ جابجا صاف و شفاف حوض اور نہریں جن میں چاندی کی طرح چمکتے ہوئے پانی پر کنولوں کا مستوں کی

طرح جھومتا عجیب لطف دکھاتا تھا اور جن کی سیڑھیاں جواہرا
ت پچکاری اور الماس و عقیق کے نقش و نگار سے آنکھوں
چکاچوند پیدا کرکے پاے نظر کو جمنے نہ دیتی تھیں۔ حوضوں
رنگ کی مچھلیاں چھوڑی ہوئی تھیں جن کی شوخیاں نازنینان
جمال و مہوشان مہر تمثال کی چہلوں کو شرماتی تھیں۔ کیا درو د
سقف و بام سب جواہرات سے جڑے ہوئے تھے۔ دن کو آ
کی کرنیں عقیق و الماس پر نظر ٹھہرنے نہ دیتی تھیں۔ رات کو
نور کی تڑپ چاندنی رات کا مزہ دے جاتی تھی۔ صحنوں میں نہر
مارتی رہتی تھیں۔ جن کے فواروں کا چمکتا ہوا پانی اچھلتا اور گر
بھلا معلوم ہوتا تھا کہ کلیجہ تر ہو جاتا تھا۔ باغوں کی بہار کا کیا کہنا۔ چمن
میں خاص نفاست روشوں پر غیر معمولی لطافت۔ جگہ جگہ پر سنگ
کی پٹڑیاں موقع موقع پر رنگ رنگ کے پتھروں کا فرش۔ جسب
روشن پٹڑیوں میں بھی منبت کا کام۔ جڑاؤ کا سارا ٹھنگ
ہی جواہرات زمین پر بچھے معلوم ہوتے تھے درختوں کے ہجوم
کہنا زمین چھپی ہوئی تھی۔ مرغان خوش الحان ہری بھری پھول
شاخوں پر چہکتے اور رنگ رنگ کے پھول مہکتے تھے۔ کہیں
حسن صورت کے غرور میں زمین پر پاؤں نہ رکھتے۔ ادھر سے
اُدھر سے ادھر پھرتے تھے۔ مینائیں میٹھی میٹھی بولیوں سے
کو رجھاتی تھیں طوطیاں رس بھری آواز سے نغمۂ دلفزا سنا
سارس حسینان کبک خرام کی طرح ناز و انداز سے چلتے تھے۔ ہ
نازنیناں گل اندام کی طرح اٹھلاتے ہوئے روشوں پر ٹہلتے تھے چ
کا خرام ناز دلوں کو لبھاتا تھا۔ لالوں کی ترانہ سنجی پر دل لوٹ ہوا جا
ادھر کبوتروں کے قہقہے ادھر بلبلوں کے چہچہے۔ کچھ عجیب ہی
کس بہار تھی۔ اہل شہر کی طبیعت گلزار تھی۔ راج سبھا کی زی
آرائش سے صناع خرد کی عقل دنگ تھی۔ صنعت کیا تھی

تھی۔ چاروں گوشوں پر برج فلک سے بڑھیا طلائی برج جن پر
گنگا جمنی کلس آسمان سے باتیں کرتے اور آفتاب عالمتاب
ب و مک سے نیچا دکھاتے تھے ہر کنگرہ جواہرات سے ایک
نظر آتا تھا کوسوں تک آنکھوں میں چکا چوند پیدا کرنے والی
ں پھیلی رہتی تھی۔ دروازے سر بفلک۔ محرابیں سنہری نقش و
اور نیلم و الماس لعل اور پکھراج کے رنگارنگ جواہرات سے
کے چاند کی ہمشکل اور ماہ دو ہفتہ کی طرح روشن۔ دالانوں سے
ش محل گرد۔ تصویر خانے مات۔ محرابوں میں رنگ رنگ کی
نمایاں۔ شیشہ آلات مطلا و مرصع آویزاں۔ جھاڑ فانوس مرونگ
رہ سے ہر جگہ عالم نور کہیں اطلس کہیں مخمل کا فرش۔ کہیں
بصورت قالین۔ کہیں زر کار مسندیں ہر نشستگاہ میں
سنگھاسن۔ صف بصف قطار بہ قطار گنگا جمنی کرسیاں چبوترے
ہر نگار سونے کے کٹہروں میں مہین مہین جالیاں جن میں موقع
مع پر یاقوت و الماس کے بیل بوٹے۔ جا بجا مرصع فوارے جن
چمکتے ہوئے پانی کا ننھے ننھے ہرے بھرے پودوں کی طرف
کاؤ۔ درخت تمام ثمردار و بارآور جامن۔ انار۔ کھجور۔ ناریل۔ سیب
۔ وغیرہ ہزارہا اقسام کے درختوں کے بوجھ سے زمین دبی جاتی
۔ باغ میں میوہ پکا پڑا تھا۔ باغوں کے وسط میں اعلے سے اعلے
ماتیاں دکھائی گئی تھیں۔ روشوں میں وہ طلسم کیا تھا کہ موجیں مارتے
ہوئے پانی کی چادر کا دھوکا ہوتا تھا۔ یوں بالکل زمین خشک
یں روش پڑی بالکل خشک نظر آتی تھی مگر جہاں پاؤں رکھا جلد
ں بہ گئی۔ کسی مقام پر ایسی کاریگری سے دروازے کی ہیئت دکھائی
ں۔ کہ اہل شہر دھوکا کھا کر اُس سے گزرنا چاہے۔ مگر وہاں در اصل
ازے کا نام و نشان نہیں۔ ہاتھ سے ٹٹولا تو دیوار کے سوا اور
ہ نہ تھا۔ غرض کہ ویسی ایسی نامعلوم کتنی صنعتوں سے راج

دربار فروروز گار بنایا گیا۔ اور نہ جانے کتنے نیرنگ و طلسمات ا
نفاست سے کام میں لائے گئے۔ دروازوں پر زر کار چلمنیں
کی جھالروں کی چھتیں سامنے کے رُخ منبّت کار مقیشی شامیانے
پر با موقع کامدار ریشمی جھنڈیاں خلاصہ یہ کہ مے دانو نے
عمدگی سے عجیب و غریب عمارت کھڑی کردی اور گوشے گ
کو ایسی خوبی سے آراستہ کردیا کہ اندر بن مٹی ہو گیا۔ نندن بن
خوبیاں گرد برد گئیں۔ پانچوں پانڈو ایوانات شاہی اور راج س
خوبیوں پر عش عش کر گئے۔ مے دانو کے کمالوں کو ہزار زبان
سراہا۔ بود و باش کے لئے اپنی اپنی پسند کے موافق ایوان
لئے اور وہیں بڑے ٹھاٹھ باٹ سے رہنے بسنے لگے۔ مہارانی کنتی
کا سکھ دیکھتی تھی۔ اور پانچوں بیٹوں کی سعادت۔ شاہی شان
اور نیک خصلتی سے اس کا کلیجہ ہاتھ بھر کا تھا +

ادھیائے ۳

اندر پرستھ میں نارد منی کی تشریف آوری

جدھشٹر کی راج سبھا کی نفاست پر ا

مسرت۔ دیوتاؤں کی راج سبھاؤں کا

راجہ پنڈو کا پیغام۔ راجسویہ یگیہ کی ہ

ایک دن سری نارد جی گھومتے گھامتے راجہ جدھشٹر

...روز ہوئے۔ نارد مُن تشریف لائے تو تعظیم وتکریم کا کیا پوچھنا
...ر سامنے قدموں پر سر جھکا دیا۔ ہاتھوں ہاتھ لائے۔ جواہرات
...ے ہوئے سنگھاسن پر جگہ دی اور بڑے ادب سے ہاتھ
...ہوئے سامنے کھڑے ہوگئے۔ نارد مُن نے راج سبھا اور
...اں کے شاہی محلوں کی زیب وزینت رونق و آرائش دیکھی
...ائیں کھل گئیں۔ ایک ایک چیز کو نظر حیرت سے دیکھنے لگے۔
...ف نظر جاتی تھی پلٹنے کا نام نہ لیتی تھی۔ ان کا دل خوش ہوگیا
...شی پھڑک گئی۔ بولے کہ:-
...راجہ جدھشٹر آپ نے عمارتیں تو ایسی بنوائیں کہ آج تک
...ہی نہ آئیں۔ کیا سرگ لوک کیا اندر لوک کیا برن لوک سب جگہ
...گھاتے سب کی سیر دیکھتے دیکھتے اتنی عمر ہوئی۔ مگر ایسی عجیب
...عمارتیں آج ہی دیکھنا نصیب ہوئیں۔ راجہ اندر کی سبھا جسے
...ہی اور سودھرماں کہتے ہیں۔ بسوکرماں نے بڑی عمدگی سے
...سو جوجن عرض۔ ڈیڑھ سو جوجن طول اس کی نفاست کا کیا کہنا
...اں چاہیں بے غل وغش لے جائیں۔ عیش و عشرت کے
...ا میں رنج وغم کا گزر ہی نہیں۔ بڑے بڑے خوبصورت
...کا باغ لگا ہوا ہے۔ شاخیں پھولوں پھلوں سے لدی نظر
...اتوالی مسلوم ہوتی ہیں۔ جا بجا نہریں جاری۔ موقع موقع پر
...ریز۔ رنگ رنگ کے مرغان خوش نوا کی چہلوں سے طبیعت
...غ ہوتی ہے میٹھی میٹھی بولیوں سے پژمردہ دل بھی ہرا ہو جاتا
...و دیوار میں سونا ہی سونا۔ نقش و نگار میں جواہر ہی جواہر نیلم و
...عقیق و یاقوت کے بیل بوٹوں سے ایک باغ کھلا ہوا نظر آتا
...ی عمارت لفظوں میں بیان نہیں ہو سکتی۔ دیکھنے سے
...کھتی ہے۔ راج دربار میں سونے کا جڑاؤ سنگھاسن جگمگ
...رتا ہے جس پر راجہ اندر با تاج چھا مکٹ دے زیور و جواہرات

میں غرق بڑے ٹھاٹھ باٹ سے اپنی رانی کے ساتھ جلوہ افروز رہتے ہیں۔ سامنے کے رخ بڑے بڑے سدھ مہاتما رشی مہرشی منی مہامنی سادھو سنت اور دیوتا لوگ بڑے دربار بڑے جاہ و جلال سے رونق صف بڑھاتے اور چمکتے ہوئے چہروں سے در و دیوار پر نور ہی نور برساتے ہیں ؛

سورج کے فرزند دھرم راج کی راج سبھا بھی بسوکرما نے ایسی نفیس تعمیر کی ہے کہ باید و شاید۔ لمبائی چوڑائی سو سو جوجن نہ گرمی میں گرمی نہ سردی میں سردی۔ سورج ہمیشہ روشن۔ دیوتاؤں اور باشندگان شہر کے لئے ہمہ نعمتیں مہیا۔ کسی کو کسی بات کی کمی نہیں۔ باغ ہمیشہ بہار۔ درخت میوہ دار۔ شاخیں پُر بار بیل خوشنما جس چیز کی خواہش ہو فوراً موجود۔ رنج و غم کا ہمیشہ نام و نشان مفقود جن چکرورتی راجاؤں نے سو سو اشومیدھ یگیہ کئے ہیں۔ سب وہاں کا آنند لوٹتے ہیں۔ چنانچہ راجہ ججات۔ راجہ شاشتو راجہ مانڈھاتا وغیرہ تمام کے تمام دھارمک اور پرتاپی تاجداروں کا وہیں مقام ہے بڑے بڑے رشی منی اپنے اپنے فضائل و کمالات اور عزت و اعزاز کے موافق وہاں قیامگاہوں میں فروکش ہیں ؛

برن دیوتا کی شاہی عمارات کی بھی یہی صورت ہے یہ عمارتیں پانی میں تعمیر ہوئی ہیں ہر طرف یاقوت ہی یاقوت۔ الماس ہی الماس رات کی اندھیری دن کی روشنی کو مات کرتی ہے۔ در و دیوار کی سفیدی میں عالم نور ہے۔ صفائی پر نگاہ نہیں ٹھہرتی۔ تمام دریا اور کل سمندر اپنی اصلی ہیئت میں یہاں جلوہ افروز رہتے ہیں اور اودی کالی ہر رنگ کی گھٹاؤں کا نظارہ ہر وقت نظر کو اپنی دلفریبی سے لبھاتا رہتا ہے ؛

کوبیر جی کی راج سبھا کی نفاست ہی اور ہے سونے چاندی کی عمارتیں سر بفلک کھڑی ہیں۔ صد ہا بیش قیمتی سے قیمتی جواہرات

سے ...دیو اور عجائبات جگمگ کرتے کیلاش پہاڑ کی بلند چوٹی سے نظر آتے ہیں۔ یہاں والوں کو رات دن ناچ رنگ سے مطلب ہر وقت نغمہ و ساز سے کام ہے۔ کیا رنبھا کیا سرکشی کیا دھرماجی کیا بسواچی کیا اُربسی کیا اور رقص ناز دکھاتی ہیں۔ گندھربوں کنھروں کی نغمہ سنجیاں دلوں کو رجھاتی ہیں۔ غرض ایسی ہی رنگ رلیاں رہتی ہیں + ایسی موجوں کے سوا اور کسی بات سے کام نہیں رنج وغم کا ذرا نام نہیں +

برہماجی کی سبھا کا کیا کہنا۔ برہماجی کی سبھا ہے۔ اندر۔ برن۔ کوبیر سب کی سبھائیں اس کی خوبیوں کے سامنے گرد ہیں لمبائی چوڑائی بے حد وحساب۔ بلندی وہ کہ سرگ اور امراوتی کو بھی نصیب نہیں چاند سورج کی روشنی کبھی نہیں پہنچ سکتی۔ قدرتی ہی نور برستا رہتا ہے۔ مہا یوگی بڑے بڑے دیوتا بڑے بڑے پہنچے ہوئے رشی بلند مرتبہ غرض وہاں برہماجی کی پرستش میں مصروف رہتے ہیں۔ دیوتاؤں کی سبھاؤں کا ذکر کر کے ناروجی مہاراجہ جدھشٹر سے بولے کہ

گو ایسی ایسی سبھائیں میں نے دیکھی ہیں۔ مگر سچ کہتا ہوں کہ آپ کی سی مہاراج سبھا عالم موجودات میں دوسری نہیں۔ دیوتاؤں کی سبھا اور آپ کی سبھا میں اگر کچھ فرق ہے تو صرف اتنا کہ وہ عالم بالا پر ہیں اور وہاں دیوتاؤں کی چہل پہل رہتی ہے۔ آپ کی سبھا دار فانی میں روے زمین پر ہے اور یہاں آدمی مقیم ہیں۔ میں آپ کی سبھا دیکھ کر نہایت ہی خوش ہوا۔ آپ کو یہ شان وشوکت مبارک +

اس کے بعد کچھ اور معمولی ذکر واذکار کے بعد سری کرشن جی کے دوارکا تشریف لے جانے اور کھانڈوبن کے جلنے کی بات چھڑی اور آخری گفتگو پر ختم کلام ہوا +

راجہ جدھشٹر۔ مہامنی آپ تو جہانیاں جہاں گشت ہیں۔ رات دن اس لوک سے اس لوک میں اس لوک سے اس لوک میں جانے کا اتفاق رہتا ہے فرمائیے کہیں میرے والد ماجد مہاراجہ پنڈو بھی نظر آئے +

نارد مُنی۔ جی ہاں۔ جس وقت میں نے رُوے زمین کی سیر کا عزم کیا اُن سے ملاقات ہوئی تھی۔ میرا عزم سُنکر اُنہوں نے آپ کو یہ پیغام دیا کہ اگر راجہ جدھشٹر راجسویہ یگیہ کریں تو میں بھی راجہ ہریشچندر کی طرح اندر لوک کا آنند لوٹوں۔ اس لئے آپ ضرور یگیہ کریں۔ ایک پنتھ دو کاج بیک کرشمہ دوکار کا معاملہ ہے۔ اُدھر راجہ پنڈو کو اندر لوک مل جائے اور اُدھر آپ بھی اس کے مستحق ہو جائیں +

نارد جی کو دوارکا جی کی سیر کا اشتیاق تھا۔ اس لئے یگیہ کیواسطے ہدایت فرما کر رخصت ہو گئے اور یہاں راجہ جدھشٹر کو یگیہ کی فکر ہوئی +

ادھیاے ۴

سری کرشن جی۔ ارجن و بھیم کی مگدھ دیش میں تشریف بری۔ معرکہ جنگ۔ بھیم سین کی فتح۔ جراسندھ کا قتل۔ قیدی راجاؤں کی رہائی۔ جراسندھ کی تخت نشینی۔ سری کرشن جی کی اندرپرست سے دوارکا میں واپسی

مہاراجہ جدھشٹر سوچے کہ راجسویہ یگیہ کرنا بچوں کا کھیل نہیں اس کے سرانجام میں رات دن پسینہ آئیگا چنانچہ انہوں نے اندرسین کو دوارکا میں بھیجا۔ مہاراج کرشن چندر [illegible] اندرپرستھ کو

رونق افروز ہوئے راج سبھا کی عجیب و غریب عماراتیں دیکھ کر اظہار مسرت فرمایا۔ زیب و آرائش خوبی و زیبائش سے باغ باغ ہو گئے۔ جب راج سبھا کی سیر سے یکسوئی حاصل ہوئی تو مہاراجہ جدھشٹر نے نارد جی کی تشریف آوری راجہ پنڈو کے پیغام اور راجسویہ یگیہ کی ہدایت کا تذکرہ کر کے گذارش کی کہ

مہاراج۔ اس یگیہ کی مشکلات سے آپ واقف ہیں۔ بیان کرنا فضول۔ پس آپ کی نظر عاطفت لازمی ہے۔ آپ کی توجہ کے بغیر کامیابی معلوم ؏

سری کرشن جی۔ یگیہ کی تجویز پر میرا بھی صاد ہے۔ آپ انتظام شروع کریں۔ کھٹکا ہے تو صرف جراسندھ سے وہ ضرور خلل انداز ہوگا۔ آپ جانتے ہیں کہ اُس نے نرمیدھ یگیہ کے لئے ہزارہا تاجدار گرفتار بلا کر رکھے ہیں اُن کو قید مصیبت سے آزاد کرنا میرا پہلا فرض ہے چنانچہ ارجن اور بھیم میرے ساتھ چلیں تو سب کام بن جائے ؏

باہم مشورہ طے پا گیا۔ اور سری کرشن جی ارجن اور بھیم کو لیکر برہمن کے بانے میں جراسندھ کے دار الحکومت میں پہنچے۔ دیکھا تو بڑے ہی ٹھاٹھ باٹ ہیں۔ دھوم دھام کی حد نہیں۔ بازار آراستہ کوچے صاف و شفاف۔ گلی گلی میں کیوڑے گلاب کا چھڑکاؤ۔ گوشے گوشے میں سامان تفریح۔ گھر گھر میں ناچ رنگ۔ محلے محلے میں جشن عشرت۔ ہر جگہ آدمیوں کا میلہ۔ ہر مقام پہ عورتوں مردوں کا ریلا۔ چاروں طرف سواروں کے تھکے صف بہ صف پیادوں کا ہجوم۔ کہیں کھیل کہیں تماشے۔ کہیں ناچ کہیں باجے۔ غرضیکہ عجیب ہی کیفیت۔ عجیب ہی دلچسپ نظارہ تھا۔ آنکھیں سیر نہ ہوتی تھیں۔ دل سیر تماشے سے نہ بھرتا تھا۔ جو ہی وہ دولت پر پہنچے۔ بے تکلف چوکھٹ لانگھنا چاہی۔ مگر روک ٹوک سخت تھی پہرا تھم رہا تھا۔ ایک ہاتھیں نے بھیم سین کے موٹے موٹے ہاتھ پاؤں دیکھکر روکا۔ بھیم کچھ کھٹکے۔ تو ہاتھیں بگڑ کھڑا ہوا۔ آخر بگاڑ ہوئی۔ دونوں گتھ

گئے۔ کتا اپنی گلی میں شیر ہوتا ہے۔ اس پر ہاتھ پاؤں کا جوان۔ گدہ مارتا ہے تو بھیم سین چاروں شانے چیت۔ ارجن نے لپک کر راچھس کو جا لیا کہ کہیں اور گدہ رسید کر دے۔ اس مہلت میں بھیم سین سنبھلے اٹھے اور اسی پٹخنی دی۔ کہ پھر سانس نہ آئی۔ دروازے پر ایک نقارہ دیکھا جو آپ سے آپ بجکر دوسروں کے عزم جنگ سے جراسندھ کو خبردار کر دیتا تھا۔ اس نے تینوں صاحب وہاں سے کھسکے اور ایک دیوار پھاند کر جراسندھ کے محل میں جا اُترے نقارے کو بجنے کا موقع نہ دیا۔ جونہی جراسندھ کی نظر پڑی وہ ڈنڈوت کو جھک گیا اور صورت شکل دیکھ کر بولا:-

ٹھیک ٹھیک کہئے گا۔ آپ سچ مچ برہمن ہی ہیں یا دیوتا یا آپ کا گندھربوں میں شمار ہے۔ بہرحال جو خواہش ہو بے تکلف ظاہر کیجئے ابھی پوری کروں ؎

سری کرشن جی - راجن روپیہ پیسہ ہاتھ کا میل ہے۔ اس کی خواہش نہیں۔ ہاں آرزو یہ ہے کہ آپ ہم تینوں میں سے جس کے ساتھ چاہیں کشتی لڑیں۔ جراسندھ اس سوال پر ہنس پڑا اور بولا ؎

ہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش
من انداز قدت را مے شناسم

برہمن کا بھیس بھر کر کشتی لڑنے چلے - یہ کیوں نہ کہئے کہ فقط شریف کرشن جی ہیں۔ اٹھارہ مرتبہ پکڑ ہوئی تو پیٹھ دکھانے کے سوا کیا بن آیا آخر وطن سے بھاگ کر دوارکا میں منہ چھپانا پڑا۔ جو لڑائی میں پیٹھ دکھا چکا اُس سے لڑنا ہی کیا۔ رہا یہ دوسرا برہمن ارجن اس کے ہاتھ پاؤں ہی کہے دیتے ہیں کہ میرے سامنے کیا خم ٹھونکیگا۔ بدن میں ہاتھ لگا دوں تو ننھا سا ڈیل چُرمُر ہو جائے۔ ہاں یہ القریب خواہ مخواہ مرد آدمی یعنی بھیم سین خیر وہ ایک گھسہ سہہ سکتا ہے اس کا جی چاہے تو دودھ پانی کر کے دیکھو ابھی ہڈیاں پسلیاں چور کئے رکھے دیتا ہوں تم بھی کیا کہو گے کہ سوال پورا کیا ؎

یہ کہتے ہی اُس کا چہرہ تمتما اُٹھا۔ آنکھیں سرخ ہو گئیں۔ اُس نے اُسی وقت اپنے بیٹے سہدیو کو راج سنگھاسن پر بٹھا کر وزیروں کو ضروری ہدایتیں کر کے لنگوٹ کسا۔ بھیم سین کو للکارا۔ تال ٹھونکتے ہوئے دو ہاتھی کے پاٹھے اکھاڑے میں اُترے۔ برابر کا زور ہونے لگا۔ خوب داؤں پیچ ہوئے۔ خوب ڈنڈ بلوں سے طاقت آزمائی ہوئی۔ مگر نہ کوئی چت ہُوا اور نہ کوئی پٹ۔ جوڑ پنجا تُلی تھی ۱۳ روز تک تصفیہ کی نوبت نہ آئی۔ آخر چودھویں روز کرشن جی نے کہا کہ آج ضرور فیصلہ ہو جائے دن بڑھنے کی ضرورت نہیں۔ بھیم سین آج ہوشیار +

بھیم سین "بہت اچھا۔ ایشور مالک" کہکر اکھاڑے پر پہنچا۔ جراسندھ بھی شیر کی طرح تنتنا کرتا اور پینترے بدل کر بھیم سین سے بھڑ گیا۔ جراسندھ گرجا +

او بھیم سین۔ میں در یودھن نہیں۔ جو تجھ سے دب جاؤنگا۔ اب تیرا وقت پورا ہو گیا کچھ دیر اور ہوس نکال لے۔ موت سر پر آ پہنچی۔ میرے ہاتھ خون سے رنگا ہی چاہتے ہیں +

بھیم سین۔ جنگ دو سر وارد۔ دو لڑتے ہیں تو ایک گرتا ہی ہے اس کا اندیشہ ہی کیا۔ نائی نائی بال کتنے جھان آگے آئینگے۔ تم گھبراؤ جو پچھڑے گا خود خاک و خون میں لوٹے گا۔ آپ سے آپ معلوم کر لیگا کہ کون ہارا کون جیتا +

تھوڑی دیر کشتی ہوتی رہی۔ مگر ہنوز روز اول۔ ہار جیت کا کوسوں پتہ نہیں۔ آخر گدا کی نوبت آئی۔ دو طرفہ چوٹیں چلنے لگیں۔ کھٹا کھٹ کی صدا سے میدان جنگ میں تھرتھری پڑ گئی۔ معلوم ہوتا تھا کہ دو پہاڑ باہم ٹکرا رہے ہیں۔ جب بھیم سین گرما گیا۔ تو اس زور سے گدا تان کر مارا کہ جراسندھ دور جا پڑا۔ دونوں آنکھیں تیورا گئیں۔ یہ دیکھ کر سری کرشن جی نے ایک تنکا اُٹھایا۔ اور بھیم سین کو دکھا کر ہاتھ سے چیر ڈالا۔ بھیم سین اشارہ سمجھ گیا۔ لپک کر پہنچا اور جراسندھ کی چھاتی پر چڑھ کر دونو ٹانگیں تھکے

کی طرح چیر ڈالیں۔ میدان میں ایک شور مچ گیا۔ جراسندھ کے تمام ارکان سلطنت اور سرداران فوج سری کرشن جی کی خدمت میں زمین بوس ہوئے۔ جراسندھ کے فرزند نے دوڑ کر قدم چومے۔ سری کرشن جی نے گلے سے لگا لیا۔ اور ہر ایک کو کلمات تشفی سے امن و تسلط کا اطمینان دلایا۔ پھر خود بدولت بہ نفس نفیس گرفتاران بلا کے پاس پہنچے بیس ہزار آٹھ سو تاجداران سلطنت و فرمانروایان حکومت کو رہائی بخشی۔ سب راجوں نے قدموں پر سر جھکا دیا۔ قدموں کی خاک آنکھوں میں ملی۔ بڑے دوب سے اُستت کرنے لگے کہ

مہاراج آپ دھنیہ ہیں۔ اگر آپ کی نظر عنایت نہ ہوتی تو ہم دُکھ قید مصیبت میں پڑے سڑا کرتے کوئی جان بچانے والا نہ ہوتا آپ کا جس کون گا سکتا ہے۔ قدرتیں بیان ہو سکیں ممکن نہیں پرہلاد کو آپ نے امان دی۔ بھبھیکن کو راون کے جور و ظلم سے محفوظ کر کے صاحب تخت و تاج کر دیا۔ دھرو پر دہ نظر عاطفت ڈالی کہ آج سب سے مرتبہ بالا ہے۔ جراسندھ کو سترہ دفعہ ناکوں چنے چبوائے۔ مگر مصلحت کچھ اور تھی اٹھارویں مرتبہ آپ طرح دے گئے اور خود ہی میدان چھوڑ کر رن چھوڑ کا خطاب قبول کیا ورنہ جراسندھ میں ستھمندی کی کیا طاقت تھی۔ کال جون کو مُگندھ مادن پربت کی کندرا میں راجہ مچکند کی نظر سے خاک سیاہ کر ڈالا۔ یہی نہیں بلکہ اس کی تین کروڑ فوج بھی بستر اجل پر سلا دی۔ جب جراسندھ نے پربرکھن پہاڑ پھونکا۔ تو آپ نے آنچ نہ آنے دی۔ دفگارے کی طرح دہکتے ہوئے پہاڑ کو سبز و شاداب کر دکھایا۔ اگر آپ رن سے نہ ہٹتے تو مچکند کی مکت۔ گندھمادن کی زینت۔ پربرکھن کی رونق۔ دوارکا جی کی عظمت۔ پاپیوں کی نجات مظلوموں کی قید غم سے کیونکر رہائی ہوتی +

سری کرشن جی اُستتی سُنکر خوش ہوئے اور سب سے فرمایا کہ اب آپ لوگ اپنی راجدھانیوں میں جائیں چین سے راج کریں

اور جب راجہ جدھشٹر یاد فرمادیں راجسو یگیہ میں شریک ہوں + سب لوگوں نے تعمیل ارشاد سے سر جھکا دیا اور سری کرشن جی نے جراسندھ کے بیٹے دراسندھ کو تخت سلطنت پر بٹھا کر راج نیت سکھانے کے بعد اندر پرست کی راہ لی راجہ جدھشٹر چشم براہ تھے۔ نوید آمد آمد سنکر سر کے بل دوڑے مزاج پرسی کی ماجرا دریافت کیا + سری کرشن جی نے سب کیفیت کہکر فرمایا کہ

بس اب میدان صاف ہو گیا۔ کسی کا ڈر باقی نہیں اور جو کوئی سرکشی کریگا اُسے آپ کے بھائی چٹکی کرڈالینگے۔ آپ یگیہ کا ساز و سامان کیجئے میں عین وقت پر آجاؤنگا۔ اطمینان رکھئے۔ یہ کہتے ہی سری کرشن جی نے رخصت طلب کی اور دفعتہً نظر سے غایب ہو گئے +

ادھیاے ۵

راجہ برہدرتھ والئے مگدھ دیش کو لاولدی کا رنج۔ ایک رشی کی نظرِ عاطفت جراسندھ کی ولادت کے حیرت انگیز حالات

راجہ جنمیجے نے سوال کیا کہ سری کرشن جی نے تنکا توڑ کر جو اشارہ کیا اُس کی غایت کیا تھی بیان فرمائے۔ اس کے جواب میں بیشم پائن نے یوں سلسلہ تقریر جاری کیا +

مگدھ دیش (موجودہ ملک بہار) کا تاجدار نہایت ہی قوی بازو و شہزور تھا اس کو برہدرتھ کے نام سے شہرت حاصل تھی۔ راجہ برہدرتھ کی شادی فرمانروائے کاشی کی راجکماریوں کے ساتھ ہوئی جو توام

پیدا ہوئی تھیں - مگر نخلِ مراد بے ثمر و رنج مدعا بے گھر رہا - تاج کی زینت
نگین کے بغیر کہاں - پیانہ ہو تو ہاتھ کا لطف کیا - راجہ برہدرتھ آنکھ کے
تارے اور بڑھاپے کے سہارے کی فکر میں پریشان رہنے لگے لیکن
نازک مسند فشانی پر جم کر نہ بیٹھا آخر سوچتے سوچتے ٹھہرائی کہ بس اور
کچھ نہیں کسی رشی مہرشی کا سہارا لینا چاہیئے - ان کی نظر عنایت ہو گئی
تو کامیابیِ مقصد کچھ مشکل نہیں - یہ خیال دل پر جمائے ہوئے وہ
جنگلوں جنگلوں پھرنے لگے - گھومتے گھومتے قسمت ایک مقام پر
لے گئی - جہاں آم کے درخت کے سائے میں کوئی تپشوی تپسیا میں
مشغول تھے - راجہ نے وہیں زانوئے ادب تہ کیا اور بیٹھے بیٹھے انتظار
کرنے لگے کہ کب منی جی آنکھ کھولتے ہیں - تھوڑی دیر گزری تھی کہ
منی جی دھیان سے فارغ ہو گئے - جوں ہی آنکھ کھولی راجہ کو سامنے
پاکر دریافت کیا - کہ

یہاں کہاں - کوئی غرض - کچھ خواہش ؟

راجہ برہدرتھ نے قدم چھو کر عرض کی -

"مہا منی گھر بے چراغ ہے - لاولدی کا داغ ہے - لختِ جگر
کی خواہش نورِ نظر کی آرزو چرنوں میں لائی ہے - نظرِ عاطفت کا محتاج
ہوں - طالبِ وارثِ تخت و تاج ہوں "

مہاراج منی نے خواہش سنکر آنکھیں بند کر لیں - اور دھیان
میں مصروف ہو گئے - اتفاقاً ایک آم ٹپکا اور آغوشِ مبارک میں آگرا -
منی جی نے آنکھیں کھول دیں اور راجہ سے کہا :-

"بڑے خوش نصیب معلوم ہوتے ہو - دیکھو قدرت کی طرف سے
خود بخود یہ آم میرے ہاتھ آگیا - سمجھو کہ یہ آم نہیں امرت پھل ہے - لیتے
جاؤ - رانی سے کھلاؤ گے گود میں بیٹا کھلاؤ گے مگر دھیان رہے کہ یہ کوئی
معمولی پھل نہیں ہے اس کے رس میں امرت بھرا ہے - [illegible]
[illegible]

راجہ نے پھل لیا۔ قدم چومے۔ شکریہ ادا کیا اور رخصت ہو کر گھر آیا تو عجیب پس و پیش کہ رانیاں دو دو۔ وہ بھی ایک پیٹ سے پیدا اسکی بہنیں آم صرف ایک کس کو دوں کس کو نہ دوں۔ ایک کو دیتا ہوں تو دوسری بُرا مانتی ہے۔ اس خلجان میں خیال کیا کہ دونو کو راضی رکھنا چاہئے کسی کا دل کڑھانا ٹھیک نہیں۔ پس اُس نے چاقو لیا۔ آم کو بیچوں بیچ سے تراشا۔ اور ایک ایک قاش دونو رانیوں کو کھلا دی۔ پھل میں تاثیر تھی۔ مُنی جی کا قول تیر بہدف تھا۔ دونو رانیاں باردار ہو گئیں۔ آثار حمل سے خوشی کی نوبتیں بجوانا شروع کیں۔ ہوتے ہوتے وضع کا وقت آیا تو رانیوں کے بطن سے دو آدھے آدھے بچے پیدا ہوئے۔ جن میں نہ ذرا سانس نہ زندگی کے علامات راجہ نے سُنا تو دوڑا آیا ادھورے جسم کے بچوں کو دیکھ کر رو پڑا اور پچھتانے لگا کہ آم کے ناحق دو ٹکڑے کئے۔ بڑا غضب ہُوا میں نے خود ہی اپنے ہاتھ سے پاؤں میں کلہاڑی ماری۔ راجہ نے ہاتھ مل مل کر حکم دیا کہ بچے کسی کپڑے میں لپیٹ کر دریا یا کسی جنگل میں پھینک دئے جائیں۔ مردوں کا گھر میں رکھنا کیا۔ وہ افسوس کرتا تھا کہ ہائے کھیل بنکر بگڑ گیا۔ قسمت جاگ کر سو گئی +

رانیوں نے راجہ کے حکم کی تعمیل کی۔ لونڈیوں باندیوں کے ہاتھ بچوں کو کپڑے میں لپیٹ کر شہر سے دور ایک جنگل میں پھینکوا دیا اور چھاتی پر پتھر رکھ کر بیٹھ رہیں +

ایشور کی قدرت جرا نام راکشسنی اس وقت سیر گشت کرتی ہوئی وہیں سے گزری جہاں وہ بچے کپڑے میں لپٹے ہوئے پڑے تھے۔ اس نے گٹھڑی کھولی اور دونو ٹکڑوں کو ملا کر لٹا دیا۔ جونہی یہ کارروائی ہوئی اس زور سے ایک آواز گونج گئی۔ جس نے بجلی کی کڑک اور بادل کی گرج سے زیادہ دل ہلا دئے۔ اب تو وہ دونو ٹکڑے ایک جسم ہو کر راکشسنی کے آغوش میں ہاتھ پاؤں مارنے اور کھیلنے لگے۔ راجہ برہدرتھ محل میں تھے۔ رات کے وقت ایسی خوفناک آواز سُنکر چونک پڑے۔

حیرت ہوئی کہ معاملہ کیا ہے گھبرا کر رانی اور وزیروں کو لئے ہوئے آواز کے رُخ جنگل میں پہنچے۔ جرا راکشسنی نے آتے دیکھ کر سوچا کہ راجہ بے اولاد ہے کوئی کلیجے کا ٹکڑا نہیں۔ لاؤ یہ لڑکا اسی کو دے دیں کہ اندھیرے گھر میں اوجالا ہو جائے ادھر سے راجہ آ رہا تھا ادھر سے یہ بڑھی۔ جب سامنا ہوا تو جرا راکشسنی نے بیٹا پیش کیا اور عرض کی کہ

ایشور کی مرضی سے میں یہ گودی کا لال آپ کی نذر کرتی ہوں۔ دیکھئے کیسا گورا گورا چاند سا مکھڑا ہے یہ بڑھیگا تو دیکھئے گا کہ کیسا طاقتور اور قوی بازو ہوتا ہے۔ اس کے جسم میں دو ٹکڑے باہم پیوست ہیں اور چونکہ میں آپ کو دیتی ہوں اس لئے میرے نام پر اس کا نام جراسندھ رکھئے +

راجہ نے دیکھا تو چاند کا ٹکڑا سامنے تھا۔ کلیجے سے لگا کر بڑی رانی کی گود میں دے دیا اور ہنسی خوشی گھر آیا۔ راجہ ایشور کی قدرت کو سراہتا تھا۔ کہ واہ مردہ ٹکڑوں کو مجسم زندگی عطا کرنا تیرا ہی کام ہے میں اوندھی کھوپری کا آدمی کیا جانتا تھا کہ جسے میں پھینکتا ہوں وہ میرا وارث تاج و نگیں ہو گا۔ مگر تیرے کارخانے کچھ اور ہیں رائی کو پربت کرے پربت کو رائی +

غرض راجہ نے اس خوشی میں شادیانے بجائے۔ ناچ رنگ کئے اور لاڈلے دلارے بیٹے کو جان سے زیادہ عزیز رکھنے لگا۔ راجہ کے بعد اسی نے مگدھ کی حکومت پائی اور راجہ جراسندھ کے نام سے اوج و اقبال کے ڈنکے بجائے جراسندھ نے زبردست سے زبردست تاجداروں کو خونخوار لڑائیوں میں پکڑ پکڑ کر نرمیدھ یگیہ کا سرانجام کیا تو سترہ دفعہ کرشن جی سے معرکہ آرائیاں ہوئیں جن میں جراسندھ مغلوب رہا۔ اٹھارویں دفعہ سری کرشن جی نے دیوتاؤں کی رضاجوئی کی اور جراسندھ کے مقابلے سے ہٹ کر ادھر ادھر چھپے رہے۔ بھیم سین اور جراسندھ کی لڑائی میں کرشن جی کا تنکا چیرنا بھیم سین کے لئے اس بات کا اشارہ تھا کہ جراسندھ کے جڑے ہوئے بدن کو چیر کے پھینک دو اس کے مارنے کی کوئی تدبیر یہی تھی نہ صرف یہی اور کسی ہتھیار سے کام تمام ہونا غیر ممکن تھا +

ادھیائے ۶

سری کرشن جی کے مشورے سے راجسویہ یگیہ کا انتظام۔ بھیم سین۔ ارجن۔ نکل۔ سہدیو کی چہار اطراف میں روانگی۔ تاجداران زمانہ سے محاربہ۔ پانڈوؤں کی فتحیابی۔ حصول خزائن بیشمار زر و جواہر کثیر المقدار۔ ہر ایک کی کامیابی کے ساتھ واپسی۔ انتظام یگیہ

بشم پاین جی یوں مائل گفتار ہیں کہ اے راجہ جنمیجے جراسندھ کی وہ دھاک تھی کہ تمام راجے مہاراجے نام سے کانپتے تھے۔ اس کی تیغ فتح جب میان سے نکلی۔ چمک دمک نے آنکھوں میں چکا چوندھ پیدا کر دی۔ راجہ جدھشٹر ایسے با اقبال ایسے صاحب جاہ و جلال تھے جن کو خود بھی طاقت تھی۔ لشکر کا بھی برتا اور بھیم سین۔ ارجن۔ نکل ایسے بھائیوں کا بھی زور تھا۔ مگر نہیں جراسندھ سے بوٹی بوٹی کانپتی تھی۔ جس وقت سری کرشن جی نے ان سب کے جی چھوٹے ہوتے دیکھے تو بات کی بات اور آن کی آن میں اپنے سوت جسم کو موت کے شکنجہ میں کس دیا۔ اور بیس ہزار آٹھ سو راجے سندھ کو لقمۂ اجل

بناتے ہی موت کے پنجے سے چھڑا لئے۔ جراسندھ کی قید میں جو راجے
مہاراجے شور بیر صاحب شمشیر تھے سب کا طوطی بولتا تھا۔ سب کی طاقت
وشجاعت کے سکے بیٹھے ہوئے تھے مگر جس وقت جراسندھ نے تلوار
کھینچی۔ سب مری چوہیا ہو گئے کسی کا ہواؤ نہ پڑا کہ دو چار ہاتھ کرے۔ یہ
سب بہادر ٹڈی دل کی طرح پیٹ لئے گئے اور اس طرح دام بلا میں گرفتار
ہو کر جان سے عاجز ہوئے۔ جیسے شہد میں مکھیاں +

جب جراسندھ کی طرف سے سلجھی ہو گئی جب بیس ہزار آٹھ سو راجے
اس کی قید بلا سے آزاد ہو کر اپنی اپنی راجدھانیوں کو جا چکے اور جس وقت
سری کرشن جی نے فکروں سے آزاد ہو کے دوارکا کی راہ لی تب
راجہ جدھشٹر نے ایک مجلس مشورت منعقد کی۔ جس میں ان کے چاروں
لائق و فائق بھائی تھے اور گنے گنائے رازدار و چیدہ ارکان۔ اس میں
راجسویہ یگیہ کا معاملہ چھیڑا گیا اور یہ تجویز پیش ہوئی کہ سرکشوں کو مطیع
اور لشکر کشوں کو زیر کرنا لازمی امر ہے اس لئے راجہ جدھشٹر نے فرمایا*

دنیا کی چار سمتیں ہیں۔ مجھ کو بھی ایشور نے چار بازو دئے ہیں۔
پس جو کام اپنے قوت بازو سے ہو اس کا کیا کہنا۔ میرے بھائی میرے
ہاتھ پاؤں۔ پس بیٹھے ہونا چاہئے کہ ان میں سے کون کون کس کس
طرف کے عزم کو پسند کرتا ہے +

ارجن۔ سایۂ سر۔ آپ کو اس کے لئے تردد کیا۔ آخر مہاراج کرشن چندر
جی سب معاملات طے کر ہی چکے تھے۔ پھر مزید غور و فکر کی کیا ضرورت۔
ہم لوگ حاضر ہیں۔ جدھر کا حکم ہو۔ اسی طرف فتح کے پھریرے اڑا آئے
جائیں اور نقارۂ نصرت بجاتے لوٹ آئیں +

جدھشٹر۔ تو اچھا بھیم سین پورب رخ جائیں۔ ارجن اُتر کھنڈ کا عزم
کریں۔ سہدیو کی عنان عزم دکن کی طرف ہو۔ نکل پچھم کی سمت سمند
عزیمت کو ایڑ دیں +

حکم ہو گیا۔ تعمیل ارشاد کے لئے سر جھکا گئے۔ فوجیں ہمرکاب ہو گئیں

سپاہ نے جاں نثاری کے لئے ہمراہی کا شرف حاصل کیا +
جس وقت کوچ کے ڈنکے بجنا شروع ہوئے راجہ جدھشٹر تشریف لائے ۔ بھائیوں کو کلیجے سے لگایا ۔ فوج کو رخصتی تقریر میں کلمات آفرین سنائے اور سب کو سمجھایا کہ دیکھو جو اپنے سے جھکے اُس سے جھکنا ۔ جو سر اُٹھائے اُس کا سر کچلنا ۔ جو سمجھانے سے سمجھ جائے اُس سے تہ تیغ کی ضرورت نہیں جس کی رگ سیدھی ہو جائے اُس سے میل کرنے میں تامل فضول ۔ بہر حال جاؤ حتےٰ الامکان سیدھی اُنگلیوں گھی نکالو ۔ لطف تب ہی ہے کہ نکسیر نہ پھوٹے اور کام بن جائے ۔ مگر جہاں جیب تیغ و تفنگ کے بغیر کام نہ چلے تو طرح دینے اور دبنے کی ضرورت نہیں +
چاروں بھائی نصائح دلآویز و پند دانش آمیز سُنکر لاؤ لشکر کے ساتھ چاروں طرف راہی ہوئے ۔ کوس شاہی ۔ اقبال مندی کے ڈنکے بجاتا اور دامن دولت فتح کے پھریرے اڑاتا تھا +
چاروں بھائیوں میں سے بھیم سین نے مگدھ دیش کی راہ لی وہاں کا فرمانروا جراسندھ کا فرزند راجہ سہدیو تھا ۔ جونہی بھیم سین پہنچے اس نے سر نیاز جھکایا خاطر مدارات کی اور یگیہ میں حاضری اور شرکت کا بڑی خوشی سے وعدہ کیا ۔ یہاں سے چل کر بھیم سین کاشی جی میں گئے کاشی نریش نے بھی جوہر نیاز مندی دکھائی ۔ اور یگیہ سے اظہار مسرت کیا ۔ اس کے بعد بھیم سین آگے بڑھے تو ملک بنگالہ ۔ ترہٹ بہار اڑیسہ سب کو زور بازو سے مطیع اور فرمانبردار بنایا ۔ اس دوران سفر میں سارن کے راجہ سے دو چار ہاتھ ہوئے مگر آخر گردن اطاعت جھکانا پڑی چندیری میں بھی فرزند راجہ ششپال کی کچھ رگ ٹیڑھی ہوئی تھی مگر بھیم سین کی ایک ہی دوجھڑ میں چیتے ڈھیلے پڑ گئے ۔ آخر بھیم سین نے کور دبا دی اور عہد نامہ اطاعت تحریر کرایا ۔ یونہی ہر جگہ فتح و نصرت کا آوازہ بلند کرتے خوشی کے ڈنکے بجاتے مع الخیر واپس آئے ۔ تمام فرمانروایاں ملک نے اشرفی زر و جواہر ۔ تحفہ تحائف و نفائسات و عجائبات پیشکش کئے ۔ کہ

اٹھاتے سنبھلتے نہ بنتے تھے - اندرپرست معدنیات عالم کو مات کرتا تھا - گھوڑوں
کی ٹاپوں سے زمین دبی جاتی تھی - ہاتھیوں سے شہر کجلی بن نظر آتا تھا +
ارجن اُتر کی طرف چلے - تو کلندر کال کونٹ کے راجاؤں کو سر کرتے
ہوئے شاکل دیپ میں جا براجے وہاں کے راجہ کی چولیں ڈھیلی کرکے کامروپ
دیش میں پہنچے - تو وہاں کا راجہ بھگدنت اکڑ گیا - ارجن کو نظر میں بھی نہ لایا
کہ کیا چیز ہے آخر تلواریں کھینچ لیں - برترکش سے نکل پڑے - اور مار و مار
شروع ہوئی آٹھ روز تک ہنگامۂ جدال و قتال و بازارِ کارزار گرم رہا - نہ
بھگدنت کی ہار نہ ارجن کی جیت ہوئی - مگر نویں روز ارجن کے سر فتح کا سہرا
رہا - راجہ بھگدنت ہار مان کر کان دبائے ہوئے پابوس ہؤا نظر عاطفت
چاہی - اور یوں باہم میل ملاپ ہوگیا - اب ارجن لاؤ لشکر لئے ہوئے
آگے بڑھا - تو چین ماچین ختا ختن سب جگہ کے اور ناگ آراؤں کو نیچا
دکھایا - اور تمام پہاڑی راجاؤں کی موچھیں نیچی کرکے ملک پنجاب کے
تاجداروں کی بھی گردنیں نیچی کیں - ان فتوحات میں بیشمار دولت ہاتھ
چڑھی - زر و جواہر اتنا حاصل ہؤا کہ محاسب خیال اندازہ نہیں کر سکتا
یہی نہیں - ہاتھی - گھوڑے - رتھ اتنے دستیاب ہوئے کہ اندرپرستھ
خوش قسمتی سے اتراتا اور زمین پر پاؤں نہ رکھتا تھا +

سہدیو چلے تو متھرا ہوتے ہوئے گوالیار پہنچے - وہاں سے
بیجانگر کا عزم کیا تو وہاں کے راجہ نے مزاحمت کی - سہدیو بپھرے
ہوئے شیر تھے - ان کو کون ٹوک سکتا تھا +

بپھرے ہوئے شیر کو بھی ٹوکا ہے کسی نے
طوفان کے تھپیڑے کو بھی روکا ہے کسی نے

یہ راجہ بیجانگر کے سر ہو گئے اور آخر بائی کچائی نکال کر چھوڑی - یا تو
راجا بیجانگر اپنی گلی میں شیر ہو رہا تھا - یا بھیڑ بکری بن گیا - نیچا دیکھ کر
اطاعت قبول کی اور سر عبودیت قدموں پر جھکایا - سہدیو یہاں سے
معاملہ ٹھیک ٹھاک کرکے آگے چلے تو رکمنی جی کے بھائیوں یعنی بھیشم نے

بہادر بیٹوں سے مڈبھیڑ ہوئی دو طرفہ مورچے جمے - لڑائی ہوئی - مردان کارزار نے داد شجاعت دی مگر سہدیو نے سب کے خوب دانت کھٹے کئے اچھی طرح ناکوں چنے چبوائے یہاں سے نقارۂ نصرت بجاتے ہوئے نشچروں کے دیش میں نزول اجلال کیا تو دوبد اور میند نے باجاؤں نے مدہ روکا - محاربۂ عظیم وقوع میں آیا - جنگ خونخوار پیش آئی - مگر نتیجہ وہی راجہ جدھشٹر کی فتح اور سہدیو کی کامیابی دیہ دوبد اور میند اُسی فوج کے سرداروں میں سے تھے جس نے سری رامچندر جی کی رفاقت اختیار کر کے فتح لنکا کی نیک نامی میں حصہ لیا تھا نشچروں کے مجادلۂ خونریز کے بعد راجہ شل سے مقابلے کی نوبت آئی - جس وقت دونو فریق جوہر بہادری دکھا رہے تھے - اتفاقاً سہدیو کے لشکر میں آگ لگ گئی - اس وقت کی ہل چل کا کیا ٹھکانا - ایک ایک کی جان کے لالے پڑ گئے مگر سہدیو رمز شناس تھے - اُنہوں نے سمجھ لیا کہ ساری بلا اگن دیوتا کی تھی - جو راجہ شل کی کنیاں کی آتش اُلفت سے خود جل رہے ہیں - اور زبان دے چکے ہیں کہ جو راجہ شل کا مخالف ہوگا وہ اُن کے آتشکدہ قہر و غضب کے لئے ایندھن کا کام دیگا +

سہدیو اسی وقت نہائے اور بڑی پاکیزگی باطن سے پرارتھنا کرنے لگے - کہ اے اگن دیو - آپ جو چاہیں کریں مگر زیبا نہیں - میں سری کرشن جی کے اشارے اور راجہ جدھشٹر کے حکم سے آیا ہوں - راجسویہ یگیہ صرف آپ ہی کی خوشنودی خاطر کے لئے کیا ہے - اس لئے خلل اندازی نامناسب بلکہ رعایت واجب +

اگن دیو نے جونہی یہ پرارتھنا سنی آگ سے پانی ہو گئے سری کرشن جی کے نام نامی نے پتہ پانی پانی کر دیا - عرق عرق ہو گئے اور بڑے ٹھنڈے دل سے کہا کہ اچھا اب تمہارے لشکر ظفر پیکر کو ذرا بھی آنچ نہ آئے گی شعلۂ مخالفت سرد ہوا - یا تو لشکر میں انگارے برس رہے تھے - یا ایک دم برفستان کی سی کیفیت نظر آنے لگی +

راجہ شل یہ دیکھ کر دل ہی دل میں گھبرایا۔ کہ معاملہ کیا ہے یا تو آگ برس رہی تھی یا ایک چنگاری کا بھی نام نہیں وہ سمجھ گیا کہ اگنی دیوتا کا پانی اب میری طرف نہیں مرتا وہ آگ دگا کر الگ کھڑے ہو گئے۔ سہدیو کا پانی بھرنے لگے اس خیال نے راجہ شل کی آتش جرأت پر پانی ڈال دیا۔ دہشت کے منہ پر دھواں ہو گیا۔ آخر پیغام صلح دیا اور اطاعت قبول کر کے یگیہ کی شرکت کا اقرار کیا۔ یہاں سے دلجمعی کر کے سہدیو نے آگے قدم بڑھایا۔ تو راجہ رکھ اور سورٹھ کے فرمانروا سے جنگ کی ٹھہر گئی۔ خوب خوب معرکے ہوئے مگر فتح سہدیو ہی کی قسمت میں رہی۔ دونوں نے طوق اطاعت پہنکر بڑی خوشی سے یگیہ میں حاضری منظور و قبول کی۔ ایسے ایسے عظیم الشان اور جلیل القدر تاجداروں کو مغلوب کر کے سہدیو نے سمندر کے جزیروں کی طرف رُخ کیا۔ جس وقت فوج ظفر موج وہاں پہنچی۔ خوب منہ جوڑ لڑائیاں ہوئیں بڑے بڑے شوربیروں سے مقابلہ پیش آیا۔ لیکن کسی کے بنائے کچھ نہ بنی سہدیو ہی نے ہر جگہ پالا جیتا ⁎

اس ملک و دیش سے سہدیو کو زر و جواہرات کے انبار کے انبار حاصل ہوئے۔ طرح طرح کی عجائبات و نفائسات کا ڈھیر لگ گیا ان اطراف میں بیشمار کانیں سونا اگلتی ہیں۔ چنانچہ سونا لادتے نہ بنا۔ سہدیو چھکڑوں رتھوں ہاتھیوں اونٹوں پر لادے ہوئے ملک حبش (کال مکھ دیش) پر چڑھ دوڑے۔ وہاں بھی تیر و تفنگ سے سامنا ہُوا۔ لیکن بہادران اندر پرستھ نے سب کی بدھیا بٹھا دی۔ یہاں سے بہت سی دولت لئے ہوئے اُنہوں نے لنکا کی طرف عزیمت کی اس زمانے میں وہاں بھبھیکن کا راج قائم تھا۔ سہدیو کی لنکا میں خوب آؤ بھگت ہوئی لنکا کا کوئی مقام سیر سے نہ بچا۔ قیمتی سے قیمتی جواہرات سکے ذخیرے ہاتھ آئے سونا اتنا ملا کہ ڈھوتے نہ بنتا تھا۔ لنکا سے بڑی خاطر تواضع کے ساتھ رخصت ہوئے تو یہ کرناٹک میں فتح کا جھنڈا گاڑتے دولت کثیر لیتے ہوئے اندرپرستھ میں واپس آئے ⁎

انپرہ گئے نکل - اُنہوں نے مغرب کی طرف سپہ دھیاں بھڑیں پہلے مارواڑ میں پہنچے - پھر دریائے سندھ کو عبور کرکے - قندھار - کابل بدخشاں - ایران - توران - خراسان میں فتح کے ڈنکے بجاتے ہوئے اندرپرستہ میں رونق افروز ہوئے - ہر مقام کی کوئی مشہور اور نفیس چیز نہ تھی جو اُن کے ساتھ نہ ہو - دولت مال خزانہ تو معمولی بات ہے مشہور معدنیات کے جواہر - عمدہ عمدہ بیش قیمت کپڑے - گھوڑے - اونٹ سے خچر تک ہزار در ہزار شامل محاصل وباج وخراج تھے +

جس وقت چاروں فتحمند بھائی اندرپرستہ میں غیر معمولی شان و شوکت کے ساتھ پہنچے - جدھشٹر کا کلیجہ ہاتھ بھر کا ہو گیا - اس نے سب کو کامیابی کی مبارکباد سب کو گلے سے لگایا - دولت دیکھی تو آنکھیں کھل گئیں - اندرپرستہ میں زر و جواہر وغیرہ رکھنے کی جگہ نہ رہی + راجہ جدھشٹر اور اُن کے بھائیوں نے یگیہ کا انتظام شروع کر دیا دور دور کے راجوں کا تانتا لگ گیا - راجہ جدھشٹر یگیہ کے انتظام اور مہمانوں کی خاطر و مدارات میں مشغول و مصروف ہوئے - بھیم سین وغیرہ چاروں بھائی دوارکا جی پہنچے اور سری کرشن جی کو سارے خاندان کے ساتھ اندرپرستہ میں لے آئے +

سری کرشن جی دوارکا سے چلے تو پھر اُن کے ٹھاٹھ باٹ کا کیا کہنا عجب شان و شوکت عجیب جلوس کی عظمت تھی - آپ اپنے ہمراہ اتنی دولت و جواہرات لائے - جس کے وزن کرنے سے میزان عقل قاصر تھی اور جس کے شمار کرنے سے محاسب قیاس عاجز تھا +

ادھیائے ۷

بھیم سین و ارجن۔ نکل و سہدیو کی چار اطراف عالم سے واپسی تاجداران زمانہ پر فتحیابی۔ آمد مہمانان۔ انتظام یگیہ۔ تقسیم۔ خدمات حالات شان و شوکت۔ کیفیت۔ یگیہ وغیرہ

جب تک مہاراجہ جدھشٹر کے بھائی دنیا کے چاروں کھونٹ میں فتح کے ڈنکے بجاتے ہوئے واپس آئے۔ تب تک اندرپرستھ کی زمین خود ہی روپیہ اگلنے لگی۔ اتنا اناج پیدا ہوا کہ ہر جگہ خرمن کے خرمن جمع اور انبار کے انبار لگے ہوئے تھے۔ رہزنوں اور قزاقوں نے سامان فارغ البالی دیکھ کر اچھے پیشے اختیار کئے۔ قافلے کے قافلے دور دراز مقامات سے آکر اندرپرستھ میں آباد اور فیض شاہنشاہی سے شاد و بامراد ہوئے جیوں جیوں رعیت کی تعداد بڑھتی گئی۔ شہر کی رونق میں چار چاند لگتے گئے اور ہر طرف کنچن برستا دکھائی دینے لگا زمین کی زرخیزی نے خزانہ دولت سے ایسا پاٹ دیا کہ کوبیر کو حسد تھا جب چاروں بھائی (بھیم سین۔ ارجن۔ سہدیو۔ نکل) اندازہ و قیاس سے زیادہ دولت۔ مال و اسباب سونا جواہر لائے پھر تو بڑے بڑے محلوں میں تل رکھنے کی جگہ نہ رہی ایک ایک ایوان ایک ایک طرح کے الماس جواہر نقاشات ہی سے بھرا پڑا تھا محلوں میں جواہرات کی ڈھیر [illegible] لگی تھیں۔ [illegible]

کے ڈھیر تھے سونے کا پہاڑ کھڑا معلوم ہوتا تھا تحفہ تحائف کی گنتی نہ تھی عجیب و غریب چیزوں کے سوا اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔ اصطبلوں میں بہترے گھوڑے۔ کچھ طوطے کچھ طاؤس کے ہمرنگ بہار دکھاتے تھے فیلخانوں میں دنیا بھر کے اچھے اچھے ہاتھی جھومتے نظر آتے تھے جن میں برہما کے رکھنے اور دکھنی ہاتھی قابل ذکر ہیں۔ گئوشالاؤں میں ناگوری اور قسم قسم کے خوبصورت پیکر ہاتھی کے پاٹھوں سے زیادہ قوی بے انتہا تھے خلاصہ یہ کہ دنیا کی کوئی عمدہ سے عمدہ اچھی سے اچھی چیز نہ تھی جو اندرپرستھ میں مہیا و فراہم نہ ہوتی تھی +

سری کرشن جی مہاراج اندرپرستھ میں رونق افروز ہوگئے تھے۔ اُن سے بات چیت ہو رہی تھی کہ دفعتہً سری ویاس جی بھی رونق افروز دائرہ دولت ہوئے کیا کرشن جی کیا جدھشٹر کیا بھیم سین وغیرہ اور دوسرے مہمان راجے مہاراجے سب استقبال کو دوڑ پڑے بڑی تعظیم و تکریم سے لائے جس وقت بیاس جی سب کو آشیرباد دے کر رونق افروز محفل ہوئے اس وقت راجہ جدھشٹر نے سری کرشن جی سے عرض کی +

مہاراج سارا برتاپ آپ کا ہی ہے آپ ہی کی مدد کے بھروسے پر یہ پہاڑ اٹھاتا ہوں۔ راجسو یگیہ کرنا خالہ جی کا گھر۔ بچوں کا کھیل۔ لڑکیوں کا گھروندا منہ کا نوالہ نہیں۔ آپ ہی چاہینگے تو یہ بت ہو جائیگا۔ آپ کی اجازت سے چاروں بھائی دنیا کی چاروں اطراف ناپ آئے ہیں۔ جنہوں نے سر اُٹھایا وہ آخر بھیگی بلی بنے جو سر چڑھے اُنہوں نے منہ کی کھائی آپ کی کرپا سے سب کام ٹھیک ہو گیا مال و اسباب۔ زر و جواہر اس قدر ڈھیر ہیں کہ نہ حساب نہ شمار۔ اب فرمائیے یگیہ کا آغاز کیونکر ہو کام کس طرح چھیڑا جائے +

سری کرشن جی۔ اب سب کام ٹھیک ٹھاک سمجھئے دنیا میں آپ سے بڑھ کر کون ہے جس کے پاس اتنی دولت اتنی شان و شوکت ہو نہ ہاتھیوں کی گنتی نہ گھوڑوں کا شمار۔ بس اب آپ کو یگیہ کرنے میں کیا دیر لگے۔ آپ

فوراً راجسویہ یگیہ شروع کر دیجئے۔ ایشور سب کام سدھ کریگا۔ آپ کے بھائی سب لائق و فائق ہیں ان سے کہئے کہ ایک ایک کام اپنے ہاتھ میں لے لیں +

راجہ جدھشٹر نے یہ تقریر سُنتے ہی یگیہ کے سرانجام کے لئے حسب ذیل خدمات تقسیم فرمائیں +

سری کرشن جی کے مشورے سے اپنے بھائی اور دھوم رشی اپنے پروہت کو تمام سامان کی بہم رسانی کا ذمہ دار بناکر دھوم رشی کو کامل اختیار دیا کہ وہ جس سے چاہیں کام لیں۔ جو جس لائق ہو اس کی لیاقت وحیثیت کے موافق خدمت سپرد کریں کسی سے پوچھنے گچھنے کی ضرورت نہیں ارجن کے رفیق خاص و ملازمان با اخلاص کو حکم ہُوا کہ بھنڈار کا انتظام کریں۔ غلہ۔ گھی۔ دودھ دہی وغیرہ تمام اشیاے خوردنی آپ کے حوالے خوشبویات یعنی گلاب۔ کیوڑا۔ عطر۔ پھلیل۔ صندل۔ عود عنبر وغیرہ کا ذخیرہ سہدیو کے دست اختیار میں سونپا گیا۔ جتنا چاہیں راجاؤں۔ مہاراجاؤں۔ مہمانوں رئیسوں کو دیں۔ مالک ہیں۔ دھوم رشی تمام مہمانوں اور رشیوں منیوں کو رسد پہنچائیں۔ برہم بھوج اس انتظام سے کریں کہ سب چیزیں پٹی پڑی رہیں کمی کسی بات کی نہ ہو +

اس کے بعد بیاس جی سے درخواست کی کہ یگیہ کا سرانجام آپ کے ذمے جن وید پاٹھیوں کو منظور ہو یاد فرمائیے +

بیاس جی نے فرمایا کہ یگیہ بڑی شان و شوکت اور دھوم دھام سے ہوگا۔ اطمینان رکھئے۔ ہزارہا پنڈت وید پاٹھی اور کامل سے کامل رشی منی تشریف لے آئے ہیں۔ اور ابھی تانتا لگا ہُوا ہے۔ چنانچہ میں سب کو ایک ایک کام پر مقرر کر دونگا۔ چنانچہ جاگ ونگ۔ ستانند۔ پیل۔ دھوم رشی اور مہادیو اسلاً لباسوں کی وجہ سے ہوم کے واسطے منتخب ہوئے۔ برہم چتر بشسٹ جی کو برہما کی پدوی دی گئی۔ راجہ جدھشٹر کی حسب خواہش تمام مہمان راجے مہاراجے بھی اپنے اپنے دائرہ حکومت

کے وید پاٹھیوں اور رشیوں منیوں کو ساتھ لئے ہوئے رونق افروز ہوئے
تحفہ تحائف کا انبار لگ گیا۔ اندر پرستھ راجوں مہاراجوں کے عالیشان
قیامگاہوں سے گھر گیا۔ زر کار اور رنگ رنگ کے خوشنما ڈیرے سے
شامیانے۔ نمگیرے آسمان سے باتیں کرتے اور زمین کو چھائے ہوئے
تھے۔ ہر قیامگاہ کے سامنے نہریں جاری تھیں۔ حوض موجیں مارتے
تھے۔ سبزہ زار سے طبیعت ہری ہو رہی تھی۔ باغ و بہار سے دل کا کنول
کھلتا تھا۔ ہر قیامگاہ میں اہلکار خدمتگار متعین تھے کہ جس چیز کی جسے
ضرورت ہو فوراً بہم پہنچائیں۔ گوّیے۔ رقاص۔ ظریف۔ خوش طبع غلام
لونڈیاں بیشمار اپنی اپنی خدمتوں پر مامور تھے۔ راجہ جدھشٹر بنفس نفیس
اپنے بھائیوں کے ساتھ مہمانوں کا استقبال کرتے اور حسب حیثیت
فرود گاہوں میں ٹھہراتے تھے۔ راجہ جدھشٹر نے اپنے بھائی نکل کو ہستناپور
روانہ کیا تھا۔ چنانچہ اُن کے ہمراہ راجہ دریودھن اور بھیشم پتامہ بڑے تجمل و
حشم شان و شوکت سے وارد اندر پرستھ ہوئے۔ سو گھوڑوں کے جلوس کے
جدا جدا عالیشان ٹھاٹھ تھے ان کے علاوہ حسب ذیل صاحب اقتدار اور
عالی تبار تاجداروں راجوں مہاراجوں کے مجمع میں اس طرح آفتاب اقبال
کی چمک دمک دکھاتے تھے جس طرح سیاروں میں ہفت اختر +

راجہ جید رتھ۔ راجہ شل (پانڈووں کی ماں مہارانی کنتی کے بھائی)
راجہ کرن۔ مالیک۔ شال۔ بھگدت۔ ہری کچ۔ راجہ دروپد (مہارانی دروپدی
کے والد) ورشٹ دمن۔ سکھنڈی وغیرہ +

راجہ جدھشٹر نے بھیشم پتامہ۔ درونا چارج۔ اسوتھاماں۔ کرپا چارج
راجہ دریودھن کی ایسی تعظیم و تکریم سے خاطر مدارات کی کہ ہر ایک کا دل
خوش ہو گیا۔ بھیشم پتامہ راجہ جدھشٹر کی مرتبہ شناسی اور اظہار لیاقت
سے پھولے نہ سماتے تھے یگیہ کا تمام ٹھاٹھ باٹ ساز و سامان۔ خوش
انتظامی۔ مال و دولت وغیرہ کو ملاحظہ فرما کر اُنہوں نے خوبی اقبال پرواہ
واہ کی۔ راجہ جدھشٹر نے بھیشم جی اپنے گرو اور اپنے ماموں راجہ شل

کے سامنے سر جھکا دیا اور دست بستہ عرض کی کہ آپ ہی کی تائید اقبال اور فیض بزرگی درکار ہے۔ جس کے بھروسے پر میں نے اس اہم کام کا بیڑا اُٹھایا ہے آپ ایسی دعا دیں کہ میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤں۔ سب نے یکزبان ہو کر دعا دی اور کہا کہ ہم سب جان و مال سے یگیہ پورا کرائینگے۔ اور جہاں سری کرشن چندر جی مہاراج خود رونق افروز ہیں جہاں بیاس جی کی ذات مقدس جلوہ گستر ہے وہاں کامیابی میں کیا شک۔ کس کی مجال ہے۔ جو اشارتاً و کنایتہً خلل انداز ہو سکے ؛

بھیشم پتامہ اور درونا چارج جی نے یگیہ میں شرکت کے واسطے آنے والوں کی خاطر تواضع اپنے ذمے لی اور خزانہ زر و جواہر درونا چارج کے حوالے کیا ؛

سری کرشن جی ماہر اسرار نہانی ہیں۔ اُنہوں نے خلوت میں راجہ جدھشٹر کو دریودھن کے ہاتھ کے خاص وصف بتائے۔ یعنی اس کے ہاتھ میں وہ تاثیر ہے کہ جتنی دولت اُڑائے پھینکے۔ بانٹے۔ خزانہ خالی ہونا کیا معنے۔ دولت اتنی ہی بڑھتی چلی جائے مگر اس کو خود اس وصف خاص کی خبر نہیں۔ اس لئے خزانہ اسی کو سونپنا لازم ہے چنانچہ اسی مشورے پر عمل کیا گیا۔ اور دریودھن مارے خوشی کے پھولا نہ سمایا۔ جب سب کو سب خدمتیں تقسیم ہو گئیں اور سب راجے مہاراجے اکٹھے ہوئے تو بیاس جی کے حکم سے چیدہ چیدہ بید پاٹھیوں نے آدپرش نارائن بھگوان کی پرستش کر کے وید منتر پڑھنا شروع کئے ہون میں آہوتیاں دی جانے لگیں۔ جونہی یگیہ کی کارروائیوں کا آغاز ہوا دریودھن کی چڑھ بنی اپنے ہاتھ کی تاثیر سے ناواقف تھا۔ راجہ جدھشٹر سے دل میں کدورت تھی وہ چاہتا تھا کہ کسی طرح اُن کی بدنامی ہو۔ اسلئے اس نے آنکھ بند کر کے خزانہ لٹانا شروع کر دیا ایک کی جگہ دو دو کی جگہ چار خرچ کرکے چاہتا تھا کہ جہاں تک جلد ہو سکے خزانہ خالی ہو جائے مگر ہاتھ کی قدرتی تاثیر سے جتنا روپیہ لٹاتا تھا اُس سے دوچند خزانے میں

موجود ہو جاتا تھا لوگ اس داد و دہش سے مالا مال ہو گئے اور راجہ جدھشٹر کی فیاضی اور اولوالعزمی دیکھ کر سب حیران رہ گئے۔ سری کرشن جی کی توجہ خاص سے یگیہ اس خوبی اور کامیابی سے انجام بخیر ہُوا کہ راجہ جدھشٹر کی نیکنامی کے ڈنکے بج گئے اب تو راجہ جدھشٹر کی دلی خوشی کا دماغ آسمان پر پہنچ گیا۔ زمین پہ پاؤں نہ پڑتے تھے۔ دل ہی دل میں ناز کرتے تھے کہ آہا۔ یگیہ کی یہ رونق۔ ایسے ایسے عظیم الشان راجے زیر فرمان۔ یہ جوش سخاوت۔ اب دنیا کے پردے پر میرے سوا کون با اقبال اور صاحب جاہ و جلال تاجدار ہوگا۔ یہ غرور و نخوت کا خیال سری کرشن جی کے دل میں کھٹکا۔ سوچے کہ کسی کا غرور رہنے دینا اچھا نہیں۔ تکبر بُری چیز ہے راجہ جدھشٹر کی ذرا آنکھیں کھول دینا چاہیئے کہ حواس ٹھیک ہو جائیں۔ چنانچہ اُنہوں نے حکمت عملی سے خزانہ راجہ کرن کے سپرد کر دیا اور آپ سیر دیکھنے گئے۔ راجہ کرن بڑا سخی اور نہایت ہی دریا دل تھا دنیا میں اُس کی فیاضی کے جش گائے جا رہے ہیں۔ ذرا سی بات ہے کہ روزانہ سوا من سونا خیرات کر دینا اس کا معمول تھا۔ ایسے فیاض ہاتھوں کو روپیہ اشرفی مال و دولت کی کسک کہاں۔ اس نے دو ہی روز میں سارا خزانہ لٹا دیا اور اور روپیہ کی مانگ ہونے لگی۔ راجہ جدھشٹر نے جو خزانہ کا حال سُنا تو ہوش جاتے رہے حواس نہ رہے۔ سری کرشن جی کے پاس دوڑے گئے دہائی دی +

مہاراج غضب ہُوا جاتا ہے خزانہ گھڑی دو گھڑی کا مہمان ہے آبرو بچائیے۔ ناک رکھئیے۔ ورنہ سارا کیا دھرا مٹی ہو جائیگا تمام راجے مہاراجے ہنسینگے۔ ٹھٹھے لگائینگے کہ واہ تائیں تائیں فش۔ سری کرشن جی بہ اس کے جواب میں ہنس دئیے اور زبان مبارک سے فرمایا کہ

راجہ صاحب! بڑے بول کا سر نیچا۔ غرور کو اسی سے بُرا کہتے ہیں آپ کو ہیچو ما دیگرے نیست" کے خیال نے اس فکر و تردد میں ڈالا آپ سمجھتے تھے کہ مجھ سے بڑھ کر کوئی نہیں۔ اب آپ نے دیکھ لیا کہ

راجہ کرن کیسا سخی داتا ہے اور دریودھن کے ہاتھ میں کیا تاثیر ہے۔ خیر اب آپ فکر نہ کریں اطمینان رکھیں میں انتظام کئے دیتا ہوں +

یہ فرما کر مہاراج ممدوح نے ارجن کو فرمایا کہ لنکا میں ڈھیروں سونا موجود ہے۔ جاؤ اُٹھا لاؤ دیر نہ کرو +

ارجن نے گانڈیو دھنش اُٹھایا۔ سمندر پر تیروں کا پُل بنا کر پار ہُوا۔ اس وقت بھبھیکن لنکا کا فرمانروا تھا۔ اُس نے صدہا من سونا نذر کیا۔ بہت سی خوبصورت عورتیں پیش کیں۔ اور بڑی تعظیم وتکریم سے رخصت کیا۔ ارجن وہاں سے لمبا پڑا تو اندرپرستھ ہی میں تھا بھبھیکن کی سوغات پیش کی۔ راجہ جدھشٹر خوش ہو گئے کہ آبرو بچ گئی۔ اب بگڑا کام بن جائیگا سری کرشن جی نے راجہ کرن کو دوسری خدمت پہ مامور کر کے پھر خزانہ دریودھن کے دست اقتدار میں سونپا۔ پھر دولت بڑھنے لگی۔ یگیہ کی ملتوی کارروائیاں سرگرمی سے جاری ہو گئیں +

ادھیاے ۸

یگیہ کی ابتدائی کارروائیوں کا مختصر نظارہ

بیشم پائن یگیہ کی ابتدائی کارروائیوں کا یوں نقشہ کھینچتے ہیں کہ راجوں مہاراجوں کی تشریف آوری اور تیاری سامان کے بعد یگیہ کا آغاز ہُوا۔ یگیہ منڈپ نہایت ہی عالیشان اور خوشنما بنایا گیا تھا۔ بیدی نہایت ہی خوبصورت تھی۔ جس میں مختلف رنگ کے حروف اور وید منتر زینت دکھا رہے تھے۔ سونے چاندی کے کلسوں اور ضروری برتنوں میں تمام تیرتھوں کا پوتر جل لبریز تھا۔ پھول چندن اور خوشبویات کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ ایک طرف رشیوں منیوں کے آسن تھے دوسری طرف راجوں

مہاراجوں کی صف سب ہی نشست گاہیں بڑی ہی نفیس اور نفائس سات سے آراستہ پیراستہ تھیں۔ سب کی گردنوں میں پھولوں کی مالائیں بہار دے رہی تھیں۔ راجہ جدھشٹر بیش قیمت پیتامبر اور زیورات شاہانہ زیب تن کئے۔ قیمتی جواہرات سے مرصع مکٹ دئے ہون کنڈ کے پاس بیٹھے۔ بائیں طرف مہارانی دروپدی دریائے جواہرات میں غرق۔ سولھوں سنگار سے نور کی تصویر بنی ہوئی سوہ قوق افروز تھی۔ پاس ہی بھیم سین۔ ارجن۔ سہدیو۔ نکل۔ شاہانہ پوشاکیں پہنے جلوہ گستر تھے۔ راجہ جدھشٹر نے بھیشم پتامہ جی سے آغاز کارروائی کی اجازت چاہی۔ اُنہوں نے بڑی خوشی سے فرمایا۔ ہاں ہاں سری گنیش آئمہ کیجئے +

بھیم سین نے پوچھا کہ سب سے پہلے تلک کس کا ہو بھیشم جی نے کہا کرشن جی مہاراج سب سے پہلے اس اعزاز کے مستحق ہیں۔ تمام رشی اور راجاؤں نے تائید کی اور تلک کرشن جی کے ماتھے پر مہادیو جی کے چندر سیکھر کی طرح زیب دینے لگا۔ دریائے جمن کے ساحل پر سب کارروائی تھی۔ سری نارد منی دیورشی اور ویاس جی۔ والمیک۔ دُرباسا۔ اترے۔ بسوامتر۔ پاراشر گرگ۔ بشسشٹ۔ بھدرک۔ شرنگی۔ درونا چارج وغیرہ وغیرہ بہ ہزار ہا رکھیشروں اور دیورشیوں نے یگیہ کا آغاز کیا۔ وید منتروں کی آواز سے پرتھوی اور آکاش گونج گئے +

ادھیائے ۹

یگیہ میں سری کرشن جی کے اعزاز پر

چندیری کے راجہ سسپال کا رشک و حسد۔ شان مقدس میں گستاخیاں بھیم سین کا جوش و خروش۔ بھیشم پتامہ کی فہمائش

یگیہ کے آغاز میں جب بھیشم پتامہ وغیرہ نے سری کرشن جی کے تلک پوجن کے واسطے رائے دی تو چندیری کے راجہ سسپال کے بدن میں آگ لگ اُٹھی وہ پیچ و تاب کھا کر باواز بلند پکارا کہ

کیوں صاحب جہاں ہم ہوں۔ جہاں راجہ رکم۔ راجہ شل۔ راجہ دریودھن راجہ دروپد اور راجہ نکھپ ایسے پرتاپی اور تیجسوی پشتینی۔ ملکٹ شرومنی راجے ہوں وہاں ہم لوگوں کی بے عزتی۔ ہمارے شاہی اعزاز کی کسر شان اور اس کرشن کی منزلت افزائی۔ جو کل کا بچہ۔ جس نے ابھی پیٹ سے پاؤں نکالے ہیں۔ جس کے تلووں میں گائے چرانے کے زمانے کے ڈھٹے موجود ہیں۔ جس نے آہیروں کے ٹکڑوں سے پرورش پائی۔ جس کی اتنی عمر گوالنوں کے دودھ دہی چراتے چراتے ہی گزری۔ وہ کب سے راجہ ہوا۔ اور راجہ کی پوجن کبھی ہونے لگی۔ نہ باپ کا پتہ نہ اصلیت کا نشان۔ حقیقی ماموں کنس کی جان لینے میں سعادت خرچ کرکے ہفتاد پشت کا نام اچھالا۔ جیل کمیٹ سے دیوار پھاند کر چوری چوری جراسندھ سے یہاں پہنچا۔ اور دھوکے سے موت کے گھاٹ اُتارا۔ بہادری تب تھی جب کھلے میدان میں دو دو ہاتھ ہوتے اس ادھرم کا عوض اگر کرشن سے نہ لیا تو سسپال نہیں جو مزہ چکھائے بغیر رہوں ایسے آہیر کے چھوکرے کو یگیہ کا تلک راجہ کرن اور اور راجے مہاراجے محروم۔ بس معلوم ہو گیا کہ بھیشم پتامہ سٹھیا گئے

ان کی عقل جاتی رہی۔ حواس ٹھکانے نہیں اور جو ہاں میں ہاں ملاتے ہیں سب اوچھے ہیں۔ کسی کو پاس حرمت نہیں ایسے خوشامدیوں کی بات کا اعتبار کیا۔ چاپلوسی پر میں لعنت بھیجتا ہوں جس وقت سسپال کالے ناگ کی طرح زہر اُگلتا ہُوا شیر کی طرح گرجا۔ محفل میں سناٹا چھا گیا سب حاضرین سری کرشن جی کا منہ تاکنے لگے۔ انتظار ہُوا کہ دیکھیں زبان مبارک سے کیا پھول جھڑتے ہیں۔ وہ شربت کا گھونٹ پی کر چپ رہے لیکن راجہ جدھشٹر نے فرمایا کہ :-

راجہ سسپال آپ کا یہ خیال خام ہے میں تمام راجوں کی نس نس رگ رگ سے واقف ہوں۔ ہر ایک کی جڑ بنیاد مجھ کو معلوم ہے جس کا کھو کچا چٹھا بیان کر چلوں کیا آج کوئی کسی بات میں بھی سری کرشن جیند کی ٹکر لے سکتا ہے۔ ویدوں کی واقفیت میں کمال۔ دھرم شاستر پر کامل عبور۔ راج نیت کو ذات والا صفات پہ ناز۔ دست قدرت میں اعجاز عنقا۔ بے طاقت ناپیدا کنار۔ جوش شجاعت بحر زخار۔ تاجداروں میں سرتاج ہیں۔ شیر دلوں کا نام سے پتہ پانی پانی ہوتا ہے۔ دولت مندوں کے لئے نظر فیض اثر کیمیا کا کام دیتی ہے۔ دیوتاؤں میں افضل مانے جاتے ہیں۔ پیکر عنصری میں ذات اقدس نے جان ڈال رکھی ہے۔ پھر بھلا ان کی شان میں یہ کلمات گستاخانہ۔ بھیشم پتامہ کا فرمانا چندر کی لیاقت ان کی عقل میں روگ لگانا ناقص العقلی۔ کچھ بھیشم جی ہی نہیں۔ تمام رشی منی یک زبان ہو کر تائید کر رہے ہیں۔ پھر حیلہ و حجت کیا؟

سسپال۔ آفرین راجہ صاحب۔ آپ بھی خوشامد کی لینے لگے بھلا فرمائیے تو سری تو سری کرشن جی کب سے راجہ ہو گئے۔ ان کے باپ دادوں میں سے کسی کو بھی تاج سر پر رکھنا نصیب ہُوا۔ کون نہیں جانتا متھرا بندرابن اور گوکل کی گائیں چراتے پاؤں ٹوٹے جنگل نریب سے کچھ دس کا کچھ تس کا مال مار کر مالدار بن بیٹھے۔ گویا سرخاب کے پر لگ گئے۔ بھیشم پتامہ کی عقل میں ضرور فتور ہے۔ مالیخولیا کی سی

باتیں کرنے لگ گئے - ان کے قول و فعل کا کچھ سر پیر نہیں جو باور کرے وہ بیوقوف ٭

بھیم سین کو یہ الفاظ سننے کی تاب نہ رہی - تڑپ کر کھڑا ہو گیا اور کہا کہ راجہ سسپال کا یہ منہ کہ ہمارے بزرگ خاندان بھیشم جی کو سخت سست کہے اور مہاراج کرشن جی کو گالیاں دے یہ ہمارے پتامہ جی کی طاقت اور فہم و فراست سے واقف نہیں نہ کرشن جی کے پرتاپ کو نظر میں لاتا ہے اے راجہ سسپال تو اپنی عقل خود ٹھیک کر آنکھیں بنوا کر آتا کہ ان آفتابوں کی روشنی نظر آسکے دھرم شاستر کا قول ہے کہ مہاتما اور ہری ہر کی مذمت کرنے والے کی زبان گدی سے کھینچ لینا عین دھرم ہے اگر یہ ممکن نہ ہو تو اپنے کانوں میں انگلی دے کر اس جگہ دم بھر نہ ٹھہرے جہاں مذمت ہوتی ہے - سسپال تیری یہ گز بھر کی زبان - اُف - اوہ - ایسا مغرور - بڑا مرد ہے تو سامنے آجا - ابھی تیرے ہوش و حواس ٹھیک کر دوں ٭

بھیم سین کو بپھرا ہُوا دیکھ کر بھیشم جی نے روکا اور سمجھایا کہ یہاں جو ہیں سب تمہارے مہمان ہیں ان کی کھری کھوٹی سُن لینے میں بھی کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ یگیہ میں غصے کو پاس بھٹکنے نہ دینا چاہیے راجہ سسپال جو کہتا ہے کہنے دو - سمجھ لو کہ اس کی عقل ایسی ہی ہے کرشن جی بشن جی کے اوتار ہیں ان کی عزت رشی منی پہچان سکتے ہیں سسپال اوندھی کھوپری کا آدمی نہیں سمجھتا تو اس کا قصور نہیں - عقل کا فتور ہے - اس میں سری کرشن جی کی ہیٹی کیا؟

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

چاند پر خاک نہیں پڑتی ہے
تف بیروے فلک پر روے خود است

مہ نور مے نشاند سگ بانگ مے زند

ادھیائے ۱۰

سسپال کی ایک سو ایک گستاخیوں پر سری کرشن جی کا جوش غضب - سودرشن چکر کی خونریزی - سسپال کا قتل - استتی

بھیم سین بھیشم پتامہ کی فہمائش کو مان کر بیٹھ گئے - اُنہوں نے اپنے غصے کو ضبط کر کے آگے سر عبودیت خم کیا - مگر سسپال اسی طرح اکڑا رہا - زبان قینچی کی طرح چلتی اور کلیجوں میں کاٹ کرتی رہی - اس کے سر پر موت کھیل رہی تھی اور دن پورے ہو چکے تھے -

ہونہار ہردے بسے بسر جائے سب بدھ

کا معاملہ پیش نظر ہوا - بھیشم جی کے الفاظ گرم توے کی بوند ہو گئے سری کرشن جی کی خاموشی سے شُہ اور اشتعال ملتی رہی اور وہ بدستور بڑبڑ کرتا رہا - اس کی زبان وہی الفاظ دوہرا رہی تھی جو پہلے سامعین کے گوش گزار ہو چکے تھے - وہ پکار پکار کر کہہ رہا تھا کہ بھیشم پتامہ کی عقل ماری گئی ہے - ان کو اونچ نیچ سمجھنے کا دماغ ہی نہ رہا - بڑھاپے نے مغز خالی کر دیا - ان میں رائے دینے کا دماغ کہاں - میری بات پتھر کی لیک ہے برہما کا اکشر ہے جو زبان سے نکلیگا - اس کی کوئی تردید نہیں کر سکتا - کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ کرشن آٹھ دس برس تک نند وغیرہ کی گایوں کا چرواہا نہیں رہا - کیا کوئی ایمان چھوڑ کر کہہ سکتا ہے اس نے گوالوں کے یہاں دودھ دہی نہیں چُرایا - کیا مزے کی بات ہے

اگر کوئی نند کا بیٹا کہتا ہے تو کوئی بسدیو کا فرزند۔ کسی کو خبر نہیں کہ اصلیت کیا ہے

جس وقت سسپال نے پہل کی تھی اُس وقت سری کرشن جی نے فرمایا تھا کہ ایک سو ایک کلمات تک اختیار رہے۔ سسپال جو چاہے کہہ لے۔ ضبط کروں۔ مگر اس کے بعد زبان چلیگی تو سودرشن چکر ہوگا اور اس کی گردن سسپال نشۂ نخوت میں چور تھا۔ موت سر پر سوار تھی۔ کسی کے سمجھانے سے نہ سمجھا۔ اپنی ہی ایڑ لگاتا رہا۔ کرشن جی ایسے کرشن جی ویسے۔ گوالوں سے وہی دودھ کی بھیک مانگی۔ گائیں چرائیں۔ ولدیت کا پتہ نہیں۔ راجہ کنس کو فریب سے قتل کیا۔ جراسندھ کی دغابازی سے جان لی۔ وغیرہ وغیرہ۔ انہیں قسم کے الفاظ کا دریا امنڈتا چلا آتا تھا +

ادھر سسپال کی زبان سے غیر مہذب کلمات نکل رہے تھے۔ ادھر کرشن جی لکیریں کھینچتے جاتے تھے کہ اب یہ گالی گلوچ کی۔ سو لکیروں تک اُنہوں نے کچھ سانس ڈکار نہ لی منہ پر مہر خاموشی لگائے کان دبائے ایک ایک لفظ سُنا کئے۔ مگر جب ایک سو ایک کی تعداد پوری ہو گئی۔ تب سامعین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں ایک سو ایک مرتبہ طرح دے چکا ہوں مگر پھر بھی سسپال کی زبان چلی جاتی ہے۔ اب میں بری الذمہ۔ ابھی اس کا سر زمین پر لوٹتے دکھائی دیتا ہے یہ فرما کر جوش غضب میں سودرشن چکر گھما کر پھینکا تو سسپال کے سر پر ہی تھا۔ پہلی ہی ضرب میں گردن دھڑ سے جدا ہو گئی۔ اور دھڑ دھڑام سے زمین پر گر پڑا +

اس وقت سودرشن چکر کی روشنی عجیب خوفناک تھی۔ کیا رشی کیا منی کیا راجے کیا مہاراجے اس کی صورت دیکھ کر کانپنے لگے جاتیں ستر کوٹھوں میں چھپنے لگیں۔ ہوش و حواس بالکل غائب تھے۔ جس کو دیکھو بت بنا بیٹھا تھا۔ سب بالکل نقش دیوار نظر آرہے تھے معلوم ہی نہ ہوتا تھا کہ بدن میں سانس ہے بھی یا نہیں۔ ہر شخص کی بوٹی بوٹی کانپتی اور کلیجہ تھر تھرا کر منہ کو آتے معلوم ہوتا تھا۔ یہ خوفناک حالت دیکھ کر دیورشی نارد اور بششٹ جی وغیرہ بڑے ادب سے سامنے آئے اور بڑی عاجزی سے منت و سماجت کرنے لگے کہ

مہاراج! آپ تینوں لوک کے مالک ہیں۔ جگدیش اور بشمبر آپ کا خطاب ہے۔ ترلوک آپ کے دستِ قدرت کا ایک کرشمہ ہیں۔ بشمبر! رشی منی صرف آپ کے درشنوں کی خواہش میں ہزارہا برس تک تپشیا کر کے چولا گھلا دیتے ہیں۔ مگر آرزو پوری نہیں ہوتی کیا برہما کیا بشوپ کیا اندر کیا کوبیر کیا یم جتنے دیوتا ہیں۔ کسی کو آپ کے دریائے قدرت کی تھاہ نہیں ملتی برہم لوک فرق مبارک ہے۔ سورج۔ چاند۔ آنکھیں۔ جب زمین بارِ گناہ سے بوجھل ہو جاتی ہے۔ تب آپ اوتار لے کر بھگتوں کو تارنے اور پاپیوں کو مار کر گاؤ زمین کا بوجھ اتارتے ہیں۔ جب ہرن کشیپ نے زمین و آسمان سر پر اٹھایا۔ آپ نے بارہ کے قالب میں ظہور فرما کر سزائے کفر دی پرہلاد کے بچانے اور ہرناکش کے مارنے کو نرسنگھ روپ کا جلوہ دکھایا۔ رام اوتار میں ساکار ہو کر راون۔ کمبھ کرن۔ کھر ددھکھن ترسرا وغیرہ راکشسوں کو قتل کیا اور سگریو اور بھبھیکن وغیرہ اپنے بھگتوں کے کشٹ کاٹ کر صاحب تاج و تخت بنایا۔ اب ذات مقدس شیام سندر سری برج چند آنند کند کہلاتے ہیں۔ کنس ایسے سر حلقۂ کفار جراسندھ ایسے شہزور تاجدار اور سسپال ایسے بہادر ضیغم شکار کو ایک آن واحد میں نیست و نابود کر دیا آپ کی نظرِ عاطفت کے خواستگار ہیں۔ ایسی توجہ فرمائیے کہ راجہ جدھشٹر کا یگیہ بخیریت تمام انجام کو پہنچے۔

ادھیائے ۱۱

سسپال کی کیفیت سری کرشن جی کی زبانی۔ یگیہ کی رونق اور شان و شوکت کی کیفیت

بھیشم پاتن کا بیان ہے کہ سسپال کا سر اُڑا دینے پر نارد منی بشِشٹ گوتم ویاس وغیرہ مہارشیوں نے اُستتی کر کے سری کرشن جی کا غصہ فرو کیا تو مہاراج ممدوح الشان مسکرائے اور زبان فیض ترجمان سے گوہر افشانی کی کہ

صاحبان! میری مادر مہربان رانی دیوکی اور سسپال کی ماں بہنیں ہیں۔ ایک روز دونو بہنوں سے ملاقات ہوئی میں اپنی ماتا کے ساتھ تھا اور سسپال اپنی ماں کی گود میں۔ سسپال کی اس وقت عجیب ہئیت تھی چہرے پر تین آنکھیں اور جسم میں تین بازو۔ سب کو حیرت تھی کہ یہ عجیب الخلقت لڑکا کہاں سے آ گیا۔ اتفاقاً نارد جی کا ادھر گزر ہُوا۔ اُنہوں نے یہ شکل و صورت دیکھ کر فرمایا کہ لڑکا ہے تو اقبالمند۔ مگر اس کی موت اُس شخص کے ہاتھ سے ہی نکلتی ہے جس کی گود میں اس کے زاید اعضا گر جائیں۔ یعنی ایک ہاتھ اور ایک آنکھ نذارد ہو جائے۔ جس وقت میں نے اپنی موسی یعنی سسپال کی والدہ کے قدم چھوئے۔ تو رسم محبت سے میں نے سسپال کو گود میں لے لیا۔ گود میں لیتے ہی نارد جی کا بچن ٹھیک ہُوا۔ یعنی سسپال کے عضو زائل ہو گئے اور تین ہاتھوں کے عوض دو ہاتھ اور تین آنکھوں کے عوض دو آنکھیں باقی رہ گئیں +

یہ اچنبا دیکھ کر موسی (سسپال کی ماں) گھبرائی۔ اُس نے سمجھ لیا کہ بس۔ اس کا قاتل میں ہی ہونگا۔ وہ مجھ سے بہت گڑگڑائی۔ اور نہایت ہی عاجزی سے بولی کہ:۔

"کرشن چندر یہ میرے کلیجے کا ٹکڑا اور تمہارا چھوٹا بھائی ہے اس پر ہمیشہ نظرِ عنایت رکھنا۔ ایسا نہ ہو کہ کسی وقت کوئی بات ہو جائے +

میرا یہ جواب تھا۔ کہ آپ میری طرف سے اطمینان رکھیں میں اپنی طرف سے کوئی بات نہ کرونگا۔ اور اگر سسپال کی طرف سے سامان عداوت ہونگے تو ایک سو ایک مرتبہ طرح دونگا۔ کچھ نہ بولونگا۔ میری موسی کو اس جواب سے اطمینان ہو گیا۔ اُس نے سمجھ لیا کہ بھلا ایک سو ایک بار کون قصور سرزد ہو سکتا ہے۔ مگر یہ جا[illegible] کرشن کہیں سے چیں بہ جبیں ہو کر

رہتی ہے۔ سسپال کی موت یونہی بدی تھی۔ اس کی زبان نہ رُکی۔ ایک سو ایک خطائیں گناکے چھوڑیں۔ اور آخر جو نتیجہ ہؤا وہ آپ کے سامنے کی بات ہے۔ عیاں راچہ بیاں۔ سسپال مجھ سے نہ معلوم کب کا جلا ہؤا بیٹھا تھا۔ یہاں آیا تو جراسندھ کا عوض لینے کی سمائی۔ میں نے اس کی خواہش پوری کردی۔ اور جراسندھ ہی کے پاس پہنچا دیا کہ وہاں چین سے رفاقت کرے۔ اچھا اب اس کی مٹی بھی ٹھکانے لگا دینا ہمارا فرض ہے۔ بس اس کی لاش چتا پر پھونک کر ہڈیاں جمنا جی میں پھینکوا دی جاویں اور یگیہ کی کارروائی شروع ہو +

راجہ جدھشٹر نے سسپال کے رفیقوں اور ملازموں کو حکم دیا۔ اُنہوں نے جمنا کے کنارے لاش جلادی اور یہاں سری کرشن جی کے حکم سے راجہ جدھشٹر نے سسپال کے بیٹے کو چندیری کے تخت حکومت کا مالک بنا کر تلک کر دیا۔ جس جگہ سسپال کی نشست تھی۔ وہاں کی زمین صاف کر کے لیپی گئی۔ لیپنے کے بعد آگ کا الاؤ جلایا گیا۔ کہ ناپاکی جاتی رہے۔ اور سسپال سے چھٹی پا کر سب نے یگیہ کا آغاز کیا +

سب سے پہلے سری بششٹ جی نے کرشن چندر مہاراج کو جڑاؤ سنگھاسن پر بٹھایا۔ بعدہٗ نارد اور رشیوں منیوں نے مہاراج جی کے جبین نورآگین پر تلک لگانے کے بعد پھولوں کا مالا زیب گلو کیا۔ اس کارروائی کے بعد پانچوں پانڈو اُٹھے۔ اور مہاراج کرشن دیو کو پھولوں کے مالے پہنا کر باقاعدہ پوجا کی۔ اس وقت عجیب نظارہ تھا۔ دیوتا آکاش سے پھول برسا رہے تھے۔ بید منتروں کی سہاؤنی آواز کانوں کو امرت پلا رہی تھی۔ سنکھ کے شور سے آکاش گونج اُٹھا۔ ہون کے شعلوں سے عالم نور نظر آنے لگا۔ سپت رشی وید منتر پڑھتے جاتے تھے اور ہون اور آوہن کی برکت سے دیوتا لوگ آکاش سے چلے آتے تھے۔ برہما۔ شو۔ گنیش۔ سوامی کارتک۔ اندر۔ برن۔ دھرم راج۔ کوبیر۔ اگن دیو سب اپنے اپنے باہنوں پر سوار۔ اپنی اپنی شکتیاں ساتھ لئے

ہوئے رونق افروز ہوئے۔ سب نے آکر سری کرشن جی کو ڈنڈوت کی۔ جڑاؤ
سنگھاسنوں پر جلوس فرمایا تمام راجے مہاراجے بڑی شان وشوکت کے
ساتھ اپنی اپنی نشستگاہوں پر جلوہ افروز تھے۔ یگیہ کی وہ رونق تھی
کہ قلم تصویر کھینچ نہیں سکتا۔ یہ وہ عظیم الشان یگیہ تھا جو روئے زمین پر
چشم فلک نے نہ دیکھا۔ اس کی عظمت نے تمام دنیا میں راجہ جدھشٹر کی
دھوم مچادی۔ یگیہ ختم ہونے پر دان شروع ہوئے۔ سونے سے منڈھے
ہوئے سینگوں کی ایک لاکھ گائیں رشیوں منیوں کی نذر کی گئیں۔ برہم بھوج
ہوا۔ زرو جواہر سے غریب غربا مالا مال کئے گئے اور اس طرح بڑی دھوم
دھام سے یگیہ سماپت ہوا +

اس موقع پر اندر پرستھ کی رونق کا کیا کہنا۔ گلی گلی کوچہ کوچہ چوتھی کی
دلھن نئے سنگار کا نظارہ پیش نظر کرتا تھا تمام راجہ سے فقیر پرجا تک
کے مکانات پیرایۂ عروسی سے آراستہ وپیراستہ تھے۔ گھر گھر بندنواروں
کی بہار۔ رنگ رنگ کی دھجاؤں پتاکاؤں سے کیفیت سیر گلزار شہر
کے ارد گرد۔ کئی کئی کوس تک تنبو۔ قنات۔ نمگیرے۔ شامیانے۔
خیمے۔ چھولداریاں۔ جگہ جگہ باغوں میں باغبان۔ قدرت کی گلکاریاں۔
دیوتاؤں کا جمگھٹا۔ گندھربوں کا ہجوم۔ اپسراؤں کا مجمع کنھروں کا میلا
رات دن شہر کی رونق بڑھائے رہتا تھا۔ سری کرشن جی کے دائرہ
دولت پر بھیڑ لگی رہتی تھی گروہ کے گروہ درشن کے لئے ڈٹے رہتے
تھے۔ غرض عجیب کیفیت تھی۔ اور طرفہ نظارہ +

ادھیائے ۱۲

راجہ جدھشٹر کی عمارات کی سیر میں سیر طلسمی

صنعتوں میں دھوکا کھانے سے دریودھن اور شکنی کی شرمندگی۔ بغض و حسد وغیرہ

راجہ دھرتراشٹ اور ان کے فرزند راجہ جدھشٹر کے یگیہ میں شریک تھے۔ سب کی رانیاں بھی شریک جشن تھیں۔ جب یگیہ سے فراغت ہو گئی تو راجہ جدھشٹر نے دریودھن وغیرہ اپنے چچیرے بھائیوں کو اُن عجیب و غریب عمارتوں کی سیر کرائی۔ جو مایا سر نے بڑی نفاست اور عمدگی سے تیار کی تھیں ✦

راجہ جدھشٹر کو خیال تھا کہ اس کے چچیرے بھائی عالیشان تعمیرات کی سیر سے خوش ہونگے۔ مگر نہیں اُن کے دل میں گرہ پڑی ہوئی تھی وہ دل ہی دل میں راجہ جدھشٹر کے عروج سے جل رہے تھے۔ عمارتوں کی خوبیاں دیکھیں تو اور بھی آتش بغض و حسد بھڑک اُٹھی۔ جس وقت یگیہ سماپت کر کے ویاس جی رخصت ہوئے تھے اُنہوں نے صاف الفاظ میں کہدیا تھا کہ تیرھویں برس چھتریوں کی خیر نہیں۔ سب مر مٹینگے راجہ جدھشٹر کو اس پیشینگوئی سے نہایت تشویش ہوئی۔ اور بھیم سین ارجن۔ سہدیو۔ نکل سے ذکر کیا۔ سب فکرمند ہوئے مگر چارہ کیا لہذا چپ لگا گئے۔ سب مہمانوں کی رخصت کے بعد راجہ جدھشٹر نے دریودھن وغیرہ چچیرے بھائیوں اور شکنی کو راج محل راج سبھا اور دوسری عجیب و غریب عمارتوں کی سیر کرائی۔ سب اہل سیر اس نظارۂ دلفریب سے نہایت ہی خوش ہوئے۔ نظر جس طرف اُٹھتی تھی۔ آنکھوں کو آئینۂ حیرت بنا دیتی تھی۔ اب شدنی دیکھئے۔ جس وقت دریودھن وغیرہ راج محل کے صحن کی طرف چلے تو عجیب واقعہ پیش آیا۔ مایا سر نے اس صحن میں بلور کے فرش کے سوا اور اس میں وہ طلسمی صنعت دکھائی تھی کہ جونہی دریودھن اور شکنی وہاں پہنچے۔

دیکھتے کیا ہیں کہ پانی کی چادر چل رہی ہے۔ اس دھوکے میں اُنہوں نے اپنے اپنے دامن سمیٹے۔ اور بڑی احتیاط سے اپنی دانست میں اندر قدم رکھا بلور کے فرش میں ایسی چکناہٹ تھی۔ کہ فوراً ہی پاؤں پھسل گیا۔ اور دونو زمین پر چت ہو گئے۔ اس وقت ان کو ایسی ندامت ہوئی۔ کہ چہرہ عرق عرق ہو گیا۔ مگر علاج کیا۔ اب یہ وہاں سے دوسری طرف چلے تو دوسرا چکمہ ہؤا۔ اس مقام پر ایک پانی کا حوض اس صنعت سے بنایا گیا تھا۔ کہ پانی کی چادر فرش زمین نظر آتی تھی۔ دریودھن اور شکنی بے تکلف بڑھے چلے گئے۔ تو قدم حوض میں جا پڑا دونو کے دونو پانی میں غوطہ کھا گئے۔ نکلے تو سارے کپڑے پانی میں تربتر۔ اتنے میں اوپر سے قہقے کی آواز آئی۔ نظر اُٹھا کر دیکھا۔ تو دروپدی اور اُس کی سکھیاں ٹھٹھے لگا رہی ہیں۔ دریودھن اور شکنی دل میں کٹ گئے اور دروپدی وغیرہ کے قہقہہ لگانے کا بہت ہی رنج ہؤا۔ اب یہ آگے بڑھ کر ایک دیوار کے پاس گئے۔ جس میں بلور پر نقاشی کا نہایت ہی عمدہ کام تھا۔ گل بوٹوں اور نقش و نگار میں کچھ ایسی صنعت کی تھی کہ دیکھنے والے کو صاف ایک دروازہ نظر آتا تھا۔ یہاں بھی دونو کی عقل نے کچھ کام نہ کیا۔ اور دروازہ سمجھ کر اندر داخل ہونے لگے۔ دریودھن کے سر میں ٹکر لگی۔ اور وہ شرمندگی سے پیچھے ہٹے وہاں دروازہ تو تھا ہی نہیں بھیم سین سے ضبط نہ ہؤا۔ ہنس پڑا ساتھ ہی راجہ جدھشٹر وغیرہ اور بھی ہنسنے لگے۔ ادھر اُدھر جگہ جگہ دھوکا کھانے کی ندامت اُدھر چوٹ کی شرمندگی۔ اس پر دروپدی اور پانچوں پانڈووں کے ہنسی ٹھٹھے سب باتیں اگلے بغض و حسد کے لئے آگ پر آہوتی کا کام کر گئیں دریودھن اور شکنی کو نہایت ہی رنج ہؤا۔ جیوں تیوں سیر سے فراغت کرکے قیامگاہ میں آئے۔ یہاں سہدیو نے پوشاک بدلائی۔ عمدہ سے عمدہ کھانے کھلائے۔ اور وہ تمام تحائف وہ تمام حسینان مہ جبین وہ گندھربی گھوڑے سفید ہاتھی وغیرہ دکھائے جو بھیم سین وغیرہ دگ وجے ناگ لوک وغیرہ

سے لائے تھے - اور جو فتوحات اور ملک گیری میں داخل خزانہ شاہی ہوئے تھے +

اب اپسراؤں کا ناچ شروع ہوا - مگر دریودھن وغیرہ کے دل پر بغض و حسد نے ایسی چھریاں پھیر دی تھیں کہ کچھ نہ معلوم ہوتا تھا وہ کہتے تھے کہ آہ آہ - اتنی دولت اتنی ثروت - اتنا مال اتنا متاع یہ شوکت شاہی - یہ شانِ عالم پناہی - غرضیکہ ایک ایک چیز ان کے دل میں کھٹکتی تھی اور دل ہی میں کوستے تھے - کہ یہ سب پانڈووں کے عروج کے سازو سامان تباہ و برباد ہو جائیں +

یہ لوگ دشٹ تھے - سجن نہ تھے - خراب لوگوں کا خاصہ ہوتا ہے کہ پرائے عروج پرائی دولت دیکھ کر جلتے رہتے ہیں یہ نہیں جانتے کہ یہ ایشور کی دین ہے اس میں کسی کا اجارہ کیا - اچھے لوگ اگر کسی کو مال دھنی دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں کہ ہمارے ایک ہمجنس پر ایشور کی مہربانی ہوئی - حسد کرنے سے کسی کی دولت حاسد کے ہاتھ نہیں آتی - ہاں یہ ہوتا ہے کہ وہ مفت کی کوفت مول لے لیتا ہے - اگر وہ حسد نہ کرے تو ایشور اس سے خوش ہوتا ہے - اور اسے دنیا کی فکروں سے آسودگی رہتی ہے - خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا اب سنئے کہ دریودھن راجہ جدھشٹر سے جدا ہو کر ہستناپور واپس آئے تو رات دن اسی حسد کا چرچا ہر وقت یہی جلنی کی باتیں - سب چنڈال چوکڑی اکٹھا ہو کر مشورت کرنے لگی - کہ کسی نہ کسی طرح سے راجہ جدھشٹر کی دولت ہتھیانا چاہئے - سب سے بہتر تدبیر تو جوئے کی ہے - جدھشٹر سے کسی طرح سربر نہیں ہو سکتے - اگر یہ حکمت عملی چل جائے تو بس ہم پو بارہ ہیں - پانڈووں کے اخراج میں فرق ہی نہیں +

ادھیائے ۱۳

دریودھن کا پانڈوؤں سے حسد۔ دولت و سلطنت چھیننے کے لئے تجویز۔ راجہ دھرتراشٹ سے چوسر کھیلنے کی اجازت۔ راجہ دھرتراشٹ بھیشم پتامہ اور بدر جی کی نصیحت

جب دریودھن دل ہی دل میں جل بھن کر اس فکر میں ہوا کہ جس طرح ہو راجہ جدھشٹر کو لنگوٹی بند ھوا کر چھوڑوں تب زندگی کا لطف ہے ورنہ جینا اکارتھ اس وقت اس کے ماموں قندھار نریش کے بیٹے شکنی نے کہا آپ گھبراتے کیوں ہیں۔ میں تو سب کو ننگیا لونگا۔ اور ساری دھن دولت راج پاٹ آپ ہی کو دلوا کر دم لونگا۔ آپ جانتے ہیں کہ میں پکا جواری ہوں۔ چوسر کا کھلاڑی ہوں۔ کیسے ہی پانسے کا دھنی کیوں نہ ہو۔ میری گھٹنوں سے اُس کی ایک پیش نہیں جا سکتی۔ یہاں پو بارہ ہوں وہاں تین کانے۔ کھیلتے کھیلتے وہ چھو منتر کروں کہ چھ تین نو دو پٹھنی اور چھکڑاہی نو دو گیارہ ہو جائے +

لڑائی بھڑائی میں پسند نہیں کرتا۔ اس وقت جدھشٹر کو ایشور نے سب سامرتھ دی ہے۔ اس کے بھائی ایسے شور بیر ہیں کہ ایسے دیسوں کو تو پیس ہی کے رکھ دیں۔ اس سے کام وہ کرو کہ سانپ مرے اور لاٹھی نہ ٹوٹے۔ راجہ جدھشٹر کو بھی چوسر کھیلنے کی لت ہے اُس کو

بناؤ اور چوسر کا میدان بدو - میں ایسے بنا بنا کر پانسے پھینکوں کہ بازی
میرے ہی ہاتھ رہے - دو پانسوں کے چھٹ پٹ میں سارا فیصلہ
ہو جائے گا - تو سہی - جدھشٹر کے پاس ایک جھنجھنی نہ چھوڑونگا -
چھتری جوے اور جدھ سے منہ نہیں موڑتے - تم راجہ دھرتراشٹ
اپنے پتا سے لیکر پانڈووں کو بلاؤ - چوسر بچھی - دو چار پانسوں میں تو
لنگیا کے چھوڑونگا - ایسے ایسے پانسے چت کروں کہ جدھشٹر کی بساط
سلطنت اُلٹ جائے اور قسمت کا پانسہ پلٹ جائے - اس سے
آسان تدبیر اور کوئی نہیں ✦

ہریودھن وغیرہ نے یہ بات سُنی - تو پھڑک اُٹھے ہر طرف صدائے
آفرین بلند ہوئی کہ واہ کیا تدبیر بتائی ہے - آہا اس سے بڑھ کر حکمت
عملی اور کون ہوگی - بہت ٹھیک - بہت ٹھیک - عقلمندی اسے
کہتے ہیں - دانشمندی اس کا نام ہے - اگر چال بن پڑی تو بس مار لیا -
رائے حسب منشا تھی - صلاح مرضی کے موافق سب نے بالاتفاق
صاد کیا - اور اسی وقت سب کے سب راجہ دھرتراشٹ کی خدمت
میں جا پہنچے اور متفق اللفظ ہو کر گذارش کی کہ

"مہاراج" اب تو ہماری شوکت شاہی و سطوت عالم پناہی پر
پانی پڑ گیا - راجہ جدھشٹر نے راجسویہ یگیہ کر کے ہم سب کے سر جھکا دئے
ہم کو منہ چھپانے کے لائق نہ رکھا - نہ دولت کا شمار نہ وسعت سلطنت
کی حد - جواہرات سے کوٹھے بھرے پڑے ہیں - روپیہ ٹھیکریوں کی طرح
ڈھیر ہے - سونے چاندی کے سوا اندر پرستھ میں کچھ نظر ہی نہیں آتا
دان پن کی یہ کیفیت کہ بھکاریوں کو بھی سونے چاندی کے برتنوں
میں کھانا کھلایا جاتا ہے - کون ہے جس کا روپے اشرفی سے جی
نہیں بھر جاتا - اس وقت تمام دنیا کی نفائسات راجہ جدھشٹر کے
خزانے میں موجود ہیں جو راجے آئے - ایسے تحفے تحائف لائے کہ دیکھ
کر حیرت ہوتی ہے - کہاں ہم - کہاں پانڈو - ہمارے ہوتے پانڈووں کا

یہ عروج - یہ نہ سمجھئے گا کہ کسی کی بڑھتی دیکھ کر جلتے ہیں - صرف یہ دیکھا نہیں جاتا کہ ہم صاحب تاج ہیں - ہم مالک سرزمین اور ہمارے ہوتے جدھشٹر ہم سے بڑھ جائے آپ نے اس کو اندرپرستھ دیکر ہم لوگوں کا سر نیچا کر دیا - از راستی کہیں راستی آپ کو خود ہی منظور تھا کہ اپنے بال بچے وہ بڑھ گھسٹ رہیں اور جدھشٹر کا زمانے میں ڈنکا بجے ورنہ ہمارے سامنے اس کی حقیقت ہی کیا ہے کہاں آفتاب کہاں ذرہ +

راجہ دھرتراشٹ - صاحبزادہ - تمہارا یہ خیال بیہودہ ہے - کسی کی ترقی دیکھ کر حسد کرنا بڑا گناہ ہے اگر جدھشٹر کو آج یہ عروج حاصل ہوا - تو آخر تمہارے ہی بھائی ہیں - اُن کی ناموری سے تمہاری عزت اُن کی شہرت سے تمہاری شہرت ہے پھر تمہیں یہ فاسد خیال کیوں +

دریودھن - آپ سیدھے سادھے بزرگ - آپ کے اُنہوں نے قدم چوم لیے - اور آپ خوش ہو گئے - ہم لوگوں کے دل سے پوچھئے کہ جان پر کیا گزر رہی ہے آپ نے جدھشٹر کو اس قدر بڑھا دیا کہ ہم اُس کے نوکر چاکروں کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتے - یہ نہ کہئے کہ ڈوب مرو - سنکھیا کھا لو - ہیرا چبا لو - اب ہمیں اس بیعزتی کے برداشت کرنے کی طاقت نہیں رہی - بہتر ہے کہ اس کا دو ٹوک فیصلہ ہو جائے +

راجہ دھرتراشٹ - میں تو فیصلہ کر چکا ہوں - ہستناپور تمہارا - اندرپرستھ پانڈوؤں کا اور کیا چاہئے ؟

دریودھن - اسی فیصلے نے تو ہم لوگوں کا ستیاناس مار دیا - افسوس آپ کے جیتے جی ہم لوگوں کی یہ دردشا - اور موت اگر اسی وقت نہ آئی تو کب آئیگی +

راجہ دھرتراشٹ - بیٹا - یہ باتیں کیسی - یہ واہیات خیالات کیا آخر کہو تو کیا چاہتے ہو ؟

دریودھن - لڑائی بھڑائی سے تو کچھ کام نہیں [illegible] انگلیوں گھی نکالنا چاہتا ہوں کہ آپکے برخلاف بھی نہ ہو [illegible]

راجہ دھرتراشٹ۔ تو کہو تو کیا سوچا ہے؟

دریودھن۔ مجھے ہوس ہے کہ ایک دفعہ راجہ جدھشٹر سے جوا کھیلوں۔

راجہ دھرتراشٹ۔ جوئے سے بڑھ کر کوئی بُرا کام نہیں۔ ہارتا ہے جوئے کے نام سے بیل۔

دریودھن۔ باشد۔ مگر میں ایک دفعہ ضرور جوا کھیلونگا۔ یا ادھر یا اُدھر۔

راجہ دھرتراشٹ۔ دریودھن دیکھنا ان باتوں میں گھر تباہ ہو جائیگا۔ اب تک بہت ہو چکی ہے۔ اب اور کیا کرنا چاہتے ہو۔ بھیم سین کو زہر کھلایا دریا میں پھینکا۔ پانڈو سون کھینچے رہے۔ اپنی کچھ نہ بولے۔ تم نے لاکھا مندر بنایا پھونک دینے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ وہ اس کو بھی پی گئے۔ خبر نہ ہوئی اس طرح ٹال گئے جیسے کچھ ہوا ہی نہ تھا۔ ان کا اقبال تیز تھا نہ جانے کیسے بچ نکلے ان عداوتوں کے ہوتے بھی اُنہوں نے راجسویہ یگیہ میں تمہاری جیسی خاطرداشت کی تمہارا ہی دل جانتا ہوگا۔ اُنہوں نے تمہاری عزت افزائی کے لئے اپنا خزانہ سپرد کیا تمہارے دل میں صفائی نہ تھی تم بُرا چیتتے تھے۔ خوب من مانا روپیہ لٹایا۔ تمہاری نیت تھی کہ ایک کوڑی نہ رہنے پائے۔ مگر اُن کو اُن کی نیت پھلی۔ کروڑوں اربوں روپیہ لٹ جانے پر بھی ان کا خزانہ بھرا پڑا رہا۔ ایک کونا بھی خالی ہونے نہ پایا۔ تم برائی پر تھے۔ اُن کے اقبال اور نیکیوں نے تمہاری برائی کو اُن کے لئے بھلائی کر دیا۔ اور ویسا ہی ہوا کہ اُن کے دھرم کرم پُن دان کے ڈنکے بج رہے ہیں وہ تمہارے ساتھ اس نیکی سے پیش آئیں اگلی پچھلی دشمنیوں کو نظر انداز کریں اور تمہارے سر سے عداوت کا بھوت نہ اُترے افسوس آج پھر وہی سبق لے بیٹھے معلوم نہیں کیا ہونہار ہے۔

یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ اتفاقاً بھیشم جی اور بدر جی بھی تشریف لے آئے اور تقریر کے پہلو سمجھ کر افسوس کرنے لگے کہ ہائے۔ دریودھن کی

عقل کہاں ماری گئی ہے نہ جانے اس کو کیا سمائی ہے کہ پانڈوؤں کے پیچھے ہی پڑا رہتا ہے۔ پدر جی بولے ؛

پیارے دریودھن بارہ برس کو بید کیا۔ سولہ برس کو قید کیا۔ تم بچے نہیں کہ کوئی تمہیں سمجھائے۔ ایشور کے فضل سے صاحب عقل ہو اونچ نیچ سمجھتے ہو۔ پھر یہ واہیات خیال کیسے۔ دیکھو پانڈو تمہاری کیسی عزت کرتے ہیں۔ تمہاری عداوتوں پر کیسی چشم پوشی کر جاتے ہیں۔ مگر تم ہو کہ بغض و حسد سے منہ نہیں موڑتے۔ اپنی ہٹ نہیں چھوڑتے۔ کورو اور پانڈو دونو بھائی بھائی ہیں۔ خون ایک۔ گوشت پوست ایک۔ تمہیں چاہیئے کہ بھائیوں کے ساتھ بھائی کا سا سلوک کرو۔ وہ تمہارے قوتِ بازو ہیں۔ تم اُن کے برادر بجان برابر۔ بھائیوں بھائیوں کو آپس میں بیر لازم نہیں۔ میل سے رہو کھٹنا بکھیڑا چھوڑ دو۔ تم ہستناپور میں ہو وہ اندر پرستھ میں۔ نہ وہ تم سے کسی بات کے خواستگار نہ تم کو اُن سے کسی بات کی طلب۔ تمہیں تو خوش ہونا چاہیئے کہ تمہارا بھائی آج اس لائق ہوا کہ سارا زمانہ اس کا مطیع و فرمانبردار ہے۔ اس نے اپنی نہیں بلکہ تم سب کی عزت بڑھائی +

اس کے عوض تم چاہتے ہو کہ پانڈو مٹ جائیں نام و نشان باقی نہ رہے وہ بھی کس واسطے دو دن کی زندگی۔ چار دن کی چاندنی۔ اور اس دولت کے واسطے جس کو نہ ثبات ہے نہ قیام +

پر یہ جا سو سب جیون کو سکھ۔ رہ نہ سکی اک ٹھائیں
یاں سے ہوا ن گئی چھن بھیتر۔ جم ترور کی چھائیں

زہر دلیے چکے۔ دریا میں بہا چکے۔ لاکھا مندر میں جلا چکے۔ کیا نتیجہ ہوا وہ ویسے کے ویسے ہی رہے۔ ایک روآں بھی نہ میلا۔ ایک بال بھی بیکانہ ہوا۔ ہاں تم نے بدنامی کا ٹھیکرا اپنے سر پر پھوڑ دیا۔ جہاں سنو تمہاری ہی بُرائی ہو رہی ہے وہ وہ باتیں سننے میں آتی ہیں کہ کان نہیں دیا جاتا۔ اب تم نے جوئے کی چال سوچی ہے۔ جوئے سے بڑھ

کر کوئی کام بُرا نہیں۔ دھن کی ہار بھی ہار جیت بھی ہار۔ دیکھ لینا یہ جُوا وہ
رنگ لائیگا۔ کہ سارا خاندان چوپٹ ہوجائیگا۔ وقفاقی عجب چیز ہے
جب تک مٹھی بندھی ہے۔ کھلنا محال ہے۔ جگ ٹوٹا اور نرومار ی گئی۔
راجہ نل نے اپنی ہڈیوں کے پانسے بنائے۔ مگر پانسے کی برائی سے
ایک نہ چلی۔ فخر کرو کہ راجہ جدھشٹر نے سارے خاندان کا نام روشن
کیا۔ عزت سمجھو کہ ہمارا بھائی دنیا کا سرتاج ہے اس کی وجہ سے تم بھی
سرتاج زمانہ ہو۔ کوئی تمہارے سامنے سر اونچا نہیں کرسکتا۔ اتفاق
سے رہو تو مجال کیا کہ تم کو راجہ جدھشٹر سر آنکھوں پر جگہ نہ دیں۔ سمجھ لو کہ
ہمارے تمہارے کئے کچھ نہیں ہوسکتا۔ سب کام پرمیشور کے ہاتھ میں ہیں
جس کو چاہے بڑھائے جسے مرضی ہو گھٹائے۔ بھائی بڑھتی دیکھ کر
حسد کرنا عقلمندوں کا شیوہ نہیں۔ اس میں کوفت سے جان گھلتی ہے۔
تمہاری لیاقت تب ہے کہ تم بھی ایک نگینہ ایسا کر دکھاؤ جو جدھشٹر کے
نگینہ کو بھی مات کردے۔ جتنا بغض و حسد میں جوش خروش ہے اتنا ملک گیری
اور حصول نیکنامی میں حوصلہ اور ولولہ دکھاؤ تو تمہارے نزدیک کون بات
ہے۔ ایشور کی کرپا سے سو بھائیوں کی طاقت ہے۔ کرن جیسے ایسے
کال کو جیت لینے والے بہادر تمہارا دم بھرتے ہیں۔ فوج میں یہ چھونیاں
ہی چھونیاں نظر آتی ہیں۔ پھر یہ جعل فریب کی نیت کیسی۔ تم بھی وہ لیاقت
پیدا کرلو۔ کہ تمہارے قبضے میں جدھشٹر سے زیادہ ملک و مال ہوجائے
اس میں بات ہی کیا ہے۔ ذرا سی بات کے لئے یہ ادھرم کا خیال۔
بدُرجی اتنا کہہ پائے تھے کہ بھیشم پتامہ جی نے قطع کلام کرکے کہا:-
دریودھن! بدُرجی نے جو کہا وہ تو سُن چکے۔ اب برا مانو یا بھلا بُڈھا
بھی کچھ کہنا چاہتا ہے۔ جان و جگر۔ تم پانڈووں سے بیر پال رہے ہو اس
کا نتیجہ اچھا نہیں۔ پیارے وہ تم سے محبت کرتے ہیں۔ تم سے عداوت
نہیں رکھتے۔ تمہاری دشمنیوں کا انہوں نے خیال بھی نہیں
کیا وہ تمہیں اپنا بھائی ہی سمجھے جاتے ہیں۔ سمجھو کہ ان کا اس اختیار

کیا- ہر طرح کے دکھ سہے مصیبتیں جھیلیں- مگر اُن کے دل پر میل نہیں- اب اگر انہیں ایشور نے اس رُتبے پر پہنچایا تو تمہیں خوش ہونا چاہیئے- اس میں تمہاری بھی عزت ہے- رنج کے عوض خوشی کرو اپنے ایسے لائق بھائیوں کے دست و بازو بنو- اس سے تمہارا بھی اعزاز ہوگا اور اُن کا بھی عروج- اگر آپس میں متفق رہو تو سب کچھ تمہارا کیا تم نہیں جانتے کہ کرشن جی پانڈوؤں کے طرفدار ہیں- جس کی طرف کرشن جی ہوں اُس کو کون مٹا سکتا ہے اگر تم پانڈوؤں سے عداوت رکھو گے تو نتیجہ اچھا نہیں- سری کرشن چندر ان کے طرفدار ہونگے اور پھر تمہارے بنائے کچھ نہ بنے گی- بلدیو جی کو تم اپنا مددگار سمجھتے ہو- یہ خیال ہی خیال اور وہم ہی وہم ہے- اول تو بلدیو جی اور راجہ جدھشٹر سے دلی محبت ہے دوسرے اُن کو کرشن جی کا پاس ہوگا یا تمہارا- اگر کوئی اُن سے بگڑے تو زمین و آسمان میں ٹھکانا اور بچاؤ کی کوئی صورت نہیں مفت میں بیر مول لے کر خاندان کے پیچھے پڑے ہو- بدر جی اور بھیشم پتامہ کی تقریر برجستہ تھی- دریودھن وغیرہ کی زبان سے کوئی بات نہ نکل سکی- اُن کے منہ پر مہر لگ گئی اور اُس وقت موقع کو ٹال وہاں سے چل دئے +

ادھیائے ۱۴

دریودھن کا راجہ دھرتراشٹ سے جدھشٹر کی طلبی کے لئے اصرار- راجہ دھرتراشٹ کی منظوری- بدر جی کو اندرپرست میں روانگی کا حکم

بھیشم پتامہ، بدر جی اور دھرتراشٹ کے سمجھانے سے اُس وقت تو دریودھن

چپ ہو گیا۔ زیادہ کچھ نہ کہہ سکا۔ مگر جب یار دوستوں سے بات چیت ہوئی تو پھر وہی خیال تازہ ہو گیا۔ کہ کسی نہ کسی طرح جدھشٹر کو لنگوٹی بند کر دوں لڑائی کا دم داعیہ نہ تھا۔ مردمی سے کام لینے کی جرأت نہ تھی۔ عقل جب لڑتی تھی تو جوئے پر جمتی تھی۔ ساری بھوت، منڈلی روز اسی کتر بیونت میں عقل خرچ کرتی کہ کیسے جدھشٹر کی دولت ڈکار جائیں۔ اور کیونکر اندر پرستہ ڈب میں آجائے۔ کئی دن تک اسی خلجان میں گزری۔ سر کے بھوت نے کھانا پینا حرام کر دیا۔ خواب میں بھی سپاہی کے کانٹے اپنی تاثیر دکھاتے تھے۔ آخر نہ رہ گیا۔ پھر سوجھی۔ کہ راجہ دھرتراشٹ کے کان کترے جائیں۔ کب تک ان کا دل پتھر کا رہے گا۔ کبھی تو پگھلیگا کہتے سنتے دیواریں ٹل جاتی ہیں۔ رسی کی رگڑ سے پتھر گھس جاتا ہے لکھوری جھینگر کو اپنا ہمشکل بنا لیتی ہے۔ پھر راجہ دھرتراشٹ کو اپنا ہمخیال بنا لینا کون بڑی بات ہے۔ کرن دریودھن۔ دوشاسن اور شکنی نے پھر اس بات کا بیڑا اٹھایا۔ اور دھرتراشٹ کی خدمت میں پہنچے۔ اس وقت وہاں راجہ جدھشٹر کی تعریف کے دفتر کھلے ہوئے تھے کیا راجہ دھرتراشٹ کیا درونا چارج۔ کیا بھیشم پتامہ اور کیا بدر جی خوش ہو ہو کر راجسویہ یگیہ کی کامیابی پر اظہار مسرت کرتے ہوئے پانڈووں کی لیاقت کو سراہتے اور دعاے خیر سے ترقی جاہ و حشمت چاہتے تھے یہ چنڈال چوکڑی کورو خاندان کی خود گرہی کا جامہ پہنے ہوئے جا پہنچی۔ صورت گواہ تھی۔ شکل دیکھتے ہی بھیشم پتامہ سمجھ گئے کہ آنے کی غرض کیا ہے۔ سب نے چہرے ہی سے دل کا حال جان لیا اور تہ کو پہنچ گئے بھیشم پتامہ جی جہاندیدہ سرد و گرم زمانہ چشیدہ۔ دوسرے اندری جیت ہواے نفسانی پر زبر۔ اور سب سے چڑھ کر یہ کہ بزرگ خاندان ان کی زبان نہ رکی انہوں نے دریودھن سے خطاب کر کے کہا:۔

برخوردار۔ بیشک تم بہادر ہو۔ شور بیر ہو۔ اس میں شک نہیں۔ مگر شور بیروں کا یہ دھرم نہیں۔ دھرم وہی ہے جس میں پاکھنڈ یعنی

جعل فریب نہیں۔ جہاں پاکھنڈ ہُوا دھرم گیا۔ اور جب دھرم گیا۔ سب عمر بھر کا کیا دھرا مٹی میں مل گیا۔ تم خود سمجھدار ہو سب سمجھتے ہو بزرگوں نے کہا ہے۔ روگ کا گھر کھانسی۔ لڑائی کا گھر ہانسی

جس نے محبت سے بھی ہنسی کی۔ اُس کا نتیجہ ایک وقت خراب ہوتا ہے۔ جو خاندان کی رسوم کو ترک کر دیتا ہے۔ اس کی وجہ سے خاندان کی تباہی کے سامان ہو جاتے ہیں۔ قرض سے دولت و ثروت کا نام و نشان نہیں رہتا۔ برہمن نے جہاں کھٹ کرم چھوڑ دئے۔ سمجھ لے کہ اُس کی عظمت جاتی رہی جو کوئی مندر راجہ کے محل کے قریب ہے۔ اُس کی خیریت اور برکت کا ایشور مالک ہے۔ پرائی آس نِت اوپاس۔ جہاں دوسرے کا آسرا ڈھونڈا۔ سمجھ لو کہ کامیابی رخصت۔ جہاں عورت پر سے خاوند کا دباؤ نہ رہا وہاں سمجھ لو کہ عورت کا ستیاناس ہو گیا۔ جہاں انسان نے اپنے دل کا بھید دوسرے کہہ دیا۔ بس اُس کی بہبودی کی جڑ ماری گئی۔ جہاں دو دوستوں میں باہم کپٹ آ گیا۔ بس دوسرے کا خاتمہ جس وقت درخت کی جڑ میں ندی نالے بہنے لگے۔ پھر درخت کی خیریت کہاں اس سے واجب یہ ہے کہ ایسی محبت رکھو کہ جس میں کسی کے دل پر میل نہ آئے۔ جہاں چھل کپٹ ہُوا۔ وہاں سمجھو کہ دانت کاٹی روٹی ساہی کا کانٹا ہو گئی۔ ملے ہوئے دل پھٹ گئے۔ جہاں شیشے میں بال آیا جُڑنا محال یہی دل کا حال ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ میل ملاپ سے رہو +

یہ نصیحتیں دریودھن وغیرہ بڑی رغبت سے سنا کئے کچھ چوں و چرا نہ کی مگر جب بھیشم پتامہ کرپا چارج درونا چارج اور بدُرجی سمجھا بجھا کر چل دئے دریودھن نے میدان خالی پا کر اپنا رنگ جمایا۔ راجہ دھرتراشٹ کی خدمت میں گزارش کی کہ:۔

عداوت سے سروکار نہیں۔ میل ملاپ کا خیال ہے راجہ جدھشٹر نے یگیہ میں ہم سب کی ایسی خاطر تواضع کی کہ دل خوش ہو گیا وہ ہمارے بھائی ہیں ہمیں بھی اُمنگ ہے کہ اُن کی ویسی ہی خاطر مدارت کریں۔

اور تعظیم و تکریم سے وہ غبارہ محو ہیں۔ جو اُن کے دل پر ہماری طرف سے جما ہوا ہو۔ بہت دن ہو گئے ہستناپور میں کوئی خوشی کا جلسہ نہیں ہوا ہم لوگ اچھی طرح ہنس بول بھی نہ سکے اس سے اب ارادہ ہے کہ اپنے پیارے بھائیوں کو دعوت دے کر آنند لوٹیں اور چوسر گنجفے سے جی بہلائیں۔ ہم لوگ اُن سے محبتانہ برتاؤ کرینگے۔ یہ خیال ہی خیال ہے کہ اُن سے عداوت کی جائیگی +

دھرتراشٹ۔ اگر سچ سچ خون کا جوش ہے تو مجھے بلانے میں کچھ عذر نہیں۔ ضرور اُن کی ضیافت کرو اس میں تمہارا نام اور جشن ہوگا مگر قمار بازی کو میں بُرا سمجھتا ہوں۔ جوے کا نام نہ لینا۔ ہاں جی چاہے تو تفریح کے لئے کچھ شغل سہی +

دریودھن۔ آپ کا خیال کہاں ہے۔ بھلا مجھے اُن سے جلنے یا حسد کرنے سے کیا کام۔ جو اُن کی دولت ہے وہ ہماری ہے۔ جو اُن کی ثروت ہے اُسے ہم اپنی ہی ثروت سمجھتے ہیں۔ ہم میں اور پانڈوؤں میں دوئی ہی کیا۔ جیسے وہ ویسے ہم۔ مگر نہیں ارادہ صرف یہ ہے کہ ان کی ایک دفعہ دعوت کی جائے وہ جب یہاں آجائیں تو جہاں اور دل بہلانے کے تفریحی شغل ہیں۔ وہاں چوسر گنجفہ بھی سہی وہ چار پانچ دن یہاں رہیں پھر اندرپرستھ چلے جائیں اس میں مضائقہ کیا ہم بھائی بھائی ہیں آخر جوش خون کس دن کے لئے ہے +

دریودھن وغیرہ نے ایسے فقرے بنائے ایسا منتر پھونکا کہ آخر راجہ دھرتراشٹ کو بھیڑ بکرا بنا کر اپنی پر چڑھا لیا۔ یہاں تک کہ اُنہوں نے بِدُر جی کو حکم دیا۔ کہ جاؤ۔ یدھشٹر وغیرہ کو اندرپرستھ سے لوا کر دینا کہ چچا نے یاد کیا ہے۔ وہ تمہارے شربت دیدار کے پیاسے اور انتظار میں چشم براہ ہیں +

ادھیاے ۱۵

پانڈووں کی ہستناپور میں تشریف بری۔ شکنی کے ساتھ جدھشٹر کی قمار بازی شکنی کا جعل فریب۔ جدھشٹر کی ہار۔ راج پاٹ کا صفایا

بدُرجی کو منظور نہ تھا کہ پانڈو ہستناپور میں آئیں۔ مگر نہیں راجہ دھرتراشٹ کے حکم نے اُنہیں مجبور کیا۔ وہ اندر پرست پہنچے پانڈو ملے۔ راجہ جدھشٹر نے بڑی تعظیم و تکریم کی فرداً فرداً خیر و عافیت پوچھی۔ اور تشریف آوری کا سبب دریافت کیا بدرجی نے بھتیجوں کو گلے سے لگایا۔ دعائیں دیں راج پاٹ کے ٹھاٹھ باٹ دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور ادھر اُدھر کی باتیں کرکے کہا :-

تمہارے چچا راجہ دھرتراشٹ نے یاد کیا ہے۔ تمہارے راج سبھا وغیرہ دیکھ کر دریودھن وغیرہ تمہارے بھائیوں نے بھی مکانات بنائے ہیں۔ ان کی سیر کر جاؤ۔ میل کا میل اور تفریح کی تفریح ہے دس پانچ روز جب تک جی چاہے۔ شربت دیدار پلانا۔ جب چاہے لوٹ آنا۔ تمہاری دلچسپی کے لئے گنجفہ چوسر کا بھی سامان کر دیا گیا ہے جس میں ملاپ رہے اور دل بھی نہ اُکتائے اب تم سب بھائی چلو راجہ دھرتراشٹ کی آنکھوں کو سکھ دو +

راجہ جدھشٹر۔ آپ نے گنجفہ چوسر کا نام لیا اس سے میں کھٹکتا ہوں۔ بھلا عقلمند آدمیوں کو جوے سے کیا کام۔ پیغام سر آنکھوں پر

مگر یہ گنجفہ چوسر کی تفریح کا ذکر کیسا مجھے کچھ دال میں کالا کالا معلوم ہوتا ہے۔ میں چلنے کے لئے تیار ہوں مگر جوئے کے نام سے دل ڈرتا ہے۔ گنجفہ چوسر سے کیا مراد۔ آپ وہیں سے تشریف لاتے ہیں۔ فرمائیے تو اس کے معنے کیا ہیں ؎

بِدُرجی۔ جوئے سے بڑھ کر کون بُرا کام ہے میں نے تو بہت مخالفت کی مگر میری ایک پیش نہ گئی اور دھرتراشٹر دریودھن وغیرہ راجہ دھرتراشٹ کے سر ایسے ہوئے کہ اُن کی زبان بند ہو گئی۔ پھر میں کس گنتی میں تھا بڑے بڑے سہے جائیں۔ گدڑیا تھاہ لگاوے کی مثل۔ میں بھی چپ لگا گیا۔ کہ باشد۔ جو ایشور کی مرضی آج کل دریودھن کے یہاں قندھار کا راجہ ٹھہرا ہُوا ہے وہ پکا جواری ہے سرے کا کھلاڑی۔ آنکھیں بند کرکے جُوا کھیلتا ہے اور جانتا ہے کہ آج دنیا کے پردے پر اس کا جواب نہیں ہے۔ کچھ اسی پر فرض نہیں۔ اور اور بھی کھلاڑی راجے مہاراجے دریودھن کے یہاں مہمان ہیں۔ مثلاً بنشبت۔ چترسین وغیرہ وغیرہ یہ سب کے سب بڑے شاطر اور بڑے کھلاڑی ہیں۔ پانسہ بنا لینا اُن کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ چکمہ چلنا دم نے اساکرتب ؎

اب جو تمہاری مصلحت ہو وہ کرو۔ میرا اس معاملہ میں زیادہ زور نہیں چل سکتا ؎

راجہ جدھشٹر۔ چچا صاحب نے یاد کیا ہے اس لئے میرا چلنا لازمی ہے ورنہ وہ بے سعادتی خیال فرمائینگے اور سمجھینگے کہ پانڈو مغرور ہوگئے اُن کا ارشاد سر آنکھوں پر میں ضرور چلونگا۔ اور اُن کے قدم دیکھونگا اب رہی جوئے کی بات یہ اختیاری ہے۔ میں نہ کھیلونگا دست کش رہونگا تو میرا کوئی کیا بنا سکتا ہے چاہے پکا جواری ہو یا اول درجے کا کھلاڑی ؎

مگر ہاں شکنی وون کی میکا یا اُکسائیگا تو میں دبنے والا نہیں۔ دو ایک بازیاں اُس سے ضرور ہونگی۔ بلا سے کچھ ہو شکنی کا نام سنتے ہی

راجہ جدھشٹر کو کچھ ایسا جوش ہوا کہ وہ اُسی وقت اُٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے بھائیوں اور مہارانی دروپدی کے ساتھ ہستناپور کو چل پڑے۔ سفر کتنا ہی دور دراز تھا مگر نہیں یہ سب جس وقت چلے تو اس طرح پہنچے کہ گویا وہاں ہی تھے راستے کی مسافت معلوم ہی نہ ہوئی یہ سب کے سب شان و شوکت کے ساتھ ہستناپور پہنچ گئے۔ دریودھن اور اُس کے بھائیوں سے ملے۔ درونا چارج کرپا چارج وغیرہ سے قدمبوسی کا آشیرباد لیا۔ پھر اپنی چچی گاندھاری کے قدم چومے اس نے گلے سے لگا لیا اور اوج اقبال کی دعائیں دیں۔ وہاں سے چل کر راجہ دھرتراشٹ کی قدمبوسی کا شرف حاصل کیا۔ اُنہوں نے گلے سے لگایا۔ مزاج پرسی کی اپنے پاس بٹھا لیا اور حکم دیا کہ اچھی طرح خاطر تواضع کی جائے۔ دریودھن نے یہ خدمت اپنے ذمے لی۔ اور اپنے راج محل میں ٹھہرانے کا انتظام کیا۔ مہارانی دروپدی دریودھن کے رنواس میں تھی۔ اس کے جسم پر وہ وہ قیمتی زیورات اور جواہرات تھے کہ تمام رانیاں حسرت بھری نظر سے دیکھتی اور للچاتی تھیں۔ مہاراجہ دھرتراشٹ کے سو بیٹوں میں راجہ دریودھن کی مہارانی کو بھی وہ زیور نصیب نہ تھے جو اُس کے حسن دلفریب کو مہارانی دروپدی کے جمال جہاں آرا کے پاسنگ برابر بھی کر دکھاتے ایک روز دعوت تواضع خاطر مدارات میں صرف ہوا۔ دوسرے روز ایک خاص نشست ہوئی جس میں راجہ دھرتراشٹ کے حکم سے راجہ جدھشٹر اپنے بھائیوں کے ہمراہ تشریف لے گئے یہ نشستگاہ خاص تھی۔ اس وقت یہاں جواریوں کا جمگھٹا تھا چوسر بچھی ہوئی تھی۔ شکنی پانسہ کھنکھنا رہا تھا۔ جونہی راجہ جدھشٹر پہنچے شکنی نے کہا۔

آئیے مہاراج جی آپ ہی کا انتظار تھا۔ ایک آدھ بازی تو ہو جائے

راجہ جدھشٹر۔ ماموں صاحب آپ بزرگ ہو کر چھوٹوں کو جوئے کی ترغیب [illegible] بالکل [illegible] بری چیز ہے۔ جوئے سے

بڑھ کر کوئی بُرا کام نہیں۔ بزرگوں سے سُنا ہے کہ جُوا کھیلنے سے چھتری کا تیج نہیں رہتا۔ اُس کے اقبال کا پانسہ چت سے پٹ ہو جاتا ہے۔ اس لئے معاف رکھئے اور جس خدمت کے لئے ارشاد ہو اُس کے واسطے حاضر ہوں آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ مجھے نہ چوسر آتی ہے نہ گنجفہ اس سے مَیں معافی کا خواستگار ہوں ٭

شکنی۔ واہ یہ خوب ہی کہی۔ بھلا جُوا کھیلنے سے عقل بڑھتی ہے یا گھٹتی ہے۔ جُوا کھیلنا ہر ایک کا کام نہیں بڑے بڑے عقلمندوں اور ہوشیاروں کا کام ہے۔ پانسہ تو جو پڑے وہ پڑے۔ عقل چال چلنے میں بڑھتی ہے۔ جیت ہار کا مزہ عقل ہی کے ہاتھ ہوتا ہے اور اس پر لطف یہ کہ تفریح کی تفریح اور مشغلے کا مشغلہ ٭

راجہ جدھشٹر۔ یہ اپنے اپنے پسند کی بات ہے۔ مگر جہانتک مَیں جانتا ہوں جُوا اچھا نہیں۔ مہرشیوں نے جوئے کو بُرا لکھا ہے ٭

شکنی۔ اگر آپ جوئے کو بُرا ہی سمجھتے ہیں تو خیر مرضی نہ کھیلئے۔ مگر مرد جوئے اور جُدھ سے منہ نہیں موڑتے آپ کا جی نہیں چاہتا تو نہ سہی ٭

راجہ جدھشٹر۔ واقعی مَیں جوئے کو بُرا ہی سمجھتا ہوں۔ مگر جب بھائی دریودھن نے اسی غرض سے مجھے دعوت دی ہی تو خیر ایک دو بازیاں کھیلونگا ان کے دل کی دل ہی میں کیوں رہ جائے۔ ایک دو بازیوں میں کیا گھاٹا ہوگا ہار جیت قسمت پر منحصر ہے پانسہ پڑے اناڑی جیتے ٭

کہاں تو راجہ جدھشٹر قطعی انکار کر رہے تھے کہاں شدنی نے شکنی کے پھندے میں پھنسا دیا ٭

راجہ جدھشٹر۔ تو پھر آؤ بھائی دریودھن ٭

دریودھن۔ بازی کا ذمہ دار نہیں شرط کی ہار جیت سے آپ کو مجھ سے مطلب۔ زر و جواہر میرے پاس ڈھیر ہیں۔ جو جیتے جائے لیتے

جائے مگر ہاں چوسر سے معاف رکھئے میرے ماموں شکنی موجود ہیں
اُن سے کھیلئے میں سیر دیکھونگا +
راجہ جدھشٹر۔ میں کھیلتا تو تم سے کھیلتا شکنی ماموں سے کیا
کھیلوں مگر خیر تم کہتے ہو تو یہی سہی۔ ان باتوں میں راجہ دھرتراشٹ
بھیشم پتامہ۔ بدرجی۔ کرپاچارج۔ درونا چارج اور راجے آپہنچے۔
اور چوسر بچھ گئی۔ جس وقت راجہ جدھشٹر نے ہاتھ میں پانسہ لیا فرمایا۔
کہ میں یہ لعل وجواہرات کا ہار داؤں پر رکھتا ہوں۔ آپ بھی اُس
کے مقابلے کا داؤں لگائیے +
دریودھن۔ آپ اطمینان رکھیں۔ جتنے مال جتنے لعل وجواہر
درکار ہونگے حاضر کرونگا۔ بازی تو ہو۔ اب چوسر ہونے لگی۔ پاسے پر
پانسہ پھینکنے لگا اتنے میں شکنی نے کچھ ایسی بناوٹ کی کہ پانسہ کچھ
اور کا اور ہوگیا۔ جدھشٹر کی بازی ہر گئی اور شکنی نے پکارا کہ
راجہ جدھشٹر مالا ڈھیلا کیجئے۔
راجہ جدھشٹر۔ بے ایمانی کی سند نہیں۔ آپ نے بنے ہوئے
پانسے پھینکے یہ بالکل خلاف۔ مالا تو آپ کو دوں ہی گا۔ مگر چھل
کپٹ ٹھیک نہیں +
شکنی۔ نہیں نہیں یہ آپ کا خیال ہی خیال ہے آپس میں بھی کہیں
بے ایمانی ہوتی ہے۔ آپ بے فکر رہیں +
راجہ جدھشٹر۔ خیر لیجئے مالا۔ مگر بے ایمانی کی سند نہیں +
شکنی۔ نہیں نہیں بھلا آپ سے بے ایمانی۔ دیکھئے کس طرح صاف
پانسہ پھینکتا ہوں +
ادھر شکنی نے پانسہ پھینکا۔ ادھر جدھشٹر نے بھی گٹھیں پھینکیں
اور کہا ان ہزار بھرے ہوئے چاندی سونے کے صندوقوں کے
مقابلے میں کیا چیز داؤں پر لگائی؟
دریودھن۔ بس برابر چاندی سونا تول لیجئے گا۔ اور کیا +

بازی ہونے لگی۔ دفعتہً شکنی نے پھر بنا ہُوا پانسہ پھینکا اور بولا:-
راجہ جدھشٹر جی! صندوق ہضم۔ اب اور داؤں لگائیے ٭
راجہ جدھشٹر- اب کے لاکھوں روپے کی لاگت کا رتھ داؤں پر ہے ٭

نرد یں بسائی گئیں۔ اور پانسہ پھینکا۔ شکنی نے پھر وہی چال کی اور بازی سوختہ۔ اب چوتھی بازی کی نوبت آئی۔ اس میں راجہ جدھشٹر سب ہاتھی گھوڑے ہار گئے جو مرصع زیورات سے لدے پھندے تھے ٭

جوئے کی ہار بُری ہوتی ہے۔ جہاں کھلاڑی ہارا بس اندھا ہو گیا پھر اونچ نیچ نیکی بدی کچھ نہیں سوجھتی۔ جدھشٹر کا بھی ہارتے ہارتے یہی حال ہُوا۔ سب مال ومتاع ہار جانے کے بعد اُس نے اپنی سلطنت داؤں پر لگا دی اور بدقسمتی سے وہ بھی ہار گیا۔ اب تو حاضرین مجلس کے چھکے چھوٹ گئے۔ راجہ جدھشٹر کے چہرے کا رنگ اُڑ گیا۔ بِدُر جی راجہ دھرتراشٹ سے بولے:-

مہاراج غضب ہو رہا ہے اس کا نتیجہ اچھا نہیں۔ میں کئی مرتبہ کہہ چکا ہوں۔ کہ دریودھن خاندان کی جڑ کاٹ کے رکھ دیگا جس وقت اس کی پیدائش ہوئی تھی۔ سیار چلّا چلّا کر روتے تھے۔ آج کا جوا گھر مٹا کر رہیگا۔ آپ دریودھن کے کہنے میں آکر بس ہو رہے ہیں کہے دیتا ہوں کہ یہ چوپڑ کوروں کو چوپٹ کر کے چھوڑیگی پانڈو سب کو پانسے کیطرح چت کرینگے ٭
آپ نے جس وقت مجھے بھیجا تھا۔ صاف صاف کہدیا تھا کہ عداوت اور دشمنی کی کوئی بات نہ ہوگی۔ آپ دیکھتے ہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ ساری بدنامی کا ٹھیکرا آپ کے سر پھوٹیگا۔ تمام دنیا میں شہرت ہوگی کہ راجہ دھرتراشٹ نے اپنے بھتیجوں کو اپنے گھر بُلا کر لوٹ لیا۔ دریودھن وغیرہ تو رنڈے کھلا کر چھوٹ جائینگے۔ سیاہی آپ ہی کے منہ پر لگیگی۔ آپ بیٹھے ہوئے دیکھ رہے اور آپ کا نالائق فرزند چھل کپٹ سے آپ کے

بھتیجوں کو لوٹے۔ افسوس آپ کو خود ہی منظور ہے کہ بھتیجے مارے پڑیں۔ اور اُن کا ستیاناس ہو جائے ورنہ بیٹوں سے کیوں نہیں کہتے کہ نہیں۔ ڈالو چوسر کو چولھے بھاڑ میں +

بِدُرجی کی یہ تقریر راجہ دھرتراشٹ خاموشی سے سنتے رہے۔ کچھ جواب نہ دیا۔ مگر دریودھن تاؤ کھاکر بولا۔

چچا صاحب۔ آپ جب ہوتا ہے۔ ہمیں لوگوں پر الزام رکھتے ہیں ہم لوگوں نے آپ کا کیا بگاڑا ہے۔ آپ کے منہ میں جو کچھ آتا ہے۔ بک ڈالتے ہیں۔ کوئی کہاں تک ادب و لحاظ کرے آپ بہت کچھ کہہ چکے۔ اب خاموش ذرا زبان روکے رہئے۔ مجھ میں زیادہ سُننے کی تاب نہیں۔ اگر آپ کو بُرا معلوم ہوتا ہے تو گھر جائیے یہاں بیٹھنے کی ضرورت نہیں۔ ہم بھائی بھائی کھیلتے ہیں کچھ کرتے ہیں۔ آپ بولنے والے کون جائیے جائیے تشریف لے جائیے +

بِدُرجی۔ (راجہ دھرتراشٹ سے) بھائی صاحب لیجئے میں تو جاتا ہی ہوں۔ مگر یاد رکھئے گا کہ گھر غارت ہو گیا۔ خاندان پر تباہی آگئی۔ میرا کہنا دریودھن کو بُرا معلوم ہوتا ہے یہ نہیں سمجھتا کہ میں اسی کی بھلائی کے لئے کہتا ہوں۔ اس کو کیا معلوم کہ خیر خواہ کون ہوتے ہیں خیر اندیشی کے معنے کیا ہیں۔ اگر اسے ہاں میں ہاں ملانے والوں اور خوشامدیوں کی پہچان کا وقوف ہوتا تو پھر رونا ہی کس بات کا تھا۔ مگر افسوس نیک و بد کی تمیز ہی نہیں +

راجہ دھرتراشٹ۔ نہیں نہیں بِدُرجی خفا نہ ہو۔ ناراض نہ ہو بیٹھو بیٹھو۔ لڑکوں کی بات کا بُرا ماننا ہی کیا۔ اگر ان میں اتنی ہی عقل ہوتی تو وہ لڑکے کیوں کہلاتے۔ آؤ آؤ میرے پاس چلے آؤ۔ دریودھن کو کہنے دو +

راجہ دھرتراشٹ نے بِدُرجی کو ان الفاظ سے روک لیا۔ اور پھر وہ قسمت کو ٹھونکتے ہوئے وہاں بیٹھ گئے +

ادھیائے ۱۶

راجہ جدھشٹر کی جوے میں کامل ہار۔ دروپدی تک سے دست برداری

جب بدُر جی کی ناراضگی رفع دفع ہو گئی۔ اور راجہ دھرتراشٹ نے اُنہیں پاس بٹھا لیا۔ تو پھر چوسر جمی۔ شکنی بولا کہ

راجہ جدھشٹر۔ آپ راج پاٹ سب ہار گئے۔ اب فرمائیے کیا چیز داؤں پر لگائی +

راجہ جدھشٹر۔ آپ سمجھتے ہیں کہ میری مایہ بساط بڑی کائنات اتنی ہی تھی۔ اجی جناب محلوں میں اتنی دولت پٹی پڑی ہے کہ آپ کو خواب میں بھی خیال نہ ہو۔ لیجئے میں نے سارا مال اسباب داؤں پر رکھ دیا پھینکئے پانسہ۔ شکنی نے پانسہ پھینکا تو من مانا چت۔ جدھشٹر کی ایک پیش نہ گئی۔ شکنی بولا کہ اب فرمائیے کیا داؤں پر +

راجہ جدھشٹر۔ جیت کی پریت نرالی۔ اس میں کسی کا بس کیا۔ خیر لیجئے۔ اب میرے چاروں بھائی داؤں پر ہیں +

بازی جمی اور جدھشٹر کی ہار ہوئی۔ اب تو سب کا چہرہ زرد ہو گیا جدھشٹر نے کہا۔ اچھا لیجئے۔ اب کے میں خود ہی داؤں پر شکنی کی جیت تھی۔ جدھشٹر کی ہار۔ پانسہ پھینکتے ہی بازی نے گلے میں ہار کا ہار پہنا دیا اور ساتھ ہی طوقِ غلامی۔ اب تو شکنی کی چڑھ بنی۔ وہ قہقہہ مار کر ہنسا اور بولا کر۔

راجہ صاحب۔ اب تو آپ اپنے تک کو ہار بیٹھے باقی صرف دروپدی داؤں پر رہ گئی

راجہ جدھشٹر۔ ہائے میں اپنی زوجۂ نازک اندام ومحبوبۂ خورشید خام کو جوئے میں ہاروں - کیسے گوارا ہو۔ مگر نہیں قسمت آزمائی ضرور ہے۔ شاید پانسہ پلٹے۔ اُسی کی تقدیر سے بازی کا رنگ اور ہو۔ اچھا راجہ شکنی آپ بھی کیا کہینگے کہ جدھشٹر نے کہنا نہ مانا +

لیجئے مہارانی دروپدی بھی داؤں پر سہی +

جیوں ہی راجہ جدھشٹر نے دروپدی کو داؤں پر لگایا محفل میں ایک شور برپا ہو گیا۔ ہر زبان سے یہی صدا نکلتی تھی کہ او راجہ جدھشٹر دھرکال - دھرکال - ارے ایسا اندھاپن ایسی بیوقوفی +

محفل میں غل غپاڑہ مچا ہی تھا کہ شکنی جلدی سے پانسہ پھینک کر بغلیں بجاتا اور یہ نعرے مارتا اُٹھ کھڑا ہوا۔ کہ وہ مارا دروپدی بھی جیت لی۔ بس بس ہٹاؤ چوسر۔ اس نعرۂ فتح سے محفل گونج اُٹھی۔ پانڈوؤں کے چہرے پر ہوائی چھوٹنے لگی +

بھیشم پتامہ۔ درونا چارج - بدرجی اور تمام حاضرین محفل ہم بخود ہو گئے۔ سب نے سر نیچا کر لیا اور سوچنے لگے کہ نہ معلوم کیا شدنی ہے۔ یہ نالائق حرکت نہ جانے کیا کیا گل کھلائے +

ادھیائے ۱۷

دریودھن کا جوئے میں جیت کر دروپدی کو سبھا میں بُلانے کے لئے حکم۔ اُس کا انکار۔ دریودھن کا اصرار۔ آخر دوشاسن (دریودھن

کے بھائی) کی سخت گیری و دست درازی۔
سبھا میں دروپدی کو برہنہ کرنے کی نیت۔
دروپدی کی مایوسی مجبوری۔بھگوان کرشن چندر
کی یاد۔اُن کی غائبانہ امداد۔بھری سبھا میں
دروپدی کے پیراہن کی غیر معمولی درازی۔
دوشاسن کی کوشش برہنہ سازی میں
ناکامیابی وغیرہ وغیرہ

آج کا دن ہندوؤں کی تاریخ میں وہ نامبارک دن ہے۔جس روز سمجھ لیجئے کہ ہند کی تباہی و بربادی کا بنیادی پتھر رکھا گیا۔اندر پرستہ کا راج قمار بازی کے نذر ہو چکا ہے۔ساری راجسویہ یگیہ کی دولت اپنے ہاتھ سے پرائے ہاتھ میں جا پڑی ہے۔بھیم سین ایسے پہلوان کے اُن اعضا میں جان نہیں جن کے چھو جانے سے ہاتھی بھی قلابازیاں کھا جائے۔ارجن اس وقت وہ ارجن نہیں۔جس کی گانڈیو دھنش کی ٹنکار سے اندر کا کلیجہ ہل جاتا تھا۔جس نے اُس سمندر کو، تیروں کو پاٹ کر لنکا میں طاقت کے ڈنکے بجائے۔جہاں نیل نل نے پہاڑ کے پہاڑ جوڑ کر سیت باندھا۔یعنی پُل باندھ کر بھگوان رامچندر کی فوج پار اُتاری تھی۔اس کے بھی ہوش غائب ہیں۔شیر قالین کی طرح خاموش بیٹھا ہے۔سہدیو۔نکل کے بھی رُخ ڈھیلے ہیں۔چہرہ فق ہے۔رنگ زرد ہے۔دھرم پُتر جدھشٹر کی جان میں جان نہیں

حواس باختہ ہیں۔ چوسر نے چوپٹ کر دیا ہے۔ راج پاٹ ہار دیا۔ مال متاع پانسے کی برائی نے لٹوا دیا۔ بھائی ڈبیل کی طرح جوئے سے دبے دل ہی دل میں قسمت کو رو رہے ہیں۔ راجہ جدھشٹر خود بھی پریشان بند ہو رہے ہیں۔ پر بندھے پرند کی طرح ہاتھ پاؤں ہلانے کی جرأت نہیں۔ حاضرین سناٹے میں ہیں۔ جس کو دیکھو۔ دانتوں کے تلے انگلی دابے عالم حیرت و افسوس میں خاموش ہے۔ دریودھن بغلیں بجا رہا ہے شگفتی کے دانت نکلے پڑتے ہیں۔ دوشاسن کا کلیجہ خوشی کے مارے اچھل رہا ہے کرن کی بتیسی کھلی جاتی ہے۔ رنواس میں کسی کو کانوں کان خبر نہیں۔ کہ باہر کیا رنگ ڈھنگ ہے۔ سب رانیاں رنگ رلیاں منا رہی ہیں۔ مہارانی دروپدی بھی اپنی سکھیوں سہیلیوں کے ساتھ ہنسی خوشی رنواس کی چہلوں میں شریک ہے۔ وہ اپنے کو تمام رنواس کی رانیوں سے بڑھ کر خوش قسمت سمجھتی ہے۔ دل ہی دل میں خوش ہے کہ میں راجہ دروپد کی بیٹی ہوں۔ دنیا کے سرتاج پانڈوؤں کی پٹ رانی ہوں اور دنیا کی تمام خوش نصیب اور حسین عورتوں کی سرمایۂ ناز۔ اُس کو شان و گمان بھی نہیں کہ آج اُس کی تقدیر نے روز بد دکھایا ہے۔ ذرا دیر کے بعد اس کی خوش نصیبی دفعتہً کیسا پلٹا کھانے والی ہے۔ افسوس جدھشٹر پنج کنیاؤں میں افضل اور دنیا کی مہارانیوں میں ممتاز دروپدی کو جوئے میں ہار چکا ہے جس کو مہارانی کہتے کہتے بڑے بڑے مہاراجوں کی زبان گھستی تھی۔ اُس کو دریودھن لونڈی وغیرہ کہکر یاد کر رہا ہے +

بدُرجی پہلے دریودھن کو بُرا بھلا کہہ چکے تھے۔ دریودھن نے بھی جلی کٹی سُنا کر کہہ دیا کہ بس رہے و اِل ہو جئے یہاں کچھ کام نہیں۔ مگر راجہ دھرتراشٹ نے بدُرجی کو منا کر روک لیا تھا۔ کہ لڑکوں کی بات کا برا ماننا کیا۔ جس وقت دروپدی کے نام کا مخالف پانسہ پڑا۔ دریودھن اچھل پڑا۔ اور بدُرجی سے مخاطب ہُوا کہ:-

چچا صاحب مبارک۔ آپ کی دروپدی ہماری لونڈی ہوگئی۔ جائیے کہ دیکھیے کہ آج سے میرے محلوں میں جھاڑو دینے کی خدمت سپرد ہوئی۔ سچ کہئیگا کیسی بازیاں جیتی ہیں۔ ذرا دنڈ توپل و تیجئے +

بدر جی۔ او کل کے چھوکرے تو مجھے بناتا ہے۔ میرا منہ چڑاتا ہے تیری تو عقل کی آنکھیں اندھی ہیں۔ تجھے اچھا برا کیونکر دکھائی دے جس کو تو اپنی جیت سمجھ رہا ہے اس پر خوشی نہ کر سمجھ لو کہ جمراج نے گلے میں پھانسی ڈالی دی اب اس سے نکلنا محال۔ تو پانڈووں کی ہار کو ہار خیال کرتا ہے اتنی غلطی۔ کہیں شیر بکری کے جالوں میں قید ہوئے ہیں۔ یہ اپنی بھل منسئی سے غصہ ضبط کئے ہوئے ہیں جس وقت ذرا بھی بپھرے تو تیرا پتہ نہ لگے۔ تو شادیانے بجوا رہا ہے۔ اچھل کود رہا ہے۔ میں دل ہی دل میں رو رہا ہوں۔ کہ ہائے خاندان کی تباہی کے دن نزدیک آگئے۔ ایک مچھلی سے سارا تال گندہ ہوگا۔ اے دریودھن یاد رکھ کہ تیری ہی بدولت دنیا الٹ پلٹ ہوئے بغیر رہ نہیں سکتی جو کھلاڑی اپنے آپ کو ہار چکا ہو۔ اسے پرایا مال ہارنے کا استحقاق کہاں۔ راجہ جدھشٹر اپنے بھائیوں کے ہار جانے پر پرائی استری کو کیونکر ہار سکتا ہے۔ پس کسی اصول سے تم کو مجاز نہیں کہ مہارانی دروپدی کو لونڈی کے نام سے پکارو۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں تجھ کو بھی اسی کمبختی سے سامنا نہ ہو۔ جس سے راجہ بین کو سابقہ پڑا تھا +

دریودھن۔ جی ہاں جناب آپ تو ایسی ہانکیں ہی گے۔ ہارا بھانڈو والی گادے کی مثل ہے جب سب طرف سے ہارے تو چلے نانہیارے کی کہاوت ایسے ہی موقع پر بولی جاتی ہے۔ اگلے لوگوں نے آپ ہی ایسوں کو پٹارے میں بند کرکے رکھ چھوڑنے کے لئے کہا ہے واہ واہ کیا منطق نکالی ہے دور کی کوڑی لانا اسی کا نام ہے۔ جناب آپ کو شرم آتی ہے تو نہ جائیے میں ابھی یہیں لونڈی دروپدی کو بلواتا ہوں (پرات کامی سے مخاطب ہوکر) ارے سنتا ہے جا فوراً سے پیشتر پیشتر سے قبل۔ قبل سے

پہلے دروپدی کو سبھا میں لے آ۔ کہہ دینا سسر کے سامنے
چلے یاد ہوئی ہے +

پراتکامی حکم پاتے ہی بے تکلف جدھشٹر کے محل میں گھستا
چلا گیا۔ بے روک ٹوک دروپدی کے سامنے پہنچکر بولا +

"دروپدی جی اب تم پانڈوؤں کی مہارانی سے کوروں کی داسی
ہوگئیں۔ راجہ جدھشٹر تجھ کو بھی جوئے میں ہار گئے۔ چلو سبھا میں
مہاراجہ دریودھن نے بلایا ہے اب محل میں جھاڑو دینا پڑیگی +

دروپدی۔ کیسا جؤا اور کیسے جواری۔ کون جواری ہے جو عورت کو
داؤں پر رکھیگا۔ معلوم ہوتا ہے کہ تو کچھ نشہ پی کر آیا ہے کہیں مالیخولیا
تو نہیں ہوگیا۔ کیا مہاراجہ دھرم پتر کے پاس داؤں پہ لگانے کو کوڑی
پیسہ نہ تھا۔ پھر مجھے ہارنے کا سبب ؟

پراتکامی۔ جتنا مال دھن تھا سب مہاراجہ جدھشٹر ہار گئے۔
سلطنت ہار گئے۔ چاروں بھائی ہارنے کے بعد اپنے کو بھی ہار دیا
آخر پانسے پر تمہاری نوبت پہنچی۔ داسی سے راجہ دریودھن تم کو داسی
کہکر پکار رہا ہے اور کہتا ہے کہ لاؤ جلدی لاؤ +

دروپدی۔ میں چلنے کو تیار ہوں مگر پیشتر سب کھلاڑی راجاؤں سے
دریافت کر آ کہ راجہ جدھشٹر پہلے کس کو ہارے ہیں اپنے کو یا مجھے
جب تک اس بات کا جواب نہ ملے۔ میں نہیں جا سکتی +

پراتکامی انہیں پیروں محفل میں آیا۔ اہل محفل کو سنا کر
جدھشٹر سے کہا۔

"مہارانی دروپدی کا سوال یہ ہے جواب دیجئے +

راجہ جدھشٹر اس سوال پر خاموش رہے کچھ جواب دیتے نہ
بنا اور کوئی بھی کچھ نہ بولا۔ یہ عالم خاموشی دیکھ کر دریودھن بولا:۔

"جا کہدے کہ وہ خود ہی آکر کیوں پوچھ کچھ نہیں لیتی۔ وہیں
بیٹھے بیٹھے کیا باتیں بناتی اور تیرے پاؤں کیوں توڑے ڈالتی ہے۔

پراتکامی سیدھا دروپدی کے پاس پہنچا اور عرض کی کہ

مہاراجہ دریودھن کہتے ہیں جو بات چیت کرنا جو پوچھنا پچھنا ہو یہیں آکر دریافت کرو فضولیات سے مطلب نہیں۔ کہا کہ جلدی بلالاؤ نہیں تو اور تدبیر کی جائے۔ مہارانی جی اپیچی رازوال شنباشد میں تو پیغامبر ہوں جو اُنہوں نے کہا آپ سے کہدیا۔ جو آپ نے فرمایا اُن کے گوش گزار کر دیا۔ آپ میرے کہے کا بُرا نہ مانیں مگر معلوم ہوتا ہے کہ کچھ اور ہونہار ہے۔ راجہ دھرتراشٹ کی عقل پر پتھر پڑ گئے۔ دریودھن راج کے نشے میں اندھا ہو رہا ہے۔ کچھ سجھائی نہیں دیتا۔ کوروں نے بہت آسمان سر پر اُٹھا رکھا ہے۔ مجھے خوف ہے کہ اُن کی جڑ بنیاد پر کلھاڑی نہ چل جائے ۔

دروپدی۔ میرا بھی دل یہی گواہی دیتا ہے کہ کوروؤں کی خیر نہیں۔ ایشور کو کچھ اور ہی منظور ہے۔ مگر یہ سب آگے چل کر دیکھا جائیگا اس وقت تو اپنے سر پڑی ہے۔ پہلے اس سے نمٹارا کرنا چاہئے۔ مہربانی کرکے پھر تم جاؤ۔ سبھا میں سب بزرگ رونق افروز ہیں۔ سب سے پکار کر کہدو کہ میری بات کا مجھے کیا جواب ملا۔ جب تک جواب نہ ملیگا۔ مَیں جگہ سے ہلنے والی نہیں۔ سبھا میں جانا تو بہت دور ہے۔ مجھے صرف جواب سُننے کی آرزو ہے۔ پھر تو مَیں کچھ دیکھ لونگی کہ میرا دھرم میری۔ فاقت وحفاظت میں جان لڑاتا ہے یا کنائی کاٹتا اور کاندھی دیتا ہے ۔

پراتکامی سبھا میں پہنچا اور سب کے سامنے وہی الفاظ دُہرائے جو دروپدی کی زبان سے نکلے تھے۔ کچھ دیر راجہ جدھشٹر مہر سکوت لگائے رہے مگر دریودھن کی ضدی طبیعت کا جوش وخروش دیکھ کر اسے طرح طرح کے اندیشے ہوئے اور اس نے پراتکامی سے کہا کہ جاؤ دروپدی کو سمجھاؤ۔ کچھ سوچ نہ کرے اور اپنے سسر دھرا مہاراجہ دھرتراشٹ کے حضور میں حاضر ہو جائے پھر جو ہوگا دیکھا جائیگا ۔

دریودھن یہ سنکر بجلی کی طرح تڑپا اور پراتکامی سے کہا ۔

کیا فضول بکواس کر رہا ہے - اب تک دروپدی کو نہ لایا - جا بلالا - خیریت اسی میں ہے +

پرات کامی - آپ ناحق ناراض ہوتے ہیں - مہارانی دروپدی اُدھر کہتی ہیں کہ پہلے سوال کا جواب اے آؤ تب چلوں - ادھر آپ ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہیں - خرابی میری ہے - کیا میں گود میں اُٹھا لاؤں یہ آپ ہی خود انصاف کیجئے +

دریودھن - (پرات کامی سے) اچھا جا بیٹھ - فقط باتیں ہی بنانا آتی ہیں - جس سے زبان چلتی ہے - اس طرح کام کاج کو ہاتھ پاؤں نہیں چلتے دیکھ میں ابھی بلوائے لیتا ہوں جاتی کہاں ہے +

(دوشاسن سے) بھائی - دروپدی پرات کامی کی مان کی نہیں - اس کو ابھی تک وہی زعم ہے - اس لئے تم جاؤ - اور جس طرح بنے سبھا میں لے آؤ +

دوشاسن تو اُدھار کھائے بیٹھا تھا اور خار کھائے بیٹھا تھا بندوق کی طرح چلا گولی کی طرح پہنچا - جاتے ہی دروپدی سے کہا -

بہت دن مہارانی کہلا لیں - اب لونڈی کی عزت حاصل ہوئی ہے چلو سبھا میں کوروں کی ٹہل خدمت سے جنم سپھل کرو +

دروپدی - ابھی میرے سوال کا جواب نہیں آیا - جب تک سب سبھا والے نہ کہہ دینگے تب تک نہ میں جاؤنگی نہ مجھے کوئی لیجا سکتا ہے +

دوشاسن - لونڈی کا بھی یہ دم داعیہ - ابھی تو جھونٹے پکڑ کر لے جاؤنگا - بھولی کس برتے پر ہے +

دروپدی - ہے ایشور آج یہ کیا معاملہ ہے - ادھر تو عورت کا ماہواری دھرم - جسم میں ناپاکی - بدن پر صرف ایک دھوتی - سر پر جھروٹ سو ادھر جھٹکارے کی صورت ندارد +

اس نے پہلے عاجزی کی - لیکن جونہی دوشاسن کے تیور اور دیکھے تو جی چھوڑ کر ان محلوں کی طرف بھاگی - جہاں کوروں کی رانیاں

زندگی کے سکھ لوٹ رہی تھیں۔ دروپدی کو آگے بھاگتے اور دوشاسن کو پیچھے پیچھے جھپٹتے دیکھ کر تمام رنواس میں کہرام مچ گیا۔ ساری رانیاں سر پیٹنے لگیں کہ یہ کیا شرارت ہے مگر پتھر کے دل کہیں پگھلے ہیں۔ دوشاسن کو رانیوں کی چیخ سے اور بھی جوش بڑھا اور لپک کر دروپدی کی چوٹی پکڑ لی۔ ادھر دروپدی اپنی دھوتی سنبھالتی ایشور کے واسطے دیتی اور ہاتھ جوڑتی تھی کہ رحم کر رحم مجھے ماہواری ناپاکی ہے میں پاک نہیں۔ ادھر دوشاسن جھونٹے پکڑے ہوئے سبھا کی طرف کھینچ رہا تھا۔ کہاں نازک پان پھول سے ہاتھ پاؤں کہاں دوشاسن کی دس ہزار ہاتھی کی طاقت +

دروپدی گھسٹتی ہوئی جا رہی تھی اور چوٹی پر زبردست ہاتھوں کے جھٹکے پڑ رہے تھے +

آہ کیسا دردناک نظارہ ہے۔ جن مشکبو اور عنبریں زلفوں کی مہک ہوا کو بسا کر آہوے تاتار و ختن کے نافوں کو مشک بیز کرتی رہی ہو۔ جس جعد مشکیں کی خوشبو سے بس بس کر تمام دنیا کے پھول مہکتے اور دماغ عالم معطر کرتے ہوں۔ جن بالوں کو مشاطۂ قدرت نے اپنی انگلی کے تیل سے تر کر کے شانۂ حسن و جمال سے سنوارا ہو۔ جن گھونگروالے گیسوؤں کے رنگ حسن کا چربہ آسمان پر کالی کالی گھٹاؤں نے اتارا ہو۔ جن پٹیوں میں رات بھر گندھے رہنے والے عرق کے موتی صبح ہوتے ہی باسی پھولوں کی طرح گھوڑے پر پھینک دیئے جاتے تھے۔ جس لٹ میں بناؤ سنگار کے وقت ہیرے جواہرات ہی نظر آتے تھے ہائے اس وقت اُن کو بلا کا سامنا ہے۔ ان پر آسمان ٹوٹ رہا ہے کہاں وہ بالوں کی عطر بیزی کہاں دوشاسن کے ہاتھ کی حشر انگیزی۔ دروپدی چیختی چلاتی۔ توبہ تلا مچاتی گھسیٹتی چلی جاتی تھی اور بیرحم دوشاسن بالوں کو جھٹکے دیتا ہوا گھسیٹتا چلا جا رہا تھا۔ دروپدی نے لاکھ کہا کہ میں سبھا میں جلسہ کے لائق نہیں۔

ناپاک ہوں۔ مگر دوشاسن کب سنتا تھا۔ وہ بال کھینچتا ہوا سبھا کی طرف ہی لے چلا +

دروپدی کی حالت اس وقت دیکھی نہ جاتی تھی اگر سر کو ڈھانپتی تھی تو شانوں سے دھوتی کا کنارہ سرکا جاتا تھا۔ اُدھر پردہ کرتی تھی تو کمر کی سکر پھندی کھلی پڑتی تھی۔ اودھر ستر ڈھانپنے کی فکر اِدھر سر کے بالوں کو کھینچنے پر ظالم ہاتھوں کی بدعت سے تکلیف خلاصہ یہ کہ اس کی زندگی حرام تھی۔ اور ایشور سے چاہتی تھی کہ کیوں پران نہیں نکل جاتے +

دوشاسن اسی طرح جھونٹے پکڑے کھینچتا ہوا سبھا میں لے گیا۔ دروپدی جھکی دبی سمٹی جاتی تھی۔ اور سارا بدن بید کی طرح تھر تھر کانپ رہا تھا معلوم ہوتا تھا کہ گئو قصائی کے ہاتھ میں ہے۔ پھول پان عورت کا اور اختیار ہی کیا وہ دوشاسن سے سر بر کیونکر ہو سکتی تھی۔ اس کو پانڈوؤں سے مایوسی تھی۔ اس نے سمجھ لیا کہ بس اب دین دُنیا میں کسی کا سہارا نہیں۔ اس نے فوراً ہی کرشن پرماتما کا آسرا لیا اور اس کی زبان سے یہ الفاظ سنائی دینے لگے +

بن کاج آج مہاراج لاج گئی میری دُکھ ہر دوار کا ناتھ شرن میں تیری

ہے کرشن گوپال۔ دین پال۔ جگت پال دروپدی ناتھ ہے لاج تمہارے ہاتھ ہے۔ دوشاسن سے ایک نہ چلی۔ جب دروپدی بلکتی روتی پیٹتی چیختی چلاتی ظالموں کے ظلموں سے ڈرتی۔ کرشن جی کو یاد کرتی ہوئی سبھا میں پہنچی تو اُس نے سب کو خاموش پایا۔ سب کی گردنیں نیچی تھیں کسی کی آنکھ اُوپر نہ اُٹھ سکتی تھی۔ فقط دریودھن وغیرہ ہی خوش رہے تھے۔ جس وقت یہ پہنچی تو اس نے بہ آواز بلند کہا:-

واہ اتنی بڑی راج سبھا۔ دھرم جاننے والوں کا مجمع۔ ایسے ایسے راجے مہاراجے موجود۔ بزرگان خاندان سے سبھا کی رونق اور پھر بھی میری یہ درگت میرے ساتھ یہ برتاؤ۔ افسوس۔ افسوس۔ دھرکار۔ دھرکار۔ ... کی ... خیریت

نہیں کچھ ہی دنوں میں اس کا خاتمہ نہ ہو جائے تو دروپدی نام نہ رکھوں
یہ کہکر اُس نے نظر اُٹھائی تو راجہ جدھشٹر وغیرہ پانچوں پانڈو سر جھکائے
ہوئے بیٹھے دکھائی دئے اُن کی آنکھیں غصے سے خون برسا
رہی تھیں۔ مگر کچھ بول نہ سکتے تھے ان کی حالت دیکھ کر دروپدی
دھاڑیں مار کر رو پڑی اور کلیجے پر وہ صدمہ ہوا کہ بیان
سے باہر ہے +

دروپدی کے آنسو بہنے لگے بھیم سین کے کلیجے پر سخت
صدمہ ہوا۔ مگر کچھ بولنے کا موقع نہ تھا۔ اس لئے غصہ ضبط
کئے اور دل مارے ہوئے خاموش بیٹھا رہا +

دروپدی کی ہائے واویلا اور گریہ وزاری سے دوشاسن کا کلیجہ
ہلا ہوا جاتا تھا اس نے زورشور سے چوٹی کو جھٹکا دینا شروع کیا۔
بہت سخت وشست باتیں کہیں۔ دروپدی کی یہ حالت وہ تھی کہ پتھر
سے پتھر دل بھی پانی ہو کر بہ جاتا۔ مگر نہیں بیرحموں کو ذرا بھی رحم نہ آیا
کرن قہقہے لگانے لگا اور شکنی دوشاسن سے بولا کہ شاباش +

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

بھیم سین کو ان حرکتوں اور ان باتوں کے دیکھنے سُننے کی تاب
نہ آئی وہ بجلی کی طرح تڑپ گیا اور بادل کی طرح گرج کر بولا:۔
اۓ نابکار دوشاسن۔ تب میں بھیم سین۔ جب تیرا خون پی کر تیری
جان چھوڑوں۔ جب تک تیرا لہو نہ چوسونگا۔ تب تک غصہ دور ہو
ممکن نہیں۔ ہوشیار رہ خبردار رہ۔ تیری نس نس سے خون نہ چوسا
تو بھیم سین کی زندگی اکارتھ +

سبھا والے سب بیٹھے خاموشی سے دیکھتے سُنتے رہے۔
دریودھن کے رعب داب سے کسی کی مجال نہ تھی کہ زبان ہلا سکے
صرف دریودھن۔ شکنی۔ کرن اور دوشاسن ہی خوشی میں مست
ہو کر بلبل کی طرح چہک رہے تھے جس وقت دروپدی کی گریہ وزاری

سُنکر بھیم سین نے شیروں کی سی گرج سُنائی۔ حاضرین کے کلیجے ہل گئے۔ سب کانپ اُٹھے کہ بھیم سین بات کا دھنی ہے۔ بغیر کچھ کئے نہ رہیگا۔ اتنے میں دروپدی بولی :-

بھیم سین جی آپ اپنا غصہ تھوک دیں۔ دل کو قابو میں رکھیں۔ پہلے مجھے اپنے سوال کا جواب لے لینے دیجئے دیکھوں تو اس سبھا میں دھرم ایمان کی بات بولنے والا کون ہے +

بھیشم پتامہ۔ مہارانی دروپدی۔ دھرم کے معاملات بہت پیچیدہ ہیں۔ اس کی رگ رگ سے واقفیت بہت ہی مشکل ہے۔ تیرے سوال کا جواب میرے پاس نہیں۔ ساری سبھا موجود ہے اس کی آنکھوں کے سامنے راجہ جدھشٹر اپنے آپ کو جوئے میں کھو چکے۔ پس وہی دھرم کے رو سے جو بات واجبی ہوگی۔ بتائینگے ان سے بڑھ کر اور کوئی کچھ نہیں بتا سکتا +

دروپدی۔ مانا کہ راجہ جدھشٹر جوا کھیلے۔ مگر یہ تو فرمائیے کہ کس نے زبردستی مار مار کر جوا کھلایا۔ سب کو معلوم تھا کہ شکنی وغیرہ پکے جواری اور پہلے سرے کے کھلاڑی ہیں۔ اور راجہ جدھشٹر اناڑی۔ پھر پانڈوؤں کو اندرپرستھ سے کیوں بلایا گیا۔ میری ہی کیوں یاد ہوئی۔ کیا اس ورگت کے لئے۔ سارے جواریوں نے آپ سب کے موجود ہوتے ہی راجہ کو کملی ڈال کر لوٹا۔ آپ لوگ بھی کچھ باخبر نہ ہوئے۔ جب وہ اپنے کو ہار گیا تو مجھے ہارنے کا اُسے مجاز کیا تھا۔ صاحبو آپ کی استریاں ہیں بہو بیٹیاں ہیں۔ آپ سب منہ سے کیوں نہیں پھوٹتے۔ منہ میں گھنگھنیاں بھرے کیوں بیٹھے ہیں۔ ہائے ان سب کے ہوتے میری یہ درگشا۔ او دھرم اب تجھ ہی پر بھروسا ہے اے کرشن چندر اب تمہارا ہی بھروسا ہے۔ پانچوں پانڈو تو ڈوب چکے کوروں نے ڈبو دیا اب فقط تارنے والے تم ہو۔ نند نندن تم بھی کان میں تیل ڈال لینا۔ بیکس کی فریاد سُننا +

آہ۔ پانچ پانچ خاوندوں کے ہوتے ہوئے میری یہ دُردشا! زندگی پہ دھکار!
جس وقت دروپدی نے بھری سبھا میں یہ دل ہلانے والے الفاظ زبان
سے نکالے۔ بہتوں کی آنکھوں سے آنسو بہہ گئے۔ بہتوں کا دل پانی پانی
ہوگیا۔ کسی کا دامن آنسوؤں سے تر تھا۔ تو کسی کا رومال۔ بھیم سین کے
دل پر اس آہ وزاری نے تیر و نشتر کا سا کام کیا۔ اس کا چہرہ لال لال
انگارہ ہوگیا۔ اس کی آنکھیں خون میں ڈوب گئیں۔ بدن کے روئیں
روئیں نے گویا تلوار تول لی اور تاؤ کھا کر بولا۔ اے راجہ جدھشٹر آپ
پر نوف۔ مجھ پر دھکار۔ اور سب بھائیوں پر تین حرف۔ ہائے جس
دروپد کماری نے کبھی پھول کی پنکھڑی کی چوٹ نہ سہی۔ کنگھی جس
کے بکھرے ہوئے بالوں کا اس قدر ادب کرتی تھی کہ مجال کیا ایک
بال بھی بیکا ہو جائے۔ ہائے اُس کی ہم سب کے سامنے بےعزتی۔
اُس پر یہ ظلم۔ اُس کے دل پر ایسی سخت چوٹ۔ اُس کے کلیجے
پر یہ ناقابل برداشت صدمہ۔ سارا بس آپ کا بویا ہے۔ ورنہ میری
آنکھوں کے سامنے کس کی مجال تھی کہ دروپدی کے بالوں کو ہاتھ لگا
سکتا۔ دل میں آتا ہے کہ ابھی دوشاسن کے دونو ہاتھ کاٹ کے پھینک
دوں۔ جن سے وہ دروپدی کے بال کھینچ رہا ہے۔ اور پھر آپ کے
دو ہاتھ جلا دوں۔ جن سے آپ نے پانسہ پھینک کر بازیاں ہاری
ہیں۔ بھائی سہدیو اُٹھو جاؤ۔ جلدی کہیں سے آگ لے آؤ۔ ابھی
میں دونو کے ہاتھ جلا کر دل کی سلگتی ہوئی آگ بجھا ڈالوں۔ اب مجھ
سے دیکھا نہیں جاتا۔ حد سے زیادہ برداشت کر چکا +

ارجن۔ بھائی صاحب اس وقت آپ کہاں ہیں۔ آج تک کبھی
مہاراجہ جدھشٹر کی خدمت میں گستاخی نہ کی۔ آج ان پر کشٹ پڑا
تو آپ ان کے دکھے ہوئے دل کو زبان کی چھری سے اور زخمی
کرتے ہیں۔ آپ کو دھرم کا خیال رکھنا چاہئے آپ پر نابکاروں کی
صحبت کا اثر ہو جائے تو تعجب کی بات ہے راجہ جدھشٹر ہمارے

بڑے بھائی ہیں۔ ان کا رتبہ باپ کے برابر ہے۔ یہ جو کریں سب زیبا
جو کہیں وہ سب ٹھیک۔ ہم سب فرمانبردار ہیں۔ مطیع ہیں۔ ایسے وقت تم
اور پھر لطف یہ کہ بڑے بھائی کی شان میں آپنے ایسے کلمات زبان سے
نکالے یہ شایاں نہیں۔ راجہ جدھشٹر کو فریب دیا گیا۔ مغالطے دئے گئے
دھوکے سے کام لیا گیا مگر اُنہوں نے اس حالت میں بھی چھتری دھرم
ہی کی پابندی کی بلا سے سب کچھ ناش ہو گیا۔ کیا پروا +

جیتے ہیں تو جیت لینگے پالا

بات تو یہی۔ اب ہمارا فرض ہے کہ ساتھ دیں اور ان کی بات نباہیں۔
دُکھ میں ساتھ نہ دیا تو کیا۔ سکھ میں ساتھ دینے والے تو لاکھوں ایرے
غیرے پچکلیاں بھی ہو جاتے ہیں۔ بات تب ہے کہ ہم دکھ میں جان و
مال سے شریک و رضا جو رہیں +

بھیم سین۔ بھائی ارجن تمہارا کہنا بہت درست۔ مگر یہ بھی تو سمجھتے
ہو گے کہ اگر مجھے بڑے بھائی کی بزرگی کا خیال نہ ہوتا تو اُسی وقت ہی
ہاتھ پھونک کر خاک کر دیتا۔ جب آخری پانسہ پھینکا تھا۔ کیا اُس وقت
دشمنوں میں کوئی میرا ہاتھ پکڑنے والا تھا۔ یا اس وقت روکنے والا
ہے۔ اگر بھائی کی مرضی مقدم نہ ہوتی تو مجال تھی کہ دوشاسن میری
آنکھوں کے سامنے دروپدی کے جھونٹے پکڑ پکڑ کر کھینچتا۔ اسی وقت
میں اس کا خون چوس نہ لیتا۔ تو بھیم سین نام نہ رکھتا۔ فقط دھرم
کا خیال ہے۔ بھائی صاحب کے کہنے کی زنجیر ہے ورنہ بھیم سین
کے بازو پارہ پیئے رہنے والے نہ تھے۔ وہ ہاتھ دکھاتے کہ سبھا میں
خون ہی خون نظر آتا اور لاشیں ہی لاشیں دکھائی پڑتیں از ماست
کہ بر ماست کے خیال سے چپ بیٹھا ہوں۔ خود کردہ را علاجے نیست
اپنے ہاتھ پاؤں کاٹ رکھے ہیں۔ دھرم نے مجبور کیا ہے۔ آداب بزرگی
سے معذور ہو رہا ہوں مگر کوئی یہ نہ سمجھے کہ بھیم سین کے ہاتھ پاؤں کٹ
گئے ہیں۔ بھیم سین کا خون اوٹ رہا ہے۔ بھیم سین اپنے دانتوں سے

اپنی بوٹیاں نوچ رہا ہے۔ جس کا نتیجہ اچھا نہیں۔ مَیں پکار پکار کر کہتا ہوں سب لوگ سُن لیں جو پرتگیا اس وقت کرونگا کہ جسے نہ دکھاؤں تو ماتا کنتی کا پُتر نہیں۔ بلکہ بنس کے لئے کلنک +

بھیم سین کے الفاظ بہت پر جوش تھے ایک ایک لفظ تیر و تفنگ سے کم نہ تھا۔ مگر مجبوری وھرم سے تھی یا راجہ جدھشٹر کی بزرگی سے اس جوش و خروش کی بات تو الگ رہی۔ اُدھر کوروں کی جماعت میں بھی ایک نیک روح اپنے خیال میں مست اور محو تھی جہاں ۹۹ اُچھلتے کودتے تھے وہاں دھرتراشٹر کے چھوٹے بیٹے کا کلیجہ اندر ہی اندر سلگ رہا تھا۔ کہ ہیں کیا ہو رہا ہے۔ باپ کی بھی عقل سپاٹو پر چلی گئی۔ بھائیوں نے بھی فہم و فراست عزت و آبرو کو استعفا دے دیا۔ اس کا نتیجہ بربادی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ اب شک نہیں کہ کوروں کے دن پورے ہو گئے اور وہ روزہ زندگی میں بادھا لگ گئی غرور و نخوت بغض و عداوت سے خاندان کا خاتمہ اور سلطنت کا قلع و قمع رکھا ہُوا ہے۔ مجال کیا جو فرق ہو

مے نخوت سے کوئی جام جو بھر لیتا ہے
آسمان اس کا وہیں کاسۂ سر لیتا ہے

پیالہ بھر گیا اب صرف چھلکنے کی دیر ہے۔ بھیم سین کا جوش و خروش اور پانڈووں کا سکوت ضرور ایک دن خون کی ندیاں بہائیگا +

دروپدی کی آہیں سب کچھ کر کے رہینگی یا اوپر اوپر جانے والی نہیں۔ اُس کے دل پر کوروں کی حرکتِ ناشائستہ کی چوٹ لگی اور محفل میں کھڑے ہو کر یوں سخن سرا ہُوا +

مَیں کورو خاندان میں سب سے چھوٹا ہوں اس لحاظ سے میری عقل بھی چھوٹی ہے۔ اور بزرگی بعقل است نہ بسال کا قول غلط۔ جتنا میرا سن ہے اتنی ہی سمجھ ہے معلوم نہیں میری سمجھ پر پتھر پڑے ہیں یا جہالت کا پردہ مگر گھر کا معاملہ ہے آپس کی بات

ہے اس لیئے کچھ عرض کرنے کی جرأت ہوتی ہے۔ آپ سب صاحب معاف فرماویں۔ افسوس سبھا میں سر ہی سر دکھائی دے رہے ہیں سب اپنے کو فہم و فراست میں ہمچو ما دیگرے نیست سمجھنے والے موجود ہیں۔ مگر مہارانی دروپدی اتنی دیر سے رو رو کر ہاتھ جوڑ جوڑ کر سوال کر رہی ہے اور اس بات کا کوئی جواب نہیں دیتا۔ کیا یہی دھرم ہے۔ جہاں درونا چارج اور کرپا چارج سے گرو موجود ہوں۔ جہاں مہاراج بھیشم پتامہ سے بڑے دادا جلوہ افروز ہوں زوف ہے۔ اس سبھا میں یہ شرمناک بدعنوانیاں۔ کیا آج دھرم شاستر میں آگ لگ گئی کیا آج سامنے بیٹھے ہوئے راجوں مہاراجوں نے دھرم کو تلانجلی دے دی کہ کوئی دھرم کی بات منہ سے نہیں نکالتا معلوم ہے کہ سب دھرم چھوڑ بیٹھے +

تھوڑی دیر تک دھرتراشٹ کا چھوٹا بیٹا بکرن اس طرح حاضرین محفل سے خطاب کرتا رہا۔ مگر نہ جانے دریودھن نے کس طرح زبان کیل دی تھی کہ کسی کے منہ سے آواز نہ نکلتی تھی۔ بکرن بھی زبان کے پچھن جھاڑ چکا۔ لیکن صدائے برنخاست۔ اس کا ایک ایک لفظ نقار خانے میں طوطی کی آواز ہو گیا۔ اس پر بکرن کو اور بھی جوش ہوا۔ وہ بھری محفل میں کہتا گیا۔ کہ میں کھری کہنے سے باز نہیں رہ سکتا۔ کوئی بُرا کہے یا بھلا۔ راجہ جدھشٹر کو زبردستی کھینچ کر بلانا۔ بار بار کر جوا کھلانا۔ جوے میں بے ایمانی کر کے سب کچھ جیت لینا اور بیچاری دروپدی جیسی مہارانی کی بےعزتی کرنا۔ اس سے بڑھکر اور کیا ادھرم ہو سکتا ہے۔ مانا کہ راجہ جدھشٹر جوے کی ہار سے اندھے ہو کر دروپدی کو بھی ہار گئے۔ اس سے کیا حاصل جب راجہ جدھشٹر پہلے اپنے کو ہار چکے تو اُن کو دروپدی کے ہارنے کا کیا مجاز رہا۔ وہ اکیلے راجہ جدھشٹر کی رانی نہیں۔ چار بھائیوں کا اور بھی برابر کا حق ہے۔ پھر یہ دھینگا دھینگی کیوں میرے نزدیک اول سے آخر تک بے ایمانی چھل کپٹ۔ شرارت ظلم و ستم کے سوا اب تک اور کچھ نہیں ہوا اس کا نتیجہ اچھا نہیں۔ آخر پچھتاوا نہ ہو تو بکرن اپنا نام

بھل تو اے سبھا والو کچھ تو ایمان کی کہو۔ سچ سچ بولو۔ اس وقت چپ رہنا بھی پورا ادھرم ہے +

بکرن حالانکہ دریودھن کا سب سے چھوٹا بھائی تھا۔ مگر اس کی عقل بھرشٹ نہ تھی وہ راستی پسند تھا۔ اسے چھل فریب جھل کپٹ سے نفرت تھی۔ خوشامد و چاپلوسی پر تف کرتا تھا۔ اس نے تمام بھائیوں کی رائے کے مقابلہ میں کھری کہنے ہی کو دھرم سمجھا جو کہی دنیا لگتی کہی۔ منہ دیکھی کہنا پسند نہ ہوئی۔ چنانچہ جب وہ بھری سبھا میں اس طرح گرجا تو ہر طرف سے احسنت و مرحبا کی صدائیں بلند ہو گئیں۔ جو تھا شاباش شاباش کہہ رہا تھا۔ صرف کوروں کا فریق دانت کٹکٹا رہا تھا کہ اس نالائق کو کیا سوجھی۔ آخر کرن سے نہ رہا گیا۔ وہ تیوڑا کر جگہ سے اٹھا اور بکرن پر آنکھیں لال پیلی کر کے ہاتھ پکڑ کر بولا:-

یہ حماقت یہ بیوقوفی۔ سب بڑے بڑے لوگ چپ بیٹھے ہیں تم کس کھیت کی مولی تھے جو لگے اپنی تاننے۔ بیل نہ کودا کودی گون۔ یہ تماشا دیکھئے کون۔ ابھی تم ہی کیا۔ تمہاری عقل ہی کیا۔ نہ کچھ سمجھنا نہ بوجھنا اور دخل در معقولات کر دینا۔ بزرگوں کے موجود ہوتے اپنی ہانکنا اپنی تاننا سخت گستاخی اور بے ادبی میں داخل ہے۔ تم بڑے عقلمند بنکر چلے۔ خود پانڈو چپ۔ تمام سبھا خاموش۔ تم بڑے بن کے چلے۔ مدعی سست گواہ چست۔ جب یدھشٹر اپنی آنکھوں کے سامنے دروپدی کو ہار چکا۔ ہم سب اسے جیت چکے۔ اب واہیات حجت کیسی؟

جس وقت دروپدی کا سوئمبر ہوا تھا۔ اس وقت کی بات ناظرین کو یاد ہوگی۔ ارجن سے پہلے کرن ہی اٹھا تھا کہ مچھلی کو چھید کر تیر اندازی کے جوہر دکھاوے۔ مگر جونہی یہ تیر و کمان اٹھانے لگا۔ دروپدی نے کہا او سوت پتر دھنش بان رکھ دے تو مچھلی کو چھید بھی دیگا تو شادی نہ کرونگی۔ اس وقت اس کے کلیجہ پر جو تیر بیٹھا تھا دل پہ جو زخم لگا تھا وہ اس موقع پر تازہ ہو گیا۔ یہی وجہ تھی کہ اس کو دروپدی کی ذلت

اور پانڈووں کی بے عزتی منظور ہی نہ ہوئی۔ بلکہ اس امر خاص کے لئے اس کو سارا زبانی زور خرچ دینا گوارا ہُوا۔ بکرن کی طرف سے رو سے سخن پھیر کر کرن دوشاسن سے مخاطب ہُوا کہ

بیٹھے کیا کرتے ہو۔ سب کا منہ دیکھنے سے حاصل۔ اُٹھو پانڈووں سے کہو۔ سب کپڑے وغیرہ اُتار کر رکھ دیں۔ دروپدی کی بھی پوشاک اتروا لو +

پانڈووں نے جونہی کرن کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ سنے بڑی خوشی سے اپنے اپنے لباس اُتار کر دوشاسن کے سامنے رکھ دئے۔ اب رہ گئی دروپدی جو صرف ایک دھوتی پہنے ہوئے تھی۔ وہ خاموشی سے سر جھکائے بیٹھی رہی۔ اور اُتارتی تو کیا اُتارتی یہ شعر حسب حال تھا۔

ننگی تلوار اور میں لاغر
کیا نچوڑے گی کیا نہائے گی

دھوتی اُتار دے تو کیونکر۔ لحاظ و شرم پردہ داری و تن پوشی کا دار و مدار فقط ایک اسی پر تھا +

جب دروپدی نے دھوتی نہ اُتاری۔ تو دوشاسن غصے سے جھینپٹا اور بولا:-

او لونڈی۔ اُتار دے بدن کا کپڑا +

دروپدی۔ صرف یہ دھوتی ہی دھوتی ہے اس کو اُتار کر کیا ننگی ہو جاؤں۔ تمہیں شرم نہیں مجھے تو غیرت ہے +

دوشاسن۔ غیرت جائے چولھے بھاڑ میں۔ شرم کو لگے آگ۔ اُتار دے دھوتی نہیں تو میں خود ہاتھ لگا کر نگا +

دروپدی۔ تم کو اختیار ہے۔ جو چاہو کرو۔ مگر میں دھوتی اپنے ہاتھ سے اُتار نہیں سکتی +

دوشاسن۔ تو پھر اچھا مزہ چکھ +

دوشاسن نے یہ کہکر دروپدی کی دھوتی کھینچی۔ اور بلا قصور ہاتھ

اس نازک بدن کو مادر زاد برہنہ کرنے پر اُتارو ہو گئے۔ جس کو قدرت نے اپنی دلفریبی کا مالک ایک دل خوش کن سرمایۂ حسن وجمال بنایا تھا اور جس پر چاند سورج کی بھی نگاہ پڑتے ہوئے جھجکتی تھی +

اس وقت دروپدی کا دنیا بھر میں کوئی نہ تھا جن پانچوں پانڈوؤں کے زور و طاقت پر اس کو بھروسا تھا۔ اُن کو خاموش اور بے پور کھ دیکھ کر اس کو مایوسیوں نے گھیر لیا۔ وہ سمجھ گئی کہ اب کرشن دیو کے سوا اس کو بچانے والا دنیا کے پردے پر نہیں۔ جس وقت دوشاسن اس کی بے بسی اور بے کسی کی حالت میں دھوتی پکڑ کر کھینچنے لگا۔ اس وقت اس کو کرشن چندر کے سوا سب کی طرف سے مایوسی ہوئی۔ وہ ایسی دردشا اور ننگ وناموس کے موقع پر پکاری۔ کہ اے جسومت کے پیارے نند کے دُلارے کرشن چند آنند کند پانچوں پانڈو خاموش بیٹھے ہوئے ہیں۔ اب آسرا ہے تو فقط آپ کا۔ چاہے لاج رکھئے چاہے مٹایئے +

دروپدی ادھر کرشن جی سے یہ فریاد کرتی تھی ادھر دوشاسن کو یہ ہٹ تھی کہ دھوتی اُتار کر چھوڑوں یہ شرم سے جتنی سمٹتی تھی۔ اُس سے زیادہ دوشاسن اُس کو ننگا کرنا چاہتا تھا۔ جب ہزار ہاتھی کا بل رکھنے والے دوشاسن کے ہاتھوں نے پورا زور دکھلایا تو دروپدی کی چیخ پڑی۔ اس کے دل سے نکلی ہوئی فریاد نے اہل محفل ہی کا دل نہیں ہلا دیا بلکہ دوارکا جی میں بیٹھے ہوئے سری کرشن جی کے دل پر وہ اثر کیا کہ پہلاد کی فریاد نے بھی نہ کیا ہوگا +

دروپدی کی جان میں جان نہ تھی۔ دھوتی اُتر جانے پر اس کے لئے کوئی پردہ عصمت نہ تھا۔ اس کے لئے وہ پہلے تو تمام سبھا کے بڑے بوڑھوں تمام محفل کے حاضرین سے فریادی ہوئی کہ بے گناہ پر یہ ظلم اور آپ سب بیٹھے ہوئے دیکھیں۔ اس کو امید تھی کہ کوئی تو دیانت کی کہیگا مگر ایشور نے سب کا منہ کیل دیا تھا۔ سب کی زبان

پر مہر لگا دی تھی کسی کے منہ سے ایک حرف نہ نکلا وہ فریاد کرتی تھی اور دوشاسن دھوتی کھینچ رہا تھا۔ آخر دروپدی پکاری ✤

اے دینا ناتھ۔ اے دین دیال۔ اس وقت کہاں ہو۔ دین ہوں۔ ادھین ہوں۔ چرنوں میں لین ہوں۔ سبھا والوں کے منہ پر مہر لگی ہے۔ آنکھوں کا پانی مر گیا۔ ایمان کی کہنے دھرم کی بات بولنے کی کسی میں لیاقت وطاقت باقی نہیں۔ بھگوان۔ جن پانڈوؤں نے مجھ کو سوئمبر میں جیتا تھا جن کی جسمانی طاقتوں اور شستر ودیا کے کمالوں کو دیکھ کر بڑے بڑے دیوتاؤں کے چھکے چھوٹتے رہے۔ اُن میں جیسے جان نہیں۔ کھلونے کی طرح سبھا میں براجمان ہیں بھیشم پتامہ جی اور دھرتراشٹ نے دھرم کی بات بولنے کی قسم کھائی ہے۔ اب بتاؤ تمہارے سوا میرا کون ہے۔ گوپی ناتھ اناتھ کے ناتھ جگت کے سوامی۔ انتریامی۔ اب تمہارے سوا کوئی خبر گیر نہیں۔ سبھا والے راستی سے منہ چھپائے ہوئے ہیں کوروں کو ادھرم کے خیال گھیرے ہوئے ہیں۔ میری سہائتا۔ میری رکھشا۔ میری حفاظت میری دستگیری کرنے والا اگر کوئی رہ گیا ہے تو صرف ایک تم۔ نند نندن راودھا ارچندن۔ کنس نکندن۔ جگ بندن۔ آج تمہاری قدرت کے امتحان کا موقع ہے اور بھگت بتسل۔ بھگت سہائک کے خطاب کی اصلیت کا یقین دلانے والا وقت ہے۔ تمام دنیا سے زیادہ بر اکرمی شہزور۔ شوربیر۔ بہادر۔ تیر تلوار کے دھنی۔ روئے زمین کو جیتنے ہوئے خاوند آنکھوں سے میری درگت دیکھ رہے ہیں مگر میری درد شا میری مٹی خراب ہوتے ہوئے دیکھ کر کوئی نہیں منکتا ہائے کیا نازک وقت ہے۔ خاندان کے بزرگ خاموش۔ سبھا میں بیٹھے ہوئے راجے مہاراجے بالکل چپ چاپ۔ جن پانڈوؤں کے قدموں کا سہارا۔ وہ موں۔ ادھر یہ اور ادھر دوشاسن ایسے ظالم کی بدعت۔ اس دروپدی سے کیونکر صدمے برداشت کئے جائیں۔ جس کے پاؤں میں پھولوں کی سیج کی ایک پنکھڑی بھی کھٹکتی تھی تو سب آنکھ کے تل کا نیل کھنچوا کر تلووں میں ملتے تھے۔

ہائے جس دروپدی کے ہونٹوں کو پان کی سرخی گراں بھتی جس کی آنکھوں کو سرمے کا دنبالہ بھاری معلوم ہوتا تھا جس کی زلفوں کو عطر پھلیل کی مہک بار سر معلوم ہوتی تھی۔ جس کے پاؤں کو مہندی کا رنگ بوجھل کر دیتا تھا آج وہی تمہارے بھگتوں کی لونڈی اور تمہارے کمل چرنوں کی داسی دروپد کی راجکماری۔ پانڈوؤں کی پران پیاری اس کس مپرسی کی حالت اور ظالموں کے ہاتھوں دام مصیبت میں گرفتار ہے کہ آج تک کوئی نظیر نہیں مل سکتی۔ پیارے کرشن۔ نند دُلارے کرشن۔ ہیں میری فریاد اس وقت تک بے اثر۔ میری گریہ وزاری اب تک بے نتیجہ۔ کیوں کیا شیس سجیا پر سو رہے ہو۔ لکشمی کے نازک نازک ہاتھوں کے پاؤں دبانے سے آنکھیں نہیں کھلتیں پہلا داور میری مصیبتوں کا مقابلہ کرلو۔ مجھے اور میری آفتوں کو ترازو میں تول لو۔ پھر مدد نہ کرو تو کچھ شکایت نہیں۔ مگر یقین جانو مجھ پر جو وقت پڑا ہے جو مصیبت نازل ہوئی ہے وہ تم پر اُس وقت بھی نہ پڑی ہوگی۔ جب رام اوتار میں سیتا ہرن ہُوا تھا۔ جدھراج آج لاج تمہارے ہاتھ ہے اگر لاج نہیں تو سمجھ لینا میں بھی آج نہیں یہ دیکھئے دوشاسن مادرزاد ننگا کرنے پر اوتارو ہو رہا ہے۔ شیام سندر دیا دکھاؤ کہ میری لاج رہ جائے پھر وہ گوپیاں بھی آپ کا جش گائیں جن کا چیر ہر کر آپ نے اپنی قدرت کا ایک کھیل کھیلا تھا اور سارا زمانہ نغمہ زنی کرے کہ تمہاری قدرت عجیب ہے سمجھ میں نہیں آتا۔ چیر بڑھائے راکھی دروپدی پت گویں چیر ہرے ✦

دروپدی اسی طرح کرشن جی سے فریاد کر رہی تھی مگر پتھر کے دلوں پر کچھ اثر نہ ہوتا تھا۔ دوشاسن نے ڈانٹ بتائی کہ کیا واہیات بکتی ہے اُتار دھوتی اور ہو جا ننگی ✦

دروپدی نے کچھ جواب نہ دیا وہ بدستور کرشن چند آنند کی یاد کرتی رہی دوشاسن اس سے اور چڑ رہا تھا۔ یہاں تک کہ اس نے زبردستی دھوتی کھولنا شروع کی بھگوان کرشن دیوا اپنے بھگت کی فریاد نہ سنیں ممکن نہیں جونہی

دروپدی کی زبان سے گریہ وزاری کے ساتھ اظہار کے درد بھرے الفاظ نکلے سری کرشن چندر دوارکا سے چل پڑے اور وہ قدرت کاملہ دکھائی کہ دروپدی کے بدن کو ڈھانپنے والی دھوتی کا اور چھور ہی معلوم نہ ہُوا۔ اس دھوتی کو اس دوشاسن کے طاقتور ہاتھ کھینچ رہے تھے۔ جس کے زور بازو کے سامنے دس ہزار ہاتھی بھی کچھ مال نہ تھے۔ مگر کرشن چندر کی مایا پانچ چھ گز کی دھوتی اس کے کھینچنے سے نہ کھینچتی تھی۔ دروپدی کے سارے بدن پر صرف یہی ایک چیر تھا جس کو ہم دھوتی کے نام سے منسوب کر چکے ہیں اس دھوتی کو دوشاسن کھینچنے لگا۔ تو عجیب ہی معاملہ پیش ہُوا۔ پانچ چھ گز کی دھوتی سے لال۔ سفید۔ زرد۔ سرخ رنگ کا کپڑا نکلنا شروع ہُوا کہ سبھا میں ڈھیر لگ گیا جگہ نہ رہی اور دوشاسن سا طاقت ور دھوتی کھینچتے کھینچتے تھک کر بیٹھ گیا ہاتھ شل ہو گئے۔ بدن چور چور ہو گیا سانس اُکھڑ گئی۔ دم پھول گیا۔ اس کو تو کیا تمام موجودہ حضرات کو حیرت تھی کہ معاملہ کیا ہے۔ دوشاسن دیر تک دھوتی کھینچتا رہا مگر دروپدی ننگی نہ ہوئی اور سبھا میں ہزار گز تک رنگ رنگ کا کپڑا ڈھیر ہو گیا۔ یہ رنگت دیکھ کر دوشاسن تو اپنے ہانپنے اور سانس ٹھیک کرنے میں مشغول ہُوا۔ یہاں صاحبان محفل دروپدی کے دھرم کو سراہنے لگے۔ سب کی زبان پر یہ الفاظ تھے دوشاسن کی نالائقی پر تُف۔ دریودھن کے اور خواشیوں کی سمجھ پر لعنت۔ ایک ذرا سی عورت کو ننگا نہ کر سکے اور ان سے کیا ہو سکیگا۔ واہ رے استری دھرم۔ تجھ میں سب کچھ کرامات ہے۔ دروپدی مہارانی۔ دھن ہو۔ تم نے آج منکروں کو بھی استری دھرم کی طاقتوں کا قائل کر دیا۔ تم دھرم کی دیوی ہو۔ چھما کرو۔ تمہارے دھرم نے ہم سب کو وہ قدرت دکھائی ہے کہ عقل کام نہیں کرتی۔ دوشاسن نے تمہارے ساتھ بہت نالائقی کی اس نے اس کا پھل پا لیا کہ بیٹھا ہُوا ہانپ رہا ہے۔ سانس اندر نہیں سماتی۔ اس نے اپنی بدعنوانیوں کا یہ پھل پایا اور تم نے اپنے دھرم کا یہ اعجاز دکھایا اب بُرا نہ مانو۔ تمہاری آج سے اور بھی مہان بڑھ گئی ۔

بے مشقت کے نہیں رتبۂ عالی ملتا
سرمہ پس جاتا ہے آنکھوں میں گھر کرتا ہے

سب پانڈو اس حیرتناک اور دردناک نظارے کو دیکھ رہے تھے مگر بھیم سین کی نظر چھپتی ہوئی تھی وہ پہلے تو خاموش رہا۔ مگر جب دوشاسن کے بنائے کچھ نہ بنی تو مست ہاتھی کی طرح جھومتا ہوا کھڑا ہو گیا اور بپھرے ہوئے شیر کی طرح محفل میں گرجا کہ اے سبھا میں رونق افروز راجو مہاراجو اے کورو خاندان کے چراغو۔ بہت ہو چکی۔ چھاتی پر پتھر رکھنے کی اب تاب نہیں۔۔ دروپدی کماری کی بھری سبھا میں یہ بے آبروئی یہ بےعزتی یہ بے حرمتی یہ بےکسی۔ میں پکار کر کہتا ہوں۔ قسم کھا کر کہتا ہوں حلف کے رو سے کہتا ہوں۔ سوگند سے کہتا ہوں کہ اگر میں نے میدان جنگ میں چھاتی پر چڑھ کر دوشاسن کا خون نہ پیا تو زندگی اکارتھ۔ پرمیشور میں تجھ کو حاضر ناظر کرتا ہوں۔ اگر دوشاسن کا میں یہ حال نہ کروں تو میری کبھی نجات نہ ہو۔ میں اسے بغیر مارے زندہ رہوں یہ محال ہے۔ اس کی بوٹی بوٹی کاٹوں تب سند بھیم سین کا غصہ قیامت کا نمونہ تھا۔ ادھر دروپدی کے چیر کی اعجاز نمائی پیش نظر ہو چکی تھی۔ جتنے راجے مہاراجے سبھا میں موجود تھے سب کانپ اٹھے۔ سب نے دوشاسن کو برا بھلا کہا۔ دریودھن اور دھرتراشٹ پر بھی تھو تھو کی۔ جن کے دل پہ دروپدی کی بے حرمتی کا خاص اثر ہوا وہ تو دو دو چار چار کر کے کھسکنے لگے کہ ظلم کون آنکھوں سے دیکھے۔ جب راجوں نے کھسکنے کا سلسلہ چلا تو بدر جی اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور پکارے کہ واہ صاحبو واہ آپ کو ایشور نے اسی لئے راج مکٹ دیا ہے کہ بے انصافی کر کے دھرم کی نہ بولے گھر کا راستہ لیں بلا سے دھرم رہے یا ایمان جائے آپ سب ڈاڑھی مونچھ لگائے مرد بنے سبھا میں بیٹھے ہوئے ہیں مگر کسی سے دروپدی کے ذرا سے سوال کا جواب نہ دیا گیا۔ دروپدی نے جو کچھ کہا اس کی بکرن نے تائید کی اس کی عقل و فہم پر آفرین۔ سمجھ پہ تحسین۔ حالانکہ

یہ سب سے چھوٹا ہے مگر اس نے بزرگی بعقل است نہ بسال کا ثبوت دیا۔ دھرم کی ایسی بات کہی کہ کسی کے منہ سے نہ نکل سکی۔ شاباش ہے بکرن۔ مگر افسوس کہ ادھر دروپدی کی فریاد تھی اُدھر بکرن کی رائے کسی نے ہاں بھی نہیں کی۔ اہم سے اہم معاملات ہمیشہ سبھاؤں میں ہی فیصل ہُوا کرتے ہیں۔ ایسی بھری سبھا میں افسوس فوراً سے معاملے کا تصفیہ نہیں ہو سکتا۔ جو لوگ ایسے موقع پر چُپ سادھے رہتے ہیں اُن کو پاپ سے نجات نہیں اور جو ایسے معاملات میں دھرم کے خلاف بولتے ہیں اُن کے گناہ کا ٹھکانا کیا ؁

بدرجی کی یہ باتیں بھی سنی اَن سنی ہو گئیں کوئی بھی نہ ٹسکا۔ کسی نے بھی زبان نہ کھولی۔ آخر وہ بھی زبان کا پھچن جھاڑ کر بیٹھ گئے۔ جب ہر طرف سے صدائے برنخاست کا معاملہ دیکھا تو کرن دوشاسن سے بولا کیا جھک جھک بک بک سُن رہے ہو۔ دروپدی ہماری لونڈی ہے لے جاؤ اس کو گھر میں جو کوئی جس خدمت کو کہے کرتی رہے۔ تمہیں کیا بین میکھ سے مطلب ہے۔ اپنا کارج سدھ کرو ؁

دروپدی۔ اے کرن اگر میں بھی مرد ہوتی تو ان باتوں کا جواب دیتی مگر افسوس کہ میں عورت ذات ہوں۔ اپنے استری دھرم کا خیال ہے سبھا والو تم چاہے نہ بولو چالو۔ مگر دیکھ رہے ہو کہ دشٹ دوشاسن نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ میں نے آپ لوگوں سے جس بات کا سوال کیا ہے اُس کا جواب ملنے تک آپ سب دوشاشن کو بیرحمی سے باز رکھیں۔ دوشاسن نے میرے دل پر جو صدمے پہنچائے ہیں وہ برداشت نہ کر سکتی تھی مگر کیا کروں زندگی بے حیا تھی ورنہ کس کے منہ میں دانت تھے کس کا منہ تھا کہ میرے کپڑے کو چھو بھی سکے۔ اب بھی کہتی ہوں کہ آپ ذرا سمجھائیں اور جب تک میری بات کا جواب نہ ملے تب تک اس سے معافی دلوائیں ورنہ اس کا نتیجہ اچھا نہیں مجھ پر جو گزری وہ جھیل چکی اب جو بنے گی برداشت کرلونگی۔ لیکن ڈرتی

ہوں کہ دل سے نکلی ہوئی آہ خاندان کے خاندان سوا ہا کر کے نہ رہے۔

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگامِ دعا کردن اجابت از درِ حق بہرِ استقبال مے آید

ایشور ایسا کبھی نہ کرے پانڈو اور کورو خاندان دونو پھولیں پھلیں میں کسی کا بُرا چیتنا نہیں چاہتی۔ مہاراجہ دھرتراشٹر اور پنڈو کی دونو دو آنکھیں ہیں۔ ایشور ان دونو آنکھوں کو قائم رکھے مگر آج جو کچھ میرے ساتھ ادھرم ہُوا وہ آپ سب کے انصاف کا مستحق ہے۔ جہاں میں دوسروں کے ادھرم کا رونا روتی ہوں وہاں اپنی غلطی سے بھی شرمندہ ہوں۔ آج یہ پہلا دن ہے کہ میں نے اپنے بزرگوں کو دیکھتے ہی ڈنڈوت نہ کی۔ لاکھ دوشاسن میرے جھونٹے پکڑ پکڑ کر کھینچ رہا تھا۔ ہزار میری بے آبروئی کے ڈھنگ ہو رہے تھے مگر یہ میرا فرض تھا کہ آپ کو نمسکار کئے بغیر نہ رہتی۔ میں اس بے ادبی کی معافی مانگتی ہوں اور قدموں کی دستنی کر کے آشیرباد چاہتی ہوں +

اس وقت دروپدی کی حالت عجیب دردناک تھی اس کی آنکھوں سے موتی کی طرح آبدار آنسو بہ بہ کر اس باریک ریشمی دھوتی کو تر بتر کر رہے تھے۔ جس کو دوشاسن کے ناپاک ہاتھوں نے کھینچا تھا۔ اس کی آنکھیں بیر بہوٹی ہو رہی تھیں اس کے چہرے پر ہلدی سی ملی نظر آتی تھی۔ بال دوشاسن کی دست درازیوں نے بکھیرے دئے تھے اور رنج نے اس کے چاند سے مکھڑے پر مردنی چھا دی تھی۔ جس وقت اس نے سب سے مخاطب ہو کر ڈنڈوت کی اس کے دل پر نہ معلوم کیا صدمہ ہُوا کہ پٹ سے زمین پر گر پڑی اور نازک نازک بدن لاجونتی کی طرح کملا کر بید کی طرح تھر تھر کانپنے لگا +

اس وقت وہ دروپدی زمین پر پڑی ہوئی ہے جس کے لئے سوئمبر کے پہلے تمام راجے مہاراجے آنکھیں بچھانے کو تیار تھے جس کو راجہ دروپد نے ہمیشہ پھولوں پر رکھا۔ بیاہ ہونے پر جس کو پھولوں کی سیج کے سوا زمین پہ قدم رکھنے کی نوبت ہی نہ آئی تھی سو دروپدی زمین پہ تو پڑی

ہے۔ مگر کروٹ بدل بدل کر کٹتی جاتی ہے کہ آہ سوئمبر کے بعد جس صورت
کے دیکھنے کو دنیا ترس گئی۔ اُف آج وہ یوں دُشٹ لوگوں کی بدولت گھونگھٹ
سے محروم ہے۔ ہائے خاندان والے ہی خاندان کی عزت برباد کر نے
کے لئے مجھ بیکس کی مٹی خراب کر رہے ہیں۔ افسوس پانچ پانچ وہ شوہر
جن سے ایک دفعہ موت بھی پناہ مانگے میری ذلت دیکھ رہے ہیں اور
ذرا چوں بھی نہیں کرتے ان کے منہ پر دھرم نے چھاپ لگا دی۔ راجہ
دھرتراشٹ شسر ہیں۔ بھیشم پتامہ جی مہاراج سارے خاندان
کے بزرگ جب اُنہوں نے مون سادھ لی تو اور کسی کا کیا ذکر سب دیکھ
چکے کہ مجھ بیکس کا چیر دوشاسن ایسے مہابلی سے نہ کھینچا گیا۔ بھگوان
کرشن دیو نے میری لاج رکھ لی اور اس پر بھی کسی کی آنکھیں نہیں
ہوتیں تو مَیں پیشینگوئی کرتی ہوں کہ بس اب کورو بنس کے خاتمے میں
فرق نہیں۔ میرا دل بول رہا ہے کہ دریودھن دوشاسن وغیرہ کے لئے
آج کی کارروائی نے پہلا پیغام موت سُنا دیا۔ کورو اپنے دھرم کرم کی
بہت ڈینگ ہانکتے تھے آج مَیں نے دیکھ لیا کہ بس ٹائیں ٹائیں فش۔
اگر ان کو ذرا بھی دھرم سے لگاؤ ہوتا تو آج میری یہ درد شا نہ ہوتی۔ دوشاسن
مجھ پر بہت بدعت کر رہا ہے۔ مجھ میں برداشت کی طاقت باقی نہیں
اے بزرگو۔ اے حاضرین محفل۔ کچھ تو منہ سے بولو سر سے کھیلو۔
کہ خلجان دور ہو۔ یا تو کہدو کہ ہاں میں سچ مچ لونڈی ہو گئی۔ یا بول دو
کہ نہیں۔ اگر آپ سب کہ دیں کہ بیشک لونڈی ہو گئی تو دروپدی
اسی کو قبول کر کے ذلت کو عزت سمجھیگی۔ کوئی یہ نہ جانے کہ
دروپدی کسی حالت میں اپنے دھرم کو چھوڑنا پسند کریگی۔ چاہے جان
بھی چلی جائے۔ جب تک رانی رہیگی تب تک رانی کا کام کریگی جب
لونڈی ہوگی تب لونڈی کے دھرم کو بھی نباہ کر اپنا نام کریگی بغیر یہ مہینگی
مگر کوئی سبھا میں اس امر کا فیصلہ تو کرے ؛

بھیشم پتامہ۔ پیاری دروپدی تمہاری بات کا میں جواب دے نہیں دیا

ہیں دھرم جاننے والے کہاں اگر ہیں تو وہ بھی اسمنے گئے - جہانتک میں سمجھتا ہوں
آجکل دھرم طاقتور کی مٹھی میں ہے جس کو وہ پسند کرے وہی دھرم - باقی
دھرم بھی ہو تو ادھرم - آج کی رنگت دیکھ کر میرے اوسان خطا ہو گئے
میں نے سمجھ لیا کہ کوروں کی خیریت نہیں - یہ اس ادھرم کا مزہ لوٹینگے
میں تمہارے خاوندوں کی تعریف کرتا ہوں کہ وہ کیسے دھرم کے پابند
ہیں - اتنا کچھ ہو گیا - مگر زبان سے اُف نہ نکالی - دوسرا ہوتا تو یہیں
خون کی ندیاں بہ جاتیں - رانی دروپدی تم نے بھی آج جو دھرم
نباہا ہے اُس کا جش ہمیشہ دنیا میں گایا جائیگا - جو تم نے ضبط کیا
ہے وہ دوسری عورت کیا بڑے بڑے بہادروں سے ہونا ممکن نہیں
دھن ہو دروپدی ایشور تمہاری مدد پر ہے - میں خاموش ضرور رہا - مگر
کیا بولتا - بولتا تو بیوقوف ہی بنتا - دیکھو تو جب درونا چارج کا یہ حال ہے
تو تمہارے سوال کا جواب کون دے - مگر مایوس نہ ہو راجہ جدھشٹر دھرم
کا سروپ ہیں وہ سب کی طرف سے جواب دینگے - اطمینان رکھو ؛

ادھیائے ۱۸

دریودھن اور دوشاسن وغیرہ کی شرارتوں پر بھیم سین کا جوش غضب - دوشاسن سے عوض لینے کی قسم - دریودھن کی سبھا حاضرین کی بھیم سین سے عاجزی

جس وقت بھیشم پتامہ جی خاموش ہو گئے دریودھن نے زبان
کھولی کہ دروپدی ہم لوگ سمجھ گیا چپ چپتی پھرتی ہے - سبھا والے

کون جواب دیں۔ ان کو کسی کے بیچ میں بولنے سے غرض و واسطہ و سبب سے کہتی شنتی ہے۔ بھیم سین۔ ارجن۔ نکل۔ سہدیو کے گنگے کیوں نہیں پڑتی کہ جو زبان ہلائیں منہ سے بولیں سر سے کھیلیں۔ خیر یہ چپ ہیں تو انہیں بھی جانے دے تیرے جدھشٹر تو دھرم کے جھنڈے پر چڑھے ہوئے ہیں وہی کچھ منہ سے بھکریں۔ ہم لوگوں کی سی نہ کہیں ایمان سے بولیں کہ تجھے ہارے یا نہیں اگر ہارے تو تو ہمارے گھر میں لونڈی اگر نہیں ہارے تو رانی کی رانی۔ بس جدھشٹر ہی کی زبان پر فیصلہ سہی۔ جو کچھ کہنا سُننا پوچھنا گچھنا ہو اپنے پانڈوؤں۔ اپنے خاوندوں سے پوچھ اور کسی کا دماغ نہ چاٹ کان نہ کتر۔ تصفیہ دو باتوں پر ہے کان کھول کر سُن لے۔ ایک یہ کہ یا تو بھیم سین وغیرہ چاروں بھائی کہہ دیں کہ جدھشٹر کو تجھ سے کچھ واسطہ نہ تھا نہ کبھی رہا۔ اس کا تجھ پر کوئی حق نہیں پہنچتا یا خود جدھشٹر دھرم سے بولے کہ وہ تیرا خاوند نہیں ؛

دریودھن کی اس تقریر پر حاضرین مجلس پانڈوؤں کی طرف دیکھنے لگے کہ دیکھیں کیا کہتے ہیں۔ مگر پانڈو ایک چُپ میں ہزار بلائیں ٹلتی ہیں ؛

خموشی معنے دارد کہ در گفتن نمے آید

پر عمل کر کے کچھ نہ بولے۔ جب بھیم سین نے دیکھا کوئی زبان نہیں کھولتا۔ کسی کے منہ سے بات نہیں نکلتی تو وہ بادل کی طرح گرج کر بولا دریودھن سُن۔ اے صاحبان محفل سماعت فرمائیے۔ دھرم پتر پانڈو کل شرومنی مہاراج ادھیراج جدھشٹر بھرت بنس کے آفتاب عالمتاب ہم سب کے بڑے بھائی ہیں سر کے تاج ہیں۔ سب کچھ ہیں انہوں نے جو اچھا یا برا کیا اس کا میں ذکر نہیں کرتا۔ مگر ہاں مجھے دوشاسن سے مطلب ہے۔ دوسرے مجھے بغیر رہوں تو دنیا کو منہ نہ دکھاؤں دوشاسن شکر کرے کہ مہاراجہ جدھشٹر کے لحاظ و ادب نے اس کی جان بچالی اگر یہ نہ ہوتا تو اس کمبخت کی مجال تھی کہ مہارانی دروپدی کے چیر چھونے کو ہاتھ لگاتا۔ چیر تک ہاتھ پہنچنے میں دیر ہوتی۔ مگر بھیم سین تو اس سے کہتا ہے ؛

خون پیتے بوٹیاں کاٹتے لمحہ نہ گزرتا۔ جو اس وقت بڑھ بڑھ کے باتیں مار رہے ہیں۔ جن جن کے چبھتے تیر ہیں سب زمین پر سوتے ہوتے کیا دریودھن کیا دھرتراشٹ کے اور سپوت سب کا ایک ایک جھڑپ ایک ایک ادھڑ ہیں کام تمام تھا۔ کچھ کوروں پر ہی منحصر نہیں۔ مجھے مہاراجہ جدھشٹر پر بھی سخت غصہ آرہا ہے۔ انہیں نے آج اپنے ہاتھوں اپنے اور ہم سب کے پاؤں میں کلہاڑی ماری ورنہ مجال تھی کہ مچھر کے برابر دریودھن وغیرہ بھیم سین کے ہوتے مہارانی دروپدی کو یہ دکھ دیتے۔ اگر بھائی ارجن نہ روکتا تو میں سچ کہتا ہوں کہ ادھر تو سارے کوروں کا چرسا نکالتا دوشاسن کا خون پیتا اور مہاراجہ جدھشٹر کے بھی وہ ہاتھ پھونک دیتا جنہوں نے پانسے پھینکے تھے۔ مگر اب چارہ نہیں۔ دھرم بے سعادتی کی اجازت نہیں دیتا اس لئے چھاتی پہ پتھر رکھے ہوئے بیٹھا سب کی شرارتیں دیکھ رہا ہوں۔ اگر مہاراجہ جدھشٹر جھوٹوں بھی اشارہ کردیں تو دھرتراشٹ کا گھر پل مارتے بے چراغ کردوں۔ ایک کا ایک رونے اور پانی دینے والا باقی نہ رہے۔ تب کی سند۔ اگر یقین نہ ہو تو جس کا دل چاہے آزمائے ؂

ہمیں میداں ہمیں چوگاں ہمیں گوے

اور پھر مزہ یہ ہے کہ نہ لاؤ ہو نہ لشکر صرف تن تنہا ایک اکیلی ذات سے سب کو مار کے گرادوں اور اپنے اوپر ذرا بھی آنچ نہ آنے پائے بھیم سین کے چہرے پر اس وقت وہ جلال وہ رعب اور غصے کا وہ جوش تھا کہ تمام اہل محفل تھر تھر کانپنے لگے سب کو ڈر تھا کہ کہیں غصہ بڑھے اور بھیم سین اٹھ کھڑا ہو کر سب کو زمین پر نہ بچھا دے تمام صفوں میں بیٹھے ہوئے راجہ مہاراجہ ہاتھ جوڑنے لگے اہل محفل اپنی جان کے خوف سے بول اٹھے کہ بھیم سین تم بڑے لائق ہو تم نے بڑے بھائی ہی کا پاس نہیں کیا بلکہ دریودھن وغیرہ کو بھی بہت طرح دی اگر تم انگلی بھی ہلا دیتے تو سب کی جان نکل جاتی مگر وہ بہادری سے یہی سنتے ہیں کہ ایسی

مصیبت کو بھی خاموشی میں ٹال رہے ہو۔ تم اپنی طاقت کو اتنا نہیں جانتے جتنا ہم سمجھتے ہیں مگر غصہ روکو اپنی طرف دیکھو۔ دوشاسن نے جو نالائقی کی بیشک اُس کا برداشت کرنا تمہارا ہی کام تھا۔ مگر تم نے بھائی کی نالائقی کا خیال نہ کر کے چشم پوشی کی۔ تم تمہیں ہو دوشاسن دوشاسن ہی ہے۔ کہاں آفتاب کہاں ذرہ تم سب گو بولتے نہیں مگر دل میں تو دوشاسن کو تھو کہتے اور اُس کے افعال سے نفرت کرتے ہو +

ادھیائے ۱۹

دروپدی سے کرن اور دریودھن کی شرارت انگیز باتیں بھیم سین کا غصہ۔ مہارانی گاندھاری کی راجہ دھرتراشٹ سے شکایت۔ راجہ دھرتراشٹ کی دروپدی پر نظر عنایت۔ پانڈول اور دروپدی کا رفاہ

بھیشم پتامہ کے چپ ہونے پر کرن نے پرانا بغض نکالنے کے لئے یوں زہر اگلنا شروع کیا کہ دروپدی تو جن کے بھروسے پر ناز کرتی ہے ان کو دم مارنے کی مجال نہیں۔ کیا بھیشم جی کیا بدر جی اور کیا درونا چارج سب کی عقل ماری گئی ہے تیری بات کا جواب دینے کے لئے منہ ہو تب جواب دیں ہاں دھرم چھوڑ کر پرتھی ناتھ ان داتا بھرت کل شرومنی۔ کورو بنس شرو ملت مہاراج ادھیراج کو بُرا بھلا کہنا ان کو سدھ ہے یہ نہیں جانتے کہ عاقبت خراب ہو رہی ہے دروپدی

سن - غلام ہو لونڈی ہو - یا چیلہ کسی کو جیتے جی آزادی نہیں مل سکتی مرنے
ہی کے بعد چھٹکارا حاصل ہوتا ہے - پانڈو بھی کورو بنس کے غلام
ہو گئے - اور تو بھی لونڈی - اب پانڈوؤں سے ہاتھ دھو وہ تیرے
خاوند نہیں رہے - رشتۂ خاوندی ٹوٹ گیا - تجھ کو تیری خوش قسمتی راجہ
دھرتراشٹر کے بیٹوں کے سایۂ عاطفت میں لے آئی - مہاراجہ
دریودھن کے یہاں ٹہل خدمت کر - چاہے دریودھن سے بیاہ
کرلے - چاہے سو بھائیوں میں سے کسی ایک کے ساتھ رہ - یہ تیری
مرضی - تیری پسند - تو جس کے پاس رہیگی وہ پھولوں پر رکھیگا - دل
میں جگہ دیگا - آنکھوں پر بٹھائیگا - کلیجے سے لگائے رہیگا - یدھشٹر
کی طرح داؤں پر رکھکر ہارتا نہ پھریگا - جس نے تجھے جوئے میں ہار دیا
اب اس سے رشتہ کیا تعلق کیسا - اس پر طرہ یہ پانچ پانچ خاوندوں
کی جورو بننے میں نہ رات چین نہ دن چین - ایک عورت کس کس کی
خدمت کرے - اس سے بہتر یہی ہے کہ ایک کی ہو رہ - یک در گیر و
محکم گیر - اب پانڈوؤں کو تلانجلی دے وہ تیرے خاوند نہیں رہے نہ
تو اب رانی رہی اگر تجھے رانی بننا ہے تو کوروؤں میں جس سے جی چاہے
ناطہ جوڑ لے بغیر اس کے اب رانی کہلانے کی اور کوئی صورت نہیں
کرن کی یہ تقریر پانڈوؤں کے لئے زہر سے بجھا ہوا تیر اور سان پر چڑھی
ہوئی شمشیر تھی اس نے دروپدی کے کلیجے پر نشتر چبھو چبھو کر زخم پر زخم
ڈال دئے - مگر سب پر بندھے کبوتر کی طرح پرواز سے محروم یعنی منہ
میں زبان رکھتے ہوتے بھی نہ بول سکتے تھے - بھیم سین پہلے تو خون
کے گھونٹ کے ساتھ شربت کے سے گھونٹ پیتا رہا مگر جب کرن
کی زبان بڑھتی ہی چلی گئی تو وہ بجلی کی طرح کڑک کر بولا کہ او سوت کے
بیٹے کیا واہیات بک بک لگا رکھی ہے - زبان سنبھال کر نہیں بولتا تھا
منہ کہ بھیم سین کے منہ پر یہ باتیں کہے کیا تجھے بھیم سین کی طاقت کا
کا حال معلوم نہیں - جس نے آدمی کیا ہاتھیوں کے لگے چیر کر پھینکدے

شیروں کی کلائیاں ایک چٹکی سے مڑکا دیں۔ ہائے مہاراجہ جدھشٹر آپ نے
خود لٹیا ڈبو دی جوئے میں دروپدی کو ہار کر ہمیں آج اس حالت پر پہنچا دیا
ہے ورنہ ممکن نہ تھا کہ ایسے ایسے نیچے لوگ ہم لوگوں کے سامنے زبان
بھی ہلا سکتے آپ نے ان کے چھیتے تیز کر دئے اور ہم کو دلاچنا بنا دیا۔
دریودھن بھیم سین جی تم زبان کا تڑاپن تو بہت دکھاتے ہو۔ صول
کی بات کیوں نہیں کرتے۔ جدھشٹر سے پوچھنا کہ کیا کہتا ہے ✤

اتنا کہکر دریودھن دروپدی کی طرف متوجہ ہوا اور اپنے زانو سے
دامن اٹھا کر تھپکی دیتا ہوا بولا کہ رانی بننا چاہتی ہے تو اس زانو پر بیٹھ
یہ زانو تجھے عرش پر چڑھا دیگا۔ آنکھوں میں تیری ہی جگہ ہوگی ✤

بھیم سین یہ کلمات سنکر تڑپ اٹھا اس کے بدن میں غصے کے
مارے بچھو کا سا زہر چھٹک گیا وہ اٹھ کھڑا ہوا اور سبھا والوں سے خطاب
کر کے کہنے لگا کہ آپ سب لوگ گواہ رہیں میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ دریودھن
جس ران پر دروپدی رانی کو بٹھانے کی خواہش کر رہا ہے وہ ران بھیم سین
چور چور نہ کرے تو بھیم سین اپنے باپ کے نطفے سے نہیں۔ اگر اس
ران کے پرخچے نہ اڑائے تو سمجھ لیجئے گا کہ ماتا کنتی کا دودھ پینا حرام
ہے۔ ایشور۔ اگر میں دریودھن کا ابھی زانو نہ پیس کے رکھ سکوں تو مجھ
کو مکتی نہ دینا مجھے نرک میں رکھنا مجھے خوشی سے وہاں کی آگ میں جلنا
منظور مگر دریودھن کی ہڈیاں چور چور کئے بغیر بھیم سین دم لے تو بھیم سین
کا رویاں رویاں جلنے کے لئے تیار ہے۔ دریودھن سمجھ لے کہ تیرے لئے
چپسہ رکھی ہوئی ہے۔ ساری تیرے ماتھے بھینٹیں گی اور کرن۔ دوشاسن تماشا
ہی دیکھتے رہینگے ابھی اٹھ کھڑا ہوں تو سبھا میں تم سب کیا کافی چڑیا
تک نظر نہ آئے۔ ایک مکھی تک نہ پھٹکے۔ اس وقت بھیم سین کے
غصے کی حد نہ تھی۔ آنکھیں سرخ لال لال گنگچی ہو رہی تھیں آنکھوں
سے شعلۂ غضب اسی طرح نکلتا معلوم ہوتا تھا جیسے ساون بھادوں کی گھٹا
میں کوندا چمکتا اور بجلی چمکتی ہے۔ اس کا چہرہ لال لال انگارہ ہو رہا تھا

خون کا وہ جوش تھا کہ سارے چہرے کی جلد میں لہو ہی لہو کی جھلک دکھائی دیتی تھی۔ جوش غضب میں اُس کے منہ سے جو سانس نکلتی تھی لوہار کی دھونکنی کو مات کر رہی تھی۔ اس کی ایک ٹھنڈی آہ بھی عام لوہے کیا فولاد تک کو پھونک دینے کی طاقت رکھتی تھی۔ اس وقت بھیم سین کے منہ سے ایسی گرم گرم سانسیں چل رہی تھیں کہ غصے بھرے اصل کالے ناگ کی پھپکار مات تھی اور آندھی کا جھونکا چلتا معلوم ہوتا تھا آنکھیں ایسی خون میں ڈوبی ہوئی معلوم ہوتی تھیں کہ بڑے بڑے شیر دلوں کی نظر چہرے کی طرف اُٹھتے ہوئے ڈرتی تھی +

بھیم سین کو دانت کٹکٹاتے اور جوش غضب میں بھرا ہوا دیکھ کر بدُر جی نے دریودھن سے کہا ارے تیری سمجھ کہاں ہے۔ کیوں تم سب لوگ اندھے ہو رہے ہو کیا نہیں جانتے کہ بھیم سین بات کا پکا اور قول کا دھنی ہے جو کہیگا کر کے چھوڑیگا مجال کیا کہ بات پیٹ پڑے کوئی ڈبرو گھسڑو ہو تو اس کی بکواس کا خیال نہیں کیا جاتا بھیم سین وہ بلوان اور ایسا بہادر ہے کہ ہاتھیوں کو ٹیچینیاں دے پہاڑ کو بھی ایک دفعہ ہلا دے اُس کی بات کو تم اس کان سنتے اور اس کان اڑاتے ہو۔ بس معلوم ہو گیا کہ شامت سوار ہے۔ ایشور نے ہم سب کی عقل پر پردے ڈال دئے ہیں اسی سے کچھ نیک و بد سجھائی نہیں دیتا یہ کہے دیتا ہوں کہ بھیم سین جو کہہ رہا ہے اس کا نتیجہ اچھا نہیں ایک ایک سے بدلا لیگا اور جو جو اس وقت چنڈال چوکڑی میں شریک ہیں سب کو ناکوں چنے چبوائیگا ہائے نازوں کی پلی دنیا کی عورتوں کی سرتاج۔ پنچ کنیاؤں میں سب سے افضل مہارانی دروپدی کی مجمع عام میں بے عزتی اس کے دل سے جو آہ نکلی ہو گی وہ کیا کم ہے اس کے ساتھ بھیم سین کا غصہ۔ کہے دیتا ہوں کہ کورجنس اپنے ہاتھوں اپنے حق میں بس بو رہا ہے اگر نام و نشان بھی رہ جائے تو بدر اپنا نام بدل ڈالے۔ راجہ دھرتشٹر جب پہلے اپنے آپ کو ہار چکا

تو دروپدی پر اس کا حق کیا۔ اس کا حق اُس وقت تھا جب اپنے سے پہلے دروپدی کو ہارتا۔ اے دریودھن مَیں تیرے بھلے کو کہتا ہوں تم شکنی کے پھیر میں نہ آؤ۔ یہ فتنہ بھاری راجہ تمہارا گھر مٹا کر رہیگا +

دریودھن - (بِدُر جی سے) چچا صاحب آپ بار بار خفا ہوتے ہیں بگڑتے ہیں۔ لوگوں پر دھبا رکھتے ہیں۔ تہمت تراشتے ہیں۔ الزام لگاتے ہیں جو منہ آتا ہے کہہ جاتے ہیں۔ بھیم سین بھی اتنا گرجتے ہیں۔ اکڑ اکڑ کے کھڑے ہوتے ہیں۔ مگر کسی کے منہ سے وہ بات نہیں نکلتی جس پر سارا توڑ ہے۔ راجہ جدھشٹر نہیں بولتے تو جانے دیجئے۔ بھیم سین ارجن - نکل - سہدیو ہی کہدیں کہ راجہ جدھشٹر دروپدی کے خاوند نہیں چلئے چھٹی۔ دو ٹوک فیصلہ۔ اگر دروپدی کو پھر لونڈی کہوں تو سزا۔ مگر جب تک اس کا تصفیہ نہیں ہو لیتا۔ دروپدی لونڈی سے رانی نہیں کہلا سکتی نہ اب طوق غلامی سے آزادی مل سکتی ہے +

ارجن - بھائی دریودھن بُرا نہ مانیگا جو اپنی سمجھ میں آتا ہے کہتا ہوں آئندہ آپ کو اس وقت اختیار ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ مَیں کس طرح سب باتوں کو ٹال کر نظر انداز کر رہا ہوں ورنہ میرے دھنش بان ایک ایک بات کا جواب دینے کو کافی تھے۔ مگر نہیں مَیں ایسی بھلی بھولی پھلواڑی کا اجڑنا پسند نہیں کرتا۔ ممکن ہے کہ خیالات کی غلطی زبانی مباحثے سے دور ہو جائے اور پیچھے کسی کو پچھتانا نہ پڑے کہ زبانی حجت نے لاکھ کا گھر خاک کر دیا۔ بھائی دریودھن تم ہی انصاف کرو کہ جب راجہ جدھشٹر پہلے اپنے کو ہار گئے تو اُن کا دعوے رانی دروپدی پر کیا رہا وہ پہلے ہم لوگوں کو ہارے ہیں۔ پھر اپنے کو۔ ہم سے جو خدمت لیجئے انجام دیں مگر رانی دروپدی پر اُن کا کوئی حق نہیں اور یہی غلط فہمی فساد کی جڑ ہے اور کیا عجب آگے چل کر اور کچھ رنگ لائے۔ دوشاسن نے جو بدعتیں کی ہیں۔ دل سے مٹنے والی نہیں۔ ہائے مہارانی دروپدی کی بھری سبھا میں یہ دُرگت [illegible] اور ہم لوگ

بیٹھے دیکھیں۔ فقط مہاراج بھیشم پتامہ چچا دھرتراشٹر اور گرو درونا چارج کا لحاظ تھا۔ نہیں تو آپ دیکھتے کہ یہیں کھر کھر خون بہتا ہوتا۔ مگر نہیں ہم لوگ راستی پسند ہیں۔ جو سب کہدیں وہ بات ٹھیک اپنی رائے سے کچھ مطلب نہیں ٭

ادھر راج سبھا میں یہ تہتک ہو رہا تھا ادھر راجہ دھرتراشٹر کی یگیہ شالا میں نیا گل کھلا جہاں وید دھنی کے سوا سنکھ گھڑیال کی آواز کے علاوہ اور کچھ سنائی ہی نہ دیتا تھا وہاں سیار آ آ کر رونے لگے۔ گدھوں نے رینگنا شروع کیا۔ اس بدشگونی سے بھیشم پتامہ اور درونا چارج کے رونگٹے اور کان کھڑے ہوئے ان کی زبان سے بیساختہ یہ الفاظ نکلے کہ بھگوان خیر کرنا۔ ایشور فضل رکھنا۔ آثار بیڈھب نظر آتے ہیں۔ بدشگونی کچھ کہہ رہی ہے ٭

اسی عرصے میں مہارانی گاندھاری کو سب باتوں کی خبر لگی وہ ہانپتی کانپتی راجہ دھرتراشٹر کے پاس پہنچی اور کہا کہ ہیں۔ آپ نے بڑھاپے میں یہ کیا کلنک لگایا۔ بڑے چھوکروں کی رائے پر چلیں تو کیوں نہ اندھے ہو۔ ہائے آپ نے دریودھن کے کہنے سے عمر بھر کی ساری ناموری خاک میں ملا دی۔ سارا زندگی بھر کا جس مٹی میں ملا کر رکھ دیا۔ راجہ جدھشٹر اور اُس کے بھائیوں کی یہ دُرگت۔ دروپدی ایسی استریوں کی سرتاج پر یہ بدعتیں۔ ہائے آپ سے یہ سب کیسے سنا دیکھا گیا۔ پانڈو اندرپرستھ میں رہتے تھے آپ کا کیا لیتے تھے آپ نے دریودھن کے کہنے سے انہیں بلایا۔ جوا کھلایا۔ اور ان کی ایسی بے عزتی کی کہ کوئی دُشٹ سے دشٹ دشمن بھی نہ کرتا۔ دروپدی پر وہ شرمناک ظلم کئے کہ آج تک کسی راکشس نے بھی پرائی عورت پر نہ کیا۔ اُف ہے۔ زوف ہے۔ لعنت ہے۔ دھرکال ہے۔ ارے اب بھی کچھ نہیں گیا۔ سمجھو۔ ہوش میں آؤ۔ عقل کی آنکھیں کھولو۔ کیوں خاندان کی جان کے پیچھے پڑے ہو گئے دیتی ہوں

کہ بال بچوں کی خیریت نہیں۔ آج کی کرتوت زمین پر خون کی ندیاں بہائیگی پانڈووں کے چُپ رہنے پر نہ جائیے۔ یہ خاموشی سب کی بولتی بند کریگی ۔

مہارانی گاندھاری کی باتوں نے راجہ دھرتراشٹ کے دل پر اثر کیا۔ اُس نے دریودھن کو بلاکر کہا کہ بس بہت ہو چکی۔ اب برداشت کی طاقت نہیں۔ تو نے میرے خاندان کی عزت و عظمت میں دھبا لگا دیا جس وقت تو زمین پر گرا تھا۔ اُسی وقت بدرُجی نے پیشینگوئی کر دی تھی کہ دریودھن خاندان کا خاتمہ کریگا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آج اُس کی ابتدا ہوئی میں بھی بیوقوف تھا جو تیرے کہنے میں آکر پانڈووں کو یہاں بُلا بیٹھا۔ بھلا میں کیا جانتا تھا کہ تم سب کی کیا غرض کیا نیت ہے۔ خیر جو ہونا تھا ہو چکا۔ سب باتوں کو ڈالو چولھے بھاڑ میں ۔

یہ کہکر راجہ دھرتراشٹ اپنے سنگھاسن سے اُٹھا دروپدی کے پاس آیا۔ اور بڑی محبت سے بولا۔ مہارانی دروپدی تم میرے خاندان کی رونق ہو۔ میرے پانچ کلیجے کے ٹکڑوں کی پران پیاری میرے سو بیٹوں کی رانیاں تمہاری لونڈی کے برابر ہیں۔ تمہاری کوئی برابری نہیں کر سکتا تمہاری ایسی بہو کی خدمت میں آج جو کچھ نالائقوں نے گستاخی کی ہے اُسے میں اندھے پن سے نہ دیکھ سکا۔ معاف کرنا نہیں تو کسی کی مجال تھی کہ تم ایسی بہو کا رویاں بھی دُکھا سکتا۔ تم سب سے بڑی ہو۔ کسی کی نالائقی کا خیال نہ کرو ۔

بڑوں کو اُچت ہے چھوٹوں کی اُتپات

از خورداں خطا واز بزرگاں عطا

بزرگاں خوردہ بر خورداں نہ گیرند

تُلسی بُرا نہ مانئے جو گنوار کہہ جائے جیسے گھر کا نہ دھا بُرا بھلا کہہ جائے

دروپدی۔ میرے ساتھ جو چاہے بدسلوکی کرے مجھے کچھ پرواہ نہیں مگر ہاں پانڈو اور کورو کل کی لاج کا خیال ہے کہ اس پر دھبہ نہ آنے پائے گا۔ نہیں جب آپ کے بیٹے ہی مجھ کو ہزار آنکھوں کے سامنے ننگا کرتے

میں نہ شرمائیں تو فرمائیے۔ مجھ بدنصیب کا کیا قصور۔ آپ سب سے پوچھ لیجیئے کہ دوشاسن نے مجھے جھونٹے پکڑ پکڑ کر بے رحمی سے کھینچا بالکل مادر زاد ننگا کرنا چاہا۔ مگر میں نے بھگوان کرشن دیو کی یاد کرنے کے سوا کچھ نہ کیا۔ اگر اس وقت کو سنے لگتی تو جو کہتی وہی ہوتا چنانچہ آپ کو معلوم ہے کہ عرصے تک دوشاسن میرا چیر کھینچتا رہا۔ پانچ چھ گز کا کپڑا اتنا بڑھا کہ سبھا میں جگہ نہ رہی اور دوشاسن کے رُخ ڈھیلے ہو گئے۔ جب میرے کرشن کرشن کہہ دینے میں یہ تاثیر تھی۔ تو ممکن تھا کہ اور جو کچھ کہہ دیتی وہی ہوتا۔ مگر نہیں فقط آپ کا لحاظ تھا +

راجہ دھرتراشٹ۔ رانی دروپدی میرے اہو بھاگ۔ نہ ہے نصیب کہ تم ایسی بہو سے میرا خاندان پوتر ہُوا۔ اب میری خواہش ہے کہ تم مجھ سے کچھ مانگو +

دروپدی۔ جو کچھ آپ کا ہے وہ سب میرا ہی ہے۔ پھر میں کیا مانگوں +

دھرتراشٹ۔ نہیں نہیں کچھ اس وقت ضرور مانگو +

دروپدی۔ بس معافی مانگتی ہوں +

دھرتراشٹ۔ پیاری دروپدی زیادہ شرمندہ نہ کرو۔ نالائق دیوروں کی بیوقوفیوں کا خیال بھولو۔ اگر تمہارے لڑکے ہوتے تو تم کیا کرتیں اس کے علاوہ بڑی بھاوج ماں کے برابر ہوتی ہے۔ پھر جب تم ماں کے برابر ہو تو لڑکے کے برابر دیوروں کا قصور معاف کرنے میں کیا عذر۔ اب سب باتیں دل سے نکال کر مجھ سے تین بردان مانگ لو چھوٹوں کی باتوں کو بھول جاؤ +

دروپدی۔ میں آپ سے کیا مانگوں۔ مجھے کس چیز کی ضرورت ہے آپ میرا ہاتھ اپنے پانچ بھتیجوں کو پکڑا چکے ہیں۔ بس انہیں کی دستگیری چاہئے اور کوئی دنیا کی ہوس نہیں +

دھرتراشٹ۔ دریودھن بکا کرے میں ابھی جوے میں آگ لگا دے

دیتا ہوں۔ بھائیوں بھائیوں میں ایسی ہار جیت کیسی۔ پیاری بہو تم کو بھتیجوں کی طرف سے کیا فکر۔ تم اپنا سوال کرو*

دروپدی۔ آپ کا فرمانا سر آنکھوں پر ٹھکنے کی مجال نہیں۔ مگر مجھے اطمینان کیا*

دھرتراشٹ۔ دروپدی کیا تمہاری بھی عقل کہیں چرنے گئی ہے۔ بھلا میرے بھتیجوں کو بھی کوئی غلام بنا سکتا ہے۔ کیچے کے ٹکڑے کھوڑے پر نہیں پھینکے جاتے ہیں۔ تم اس طرف سے بے فکر ہو کر اور کچھ مانگو میں ابھی دونگا۔ دیر نہ ہوگی*

دروپدی۔ اگر آپ کی یہی خواہش ہے۔ تو وہ سب سامان پھروا دیجئے جو بے ایمانی سے شکنی وغیرہ نے جیت لیا ہے۔ بس*

دھرتراشٹ۔ اسی وقت سب لو۔ کسی کو کچھ عذر نہ ہوگا مگر تم نے کچھ نہ مانگا۔ جس کو دے کر میں خوش ہوتا۔ یہ تو معمولی باتیں ہیں*

دروپدی۔ آپ دھرم کو جانتے ہیں۔ شاستر کے اصول پہچانتے اور مانتے ہیں۔ پھر میں زیادہ لالچ کروں۔ کیا اپنا بیڑا غرق کروں۔ دھرم شاستر کے رو سے ویش کو ایک چھتری کو دو بر مانگنے کا اختیار ہے آگے ادھرم۔ ہاں برہمن سو تک بردان مانگ سکتے ہیں۔ پھر میں تیسرا بردان کیسے مانگوں۔ مجھے دھرم کے خلاف چلنا منظور نہیں۔ چاہے کچھ کیوں نہ ہو جائے*

راجہ دھرتراشٹ۔ اچھا نہ سہی لو تمہارے پانچوں پران پتی تم کو مل گئے۔ سب ہاری ہوئی چیزیں تمہاری۔ تمہارا دھرم تمہارا مددگار ہوا۔ خوش رہو*

ادھیا ۔۔۔ ۲۰

کرن کی طعنہ زنی۔ بھیم سین کا اظہارِ غضب۔ راجہ جدھشٹر کی فہمائش۔ راجہ دھرتراشٹ سے اظہار مرضی کی درخواست۔ راجہ دھرتراشٹ کی نظرِ عاطفت۔ کوروں کے قصوروں کے لئے عذر خواہی۔ اندر پرستھ جانے کی اجازت۔ پانڈووں کی ہستناپور سے روانگی

جس وقت دھرتراشٹ نے دروپدی کو بردان دیا۔ اور اُس نے تیسرے بردان لینے سے انکار کیا۔ تو راجہ دھرتراشٹ نے اُس کی بہت تعریف کی اور بیٹوں کے قصور کی معافی مانگی۔ دروپدی نے کہا کہ آپ بڑے ہیں۔ آپ کی بات ٹالنا میرے لئے حد درجے کی بے سعادتی تھی۔ نہیں تو دو بردان میں نہ مانگتی۔ فقط آپ کی بزرگی کی وجہ سے مجھے حرف سوال زبان پر لانا پڑا۔ کورو اس کارروائی سے دل شکستہ ہو رہے تھے کہ کئے سارا کردہ ناکردہ برابر ہو گیا۔ کہاں ہم نے پانڈووں کو غلام بنانے کے لئے اتنی دردسری کی کہاں راجہ دھرتراشٹ نے یہ بیوقوفی کی کہ پھر اُن کو جیسا کا تیسا کر دیا۔ اور کسی کا منہ نہ پڑا کہ کچھ بولے یا زبان سے حرف نکالے۔ مگر نہیں کرن کو تاب نہ آئی وہ ضبط نہ کر سکا اُس نے ان الفاظ میں دل کی بھڑاس نکالی +

پانڈو بڑے خوش نصیب ہیں۔ ہارے کے ہارے اور پھر دروپدی کے صدقے میں جیسے کے تیسے۔ ایشور جورو دے تو ایسی ہی دے۔ جو خاوندوں کے گلے سے طوق غلامی اُتروائے۔ پانڈوو مونچھوں پر تاؤ دو مزہ کرو۔ جوئے کا ہارا اور جورو کا مارا برابر ہوتا ہے مگر تم خوش قسمت نکلے تمہارا ستارہ اوج پر ہے۔ نہ غلام بنتے دیر نہ راجہ بنتے دیر +

کرن کے ان فقروں سے بھیم سین کے تن بدن میں آگ لگ اُٹھی اس کے کلیجے میں ایک ایک لفظ نشتر کی طرح چُبھا۔ اس نے کہا۔ بھائی راجہ جدھشٹر اب زیادہ سننے کی تاب نہیں۔ آپ نے مجھ کو بھی سب کا دبیل بنادیا۔ مگر یہ جیتے جی ممکن نہیں۔ چلئے اُٹھئے سبھا سے باہر ہو جائیے۔ پھر میں سمجھ لونگا تو سہی صرف ایک چچا دھرتراشٹ کو چھوڑ کر سب کی ہڈی پسلی چور نہ کروں تو زندگی پر لعنت۔ دم بھر میں سب کو لمبا لیٹے ہوئے دیکھ لیجئیگا۔ میں برابر طرح دیتا جاتا ہوں۔ مگر بے ایمان نشتر پر نشتر چبھوئے جاتے ہیں۔ بڑے مرد ہیں تو چلیں میدان میں اگر ایک بھی جیتا بچے تو بھیم سین اپنے گدا سے آپ اپنا سر پھوڑ کر غصہ مٹائیگا +

راجہ جدھشٹر۔ بھائی بھیم سین! عقلمند زیادہ غصہ نہیں کرتے غصہ حرام ہوتا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ آج تمہارے سامنے کوئی بھی نہیں ٹھہر سکتا۔ تمہاری ایک انگلی کا اشارہ شیر کے طمانچے سے زیادہ خونریز ہے مگر نہیں پیارے بھائی غصہ کس پر کرتے ہو۔ اپنے ہی بھائیوں پر۔ بھائیوں پر غصہ کرنا ہی کیا۔ اگر کوئی اور ہو تو البتہ بات ہے۔ تم غصہ تھوک ڈالو۔ میں فیصلہ کئے دیتا ہوں

یہ کہکر راجہ جدھشٹر راجہ دھرتراشٹ کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو گئے اور بولے۔ اب مجھے کیا اجازت ہوتی ہے۔ جہانتک میری عقل کام کرتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہستناپور کی آب وہوا ہم لوگوں کے لئے موافق نہیں۔ اس لئے میں آپ کے ارشاد کا منتظر ہوں جو آپ فرمائیں اُس سے عذر نہ ہو گا +

راجہ دھرتراشٹ - نورِ نظر - لختِ جگر - تم نے سچ مچ دھرم کو زندہ کردیا - تمہاری سعادت ولیاقت شرافت و متانت کے دنیا میں ڈنکے بج رہے ہیں - ہمیشہ تمہارا جش گایا جائیگا - بڑے نیک ہو - راحت جان تم اپنے بھائیوں کی گستاخیوں کو دل سے بالکل بھلا دینا - یہ سب تم سے چھوٹے ہیں - تم عقلمند ہو تمہیں میں کیا سمجھاؤں - جو عقلمند ہوتے ہیں وہ اسی طرح بردباری سے کام لیتے ہیں - اوچھا پن نہیں ظاہر کرتے - دریودھن - کرن - دوشاسن وغیرہ نے جو نالائقیاں کی ہیں اُن کو معاف کرنا - ہاے اس بڑھاپے میں ایشور نے وہ دکھایا جو کبھی کانوں سے بھی نہ سُنا تھا - تم ایسے دھرماتما کے ساتھ یہ شرارتیں مگر مجھے اُمید ہے کہ تم کچھ خیال نہ کروگے - اور بھائیوں کو بھائی کی نظر سے دیکھوگے - رانی گاندھاری جی تمہاری ماتا ہیں - مجھ کو بھی اسی رشتے سے جیسا چاہے بزرگ سمجھ لو - میں سچ کہتا ہوں کہ میری نظر میں کورو کچھ مال نہیں - میں تمہیں کو ان سب کا مربی - سرپرست اور صاف الفاظ میں سرتاج کیا بلکہ راجہ سمجھتا ہوں - نہ تمہاری لیاقت وسعادت میں شک ہے نہ تمہارے بھائیوں کی اطاعت ومحبوبیت میں - ایشور تم سب کو پھلائیگا - میرا ابھی اتنا قصور تھا کہ بے سمجھے بوجھے دریودھن کی بات مان کر تم کو یہاں بلا لیا - جس کا نتیجہ وہ ہُوا جو میرے واسطے کلنک سے کم نہیں مگر راحت جان میرا جو کچھ فعل تھا - دانستہ نہ تھا معاف کرنا - سب راج پاٹ تمہارا ہے کورو سب تمہارے چھوٹے ہیں - ان پر نظرِ عنایت رکھو - اور اب جاؤ اندرپرستہ میں اپنا راج کاج دیکھو سلطنت کے کاروبار کرو +

راجہ یدھشٹر راجہ دھرتراشٹ کے محبتانہ الفاظ سنکر قدموں پر گر پڑے اپنی طرف سے معافی مانگی - بھائیوں کی محبت کا اقرار کیا اور بھیم سین و ارجن وغیرہ بھائیوں کے ساتھ دروپدی کو رتھ پر سوار کرکے اندرپرستہ کی طرف روانہ ہوگئے - چلتے وقت اقرار کیا جو آپ فرمائینگے

ہمیشہ وہی کرونگا - مجال کیا کبھی سرتابی یا تعمیل حکم سے گردانگی ہو +

ادھیاے ۲۱

پانڈووں کی اندرپرستھ میں واپسی - دریودھن وغیرہ کی راجہ دھرتراشٹ سے فریاد - مکرر قمار بازی کیلئے بلانے کی درخواست - راجہ دھرتراشٹ کی منظوری - بھیشم پتامہ گوشٹ مہارانی گاندھاری وغیرہ کی واویلا - فہمائش راجہ دھرتراشٹ کی کج فہمی - پانڈووں کی طلبی - اُن کی آمد - قمار بازی کوروں کی جیت - پانڈووں کی ہار - بارہ برس کی صحرانوردی کے سامان

راجہ جدھشٹر اپنے بھائیوں اور مہارانی دروپدی کو لئے لاؤلشکر کے ساتھ اندرپرستھ کو واپس چلے تو کوروں کی چھاتی پر سانپ لوٹ گیا - وہ ہاتھ ملنے لگے - کہ ہاے ہاتھ میں آیا ہوا شکار ہاتھ سے نکل گیا - جال میں پھنسی ہوئی سونے کی چڑیا جال سے نکل گئی - اُنہوں نے آپس میں پھر گٹھ پٹ کرنا شروع کی کہ یہ کبھی نہیں ہوسکتا - کہ ہمارے غلام آزاد ہو جائیں - راجہ دھرتراشٹ اندھا بوڑھا اس کو تمیز ہی کیا - مخبل ہی گیا ہے - ہمارا سارا بنا بنایا کھیل بگاڑ دیا - بزرگی بعقل است نہ کہ بسال ایسے بڑے کرودھائی میں تھے جاتے ہیں - ہارا جدھشٹر جیتے ہم - راجہ دھرتراشٹ کو کیا مجاز تھا کہ سب کچھ پھر بخش دیتے - دشمن کو کبھی اُبھرنے دینا نہ چاہئے

جس طرح ہو۔ جب قابو چلے ہمیں کے رکھ دینے ہی میں مفر ہے۔ موذی کو
پہلے ہی مارنے کی بزرگوں نے اجازت دی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ہم
پانڈووں کو طرح دیں جن سے ہر وقت لڑائی اور موت کا اندیشہ ہے۔ ہم
کبھی دھرتراشٹر کے فیصلے کو نہ مانینگے۔ ہمارا دھرم یہ ہے۔ کہ جس
طرح ہو سکے پانڈووں کو نیچا دکھائیں۔ سر ابھارنے نہ دیں +

آپس میں یہ بات چیت کرکے سارا جتھا راجہ دھرتراشٹر کی
خدمت میں پہنچا اور دہائی دی کہ آپ کی بزرگی کے قربان۔ آپ اُن سانپوں
کو دودھ پلاتے ہیں۔ جو ہمیں ڈسنے کے لئے اُدھار کھائے بیٹھے
ہیں۔ کس عقلمند نے کہا ہے۔ کہ جو کلہاڑی اپنی ہی جڑ کاٹے اُس
کے دستے کے لئے اس درخت کو سینچے جس کی شاخ سے اُس کا
دستہ تیار ہونے والا ہے آپ تو جہاندیدہ ہیں۔ فہمیدہ ہیں۔ آپ
کے سامنے کچھ کہنا (سورج کو چراغ سے دکھانا) +

کچھ یاد ہے کہ برہسپت جی نے راجہ اندر سے کیا نصیحت کی تھی اور
کن الفاظ میں اُن کو سمجھایا تھا۔ کہ دشمن کو چاہئے جس طرح ہو اُبھرنے دینا
کیا معنے اپنی ہی مٹھی میں رکھنا چاہئے کہ جس میں سنک نہ سکے۔ پانڈووں
نے اور ہم سے دشمنی۔ ہم نے اُن کو جوئے میں جیت کر غلام بنایا۔ آپ
نے پھر آزادی دے دی۔ آپ سیدھے سادھے بزرگوار۔ آپ کو کیا خبر
کہ پانڈو کون ہیں۔ جناب جس وقت اُن کا بس چلا ہم سب کو کاٹ کر پھینک
دینگے۔ یہ کالے ناگ ہیں۔ ان کو دودھ پلانا بیکار۔ آپ دودھ پلاتے ہی
رہینگے۔ اور یہ وہ ہیں۔ جو موقع پاکر چپت سے کاٹ کھائینگے۔ پھر ایک
بنائے نہ بنیگی۔ ایسے موذیوں کو اس طرح آزادی دے دینا اپنے پاؤں
میں اپنے ہاتھ سے کلہاڑی مارنا اور جان بوجھ کر کنوئیں میں گرنا
ہے۔ آپ سمجھ لیجئے کہ عداوت جڑ پکڑ گئی جوئے کی ہار اور اپنی ذلت
کی کسر یہ لوگ رکھے رہینگے۔ اور اندر پرستھ پہنچکر دل کا بخار نہ
نکالیں تب ہی کہینگا۔ آپ سیدھے سادھے بزرگ۔ اگلے وقت کے

لوگ کیا جانیں کہ نئی پود کے خیال کیا ہیں آپ نے سیدھے سبھاؤ اُن کو غلامی سے آزاد کر کے پھر راج پاٹ دے دیا۔ دیکھ لیجئیگا کہ یہ مہربانی ہم سب کے لئے آفتوں کی بانی قہر آسمانی۔ مرگ ناگہانی اور موت کی نشانی ہوگی۔ افسوس کہ آپ کو اپنے کلیجوں کے ٹکڑوں پر رحم نہیں۔ بیشک آپ کا فرض ہے کہ سب چھوٹوں کو آنکھ کا تارا سمجھیں۔ مگر یہ بھی تو سمجھ لیجئے کہ جو گھر کے خاندان کو تباہ کرنے کی قسم کھائے ہوئے ہیں۔ اُن کو ایسی آزادی کیسی؟ ہم سب لوگ غفلت میں پڑے رہینگے اور دشمن کمین میں رہیگا۔ ابھی آپ مغالطے میں ہیں۔ جب کسی کی دبی ہوئی آگ شعلہ زن ہو کر ہستنا پور کو تباہ کریگی تب ہاتھ ملنے اور پچھتانے کے سوا کچھ نہ ہو سکیگا۔ اب بھی خیر و عافیت ہے۔ ابھی تک کچھ نہیں گیا۔ (علاج واقعہ پیش از وقوع باید کرد) بہتر ہے کہ آپ پیشبندی فرمائیں حفظ ما تقدم کے بغیر رفاہ کی صورت نہیں۔ اندہ اختیار۔ پانڈو ابھی راستے ہی میں ہونگے ہم لوگوں کی درخواست ہے آپ اُنہیں واپس بلائیں۔ ایک مرتبہ چوسر اور ہو صرف ایک بازی میں ہم ان سے توڑ کر لینگے۔ شرط صرف یہ ہوگی کہ وہ راج پاٹ ہار کر اگر بارہ برس صحرا نوردی (بن باس) اختیار کر کے روپوشی سے کام لیں۔ اور اُس زمانے کے ایک سال بعد ہمیں اُن کا پتہ نہ لگے تو جیت اُن کی اگر ہم پتہ لگا لیں۔ تو اُن کو بارہ برس اور دشت گردی کرنا پڑے۔ وہ یہ شرط جیت جائیں تو ہم خوش ہمارا ایشور خوش وہ سب راج پاٹ پہ سنور کریں ہمیں کچھ سروکار کچھ واسطہ نہیں۔ اگر شرط پوری نہ ہو تو اُن کو تخت و تاج سے بالکل بے تعلقی۔ بن باس ضرور اختیار کرنا پڑیگا۔ اس میں کچھ مضائقے کی بات نہیں۔ آپ پانڈوں کو یاد فرمائیں اور ہمیں قسمت آزمائی کا موقع دیں۔ اگر اس وقت آپ چوک گئے تو سمجھ لیجئیگا کہ عنقریب پانڈوں کے ہاتھوں سے ہم پر ظلم ہی ظلم ہونگے +

راجہ دہرتراشٹر دریودھن وغیرہ کے فقروں میں آگیا۔ جو انہوں نے پٹی پڑھائی۔ وہ دل پر نقش ہو گئی [illegible] لی کہ بیٹھک

پانڈووں کو بلانا چاہئے ایسا نہ ہو کہ وہ پھر اختیار پا کر میرے بیٹوں سے دشمنی کریں اور پرانا غبار نکالیں۔ جس وقت بھیشم پتامہ جی۔ بدر جی۔ کرپا چارج۔ درونا چارج نے سُنا وہ بہ اتفاق راجہ دھرتراشٹ کے پاس آئے اور کہا آپ کیا غضب ڈھا رہے ہیں۔ سوتی بھڑیں جگانا عقلمندوں کا کام نہیں۔ آپ پانڈووں کو نہیں بلاتے۔ بلکہ سانپ کے منہ میں اُنگلی دیتے اور آگ میں کودتے ہیں۔ اس کا نتیجہ اچھا نہیں۔ بڑھاپے میں آپ کی عمر بھر کی ناموری کو بٹہ لگ رہا ہے اور اب اور بھی دھبہ لگیگا ۔
راجہ دھرتراشٹ۔ آپ لوگ ناحق میرے کان کترتے ہیں۔ بھلا میرے بیٹوں کا کیا قصور ہے۔ لڑکے لڑکے آپس میں کھیلتے ہارتے ہیں ہمیں مطلب۔ بھائیوں بھائیوں کو ایشور نے کھیل مال ہی کے لئے بنایا ہے۔ جب ہم آپ ان سنوں تھے تو آخر کھیلتے مانتے تھے یا نہیں پھر کیا وجہ ہے کہ میں کھیل مال سے سب کو روکوں ۔

اس جواب سے بھیشم پتامہ وغیرہ نے سمجھ لیا کہ بس ہستناپور کے دن پورے ہونے والے ہیں۔ دریودھن وغیرہ نے راجہ دھرتراشٹ کی عقل کی آنکھوں پر پردے ڈال دئے۔ اب یہ کسی کی ماننے کا نہیں اپنی ہی کریگا۔ اس سے اپنی بات کیوں خراب کریں۔ وہ بہت اچھا۔ جو آپ کی مرضی۔ جو آپ کا منشا جو آپ کی مراد۔ جو آپ کو منظور وہی ٹھیک کہکر وہاں سے رخصت ہوئے تو مہارانی گاندھاری کو بھی خبر لگی۔ وہ ہائے واویلا کرتی۔ توبہ تلا مچاتی۔ سر دھنتی چھاتی پیٹتی۔ راجہ دھرتراشٹ کے پاس آئی۔ اور روتی پیٹتی کہا ہے کیا غضب کر رہے ہو تمہاری عقل کہاں ہے۔ کیوں لاکھ کا گھر خاک کروگے۔ دریودھن تمہیں ستیاناس کرکے رہیگا۔ میں نے سمجھ لیا کہ شدنی دریودھن کے ہاتھ اور تمہاری دوندھی عقل سے خاندان کو تباہ کرکے پیچھا چھوڑیگی۔ جس وقت یہ ننگ خاندان پیدا ہوا تھا۔ اُسی وقت بدر جی نے کہدیا تھا کہ اب خاندان کی خیر ... سمجھو ... انہیں کی بات سچ ہونے والی ہے

افسوس بڈھے ہو گئے اور پھر بھی اونچ نیچ کی سمجھ نہیں۔ سفید بال
ہو گئے اور پھر بھی منہ پر کالک لگانے کی خواہش۔ کس کے آگے اپنا
سر دے ماروں۔ میری تو مٹی خراب ہو رہی ہے۔ بھیشم پتامہ سمجھائیں۔ تم
کچھ نہ سمجھو۔ درونا چارج نیک و بد سمجھائیں۔ تمہاری آنکھیں نہ
ہوں۔ ودر جی سب اونچ نیچ دکھائیں۔ تمہارے کان نہ ہوں۔ تو بس
میں نے سمجھ لیا کہ ہونہار کچھ اور ہے۔ دریودھن کو میں نے نو مہینے
پیٹ میں رکھا۔ پیدائش کے وقت کی تکلیفیں سہیں۔ دودھ پلایا گود
موت کیا۔ مجھ سے بڑھ کر کس کو اس کی محبت ہوگی۔ میں تو میں ناگن کو
بھی اپنے بچے پیارے ہوتے ہیں۔ [illegible] ہو کر میں اس کی
برائی کب چاہوں گی۔ مجھ سے زیادہ تم کیا اس کی محبت کرو گے اور پھر بھی
تم نہیں سمجھتے کہ میں اس کی بھلائی کو کہتی ہوں یا برائی کے لئے۔ افسوس
تم کو اتنا بھی خیال نہیں دوست دشمن کی بھی پہچان نہیں رہی۔ مجھے
ڈر ہے کہ کہیں خاندان تباہ نہ ہو جائے ۔
دھرتراشٹر۔ افسوس کہ تم مجھے سمجھاتی ہو۔ یہ نہیں سمجھتیں۔ کہ جو
ایشور کی مرضی ہو گی وہی ہو گا۔ اگر خاندان ستیاناس ہی ہونا ہے تو کون
روک سکتا ہے۔ ایشور کی مایا میں کس کا دخل۔ کارخانۂ قدرت میں
کس کو دست اندازی کا مجاز۔ جو قسمت میں بدی یا نیکی لکھی ہے۔ اس
کا حرف بدلنے کی نہ تم میں نہ مجھ میں اور نہ اور کسی میں طاقت ہے۔ بس
اس سے لڑکوں کے معاملے میں کچھ دخل دینے کی ہم کو کیا ضرورت۔
بڑوں کو چھوٹوں کے معاملے میں بولنے سے کیا مطلب۔ سب
پانڈو کورو بھائی بھائی ہیں۔ کھیلتے ہیں۔ ہارتے ہیں۔ جیتتے ہیں۔ کھیل
لڑکوں ہی کے لئے ہوتا ہے۔ لڑکے کھیلنے ہی کے لئے ایشور نے بنائے
ہیں۔ پھر تمہیں کیا غم۔ میں چاہتا ہوں کہ [illegible] میں جو بدمزگی ہو گئی
ہے وہ اب رفع دفع ہو جائے۔ سب [illegible] کہیں ایسا نہ ہو کہ
کسی کے دل میں کوئی گرہ پڑی رہ جائے۔ [illegible] ہے۔

کرجوئے اور جدھ سے منہ نہ موڑیں - پھر کیا وجہ کہ راجاؤں کے بیٹوں کو مروسے نامرد بنایا جائے - جدھشٹر بھی ویسا ہی میری آنکھوں کا تارا ہے - جیسا دریودھن یا اور کورو - میں اُس کا کب بُرا چیتتا ہوں - اُس کی بزرگی اور راج دھرم کے لئے چاہتا ہوں - کہ ایک دفعہ چوسر اور کھیلے اور دونو فریق اپنے دل کی ہوس نکال لیں - کسی کو یہ کہنے کی گنجائش نہ رہے کہ ہم کو زیادہ موقع نہیں دیا گیا - جاؤ تم رنواس میں بیٹھو - مردوں کی باتوں میں عورتوں کو دخل دینے سے کیا مطلب +

گاندھاری نے سمجھ لیا کہ ہونہار کچھ اور ہے - راجہ کی عقل گدی میں سما گئی - کچھ شک نہیں کہ سٹھیا گئے - اچھا پھر جو ایشور کی مرضی - راجہ بھی پت پرمیشور ہی ہے - اس کی بات کو ٹالنے اور زبان لڑانے سے کوئی نتیجہ نہ ہوگا - حجت کرکے پاپ لادنے اور زبان لڑا کر عذاب میں پھنسنے سے کیا فائدہ - آگ جانے لوہار جانے دھونکنے والے کی بلا جانے - جو جس کی قسمت میں لکھا ہوگا - اُس کو کوئی مٹا نہیں سکتا - اُس نے سمجھ لیا کہ کورو خاندان کی قسمت کا نوشتہ یہی ہے کہ تباہی آئے وہ اپنے دل میں افسوس کرتی اور راجہ دھرتراشٹ کی عقل کو دل ہی دل میں روتی ہوئی خاوند کے پاس سے چل کھڑی ہوئی اور دعا مانگنے لگی کہ ہے ایشور خیر کرنا +

ادھر گاندھاری رخصت ہوئی اُدھر راجہ دھرتراشٹ کے سر پر چڑھے ہوئے بھوت نے پرات کامی کو حکم دیا - جلدی جاؤ - پانڈو راستے میں ہیں - جہاں ملیں - وہیں سے اُن کو یہاں واپس لاؤ - کہدینا کہ تمہارے چچانے ضروری کام کے لئے یاد کیا ہے - پرات کامی حکم پاکر تیز رو گھوڑے پر سوار ہوا - گھوڑا ہوا سے باتیں کرتا ہوا چلا تو جدھشٹر کی سواری نظر آگئی - یہ گھوڑے کو چمکار کر سرپٹ چلا تو راجہ جدھشٹر سامنے ہی تھے - بڑے ادب سے زمین بوسی کی اور راجہ دھرتراشٹ کا پیغام سنایا + راجہ جدھشٹر - ابھی راستہ بھی میلا نہیں ہوا - آخر اس قدر جلدی بلانے کی کیا ضرورت ہوئی - کہ ایسا ضروری کام در پیش ہوگیا +

پرات کامی - مجھے مہاراج نے جھٹ پٹ بھیجا - کہ پانڈوؤں کو راستے سے لوٹا لاؤ - اور کچھ نہیں جانتا - مگر آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ پھر جوا ہوگا - پوسرا ابھی تک بچھی ہوئی ہے +

جدھشٹر - میں نے پہلے بھی کہا تھا - اور اب بھی کہتا ہوں کہ جوئے سے کچھ فائدہ نہیں - اس کی ہار بھی ہار اور جیت بھی ہار جس کام میں نقصان ہو - اُس کے کرنے سے حاصل - خیر کچھ ہو میں چچا دھرتراشٹ سے زبان ہار چکا ہوں - کہ آپ جو فرمائینگے میں اس کی تعمیل کرونگا - اب اُن کی عدول حکمی کروں تو گناہ - اس لئے چلنا بہر حال مناسب - چاہے بگڑے یا بنے - یہ کہکر جدھشٹر نے ہمراہیوں کو حکم دیا کہ اندر پرستھ کی طرف سے رُخ پھیریں اور ہستناپور کا عزم کریں - چچا صاحب یاد فرماتے ہیں - جب راجہ جدھشٹر نے رتھ کی باگ ہستناپور کی طرف موڑی تو اُن کے بھائی گھبرائے کہ یہ معاملہ کیا ہے - چلتے دیر نہ پلٹتے - مگر پرات کامی کی آمد اور راجہ دھرتراسٹ کے پیغام کی سُن گن پالی تھی - اس لئے وہ راجہ جدھشٹر کی خدمت میں آئے اور عرض کی کہ

بھائی صاحب آپ ٹھوکر بھی نہ سیکھے افسوس - ذلت میں کیا کسر رہ گئی خیال فرمائیے - اور پھر آپ وہیں جاتے ہیں - کیا اب کچھ اور بے عزتی کی ہوس باقی ہے +

راجہ جدھشٹر - میں خود جوئے پر لعنت بھیجتا ہوں - قماربازی سے مجھے سخت نفرت ہے - مگر بھائیو - سوچ لو - سمجھ لو - میں چچا دھرتراشٹ کو زبان دے چکا ہوں کہ جو آپ کہینگے - وہی کرونگا - مجال کیا جو فرق ہو اب وہ بلاتے ہیں - اگر نہ جاؤں تو میری بات میں فرق آجائیگا - میری زبان جھوٹی مشہور ہوگی - اس سے مناسب یہی ہے کہ وہاں چلے چلیں - چوسر دوسرے کھیلنے نہ کھیلنے کا اختیار ہے +

بھیم سین - ارجن - نکل - سہدیو راضی برضا - بڑے بھائی کی

نگاہ میں چلتے تھے۔ انہوں نے صرف اتنا تو کہا۔ کہ ہرن سونے چاندی
کا نہیں ہوتا۔ مگر گردش قسمت سے مہاراجہ رامچندر بھی دھوکا کھا گئے
اور تیر و کمان لے کر جو چلے۔ تو سیتا کو بھی ہاتھ سے کھو دیا۔ اور ہرن مار کر
کیا ہاتھ آیا۔ کچھ بھی نہیں۔ تین کال نے جب مہاراجہ رامچندر ایسے پرکھو
پرشوتم کی برے دنوں میں عقل کام نہ کر سکی تو ہمارا آپ کا کیا ذکر۔ خیر
آپ کی مرضی یہی ہے تو چلئے۔ جو قسمت میں لکھا ہوگا آگے آئیگا +

یہ کہکر سب بھائی مہاراجہ جدھشٹر کے ساتھ ہوئے۔ رتھ کے
گھوڑوں نے قدم بڑھایا تو معلوم نہ ہوا کہ کب راستہ کٹ گیا۔ خلاصہ یہ
کہ پانڈو ہستناپور پہنچے۔ راج سبھا میں گئے۔ راجہ دھرتراشٹر کے قدم
چومے اور بزرگوں کی پاپوشی کی۔ دریودھن وغیرہ بھی اسی وقت کے منتظر
تھے۔ جھٹ پٹ چوسر سامنے بڑھا دی۔ شکنی مقابلے پر آ بیٹھا اور بولا
کہ مہاراجہ جدھشٹر آپ کے ساتھ کھیلنے سے اب تک جی نہ بھرا طبیعت نہ
سیر ہوئی۔ بھلا ایک بازی تو اور ہو جائے۔ شرط یہ رہی کہ ہستناپور اور اندرپرستھ
کی سلطنت۔ دولت۔ ٹھاٹھ باٹ ہاتھی گھوڑے لاؤ لشکر دونوں کے دونوں
داؤں پر لگائیں اور اس کے ساتھ ہی یہ شرط ہو کہ جو ہارے بارہ برس جنگل
کی ہوا کھائے نہ سلطنت سے مطلب نہ مال و دولت سے سروکار۔ صرف ایک
مرگ چھالے سے غرض ہوگی اور دونوں میں سے جس کی جیت ہو۔ وہ مزے
سے سلطنت کا مالک رہے کسی کو شکایت کا موقع نہیں۔ شکنی کی
زبان سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے۔ کہ سبھا میں رونق افروز دور اندیشوں نے
منہ پیٹ لیا کہ ہائے ابھی ایک معاملہ پیش ہو چکا ہے۔ اب یہ دوسری
رنگت اور نئی فطرت آ منہ لگی۔ سب لوگوں نے ہاتھ اٹھا اٹھا کر کہنا شروع
کیا کہ راجہ صاحب آپ بھی کس فضولیات میں پڑے ہیں۔ چوسر کو ڈالو بھاڑ
میں۔ جوئے کو جھونکئے چولھے میں۔ اتنی ہو چکی۔ اور پھر بھی آپ کا پیٹ
نہیں بھرا۔ کیا بھارت ورش کو اجاڑ کرنا منظور ہے۔ اے پانچوں پانڈو کیا
تمہاری بھی عقل خبط ہو گئی ہے۔ کیا تمہاری عقل کی آنکھیں پھوٹ گئیں

کو کچھ سجھائی ہی نہیں دیتا۔ اتنا ہو چکا اور پھر آپ کی آنکھیں نہیں کھلیں
کچھ اور کسر باقی ہے +

راجہ جدھشٹر پر سینچر دیوتا کی نظر تھی۔ وہ اس نصیحت کو اُلٹی سمجھے
اُنہوں نے خیال کیا کہ جو کوئی سمجھاتا ہے۔ اُن کے حق میں زہر ہوتا ہے۔
چنانچہ اُنہوں نے کہا کہ آپ لوگ فضول سمجھانے بجھانے کی زحمت اُٹھاتے
ہیں۔ جو شدنی ہے وہ ہو گا اُسے آپ کیسے روک سکتے ہیں۔ دوسرے
چھتریوں کا دھرم ہی یہ ہے کہ جوئے جدھ سے منہ نہ موڑیں۔ خواہ کچھ
ہی کیوں نہ ہو جائے اس لئے میں ایک بازی تو ضرور ہی کھیلونگا۔ ہار
جیت ایشور کے ہاتھ۔ اگر میں اس وقت میدان سے ہٹ جاؤں تو چھتری
کے نام کو کلنک لگے لوگ ہنسینگے کہ جدھشٹر ... میں پیٹھ دکھا گیا۔
اس لئے میں ضرور چوسر کھیلونگا۔ مجھے پروا نہیں کہ شکنی جیسے سرے
کے کھلاڑی سے سامنا ہے +

شکنی۔ مہاراجہ جدھشٹر۔ میدان ہمارا آپ کا ہے۔ کھیلتے ہم ہیں
دوسروں سے ہمیں کیا واسطہ ان کی بات سُننا ہی فضول۔ آئیے ہم
آپ شغل کریں۔ مگر پہلے شرائط اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ دونوں راجے اور دونوں
راجوں کا مال و دولت سب داؤں پر ہے۔ جو جیتے وہ سب لے جائے
اب رہے آپ اور دریودھن ان میں سے جو ہارے وہ بارہ برس سب
راج پاٹ چھوڑ کر بن میں رہے۔ بارہ برس ہو جائیں تو ایک برس
اور ایسا چھپے کہ فریق ثانی کو خبر نہ لگے۔ چاہے وہ سر پٹک پٹک کر
مر جائے۔ اگر پتہ لگ جائے تو پھر اور بارہ برس کا بن باس۔ بس
اتنی سی شرط ہے اور دونوں کے لئے یکساں +

راجہ جدھشٹر کے بُرے دن تھے قسمت بگاڑ پر تھی۔ اُس نے
کچھ آغاز انجام نہ سوچا اور بہت اچھا کہکر چوسر کھیلنا شروع کی شکنی
پلے سرے کا چیماتی تھا۔ اس نے پانسہ پھینکا۔ تو جدھشٹر کے ہوش
اُڑ گئے کوروں نے بغلیں بجانا شروع کیں کہ وہ پانسہ جیت وہ بازی اپنے ہاتھ

ادھیائے ۲۲

راجہ جدھشٹر کی آخری ہار۔ بن باس کی تیاری دوشاشن کا جوش وخروش۔ شرارت انگیز اور دل شکن باتیں۔ بھیم سین اور ارجن کا عوض لینے کا تہیہ۔ نارد کی آمد۔ راجہ دھرتراشٹ کو ملامت۔ سب پانڈووں کے عتاب سے خوف۔ وغیرہ وغیرہ

جس وقت آخری بازی میں بھی پاسنے نے موافقت نہ کی۔ اُس وقت جدھشٹر نے پوشاک شاہانہ اُتار کر مرگ چھالا اوڑھ لیا اور کہا کہ مال و دولت تخت سلطنت و تاج حکومت سب نذر ہے۔ اب یہاں جنگل میں منگل منائینگے۔ لنگوٹی میں پھاگ کھیلینگے۔ اچھا تو اب رخصت آپ سب لوگ خوشی سے رہیں۔ بارہ برس گزرنے کے بعد زندگی ہوگی تو سب کو دیکھینگے ؛

در و دیوار پہ حسرت سے نظر کرتے ہیں　　رخصت اے اہل وطن ہم تو سفر کرتے ہیں
ہٹے وحشت گری تخت کے چکر سے جاتے ہیں　　رہو تم شاد اہل وطن ہم گھر سے جاتے ہیں
ایک ہے بات وطن میں رہے یا بن میں رہے　　دور جگ بھی نہیں کچھ روح اگر تن میں ہے

جیوں ہی راجہ جدھشٹر سبھا بھون سے نکلنے لگے تو کرشن کے کھڑے ہوئے دوشاسن نے باآواز بلند کہا کہ جے ہو مہاراجہ دریودھن کی۔ اقبال

اسے کہتے ہیں۔ اوج مقدر اس کا نام ہے پانڈووں کو کیسا نیچا دکھلایا ہے
کیسے چیتے ڈھیلے کئے ہیں۔ کہ زندگی بھر نہ بھولینگے۔ ایشور تیرا ہزار ہزار
شکر۔ آج دشمنوں کی طرف سے دلجمعی ہوئی۔ بغلی گھونسوں کی طرف سے اطمینان ہوا
آستین کے سانپوں سے پنڈ چھوٹا۔ ایشور تیری مایا اپرم پار ہے تو نے مہاراجہ
دریودھن کو چکرورتی کی پدوی دلادی اب اس وقت روے زمین پر ہم سب
کی کون برابری کرسکتا ہے۔ مہاراجہ دریودھن کا سارے زمانے میں حکم
چلیگا۔ انہیں کے نام کا سکہ بیٹھیگا۔ او۔ دروپدی پانڈو اب کچھ بھی نہ رہے
جنگل میں ٹھوکریں کھاتے پھرینگے۔ بارہ برس تک ادھر ادھر پھرتے پھرتے
تلووں میں کھال نہ رہیگی۔ اگر تیرھویں برس ہم لوگوں نے ڈھونڈ نکالا تو
سمجھ لیں۔ کہ پھر بارہ برس وہی جنگل اور وہی کانٹوں کی تلووں کے چھالوں
سے رفاقت۔ پھر ایسوں کے ساتھ جاکر کیوں اپنی مٹی خراب کرتی ہے یہ
حسن وجمال۔ یہ نزاکت۔ یہ نازک اندامی۔ کہتا ہوں کہ ان کا ساتھ چھوڑ
ان کی محبت سے منہ موڑ۔ یہ مرد نہیں رہے۔ ہیز ہوگئے ہیجڑے ہوگئے
ایشور کی کرپا سے مہاراجہ دھرتراشٹ کی راجدھانی میں اتنے بیٹوں سے
اندرلوک کی سی چہل پہل رہتی ہے۔ جس کی رانی ہے اس کے عیش و
آرام دیکھ کر اندرانی کو بھی یہ رشک ہوتا ہے کہ ہائے میں کیوں کوروں
میں سے کسی کی رانی نہ ہوئی۔ کہتا ہوں کہ جنگل کی تکلیفیں خیال کر۔
خاندان اور گھر سے خارج شدہ پانڈووں کی محبت چھوڑ اور کورو راجکمار
میں سے جس کی چاہے ہوکے رہ۔ جس کا چاہے دامن پکڑ لے۔ پانڈووں
کے ساتھ قدم قدم پر تلووں میں کانٹے ہونگے اور زبان پر آہ۔ کوروں کے
محلوں میں سونے چاندی کی پلنگڑی ہوگی۔ موتیوں کی جھالروں سے آراستہ
مخمل اور اطلس کے بچھونے ہونگے۔ اور پھولوں کی سیج۔ ہزاروں لونڈیاں
پاؤں دبائینگی۔ باندیاں آنکھوں سے تلوے ملینگی۔ سارا جسم گودڑی کی
طرح زیور سے لدا ہوگا۔ اندرپرستھ اور ہستناپور کے تمام اعلٰے ہیرا جواہرات
تیرے بدن پر ہونگے۔ اگر تو پانڈووں کے ساتھ گئی۔ تو سمجھ لے کہ کرم

پھوٹ گئے مٹی پلید ہوئی زندگی میں ایک لمحہ بھر بھی سکھ ہو تب کہنا ابھی غنیمت ہے۔ جو کہنا ہو۔ پانڈووں کے سامنے کہہ لے۔ نہیں تو پھر عمر بھر پچھتانا ہی پڑیگا۔ کہ ہائے ملتا ہوا راج پاٹ ہاتھ میں سے گنوا دیا +

دروپدی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے اپنے پانڈووں کی حالت پر دل میں روتی۔ چھاتی پر پتھر رکھے دوشاسن کے بیہودہ میں تیر بھبو نکنے والے الفاظ خاموشی سے سنتی رہی۔ اس نے مناسب نہ سمجھا کہ دوشاسن سے زبان لڑائے۔ چنانچہ وہ ٹھنڈی سانسیں بھرتی ہوئی کھڑے کھڑے آنسو بہتی رہی۔ اور سب پانڈو وقت پڑنے کے خیال سے بُت بنے بیٹھے رہے کوئی کچھ نہ بولا۔ صرف بہادر بھیم سین کو ایسی بیہودہ باتیں سننے کی تاب نہ تھی۔ وہ اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور جھپٹ کر دوشاسن کو دبوچ لیا اس وقت بھیم سین کی آنکھوں میں خون اُتر رہا تھا۔ چہرے کی تمتماہٹ دہکتی ہوئی آگ کا نظارہ پیش نظر کر رہی تھی۔ اس نے دوشاسن کو ایک ہچکا دے کر کہا۔ او نابکار پھر وہی باتیں۔ نالائق زبان سنبھال کے بات نہیں کرتا۔ او۔ دوشاسن تب میں بھیم سین جب میدان جنگ میں تیری ایک ایک بات کے عوض میں تیرا خون چوسوں۔ تیرا چار نکالنا کونسی بڑی بات ہے۔ میں بیڑا اُٹھاتا ہوں کہ دریودھن وغیرہ کا بھی کچومر نکالوں۔ کرن کے جیسے بہت تیز ہیں۔ جب دیکھو بڑھ بڑھ کے باتیں مارتا ہے تو سہی بھائی ارجن اُس کو چٹنی کرے۔ او۔ شکنی ساری حرامزدگی تیری ہے۔ سمجھ لے کہ سہدیو تیرے لئے کال ہوگا۔ ایک دن میں سب کی بائی کپائی نکل جائیگی۔ وہ دن دور نہیں جب بھیم سین دوشاسن کا خون پی کر اپنی بات رکھیگا۔ سب سمجھ لیں کہ ان کی موتیں پھڑ پھڑانا شروع ہو گئیں شامت آنے میں تھوڑی کسر ہے +

دوشاسن۔ صورت ہی کہے دیتی ہے زبان کو تکلیف دینے کی کیا ضرورت۔ خیر دل کو خوش کر لو۔ پھر چاہے مکھی بھی نہ ماری جائے +

یہ کہکر دوشاسن مسخرہ پنا سے چڑانے لگا۔ اس منہ چڑھانے میں

بھیم سین کی اور آنتیں سُلگ اُٹھیں - اس نے اس کو پکڑ کر ایک جھٹکا دیا اور کہا - کہ چکھادوں مزہ - رکھ دوں ابھی پسلیاں توڑ کے - بک بک کئے چلا ہی جاتا ہے - بھیم سین کی ایک جھڑپ تیرے واسطے کافی ہے + دوشاسن - تم گئو ہو اپنی طرف دیکھو - گئو پر غصہ فضول ہے - گئو مارے تب بھی اُس کو مارنا لازم نہیں +

یہ فقرہ پہلو دار تھا - یعنی او بھیم - تُو مرگ چھالا اوڑھے ہے - تُو اس وقت فقیری کی حالت میں ہے - تجھ کو مارنا ہی کیا - اگر اس حالت میں نہ ہوتا تو ابھی کتھن پیدا ہو جاتی - بھیم سین اس شرانگیز کلام پر اور جھلایا - اور بولا - کہ او بے ایمان - تمام زمانے کے جعلساز - پانسے بنا بنا کر کمل ڈال کے لوٹا - ہم کچھ نہ بولے - پھر بھی بات بات میں زہر اُگل اُگل کے کلیجے میں نشتر چبھوتا چلا جاتا ہے - زبان میں لگام نہیں دیتا - منہ نہیں سی لیتا - تتنی لپ لپ چلی جاتی ہے - سمجھ لے کہ شامت سوار ہے - بھیم جو کہہ چکا - وہ امٹ ہے جو زبان سے نکلیگا - کر کے چھوڑیگا - اگر تیرا خون پی کر تیری بوٹی بوٹی نہ کاٹوں تو دین و دنیا میں روسیاہ +

جدھشٹر - بھائی بھیم سین تم اتنے سمجھدار - پھر اس تو تو مَیں مَیں سے فائدہ - سوت نہ کپاس کوری سے لٹھم لٹھا - جب وقت آئے تب دیکھ لینا - یوں فضول تھکا فضیحتی سے نتیجہ - آؤ چلیں +

یہ کہکر راجہ جدھشٹر نے بھیم سین کی بانہہ پکڑ لی اور دوشاسن کو چھوڑا کر وہاں سے روانہ ہونے لگے - دریودھن بھی ساتھ ہُوا - ظاہری غرض یہ تھی کہ چند قدم پہنچا دے - مگر دل میں شرارت تھی - چلا تو بھیم سین کی نقل کرتا ہُوا +

بھیم سین - او - دریودھن بھیم سین کی طرح چلنے کے لئے منہ چاہئے تو میری نقل کر کے بھیم سین نہیں ہو سکتا - وہی دریودھن رہیگا جس کو ہیں ٹھینیاں دیا کرتا تھا - اور جس کی ران کو بھیم سین کا گدہا توڑ کے چورچور کریگا - بھیم سین بھیم سین ہی ہے - دریودھن کو بھیم سین سے کیا نسبت +

بوزینہ ز نقل آدم انساں نشود

تو بھیم سین کو منہ چڑھاتا ہے۔ یاد رکھ کہ تو اور تیرے بھائیوں کا سر کچلے بغیر نہ رہونگا۔ بھیم سین یہ کہتا ہوا چلا جا رہا تھا جب وہ چُپ ہوا تو ارجن شیر کی طرح گرجا کہ او دریودھن کس خیال میں ہے تو ارجن کو نہیں جانتا۔ کرن کے برتے پر پھول رہا ہے۔ کرن چیز ہی کیا ہے یاد رکھ کہ جس کرن پر تجھ کو ناز ہے۔ جس کی تیراندازی کے غرور میں تو اندھا ہو رہا ہے۔ اس کو اس کی فوج کے ساتھ خاک پر سلانے والا یہی ایک ارجن ہوگا۔ جس ارجن کے دل کو آج تو دکھا رہا ہے وہ کرن کو مار کر تیرے کلیجے کے ٹکڑے اُڑا دیگا۔ جو پرتگیا کی ہے۔ مجال کیا نہ پوری اُترے کرن میرے تیر کا حصہ ہوا۔ اب رہا تو اور دوشاسن اور تیرے بھائی۔ اُن کو بھیم سین کے زور بازو کا لقمہ سمجھ۔ تیری ران توڑے بغیر بھیم سین رہے یہ ناممکن۔ دوشاسن کا خون نہ چوسے کیا مجال تیرے بھائیوں کے دھڑے سے دھڑے نہ اُڑائے ناممکنات سے۔ شکنی نے بڑا اجعل فریب کیا۔ وہ سہدیو کے ہاتھ سے چٹنی ہوگا ؛

بھیم سین۔ اس وقت دریودھن جو چاہے گائے۔ جب کہیں میدان جنگ ایس انٹی پر چڑھ گیا تو ران توڑ نا کیا۔ اگر اس کے سر کو پاؤں سے نہ کچلا۔ تو پھر بھیم سین کی بات کیا۔ دوشاسن بہت گال بجاتا ہے۔ یہ سمجھ لے کہ اس کا خون بھیم سین ہی کے چوسنے کے لئے ہے۔ وہ سب کو یوں ہی مار ماروں کہ سانس نہ آئے۔ ایک ایک جھوے میں سب کا کام تمام ہوگا۔ ایک ایک جھڑپ سب کا خاتمہ کریگی ؛

ارجن۔ اس وقت یہ سب مسخرہ پن کرتے ہیں تو کرنے دو منہ چڑھاتے ہیں تو چڑھانے دو۔ ہم سب کو دھرم کا خیال ہے۔ نہیں تو کورو چیز ہی کیا ہیں۔ پھڑیوں کو مارنا ہی کون بات ہے۔ بھائی بھیم سین جی آپ غصہ روکیں۔ غیظ و غضب نہ کریں۔ تیرہ برس ہم لوگوں کو کاٹنا کچھ مشکل نہیں پل مارتے کٹ جائینگے۔ چودھویں برس سب سے سمجھ لیا جائیگا

آج جو پرتگیا کی ہے - جس بات کا بیڑا اُٹھایا ہے - اس کو تیرہ برس کے بعد دکھا کر رہینگے - ارجن تب ارجن جب کرن کو اس کے ہیکڑی باز راجاؤں کے ساتھ خاک پر لوٹتا اور خون میں ڈوبتا تیرتا دکھاوے - دریودھن کرن ہی کے بھروسے پر اکڑتا ہے - مَیں پکار کر کہتا ہوں کہ اس کی موت میرے ہاتھ ہے - اگر نہ مارا تو میرا نام ارجن نہیں - مَیں چودہ برس تک صبر کرونگا - آفتوں مصیبتوں کی کچھ پروا نہیں - جہاں یہ مدت گزری بس ہم ہونگے اور دریودھن - اگر اس نے راج واپس نہ کیا - تو چاہے سورج پچھم سے نکلنے لگے - مگر مَیں بغیر راج لئے کسی کی جان نہ چھوڑونگا - اور اس وقت کی پرتگیا نہ پوری کروں - تو منہ کالا کر کے دنیا کو منہ نہ دکھاؤں - اور شکنی تو اپنے چھل کپٹ پر اتراتا ہے - جعل فریب پر ناز کرتا ہے - بناوٹی پانسے پر اُچھل کود رہا ہے - بے ایمانی پر بغلیں بجاتا ہے - یہ نہیں جانتا کہ تیری ساری کارستانیاں تیری جان گنوا کر پیچھا چھوڑینگی - اگر مجھ سے تجھ سے سامنا ہو گیا - تو ایسا کچومر نکالوں کہ تو بھی یاد کرے - مگر تو سامنے ہی کیوں آئیگا - دم دبائے منہ چھپائے الگ چھپا ہوگا - مگر مردمی تب ہے کہ تو مقابلے پر آئے اور مَیں اپنی پرتگیا پوری کرنے کے لئے تیری بوٹیاں نوچ نوچ کر کوؤں چیلوں کو کھلاؤں ٭

نکل - اے راجہ دھرتراشٹ کے کپوتو - اب تک تمہاری بہت سہی اب اپنی خیر منانا - اتنا ہو گیا مَیں نہیں بولا - صبر کی داد ایشور دیگا - اگر تم سب کے دُھرے نہ اڑادے - تو کچھ کام ہی نہ کیا - سب کی باتیں سُنتے سُنتے کلیجہ پک گیا - اب جب بن سے لوٹینگے - تو ایک ایک کا منہ کچلینگے - ابھی جتنا چاہے زبان کا سنیچر اتار لو - مگر جب تیر تلوار کی نوبت آئیگی تب معلوم ہو جائیگا - کہ جو زبان آج ہمارے کلیجے میں زخم ڈال رہی ہے وہ تمہاری سب کی جان لیوا تھی یا ہمیں دکھ دینے والی ٭

جدھشٹر نے کہا - بھیم سین - ارجن - نکل - اس واہیات کو ڈالو بھاڑ میں اپنی تہذیب کو کھو؟ کس نے کہا ہے - جو جس کو کہنا ہو کہنے دو -

ایک چُپ میں ہزار بلائیں ٹلتی ہیں۔ فضول زبان لڑانے سے فائدہ۔ آؤ چلیں۔ دم بھر کا تو بھروسہ نہیں ہوتا۔ چودہ برس کس نے دیکھے ہیں۔ اگر جیتے پھرے تب جو ہونہار ہوگی۔ خود ہوگی۔ اس وقت ہمارا فرض ہے کہ میل جول سے رخصت ہولیں۔ زندگی ہے۔ تو پھر سب سے ملینگے ◆

(دودھر تراشٹ جی سے) مہاراج چرنوں سے رخصت مانگتا ہوں اور سب بھرت بنسیوں کو ڈنڈوت کر کے چودہ برس کے لئے قدم چھوڑتا ہوں۔ دادا بھیشم پتامہ۔ گرو درونا چارج۔ مہاراج کرپا چارج جی آپ اجازت دیجئے۔ بن کے دُکھ اٹھا آؤں اور پھر واپس آ کر چرنوں کے درشن کرونگا ◆

راجہ جدھشٹر جن صاحبوں سے مخاطب ہُوا۔ اُن کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے دل اُمنڈ پڑا۔ منہ سے بات نہ نکل سکی۔ مگر ہاں دل ہی دل میں سب نے دعا دی کہ پھولو پھولو۔ جہاں رہو خوش رہو۔ خیر صلاح سے واپس آؤ۔ بدر جی کو لائق بھتیجوں سے کمال محبت تھی۔ پانڈووں کو بچھڑتے دیکھ کر اُن کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں۔ اُنہوں نے دوڑ کر جدھشٹر کو گلے سے لگا لیا۔ اور بولے تم دھرم کی راہ جاتے ہو۔ مَیں روک نہیں سکتا۔ تمہارا دھرم تمہارا نگہبان۔ مگر سوچو مہارانی کنتی کا جنگلوں میں پھرنا کیسے ہو سکیگا جس نے محلوں کی آسائش کے سوا اور کچھ دیکھا ہی نہیں۔ جس نے جواہرات سے جڑے سونے کے پلنگوں کے سوا زمین پر قدم نہیں رکھا۔ جس کے نازک نازک تلوے اطلس اور مخمل کے فرش کے سوا جانتے ہی نہیں کہ خاک کیسے چھو جاتی ہے وہ بڑھاپے میں ایام ضعیفی میں جنگلوں جنگلوں ماری پھرے مَیں منظور نہیں کرتا۔ تم عقلمند ہو۔ سمجھدار ہو۔ انجام بین ہو۔ دور اندیش ہو۔ غریب کو کہاں کہاں گھسیٹتے پھروگے۔ میری خواہش ہے کہ مہارانی کو یہیں چھوڑے جاؤ مَیں دل و جان سے خدمت کرونگا۔ مطلق تکلیف نہ ہونے پائیگی ◆

جدھشٹر۔ آپ کی بزرگانہ توجہات کا شکریہ۔ میں تو آپ کو پتا کی جگہ پر سمجھتا ہوں۔ میرے لئے آپ کا سایۂ عاطفت غنیمت ہے۔ آپ کا ہاتھ میرے لئے سایۂ ہما سے زیادہ ہے۔ آپ جو فرمائینگے۔ وہ میری بہتری کے لئے ہوگا۔ میں کبھی آپ کے فرمانے کو ٹالنے کی جرأت نہیں کر سکتا اور نہ شاید آج تک جرأت ہوئی ہو۔ آپ کا ارشاد سر آنکھوں پر۔ آپ جو فرمائینگے من وعن اُس کی تعمیل کی جائیگی +

بِدُر جی۔ تم سے بڑھ کر دھرم کے جاننے والا کون ہے۔ علمیت میں کوئی تمہارا مقابلہ کرنے والا نہیں۔ سادرن رشی سے ہمارے میں بیاس جی سے بارنادت میں۔ دست رشی سے بہر تنگ پربت (پہاڑ) پر بھرگ جی سے کلما کہ ندی کے ساحل پر اور ہر موقع پہ نارد جی سے تعلیم پائی۔ تم سے بڑھ کر وید شاستر نیت دھرم کا جاننے والا اور کون ہے تم کو کچھ سمجھانا۔ صلاح مشورہ دینا۔ سورج کو چراغ دکھانا ہے مگر ہاں چونکہ میں تم سے بڑا ہوں۔ بڑوں کی محبت کا تقاضا یہی ہے کہ چھوٹوں کو کچھ نہ کچھ نصیحت کریں۔ اس سے میں تم سب کو ہدایت کرتا ہوں کہ بڑے میل جول سے رہنا۔ بڑے پیار سے بسر کرنا۔ سمجھ لو کہ بندھی ہوئی مٹھی مشکل سے کھلتی ہے۔ ایک ڈورے کو سب آسانی سے توڑ سکتے ہیں۔ مگر جب ڈورے بٹ گئے ہوں تو مجال کیا کہ رسی کو کوئی توڑ سکے۔ ایک اینٹ کو ایک دو برس کا بچہ بھی اُٹھا کر پھینک سکتا ہے۔ لیکن جب ایک اینٹ سے دوسری اینٹ ملتے ملتے دیوار تیار ہو گئی تو ہاتھی بھی نہیں ریل سکتا۔ خواہ زلزلہ ایسی ہلائے تو دانتوں پسینہ آجائے۔ اس سے میری نصیحت ہے کہ آپس میں ایک ایک کا دل ہاتھ میں لئے رہیں۔ کبھی وہ بات نہ ہونے پائے کہ دل پر شکن آئے۔ اگر باہم اتفاق رہیگا تو دیکھ لینا کیا اقبال و دولت کی افزونی ہوتی ہے۔ اگر گھر ہی میں پھوٹ ہوئی۔ تو سمجھو لو بس گھر کا گھر ہی بگڑا۔ میں آشیرباد دیتا ہوں کہ تم دھرم کی راہ میں ثابت قدم رہو اور تیرہ برس اس طرح کٹ جائیں۔ جیسے خواب راحت میں سونے والوں کی رات

کٹ جاتی ہے مگر مہارانی کنتی کو چھوڑ جاؤ +

جدھشٹر- آپ کی نصیحتیں جان کے ساتھ- آپ کا فرمانا سر آنکھوں پر- میں کبھی کوئی بات نہ بھولونگا- مگر ماتا کنتی کی نسبت ابھی میں کچھ نہیں کہہ سکتا- یہ اُن کی مرضی پر منحصر ہے- یہاں رہیں یا جانے کو منظور فرمائیں- بہرحال میں راضی برضا ہوں- ماتا جی کے پاس جانے پر اس کا تصفیہ ہو جائیگا +

یہ کہکر راجہ جدھشٹر وغیرہ کنتی کے پاس گئے- عرض کی کہ رخصت دیجئے- تیرہ برس کے لئے قدموں سے جدا ہوتے ہیں- کنتی یہ سُنتے ہی پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی- کہ ہائے پرمیشور یہ معاملہ کیا ہے- کلیجے کے ٹکڑوں کا کلیجے سے چھوٹنا کیسا- آخر کہاں جاتے ہو- کس طرف جاتے ہو- مجھے کیوں چھوڑے جاتے ہو کیا تم سب کو اسی دن کے لئے پالا پرورش کیا تھا کہ جب بڑے ہو جب سب لائق ہو تو یوں دھتا بتاؤ +

جدھشٹر- (قدموں پر گر کر) نہیں ماتا جی نہیں- میں بیوقوفی سے سب راج پاٹ ہار گیا- اب مجھ پر تیرہ برس کا بن باس فرض ہے- میں نے جیسا کیا اُس کا پھل بھوگونگا- میرے لائق بھائی بھی میرے ساتھ ہیں- آپ کی بہو بھی راضی برضا ہے- جنگلوں میں اپنا ہی سنبھالنا مشکل ہوگا- پھر آپ کو بڑھاپے میں تکلیف دینا کس طرح گوارا ہو- جب راہ سخت میں جاتے ہوئے- ہم لوگوں کے جی چھوٹتے ہیں- وہاں آپ خود سمجھ لیجئے کہ آپ کو گھسیٹنا کوئی بھی پسند نہ کریگا- ہم لوگوں کی قسمت میں آپ کی خدمت تیرہ برس تک لکھی نہیں- جہاں قسمت سے تخت و تاج اُتر گیا- وہاں یہ شرف سعادت بھی گیا- آپ چچا بدر جی کے ساتھ رہیں- ہم گئے- اور تیرہ برس کے بعد واپس آئے- اتنے دن کٹنا کون بات ہے- صبح ہوئی شام ہوئی- اور بس ہوتے ہوتے ایک دن تیرہ برس ختم- پھر ہم لوگ ہونگے- اور آپ کے قدم- میں ضرور آپ کو ساتھ لے چلتا- مگر مشکل یہ آپڑی ہے کہ بارہ برس کے بعد ایک

سال چھپنا لازمی ہوگا۔ چھپنے سے مراد یہ ہے کہ ہم لوگوں کو خاص احتیاط سے اپنے کو پوشیدہ رکھنا پڑیگا۔ تاکہ کوئی پہچان نہ سکے۔ کہ کون ہیں۔ اور کوروؤں کو کسی طرح معلوم نہ ہو سکے کہ ہم کہاں ہیں اگر معلوم ہو جائے تو پھر بارہ برس کی میعاد بولی جائیگی۔ اور ہم کو پھر وہی ٹھوکریں کھانا نصیب ہونگی۔ جن کے لئے اس وقت آپ آنسو بہا رہی ہیں۔ اس شرط کی وجہ سے مَیں بھی پسند کرتا ہوں کہ آپ چچا بدر جی ہی کے یہاں قیام کریں۔ ہم تیرہ برس کے بعد درشن کرینگے +

مہارانی کنتی کی حالت اس وقت عجیب دردناک تھی۔ پیارے بیٹوں کی جدائی میں آنسوؤں کا ایک دریا آنکھوں سے جاری تھا۔ ساتھ نہ جانے کی مایوسی رُلا رُلا کر پیوتے سُجا رہی تھی۔ کلیجہ ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہا تھا۔ دل کی ٹیس آگ پر کے پارے کو مات کر رہی تھی۔ وہ دوڑ دوڑ کر کبھی جدھشٹر کو گلے سے لگاتی تھی۔ کبھی بھیم سین کو چمٹا لیتی تھی۔ اگر ارجن کو ایک طرف سے سینے سے لگا لیا۔ تو دوسری طرف نکل وسہدیو کو۔ وہ اپنے پیارے کلیجے کے ٹکڑوں کا منہ دیکھتی اور اپنے کو کوستی تھی کہ ہے سارا قصور میرا ہے۔ میرے ہی سبب سے آج میرے بچوں کو یہ دن دیکھنا نصیب ہُوا۔ مَیں اُس وقت کیوں نہ مرگئی۔ میرے پران اُس وقت کیوں نہ نکل گئے۔ جب ست سرنگ سے سب کو لے کر بھی پرآئی۔ ہائے مَیں تو بے موت مرگئی۔ جب میرے بیٹے نظر سے اوجھل ہونگے تو زندگی کیسے رہیگی۔ اے پرمیشور کسی کی آئی مجھ کو آجائے۔ تو مَیں تیری قدرت کی قائل ہو جاؤں۔ اب پران رکھنے سے فائدہ ہی کیا۔ او آسمان مجھ پر پھٹ پڑ۔ او زمین شق ہو جا۔ بہت زندگی کا لطف اُٹھا لیا۔ اب زیادہ ہوس نہیں۔ ارے کرشن چندر دوارکا میں بیٹھے کیا کر رہے ہو۔ میرا بھی تم پر کچھ حق ہے۔ جہاں دروپدی کی لاج رکھی ہے۔ وہاں میری بھی بات رکھو۔ اور آرام سے خاک پر سلادو۔ اس کے سوا مَیں اور کچھ نہیں چاہتی +

ادھر کنتی ایک ایک بیٹے سے چمٹ چمٹ کر دھاریں مار مار کے رو رہی تھی اُدھر

پانڈو بے سرپرست ماں کے حال زار پر آنسو بہاتے تھے - ایک ایسا عالم حسرت و افسوس تھا - کہ دیکھنے والوں کے کلیجے پھٹتے تھے - بدرجی کے دل کی کیفیت اور ہی تھی - وہ لاکھ دل سنبھالتے تھے مگر نہ سنبھلتا تھا - اُنھوں نے مہارانی کنتی کے قدموں پر سر رکھ دیا - اور عرض کی کہ مہارانی تمہارے بچے قول ہار چکے ہیں - انہیں بن میں جانے دو - جانتی ہو کہ یہ میرے کیسے پیارے ہیں - میں بھی تیرہ برس چھاتی پہ پتھر رکھونگا کیونکہ دھرم کا نباہ دینا ہی لوک پرلوک بنانے والا ہے *

دھرم رہے تو سب رہے دھرم گئے سب جائے

ان کو دھرم کی راہ میں چلنے دو - دھرم سب کام سدھ کریگا - اب رہی جدائی اس کے لئے ہمارا تمہارا فرض ہے کہ زندگی کی دعا کریں - زندگی کے لئے تیرہ برس کیا سو پچاس برس بھی کچھ دور نہیں - آپ ان سب کو جانے دیجئے - مجھ پر ہاتھ رکھئے - آپ کو میں ماتا سے بڑھ کر سمجھونگا اور آپ مجھے اپنے کلیجے کے ٹکڑوں کی طرح سمجھیں - تیرہ برس جنگل میں پھرنا دل لگی نہیں - آپ کو تو پانڈو سر آنکھوں پر رکھینگے کیسی حالت میں تکلیف نہ ہونے پائیگی - مگر ڈر یہ ہے کہ کورو جب پتہ لگائینگے - نشان ڈھونڈینگے ایسی حالت میں ممکن ہے کہ آپ کی ہمراہی سے وہ اپنے آپ کو پوشیدہ نہ رکھ سکیں - اور پھر تیرہ برس کا بن باس اور نصیب ہو اسی طرح ہمارے پیارے بھتیجوں کی عمر ہی صحرا نوردی کے سوا راج پاٹ کا سکھ نہ دکھا سکے - اس لئے میں ہاتھ جوڑ کر کہتا ہوں کہ آپ یہیں رہیں - بیٹوں کے حق میں دعائے خیر کریں اور سب کو جانے دیں *

مہارانی کنتی کا دل تڑپ رہا تھا - کلیجے کی ٹیسیں دم بھر کا رہی تھی - وہ کبھی ایک بیٹے کو دوڑ کر گلے سے لگاتی تھی - اور کبھی آنکھوں میں اندھیرا آجانے سے دوسرے بیٹے کو کلیجے سے لگاتے ہی غش کھا کر گر جاتی تھی *

پانڈو صادق القول تھے - یہ اپنی بات سے ہٹنے والے کہاں - جس طرح بنا ماتا کنتی کو سمجھا بجھا کر دھارس دے کر جنگل کو روانہ ہوئے - اور مہارانی

کنتی کو بدر جی کے پاس چھوڑا۔ یہ موقع عجیب درد انگیز تھا۔ تمام راج پاٹ ہارے ہوئے پانڈو جانی دشمن کے پہنچائے صدموں اور اپنی ندامتوں کا خیال دل میں جمائے ہوئے اُس دن کو یاد کر رہے ہیں۔ جب زمانہ آستانِ دولت پر سرجھکائے ہوئے تھا۔ جن بازوؤں نے تمام روئے زمین کے زبردست سے زبردست راجوں مہاراجوں کی چولیں ڈھیلی کر کے راجسو یہ یگیہ کو اس خوبی سے انجام کو پہنچایا کہ کوئی بھنگا بھی بھنک نہ سکا کوئی مکھی بھی نہ بھنبھنائی آج وہ بازو شہبازوں کے پروں کی طرح دھرم کے ڈورے میں بندھے ہیں۔ طاقت پرواز تو ہے۔ مگر مجبور ہیں کہ ڈورے سے پر جکڑے ہوئے ہیں۔ راجہ جدشٹر کو کچھ تو ضابطہ کچھ اپنی غلطی پر نادم وہ دل میں سوچتے تھے کہ ہائے میری بدولت میرے بھائیوں کا یہ حال ہُوا۔ میرے ہی سبب سے مہارانی دروپدی پر یہ ظلم و ستم ہوئے اور اب میری ہی وجہ سے میرے پیارے بھائی راج کے سکھوں سے محروم ہو کر بن باس کے زمانے میں میری رفاقت اختیار کئے جاتے ہیں۔ ہائے جس ماتا نے دن کو دن رات کو رات نہ سمجھ کر ہمیں اتنا بڑا کیا۔ آج ہم اپنی بے سعادتی سے اس کو تیرہ برس کے واسطے تنہا چھوڑتے ہیں۔ اس دردناک نظارے کو الفاظ میں دکھا دینا قلم کا کام نہیں۔ ہر شخص اپنے کلیجے پر ہاتھ رکھ کر خود اندازہ کر سکتا ہے کہ ماں بیٹوں کی جدائی کے وقت ماں کا کیا حال ہوتا ہے اور سعادتمند بیٹے کے دل کی کیا کیفیت ہوتی ہے۔ نالائقوں کا ذکر نہیں ؛

پانڈووں نے نہایت مجبوری سے چھاتی پر پتھر رکھ کر ماتا کنتی کو بدر جی کے پاس چھوڑا۔ اور ماتا کنتی نے منہ پیٹ پیٹ کر بال نوچ نوچ کر چھاتی کوٹ کوٹ کر کلیجے کے ٹکڑوں کو کلیجے سے جدا ہونے کی اجازت دی۔ شہر میں کہرام تھا۔ اور گلی گلی میں ماتم عام کہ ہائے لائق پانڈو تیرہ برس کے لئے بن باس جاتے ہیں ؛

پانڈو ماتا سے رخصت ہو کر دروپدی کو لئے ہوئے چل دئے جو دیکھتا تھا

وہ روتا تھا۔ کہ جن کے قدموں کے نیچے آنکھیں بچھتی تھیں۔ جن کے تلووں کو پھولوں کے سوا خاک کے ذرے سے شناسائی تک نہ تھی وہ آج پیدل چلے جاتے ہیں۔ واہ رے انقلاب زمانہ اور نیرنگی فلک +

جس وقت راجہ دھرتراشٹ نے سنا کہ پانڈو دنیا پر لات مار گئے تیرہ برس تک صحرانوردی اختیار کی تو کلیجہ ہل گیا۔ دل اُمنڈ پڑا آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ بدرجی کو فوراً بلایا اور پوچھا کہ پانڈو کہاں ہیں +

اس کا جواب یہی تھا کہ وہ اپنا دھرم پالنے قول نباہنے کے لئے تیرہ برس کے واسطے صحرانوردی کو روانہ ہو گئے +

بدرجی کے جواب پر دھرتراشٹ حیران ہو گیا۔ اور بولا کہ آخر کیسے گئے۔ کچھ سازو سامان۔ کچھ زادراہ کچھ توشۂ سفر +

بدرجی۔ نہ زادراہ ہے نہ توشۂ سفر۔ فقط ہاتھ پاؤں پر تیرہ برس کی جلاوطنی گوارا کی ہے۔ جہاں تک میں جانتا ہوں ایک جھنجی بھی پاس نہیں

راجہ دھرتراشٹ۔ تو آخر گئے کس حالت سے ہیں +

بدرجی۔ راجہ جدھشٹر تو اپنا منہ ڈھانپے ہوئے گئے ہیں +

راجہ دھرتراشٹ۔ یہ کیوں اس کا سبب +

بدرجی۔ آپ جانتے ہیں کہ راجہ جدھشٹر دھرم کا سروپ ہے دھرم کی طاقت چھپی نہیں۔ اگر وہ منہ ڈھانپ کر نہ جاتے تو ممکن تھا کہ ہزاروں راہ چلتے جل بجھ کر رہ جاتے۔ جدھشٹر نے منہ ڈھانپ کر عوام پر احسان کیا۔ ورنہ جس طرف نظر اُٹھتی۔ ایک آگ کا شعلہ اسی طرف انگارے سے سلگا دیتا +

راجہ دھرتراشٹ۔ اور دروپدی کہاں ہے +

بدرجی۔ دروپدی بھی پانڈووں کے ساتھ گئی +

راجہ دھرتراشٹ۔ اس نے کچھ زیور و لباس ساتھ لیا یا نہیں +

بدرجی۔ کچھ بھی نہیں۔ کیا زیور کیا لباس سب اُس نے کوروں کے حوالے کیا۔ وہ اپنے سر کے بالوں سے منہ ڈھانپے ہوئے گئی ہے۔ جس

کا اشارہ یہی ہے کہ جس طرح آج وہ چہرے پر بال بکھیرے جا رہی ہے۔ اسی طرح چودھویں برس کورو خاندان کی عورتیں اپنے خاوندوں کے غم میں بال بکھیرے ہوئے گھروں سے روتی پیٹتی نکلینگی +

راجہ دھرتراشٹ۔ اور کوئی بھی ساتھ ہے +

بدُرجی۔ ہاں دھوم رشی بھی ہاتھ میں کُشا لئے شام وید کی رچائیں دمنتر پڑھتے چلے جاتے ہیں +

راجہ دھرتراشٹ۔ اس سے غرض اس کا مطلب +

بدُرجی۔ غرض اور مطلب کا پوچھنا کیا۔ خلاصہ مطلب ظاہر ہے کہ جس طرح کوروں نے پانڈووں کا ستیاناس مارا ہے۔ اسی طرح چودھویں برس پانڈو کوروں کو چاپر کریں۔ دُھرے اُڑائیں۔ چر سا نکالیں +

راجہ دھرتراشٹ۔ بھائی یہ تو بڑی خراب بات ہوئی +

بدُرجی۔ میں نے آپ کو پہلے ہی مطلع کیا تھا روکا تھا۔ مگر آپ نے لڑکوں کے بہکانے سے اونچ نیچ نہ سمجھی۔ اب کیا ہوتا ہے۔ تیر کمان سے نکل گیا۔ گو یہ کہنا گستاخی ہے کہ آپ بڈھے ہو گئے۔ آپ جوانوں کی عقل کو نہیں سمجھ سکتے۔ مگر میں اس کلمۂ بے ادبی کی معافی مانگتا ہوں کہ آپ نے عمر بھر کی ناموری مٹی میں ملا دی جوئے کے لئے بلا کر اپنے نام پر وہ دھبہ دگایا جو اُس وقت تک مٹنے والا نہیں۔ جب تک دنیا قائم ہے۔ جوئے کے لئے بلانا۔ چھل کپٹ جعل فریب کرنا آپ کے نزدیک کچھ بات نہ ہو۔ مگر میں جہاں تک خیال کرتا ہوں۔ اس کا نتیجہ ایسا خونخوار ہوگا۔ جس کی نظیر دنیا میں مل ہی نہ سکیگی۔ آپ چاہے بُرا مانیں مگر میں خوشامدی نہیں۔ ہاں میں ہاں ملانا نالائقوں کا کام ہے۔ چاپلوسی پر لعنت بھیجتا ہوں۔ ایمان کی کہنے میں جان بھی چلی جائے تو باشد۔ کھری کہنا اپنا دھرم سمجھتا ہوں اس لئے میرا قول ہے کہ

کورو اپنی موت کا بیج بو رہے ہیں۔ چودھویں برس میں یہ بیج درخت ہوگا۔ اُس وقت سب پھل پھینکینگے اور اسی درخت کی لکڑیوں پر سوخت

ہونگے۔ کچھ آپ کو سُنائی دیتا ہے کہ کیسی کیسی منحوس آوازیں کانوں کے پردے پھاڑ کر دلوں کو ہلا رہی ہیں۔ اوج ہوا پر گدھ چیل کوے چیخ رہے ہیں۔ زمین پر گیدڑوں کی آواز آ رہی ہے۔ کیا یہ سب علامتیں بے اثر ہیں۔ ان کی تاثیر اوپر جانے والی نہیں۔ میری رائے میں کوروں کی تباہی کی پیشینگوئی ان سے بڑھ کر اور کیا ہوگی۔ قدرت کی طرف سے ہم کو خبر دی جا رہی ہے۔ کہ انقلاب عظیم سے ہوشیار اور ماتم عام کے لئے تیار رہو۔

یہاں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ دفعتہً نارد جی وارد ہوئے۔ ان کے ساتھ بہت سے رشی مہرشی تھے۔ ان کی آمد پر بڑے تپاک سے استقبال ہُوا۔ سر آنکھوں پر جگہ دی گئی۔ جب نارد جی سنگھاسن پر بیٹھے۔ تو اُنہوں نے یوں زبان سے گوہر افشانی کی۔

راجہ دھرتراشٹ تم ایسے عقلمند جہاندیدہ۔ سرد و گرم زمانہ چشیدہ۔ دھرم میں نامی۔ مآل اندیشوں میں گرامی اور افسوس کہ عمر بھر کا نام ذرا سی بات میں مٹا دیا۔ پانڈو ایسے لائق ان کے ساتھ ایسی واہیات کرتوت کچھ شک نہیں کہ تمہارے خاندان پر آفت آئے بغیر نہیں رہ سکتی سارا کنبہ سمجھ لو۔ کہ کٹنے ہی کو ہے۔ ادھر چودھواں سال آیا۔ ادھر ارجن مہارتھی اور بھیم سین مہا پراکرمی کے ہاتھوں سب کورو خاک و خون میں ملینگے۔ بِدُر جی نے لاکھ سمجھایا۔ مگر تمہاری سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ تم نے کسی کا کہنا نہ مانا۔ صرف دریودھن کی بات پر عمل کیا۔ سمجھ لو کہ تباہی کا تخم بو گیا۔ جدھشٹر کے ساتھ جُوا کھیلنا تباہی کی جڑ تھا۔ اب بیخ و بن سے خاندان کے اُکھڑنے میں فرق نہیں۔ بھلا جوئے میں کوئی ایسی بھی حرکت کرتا ہے۔ جس سے ایک فریق کھلی ڈال کر لوٹ لیا جائے جدھشٹر ایسے دھرماتما کے ساتھ جعل فریب کرنا ایک دن ایسا رنگ لائیگا کہ سب راج پاٹ چوپٹ ہو جائیگا۔ اب بھی کچھ نہیں گیا جدھشٹر ابھی دور نہیں اگر خاندان کی عافیت چاہتے ہو تو پانڈوں

کی دلجوئی کرو۔ لڑکوں سے کہو کہ معافی مانگیں اور دلشکنی کی تلافی کریں۔
اگر نہیں منظور تو تم جانو اور تمہارا کام ۔

سمجھانے سے ہم کو تھا سروکار ۔ اب مانو نہ مانو تم ہو مختار ۔

یہ کہکر نارد جی تو رشیوں منیوں کے ساتھ نظر سے غائب ہو گئے۔ یہاں دھرتراشٹر کو اونچ نیچ نظر آنے لگی۔ اور وہ اس فکر میں غلطان پیچاں ہوا۔ کہ اب کیا کیا جائے۔ نارد جی کی گفتگو دریودھن دوشاسن سن چکے تھے وہ گھبرائے ہوئے درونا چارج کی خدمت میں گئے اور درخواست کی کہ مہاراج اب آپ ہی پناہ دینگے تو کام بنیگا جان بچیگی +

درونا چارج۔ جتنے رشی اور برہمن ہیں۔ یہی اڑاتے ہیں کہ پانڈوؤں کو آدمی نہیں مار سکتا۔ سب کوروں ہی کی ناش ناش پکارتے ہیں۔ کچھ دل لگی نہیں کہ پانڈو دھرتراشٹر کے بیٹوں کو مار ڈالیں۔ جب تک میرے دم میں دم ہے کوروں کی حفاظت کرونگا۔ پانڈو تیرہ برس کے لئے تو بن کو گئے۔ واپسی پر عوض ضرور لینگے۔ جب میں نے راجہ دروپد کو ارجن کے ہاتھ سے گرفتار کرا لیا تو دروپد نے سخت زک اٹھائی۔ مجھ سے عوض لینے کے لئے یگیہ کیا۔ یگیہ میں اگن کنڈ سے درشٹ دمن کی پیدائش ہوئی یہ دروپدی کا بھائی پانڈوؤں کا سالا ہے۔ مجھے ضرور میدان کارزار میں قتل کریگا۔ پھر اپنی حفاظت کے تم خود ذمہ وار ہو گے۔ اے دریودھن تم نے کیا بہت برا۔ کوروں کی خیریت نہیں۔ اب تمہارا راج پاٹ چار دن کی چاندنی ہے۔ اس سے بہتر ہے پانڈو مان سکیں تو منالو +

دریودھن درونا چارج کی باتوں سے اور کانپ اٹھا۔ اس نے بدر جی سے استدعا کی کہ آپ جلدی تیز رو رتھ لیکر جائیے اور راجہ جدھشٹر وغیرہ کو لے آئیے معافی کے میل کریں۔ بدر جی نے پانچ رتھ پانڈوؤں کے پاس بھیجے لیکن وہ رتھوں پر سوار ہو کر مہارانی دروپدی اور پروہت کو ہمراہ لئے ہوئے آگے چل دئے اُلٹے نہ پھرے +

ادھیائے ۲۳

راجہ جدھشٹر وغیرہ پانچوں پانڈووں کی روانگی صحرا کے بعد راجہ دھرتراشٹ کا افسوس۔ نتیجے سے اندیشہ سنجے کی گفتگو

جب پانڈو فقیرانہ لباس پہنکر صحرانورد ہوئے تو راجہ دھرتراشٹ کی آنکھیں کھلیں۔ اُنہوں نے دریودھن دوشاسن کرن شکنی کی نالائقیوں پر آنسو بہائے۔ پانڈووں کے صبر و تحمل پر دل واہ واہ کرتا تھا۔ ان کی خاموشی کے ساتھ بن میں چلے جانے سے خیال ہوتا تھا۔ کہ چُپ کی داد ضرور ایشور دیگا۔ نہ جانے ان کا صبر کس کس پر پڑے۔ ہائے کیا غضب ہے کہ راجہ درو پد کی راجکماری پانڈووں کی پیاری مہارانی دروپدی کو دوشاسن بال پکڑ پکڑ کر گھسیٹے بھری سبھا میں اس سرمایۂ حُسن وخوبی کو مادر زاد برہنہ کرنے میں رہ ہی کیا گیا تھا۔ جو پنچ کنیاؤں میں افضل مانی جا رہی ہے۔ او نالائق دوشاسن تو نے بڑا ہی خراب کام کیا ایسی بدعنوانی کسی راج میں نہ سُنی گئی ہوگی۔ ہائے دروپدی منتیں کرتے کرتے ہار گئی۔ ہاتھ جوڑتے جوڑتے تھک گئی کسی کے منہ سے اس کے سوال کا جواب نہ نکلا۔ ایسی زیادتی ایسی ناانصافی کمبخت بیٹوں نے بڑھاپے میں میرے منہ پر سیاہی لگائی۔ یہ کلنک کا ٹیکا میرے ماتھے سے کون مٹا سکتا ہے۔ میں نے سمجھ لیا کہ بس کورو خاندان کچھ دنوں کا مہمان ہے۔ بھرت بنسیوں کے آخری دن قریب آگئے کیا راجہ دھرتراشٹ۔ کیا بھیشم پتامہ اور کیا بدُرجی سب کو یکساں رنج تھا۔ سب دریودھن وغیرہ کو لعنت ملامت کرتے تھے اور ہر ایک کی زبان پر یہی پیشینگوئی تھی۔ کہ آج کا واقعہ زمین و آسمان

زیر و زبر کئے بغیر رہنے کا نہیں۔ پانڈو چودھویں برس پھریں اور کورو خاندان نیست و نابود ہُوا ❊

سبھا میں بیٹھے ہوئے راجے پچھتاتے تھے۔ کہ ہماری شامت ہمیں ناحق یہاں لائی نہ آتے نہ یہ انتہا کا شہدہ پن دیکھتے دریودھن نے اپنی نالائقیوں سے ہم کو بھی داخلِ گناہ کر دیا۔ اس کے ڈر اور لحاظ کے مارے ہم بھی ایمان کی نہ بول سکے۔ اس کا اجر ہمیں ضرور ملیگا۔ جس وقت نتیجے کا خیال آتا تھا خوف کے مارے بوٹی بوٹی کانپ کانپ جاتی تھی۔ اوسان خطا ہو جاتے تھے اور بس یہی معلوم ہوتا تھا کہ اب زمین پھٹی اب آسمان سر پر ٹوٹا۔ راجہ دھرتراشٹ رنج میں ڈوبے ہوئے ٹھنڈی سانسیں بھر رہے تھے۔ چہرے پر ہوائیاں چھوٹ رہی تھیں کہ سنجے وارد ہُوا راجہ کو افسردہ دیکھ کر پوچھا ❊

جہاں پناہ خیریت تو ہے۔ نصیب دشمناں مزاج ناساز معلوم ہوتا ہے ❊

دھرتراشٹ۔ ناساز کیا معنے۔ ناساز ہی تو اچھی تھی۔ یہ سمجھو کہ میرا دم اُکھڑا جاتا ہے۔ روح فنا ہو رہی ہے۔ کیا آج کا واقعہ تم نے نہیں سُنا دریودھن اور دوشاسن وغیرہ نے کیسی نالائقی کی ہے۔ نالائق حرکت کیا ہوں کیوں نہ کہوں کہ سارے خاندان کے مٹانے کے لئے سوتی بھڑیں جگا دیں۔ اور خود ہی سانپ کے منہ میں اُنگلی دی ہے۔ جب ایسا ادھرم ہو تو پھر تباہی اور بربادی میں کیا شک ❊

سنجے۔ مہاراج۔ مَیں کیا عرض کروں۔ سارے ہستناپور میں تھُو تھُو ہو رہی ہے کان نہیں دئے جاتے۔ فعل نالائقوں کا تھا۔ مگر آپ پر بھی تھپڑی بج رہی ہے جو ہے آپ ہی کو بُرا بھلا کہتا ہے کہ واہ راجہ دھرتراشٹ نے خود ہی دھرماتما بھتیجوں کی ترقی دیکھی نہ گئی۔ وہ خود ہی چاہتے تھے کہ پانڈو مٹ جائیں نہیں تو انہیں اندرپرستھ سے بلانے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ بیٹوں کو روکتے تو کس کی مجال تھی۔ کہ ایسی ایسی حرامزدگیاں

کرتے - بیشک آپ سے بھی غلطی ہوئی - آپ کو ضرور روک دینا تھا - کہ کیا واہیات کرتے ہو - آپ کی آنکھوں کے سامنے جوئے میں جعل فریب ہو - دروپدی جھوٹے ٹکے پکڑ پکڑ کے گھسیٹی جائے - اس کو ننگا مادرزاد کرنے کے لئے زور مارے جائیں - اور آپ بیٹھے دیکھیں تو دنیا الزام نہ دے ہائے ہزار غیر مردوں میں پرائی عورت اور کون عورت راجہ دروپد کی بیٹی پانڈووں کی رانی آپ ہی کی ہو ننگی کی جائے ڈوب مرنے کی بات ہے نہ اپنی شرم رہی نہ غیر کی لاج - اس سے بڑھ کر بے حیائی اور کیا ہو سکتی ہے - دروپدی کے ننگے کرنے میں کس نے کسر چھوڑی مگر دھرم اُس کی طرف تھا - اس نے بیکس کی لاج رکھی - کورو غیرت دار ہوتے تو اُسی وقت قدم چھو کر معافی مانگ لیتے اور پھر منہ سامنے نہ کرتے +

آپ سب کی تو یہ غیرت کہ دروپدی کی یہ درگت اور کوروں کی یہ شرارت بیٹھے دیکھیں - وہاں جس وقت دروپدی کے بال کھینچے جاتے تھے - سارے رنواس میں کہرام تھا - مہارانی گاندھاری منہ پیٹ رہی تھی - کہ ہائے یہ کیا غضب ہے - آپ کی تمام بہوئیں سر دھن رہی تھیں - کہ ارے یہ کیا ہو رہا ہے - ہیں دروپدی پر یہ ظلم - بس کوروں کے دن پورے ہو گئے - مجھے تو حیرت یہ ہے کہ خیر آپ نہ بولے تھے تو بھیشم پتامہ کو کیا ہو گیا - وہ سب کے کان پکڑتے اور روک دیتے کہ خبردار ایسا نہ کرنا - مگر میں دیکھتا ہوں کہ سارا آوے کا آوا اور نیل کا ماٹ ہی بگڑ گیا - سمجھ پر پتھر پڑتے ہیں - مگر اس طرح نہیں اب بھی غنیمت ہے کہ پانڈووں کو بلائیے - سب سے معافی منگوا کر میل کرا دیجئے نہیں تو نتیجہ بُرا ہوگا +

آپ جانتے ہیں کہ سری کرشن جی پانڈووں کے طرف دار ہیں اور کیوں نہ عزیز ٹھہریں - راجہ جدھشٹر کا دھرم کرم دیکھئے بھیم ارجن کے چال چلن پر نظر کیجئے - نکل و سہدیو کی روش کا خیال کیجئے -

کیسے نیک افعال اور خجستہ خصال ہیں۔ جب وہ یہ واقعہ سنینگے تو مجھے ڈر ہے کہیں جوش غضب میں کورو خاندان کی جڑ بنیاد نہ مٹا ڈالیں۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ جس وقت جوئے کے جعل فریب مہارانی دروپدی کی بےعزتی اور پانڈوؤں کی آوارہ گردی کا حال سنینگے تو کان نہ ہلائینگے۔ دم نہ مارینگے مہاراج دیکھ لیجئیگا۔ کہ ایک ایک کورو کی تکا بوٹی ہو گی۔ لاشیں چیل کووں کے کھائے نہ کھائی جائینگی۔ ہستناپور اُلٹ پلٹ ہو جائیگا۔ برہما بھی کسی کو بچا نہ سکینگے۔ اس سے میری رائے ہے کہ آپ پانڈوؤں کو بلا لیں اُن کی موجودگی میں کرشن چندر جی کا غصہ رُکا رہیگا۔ راجہ جدھشٹر اُنہیں سمجھا بجھا دینگے۔ اس کے سوا اور بچاؤ کے لئے مفید تدبیر نہیں آئندہ جو آپ کی مرضی۔ راجہ دھرتراشٹ یونہی ہکا بکا ہو رہا تھا۔ سنجے نے اور بھی جان خشک کی۔ وہ لاکھ عقل لڑاتا تھا۔ سوچتا تھا کہ کیا کروں مگر کچھ بنائے نہ بنتی تھی۔ وہ ہاتھ ملتا تھا کہ بڑی غلطی ہوئی +
لیکن اب پچھتائے ہوت کیا جب چڑیاں چُگ گئیں کھیت

سبھا پرب ختم ہُوا

مہابھارت

حصۂ سوئم

بن پرب

رقم ہے تذکرہ اب پانڈووں کی نامرادی کا وطن کے ہجر کا تیرہ برس کی دشت گردی کا

ادھیائے ۱

راجہ جنمیجے کا واقعات گذشتہ پر سوال بیشم پائن کا جواب

راجہ جنمیجے نے جس وقت جوئے کی ساری سرگذشت سُنی وہ دنگ رہ گیا کہ ہیں۔ بھائیوں بھائیوں کا ایسا خون سفید۔ اس طرح گوشت ناخن سے جُدا ایک خاندان میں یہ تحقیر کا فضیحتی۔ نہ اپنی ناک کی لاج نہ ڈاڑھی مونچھ کی شرم۔ ایسے ہی ایسے خیالات کی اُلجھن میں جنمیجے نے بیشم پائن جی سے سوال کیا۔ کہ مہاراج قمار بازی۔ راجہ جدھشٹر کی ہار۔ دوشاسن کی شیطنت۔ دھرماتما پانڈووں کی صحرا نوردی کے واقعات سنکر مجھے حیرت ہے کہ بھیشم پتامہہ جی ایسے واجب التعظیم بزرگ۔ دروناچارج ایسے مقدس گرو اور بدر جی ایسے گیان کی مجسم تصویر سب نے سب آنکھوں سے دیکھا کانوں سے سُنا کئے اور

کچھ روک ٹوک نہ کی یہ معاملہ کیسا؟

بھیشم پاٹن۔ ایشور کی مرضی کے سامنے کسی کا کچھ بس نہیں۔ مشیت سے قابو نہیں چلتا۔ ہونہار ٹالے سے نہیں ٹلتی۔ شدنی کسی کے مان کی نہیں۔ بھیشم پتامہ جی کو مرتے دم تک افسوس رہا کہ ہائے میری زندگی میں میری ہی آنکھوں کے سامنے یہ سب اندھیر ہوا اور میں کچھ نہ کر سکا۔ مگر اب پچھتانے سے کیا ہوتا تھا۔ بوند کا چوکا گھڑے لنڈھاوے تو کیا ہوتا ہے۔ جب چڑیاں کھیت چگ گئیں تو پھر کیا رہ گیا۔ مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید کلۂ خود باید زد بھیشم پتامہ ایسے مہاتما ہر وقت ہاتھ ملتے افسوس کرتے اور پچھتاتے تھے کہ ہائے دریودھن کے کھانے کی تاثیر نے میرا زندگی بھر کا کیا دھرا مٹی میں ملا دیا۔ بھیشم جی کے اس اظہار افسوس اور کلمات تاسف کے دلوں پر اثر کرنے والے پہلو آگے چل کر موقع پر دکھائے جائینگے +

یہاں اب اُن راہ نوردان بادیۂ ناکامی کا ذکر کیا جاتا ہے جو تاج شہنشاہی پوشاک عالم پناہی اُتار کر مانتھے پر کھور ملے جسم پر بھبھوت لگائے مرگ چھالا اوڑھے ہوئے ہستناپور سے شمالی جنگلوں کے کانٹے کوس کاٹنے کو اُن آراستہ رتھوں پر جا رہے ہیں۔ جنہیں دریودھن کے حکم سے بدرجی نے روانہ کیا تھا جس وقت یہ صحرا نوردِ عالمِ عُسرت ہستناپور سے باہر ہوئے لشکرِ غم جلو میں اور ہجوم آلام ہمرکاب ہُوا۔ رفیقوں میں اگر کوئی ساتھ تھا تو چترسین ایسے پندرہ جاں نثار اور اُن کے عیال و اطفال اِس وقت شہر میں کہرام تھا۔ ہر طرف دھرتراشٹ اور بھیشم پتامہ پر لعن طعن کی بوچھاڑ ہو رہی تھی۔ خاص و عام پکار پکار کر کہہ رہے تھے کہ جس راج میں ایسا اندھیر ہو وہاں رہنا کیا۔ جب دھرم اوتار مہاراجہ جدھشٹر ہی نہیں تو پھر ہمارا یہاں کون۔ ہمیں اندھیر نگری میں رہنے سے واسطہ۔ جہاں مہاراجہ جدھشٹر نہیں وہاں بیکنٹھ بھی نرک سے زیادہ دکھائی ہے۔ جہاں دھرماتما مہاراج جدھشٹر ہوں۔ وہ جنگل پرخار بھی ہمارے لئے گلزار ہمیشہ بہار ہے۔ اے ہستناپور تجھ سے رخصت ہوتے ہیں۔ تیرا

آب و دانہ ہم لوگوں کے موافق نہیں رہا +

بلبل نے آشیانہ چمن سے اٹھا لیا
اپنی بلا سے بوم رہے یا ہما رہے
جب تھے گلزار میں ہم زینت گلزار رہے
ہمیں پروا نہیں اب گل رہے یا خار رہے
در و دیوار پر حسرت سے نظر کرتے ہیں
رخصت اے اہل وطن ہم تو سفر کرتے ہیں
ہمصفیران چمن تم تو کرو سیر و بہار
ہم بھی آنکلینگے جب اپنی رہائی ہوگی

ان اشعار کے مضامین سے تارک الوطنی کا اشارہ کرتے ہوئے باشندگان ہستناپور مہاراجہ جدھشٹر کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو گئے اور آنکھوں سے آنسو بہاتے ہوئے یک زبان و متفق اللفظ ہو کر بولے +

مہاراج یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ آپ ہم لوگوں کو بے سرپرست چھوڑ کر چلے جائیں ہم لوگوں سے یہ قدم نہیں چھوٹ سکتے آپ ہم کو اندھیر نگری میں چھوڑے جاتے ہیں کیا یہ آپ کو لازم ہے۔ جو آپ کا نہ ہوا اُس سے ہمیں اُمید کیا۔ آپکے جاتے ہی یہاں ادھرم کی عملداری بد افعالی کی گرم بازاری ہوگی پھر آپ ہی سوچئے کہ ہمارا گزارہ کیونکر ممکن ہے۔ بے دھرم راجہ کی عملداری میں ان جل کرنیوالا بھی ادھرمی ہو جاتا ہے۔ اسی سے ہم لوگ بھی تمام زندگی کی آسائشوں کو جلاوطنی پر قربان کرنیکے لئے حاضر ہیں +

ہم بھی ہمراہ ہیں سایہ کی طرح
ساتھ جائینگے جدھر جائیگا

راجہ جدھشٹر۔ آپ سب صاحبوں کی محبت کا شکریہ مگر ذرا غور کیجئے میں ہستناپور اُجاڑنے کے لئے بن باس اختیار نہیں کرتا بلکہ آباد رکھنے کے لئے۔ اگر یہ خیال نہ ہوتا تو اس وقت تک اینٹ سے اینٹ بج چکی ہوتی۔ ہزاروں گھروں میں کوئی چراغ جلانے والا نہ دکھائی دیتا مگر نہیں مجھ کو بزرگوں کے قائم کئے ہوئے راج پاٹ کا خیال ہے میں مہاراجہ ہستی اپنے بزرگ خاندان کی راجدھانی کو اُجاڑ دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ ہم پانچ بھائیوں اور رانی دروپدی کے بن باس سے دنیا سونی نہیں ہوتی تیرہ برس باتوں میں گزر جائینگے۔ آپ لوگ نہ گھبرائیں۔ دیکھئے ہمارے دادا بھیشم پتامہ ہمارے گرو درونا چارج وکرپا چارج ہمارے چچا مہاراجہ دھرتراشٹ و ودر رہی ہماری والدہ معظمہ مہارانی کنتی سب

یہاں موجود ہیں اس کے علاوہ ہمارے چچازاد بھائی برہمنوں کی تقریر کا
بھی حکومت کے ڈنکے بجا رہے ہیں +
راسی مقام پر ٹھہر گیا۔
پھر آپ سب کو اتنی فکر کیوں ۔ اگر آپ کو بھی ہمراہ تھا اس نے راجہ
فی الحقیقت آپ کو جوش وفاداری ہے +
اور میری ماتا کنتی کی ایسی دلجوئی کیجئے اس کا رنج فضول ۔ سمجھ لیجئے پریشور
شکریہ ادا کروں اور تب سمجھوں کے جائے اور دروپدی کو دکھ اٹھانا پڑے
اب میں آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کوئی بات آپ سے پوشیدہ نہیں۔
میرے بزرگوں کی خدمتگزار اسن ۔ پرانایام ۔ پریتہار ۔ دھارنا ۔ دھیان
مجھے رخصت کریں ۔ زنا علم ہے ۔ آپ دھرم پتر ہیں ۔ برہم گیانی ہیں ۔ آپ
گوارا شہر نے غرض ۔ دیکھئے راجہ جنک نے دل کو قابو میں کرنے
نہ چھوڑے رکھنے کے لئے کیسے مختصر اصول بتائے ہیں چنانچہ
بہت کچھ سمجھ ہو ڈانواں ڈول نہ ہونے دیجئے +
کے وقت گنگا دنیا میں انسان کو دو طرح کی تکلیفیں ہوتی ہیں ایک مانسی
اُتارا ۔ اب روحانی ۔ دوسری دیہک یعنی جسمانی ۔ جسمانی تکلیف کی
کچھ لہرائی تھیں ۔ بیادھ یعنی تکلیف ۔ انشٹ بھوگ صدمہ مفارقت ۔
بعد ویکھو رمحنت ۔ کسنگت انجام صحبت بد ۔ مانسی دکھ سے مراد وہ
لئے ہوتے ہے جو دل میں کسی بات کی فکر یا اندیشہ وغیرہ سے پیدا ہو ۔
اشنے دونو میں سے جسمانی تکلیف تو دوا دارو سے دور ہوتی ہے روحی قلبی
یا روحانی تکلیف اس کا علاج صرف یہی ہے کہ انسان ضابطہ وتحمل ہو کر
عمدہ عمدہ کتھائیں سنکر طبیعت بہلائے اور جس طرح جسمانی دکھ لذات دنیا
سے دور ہوتے ہیں اُسی طرح روحانی دکھ کو ذائقہ عقبےٰ اسے زائل کردے۔
غور کیجئے کہ آگ کی طرح لوہے کو لال کرکے پانی میں بجھانے سے کیسا ابال
اُٹھتا ہے مگر پھر لوہا ٹھنڈا ہو جاتا ہے ۔ اسی طرح انسان کے جسم میں
کوئی دکھ پیدا ہو کر اُس کے دل کو انگاروں پر لٹاتا ہو تو بھی واجب ہے
کہ اُس کو گیان کے پانی سے ٹھنڈا کرے ۔ موہ اور محبت بھی روحانی

ادھیائے ۲

برہمنوں کی رفاقت - جنگ گیتا

برہمنوں کی منڈلیاں ہمراہی و رفاقت
س کوڑی کمر میں پیسہ نہیں - اپنا
کیسے ہوگی - اس لئے انہوں
لوگ ناحق تکلیف فرما
منے ہے - میں اب
وابدن پر اور کچھ
مجھے اس دکھ
رومی بچوں کا

ب اپنی قسمت
پ ہمارے

سنائینگے اور بھلا چیتینگے - راجہ جدھشٹر کے دل پر برہمنوں کی تقریر کا اثر ہُوا اس کو راضی برضا ہوتے ہی بننا پڑا - اور اسی مقام پر ٹھہر گیا - اس موقع پر ایک برہم گیانی برہمن سونک بھی ہمراہ تھا اس نے راجہ جدھشٹر کو فہمائش کی کہ :-

مہاراج جو کچھ ہونا تھا ہوگیا اب اس کا رنج فضول - سمجھ لیجیے پرمیشور کی مرضی یہی تھی کہ راج ہاتھ سے جائے اور دروپدی کو دُکھ اُٹھانا پڑے آپ دھرم کی تمام باریکیاں سمجھتے ہیں کوئی بات آپ سے پوشیدہ نہیں - اشٹ کرم یعنی سنجم - نیم - آسن - پرانایام - پرتیہار - دھارنا - دھیان - سمادھی کا آپ کو بخوبی علم ہے - آپ دھرم پُتر ہیں - برہم گیانی ہیں - آپ کو فکر و تردد سے کیا غرض - دیکھئے راجہ جنک نے دل کو قابو میں کرنے اور اختیار میں رکھنے کے لئے کیسے مختصر اصول بتائے ہیں چنانچہ سنئے اور دل کو ڈانواں ڈول نہ ہونے دیجئے :-

جنک گیتا - دنیا میں انسان کو دو طرح کی تکلیفیں ہوتی ہیں ایک مانسی یعنی قلبی و روحانی - دوسری دیہک یعنی جسمانی - جسمانی تکلیف کی چار قسمیں ہیں - بیادھ یعنی تکلیف - انشٹ بیوگ صدمہ مفارقت - شرم آزار محنت - کشنگت انجام صحبت بد - مانسی دکھ سے مراد وہ تکلیف ہے جو دل میں کسی بات کی فکر یا اندیشہ وغیرہ سے پیدا ہو - ان دونوں میں سے جسمانی تکلیف تو دوا دارُو سے دور ہوتی ہے روحی قلبی یا روحانی تکلیف اس کا علاج صرف یہی ہے کہ انسان ضابطہ و متحمل ہوکر عمدہ عمدہ کتھائیں سُنکر طبیعت بہلائے اور جس طرح جسمانی دکھ لذات دنیا سے دور ہوتے ہیں اُسی طرح روحانی دکھ کو ذائقہ عقبےٰ سے زائل کردے - غور کیجئے کہ آگ کی طرح لوہے کو لال کر کے پانی میں بجھانے سے کیسا ابال اُٹھتا ہے مگر پھر لوہا ٹھنڈا ہو جاتا ہے - اسی طرح انسان کے جسم میں کوئی دکھ پیدا ہو کر اُس کے دل کو انگاروں پر لٹاتا ہو تو بھی واجب ہے کہ اُس کو گیان کے پانی سے ٹھنڈا کر دے - موہ اور ممتا بھی روحانی

تکلیف کا باعث ہیں۔ رنج راحت۔ خوف اور فکر کی جڑ موہ ہے۔ محبت سے بھاؤ اور انوراگ کا ظہور ہوتا ہے۔ جو کبھی چین نہیں لینے دیتے ؎

اس سینہ یا محبت کا اگر بھاؤ ہو گیا تو دکھ رہا ایک کونے میں یہ وہم

اور ارتھ کو اسی طرح جلا کر خاک کر دیتا ہے جیسے تنۂ درخت میں سلگی ہوئی آگ درخت کو۔ نہ ہوتے ہیں تیاگی یا تارک اللذات ہونا کچھ وقعت نہیں رکھتا۔ بات تب ہے کہ ہر طرح کی نعمتوں اور لذتوں کے موجود ہوتے ہوئے انسان اپنی خواہشات کو ہزار زنجیروں میں جکڑے رہے نہ کسی کے کہنے کا بُرا مانے نہ کسی کی طرف سے دل پر میل رکھے۔ لکشمی کی مایا کو درخت کا سایہ سمجھے ابھی یہاں ہے ذرا دیر میں وہاں ہے ؎

وریہ جا سو سب جیوؤں کو سکھ رہ نہ سکے اِک گھٹا ئیں

اُفق یہاں سے ہُوا گئی چھن بھیتر جم تزور لی چھپا ئیں

دولت کو کبھی ایک جگہ قیام نہیں۔ آج جو فقیر ہیں کل وہی امیر تھے۔ آج جن کو امیری پر ناز ہے کل اُنہیں کے اہل دولت دستگیر تھے۔ دوستوں کی دوستی پر ناز کرنا یہ بھی فضول۔ دوستی میں رنج کے سوا اور کچھ نہیں۔ دنیا اپنے مطلب کی دوست ہے۔ آشنا غرض آشنا ہیں۔ دوست کا لفظ ہی دوئی کی علامات ظاہر کرتا ہے۔ پھر متر تائی اور محبت کا بھی کچھ مزہ نہیں اس لئے عقلمند آدمی پر فرض ہے کہ جہاں کسی سے محبت جڑ پکڑتی معلوم ہو وہیں گیان کی باتوں سے دل لگا دے پھر مجال کیا کہ محبت ذرا سی تکلیف دے سکے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ تالاب کا پانی کتنا ہی کیوں نہ بڑھے کنول اوپر ہی اتراتے رہتے ہیں کنول کے پتوں کو پانی نہیں چھُو پاتا اسی طرح محبت کیسی گہری ہو جب گیان دھیان سے کام لیا جائیگا تو دل پر اُس کی تاثیر کبھی غالب نہ آئیگی۔ بلکہ دل ہی غالب رہیگا جو اہل دنیا خواہشات گوناگوں سے شہد کی مکھی ہو رہے ہیں اُن کو زندگی بھر چین نہیں۔ پہلے شہد تیار کرتے ہیں۔ ہاتھ پاؤں توڑے جان لڑائی پھر شہد نکالنے والوں کی بدعت سے ہاتھ

ملنا اور قسمت کو رونا پڑا آخر میں کبھی اگر مٹھاس کی چاٹ میں شہد پر منہ مارا تو مزہ گیا چولھے بھاڑ میں - زندگی ہی کو جواب ہو گیا - یہی حالت انسان کی ہے اگر مقصد حاصل ہُوا تب تو خیر ورنہ کوفت اور کڑھن کے سوا دنیا میں کیا دھرا ہے - علاوہ بریں انسانی خواہشات کا اور چھور نہیں اس کی ہوسیں ہر وقت بڑھتے ہی پائے گام تے دم تک یہ بلا پیچھا نہیں چھوڑتی اور جاتی ہے تو جان لیکر اس سے دانشمند لوگ دنیا ہیچ است و کار دنیا ہمہ ہیچ" سمجھ کر دولت و خزانہ الفت اہل زمانہ راحت و عشرت شوکت و حشمت - خواہشات نفسانی لذاتِ زندگانی وغیرہ کسی کو کچھ مال نہیں سمجھتے اور ان پر دل کو فریفتہ نہیں کرتے "

سونک رشی نے جنگ گیتا کے سلسلے میں راجہ جدھشٹر کو اور بھی بہت سے مسائل و مواعظ سنا کر قطع کلام کیا اور راجہ جدھشٹر نصائح سنکر بہت خوش ہوئے +

ادھیاے ۳

برہمنوں کی خاطر تواضع کیلئے راجہ جدھشٹر کو سورج نارائن کا عطیہ

راجہ جدھشٹر نے برہمنوں کے بڑھتے ہوئے مجمع کو دیکھ کر دھوم رشی اپنے پروہت سے کہا کہ میں مفلس قلاش ہوں - ان کی خاطر و مدارات رہی درکنار روز کے کھانے پینے کی کیونکر سبیل ہو مجھے شرمندگی کا شرمندگی معلوم ہوتی ہے اور سوچتا ہوں تو کچھ عقل کام نہیں کرتی +

دھوم رشی - آپ نہ گھبرائیں - سورج نارائن میں وہ قدرت ہے کہ جتنا چاہیں ناج برسا دیں - میں آپ کو ان کے ۱۰۸ ناموں کا استوتر بتاتا ہوں آپ اس کا جپ کیجئے جو خواہش ہوگی پوری ہوگی - جتنے

آدمی چاہئے کھلائے پلائے گا ÷

راجہ جدھشٹر نے سچی عقیدت اور پوری بھگتی کے ساتھ استوتر پڑھنا شروع کیا۔ استوتر میں تاثیر تھی۔ فقط زبان سے نکل کر بھگتی کا رس ٹپکتا تھا۔ سورج نارائن خوش ہو گئے اور پیکر نور میں درشن دیکر بولے:۔

راجہ جدھشٹر گھبراتا نہیں۔ بن میں میں تمہیں اناج پانی پہنچاؤنگا تم کو کھانے پینے کی کیا کمی تو سہی ہزار آدمی ساتھ بیٹھکر کھائیں اور کبھی کھانا نہ گھٹے۔ تو یہ تانبے کا تھال دروپدی اس میں کھانا پکایا کرے جب تک آخر میں دروپدی کھانا نہ کھا چکیگی تب تک مجال کیا کہ کوئی چیز ختم ہو۔ چاہے جتنے برہمن کھائیں ÷

راجہ جدھشٹر نے تانبے کا تھال لیا اور سورج نارائن کی بہت استتی کی۔ اس کے بعد سورج نارائن نظر سے غائب ہو گئے۔ اور جدھشٹر کی فکر دور ہو گئی ÷

بھیشم پاتن اہل عقیدت کے لئے فرماتے ہیں کہ سورج نارائن کا یہ استوتر بہت بابرکت ہے جو صدق نیت اور سچے اعتقاد سے پڑھے یا سُنے اُس کو کسی بات کی کمی نہ رہے ساری مرادیں بر آئیں۔ دولت و اولاد علم و فضیلت حاصل ہو۔ مصیبتوں سے رہائی قید سے آزادی ملے۔ جنگ میں فتح نصیب ہو۔ آخرکار سورج لوک کے قیام قسمت میں ہوں ÷

رشی جی فرماتے ہیں کہ راجہ جدھشٹر وہ برتن لئے ہوئے خوش خوش پرستش گاہ سے باہر نکلے۔ دھوم رشی کو ڈنڈوت کی بھائیوں کو گلے سے لگایا دروپدی سے طرح طرح کے کھانے پکوائے برہمن کھانے بیٹھے تو ہر چیز سامنے ڈھیر کسی نعمت کی کمی نہیں۔ برہمن کھا چکے تو بھیم۔ ارجن۔ سہدیو۔ نکل کو کھانا کھلایا۔ پھر آپ نے خود طعام نوش کیا اس وقت تک ہر چیز بچی ہوئی تھی مگر جونہیں دروپدی کھا چکی تو برتن بالکل خالی۔ سب سورج نارائن کی کرامات سے قائل ہوئے راجہ جدھشٹر نے بہت دھنباد کیا اور وہاں سے گنگا جی کی طرف گذرتے ہوئے کامیک بن میں جا کر منزل گزیں ہوئے ÷

ادھیا ۔۔۔ ۴

بدرجی کی صلاح نیک پر راجہ دھرتراشٹ کی ناراضگی

جب پانچوں پانڈو راہی صحرا ہو چکے تب تو راجہ دھرتراشٹ کو آگا پیچھا سجھائی دینے لگا اول تو نیند ہی نہیں پڑتی اگر آنکھ لگ بھی گئی تو فوراً چونک پڑے کروٹیں بدلتے سویرا ہو گیا۔ دن کو یہ حالت نہ اُٹھتے چین نہ بیٹھتے آرام۔ دل کی گھبراہٹ دم بھر قرار نہ لینے دیتی تھی۔ آخر بدرجی کو بلایا طبیعت کی کیفیت اور فکر و تردد کی اصلیت ظاہر کرکے کہا کہ بھائی منہ دیکھی نہ کہنا صاف صاف بے لاگ کہنا مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ جس میں رات دن کی کوفت سے جان بچے +

بدرجی۔ از ماست کہ بر ماست۔ خود کردہ را علاجے نیست۔ افسوس کہ آپ نے اتنا زمانہ دیکھ کر بھی دھوپ ہی میں بال سفید کئے۔ مَیں نے پہلے ہی کہدیا تھا کہ دریودھن خاندان کی جڑ کا ٹیکا۔ آپ نے اس کی خاطرداشت سے بدنامی کا ٹھیکرا اپنے سر پر پھوڑا۔ پانڈو سیدھے سادھے دیوتا۔ آو میں اُن کو چھل کپٹ سے جوئے میں جیت کر بن کو روانہ کیا دروپدی ایسی مہارانی پر وہ ظلم وستم ہوئے کہ کبھی کسی نے نہ سُنے نہ دیکھے ہونگے مگر جب آپ نے یہ بھی دیکھا کہ اُس کو کوئی برہنہ نہ کر سکا تب بھی آنکھیں نہ ہوئیں تو اس کا علاج کیا۔ آپ کے بیٹے فقط اپنی گلی کے شیر ہیں۔ پانڈوؤں کے سامنے اُن کی بساط لومڑی سے زیادہ نہیں جس وقت یہ شیر بپھرے تو سب کے سب چٹنی ہو جائینگے اگر خاندان کی حفاظت منظور ہے۔ بیٹوں کی جان کی امان مطلوب ہے تو جس طرح ہو منت سماجت خوشامد در آمد سے پانڈوؤں کو بلا کر ان کی خاطرداشت کیجئے۔ اپنے لڑکوں سے کہئے معافی مانگیں اگر یہ نہیں تو سمجھ

لیجئے کہ آپ کو خود ہی خاندان کا ستیاناس کرنا مد نظر ہے ابھی کچھ نہیں بگڑا علاج ممکن ہے۔ مگر جہاں مواد پک گیا پھوٹے بغیر نہ رہیگا ٭

راجہ دھرتراشٹ۔ تم عجیب بد تہذیب آدمی ہو۔ تمہاری عقل جاتی رہی۔ پانڈووں کی طرفداری نے تمہیں اندھا کر رکھا ہے۔ جب دیکھو انہیں کی سی بولتے ہو۔ میرے لڑکوں پر ہی الزام رکھتے۔ تہمت تراشتے۔ بہتان لگاتے اور صاف صاف میرے ہی منہ پر کوستے ہو۔ یہ خیال نہیں کہ دریودھن میرے کلیجے کا ٹکڑا ہے۔ میں کلیجے کے ٹکڑے کو کیسے سینے سے نکال کر پھینک دوں۔ پورا پورا دور پورا پورا نزدیک۔ بیٹے بیٹے ہی ہیں۔ بھتیجے بھتیجے ہی۔ تم جب دیکھو دریودھن ہی کے پیچھے پڑے رہتے ہو۔ مجھے آئندہ اور کچھ سننے کی برداشت نہیں۔ پس آج سے سامنے نہ آنا۔ اپنی رادھا کو یاد کرو۔ جہاں سینگ سمائے جاؤ۔ مجھے تجھ سے کچھ واسطہ نہیں تم کو ہستناپور کا دانہ پانی حرام ٭

بدرجی۔ جناب آپ خفا کیوں ہوتے ہیں۔ میں خود ہستناپور سے بیزار ہوں۔ مجھے خود ایسی صحبت سے نفرت ہے بہت اچھا رخصت ٭

ادھر بدرجی اٹھ کھڑے ہوئے ادھر راجہ دھرتراشٹ بھی گرمایا ہوا محل میں داخل ہو گیا ٭

ادھیائے ۵

بدرجی کی ہستناپور سے روانگی۔ جدھشٹر سے ملاقات

بدرجی کے دل میں راجہ دھرتراشٹ کی باتیں کاٹ کر گئیں ان کو سخت رنج ہوا مگر پہنچتے ہی رتھ پر سوار ہوئے اور ہستناپور سے چل دئے۔ ان کو افسوس تھا کہ ہائے دھرتراشٹ دریودھن کے مشر

میں ایسا جکڑا ہوا ہے کہ ذرا بھی عقل باقی نہیں رہی۔ جو کرتا ہے۔ اُلٹی جو بات کرتا ہے اوچھی۔ بس معلوم ہو گیا کہ بُرے دن آ گئے۔ خاندان کا خاتمہ ہونے میں زیادہ دیر نہیں۔ بِدُر جی گھر سے چلے تو پانڈووں کا راستہ پوچھتے گنگا جی کے کنارے ہوتے ہوئے کامیہ بن جا پہنچے۔ اس وقت تک راجہ جدھشٹر کا وہیں قیام تھا۔ انہوں نے بِدُر جی کو آتے دیکھا تو روح سلب ہو گئی۔ اس فکر میں مبتلا ہوئے کہ چچا صاحب (راجہ دھرتراشٹ) نے اب کیوں یاد کیا۔ راج گیا پاٹ گیا۔ صحرا نوردی و دشت گردی نصیب ہوئی۔ اب یہاں کیا دھرا ہے جو کوئی جوا کھیلیگا۔ کہ دو دھنش کی ٹکر ہو تو ہم اُسے ہارنے والے نہیں یہی تو ایک چیز باقی رہ گئی ہے۔ جس پر آئندہ اُمیدیں منحصر ہیں راجہ جدھشٹر اسی خلجان میں تھے کہ بِدُر جی جا پہنچے۔ سب پانڈووں نے بڑے ادب سے تعظیم و تکریم کی جانبین سے مزاج پرسی کے بعد بِدُر جی نے راجہ دھرتراشٹ کی بے اتفاقی بے مروتی۔ بیوفائی وغیرہ کی سرگذشت سُنا کر فرمایا کہ:۔

راجہ جدھشٹر مجھ سے تمہاری پھر چم چھوڑا ہستناپور تجھے اژدھے کا منہ معلوم ہوتا ہے۔ اسی لئے میں نے بھی تہیہ کر لیا کہ بس تمہارے ہی ساتھ رہونگا۔ بلا سے کچھ ہو۔ اب میری خوشی ہے کہ جیسا جیسا میں مشورہ دیتا ہوں ویسا ویسا عملدرآمد کرو۔ گو سچ ہے کہ بزرگی بعقل است نہ بسال۔ مگر پھر بھی کہا ہے ؎

نصیحت گوش کن جاناں کہ از جاں دوست تر دارند

جوانانِ سعادت مند پند پیر دانا را

دیکھو جس وقت کسی سے دشمنی کی ٹھہرے اس وقت انسان کا فرض ہے کہ اپنا موقع اور مصلحت دیکھے اگر موقع و مصلحت خلاف ہو تو چپ لگا کے بیٹھ جائے۔ سانس ڈکار نہ لے دم نہ مارے۔ چوں نہ کرے۔ اس صبر کا اجر ایشور دیتا ہے۔ گنگا دن ہوتے ہوتے چاند کی طرح کمال سے اعلےٰ درجے پر پہنچا تے ہیں۔ علاوہ ازیں جو بیان ہو ل

سے دھرم ہی کی راہ چلتے ہیں بچپن سے کبھی ان کا قدم ادھر اُدھر نہیں ڈگا اُن کا تو کیا ہی کہنا - ایشور اُن کے داہنے ہوتا ہے اور دھرم بائیں اُن کی بات ہی کیا ہے - اس سے آپ اپنے دھرم پر قائم رہ کر تکلیف کو تکلیف نہ سمجھ کر ایشور پر بھروسہ رکھتے ہوئے مصلحت وقت کا خیال کر کے وہی بات کریں جو مناسب حال ہو ؂

راجہ جدھشٹر - آپ تشریف لائے زہے نصیب ہم لوگ بڑے خوش قسمت ہیں کہ اس وقت وحشت گردی کی حالت میں آپ ایسے بزرگ کا سایۂ عاطفت نصیب ہُوا - آپ جو فرماتے رہینگے آپ کا جو ارشاد ہوگا ہم لوگ اُسی پر عمل کرینگے - ہمارا یہ دھرم ہے کہ بزرگوں کی باتوں کو سر آنکھوں سے مانیں ؂

ادھیاے ۶

راجہ دھرتراشٹ کی پریشانی اور بدر جی کی طلبی

راجہ دھرتراشٹ کہنے کو تو کہہ گئے مگر جب بدر جی بوریا بندھنا باندھ کر اختر بختر سمیٹے ہوئے ہستناپور سے چل دئے تو پیچھے سے پچھتاوا ہُوا کہ ہائے کتنی نادانی ہوئی - بدر جی کو بھیشم جی درونا چارج جی سب دھرم کا روپ مانتے اور عقلمندوں میں سربلند جانتے ہیں - ان کے ساتھ یہ بدسلوکی - آہ میں تو ایک یونہی اندھا ہوں - اس پر دریودھن کی محبت نے اور اندھا کر دیا - افسوس میں نے بڑی غلطی کی کہ اپنے پیارے بھائی بدر جی سے منہ پھٹ کر کہہ دیا کہ یہاں سے نکل جاؤ - بات کا ٹھکانا ہوتا ہے بدر جی بھی برداشت نہ کر سکے اور چل کھڑے ہوئے سب بھائی بند ایک ایک کر کے چھوٹے

جاتے ہیں اس کا انجام معلوم نہیں کیا ہے - راجہ دھرتراشٹ اسی خلجان میں تھے اسی کوفت میں اُن کی جان پھنسی ہوئی تھی کہ سنجے حاضر خدمت ہوا - صورت دیکھی تو زرد - چہرہ پر مردنی چھائی ہوئی تھی پوچھا

مہاراج - کیوں کیوں خیریت تو ہے - پھول سا چہرہ کملانے کا سبب صورت اترنے کا باعث زردی چھانے کی وجہ؟

راجہ دھرتراشٹ - (کل کیفیت کہکر) اس وقت اور تو کچھ نہیں بدر جی کا ناراض ہو کر چلا جانا کلیجہ ملے ڈالتا ہے - ایسے بھائی کی جدائی مارے ڈالتی ہے کیا خوب ہو کہ تم جاکر اُن کو کسی نہ کسی طرح منا لاؤ ٭

سنجے - میں جانے کو حاضر ہوں - اُن کا پتہ ٹھکانا - نہ جانے کہاں اور کدھر سے ہیں ٭

راجہ دھرتراشٹ - جدھشٹر کے سوا اور کس کے پاس گئے ہونگے اسی سمجھ پر جاکر پتہ لگاؤ اور میری پریشانی دور کرو ٭

سنجے بہت اچھا کہکر اُٹھا وہاں سے پتہ نشان پوچھتے پوچھتے کامیک بن میں پہنچا - پانڈوں نے بڑی عمدگی سے خاطر مدارات دعوت تواضع کی - سنجے نے بدر جی کی خدمت میں ہاتھ جوڑ کر درخواست کی کہ ہستناپور واپس چلیں - راجہ دھرتراشٹ آپ کے فراق میں بےچین ہیں پہلے تو ادھر سے اصرار اُدھر سے انکار ہوتا رہا - مگر جب سنجے نے جوش خون کو ابھار کر یہ لفظ منہ سے نکالے کہ

اپنے بھائی کی زندگی چاہتے ہو تو چلو ورنہ تمہارے سر پر تمہارے بھائی کا خون ہوگا ٭

تو بدر جی ہمراہ ہو لئے اور ہستناپور پہنچے - راجہ دھرتراشٹ نے بدر جی کو دوڑ کر گلے سے لگا لیا تھا چوما سینے سے چمٹایا گود میں بٹھا کر مزاج پرسی کی اور گزشتہ باتوں کی معافی مانگ کر اپنی غلطی کا اعتراف کیا فرمایا کہ میں تو برائے نام ہوں گھر بار تمہارا ہے - تمہیں سفید سیاہ کے مالک ہو دیودھن وغیرہ سب تمہارے بال بچے ہیں جس طرح

چاہو گوشمالی کرو۔ جب چاہے نوازو +

بدر جی کو کچھ مغائرت تو تھی ہی نہیں۔ اُنہوں نے گذشتہ بات آئی گئی کر دی اور بڑی محبت کے ساتھ رہنے لگے +

ادھیائے

بیاس جی اور ستیرے رکھیشر کی راجہ دھرتراشٹ کو فہمائش

جس وقت سنجے کے ساتھ بدر جی ہستناپور واپس آگئے دریودھن وغیرہ کی ستی پٹی بھول گئی۔ ان سب کو خیال ہوا کہ بدر جی اب راجہ دھرتراشٹ کے کیسے کان بھرینگے۔ ایسی پٹی پڑھائینگے کہ ان کا منطقہ دل کا دل ہی میں رہ جائیگا اور پانڈوؤں کی چڑھ بنیگی دریودھن بدر جی کی آمد سے سچ مچ انگاروں ہی پر لوٹ گیا۔ اُس نے بیتابی کے ساتھ اپنی چنڈال چوکڑی اکٹھا کی۔ جس کے سرغنہ شکنی۔ کرن اور دوشاسن تھے۔ دریودھن نے زمین پر سر دے مارا کہ ہائے آپ لوگوں کے ہوتے ہر بات میں بیٹی ہو جاتی ہے میں اپنی ہی زک ہار تو ہا ہوں جیت کبھی کا بھی شمار نہیں۔ یہ کیا اندھیر ہو رہا ہے۔ اس سے کیوں نہ پھنڈا لگا دوں۔ گلے میں پھانسی لگا کر کیوں نہ مر جاؤں۔ ایسی زندگی سے فائدہ جو موت سے بدتر ہو۔ میں کبھی کا اپنے کو ختم کر چکا ہوتا صرف انتظار تھا کہ آپ کو اطلاع دے دوں +

شکنی۔ مہاراجہ دریودھن۔ اس وقت آپ کہاں ہیں۔ یہ بچوں کی سی باتیں کیسی۔ راجہ یدھشٹر کا آنا کیا کوئی کھیل ہے۔ اول تو وہ آنے ہی کا نہیں اور اگر آ گیا تو پھر وہی جوئے کی بازی پانسے وہی اُنہی کے بیچ کا ... اور وہی اپنے پوبارہ۔ وہ ہم سے ... ہو کے جا ہی کہاں

سکتا ہے میں تو پانچوں پانڈووں کو چت کرونگا ۔

دوشاسن - دو دفعہ تو آکر مر چکے ہیں اب کے آئیں تو پھر کیا ہے قسمت کب تک ساتھ دیگا - جانینگے کہاں ساری شیخی یہیں گرد ہو جائیگی ۔

کرن - اب وہ کیا کھا کر یہاں آئینگے منہ دکھانے کی صورت بھی باقی ہے اور اگر آ بھی گئے تو ہم سے کیا کھا لینگے - جیسے کا پلڑا اور جوڑ لگا، مارا برابر ہوتا ہے - اُن میں دم ہی کیا جو ہمارے سامنے ڈٹ سکیں جو کچھ لگا آئیں ادھر جو سر چھپی رہا ادھر دو چپٹے سے منہ اور یہاں بازی اپنے ہاتھ ۔

دریودھن - زبانی جمع خرچ سے کام چلنے والا نہیں پانڈو اصل کالے ناگ ہیں - جب موقع پائینگے چپ سے کاٹ کھائینگے - عقلمندوں کو چاہئے کہ سانپ کو کاٹنے کا موقع نہ دیں اور پہلے ہی سے زہر کے دانت توڑ دیں - پانڈو اس وقت اکیلے ہی ہیں کوئی ہاتھ بٹانے والا کیا سننے رونے دھونے والا نہیں جنگل کا معاملہ ہے تو ہم سب چلیں اور سب کو مار مور کے ہر وقت کی کوفت سے چھٹی کریں ۔

شکنی، کرن، دوشاسن نے اس رائے سے اتفاق کیا اور سب کے سب اپنی اپنی تیاری کرکے شہر پناہ کے متصل ایک بسے ہوئے مقام پر چلنے کے لئے کمربستہ ہو گئے ۔

ویاس جی روشن ضمیر تھے من کے چشم خیال میں دنیا بھر کی باتیں پھرتی رہتی تھیں - جب انہوں نے کوروؤں کا یہ ناشدنی ڈھنگ دیکھا تو راجہ دھرتراشٹر کے پاس آ کے شکایت کی کہ آپ ایسے جہاندیدہ گرم و سرد زمانہ چشیدہ اور پھر بھی اپنے نیک و بد کا خیال نہیں پانڈوؤں کو بلا کر جوے میں ہرایا - دروپدی کی حد سے زیادہ درگت کی پھر بھی صبر نہ ہوا سب کو تیرہ برس کے لئے جلاوطن کیا اور اب بھی آپ اور آپ کے بیٹوں کو چین نہیں پیچھے ہی پڑے ہوئے ہیں میں جانتا ہوں کہ آپ کے بیٹوں کی شامتیں پھر پھرا رہی ہیں تب ہی تیر و ترکش باندھ کر پانڈوؤں کے مارنے کے لئے جانے کو تیار ہیں مگر یاد رکھئے کہ پانڈو

سب کا مجموعہ فی الحال سے رکھ دینگے۔ آپ کو ماتم کے سوا اور کچھ حاصل نہ ہوگا خیریت اسی میں ہے کہ اپنے بیٹوں کو روکئے آئندہ آپ کو اختیار ابتک تو خیر بدنامی کا داغ تھا اب شاید آپ کو بیٹوں کی جدائی کا داغ اٹھانا منظور ہے۔ ارجن اور بھیم سین کی طاقتیں وہ نہیں جو آپ کے بیٹوں کا اچار نکالے بغیر چھوڑیں اسی سے میرا خیال یہ ہے کہ آپ اپنے بیٹوں کو موت کے منہ میں جانے سے باز رکھیں جو ہونا تھا وہ تو خیر ہو چکا اب پانڈووں کے دھرم کی وجہ سے تیرہ برس تک امن کی صورت ہے۔ چودھویں برس اگر ایک کورو بھی بچ جائے تو میں جھوٹا بہت کچھ ہو چکی دل میں وہ مضبوط گرہیں پڑ گئیں کہ کھلنا محال۔ ادھر چودھواں برس شروع ہوا۔ اُدھر جان بیٹے کورو خاندان کا صفایا +

راجہ دھرتراشٹ۔ بیاس جی مہاراج کس کے آگے اپنا سر دے ماروں۔ میری تو عقل کچھ کام نہیں کرتی۔ لڑکے اپنی ماں کے نہیں میں اندھا اس پر بڑھاپا فرمائیے کیا کروں۔ نہ جان نکالے نکلتی ہے نہ موت بلائے سے آتی ہے جب یہ حالت مجبوری ہے تو جو ایشور کی مرضی +

بیاس جی۔ بھیشم پتامہ وغیرہ نے بھی کچھ انجام بینی نہ کی سونٹھ کا ناس لیے رہے کوروں کو نہ روکا کیا آپ جانتے ہیں کہ پانڈووں پر جو کچھ گزری ہے اُس کا اثر اوپر ہی اوپر جائیگا۔ آپ مہارانی گاندھاری نے بھی سمجھایا! بھاگ کی آنکھیں نہ ہوئیں۔ جب آپ خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے کے لئے تیار ہوں تو کوئی کیا کرے +

راجہ دھرتراشٹ۔ آپ کا فرمانا صحیح۔ مگر میں بدقسمت کیا کروں۔ اُلفت پدری نے مجھے کانوں سے بہرا اور آنکھوں سے اندھا کر دیا آپ بھی ہوتے تو شاید وہی کرتے جو مجھے کرنا پڑا۔ سمجھئے کہ دریودھن کبھی گھوڑے پر سے اُڑ نہیں آیا۔ پیچھے ہی کا ٹکڑا ہے چھوڑ نہیں اُسے کیونکر چھوڑ دوں اب رہی سمجھانے کی بات یہ اب آپ کے اختیار میں ہے مجھ میں سمجھانے کی لیاقت نہ اس میں میرے سمجھانے سے سمجھنے کی +

قابلیت ہے آپ خود اُسے سمجھا دیں تو نہ بے نصیب وہ سمجھ جائے تو جانئے سب پاپ کٹ گئے ۔

بیاس جی - مجھے جو کہنا تھا آپ سے کہہ چکا آپ اپنا نیک و بد خود سمجھ لیں۔ رہا دریودھن کو سمجھانا وہ میترے رشی جی سمجھائینگے میں برائی بھلائی کیوں لوں - سارا فیصلہ وہی کر دینگے - ان سے اور دریودھن سے بات ہو گی تو سمجھ لیجئے کہ دو ٹوک فیصلہ ہو گیا یا تو وہ سب معاملہ ٹھیک ٹھاک کر دینگے یا پھر سراپ کی ٹھہریگی - جس کا انجام آپ جانیں یا وہ اچھا ہمیں اب رخصت نیک و بد سمجھنے کا آپ کو اختیار ۔

یہ کہکر بیاس جی تو اُسی وقت نظروں سے غائب ہو گئے - اور دھرتراشٹ کو فکر پڑی کہ بیاس جی کی باتیں خالی جانے والی نہیں - ضرور کچھ رنگ لائینگی - اس سے اُنہوں نے دریودھن کو یاد کیا اور حکم دیا کہ شہر کے باہر کرن شکنی دوشاسن وغیرہ جو تیر ترکش باندھے پانڈووں پر نرغہ کرنے والے ہیں فوراً واپس آئیں - ادھر راجہ دھرتراشٹ کے حکم سے یہ لوگ واپس آئے اور اُدھر میترے رشی نے بھی تشریف آوری سے شرف بخشا - راجہ دھرتراشٹ نے بڑی تعظیم و تکریم کی قدم چومے سنگھاسن پر بٹھایا اور وہی کورو پانڈو کی بات چھڑ گئی - میترے جی نے فرمایا کہ میں پانڈووں ہی کے ہاں سے چلا آتا ہوں وہ اچھی طرح ہیں - بن باس کا زمانہ استقلال سے بسر کرینگے - خلاف ورزی نہ ہو گی - مگر شکایت کی کہ ان پر بیجا جبر ہوا ظلم ہوا تعدی و بدعت ہوئی - مہارانی گاندھاری تک نے سمجھایا اور آپکے کانوں پر جوں نہ رینگی اس کا نتیجہ آخر میں دیکھ لیجئیگا کہ کیا ہو گا - میترے رشی نے وہی سب باتیں کہیں جو بیاس جی وغیرہ نے سابق میں کہی تھیں اسلئے اُن کا دہرانا لا حاصل ہے - اس کے لئے جو کچھ کہا سُنا اس کا لب لباب ان الفاظ میں بیان کیا جاتا ہے یعنی میترے رکھیشر نے کہا ۔

اے راجہ دھرتراشٹ - او مغرور دریودھن - گوش ہوش سے سُن ہمہ تن گوش ہو کر سُن - تو کن ہاتھ پاؤں پر پھولتا اتراتا تنا اکڑتا ہے پانڈووں

ہیں کون ہے جو دس ہزار ہاتھیوں کو بس کر رکھنے والے جنھوں نے دیوتاؤں کی بھی دبا دی اُن سے مقابلے کی جرأت۔ بھیم سین سے سامنا ہُوا تو تم سب کی ہڈیاں چور کر کے رکھ دیگا۔ کیا ارجن کے گانڈیو دھنش کی خبر نہیں۔ ایک ایک بان میں صفیں کی صفیں صاف ہونگی۔ پانڈوؤں کی لیاقت کو کوئی پہنچے مجال کیا وہ دھرم کی راہ میں چلتے اور ستّ کو نباہتے ہیں اگر یہ نہ ہوتا تو تم سب کو مکھی مچھر کی طرح مسل کے رکھ دیتے سب کے دیکھتے دیکھتے ہڈم اور بک وغیرہ راچھسوں کو جس طرح مار لیا۔ جیسے شیر لومڑی کو یا شہباز پھدکی کو۔ جراسندھ کی کیفیت معلوم ہے۔ اُس کی طاقت سے ایک دفعہ تو جمدوت بھی تھرتھرا جاتے مگر وہ رہے بھیم جس نے تنکے کی طرح چیر کے پھینک دیا۔ اگر ان واقعات کے دیکھتے ہوئے بھی انسان کی آنکھیں نہ کھلیں تو اس کے سوا اور کیا سمجھنا چاہئے کہ بس دن قریب ہیں ٭

میترے جی اس طرح سمجھا رہے تھے مگر دریودھن کے کانوں پر جوں بھی نہ رینگتی تھی ایک ہوا سی بہ رہی تھی اور دریودھن نشۂ غرور و نخوت میں مست پاؤں کے ناخن سے زمین پر لکیریں کھینچ رہا تھا اس گستاخی اور نخوت کے خیال پر میترے جی کو سخت غصہ آیا انہوں نے تین مرتبہ پانی سے آچمن کر کے سراپ دیا کہ او پاپی دریودھن تجھے تیرے غرور کی سزا ملے تُو نے میری ہتک کی۔ میں تجھے نصیحت کرتا تھا تو اُس کو سن کر رانوں پہ تھپکیاں دیتا تھا۔ تو سہی تیری یہی جانگھ بھیم سین توڑے اور تجھے تیرے غرور کا مزہ چکھائے۔ تو جس کرن و دشاسن شکنی کے بل پر اینٹھ رہا ہے وہ سب ایسی موت مریں کہ کوئی پانی دینے اور رونے والا بھی نہ ہو ٭

سراپ اٹل ہے مجال کیا کہ جھوٹ ہو۔ جو کچھ اس وقت زبان سے نکلا ہے وہ پتھر کی لکیر کیا معنے بلکہ برہما کا لکھا ہے بھی مٹ نہیں سکتا۔

رشی جی کا یہ سراپ سنکر راجہ دھرتراشٹ کے ہوش وحواس باختہ ہو گئے۔ اُنہوں نے قدم پکڑ لئے اور عرض کی کہ مہاراج چرن سیوکوں پر اتنا غصہ لڑکے ناسمجھ ہیں کم فہم ہیں ان پر اتنے عتاب کی کیا ضرورت +

میتریے جی۔ دریودھن کے غرور نے جو شدنی تھا وہ زبان سے کہلادیا میرا کوئی قصور نہیں۔ اب بھی خیریت ہے کہ کورو پانڈووں سے میل کریں اگر میل نہ ہُوا تب تو یہ سراپ تیر بہدف ہے۔ برہما کے مٹانے سے بھی نہیں مٹ سکتا۔ اگر صلح ہو گئی تو پھر کسی کا ایک رویاں بھی میلا ہو جائے تو میرا ذمہ۔ مگر آپ کا بیٹا دریودھن اپنے زعم میں تنتا اینٹھتا ہے۔ اسلئے میں اس کو اس کی قسمت پر چھوڑ کر چلتا ہوں۔ آگ جلانے والا ہار جانے دھونکنے والے کی بلا جانے۔ جو آگ کھائیگا انگاروں کا مزہ چکھیگا +

یہ کہکر میتریے رشی جی تو غصے میں بھرے ہوئے چلے گئے اور دھرتراشٹ کو بدر جی کی زبانی کرمیر دیت کی جنگ عظیم اور بھیم سین کی فتح کا حال سُنکر اور بھی غلفشار ہُوا کہ ایسے بہادروں سے کوروں کی کیسے جانبری ہو گی +

ادھیاے ۸

سری کرشن جی کی پانڈووں کے پاس تشریف آوری۔ کوروں پر عتاب۔ راجہ جدھشٹر و ارجن کی اُستتی۔ دروپدی کی فریاد۔ کرشن جی کی تسلی بخش تقریر۔ دروپدی کے بھائی کی گفتگو

پانڈووں کے ہستناپور سے جاتے ہی سارے زمانے میں خبر پھیل گئی کہ دریودھن کی وجہ سے ان دھرماتماؤں پر کیسا ظلم ہُوا۔ بھوج برشن

راجہ درو پد کا فرزند اور چندیری کا راجہ دھرشٹ کیت کامیک بن میں
جاکر اُن سے ملے مہاراج سری کرشن چندر بھی دوارکا سے تشریف لے
آئے اور بہت سے تاجداروں نے بھی شرف ملازمت حاصل کیا۔
جس وقت کرشن جی نے راجہ جدھشٹر وغیرہ کے بدن پر فقیرانہ لباس
دیکھا نہایت رنجیدہ ہوئے اور جوش غضب میں فرمایا کہ بس چیونٹی کے
پر نکل آئے۔ دریودھن۔ شکنی۔ دوشاسن کرن وغیرہ کی موت دور نہیں
عنقریب زمین ان سب کے خون سے رنگی جائیگی۔ ایسے فریبیوں سے
جعلسازوں کا قتل کردینا ہی دھرم ہے۔ جس وقت ذات مقدس کو
درو پدی کی حالت زار اور دریودھن دوشاسن کی بدعتوں کا خیال آیا چہرہ
تمتما اٹھا آنکھیں خون کبوتر ہوگئیں۔ جدھشٹر سے ارشاد ہوا کہ بتاؤ
ہاں تو تمہارے کوروں کی بوٹی بوٹی کاٹ کے پھینک دوں قسم
نگانہ رکھوں +

جدھشٹر نے ہمدردی کا شکریہ ادا کر کے التجا کی کہ
مہاراج ابھی مجھے اپنا قول نباہ لینے دیجئے پھر جو ہو گا دیکھا جائیگا
بالفعل آپ اپنی طرف دیکھیں +
ہے بھگوان کرشن چند آنند کند۔ خالق زمین و آسمان۔ مالک کون و
مکان ہمہ اوست ہمہ از وست آپ ہی ہیں۔ آپ نے پیکر عنصری کو نور
موفور سے زینت دے کر بڑے بڑے شہزور راچھس قتل فرمائے سورج
چندرماں۔ برہما بشن۔ شو۔ جل پرتھی پون اگن اکاش سب آپ ہی کے
کرشمہ قدرت کا ادنے نمونہ ہیں۔ آپ ہی نے باون جی کے سروپ
میں تین قدموں سے پرتھی اکاش سب کو ناپ ڈالا۔ ذات والاصفات
ہست و بود میں ہے عدم و وجود میں ہے قادر مطلق آپ ہی خالق برحق
آپ ہی ہیں۔ گلشن کائنات آپ ہی کی فیض نخل بندی سے ہمیشہ بہار ہے
بہار و خزاں بقا و فنا ہست و نیست۔ مرگ و زندگی زوال و کمال سب
آپ کی ایک جنبش مژگاں سے رو بظہور ہوتے ہیں۔ بھگتوں سے زیادہ آپ

کو کوئی پیارا نہیں۔ جس نے چرنوں کا سہارا ڈھونڈا بس دنیا کی بادشاہت پر لات ماردی۔ شاہنشاہ عالم پناہ اُس کے پاؤں دھو دھو کر پیتے لگے اندر بھی اُس کے پاؤں کا دھوون نہ رہا۔ مہاراج۔ جدھشٹر آپ کے چرنوں کی خاک ماتھے سے لگانا اپنا فخر سمجھتا ہے۔ آپ بھی مجھے وہی عزت دیں جو خاک قدم کو حاصل ہے +

راجہ جدھشٹر کے بعد ارجن نے بھی پیار تھنا کی اور بڑے ادب سے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑا ہو گیا۔ مہاراج نے جواب میں فرمایا:-

اے ارجن۔ کچھ جانتے ہو کہ میں تم سے جدا ہوں نہ تم مجھ سے۔ جو تم ہو سو میں ہوں۔ جو میں ہوں۔ سو تم ہو +

اس میں ذرہ برابر فرق نہیں۔ ظاہر بینوں کو دو قالب نظر آتے ہیں مگر یہ بات نہیں۔ جلوہ ایک ہی ہے۔ تم نر ہو میں نارائن یعنی دو قوتیں مل کر ایک ہی نر نارائن ہیں زمانے کی ضروریات اور اہل زمانہ کی نجات کے لئے دنیائے ناپائدار میں آنے کی ضرورت پڑی۔ ظاہر پرست نہ پہچانیں کوتہ اندیش بھید نہ جانیں تو اور بات ہے مگر حقیقت شناس روشن قیاس روشن ضمیر صاحب عقل و تدبیر۔ اہل کشف و کرامات۔ عابدان عالی درجات تمام نکتوں سے واقف اور رموز قدرت سے آگاہ ہیں۔ دیکھ نہ لو آنکھوں کے سامنے کی بات ہے۔ ہزاروں دفعہ میرے کمالات قدرت مشاہدے میں آئے۔ مگر نہیں۔ دریودھن کرن وغیرہ ایسے عقل کے اندھے ہو رہے ہیں کہ کچھ سجھائی نہیں دیتا۔ نہ مجھے اب تک سمجھے کہ کون ہوں کیا ہوں ایک طرف میرے دست قدرت کے کرشمے دیکھتے ہیں۔ دوسری طرف آنکھوں پر جہالت کا پردہ ڈالتے ہیں۔ ایسے ڈھٹیاروں سے اندھے اچھے جو اگر دیکھ نہ سکتے تو ٹٹول ہی کے راستہ چل لیتے ہیں۔ مگر ان نالائق کی مٹے اور کپار دونو کی دچشم ظاہر و باطن اُلٹی ہیں آنکھوں کے آگے ناک سوجھے کیا خاک والی مثل ہے +

سری کرشن جی کا سلسلہ کلام جاری ہی تھا کہ دروپدی درضہ؟ غصہ

میں بھر گئی۔ اس کا چہرہ لال لال انگارہ ہو گیا۔ وہ تاؤ کھاتی ہوئی اُٹھی۔ سری کرشن جی کے سامنے کھڑی ہو گئی اور بولی:۔

راوھا اُرچندن۔ بسدیو دیوکی نندن۔ است رشی دیول منی اور نارد دیو رشی کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ آپ ہی بنا کنندۂ کائنات۔ آپ ہی فنا کنندۂ شش جہات ہیں۔ پرسرام جی کا قول ہے کہ آپ ہی بشن ہیں۔ آپ ہی سرو ویاپک ہر جگہ موجود۔ حاضر و ناظر۔ آپ ہی قابل پرستش ہیں۔ کشپ جی نے دیوتاؤں کی سبھا میں آپ کو کل دیوتاؤں کا سرتاج بیان کیا تھا۔ اُن کے قول کا لب لباب یہ ہے کہ آپ ہی پانچ تتو یعنی عناصر کے بانی اور مخلوقات کونین کے آفریدگار ہیں جو کچھ انتظام قدرت ہے وہ آپ ہی کے اشارے پر چل رہا ہے ورنہ کسی کی مجال نہیں کہ تنکا بھی ہلا سکے۔ آپ کی مرضی کے بغیر پتا بھی نہیں ہل سکتا۔ لیل و نہار کو سفید و سیاہ کا اختیار آپ ہی نے دیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ جو کچھ ہیں آپ ہی ہیں۔ آپ کو بقا ہے سب کو فنا ہے۔ آپ قادر مطلق ہیں اور سب مجبور و ناچار۔ اسی طرح سب کچھ اُستت کر کے دروپدی آبدیدہ ہو کر کہنے لگی کہ ہائے آپ ایسے پورن برہم۔ سرو شکتیمان کے بھائیوں یعنی پانڈوؤں کی بیاہی رانی۔ آپ کے دوست دھرشٹ دمن کی بہن۔ مہاراجہ دروپد کی بیٹی۔ جھونٹا پکڑ پکڑ کر بھری سبھا میں دوشاسن کھینچے اور ننگا کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑے۔ راجہ دھرتراشٹ اور بھیشم پتامہ ٹکر ٹکر دیدم دم نہ کشیدم پر عمل کریں آپ کے پیل افگن کوہ پیکر بھائی بیٹھے بیٹھے دیکھیں اور دم نہ ماریں۔ ہائے کیسا نازک وقت تھا ننھی سی جان پر نہ جانے کیا بن رہی تھی۔ اُف جس وقت دھیان آتا ہے جان اڑ جاتی ہے اور جب پران پتیوں کی خاموشی پر نظر جاتی ہے تو زمین و آسمان اُلٹ پلٹ نظر آتا ہے۔ ارجن کے گانڈیو دھنش پر لعنت۔ بھیم سین کے گرز پر تف۔ نکل کی بہادری پر تین حرف۔ سہدیو کی طاقت کو دھتکار۔ ہائے سب آڑے وقت ہیں سوں کھینچے رہے کاندھی دے گئے اور وہ ان کوروں کے

سامنے جن کو چٹکی سے مسل ڈالنا کوئی بات نہیں - جو پانڈووں کی نظر میں اگر کچھ ہیں تو مکھی مچھر کے برابر +

ہائے دریودھن نے ہم سب کے ساتھ کیا کیا بدسلوکیاں نہیں کیں پہلے طالب علمی کے زمانے میں ماتا کنتی سمیت خارج البلد کیا پھر بھیم سین کو زہر دیا - دریا میں ڈبویا - سانپوں سے ڈسایا - بعدہ بارناوٹ بھجوا کر لاکھا مندر میں جلا کر خاک ہی کر دیا ہوتا بھلے کو خبر لگ گئی - اور بھیم سین سب کو کاندھے پیٹھ کمر بازو پر لاد کر لے بھاگے نہیں تو مہاراجہ پنڈو کے بیٹوں کا پتہ بھی نہ لگتا - جب میرا سوئمبر ہوا تو ارجن کی فتحیابی کے وقت کوروں نے کونسی بات اٹھا رکھی - یہ تو کہئے کہ پانڈو - دبرُد کشٹرد و دلا چتا بنیرے کو جوے نہ تھے نہیں تو اب تک کوئی کیوں زندہ رہ سکتا کورو سب کو پیس کر رکھ دیتے کہیں ہڈیوں کا بھی پتہ نہ ہوتا - اب چھل کپٹ سے جوے میں سب راج پاٹ جیت لیا - تیرہ برس کا بن باس دیا مجھ پر جو بدعت کی وہ اگر دوسرے پر ہوتی تو جی چھوٹ جاتے عزت و آبرو عصمت و عفت کی خیریت نہ تھی مگر آپ کا احسان ہے آپ کی نظر عنایت تھی کہ آبرو بچ گئی - میں نے دوشاسن ایسے ظالم سے آپ کا نام رٹ رٹ کر سب کی ناک رکھ لی - مگر مجھے افسوس یہ ہمیشہ رہیگا کہ ایسے بہادر پانڈو میرے پرمیشور میری ایسی مصیبت میں کنائی کاٹ گئے - صرف ساتھ دیا تو آپ نے - ہائے میں آپ کے بھائیوں کی رانی ایسے عالی خاندان کی بیٹی اور آپ کے ہوتے میری یہ بے عزتی - یہ شکتی یہ درگت ہو - اگر اس کا دشمنوں کو مزہ نہ چکھایا تو پھر زندگی پر تف اگر آپ سب خاموش ہے تو کہے دیتی ہوں کہ میرا صبر میرا شکر میرا تحمل میرا شکیب رنگ لائے بغیر نہ رہیگا +

دروپدی جس وقت یہ درد دل کی کیفیت کہکر زار زار رونے لگی رشی منی کراہ کراہ اٹھے آئے ہوئے راجاؤں نے بھی اس کی جگر خراش فریاد سنی سب کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے سب کا دل امنڈ پڑا -

سری کرشن چندر مہاراج کے دل پر بھی گہری چوٹ لگی۔ مگر اُنہوں نے طبیعت کو روکا دل کو سنبھالا اور تسلی بخش الفاظ میں کہا +

مہارانی دروپدی۔ کیوں گھبرائی جاتی ہو۔ دن گئے ہیں کہ راتیں جس طرح تم اس وقت رو رہی ہو اس کے بدلے کوروں کی عورتیں خاوندوں کی لاشوں پر پھوٹ پھوٹ کے رو رہی ہوں۔ تب کہنا۔ خاوندرن بھوم (رزمگاہ) میں پھڑک پھڑک کے دم توڑ چکے ہونگے رگ رگ سے خون کا فوارہ چھوٹ رہا ہو گا اور راجہ دھرتراشٹر کی بہوئیں سر پھوڑ پھوڑ کر آنسو بہا رہی ہونگی۔ ارجن کے تیر لہو کی ندیاں بہا ئینگے۔ لاش پر لاش ٹوٹتی ہوگی۔ سر خون کے سمندر میں تیرتے ہونگے میری بات پٹ پڑنے والی نہیں جو زبان سے نکل گیا ہے پرہما کے مٹانے سے بھی نہیں مٹ سکتا۔ تم کو داسی کون کہہ سکتا ہے۔ کس کا ایسا منہ تو سمجھ کہ راجہ جدھشٹر روے زمین کے تاجدار ہوں اور تم اُن کی مہارانی۔ کوروں اور اُن کی رانیوں کا تو کہیں پتہ نشان بھی نہ ہو گا۔ مَیں تو ابھی دو ٹوک فیصلہ کر کے دکھا دیتا مگر افسوس یہ ہے کہ راجہ جدھشٹر نہیں مانتے وہ دھرم کی پرتگیا کے بعد چاہتے ہیں کہ راج پاٹ ملے ورنہ مَیں ابھی تم پٹ رانی اور تمہارے مخالفوں کی رانیوں مہارانیوں کو لونڈی سے بدتر کر کے دکھا دیتا۔ خیر۔ دیر آید درست آید +

مہاراج کرشن جی کی تقریر سُنکر دروپدی نے ایک غلط انداز نظر سے ارجن کی طرف دیکھا۔ ارجن بھی اُس کی طرف چبھتی نظر سے دیکھ رہا تھا۔ چار آنکھیں ہوتے ہی ارجن دروپدی کے نفس مطلب کو تاڑ گیا اور بولا:-

دروپدکماری۔ تم اتنی عقلمند ہو کر بھی گھبرائی جاتی ہو ہم لوگوں نے جو کچھ کیا مصلحت وقت اور دھرم کے لحاظ سے ورنہ ایک ہیز سے ہیز نامرد بھی اپنی جورو کی بے عزتی نہیں دیکھ سکتا اور جان لیکر یا جان دیکر صبر کرتا ہے ہمارے واسطے اُس وقت یہی مناسب تھا کہ دھرم کا دامن پکڑے رہیں دھرم سے روگردانی نہ کریں چنانچہ وہی دھرم آڑے بھی آیا دیکھ لو کہ دشمنوں کی تم سے ایک پیش نہ گئی اب تیرہ برس بات

رہ گئی ہے وہ کچھ بھی نہیں۔ ادھر یہ زمانہ گزرا اور اُدھر ہم نے سب کی چولیں ڈھیلی کیں۔ شن نہ لو مہاراج سری کرشن جی کیا فرما رہے ہیں دنیا ادھر کی اُدھر اور دن رات ہو جائے پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائیں زمین آسمان ہو جائے مگر ان کی بات میں رتی بھر فرق نہ ہو اس سے تم صبر رکھو کورو بغیر سزا پائے رہ سکیں کیا مجال۔ ہاں ذرا دھرم پرتگیا پوری ہونے کا انتظار ہے ؛

درشٹ دمن۔ (فرزند راجہ دروپد بیا در دروپدی) بہن تم بیفکر رہو بالکل نہ گھبراؤ۔ ایک ایک سے ساری کسر نکال لی جائیگی تب ہم لوگوں کو چین ہوگا۔ گو میں ناچیز ہوں حقیر ہوں بہادروں کے سامنے میری کیا بساط کیا کائنات مگر بیڑا اُٹھاتا ہوں کہ درونا چارج کو میں ہی فرش خاک پر سُلا کر دم لونگا۔ بن چلا ہے گرو ادھر منہ سے نہ نکالا کر دھریودھن دو شاسن کیا نالائقی کر رہے ہو۔ اس کی سزا بس یہی ہے کہ میں اس کو زمین پر لوٹتا ہوا دکھاؤں۔ یاد رکھنا کہ سب کی موتیں ایک ایک کے ہاتھ لکھی ہیں۔ سکھنڈی بھیشم پتامہ کو بان سجیا پر سلائیگا بھیم دریودھن دو شاسن کا چرسا نکالیگا۔ ارجن کرن کو جہنمی کریگا اور اسی طرح کوروں کا خاندان نحس نحس کئے بغیر ہم لوگ اب باز رہنے کے نہیں صرف راجہ جدھشٹر کو پرتگیا پوری کرنے کی دیر ہے۔ ہم کو کوروں سے ڈرنے ڈرانے اور اُن کے دبڑ ونگھسڑ بننے کی وجہ کیا۔ وہ کون دو باہیاں ہیں اُن میں جان ہی کیا ہے۔ مہاراج کرشن دیو اور سری بلدیو جی کے ہوتے ہوئے ہم کسی کی حیثیت ہی کیا سمجھتے ہیں کسی کا ہمارے سامنے دم ہی کیا ہے جو ہیچو ما دیگرے نیست بنے اگر کال بھی ہو تو ایک جھڑپ ایک۔ ادھر جھڑپ ایک پٹخنی ایک جھپٹ میں کام تمام کرکے رکھ دیں ؛

سری کرشن جی۔ راجہ جدھشٹر کی پرتگیا سے کچھ بس نہیں۔ نہیں تو کوروں کو مزہ معلوم ہو جاتا۔ جب ہستناپور میں جوسر ہی تھی اس وقت میں دوارکا میں نہ تھا اگر مجھے ذرا بھی سن گن معلوم ہوتی یا پانڈو

خواہ دروپدی میں سے کوئی یاد کرتا تو کسی نہ کسی طرح حاضر و غائب میں ضرور موجود ہو جاتا اور پھر دیکھتا کہ بدمعاش شکنی کیا کرتا ہے نالائق دوشاسن میں کتنی طاقت ہے۔ میں اول تو اس فعل سے روکتا اگر میری بات ڈھلکی جاتی تو ایسا مزہ چکھا دیتا کہ سات جنم تک یاد رکھتے خیر اب تو جو ہونا تھی ہو چکی۔ راجہ جدھشٹر اجازت نہیں دیتے ورنہ اسی وقت ہستنا پور میں گھر گھر ماتم ہو جاتا۔ اب میں آ گیا تو مزاج پرسی ہی سہی مگر یہ لوگ سزا کے مستحق ضرور ہیں۔ اس لئے میں کوروں کے مظالم کا حال سنتے ہی یہاں پہنچا۔ دوارکا میں پانی تک نہ پیا۔ اب سب کے راجہ جدھشٹر کے اختیار میں ہے جو چاہے کریں ؛

ادھیائے ۹

سری کرشن چندر جی دوارکا کو اور درشٹ دمن وغیرہ کی اپنی اپنی راجدھانیوں میں واپسی

سری کرشن جی ہستناپور کے عالم آشوب میں کہاں تشریف فرما تھے اس کی کسی کو خبر نہ تھی۔ راجہ جدھشٹر بھی یہ جانتے تھے کہ وہ ایسے موقع نازک پر ضرور رونق افروز ہوتے مگر وہ نہ آسکے۔ جس وقت مہاراج ممدوح الوصف نے دوارکا سے غیر حاضری کا ذکر کیا تو اس خیال کو لئے ہوئے اور باتوں کے ختم ہونے پر راجہ جدھشٹر نے دریافت کیا کہ آپ دوارکا میں نہ تھے یہ تعجب کی بات ہے آخر تھے کہاں کوئی ضرورت کوئی وجہ ؟

سری کرشن جی۔ میں تو آپ کے جگیہ میں رہا یہاں ششپال اچھی طرح مرمت ہوئی تو راجہ شال میری عدم موجودگی میں دوارکا پر چڑھ دوڑا

خوب خوب ہاتھ دکھائے ہزار ہا نازک بدنوں کو خاک و خون میں ملایا کشتوں کے پشتے باندھ دئے۔ مجھ پر بھی خوب آوازے کسے۔ بُرا بھلا۔ سخت سُست کہا۔ وہ ڈنکے کی چوٹ پکارتا تھا۔ کہ کرشن کہاں ہے۔ سامنے آئے منہ دکھائے۔ میں مزہ چکھاؤں خاک پر سلاؤں۔ غرور توڑوں۔ جیتا نہ چھوڑوں۔ میں وہاں ہوتا تو کس کی مجال تھی کہ لام کاف بکتا۔ اُسی وقت گرم چمٹا ہوتا اور زبان۔ تلوار ہوتی اور جان۔ مگر پیٹھ پیچھے سب کو گالیاں دیتے ہیں۔ منہ پر گالیاں دینے والوں کا منہ ہی نہیں دیکھا جب شال نے اودھم مچائی تو پردمن نے جواب ترکی بہ ترکی دیا۔ خوب لڑائیاں ہوئیں بہت سے معرکہ ہائے کارزار گرم ہوئے۔ مہینوں تک اچھی طرح مار دھاڑ ہوتی رہی۔ آخر شال کو زخم کاری لگا اور وہ اپنی راجدھانی میں لوٹ گیا دوارکا کے ایک ذرہ پر بھی قبضہ نہ کر پایا +

وہاں تو یہ خون خرابہ پہلے ہی ہو چکا تھا مگر جب میں تمہارے یگیہ سے دوارکا میں واپس گیا تو اور ہی رنگت دیکھی میرے تن بدن میں آگ لگ گئی اُسی وقت اُٹھ کھڑا ہوا۔ راجہ شال کو پیغام جنگ دیا۔ وہ سنتے ہی فوراً فوج جرار لئے ہوئے مارنے مرنے کو تیار ہو گیا لڑائی شروع ہوئی مگر ایک ہی وار نے راجہ شال کو رہگرائے عدم کر دیا۔ ساری فوج بھاگ کھڑی ہوئی۔ میں بھی اپنی سلطنت دوارکا میں واپس آیا۔ یہی وجہ تھی کہ میں لاعلمی کی حالت میں آپ کے یہاں پہنچ نہ سکا۔ خیر گذشتہ را صلوٰۃ ابھی سہی۔ دشمن جلتے کہاں ہیں یہ فرما کر مہاراج کرشن چندر نے رخصت طلب کی اور سوبھدرا اور ابھمن کو طلائی و جواہر نگار رتھوں پر سوار کرکے اور دروپدی کا بھائی دھرشٹ دمن اپنے پانچوں بھانجوں یعنی دروپدی کے بیٹے کو لئے ہوئے اپنی دارالحکومت کو روانہ ہوئے بہت سے رشیوں منیوں نے بھی اپنے آشرموں کی راہ لی +

ادھیائے ۱۰

راجہ جدھشٹر کی کامیک بن سے رخصت ۔ باشندگان اندرپرست کی آہ وزاری پھر عزم سفر دویت بن میں قیام

جب سری کرشن چندر جی نے دوارکا کی طرف رُخ کیا پانڈووں نے بھی برہمنوں کو نقد و جنس زر و جواہرات سے مالامال کر کے وہاں سے آگے قدم بڑھایا۔ شستر بستر سب دوارکا میں بھیج دئے کہ فقیری اور صحرا نوردی کی حالت میں اُن کی ضرورت ہی کیا۔ جب شاہی لباس زیب تن کرینگے۔ تب زیور آہن بھی پہن لینگے۔ تمام باشندگان اندرپرست نے رخصت کے وقت گھیر لیا اُن کو خیر مقدم کی خوشی کے بعد جدائی کے رنج نے بڑا دکھ دیا۔ سب ہاتھ جوڑ کے کھڑے ہو گئے +

مہاراج ۔ آپ دھرم کے اوتار اور دھرم کی مجسم تصویر ہیں آپ نے اندرپرست ایسا آباد کیا کہ مہادیو جی کا شیولوک بھی گرد ہو گیا ہے آپ اُسے ویران سنسان کئے جاتے ہیں۔ اب ہم کس کے سایۂ عاطفت میں زندگی بسر کریں۔ افسوس دریودھن کی سمجھ پر۔ جس نے ایسے دھرماتما ہمارے اَنّ داتا۔ پربھی ناتھ مہاراج ادھیراج کے ساتھ ایسی بدسلوکی اور ایسی نالائقی کی۔ ہم لوگوں کی جان میں جان نہیں۔ رات دن کوفت اور کاہش ہی میں بسر ہوتی ہے۔ اگر آپ کو ہم لوگوں کی زندگی منظور ہے تو قدموں کے ساتھ رکھئے ہم سے یہ قدم چھوٹا اور بس سمجھئے کہ ایک دن دم ٹوٹا +

راجہ جدھشٹر ۔ آپ فہمیدہ ہیں سنجیدہ ہیں ۔ زمانہ دیدہ ہیں ۔ سرد و گرم زمانہ چشیدہ ہیں ۔ آپ کو اس قدر انتشار ۔ تردد ۔ فکر کیوں ۔ آپ

میرے دھرم استھان کے باشندے رات دن دھرم ہی سے کام۔ پھر بھلا آپ ہی مجھے دھرم پرتگیا سے باز رکھیں تو تعجب ہو کہ نہیں۔ بارہ برس ہوتے ہی کیا ہیں۔ سویرا دوپہر شام ہوتے ہوتے عمریں تمام ہو جاتی ہیں پھر بارہ برس کس شمار و قطار میں ہیں۔ بیشک جدائی کی ایک ایک گھڑی بھاری ہوتی ہے ایک ایک دن پہاڑ نظر آتا ہے مگر دانشمند لوگ ان گھڑیوں اور ان دنوں کو اس طرح کاٹ ڈالتے ہیں کہ معلوم ہی نہیں ہوتا کب دن گزرا کب ہفتہ شروع ہوا۔ مہینے بیتتے معلوم ہی نہیں ہوتے سال یوں کٹتے ہیں جیسے عاشقوں کی شب وصل۔ آپ سب لوگ دھرم پر قائم رہیں کچھ کیوں نہ ہو جائے دھرم سے منہ نہ پھرے اس چرچے اس تذکرے میں بارہ برس کیا ہزاروں برس ہوں تو اس طرح گزر جائیں جیسے خوشی کی گھڑیاں۔ آپ سب مجھے دھرم کی راہ میں جانے دیجئے اور دعا کیجئے کہ ہم لوگ اس جادہ ہمت میں ثابت قدم رہیں اور دھرم کی برکت اور استقلال طبیعت کے فیض سے ہمیں وہ دن نصیب ہو کہ آپ سب کو دیکھ کر اپنی زندگی سپھل کریں۔ آپ سب کو چاہئے کہ میری ہمت بڑھائیے۔ جرأت دلائیے کہ راہ مشکل میں بڑے استقلال سے قدم ماروں۔ اب اس وقت اظہار محبت کا وقت نہیں۔ دل کا کرم کرنا۔ محبت کی بھول بھلیوں میں پھنسنا ہمیشہ منزل کھوٹی کیا کرتا ہے اس لئے میں اب آپ سے معافی مانگتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ خوشی خوشی رخصت کیجئے میں جو قول ہار چکا ہوں اُس سے جیتے جی نہ پھرونگا قول مرداں جان دارد ؎

دو زبانیں نہیں رکھتے ہیں قلم کی صورت

اچھا اب آپ سب صاحب ہنسی خوشی گھر جائیں اور ہمیں اجازت دیں زندگی ہے تو پھر دیدار ہوگا ؂

راجہ جدھشٹر کے یہ کلمات سنکر لوگ روتے ہوئے قدموں پر گرے دعائے خیر کی۔ راجہ جدھشٹر باہر کا سبھی ہی سب سے صاحب سلامت

کرکے آگے چلتے ہوئے اہل شہر روتے چیختے چلاتے ڈھاریں مارتے سر پیٹتے ہوئے گھروں کو روانہ ہوئے ایک کہرام مچا ہوا تھا۔آہ وزاری کی دردناک آوازوں سے کلیجے پھٹتے تھے +

جب راجہ جدھشٹر دور نکل گئے تو اپنے پیارے بھائیوں سے مشورہ کیا کہ بارہ برس قیام کرنے کے لئے کون جگہ مناسب ہے۔ ارجن نے دویت بن تجویز کیا یہ جنگل بہت پر فضا تھا۔ ہر طرف سبزہ زار ہمیشہ بسنت کی سی بہار۔ چھتنارے درخت زمین پر چھائے ہوئے جدھر نے ساون بھادوں کی سی جھڑی لگائے ہوئے۔ خلاصہ یہ کہ جنگل میں منگل کے لئے ہر طرح کی صورت تھی کون چیز موجود نہ تھی جس کی ضرورت تھی۔ راجہ راجہ جدھشٹر نے بھی ارجن کی تجویز پسند کی۔ اور وہاں سے چلے تو منزلیں مارتے اس صحرائے پُر بہار و دشت غیرت گلزار میں پہنچ گئے جہاں کا نظارہ کچھ عجیب ہی دلفریب تھا۔ درختوں کی گلفشانی طائروں کی نغمہ خوانی۔ جھرنوں کی روانی۔ ہرنوں کی مستی جوانی وغیرہ وغیرہ وہ سامان تفریح تھے کہ بے ساختہ طبیعت ہری اور دل شگفتہ ہوجاتا تھا راجہ جدھشٹر نے وہیں ایک کدام (درخت) کے سائے میں قیام کیا اور اس طرح اُس نمائش گاہ قدرت کی سیر کرنے لگے جس طرح راجہ اندر اپنے نندن بن میں تماشائی باغ و بہار رہتے ہیں۔ راجہ جدھشٹر کی آمد آمد کی خبر سنکر یہاں بھی جوق جوق برہمن آنے لگے اور دھرم کے معاملات پر گلفشانی ہونے لگی +

ادھیائے ۱۱

مارکنڈے کی جدھشٹر کے پاس تشریف آوری کلمات نصائح

دویت بن میں راجہ جدھشٹر کی رونق افروزی سے خاص چہل

پھل رہنے لگی۔ جنگل میں منگل اور صحرا میں دسہرا نظر آنے لگا۔ رشی۔ منی۔
برہمن۔ پنڈت آآکر دھرم چرچا کہنے سننے لگے دھوم رشی پروہت روز
شرادھ کراتے اور سب کو ایک ایک کی پسند کے موافق کھانا کھلاتے
تھے کیسی چیز کی کسی کو کمی نہ تھی ہر وقت میلا سا لگا رہتا تھا ایک روز
مارکنڈے رشی عرف چرنجیو منی تشریف لائے۔ رشی جی مہاراج کی
عزت و عظمت کا کیا پوچھنا آپ کا مرتبہ سب سے افضل اور حیات
جاوید حاصل ہے راجہ جدھشٹر نے درشن پاکر بڑے ہی اعزاز و اکرام
کے ساتھ استقبال کیا سر عقیدت قدموں پر جھکایا۔ مارکنڈے جی آسن پر
براج گئے اور راجہ جدھشٹر کی طرف دیکھکر ہنسے اور چپ ہو رہے ✦

سب رشیوں منیوں کو مارکنڈے جی کی بے محل ہنسی پر تعجب ہوا
راجہ جدھشٹر بھی حیران ہوئے کہ معاملہ کیا ہے۔ آخر ہنسنے کا سبب
اُن سے ضبط نہ ہوا رہا نہ گیا۔ قدموں پر سر جھکا کر گزارش کی :۔

رشی جی مہاراج بے موقع ہنسنے کی وجہ نہ معلوم ہوئی۔ رنج کے موقع
پر آپ کے ہنسنے سے سب حیران ہیں خلاف مزاج نہ ہو تو سبب بیان
فرمائیے۔ ورنہ ہم سب کو ہر وقت خلجان رہیگا ✦

مارکنڈے جی۔ راجیندر۔ مجھے آپ کو بن میں دیکھ کر اُس وقت کی یاد
آگئی۔ جب سری شکتیمان سری دسرت کمار رامچندر جی تپشویوں کے
بھیس میں سری لکشمن جتی اور جنک نندنی سری سیتا کے ساتھ
جنگلوں جنگلوں گھومتے ہوئے رکھیہ موک پربت پر قیام پذیر ہوئے تھے
مجھے ہنسی اس بات پر آئی کہ وہ تو ساکشات پورن برہم تھے اُن کو ترلوک
میں کوئی جیتنے والا کون ہوسکتا تھا۔ کیونکہ فتح و شکست انہیں کے
ہاتھ میں تھی ہزیمت و نصرت کے وہی خود مالک ہیں وہ جو چاہتے
ایک جنبش نظر میں کر سکتے تھے مگر نہیں انہوں نے راچھسوں کے ہوش
گم کر دینے و بھگتوں کو سہارا دینے کے لیے صرف بھگتوں کی خاطر پیکر عنصری
قبول کرکے صحرا نوردی کی تکلیفیں اُٹھائیں۔ اہل دنیا کو

تلقین و نصیحت کی کہ دیکھو باپ کی بات سچ یوں کرتے ہیں۔ سوتیلی ماں کا لحاظ و پاس اس طرح کیا جاتا ہے۔ سعادتمند کا حاصل کرنے کے لئے ایسی لیاقت چاہیئے۔ چنانچہ اُنھوں نے چودہ برس تک سب عیش و آرام چھوڑ کر بن باس اختیار کیا۔ ہر طرح کی مصیبتیں جھیلیں اور اُف نہ کی اب میں دیکھتا ہوں کہ تریتا کے بعد دواپر میں آپ کو بھی وہی عزت نصیب ہوئی ہے کہاں تو وہ دن کہ راجسویہ یگیہ میں تمام روے زمین کے راجے مہاراجے آستان دولت پر ماتھا گھستے تھے کہاں آج یہ صحرا نوردی۔ مگر راجہ جدھشٹر خوب یاد رکھئے کہ دھرم کی راہ سے کبھی قدم نہ ڈگنے پائے۔ ست میں بال بھر فرق نہ آئے۔ اس وقت بارہ برس آپ کو جُگ معلوم ہوتے ہونگے مگر دیکھئیگا کہ جہاں دھرم اور ست کی بدولت آپ نے اپنی دلچسپی کے شغل پیدا کر لئے بس وہاں معلوم بھی نہ ہوگا کہ کب اور کیونکر یہ دن کٹ گئے ہیں آپ کو خوشخبری سناتا ہوں کہ یہ دن کٹنے کے بعد راج پاٹ سب آپ کا ہوگا اور لکشمی آپ ہی کا دم بھریگی۔ اتنے دنوں خوب استقلال سے بسر کیجئے۔ مارکنڈے جی نے اس کے سوا اور کوئی بات چیت نہ کی اور ختم کلام کرکے سیدھے ہمالیہ پربت کی طرف چل دئے ✦

ادھیاے ۱۲

والبد رشی کی آمد عفو و سزا کے متعلق چند نصیحتیں

دروپدی و بھیم سین کا دریودھن کی مخالفت میں جوش و خروش راجہ جدھشٹر کی عاقلانہ فہمائش

دویت بن کی رونق کچھ اور ہی ہو رہی تھی۔ سارا بن آدمیوں کا جنگل نظر آتا تھا۔ وسیع تالاب کے چاندی کی طرح چمکتے ہوئے صاف و شفاف پانی میں صورتیں ہی صورتیں دکھائی دیتی تھیں۔ ہزاروں رشی منی جب تپ ہون انگیاری میں مشغول وید دھنی سے سارا جنگل گونج اٹھتا تھا۔ ہون کنڈ کے شعلوں سے درختوں کے سائے میں بجلیاں چمکتی دکھائی دیتی تھیں۔ پانڈو جب دھنک ہاتھ میں لیتے تو ذرا سی ٹنکار بھی شہر فلک کا دل دہلا دیتی اور جن کی بہار ان مہاتماؤں کے فیض قدم سے برہم لوک کا مزہ دکھا دیتی تھی۔ روز یہی مذہبی مشغلے اور رات دن یہی دھرم کے چرچے رہتے تھے۔ اتفاقاً ایک روز والبہ رشی وارد ہوئے۔ دھرم منڈلی دیکھ کر ان کی کلی کلی کھل گئی۔ راجہ جدھشٹر نے سر آنکھوں پر جگہ دی دھرم آسن پر بٹھلایا تعظیم و تکریم و مزاج پرسی وغیرہ کے بعد والبہ رشی نے کوروں کی بیوقوفی۔ حماقت ناقص العقلی کم فہمی پر افسوس کا اظہار فرمایا۔ خوشنودی ظاہر کی کہ مہاراج گو آپ اس وقت بن باسی ہیں۔ راج پاٹ کا کچھ سکھ نہیں مگر سچ پوچھئے تو آپ کو یہ آنند یہ سکھ راج میں بھی نہ ملا ہوگا آہا کیسی کیسی دھرم کی زندہ مورتیاں آپ کے ارد گرد جمع ہیں۔ بھارگو۔ انگرا بششٹ۔ کشپ۔ اگست۔ اترے وغیرہ رشی آپکے ظل حمایت و سایہ عاطفت میں دھرم کے جھنڈے گاڑ رہے ہیں۔ وید دھنی سے سارے آکاش میں آنند مستی چھائی ہوئی ہے یہ کیوں نہ ہو۔ جب کھشتری کا برہمن سے میل جول ہوا پھر تیج بل دھرم بل کا کیا ٹھکانا۔ جس طرح آگ اور ہوا باہم متفق ہو کر بڑے سے بڑے جنگلوں کو جلا کر راکھ کر دیتے ہیں۔ اسی طرح برہمنوں کا پرتاپ اور کھشتری کا تیج ایک دوسرے کے شریک ہو تو پھر کسی دشمن کا بچاؤ کہاں۔ سارے زمین کے شور سے شور اور بہادر سے بہادر راجوں مہاراجوں کو زیر کرنے والے بھیم سین و ارجن۔ نکل۔ سہدیو دھرم کی زنجیر میں جکڑے ہوئے ہاتھ پاؤں نہیں ہلا سکتے۔ انہوں نے اپنی آزادی اپنی بہادری دھرم کے ہاتھ میں دے رکھی ہے ورنہ کس کی مجال تھی کہ ان کی ایک جھڑپ بھی سہہ سکتا خیر یہ بھی موقع ہے اور یہی بات ہے جس سے پانڈوؤں کی تین لوک میں تعریف ہو رہی

ہے اور تعریف کیوں نہ ہو آپ لوگوں نے ؎

درعفو لذتیست کہ در انتقام نیست

پر عمل کیا طرح دینا بڑوں اور لائقوں کا کام ہے۔ نالائقوں کو اس کا مزہ کیا مہاراجہ جدھشٹر۔ ہمارے ہادیوں نے اخلاق زندگی کے باریک سے باریک مسئلے میں بھی کوئی بات اُٹھا نہیں رکھی۔ کہاں غصہ جائز ہے کہاں طرح دہی یا عفو قصور اس بارے میں دفتر کے دفتر لکھ ڈالے ہیں مگر میں آپ سے لب لباب بیان کرتا ہوں ؎

ہمارے بزرگوں کی ہدایت ہے کہ اگر کسی شخص سے قبل میں نیکی ہوئی ہو۔ اور اُس کے بعد کوئی بدی تو ایسی بدی کو قطعی نظر انداز کر دینا چاہئے۔ اس کے عوض کی ضرورت نہیں۔ اگر کسی سے نادانستہ کوئی قصور کسی وجہ سے سرزد ہوا ہو تو وہ بھی قابل معافی ہے۔ لیکن کوئی جان بوجھ کر کسی خطا کا خطاوار ہو اور اپنی نادانستگی کا اظہار کرے تو ایسے شخص کو بے تکلف چشم نمائی کرنا لازم ہے چشم نمائی ہی نہیں بلکہ اندازۂ جرم سے زیادہ سزا دینا چاہئے اگر ناواقفیت میں کوئی کام ہو گیا ہے تو بعد تحقیق واقعی درگزر کرنے میں ہرج و مضائقہ نہیں۔ اس کے ساتھ ہی اس جزا و سزا کے واسطے وقت اور موقع کا بھی لحاظ کرنا ضروری ہے یہ بھی دیکھ لینا مقدم ہے کہ قصوروار یا مستحق سزا بالفرض کوئی آدمی طاقتور ہے اور اُس کو سزا دینے کی ضرورت پیش آئی تو اُس کے اعزا و اقربا وغیرہ کی طاقتوں کا بھی اندازہ کر لینا چاہئے۔ کیونکہ اُن کا سر اُبھارنا بھی موجب خطر ہی ہوتا ہے اس کے علاوہ اُس شخص کو بھی سزا دے ڈالنا واجب نہیں جس کی سزا کے سبب سے آئندہ کے لئے طرح طرح کے خطرے اور اندیشے پیدا ہونے کا احتمال ہو۔ اہل خطا کو سزا دینا ضرور فرض ہے مگر خاص خاص ضرورتوں میں طرح دینا بھی انسان کی لیاقت کا اعلےٰ نمونہ ہوتا ہے غصے بغیر کوئی کام نہیں چلتا۔ چنانچہ مثل مشہور ہے کہ

بے بھو پریت نہیں لیکن ؎

ہر سخن موقع و ہر نکتہ مکانے

ہر معاملے میں موقع و محل پر نظر رکھنا مناسب ہے۔ کاٹا دوسرے دورہے کی ضرورت نہیں۔ جس کھشتری راجہ نے حسب موقع پیار رعب و داب قائم کیا۔ وقت پر وقت سے کام نہ لیا۔ اُس کی عزت خیرباد کہہ گئی جس نے دشمنوں کو دھرم کے خیال سے آزاد کر دیا۔ اُس نے اپنے حق میں کانٹے بوئے۔ دشمن کو چھوڑنا چوٹ کھائے ہوئے کالے ناگ کو آستین میں پالنا یا ناگن کے منہ میں اُنگلی دینا ہے۔ جس کھشتری نے اپنے دشمن کو طرح دی۔ گویا سانپ کو دودھ پلایا۔ اپنے ہاتھ سے اپنے گلے پر تلوار پھیری۔ مگر ہاں جب طرح دی اس وقت غیظ و غضب بھی ٹھیک نہیں۔ طرح دہی اور معافی بھی موقع موقع کی درست ہے اگر معافی ہی معافی کا سلسلہ چلایا جائے تو نہ انتظام ملک بیٹھے نہ کوئی کاروبار ہو۔ نوکر چاکر بھی لمبی تانے پڑے رہیں کوئی بات تک نہ سُنے۔ ہاتھی لاکھ کہنے میں ہو مگر آنکس ضرور چاہیے گھوڑا ہزار سدھا ہُوا ہو مگر لگام بغیر قابو میں نہیں۔ اتنے بڑے اونٹ کو نکیل ہی بس میں رکھتی ہے ذرا سی کشتی بغیر بند رکھنے پر نہیں چلنا۔ یونہی جو دباؤ نہیں رکھتا۔ بات بات کو نظرانداز کرتا ہے۔ اس کو نقصان ہی نقصان۔ اسی سے عقلمندوں نے نصیحت کی ہے کہ جہاں رحم و کرم کا موقع ہو۔ وہاں انسان رحم و کرم کرے اور جہاں تادیب کا موقع ہو۔ وہاں تادیب ہی سے کام لے مثل ہے گربہ کشتن روز اول۔ دیکھیے آدمی اپنے ہی جسم کے بگڑے ہوئے خون کو نشتر کے ذریعے سے نکال باہر کرتا ہے اور تب آرام پاتا ہے۔ جب یہ کیفیت ہے تو پھر فساد کرنے والے مادے کو خواہ وہ اپنے جسم کا ہو۔ خواہ دوسرے کے دل کا فوراً دور کر دینا چاہیے اگر ایسے موقع پر رحم سے کام لیا جائے تو اپنی سلامتی سے ہاتھ دھو بیٹھنا ہوتا ہے مجھے معلوم ہے کہ آپ نے بھی اسی طرح دہی اور درگزر سے مصیبتیں جھیلی ہیں مگر مضائقہ نہیں۔ دھرم کی راہ میں چلنے والے زہر کروں کی پرواہ نہیں کرتے۔ آپ کو اس رحم و کرم کا پھل ملے بغیر نہ رہے گا۔ اور جائز غصہ

اپنے موقع پر وہ کام کرے گا جو تیر بہدف ہو۔ جس کا نشانہ خالی ہی نہ جائے ۔

جس وقت والبدرشی خاموش ہوئے دروپدی راجہ جدھشٹر سے بولی:-

پران پتی ۔ آپ کے بے موقع رحم و کرم ہی نے سارا کھیل بگاڑا۔ اگر آپ ذرا آنکھ ٹیڑھی کر لیتے تو کچھ بھی نہ ہوتا ۔

بھیم سین - (راجہ جدھشٹر سے) آپ سُن چکے کہ والبدرشی نے کیا فرمایا ہم سب پر بڑے بڑے ظلم ہوئے ہیں کوئی تکلیف اُٹھا نہیں رہی جس سے ہمیں سامنا نہ ہُوا ہو۔ اب کیا وجہ ہے کہ ہم خون کے گھونٹ پیتے ہیں ہر معاملے میں ترجیح ہی دیے جائیں۔ ہمارا فرض اور بزرگوں کی ہدایت بھی ہے کہ دشمنوں کا سزا دینا ضروری اور اشد ضروری سمجھیں ۔

راجہ جدھشٹر - تم سب بہت ٹھیک کہتے ہو مگر میں کچھ اور ہی اونچ نیچ سوچتا ہوں۔ جانتے ہو کہ ستارہ برج زوال میں ہے وہ دن بُرے ہیں جن بڑے بڑے پرتاپی راجاؤں کو راجسوی یگیہ کے موقع پر تم لوگوں نے ناکوں چنے چبوا کر مطیع کیا تھا جو جھک جھک کر تمہاری چوکھٹ چومتے تھے۔ وہ اس وقت اپنا غبار نکالنے کے لئے دریودھن سے مل گئے ہیں۔ اس کی طاقت اس وقت ایسی ہو رہی ہے۔ جس کو دیکھ کر کسی قسم کا مقابلہ نہیں پڑتا۔ ادھر گردش قسمت اُدھر مخالف کی یاوری اقبال - اس پر طرہ یہ کہ دریودھن کے پاس کرن ایسا جوہر تھا جس کی طاقتوں کا ایک زمانہ قائل ہو رہا ہے اسی کو بھی جانے دو۔ بھیشم پتامہ - دروناچارج - کرپاچارج - اسوتھاماں وغیرہ کی حمایت کے ہوتے کس کے منہ میں طاقت ہے کہ اس وقت دریودھن کے مقابلے میں ہتھیار اُٹھا سکے۔ یہ لوگ ایسے صاحب طاقت ہیں جن کے سامنے دیوتاؤں کے ہاتھ بھی تھر تھرا جائیں۔ اگر ہم نے اس وقت چھیڑ چھاڑ کی تو نتیجہ خراب ہوگا۔ ہم اکیلے ہونگے اور ادھر سارا زمانہ۔ اس سے کال کا ٹو کال سے اپنے کو نہ کٹواؤ۔ کبھی تو تقدیر جیتے گی - کبھی تو ہمارا تمہارا ستارہ اوج پر ہوگا۔ سال بھر کھہرنے کیوں ہو۔ جلدی کیا ہے۔ زندگی

کے بڑو پاپ بارہ برس کچھ دور نہیں۔ پھر دیکھنا کہ تمہیں تم ہو گے۔ دشمنوں کا کہیں پتہ بھی نہ ہوگا ‡

ادھیائے ۱۳

بیاس جی کی رونق افروزی۔ راجہ جدھشٹر ارجن کو پرائی سمرتی ودیا کی تعلیم

راجہ جدھشٹر بھیم سین کے آتشِ غضب پر تسلی بخش الفاظ سے پانی ڈال ہی رہے تھے کہ بیاس جی نے نزول اجلال فرمایا۔ پانڈووں نے دوڑ کر قدم چھوئے۔ چرنوں کی بلائیں لیں۔ تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا اپنی خوش قسمتی کے اعتراف میں گوہر افشانی کی۔ ویاس جی مہاراج نے سب کو آشیرباد دیا۔ دھرم کی راہ میں ثابت قدمی کے لئے پیٹھ ٹھونکی۔ شاباشی دی۔ اور فرمایا۔

میں نے جب چشم خیال سے دیکھا تو تم سب کی تکلیف آنکھوں کے سامنے پھر گئیں۔ میرے قدم فوراً ہی تپوبن سے اُٹھ گئے اور دفعتہً یہاں لے آئے ابھی ابھی تم سے اور بھیم سین سے جو باتیں ہو رہی تھیں سب میں نے سُنیں تمہارا خیال ٹھیک ہے۔ مگر اب دو چار باتیں میری بھی یاد رکھو اور ان پر عمل کرو تو مجھے اُمید ہے کہ بھلا ہی بھلا ہوگا۔ تم کو بھیشم پتامہ درونا چارج کرن کرپا چارج اسوتھاما سے جو اندیشہ ہے وہ فضول نہیں۔ واقعی آج اُن کا جواب دینے والا دنیا کے پردے پر کوئی مشکل ہی سے ملیگا۔ یہ لوگ دل میں تو قائل ہیں کہ ہائے پانڈووں پر یہ ظلم ہُوا مگر جب لڑائی چھڑیگی تو سب کے سب دریودھن ہی کی طرف ہونگے۔ جس لڑائی کا میں اشارہ کر رہا ہوں وہ شدنی ہے۔ ہوگی اور ضرور ہوگی۔ اُسی میں ان سب ظلموں ستموں کا فیصلہ ہوگا۔ اور زیادہ کیا کہوں۔ آپ اور ارجن

ذرا تخلئے میں چلے چلیں ۔

راجہ جدھشٹر تخلئے میں گئے وہاں پہنچکر بیاس جی نے کہا کہ گھبراؤ نہیں۔ خوشی کے دن گھوڑے کی چال دوڑے چلے آتے ہیں دشمنوں کی موت سر پر منڈلا رہی ہے۔ یہ فرما کر انہوں نے جدھشٹر اور ارجن کو پرتی سمرتی بدیا سکھائی اور فرمایا کہ جہاں مہارت حاصل ہوئی بس گھر بیٹھے جہاں کا حال چاہے دریافت کر لینا آنکھ بند کرنے کی بھی ضرورت نہیں اور جہاں چاہنا چلے جانا۔ اندر رُودر کے پاس جاؤ گے تو وہ اپنے اپنے عجیب و غریب ہتھیار دینگے۔ برن اور دھرم راج وغیرہ سب خیر مقدم کرینگے۔ سر آنکھوں پر بٹھائینگے یہ فرما کر انہوں نے راجہ جدھشٹر کی طرف روئے سخن کیا اور فرمایا کہ

ارجن اور کرشن نر نارائن ہیں باہم کچھ بھید نہیں اس کا حال آپ خود کرشن جی کی زبانی سُن چکے ہیں۔ بس آپ ہر طرح اطمینان رکھیں۔ ارجن کو جو جیتے وہ گویا نارائن کو جیتے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ارجن کو کوئی جیت نہیں سکتا۔ ارجن کو شیو لوک پال اور دیوتا وہ وہ ہتھیار دینگے۔ جن کے سامنے کال بھی نہ ٹھہر سکیگا۔ کوروں کی حقیقت ہی کیا ہے مگر بالفعل میری رائے ہے کہ اب اس جنگل میں قیام کی ضرورت نہیں ہے

درویش رواں رہے تو بہتر		آب دریا بہے		تو بہتر

پانی جہاں ایک جگہ ٹھہرا۔ گندگی پیدا ہوئی۔ آدمی جہاں ایک جگہ بہت دنوں تک رہا کوئی نہ کوئی خرابی واقع ہوئی اس سے نقل مقام اچھا اتنا فرما کر بیاس جی چلتے پھرتے نظر آئے۔ جدھشٹر و ارجن نے پرتی سمرتی ودیا کی تحصیل اور مشق شروع کی اور دویت بن سے کام بن میں جا کر وہاں بھی رشیوں منیوں کا ایک میلہ لگا دیا ۔

ادھیائے ۱۴

جدھشٹر کی پیش بینی۔ ارجن سے مشورت۔ ارجن کی تحصیل

فنون جنگ کے لئے اندر کے پاس ارجن کی روانگی۔ تپشوی کے بھیس میں اندر سے ملاقات شستر ودیا سکھانے کا وعدہ

ایک روز راجہ یدھشٹر کو خیال ہُوا کہ کوروں سے عہدہ برآ ہونے اور کھویا ہُوا راج پانے کی صورت کیا ہے۔ بھیشم پتامہ کی قوتیں ظاہر ہیں ان کا ساودھنر ودیا جاننے والا یعنی تیرانداز دنیا کے پردے پر نہیں۔ ان کے علاوہ درونا چارج کرپا چارج۔ کرن ساسو تھا ان ایک سے ایک بڑھکر تیر کے دھنی ہیں۔ بان ودیا ان سب کے نام پر ناز کرتی ہے۔ تیلم کی طرف دشمن ہو تو یہ سب کی طرف رُخ کرکے نشانہ چت کریں۔ مجال کیا جو تیر خطا کر جائے۔ دریودھن ان سب کی خوب خاطر تواضع کرتا ہے۔ اس لئے وہ اُسی کے جاں نثار و غمگسار ہو رہے ہیں آخر ان سے ہمارا کیسے ہوگا۔ دل کی کسر کس طرح سے نکلیگی۔ دل میں پس و پیش کرکے اُنہوں نے ارجن سے تخلیہ کیا اور دل کے اندیشہ ظاہر کرکے کہا کہ ایسے لوگوں کا مقابلہ آسان نہیں پڑا ہوگا لگیگا۔ چوٹی کا پسینہ تلوؤں تک آئیگا تب بھی نجات نہ ہوگی۔ تیراندازی میں اگر ہماری کچھ طاقت ہے تو تم ہی سے۔ فتح و شکست تمہاری ہی تیراندازی پر منحصر ہے۔ ہار جیت کا تمہارے ہی دھنش بان پر دارومدار ہے۔ اس لئے تم کو مشق ضروری اور تکمیل فن لازمی ہے۔ بیاس جی مجھے اور نہیں پرتی سمرتی ودیا کے گر بتا گئے ہیں اُن کو سدھ کرو بیشک محنت و تکلیف ضرور ہے مگر بغیر اس کے چارہ نہیں۔ پیارے بھائی صبر و استقلال سے کام لو۔ طبیعت پر فکر کا سایہ نہ پڑنے پائے۔ دل تمام ناپاک خیالات سے پاک رہے۔ ایسی حالت میں کوچ کرکے دھنش لیکر ساودھوؤں کے ماننے میں ناک کی سیدھ کی طرف جاؤ۔ راستے میں کسی سے بولنے چالنے بات چیت کرنے کی ضرورت نہیں۔ منزل مقصود پر رسائی ہوتے ہی سب کام بن جائیگا۔ یہ تو اُسکی وہ دھاک بندھی تھی دیوتاؤں پر وہ رعب غالب ہُوا کہ سارے دیوتا کانپ اُٹھے اپنے اپنے ہتھیار اللہ

کے یہاں چھپا دئے وہ ہتھیار اب تک اندر کے پاس ہیں۔ تم جا کر اندر کو ایسا خوش کرو کہ تمام ہتھیار ہاتھ آجائیں اور تمہارا کام سدھ ہو جائے ارجن نے ارشاد کی تعمیل کی۔ گانڈیو دھنش ہاتھ میں لیا۔ دو اکشی ترکش سے پیٹھ کو بڑھائی کوچ زیب تن کیا اور اگنی ہوتر برہم بھوجن دان پن کرکے آکاش کی طرف دیکھتا ہوا چل پڑا۔ چہرے پر مردانہ تیور تھے۔ دل میں دھرتراشٹر کی اولاد کے قتل کی دھن بندھی ہوئی تھی۔ منہ سے جو سانس نکلتی تھی وہ دھونکنی کی طرح آگ کو بھی پھونک دینے والی۔ چہرے سے وہ جلال برس رہا تھا کہ دیکھنے والوں کی روحیں تھر تھر کانپ رہی تھیں۔ رشیوں نے روانگی کے وقت آشیرباد دیا۔ برہمنوں نے اسی مضمون کے الفاظ کہے کہ ہے کنتی پتر۔ بسفر رخصت مبارکباد۔ بسلامت روی وباز آئی۔ تمام مرادیں کل آمدنی ہی پوری ہوں۔ فتح تمہارے قدموں سے بندھی ہے دشمن تم سے زیر ہوں ہر موقع پہ پلا تمہارے ہاتھ رہیگا۔ کسی سے پست نہ ہو کال کے مقابلے میں بھی شکست نہ ہو ✣

ارجن کے چلتے وقت دروپدی بھی جوش میں رو پڑی۔ نرگسیں آنکھوں سے آنسوؤں کے عوض ایک موتی کی لڑی آنچل پر بکھر گئی اس نے حسرت بھری محبت آمیز نگاہوں سے دیکھ کر رخصت کرتے ہوئے دعا کی کہ :-

ایشور میرے پران پیارے کی محنت سپھل کرنا کوئی مدعا پورا ہونے سے نہ رہ جائے (ارجن سے مخاطب ہو کر) پران تیج جانتے ہو کہ تم سے اور مجھ سے جسم اور جان کا سا تعلق ہے سمجھ لو کہ تم نہیں جاتے جان جاتی ہے مگر پروا نہیں۔ جان کبھی نہیں جاتی جسم البتہ مٹ جاتا ہے پس کیا مضائقہ جسم نہ رہے تو نہ رہے جان جسم سے نکل جائے تو اس کو فنا نہیں۔ اچھا جاؤ۔ دل پہ کسی کی جدائی کا میل نہ لانا۔ اندر کو جا کر راضی کرو اور خیر و عافیت کے ساتھ واپس آؤ۔ تم اپنے برادر معظم کے فرمانبردار مطیع الارشاد۔ تابع فرمان۔ اطاعتگزار اور جاں نثار ہو۔ دھرم کے خلاف چلنا ادھرم جانتے ہو۔ دل میں دفا ہے نظر میں مروت ہے سینے میں ہمہ گن۔ ۸ رُدر بارہ سورج بسوے دیوا سب کو تمہیں سونپ کر

دعا کرتی ہوں کہ ہر ایک خواہش پوری ہو کسی کام میں کسی طرح کا خلل نہ پڑے
جس وقت دروپدی خاموش ہوئی۔ ارجن راجہ جدھشٹر اور دھوم رشی کے
چاروں طرف پھر کر اُتر کی سمت روانہ ہوا۔ جو سامنے آتا صورت دیکھتے ہی
ادھر اُدھر ہو جاتا تھا۔ ہوتے ہوتے ارجن نے اوج ہوا سے ہمالیہ پہاڑ پھلانگ کر
ایک روز کی منزل طے کی۔ یہاں دیکھا تو بڑے بڑے مقدس اہل ریاضت رشی
منی مصروف عبادت ہیں۔ وہاں سے سیدھیاں بھریں تو گندمادن پہاڑ طے
کرتا ہوا اندر کھیل پربت پر جا پہنچا۔ جہاں اندر کی تفریح کی گاہیں تھیں۔ اس
پہاڑ پر پہنچتے ہی ایک آواز آئی تھمیں یہیں ٹھہرو اس آواز نے ارجن کو چونکا
دیا۔ چاروں طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا۔ پہلے تو کچھ نظر نہ آیا۔ آخر
ایک درخت کی طرف نظر گئی تو ایک تپسوی کو اُس کی جڑ پر بیٹھے ہوئے دیکھا
اس بزرگ کی آنکھیں بیر بہوٹی ہو رہی تھیں۔ لمبی لمبی جٹائیں۔ بدن لاغر۔ مگر
چہرہ ایسا نورانی کہ آنکھ ٹھہرنا محال۔ آنکھیں چار ہوتے ہی تپسوی نے کہا۔
یہ مقام میدان جنگ نہیں۔ امن و تسلط کی جگہ ہے۔ یہاں مشہور کے
بھگت جپ تپ سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ یہاں ہتھیاروں کا کام نہیں
پھینکو اپنے دھنش بان۔ معلوم ہو گیا کہ تم بڑے طاقتور تیر کے دھنی ہو +
ارجن نے گوش دل سے یہ آواز سُنی مگر اُس نے چھتری دھرم کا خیال
کر کے دھنش بان پھینکنا گوارا نہ کیا اور کہا۔
یہ دھنش بان پران کے ساتھ ہیں۔ میں چھتری ہو کر اپنے قدرتی زیور
نہیں پھینک سکتا +
تپسوی۔ اگر تم ایسے ہی چھتری ہو تو خیر کیا یاد کرو گے جو کچھ مانگنا ہو مانگو
تو میں اندر ہوں آزمانا چاہتا تھا کہ تمہارا دل کس قدر کیسا ہے +
ارجن نے جوں ہی اندر کا نام سُنا ہاتھ جوڑ کر سامنے کھڑا ہو گیا اور عرض کی
سُریندر۔ امر نگر پتی۔ اہو بھاگ۔ زہے قسمت کہ آپ نے خود درشن دئے۔
میں خاص اسی غرض سے یہاں حاضر ہوا تھا۔ مجھے آپ بر دان دینا چاہتے
ہیں شکریہ۔ مگر اس کے عوض میری خواہش ہے کہ آپ ہر قسم کے شستر ودیا سکھا دیں

زیادہ تکلیف کی ضرورت نہیں +
اندر - اس مقام پر شستر استر بدیا کا کچھ کام نہیں یہ آنند لوٹنے اور زندگی کے سکھ بھوگنے کی جگہ ہے - چین آرام آسائش و راحت کے لئے جو چاہتے ہو بے تکلف مانگ لو +
ارجن - طمع نفسانی و خواہش جسمانی دیوتاؤں کو مبارک مجھے ان کی ہوس نہیں - میرے بھائی جنگل میں میرا انتظار کرتے ہونگے مجھے ان کی جدائی گوارا نہیں - میرا پہلا فرض یہ ہے کہ اُن بدکاروں کو زمین پر سلاؤں - جنھوں نے میرے اور میرے بھائیوں کے ساتھ حد درجہ کی بدسلوکیاں ہی نہیں بلکہ عداوتیں اور دشمنیاں کی ہیں +
اندر - میں ضرور تمہیں شستر ودیا سکھاؤنگا اگر پہلے تم ترشول دھاری سری مہادیو جی کے درشن کرو - اُن کے درشنوں کا تمہیں بہت فیض ہوگا اُن کی نظر فیض سے تمہیں تریلوک میں جا سکنے کی قدرت حاصل ہو جائیگی +
اندر یہ کہکر دیکھتے ہی دیکھتے نظروں سے غائب ہو گئے اور ارجن نے وہیں رہنا قبول کیا +

ادھیائے ۱۵

اندر کھیل پربت پر مہادیو جی کی نظر توجہ کے لئے ارجن کی ریاضت شاقہ

ارجن نے اندر کھیل پربت پر آسن جما دیا اس دلکش مقام کی بہار عجیب لطف خیز و فرحت انگیز تھی - سبزہ زار خوشگوار - درخت قطار در قطار - پھولوں کی مہک سے دماغ بسے جاتے تھے پھولی پھلی شاخوں پر مرغ خوش الحان چہچہاتے تھے - کہیں چکور تھرکتی تھی تو کہیں طاؤس طناز

کہیں بلبل چہکتی تھی تو کہیں طوطے خوش آواز۔ اگر کوئل کوکتی تھی تو فاختہ بھی کوکو سے نہ چوکتی تھی۔ پپیہے مستانہ آواز سے دلوں پر موہنی ڈالتے تھے۔ ہنس میٹھے بولوں سے سرگم کے سُر لگاتے تھے۔ نہروں حوضوں کا پانی سچ مچ لاثانی تھا۔ فی الحقیقت آبِ زندگانی تھا۔ مردہ جسم میں آب و ہوا سے جان آتی تھی۔ سیر و گلگشت کے لئے دیوتاؤں کی طبیعت للچاتی تھی۔ کہاں یہ مقام مستی انگیز۔ کہاں یہ ہلدستان جنون خیز۔ دیوتا بھی مست بادۂ سرور ہو جائیں۔ گندھرب بھی نشۂ بیخودی میں چور ہو جائیں۔ مگر نہیں ارجن نے دل کو ہزار زنجیروں میں جکڑ دیا۔ نفس کُشی کا دامن پکڑا۔ ریاضت میں جان لڑا دی۔ عبادت میں ہمت دکھادی۔ تمام نعمتوں پہ لات مار کر سوکھے پتوں پہ بسر کی۔ اندر کھیل پربت کی راحتوں پر بھولے سے نہ نظر کی۔ ایک مہینہ تیسرے روز کھانا کھا کر گزارا۔ دوسرے مہینے چھٹے چھٹے دن بھوک کا بھوت اُتارا۔ تیسرے مہینے پندرہ دن کی نوبت آئی۔ چوتھے مہینے ہوا پھانک کر زندہ رہنے کی سمائی۔ نہ کچھ کھانا نہ پینا۔ صرف ہوا کے آسرے پہ جینا۔ ہاتھ آسمان کی طرف بلند۔ طبیعت کو تکلیف جسمانی پسند۔ زمین پر صرف پاؤں کے انگوٹھے کا سہارا۔ سر کی جٹا سے پانی میں سورج کی کرن کا نظارہ۔ اندر کھیل پربت پر غل مچ گیا کہ آہا۔ ایسی تپشیا۔ ایسی ریاضت کہیں کچھ دن اور ہوئے تو ٹوٹ جانے ارجن کیا کچھ کرے۔ سب گھبرائے ہوئے مہادیوجی کے پاس گئے۔ التجا کی درخواست کی۔ گذارش کی استدعا کی کہ

مہاراج۔ پربت باسی ارجن کے تپ سے گھبرا رہے ہیں۔ معلوم نہیں وہ کس غرض سے تپشیا کر رہا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم پر کچھ آنچ آئے ایسا تپشوی تو آج تک دیکھا ہی نہیں +

مہادیوجی۔ آپ لوگ گھبرائیں نہیں۔ ارجن سے آپ لوگوں کو اطمینان رکھنا چاہئے۔ اُس کو سُرلوک کی خواہش ہے نہ اندرلوک کی۔ دولت و ثروت کا بھوکا نہیں۔ آپ کے پربت کی طرف نظر اُٹھانے سے اُس کو کیا کام۔ مگر ہاں جو وہ چاہتا ہے۔ اُسے میں جانتا ہوں۔ ضرور مراد پوری کرونگا۔

مگر آپ لوگ بیفکر گھر بیٹھیں۔ یہ ہم فضول ہے؟

ادھیائے ۱۶

مہادیوجی کا بھیلیہ سروپ۔ ارجن سے جنگ صلح کے بعد مہادیوجی کی چشم رحمت

ارجن کا تپ مقبول ہُوا۔ مہادیوجی بھیلیہ کے بھیس میں اندرکیل پربت پر تشریف فرما تھے۔ اس وقت کا سروپ کچھ اور ہی تھا۔ سارے جسم میں کندن کی سی چمک دمک تھی۔ ہاتھوں میں دھنش بان جسم پر رنگ رنگ کے سانپوں کا زیور۔ سری پاروتی جی ہمراہ۔ بہت سی نازنینیں جلو میں۔ جوجی ذات مقدس وہاں جلوہ افروز ہوئی۔ کچھ اور ہی رونق ہو گئی۔ سماں وہ سہانا کہ مُردہ سے مُردہ طبیعت بے ساختہ ہری ہو جائے۔ ادھر نظارہ دلفریب تھا اُدھر ارجن کے سامنے ایک بندیلا آموجود ہُوا۔ ظاہر میں تو بندیلے کی شکل و صورت تھی مگر دراصل وہ موک نامی راچھس تھا۔ اُس کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ کر ارجن نے دھنش تان لیا اور کہا:۔

ابے تیری یہ مجال کہ میرے سامنے آئے۔ ارے کمبخت میں تیرا کیا قصور کر رہا ہوں کہ تو مجھ پر آنکھیں نکالتا دانت کٹکٹاتا آرہا ہے ارجن کو جانتا نہیں تیر کے عوض ایک تنکا اٹھا کر بھی پھینک دیگا تو سر لوٹتا پھریگا ٭

مہادیوجی۔ (بھیل کے بھیس میں) خبردار بندیلہ کو نہ مارنا یہ ہمارا حصہ ہے۔ ہمارے تاکے ہوئے شکار پر کسی کی مجال نہیں کہ تیر چلائے ٭

ارجن۔ جو پہلے مارے وہ میری۔ دار مرداں خالی نہ باشد یہ دل میں کھٹکا اُسنے تیر سر کر دیا۔ ادھر ارجن کی چٹکی سے تیر نکلا اُدھر شیوجی کی کمان سے اگن بان چلا۔ دو تیر نشانے پر جم بیٹھے۔ بندیلا معمولی سُور نہ تھا ہاتھی کا پاٹھا

معلوم ہوتا تھا۔ مگر دو تیروں کی چوٹ نے اسے زمین پر ڈھیر کر دیا۔ گرنے کے ساتھ ہی دم کھڑکنے کی دیر تھی کہ ایک دوسری ہی صورت نظر آئی۔ بھنیلے کا نام و نشان ندارد۔ ایک راچھس کی لاش فرش خاک پہ پڑی ہوئی نظارہ حیرت دکھا رہی تھی ؛

شکار کے چت ہونے پر ارجن دیکھتا ہے تو سامنے کچھ اور ہی نظر فریب کیفیت تھی۔ بھیلیہ مہادیوجی کی وضع قطع میں آنکھوں پر موہنی ڈال رہا تھا۔ ساتھ والی ماہ وشیں اپنے جمال جہاں آرا سے دل کو موہے لیتی تھیں۔ ارجن یہ رنگ دیکھکر بہت خوش ہوا اور بھیلیہ (شیوجی) کے پاس آیا۔ لبوں پہ مسکراہٹ تھی اور زبان پر یہ کلام :-

کیوں جی ہمارے تاکے ہوئے شکار پر تم تیر مارنے والے کون۔ شکاریوں کا یہ دھرم نہیں۔ اب چارہ اسی میں ہے۔ کفارہ اسی میں ہے کہ میں تم پر تیر چلاؤں اور ایک ہی وار میں چت کروں ؛

بھیلیہ (یعنی شیوجی) اوا بھچے پر جھینگر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ بچہ میرا ہی ہے۔ بن ہماری ملکیت۔ بن باسیوں کے رہنے سہنے کی جگہ تپشویوں کے تپ جپ کا مقام۔ اس پر لطف یہ کہ تو بھولا بھٹکا یہاں آیا تو عزت دبے دکھانے لگا۔ جوانی کے زعم نے آنکھیں بند کر رکھی ہیں۔ طاقت کے غرور نے اندھا کر دیا ہے نظر آئے تو کیا خاک۔ پہلے یہ بتا کہ تیرے یہاں آنے کا سبب ہی کیا ہے۔ تیرے یہاں آنے کی وجہ مجھے تو یہ نازک نازک ہاتھ پاؤں دیکھکر ترس آتا ہے۔ صورت دیکھتا ہوں تو طبیعت خوش ہوتی ہے۔ اسنئے باؤں کا رخ تیری طرف نہ ہوا کیونکہ دل گواہی دے رہا ہے کہ تو دکھ کے عوض سکھ اٹھانے کے لائق ہے۔ اور اسطرح وہی کا باعث بھی یہی تھا ؛

ارجن۔ جس بھی کوئی گیا گزرا۔ دلاچا۔ دبڑو گھسٹرو نہیں ہے۔ وہ دیکھئے میرا گانڈیو دھنش۔ یہ اگن بان جس کی طرف تیر کامنہ کر دوں بھسم کے رہ جائے یہی دھنش اور یہی بان ہے۔ جس کے برتے جس کے بھروسے پر میں اس جنگل میں ڈٹا ہوا بیٹھا ہوں۔ خود دیکھ لیا ہوگا کہ اتنے بڑے بندیلے کو

کس طرح شکار کیا ۔

شِوجی۔ منہ دھو رکھو۔ تجھ میں اس کے مارنے کی طاقت تھی۔ جب میرا تیر پیچھے پر بیٹھا تب اُس کا خاتمہ ہُوا۔ میں دیکھتا ہوں کہ تو اپنے غرور ہی میں چرا جاتا ہے۔ نہ کمان کھینچنے کی تمیز نہ بان چلانے کا وقوف۔ پھر بندیلے کو مارنا۔ اچھا بڑا بہادر ہے تو دور رو ک۔ سمجھ لے کہ خیریت نہیں ۔

ارجن۔ جا گھر بیٹھ۔ تجھ ایسے باون ہزار میری جیب میں پڑے ہیں۔ تجھ ایسے نامعلوم کتنوں کو چرائے بیٹھا ہوں۔ ارجن کے تیروں کو تو نہیں پہچانتا بڑے بڑے شیروں کو اس نے لومڑی بنا دیا ہے۔ تو نے پہل کی میں نے سمجھ لیا کہ تیری موت کا پیغام آگیا ہے۔ لے سنبھل وہ تیر آیا ۔

ارجن کو اس وقت حد سے زیادہ غصہ تھا۔ آنکھیں سرخا سرخ ہو رہی تھیں۔ بدن کانپ رہا تھا۔ دل چاہتا تھا کہ بوٹی بوٹی چبا لوں۔ اس نے تیر پر تیر مارنا شروع کئے مگر ہاں رویاں بھی میلا نہ ہُوا۔ سارے تیر خالی گئے ۔

شوجی نے کہا بس۔ ٹائیں ٹائیں فش۔ ارے اتنے تیر خالی۔ اسی بوتے پر تتا پانی ۔

ارجن کو اس بات پر اور بھی طیش آیا اُس نے دھنش سے بانوں کی بوچھاڑ کر دی۔ لیکن پھر شوجی کا بال بینکا نہ ہُوا۔ ادھر ارجن تیر برساتا تھا۔ اُدھر جیسے ہوا بہتی تھی۔ شوجی ہاتھوں سے تیر پکڑتے جاتے تھے۔ ارجن کی ایک پیش نہ جاتی تھی۔ مخالف کے چہرے پر میل تک نہ دیکھ کر ارجن کو حیرت ہوئی کہ معاملہ کیا ہے۔ کہاں میرا گانڈیو دھنش۔ کہاں میرے بے خطا تیر دو گھڑیاں گزر گئیں۔ ترکش خالی ہو گئے اور چٹکی سے مسل جانے کے لائق بھیلیہ پر تیروں کا سایہ بھی نہ پڑا ۔

ارجن دل میں گھبرایا کہ معاملہ کیا ہے۔ میرے تیروں کو برداشت کرنے کی طاقت بڑوں بڑوں میں نہیں۔ پہاڑوں کو چھلنی کر کے رکھ دوں تیروں کا ایسا چھیر چھا دوں کہ موسلا دھار پانی کی ایک بوند زمین پر نہ گرے میں نے ہزاروں بان مارے اور بھیلیہ جیسے کا تنکا نہ ہلا ضرور کچھ بھید ہے۔ کہیں اتنا

بھیس میں شوجی تو نہیں کیونکہ ہمالیہ پہاڑ اُنہیں کی تفریح گاہ ہے مگر پھر بھی دل کو یقین نہ آیا خیال ہوتا کہ اِن بھیلیہ کہاں شوجی۔ چہ نسبت خاک با عالم پاک اسی خیال کے ساتھ ارجن کو اپنے تیروں کے خالی جانے سے غیرت معلوم ہوئی اور تہیہ کر لیا کہ بغیر مارے نہ چھوڑونگا اگر بھیلیہ کو نہ مارا تو کام ہی کیا کیا۔ اس جوش غیرت میں اُس نے اگنی دیو کو یاد کیا اور وہ ترکش استعمال کئے جو اُنہوں نے کھانڈو بن جلانے کے وقت مرحمت کئے تھے اُن ترکشوں میں یہ وصف تھا کہ لاکھ تیروں کا مینہ برسایا جائے مگر کبھی خالی نہ ہوں ارجن نے حالت غیظ و غضب میں ان ترکشوں سے کام لیا۔ تیروں کی بارش شروع ہوئی۔ مگر ہر تیر گرم توے پر کی بوند سے زیادہ کام نہ کر سکا۔ سارے تیر بھیلیہ نے ہضم کر لئے ان ترکشوں کی بھی ایک نہ چلی۔ ارجن دل ہی دل میں بلکتا تھا اُس نے زچ ہو کر گانڈیو دھنش سر پر دے مارا اور دھینگا مشتی کرنے لگا۔ بھیلیہ نے گانڈیو دھنش ہاتھ سے چھین لیا۔ اور ارجن کی ایک نہ چلنے دی۔ دھنش کے ہاتھ سے چلے جانے پر اُس نے تلوار اُٹھائی۔ ایک تُلا ہاتھ سر پر رسید کیا جونہیں تلوار سر پر پڑی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ پنکھڑی کی سی چوٹ بھی نہ آنے پائی ارجن کی جیوں جیوں ہیٹی ہوتی تھی اُسی قدر جوش بڑھتا جاتا تھا اب اُس نے پتھر مارنا شروع کیا۔ درختوں سے ہڈیاں چور چور کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارے جب اس سے بھی تھک کر ہارا تو خم ٹھونک کر کمر سے لپٹ گیا اور لگا کشتی لڑنے۔ امکان بھر خوب زور لگایا بڑے بڑے داؤں پیچ کئے یہاں تک کہ ہاتھ پاؤں شل ہو گئے اسی دوران میں شوجی نے ایک دھکا دیا تو ارجن زمین پر چاروں شانے چت۔ دو گھڑی تک بے ہوش پڑے رہے
دو گھڑی بعد رفتہ رفتہ ہاتھ پاؤں میں جان آئی اور حواس ٹھیک ہوئے۔

شکست کی ندامت سے بدن پسینہ پسینہ ہو رہا تھا۔ غیرت مار ڈالنے کے لئے ابھار رہی تھی تلواروں سے لگی تھی کہ مخالف کو نیچا نہ دکھایا تو کچھ کام نہ کیا۔ خود ہمت نہ پڑتی تھی۔ آخر مہادیو جی کا سہارا لیا مٹی کی پنڈی بنا کر ہار پھول چڑھائے اور درخواست امداد کی۔ آنکھ بند کر کے کھولی بھیلیہ سامنے موجود تھا اور مہادیو جی کی پنڈی پر چڑھائے ہوئے ہار پھول اس کے

گلے میں بھی نظر آ گئے۔ اب تو ارجن کی آنکھیں کھلیں دوڑ کر قدموں پر گر پڑا اور بولا:-

"مہاراج آپ کے بھیس سے دھوکا ہُوا۔ معاف کیجیے گا۔ میری نیت نہ تھی۔ فقط ظاہر بین کا قصور تھا"

شیو جی نے ارجن کو قدموں پر سے اُٹھا کر سر پر ہاتھ پھیرا پیٹھ ٹھونکی اور خوش ہو کر فرمایا:-

شاباش ارجن تم انسان ہو کر ایسے صاحب تحمل۔ میں تمہارے استقلال سے بہت خوش ہُوا چھتریوں کو ایسی ہی ثابت قدمی چاہیے تم واقعی اپنا نظیر نہیں رکھتے۔ اس میں شک نہیں کہ تمہاری قوت بازو مجھ سے کم نہیں میں اپنی اظہار خوشنودی کے لئے تمہیں بتاتا ہوں کہ گذشتہ جنم میں تم ایک رشی تھے اس جنم میں انسانی دشمنوں کا کیا ذکر دیوتاؤں تک کو سر کر کے چھوڑو گے دیں تمہیں اپنا استر دیتا ہوں۔ اس کو زیب تن کرو یہ وہ استر ہے جس کے سامنے کوئی دوسرا استر کام نہیں دے سکتا۔ تمام استر اس کا لوہا مانتے ہیں

یہ فرماتے ہی ارجن کی آنکھ جھپکتے جھپکتے خود بدولت اپنے اصلی سروپ میں سری پاروتی جی کے ساتھ پیش نظر ہو گئے ارجن نے دیکھا تو کچھ اور ہی صورت سامنے تھی۔ گھٹنے ٹیک کر زمین پر سر جھکا دیا اور مودبانہ الفاظ اور خوشگوار لہجے میں دُستتی کر کے معافی چاہی*

مہادیو جی نے ارجن کے حسن عقیدت کو سراہا اور سب دلیرانہ کی تعریف کی۔ نادانستہ خطاؤں کی معافی دی اور بڑے پیار سے ہاتھ پکڑ لیا*

ادھیائے ۱۷

ارجن کی کامیابی مقصد۔ مہادیو جی کی چشم رحمت۔ پاسپت استر کا عطیہ

جس وقت مہادیو جی کی ارجن پر نظر عنایت ہوئی ارجن مارے خوشی کے جامے میں پھولا نہ سمایا۔ اس کی آنکھوں سے پریم کے آنسو بہنے لگے ہاتھ جوڑے سامنے کھڑا رہا مگر جسم کو حرکت ہوتی تھی تو اتنی ہی کہ سر قدموں پر جھکا جاتا تھا۔ مہادیو جی کے دل پر ارجن کے جوش عقیدت و حسن ارادت کا اثر غالب آیا۔ اُنہوں نے خوش ہو کر فرمایا۔

اے ارجن تم کون۔ تمہیں تو کو خبر نہیں مگر سنو میں تمہیں بتاؤں۔ کرشن چندر مہاراج نارائن ہیں اور تم نر۔ تم دونوں نے بدر کا شرم (بدری ناتھ) میں بڑی تپسیا کی ہے۔ اس میں شک نہیں ہے کہ تمہیں دونوں کے فیض اقبال سے دنیا کا چکر چل رہا ہے کرشن جی کی قدرتوں کا کیا کہنا۔ رائی کو پربت کر ڈالیں پربت کو رائی۔ خود بدولت نے اندر کے راج تلک میں جس وزنی اور قیامت خیز دھنش سے دانو قتل کئے۔ وہ یہی تمہارا گانڈیو دھنش ہے جو تمہیں اگن دیو سے ہاتھ آیا اور جس کو میں نے تم سے چھین لیا ہے تم فکرمند نہ ہو تمہاری نقاہت تمہاری جراحت ابھی ابھی اچھی ہوئی جاتی ہے پہلے کچھ بردان مانگ لو۔ تم ایسا شیر دل۔ بے کلیجے چھتری کوئی اور نہیں ہے ✦

ارجن۔ بھگوتی پت۔ پاروتی پت۔ ستی پت۔ آپ دھنیہ ہیں کہ مجھ ایسے ناچیز کے حال پر یوں مہربان ہو گئے۔ کیلاش ناتھ اگر آپ مجھے کچھ دینا چاہتے ہیں تو اپنا پاسپت استر مرحمت فرمائیے۔ کون پاسپت استر جس کو برہم استر بھی کہتے ہیں اور جو پرلے کے زمانے میں تمام دنیا کو نیست و نابود کر دیتا ہے۔ جب تک میں بھیشم پتامہ۔ درونا چاریہ کرن وغیرہ کو میدان جنگ میں زیر نہ کر لوں۔ تب تک مجھے کھانا پینا سونا جاگنا حرام ہے۔ علاوہ بریں دانو راچھس جاکش بھوت پشاچ گندھرب ناگ بھی اپنے کو بہت کچھ سمجھتے ہیں۔ اس لئے اُن کی بھی گوشمالی دینا مقدم سمجھتا ہوں۔ اس کے واسطے آپ کے پاسپت استر کے سوا اور کوئی ہتھیار بکار آمد نہیں ہو سکتا۔ میں نے سُنا ہے۔ عرصۂ کارزار میں اس استر سے خود بخود ہزار ہا ترسول گرز وغیرہ نمودار ہو جاتے اور ایک وار

ہیں صفیں کی صفیں زمین پر سلا دیتے ہیں۔ اِس استر سے جو تیر نکلتے ہیں ایسے زہر میں بجھا کر الامان۔ کالا ناگ ڈسے تو وہ زہر نہ چھنکے جو ایسے تیر کی ہوا لگ جانے ہی سے موت کا دروازہ دکھا دے۔ جب مجھے کرن نے بہت کچھ بُرا بھلا کہا ہے کھوٹی کھری سُنائی ہیں زبان سے وہ وہ زخم کلیجے پر لگائے ہیں کہ تلوار سے نہ پڑتے۔ یہ چرکے ہیں اپنی زندگی میں بھولنے والا نہیں۔ یہ زخم اُس وقت تک نہ بھرینگے جب تک میں کرن وغیرہ دریودھن کے رفیقوں کا خون خاک میں نہ ملا دونگا اور بھیشم درون وغیرہ کی اچھی طرح کریا کرم نہ کر دونگا۔ آپ کو بردان دینا ہے تو پہلے لائیے پاسپت استر۔

مہادیو جی۔ ارے ارجن پاسپت استر کو کیا کچھ کھیل سمجھتے ہو۔ اندر۔ جمراج کوبیر۔ یہ بھی نہیں اس کو ہاتھ لگا سکتے۔ استعمال کرنا کار دارد۔ پھر تم انسان ہو کر کیا تیر مار سکتے ہو۔ مگر خیر تم نے بردان مانگا ہے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ استر دو مگر یاد رکھنا کہ خبردار بے سمجھے بوجھے اس کو چلا نہ بیٹھنا اگر کسی ایسے ویسے پر چلا دو گے تو دنیا اُلٹ پلٹ کیا غارت اور نیست و نابود ہو جائیگی۔ یہ استر اُسی پر چلانے کے لائق ہے جس سے دنیا کے انقلابات اور ہنگامۂ محشر کا خوف ہو۔

پاسپت استر کی خوبیاں غیبی طاقتوں سے تعلق رکھتی ہیں اُس کو ہاتھ سے یا جنبش ہی سے چلانے کی ضرورت نہیں۔ دل سے چلاؤ آنکھوں سے چلاؤ مجال کیا جو نشانہ خالی جائے یا تا کا ہوا شکار تینوں لوک میں اس کی زد سے بچ سکے۔

ارجن نے یہ سنتے ہی جھٹ پٹ اشنان کیا اور پاک و صاف ہو کر شوجی کی خدمت میں دست بستہ عرض کی کہ

مہاراج بردان دیجئے استر مرحمت فرمائیے۔

شوجی نے استر دیا اور اُس کے استعمال کی ترکیبیں بتائیں ترکیبیں کیا تھیں۔ بس ایک اعجاز قدرت کا نمونہ تھیں۔

ارجن نے ڈنڈوت کر کے جوں ہی استر لیا ایک طرف تو سنکھ گھڑیال اور

ڈُندبھی کی آواز سے زمین و آسمان گونج گئے دوسری طرف درختوں وغیرہ کا کیا ذکر کرۂ خاک اور پہاڑ سب تھر تھر کانپنے لگے ما ستر سے وہ قدرتی روشنی پیدا ہوئی کہ نگاہوں میں عالمِ نور ہو گیا۔ عرش سے فرش تک سب جان گئے کہ پاسپت استر ارجن کے قبضے میں ہے ❊

جس وقت ارجن اور شو جی سے کشتی ہوئی تھی اُس وقت باہم بدن کے چھُو جانے سے ارجن کے تمام قابلِ اعتراض جسمانی نقائص دور ہو گئے اور اس کے جسم میں ایسی پاکیزگی آگئی کہ بلا تکلف بلا مزاحمت سورگ میں جا سکے ❊

مہادیو جی نے ارجن کو سُرگ کی سیر کے لئے اجازت دیکر گانڈیو دھنش بھی حوالے کیا اور پھر آپ اشیر باد دیتے ہوئے دیکھتے دیکھتے نظروں سے غائب ہو گئے ❊

ادھیائے ۱۸

ارجن پر دھرم راج - برن - کوبیر اور راجہ اندر کی مہربانی - آلاتِ جنگ کا عطیہ

جس وقت مہادیو جی نظر سے غائب ہو گئے تو ارجن حیران رہ گیا کہ یہیں یہ دوپہر کا آفتاب کیسے نظر سے غائب ہو گیا مگر یہ حیرت دیرپا نہ تھی شو جی کی قدموں کو دیکھتے ہوئے اُس کا یہ تعجب سے بھرا ہوا خیال دور ہو گیا اور اس پر وہ خوشی غالب آئی جو پاسپت استر کے ملنے سے حاصل تھی وہ دل ہی دل میں مگن تھا کہ بس اب مار لیا ہے کورو کہاں بچ کے جاتے ہیں سب کے سب چٹنی بنے ہوں تب سند سادھو یہ مارے خوشی کے بغلیں بجاتا تھا ادھر تمام دیوتاؤں کو مہادیو جی کی خوشنودی اور جوشِ بخشش کی خبر ہوئی کے سب بڑے ذوق و شوق سے ارجن کے دیکھنے اور درشن دینے کو دوڑ پڑے بمانوں کا تانتا لگ گیا۔ دیکھتے پہاڑ کی چوٹیوں پر دیوتاؤں کا میلہ لگ گیا۔ سرہی سر نظر آنے لگے جب بھیڑ لگ گئی تو دھرم راج جی نے پیش قدمی کی اور ارجن سے اس قدر بلند کہا

ذرا ادھر دیکھو۔ کون کون لوک پال تمہیں دیکھنے آئے ہیں تم بڑے صاحب طاقت ہو قالب خاکی وجامہ انسانی میں تمہارے مقابلے کا کوئی انسان نہیں تم بڑے رشی ہو۔ تمہاری پیشانی اقبال چمک دمک میں سورج چاند کو مات کر رہی ہے برہما جی نے تمہیں یہ پیکر عنصری عطا کیا ہے۔ بیشک تم اُن بھیشم پتامہ کو بستر مرگ پر سلاؤ گے جو اس جگ میں تمام بسو دیوؤں کی روح و رواں ہیں اور جن کی قوتوں اور دھرم کے کارناموں کی چاردانگ عالم میں دھوم ہے درونا چارج جیسے تیر کے دھنی کو آج تمام روے زمین پر کوئی نیچا نہیں دکھا سکتا۔ اس اُستاد فن کے محافظ و مددگار بھی وہ سورما کھشتری اور ویسے ایسے قوی راچھس انسانی قالب میں موجود ہیں۔ جن کے بانوں کے اشاروں میں فتح و فتح موت تک چلتی ہے۔ وہ بھی تمہارے ہی تیروں کا لوہا مانیگا۔ اور اس کے تمام حمایتی تیروں کا لقمہ ہونگے۔ میرے پتا سورج بھگوان ہیں اُن کا تیج پرتاب کسی سے پوشیدہ نہیں اُن کی فقط فیض سے کرن کی ولادت ہوئی ہے۔ پھر اُس کے اختر اقبال اور نجم قسمت کی چمک دمک کا کیا پوچھنا اُس کی چمکتی ہوئی پیشانی دیکھ کر دنیا کے شور بیروں کی آنکھوں میں چکا چوند پیدا ہوتی ہے۔ تیروں کے شہاب ثاقب کی بھی کچھ بساط نہیں۔ ایک تیر میں قوس فلک کے پرخچے اڑا دے۔ جس وقت چلہ چڑھا کے دھنش کی ٹنکار سے زمین و آسمان کو ہلا دے ایسے شور بیر کا مقابلہ بھی تمہیں سے ہوگا اور تمہارے ہی تیر اُس کی آخری ہچکی تک اُس کے گلے میں پانی ٹپکائینگے۔ یاد رکھنا کہ تمہارا دنیا میں وہ نام ہوگا جو کسی طرح کبھی نہ مٹ سکے گا۔ ایک عالم تمہاری تعریف میں تر زبان اور رطب اللسان رہے گا تم نے جب مہادیو جی کو خوش کر لیا تو ہم لوگ کس گنتی کس حساب میں شمار و قطار میں ہیں۔ تمہارا اور وشنو بھگوان کا ساتھ ہے۔ بس روے زمین کو آلائش عذاب و گناہ سے پاک و صاف کرو۔ لو میں یہ اپنا ڈنڈا استر دیتا ہوں۔ اس سے وقت ضرورت کام لینا۔ یہ استر کوئی سنتا بھی نہ تھا۔ ویسا ویسا

استر نہیں۔ گاڑھے وقت۔ کڑی مصیبت میں یہی ہے جو کام آسکتا ہے ✤

ارجن نے دوڑ کر خوشی خوشی ڈنڈ نام کا استر دھرم راج سے لیا اور اس کے استعمال کی ساری ترکیبیں آناً فاناً میں پوچھ لیں۔ برن دیوتا بھی پچھم کی طرف سے وہیں تشریف فرما ہوئے تھے۔ ان کے پرنور رخ پر ہیروں کی چمک دمک نثار تھی۔ تمام خلقت آبی ہمراہ۔ ناگ ندیاں وغیرہ سب دیوتاؤں کے بھیس میں ساتھ یہ ارجن کی طرف مخاطب ہوئے اور بڑی محبت سے فرمایا ✤

کھشتریوں کے سرتاج ارجن۔ میں تمہیں دھرم کی راہ میں ثابت قدم دیکھ کر نہایت ہی خوش ہوں اس خوشنودی کے صلے میں میں تمہیں برن استر دیتا ہوں۔ یہ وہ کمندیں ہیں۔ جن سے کوئی کیسا ہی شہزور ہو کبھی بچکر نہیں جا سکتا یہ وہ پھانسیاں (کمندیں) ہیں جن سے نارکامی کی لڑائی میں میں نے بے شمار دیت گلا گھونٹ کر مار ڈالے۔ جس کو پاس لیا اُسے وہیں ڈھیر کر دیا کسی کی مجال نہ ہوئی کہ جان بچا سکے تم اسے اپنے قبضے میں کرو۔ جب موقع پڑے استعمال کرنا معرکۂ جنگ میں یہ خونخوار کمندیں سرکشوں کو گھونٹ کر رہینگی۔ سانس نہ لینے دینگی ✤

ارجن نے شکریہ ادا کر کے برن استر لے لئے اور ڈنڈوت کی برن جی دہلی تھے کہ تمام زر و جواہر کے مالک) کوبیر جی سامنے آبراجے چہرہ کندن کی طرح دمکتا اور ماتھا سورج کی طرح چمکتا تھا بہت دیوتا ہمراہی تھے انہوں نے آتے ہی زبان معجز بیان سے گوہر افشانی کی کہ:-

اے پانڈوں کے سرمایۂ فخر۔ گذشتہ جنموں میں میرا اور تمہارا بہت ساتھ رہا ہے لو یہ میرا پرسواپن استر جو ظاہر دکھائی نہیں دیتا مگر چھپے چھپے دشمنوں کو ایسی ایتی بلاتا ہے کہ کچھ کئے دھرے نہیں بن پڑتی اس سے اپنی طاقت دو چند سہ چند کیا ہزار چند ہو جاتی ہے اقبال ذرہ سے آفتاب ہو جاتا ہے یہ وہ خونخوار ہتھیار ہے جسے شوجی نے ترا اسر کے مقابلے میں استعمال کیا تھا جس وقت یہ ہتھیار چلا جس سمجھ لو کہ لشکر غنیم میں کھری پڑ گئی ہزاروں جھلس کر رہ گئے۔ ہزاروں بھسم ہو کر فنا ہو گئے۔ اپنے استر کی

تمہیں دریودھن کے مقابلے میں ضرورت ہوگی۔ اس لئے میں تمہیں دیتا ہوں۔ سمجھ لینا کہ یہ استر دشمنوں کو پچھاڑ کر چنوں کی طرح بھون کر تمہاری فتح کے پھریرے اڑائیگا +

ارجن نے بڑی خوشی سے یہ استر بھی لے لیا اور کویر جی کی شکر گزاری میں سچے دل سے تر زبان کی۔ آخر میں راجہ اندر اپنے ایراپت پر سوار اندرانی کو ساتھ لئے دیوتاؤں کے جلو میں تشریف لائے اور بولے:۔

ارجن تو اُس وقت انسان ہے اگلے جنم میں بہت پہنچا ہوا اور بڑا ہی سدھ ایشان تھا۔ تجھ کو دیوتاؤں کی پدوی ملنے کے لئے یہ قالب خاکی عطا ہوا ہے دیوتاؤں کے رفاہ کی بہت سی خدمتیں تجھے کرنا ہونگی۔ اس لئے تُو سُرگ کو چل۔ میں وہاں تجھے قسم قسم کے ہتھیار دونگا۔ میرا ماتل سارتھی (رتھبان) میرا رتھ لئے آتا ہوگا اُسی پر سوار ہو لینا +

راجہ اندر کے عنایت آمیز کلمات سُنکر ارجن کی اور بھی باچھیں کھل گئیں۔ اُس نے ایک ایک دیوتا کی پانی پھول پھل سے پرستش کی فرداً فرداً اُستت کے ذریعے شکریہ ادا کیا۔ سب دیوتا بمان پر چڑھ کر وہاں سے روانہ ہو گئے۔ ارجن ایک ایک ہتھیار کو دیکھ دیکھکر خوشی مناتا تھا کہ بس پالا اپنے ہاتھ۔ فتح کا سہرا اپنے سر۔ کوئی اب کیا بنا سکتا ہے۔ دشمنوں کو موت کے گھاٹ اُترا سمجھنا چاہئے +

ادھیاے ۱۹

راجہ اندر کے رتھ پر امراوتی میں ارجن کی رسائی

سب لوک پال اپنے اپنے استھانوں پر واپس گئے یہاں ارجن سرگ جانے کی خواہش میں رتھ کے لئے چشم براہ و منتظر ہوا۔ آکاش پر نظر لگی ہوئی تھی کہ یکایک ایک بجلی تیزی سی چمک کے ساتھ زمین پر گرتی ہوئی معلوم ہوئی اور ترنم قسم قسم

کے باجوں سے طرح طرح کے خوش کن نغمے سنائی دینے لگے قریب سے دیکھا تو آنکھیں کھل گئیں۔ یہ وہی آفتاب کی طرح روشن رتھ تھا جس کے کھینچنے کو اندر کہہ گئے تھے۔ اس کی آراستگی کی کیا پوچھنا۔ چاند ستاروں کی چمک دمک اس کی قدرتی روشنی سے ماند تھی۔ دس دس ہزار ہاتھی کی طاقت کے ہری تام گھوڑے جُتے ہوئے تھے۔ تمام نفائسات بجبر۔ چکر۔ گولی چنور چھتر۔ دھجا سے آراستہ اور ایک نور کی تصویر ہو رہا تھا۔ ماتل رتھبان کی وضع قطع شکل و صورت دیوتاؤں سے کم نہ تھی۔ وہ رتھ کے گھوڑے اُڑاتا ہُوا ارجن کے پاس آپہنچا اور درخواست کی :-

تشریف لے چلئے۔ رتھ حاضر ہے۔ راجہ اندر طلب فرماتے ہیں ارشاد ہے کہ دیر نہ ہو ابھی ابھی لے آؤ ؛

ارجن۔ میں ابھی چلتا ہوں مگر ذرا گھوڑوں کو ٹھہراؤ۔ زہے نصیب کہ مجھے اس رتھ پر سوار ہونے کا شرف حاصل ہُوا جو ہزاروں راجسو اور اشومیدھ یگیہ کرنے والوں کو بھی مشکل سے نصیب ہوتا ہے ؛

ارجن نے یہ کہکر گنگا جی میں اشنان کے بعد پوجا پاٹھ۔ جپ تپ سے فراغت کر کے رتھ پر آسن جمائے رتھ چلا تو راستے کی سیر عجیب و غریب نظر آئی۔ جہاں نہ سورج چاند کی روشنی پہنچتی ہے نہ سیارے چمکتے دکھائی دیتے ہیں۔ وہاں بمان گھومتے دکھائی دیئے ارجن نے ماتل سے پوچھا :-

یہ بمان کس کے ہیں۔ اور ان میں روشنی کیسی ہے ؟

ماتل۔ ان پر وہ فخر کائنات بزرگوار سیر کرتے اور گھومتے پھرتے ہیں جنہوں نے یگیہ کئے ہیں۔ تپشیا سے سُرگ کو جیتا ہے۔ میدان جنگ میں سینہ پر تلواریں کھا کر بہادری کے جوہر دکھائے ہیں۔ خیر و نیکی سے دائمی زندگی حاصل کی ہے۔ اہل زمین جن کو سیارے سمجھتے ہیں وہ سب یہاں ہیں اور دوری کے سبب سے چراغ کی لو معلوم ہوتے ہیں ؛

باتوں باتوں میں اندر پوری آگئی۔ ارجن نے دروازے پر دیکھا تو ایراوت ہاتھی جھوم رہا تھا۔ گلے میں طلائی ہیکل۔ پیٹھ پر مخمل کی جھول پڑی۔

ہوئی تھی۔ قد بلند سہنگ نظر فریب۔ دانت چار بڑے خوشنما چاند کی طرح چمکتے ہوئے سفید سفید ؎

ارجن خوش خوش تمام عجائبات و نفائسات دیکھتا ہوا امراوتی میں داخل ہوا اور ماتل نے رتھ کے گھوڑے آہستہ آہستہ آگے بڑھائے ؎

ادھیائے ۲۰

ارجن کی دیوتاؤں اور راجہ اندر سے ملاقات

اندر پوری کے دلفریب نظارے نے ارجن کی طبیعت پر موہنی ڈال رکھی تھی مگر نندن بن کا سماں کچھ اور ہی جان بخش تھا ہرے ہرے درخت حسینان سبز پوش کی طرح نشۂ شباب سے جھومتے نظر آتے تھے جن کی پھولوں سے لدی ہوئی نازک نازک ڈالیاں چوتھی کی دلہن بن رہی تھیں ٹھنڈی ٹھنڈی دھیمی دھیمی ہوا پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو سے بسی ہوئی دل و دماغ معطر کرتی اور نور کے سانچے میں ڈھلی اپسراؤں کی گیسوئے عنبرین و زلف مشکیں کی مہک لئے اُڑتی تھی۔ یہ روح افزا سماں اُن بدنصیبوں کو نصیب نہیں ہوتا۔ جنہوں نے نہ کبھی جپ تپ کیا نہ اگنی ہوتر۔ یہ سیر و تفریح انہیں کو میسر ہوتی ہے جو زال دنیا کے پھندے سے آزاد رہتے ہیں۔ ارجن رتھ پر سوار پھولوں کی خوشبو سونگھتا ہوا سرد کے جھونکوں سے کلیجہ ٹھنڈا کرتا اپسراؤں کی سُریلی آوازوں اور گندھربوں کے ناچ رنگ سے طبیعت بہلاتا نکشتر مارگ میں پہنچا۔ دیکھا تو دیوتاؤں کے بمان ادھر اُدھر گھوم رہے ہیں۔ وہاں پہنچتے ہی گندھرب بڑی تعظیم سے پیش آئے اور اندر کا بیٹا سمجھ کر پرستش کی۔ ارجن نے سادھ گن ا۔ مرگن۔ دو اسونی کمار۔ ۱۲ سورج۔ ۸ بسو۔ گیارہ رُودر۔ برہم رشیوں۔ راجہ دلیپ ایسے راج رشیوں سری نارد جی۔ ہاہا ہوہو۔ گندھرب وغیرہ سے حسب اعزاز

و مراتب ملاقات کر کے راجہ اندر کے درشنوں کا شرف حاصل کیا۔ پہنچتے ہی زمین بوس ہو کر ڈنڈوت کی۔ راجہ اندر اس وقت جواہرات سے جڑے ہوئے سنگھاسن پر رونق افروز تھے طلائی اور مرصع ڈنڈی کا چنور جھلا جا رہا تھا پنکھوں کی ہوا مہکتے ہوئے پھولوں کی خوشبو سے دماغ بساتی تھی۔ بسو اسو گندھرب اور برہمن۔ رگ وید۔ یجر وید اور سام وید پڑھ رہے تھے ارجن کو دیکھتے ہی اندر نے بڑے پیار سے ماتھا چوما اور گلے سے لگا کر دوسرے سنگھاسن پر بیٹھنے کی اجازت دی۔ اپنے ہاتھوں سے ڈنڈے اس وقت راجہ اندر اور ارجن پر دوپہر کے آفتاب اور چودھویں کے چاند کا شبہ ہوتا تھا۔ اندر کی الفت پدری جوش پر تھی۔ دیوتا لوگ خوش ہو رہے تھے تنبرؔ قوم کے گندھرب سام وید کو خوش الحانی سے گانے لگے۔ گرتاچی نیسکا گوپالی۔ سہردکھنی۔ سہجینا۔ اُرسبی۔ چتر سینا مدھر سرا اور دوسری اپسراؤں نے ناز و ادا سے ناچنا گھنگھرو بجانا اور بھاؤ بتانا شروع کیا ایک عجیب لطف کی محفل جم گئی۔ سماں کچھ اور نظر آنے لگا۔

ادھیائے ۲۱

ارجن کا پانچ برس تک اندر لوک میں قیام شستر ودیا کی تعلیم۔ استروں کی دستیابی۔ علم موسیقی میں حصول کمال

جب ناچ رنگ سے فراغت ہوئی تو اندر کے اشارے سے دیوتاؤں نے ارجن کو اندر جی کے راج محلوں کی سیر کرائی۔ سلح خانہ دکھایا۔ جہاں استر شستر بھرے پڑے تھے۔ اندر جی نے بڑی خوشی سے ارجن کو بجر استراور اشنی استر مرحمت کئے اور ان کے استعمال کا ایک ایک گر بتایا۔ یہ استر بڑے دشمن کش اور خونخوار تھے اور پھر لطف یہ کہ ان کے چلتے وقت کبھی بادل

گرجتا معلوم ہوتا تھا اور کبھی مور بولتا ہوُا - ارجن کو اندرپوری میں رہتے رہتے پانچ برس ہو گئے - مگر ہر وقت دل راجہ جدھشٹر اور دوسرے بھائیوں ہی میں رکھا تھا - اس لئے ساری دلچسپیاں پھیکی معلوم ہوتی تھیں اتنی مدت تک بھائیوں کی جدائی ہر لحظہ شاق رہی - ایک ایک گھڑی پہاڑ معلوم ہوتی تھی - اندر جان پران سے زیادہ عزیز رکھتے تھے - دم بھر کی علیحدگی گوارا نہ تھی - جس وقت ارجن نے رخصت مانگی اور بھائیوں کے پاس جانے کا ارادہ ظاہر کیا اندر جی نے فرمایا +

میں تم سے زیادہ مصلحت سمجھتا ہوں اور موقع و وقت جانتا ہوں ابھی کچھ دنوں اور یہیں ٹھہرو - شستر ودیا تم سب سیکھ گئے مگر ابھی ایک بات کی کسر باقی ہے - تمہیں بن میں بہت مرحلے طے کرنا ہیں - بہت سی مصیبتیں جھیلنا ہیں اس لئے میں چترسین گندھرب کو حکم دیتا ہوں کہ وہ تم کو نادودیا یعنی سروہے (علم موسیقی) میں کامل وقت کر دے +

باجے بجانا اس طرح سکھائے کہ دنیا کے پردے پر کوئی جواب نہ ہو اس علم موسیقی کی تحصیل سے طرح طرح کے فائدے ہونگے - دیوتاؤں کو جب چاہو گے رجھا لو گے - جب منظور ہو گا عامۂ خلائق کے دلوں پر موہنی ڈال دو گے - یہ علم اس زمانۂ صحرا نوردی و دورۂ دشت گردی میں تمہارے آڑے آئیگا - اور اس سے بہت کچھ فائدہ اُٹھاؤ گے +

ارجن راضی برضا تھا اُس نے سر قبول جھکا دیا - چترسین نے دل لگا کر گانا بجانا سکھایا اور ایسی تعلیم دی کہ ارجن کی آئندہ زندگی میں اس کی بھی اسی طرح شہرت اور مصائب میں مدد ہوئی جیسی شستر ودیا نے مہابھارت کی لڑائی میں کی تھی یہ سب دلچسپی کے سامان اہل دنیا سے دنیا کو فراموش کرا دیتے خواب میں بھی اندرپوری چھوڑنے کا خیال نہ پیدا ہوتا - مگر ارجن کی بھائیوں سے لو لگی تھی - اس لئے اُس کو سب سازِ عیش مٹی معلوم ہوتے تھے اس کے پاؤں اُٹھے جاتے تھے کہ جیسے بنے بھائیوں سے ملے اور دریودھن دوشاسن وغیرہ کو ان کی کرتوتوں کا مزہ چکھائے جن کے عوض

کی تکمیل میں اس کو اور اس کے بھائیوں کو نیند نہ پڑتی تھی۔سونا جاگنا حرام تھا۔

ادھیائے ۲۲

فن حرب و ضرب میں ارجن کی تکمیل۔ اُربسی کا اظہارِ عشق ارجن کی نفس کُشی۔ اُربسی کی بد دعا۔ راجہ اندر کے کلمات تشفی

ارجن فن حرب وضرب میں پہلے ہی سے یگانہ روزگار تھا۔ اندر لوک کی تعلیم نے اس کے کمالات میں اور چار چاند لگا دئے اس پر جب علم موسیقی سے کما حقہ واقفیت ہو گئی تو گویا چودھویں کا چاند دوپہر کا آفتاب ہو گیا۔ جن دنوں میں یہ علم موسیقی سیکھ رہا تھا اُربسی اپسرا پر اس کی نظر پڑتی تھی تو معلوم ہوتا تھا کہ کنول کو بھونرا دیکھ رہا ہے یا چاند کو چکور۔ اُربسی کا گانا ناچنا وہ تھا کہ دیوتا لوگ آپے میں نہ رہتے تھے مست ہو جاتے تھے۔ پھر دوسرے کا کیا ذکر۔ ارجن بھی کبھی کبھی چبھتی نظر سے اُسے دیکھ لیتا اور انداز و ادا پر دل ہی دل میں واہ کرتا۔ چترسین کی نظر ظاہر پرست تھی وہ سمجھتے تھے کہ ارجن اُربسی پر فریفتہ ہے اس لئے واجب ہے کہ اس کو ارجن کے قدموں سے باندھ دیا جائے جانتے تھے کہ ارجن کو اندر جی فرزند مانتے ہیں۔ ارجن اس وقت جو کہے وہی ہو جائے لمحہ بھر دیر نہ ہو۔ مگر ادب و لحاظ ہے پاس ہے چار آنکھوں کی شرم ہے اسلئے مناسب ہے کہ میں ہی ریشہ دوانی سلسلۂ جنبانی کروں کہ اپنا مہمان کوئی ہوس دل میں لئے ہوئے واپس نہ جائے۔ چترسین فوراً ہی اُربسی کے پاس گیا ادھر ادھر کی باتیں کر کے ارجن کی بات چھیڑ دی۔ ارجن کے ذکر میں باتیں ہی کیا وہی معمولی تعریف۔ کچھ بہادری کے اوصاف کچھ کمالات کی صفت۔ بعدہ حسب و نصب کا ذکر۔ اندر کی ولدیت کے شرف کا اظہار اس کے بعد عشق انگیز

باتوں کے سلسلہ میں حسب ذیل گفتگو:۔

چترسین۔ اُربسی! تم نے نہ معلوم کتنی آنکھیں دیکھی ہیں۔ تمہارے سامنے کوئی کیا کچھ کہہ سکے۔ ارجن کی نظر بھی تم سے چھپی نہ رہی ہوگی +

بھانپنے والے قیامت کی نظر رکھتے ہیں +
مگر خصوصاً تم آنکھ چار بھی نہ ہو اور جان لو کہ
محبت والے لوگوں کی نگاہیں ایسی ہوتی ہیں +

ارجن تم پر فریفتہ ہے۔ شیفتہ ہے۔ پس مناسب ہے کہ موقع نہ ٹلنے دو اس سے اور اپنے دل کا ارمان نکالو +

اُربسی خود ہی از خود رفتہ تھی اس تقریر نے مست کے ہاتھ میں تلوار دے دی۔ اس نے سنگار کر کے حسن و جمال کو اور بھی نور کے سانچے میں ڈھالا بن سنور کر رات کے وقت وہیں جا پہنچی۔ جہاں ارجن جلوہ افروز تھا تھوڑی دیر تک گانے بجانے کا چرچا ناچ رنگ کا ڈھنگ رہا۔ بعدہٗ اُربسی نے اپنے مطلب کی بات چھیڑی۔ بات کیا تھی۔ اس کا ذکر کرنا فضول۔ اگر دوسرا ہوتا تو آپے میں نہ رہتا۔ مگر ارجن کو دل پر قابو حاصل تھا۔ ہوائے نفسانی پھونک مارتے اڑتی تھی۔ اس نے کانوں پر ہاتھ رکھے دانتوں کے تلے انگلی دبائی اور کہا میں یہ واہیات خیالات یہ بے حیائی۔ میں دوسری عورت کو اپنی ماتا کنتی اور اندرانی کے برابر سمجھتا ہوں تو بھی اپنے کو ماتا سمجھ اور مجھ سے کسی قسم کی اُمید نہ رکھ +

اُربسی۔ باتیں نہ بنائیے آلا نہ گائیے۔ میں وہ نظر بھول نہیں گئی۔ جس نے مجھ پر محبت کا جادو کر کے دل کو اتنا بے قابو کیا کہ خود اظہار مطلب کے لئے حاضر ہوئی +

ارجن۔ تمہاری غلطی کا میں ذمہ دار نہیں۔ تم اچھا ناچتی تھیں۔ عمدہ گاتی تھیں میں چھبتی ہوئی محبت بھری نظر سے داد دیتا تھا۔ یہ پاک محبت کے اشارے کنائے تھے نہ کہ ناپاک محبت کے۔ یہاں ناپاک محبت پر تف کرتے ہیں۔ اُربسی ہو یا اپسرا کسی کی طرف نظر نہیں اٹھ سکتی +

اُربسی - ایسے فقروں میں میں نہیں آنے کی - ایسے چھیتے اور کسی سے تیز کیجئے - مجھ سے اڑ کر کہاں جائیے گا - میں اُڑتی چڑیا پکڑتی ہوں - ناز معشوقانہ تہ کر رکھئے اور بس +

ارجن - نیک بخت معاف کرئیں تیرے لائق نہیں نہ میرے لئے کسی بات کی کہیں کمی رہی ہے - جنگل میں بھی ہر وقت منگل ہے - مگر مجبور ہوں تیری بات مان نہیں سکتا - ہاں اور جو کچھ کہہ اُس کو ابھی کردوں خواہش ہو تو تارا توڑ کے ہاتھ پر رکھ دوں +

اُربسی - آپ پورب بنس کے چراغ ہیں آفتاب ہیں ایسی تپشیا کی راجہ اندر خود یہاں لے آئے - دیوتاؤں کی آنکھ کی پتلیوں نے دوڑ دوڑ کر استقبال کیا - آپ کی سب کو خاطر تواضع منظور ہے پھر کیا وجہ کہ آپ میری دعوت قبول نہیں فرماتے +

ارجن - ایسی دعوت عداوت ہے - مجھ کو معاف رکھ میں سگِ دنیا نہیں کہ ناپاکی میں منہ ڈالتا پھروں +

اُربسی - اُف اوہ - یہ دماغ - ایسی دلشکنی - ردِّ دعوت اور ناسپاسی کی سزا یہی ہے کہ لطف زندگی حاصل نہ ہو - خواہشات نفسانی کے لائق ہی نہ رہو جاؤ بس کہدیا کہ سال بھر تک ہیجڑوں کی زندگی بسر کرو - عورت کا منہ دیکھنا نصیب ہو + دعا پُر اثر تھی - اس کا اثر شدنی تھا - اندر کو خیال ہوا کہ اُربسی کا کوسنا خالی نہ جائیگا - محبت پدری نے جوش کیا خود تشریف لائے ارجن کے ضبطِ نفس اور ترک لذات نفسانی کے لئے خوشنودی ظاہر کرکے بڑی تعریف کی پیٹھ ٹھونکی - سر پر ہاتھ پھیرا گلے سے لگایا اور فرمایا کہ :-

اے ارجن گھبرانا نہیں - یہ اپسرا کا سراپ بھی تمہیں کچھ فائدہ ہی دے رہیگا - جب تمہیں بارہ برس کی صحرا نوردی کے بعد تیرھویں برس روپوشی کی ضرورت ہوگی تو یہی سراپ تمہارے آڑے آئیگا - تمہیں راجہ بیراٹ کے یہاں ہیجڑا بن کر رہنا پڑیگا اور اسی حالت سے اقبال کی ترقی شروع ہوگی صرف ایک سال تک تمہیں یہ حالت بھگتنا پڑیگی - باقی نہ اب کھٹکا

ہے نہ بعد میں کچھ اندیشہ ہوگا۔ اطمینان رکھو ؞

ادھیاے ۲۳

اندر لوک میں لومس رشی کی ارجن سے ملاقات

راجہ جدھشٹر کی تشفی کے لئے پیغام

ایک روز ارجن راجہ اندر کے زانو بزانو راج سنگھاسن پر بیٹھا ہُوا تھا کہ لومس رکھیشر وارد ہوئے اُن کو سخت حیرت ہوئی کہ ارجن نہ کوئی بڑا تپشوی نہ مُنیا تھا اسے کیسے راجہ اندر کے برابر بیٹھنے کی عزت حاصل ہوئی۔ راجہ اندر صورت دیکھتے ہی تاڑ گئے کہ رشی جی کی عقل اس وقت چکر میں ہے۔ حیرت سے آئینہ دیوار بنے ہوئے ہیں۔ اُنہوں نے فرمایا ؞

آپ برہم رشی تمام اسرار غیب سے آگاہ اور پھر بھی یہ عالم حیرت مہاراج ارجن کو آپ انسان جانیں یہ کنتی کا جگر بند میرا فرزند ارجمند ہے۔ جو فنون حرب وضرب کی تکمیل کے لئے یہاں ٹھہرا ہے۔ علاوہ بریں یہ بڑا قدیم رشی ہے جن نر نارائن نے اہل زمانہ کو طریقہ ریاضت بتانے کے لئے تپشیا کی تھی اُن میں نر یہی ارجن تھا۔ اب میری خواہش والتجا سے دونو نر اور نارائن بالاتفاق گاؤ زمین کو بار گناہ سے سبکدوش کرکے پاتال کے فوات کوچ دیوتوں کو قتل کرینگے۔ یہ فوات کوچ دیت بردان پا پاکر اپنے قوی دست خونخوار اور تیر قضا سے بیباک ہوگئے ہیں کہ دیوتاؤں کا قافیہ تنگ ہو رہا ہے منہ سے ہوئے ظلم وستم سہتے ہیں۔ اُف تک نہیں کرسکتے۔ منکنا ہاتھ پاؤں ہلانا معلوم ارجن ان سب کو نشانۂ اجل بناکر روے زمین کو گرد فساد سے پاک وصاف کریگا۔ گو نارائن جی میں سب طاقتیں ہیں۔ فوات کوچ دیت ان کے مقابلے میں کیا چیز ہیں جب چاہیں اس طرح ایک جنبش نظر میں خاک

سیاہ کر دیں جس طرح اُنہوں نے کپل مُن کا اوتار لیکر راجہ سگر کے ساٹھ ہزار بیٹوں کو ایک دم میں راکھ کر ڈالا تھا۔ لیکن نہیں ان کی قدرت کاملہ ایسی چھوٹی چھوٹی باتیں ارجن کے سپرد کریگی۔ چنانچہ یہی شو بیر سری کرشن جی کا دست راست بنکر دیوتاؤں کو افکار سے نجات اور بدکاروں کو سزائے اعمال دیگا۔ بہتر ہو کہ آپ راجہ جدھشٹر کے پاس جاکر اُن کی دلجمعی کر دیں ارجن کی خیر و عافیت سنائیں۔ شستر ودیا کی تعلیم کا ذکر فرما کر سمجھادیں کہ عنقریب ارجن فارغ التحصیل ہوکر حاضر ہوتا ہے۔ دیوتاؤں سے فنون حرب و ضرب کی تحصیل ضروری تھی۔ کیونکہ اس کے بغیر بھیشم پتامہ اور درونا چارج سے سربر ہونا خارج از امکان تھا۔ راجہ جدھشٹر کو یہ بھی نصیحت کر دیجئے کہ تیرتھوں میں اشنان کرکے پیکر عنصری کو پاک کریں اور اس تیرتھ جاترا میں آپ اُن کے رہنما اور محافظ رہیں۔ ارجن نے بھی بڑے ادب سے پیغام رسانی اور مربیانہ رہنمائی درخواست کی۔ چنانچہ لومس رشی وہاں سے رخصت ہوئے اور عین اُسوقت راجہ جدھشٹر کے پاس پہنچے۔ جب وہ رشیوں اور برہمنوں کے مجمع میں بیٹھا ہُوا اور ارجن کے انتظار میں چشم براہ اور گوش برآواز ہو رہا تھا +

ادھیائے ۲۴

راجہ دھرتراشٹ کے یہاں بیاس جی کی آمد۔ ارجن کے سُرگ میں پہنچنے اور شستر ودیا سیکھنے کا ذکر۔ راجہ دھرتراشٹ کا خوف

کسی روز بیاس جی راجہ دھرتراشٹ کے یہاں رونق افروز ہوئے اِدھر اُدھر کی باتوں میں ارجن کا ذکر آگیا۔ بیاس جی نے فرمایا کہ دربن تپانیا سے

فراغت حاصل کر کے سورگ لوک جا پہنچی اور اب راجہ اندر سے شستر ودیا
سیکھ رہا ہے یہ سنتے ہی راجہ دھرتراشٹ کے ہوش جاتے رہے اس کی
روح کانپ اٹھی کہ توبہ اور غضب ہوا ایک تو کڑوا کریلا دوسرے نیم چڑھا
اس نے عالم پریشانی میں سنجے کو یاد کیا اور ارجن کی کیفیت بیان کر کے بولا کہ
ہے مجھے عقل کے دشمن دریودھن نے جیتے جی مار ڈالا میری زندگی بھر کی
نیک نامی پر بٹہ الگ لگایا اور بھرت بنسیوں کی جان الگ ضغطے میں ڈالی ارجن
یوں ہی تیر کا دھنی ثابت قدم۔ مرد میدان قوی بازو اور باقبال جوان ہے اب
راجہ اندر کی شاگردی میں نہ معلوم کون کون فن جنگ یاد کر کے آتا ہوگا مجھے
کوروؤں کی طاقت پر جو تھوڑا بہت بھروسہ تھا۔ بالکل جاتا رہا۔ کرن بیشک
اول درجے کا طاقتور اور تیر انداز ہے مگر اس کا ارجن سے سر بر ہونا محال۔
کا دل موم ہے بہادر کا دل نرم ہوا تو سمجھ لو کہ مارا پڑا ہے درونا چارج اور
بھیشم تیامہ یہ دونو کے دونو بڈھے جیل ہو رہے ہیں۔ جوان اور بڈھے
کا مقابلہ کیا۔ آدمی اندر کے بجر سے بچ سکتا ہے مگر ارجن کے تیر وہ بلا
ہیں جن سے کوئی بچ سکے کہ مجال۔ ہائے اب خاندان کی تباہی میں شک نہیں
ہستنا پور کا طبقہ الٹ پلٹ ہوا ہی چاہتا ہے۔ زمین خون کی پیاسی ہو رہی
ہے۔ تیروں کی زبانیں پیغام مرگ سنا رہی ہیں۔ مجھے تو ہر وقت یہی معلوم ہوتا
ہے کہ اب ارجن کے رتھ کی گھڑ گھڑاہٹ سنائی دی۔ اب گانڈیو دھنش کی
ٹنکار کانوں میں گونجی۔ اب تیر برسنا شروع ہوئے اور اب بھرت بنسیوں
کی لاش پر لاش گری ؎

ادھیائے ۲۵

سنجے اور راجہ دھرتراشٹ کی گفتگو

راجہ دھرتراشٹ کی تقریر سنکر سنجے بولا۔ مہاراج ادھیراج آپ کا جو

خیال ہے وہی شدنی بھی ہے۔ دریودھن نے جو جو نالائق حرکتیں کی ہیں ان کا نتیجہ ضرور بھگتنا پڑیگا۔ دروپدی کو برہنہ کرنا زانو پر بٹھانے کے لئے ران پر ہاتھ مارنا حد سے زیادہ زیادتیاں تھیں بھیم سین کی خون چوسنے والی قسم اور ران توڑنے کی پرتگیا زبانی جمع خرچ نہ سمجھئے وہ جو کچھ کہہ چکا ہے کرکے رہیگا۔ میری تو ہر وقت جان لرزتی رہتی ہے کہ دیکھئے کیا ہونہار ہے +

راجہ دھرتراشٹر۔ نہ معلوم اس دریودھن کی سمجھ پر کیسے پتھر پڑے ہوئے ہیں کہ اپنی عقل کے آگے کسی دوسرے کی عقل کو کچھ سمجھتا ہی نہیں بھیشم پتامہ۔ دروناچارج اور پدرجی سمجھاتے سمجھاتے ہار گئے۔ مگر اس نے ایک نہ سُنی۔ مجھ کو تو خالی اندھا ہی نہیں بلکہ عقل کا اندھا بھی سمجھتا ہے پھر میری بات کیا مانے جس نے بڑوں کی بات نہ مانی وہ آدمی ہی کیا۔ ایسے ہی لوگ اپنی چال سے مات ہوتے اور اپنے ہاتھوں مارے پڑتے ہیں ایک تو دریودھن خود ہی عقل کا پورا اُس پر شکنی کرن۔ دوشاسن کی شہ سب نے اور بھی چاپر کرکے رکھ دیا۔ خیر میری قسمت +

پانڈو جیسے سعادتمند ہیں ویسے ہی اُن کی شہرت بھی ہو رہی ہے ادھر سری کرشن چندر کی خاص نظر عاطفت اُدھر دیوتاؤں کی چشم عنایت۔ ارجن مہادیو جی سے لڑا جھگڑا مار دھاڑ کی اور اُلٹے پاسپت استر لیا برن نے کمندوی۔ راجہ اندر شستر ودیا سکھا رہے ہیں۔ پھر کوئی کیونکر یقین کرے کہ کورو ایک چوٹ بھی سہہ سکینگے

ادھیائے ۲۶

راجہ جدھشٹر کی اوقات بسری

جنگل میں راجہ جدھشٹر کی بسر اوقات کی صورت کیا تھی ہزاروں برہمنوں کی خورد و نوش کا انتظام کیونکر ہوتا تھا۔ اس استفسار پر بیشم پائن

جی راجہ جنمیجے سے فرماتے ہیں کہ

دھرم پتر راجہ جدھشٹر اور اُن کے بھائی روزمرہ پھل پھول بہم کرتے اور ہرن مار لاتے تھے۔ جنگل کے باشندے بھی کند مول پھل حاضر کرتے اور انعام پاتے تھے۔ راجہ جدھشٹر سب سے پہلے سادھو۔ سنت۔ رشیوں برہمنوں کو ان کے بعد بھائیوں کو کھانا کھلاتے تھے۔ پھر خود کھاکر دروپدی کو سورج بھگوان۔ جو ٹوکنی دے چکے تھے اور جس کا ذکر اوپر آچکا ہے اس کی برکت سے طرح طرح کے کھانے پینے پڑے رہتے تھے اور وہ اُس وقت تک خالی نہ ہوتی تھی۔ جب تک دروپدی نہ کھا چکے۔ یہی سبب تھا کہ ہزارہا برہمن مع عیال و اطفال اور ہزارہا سادھو سنت اپنی منڈلیاں لئے ہوئے کام بن میں ڈیرا ڈالے وید پاٹھ اور کتھا بارتا کا آنند لوٹتے تھے۔ نہ کھانے پینے کی نہ اور کسی چیز کی تلاش۔ جو چیز تھی جدھشٹر کے یہاں سے بے منت تحریر ملتی رہتی تھی۔ راجہ جدھشٹر باپ کی طرح سب کی پرورش اور خاطر داشت کرتا تھا دروپدی کے سلوک مادر حقیقی سے رتی بھر کم نہ تھے۔ حالانکہ جنگل کی سکونت تھی گھروں کا سامان وہاں کہاں مگر عام و خاص سب خوش و خرم نظر آتے تھے بدن چست طبیعت درست خلاصہ یہ کہ راجہ جدھشٹر انہیں اشغال میں رات دن بسر کرتے تھے اور رشیوں منیوں کی خدمتگزاری اور دھرم کے ذکر و اذکار میں پانچ برس گزارے۔

ادھیائے ۲۷

سری کرشن جی کے جوش غضب کا تذکرہ سنجے کی زبانی

دھرتراشٹ اور سنجے بیٹھے باتیں کر رہے ہیں گفتگو کیا ہے وہی آموختہ پُرانا سبق۔ رنج افسوس۔ خوف۔ اندیشہ۔ اسی سلسلۂ تقریر میں راجہ دھرتراشٹ ایک دفعہ گھبرا کر بولا۔

ارے سنجے کیا کہوں دل کا عجب حال ہے۔ دن رات طرح طرح کے ڈراؤنے

خیال پیدا ہوتے رہتے ہیں میں سوچا کرتا ہوں کہ جب نکل اور سہدیو (سوتی کمار کے بیٹے) ہاتھی کے سے پاٹھے میدان جنگ میں بادل کی طرح گرج کر تیروں کا مینہ برسائینگے جب بھیم سین کا گدا اندر کے بجر کی طرح کوروں کا پیچھا کرے گا جب ارجن کے گانڈیو دھنش سے تیروں کی برسات ہو گی۔ تب یہاں کون مہارتھی۔ کون شوربیر۔ کون تیر تبرداد کا دھنی ہے جو ٹکر لے سکیگا۔ میری دانست میں تو کوئی نہیں ٭

سنجے۔ آپ بہت درست فرماتے ہیں میں بھی رہ رہ کے یہی سوچتا ہوں اور جب انجام کا خیال آتا ہے تو جان سن سے اڑ جاتی ہے آپنے پہلے بھی کچھ نہ سوچا۔ لڑکوں کی محبت میں آپ نے بھی بڑی غلطی کی۔ آپ کو چاہئے تھا کہ کوروؤں کو بدعنوانیوں سے باز رکھتے مگر نہیں جیوں جیوں آپ سر چڑھاتے گئے تیوں تیوں اُن کا حوصلہ اور بڑھتا گیا۔ زیادتی پر ایسی کمر باندھی کہ آخرکار یہاں تک نوبت پہنچی۔ آپ نے کچھ سُنا۔ جس وقت ان واقعات کی خبر طشت از بام ہوئی سری کرشن جی فوراً دوارکا سے اُٹھ دوڑے۔ پنچال (پنجاب) سے درشٹ دمن غصہ میں بھرا ہُوا لپکا ان کے علاوہ اور بہت سے راجے مہاراجے کام بن میں پہنچے اور جدھشٹر سے اظہار ہمدردی کیا سری کرشن جی جوش غضب سے آپے میں نہ تھے اُنہوں نے وعدہ کرلیا کہ میں ارجن کا رتھ ہانک کر کوروں کو شرارتوں کا مزہ چکھاؤنگا۔ اتنی دولت دلاؤں کہ تمام دنیا کے راجاؤں کے پاس نہ ہو۔ تم نے تلوار کے زور سے دولت اکٹھا کی تھی۔ تمام راجاؤں کو مطیع کرکے راجسویہ یگ کیا تمہاری سلطنت فریب سے جیتی گئی کچھ مضائقہ نہیں میں اور بلدیو جی (بلدیو عرف بلرام) ابھی جاتے ہیں۔ دریودھن۔ دوشاسن۔ کرن۔ شکنی وغیرہ کہاں بچ کے جائینگے۔ سب کی بوٹی بوٹی کاٹ کر تمہیں ہستناپور کے راج سنگھاسن پر بٹھائے دیتا ہوں ٭

راجاؤں نے سری کرشن جی کی دست قدرت کو سراہا قوت بازو کی صفت میں تر زبان ہوئے۔ لیکن راجہ جدھشٹر نے بہت عجز و انکسار سے عرض کی کہ

مہاراج تیرہ برس تک مجھ پر مہربانی کیجئے میں پرتگیا پوری کرلوں تب آپ جو چاہے کریں مالک ہیں ٭

سری کرشن جی - خیر آپ کی خاطر ہے مگر یاد رہے کہ جن لوگوں نے دروپدی کی بے عزتی کی ہے ان کے خون سے زمین رنگ کر رہونگا ٭

یہ ذکر کرکے سنجے نے راجہ دھرتراشٹ سے کہا کہ اگر راجہ جدھشٹر غصہ فرود نہ کرتے تو کوروکب کے سری کرشن جی کے ہاتھ سے قتل ہوچکے ہوتے ایک بھی اس وقت باقی نہ ہوتا - مگر اب بھی صحرا سے واپسی پر پانڈووں سے کوروؤں کی خیر نہیں ٭

راجہ دھرتراشٹ - تمہارا خیال درست ہے میرا دل بھی یہی کہتا ہے کہ بن باس کا تیرھواں برس گزرتے ہی آفت کا سامنا ہوگا - ایشور ہی خیر کرے ٭

ادھیائے ۲۸

کوروؤں کی سرکوبی کے لئے بھیم سین کا اصرار - راجہ جدھشٹر کی خواہش - بدھسورشی کی آمد - باہمی گفتگو

ایک روز راجہ جدھشٹر - دروپدی - بھیم سین - نکل و سہدیو گوشۂ تنہائی میں فکرمند بیٹھے ہوئے ارجن کی یاد کر رہے تھے - اتنے عرصے کی جدائی ان کو شاق ہورہی تھی - انتظار میں دل بے چین ہورہا تھا - آنکھوں میں آنسو ڈبڈبائے ہوئے تھے چہرہ بالکل اداس تھا بھیم سین کی طبیعت زیادہ تر ملول تھی اس پر کوروؤں سے عوض لینے کا خیال اور بھی تڑپائے ڈالتا تھا اس نے صدمۂ غم سے بیقرار ہوکر راجہ جدھشٹر سے کہا :-

بھائی صاحب - اب تو ارجن کی مفارقت برداشت سے باہر ہوگئی نہ جانے اس کا کیا حال ہے - ہے بھی کہ نہیں - میں نے ارجن ہی کے برتے پر دریودھن وغیرہ کے قتل کا بیڑا اٹھایا ہے جب وہ نہ ہوگا تو میں کیا کرسکونگا

اسی فکر میں مجھے اس کی جدائی کا ایک لمحہ ہزار ہزار سال کے برابر معلوم ہوتا ہے
افسوس کہ آپ نے جوا کھیل کر ہم سب کی یہ حالت کردی شیروں کو مکڑی کے جالے
میں پھنسا دیا۔ ہم چھتری ہیں چھتریوں کا کام راج پاٹ کرنا ہے نہ کہ بن میں بسنا۔
کوروں نے ہمارے ساتھ فریب کیا ہے۔ فریب کی سزا دینا ہمارا فرض ہے
دشمن کو جس طرح ہو زیر کرنا مناسب ہے نہ کہ اور طاقتور بنانا۔ آپ تیرہ برس دھرم
کا نباہ کرتے رہینگے۔ اس عرصے میں دریودھن اور بھی چوباہیاں ہو جائیگا
اس کی طاقت روز بروز دونی تگنی ہوتی جائیگی۔ تیرہ برس کس نے دیکھے ہیں
اس عرصے میں نہ معلوم کیا کیا انقلاب ممکن ہیں۔ بہت سے ہمارے رفیق
اور ہمدرد راجے دنیا ہی میں نہ رہینگے۔ بہتوں پر دریودھن کا اثر غالب
آجائیگا۔ بہت سے راجے ہماری اگلی فتحمندیوں کا بغض نکالنے کے لئے
کوروں ہی کا دم بھرینگے۔ بہت سے سوئمبر کی کرکری کا بخار نکالنے کو موقع
وقت غنیمت جانینگے ممکن ہے کہ میں ہی بدلا لینے کی ہوس دل میں لئے
ہوئے آنکھیں بند کرلوں زندگی کا بھروسہ کیا۔ گھڑی میں گھڑیال مشہور ہے
اس لئے بس آپ مجھے اجازت دیں کہ آپ کے لئے راج کا انتظام کروں۔
سری کرشن جی کی مدد اور ارجن کی طاقت ہمارے لئے کافی ہے ہم ان کے
بل پر ایسے ایسے سینکڑوں دشمن چت کر سکتے ہیں۔ پھر تامل فضول۔ اندیشہ
بیکار۔ آپ فقط زبان ہلا دیجئے۔ میں جاتا ہوں اور سارے کوروں کو حلال
کرکے ڈالے دیتا ہوں۔ مجھے میعاد اور مدت سے کچھ واسطہ نہیں آپ کی
رائے پر چل کر راج کھویا پاٹ کھویا ذلت اٹھائی بن باس اختیار کیا تیرہ
سال کی جلاوطنی برداشت کی مدت معینہ کے بعد بھی ہمیں کس بات کی آس
کیا تیرھویں برس دریودھن سوتا رہیگا دیکھ لیجیئگا ہم لوگوں کے ڈھونڈنے
کو کس طرح زمین و آسمان ایک کرتا ہے اگر سراغ چل گیا تو پھر فرمائیے کیا کرینگا
یہی صحرا گردی ہوگی۔ ہم سب مصیبتیں ہونگی اور بارہ برس کی جلاوطنی ہے چلئے
اسی طرح ایک دن عمر ختم اور زندگی کا فیصلہ۔ بالفرض ہم پوشیدہ ہی رہے۔
کسی کو پتہ نہ لگا تو دریودھن اول تو کچھ دوال نہیں اگر کچھ راج ملا بھی تو کیا

کہیں چوسر چلی گئی ہے۔ آپ کیا پھر نہ پا فسہ کھڑکھڑائینگے - اس سے یہی بہتر ہے کہ میں جاؤں اور دشمنوں کا فیصلہ کر ڈالوں ؛

جدھشٹر نے بھیم سین کو گلے سے لگا لیا پیٹھ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے سمجھایا کہ پیارے بھائی - ہمت پر شاباش - جرأت پر آفرین - بیشک دشمنوں کے لئے تم اکیلے کافی ہو تمہارے سامنے کوئی موچھیں اونچی نہیں کر سکتا - تم جب چاہو کوروؤں کا قیمہ کر سکتے ہو - مگر نہیں ذرا اور صبر کرو - جہاں اب تک میرا کہنا مانا ہے میری رضا مقدم سمجھی ہے وہاں مجھ کو باقی مدت تک دھرم کا نباہ کر لینے دو آدمی کی زبان یہی ہوتی ہے - قول مرداں جاں دارد - کیا فائدہ کہ تھوڑی سی عجلب میں اتنے دنوں کے پاس قول میں فرق آئے اور اہل زمانہ کہیں کہ پانڈو ایک بات نہ نباہ سکے - جس وقت تیرہ برس گزریں میں پھر کچھ نہ کہونگا تمہیں اور ارجن کو اختیار ہے جو چاہے کرنا دخل دوں تو گنہگار ؛

ادھر یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ برہد سور شی تشریف لے آئے - جدھشٹر نے بڑے ادب سے تعظیم دی - ڈنڈوت کر کے بٹھایا - مزاج پرسی وغیرہ کے بعد راجہ جدھشٹر نے کہا :-

رشی راج - آپ نے میری کیفیت تو سنی ہوگی - کوروؤں نے فریب سے سب راج جیت لیا دروپدی پر بدعتیں کیں - تیرہ برس کے لئے جلاوطن کیا خیر یہ تو سب تھا مصیبت پر مصیبت اور یہ ہو گئی کہ ارجن کا پتہ نہیں - سنا تھا سورگ میں شستر ودیا سیکھ رہا ہے پھر کچھ حال نہیں معلوم ہوا آپ فرمائیں کہ آخر وہ کب تک آئیگا - افسوس میں کیسا بدنصیب ہوں - رنج ہی رنج سے کام رہتا ہے - تسکین قلب کی کوئی صورت ہی نہیں ؛

برہد سور شی - آپ اپنے کو بدنصیب سمجھتے ہیں غلطی ہے آپ کی موجودہ مصیبتیں مصیبتیں نہیں - راحتوں کا پیش خیمہ ہیں ان کا انجام بہت اچھا ہوگا کیا آپنے راجہ نل کا حال نہیں سنا - اس مہاتما راجہ نے جوئے کی بدولت وہ مصیبتیں جھیلی ہیں جن کے مقابلے میں آپ کی تکلیف کچھ بھی نہیں - وہ غریب اکیلا تھا - اس کی رانی بھی علیحدہ تھی - آپ پر تو پرمیشور کی مہربانی ہے -

بھائی ساتھ۔ رانی نفر کے سامنے۔ رشیوں برہمنوں کی ہر وقت صحبت ✦
راجہ جدھشٹر۔ میں نے راجہ نل کا حال نہیں سُنا۔ تکلیف نہ ہو تو بیان فرمائیے ✦
مہرشی۔ سنئے کہتا ہوں ✦

ادھیائے ۲۹

راجہ نل اور دمینتی کی غائبانہ محبت ہنس کی سلسلہ جنبانی

نل دنیا کے تاجداروں میں بڑا ہی شکیل وجمیل اور نہایت ہی بافیض و وبیدار فرمانروا تھا۔ اس کے آفتاب اقبال کی شعاعیں دور دور تک نگاہوں کو چوندھیاتی تھیں۔ بہت سے پرتابی راجے اس کی اطاعت کو فخر سمجھتے تھے۔ رعیت پروری مشہور روزگار تھی۔ ذہانت کو جوش جوانی تھا۔ شجاعت بانٹے پڑی تھی۔ دلاوری میں یکتائے آفاق۔ جوانمردی میں طاق۔ صفدری میں مشتاق۔ تیر کے دھنی لوہا مانتے تھے۔ تلواریوں کا نام سے دم نکلتا تھا۔ مالوے کو پایۂ تخت سلطنت سے زینت تھی۔ نگین کو نام سے عزت۔ رنواس بھیم سین کی راجکماری دمینتی کے چہرۂ عالم افروز سے جگمگاتا تھا۔ جب یہ دونوں گوہر درج حسن بے مثال رشتہ تعلق میں ہمسلک نہ ہوئے تھے اور ان کواکب برج جمال کا قران نہ ہُوا تھا۔ طرفین کی صورت صبیح و حسن ملیح کی چار دانگ عالم میں دھوم تھی۔ راجہ نل لوگوں کی زبانی دمینتی کے حسن گلوسوز کی تعریف سُنکر نادیدہ عاشق ہو رہا تھا۔ دمینتی راجہ نل کے جمال جہاں افروز کی خوبیاں سُن سُنکر غائبانہ محبت کے جوش کو کلیجے سے لگائے ہوئے تھی۔ دونو کا دل جذبۂ عشق کی زنجیر میں جکڑا ہُوا پہلو میں چین نہ لیتا تھا۔ نل کے دل پر سچی محبت نے ایسی از خود رفتگی غالب کی کہ

کہ اُس نے راج پاٹ چھوڑ چھاڑ جنگل کی راہ لی اور وہیں محبوبۂ دلنواز و معشوقۂ سراپا ناز کی تصویر تصور سے دل بہلانے کی صورت نکالی۔ ایک روز جنگل میں ایک ہنس نظر پڑا راجہ نے کمیا لگایا تو ہنس قابو میں تھا۔ ہنس نے گڑگڑا کر عرض کی کہ:۔

مہاراج۔ آپ مجھے آزاد کر دیں تو وہ کام کروں کہ آپ خوش ہو جائیں ۔

راجہ نل۔ کون کام؟

ہنس۔ دمینتی کو آپ کی ساری کیفیت سنا دونگا ۔

راجہ نل نے اور خوشی سے اُس کو رہائی دی۔ ہنس اپنے ہمجنسوں کے جھنڈ کو ساتھ لئے ہوئے وہاں سے اُڑا اور سیدھا دمینتی کے پاس پہنچا۔ ہنس بڑے خوبصورت تھے۔ ان کو دیکھ کر دمینتی کا دل للچایا وہ خرام ناز سے اپنے سایہ کا دل کچلتی آگے بڑھی اور چاہتی ہی تھی کہ ایک نہ ایک ہنس گرفتار کرے مگر جو نہیں ہاتھ مارا سب کے سب ادھر اُدھر تین تیرہ ہو گئے۔ صرف وہ باقی رہا جس نے راجہ نل کو زبان دی تھی۔ دمینتی کی سہیلیاں ہمجولیاں لونڈیاں باندیاں اور ہنسوں کے پیچھے لپکیں۔ دمینتی اُس ہنس کے سر ہوئی اُس نے اُس کا پیچھا کیا تو کچھ فاصلہ نہ رہا ہنس اس کا منتظر تھا۔ دمینتی کو پاس دیکھ کر بولا:۔

اے مرقع حسن و خوبی وائے تصویر آئینہ محبوبی آج سویرے سویرے نہ جانے کس خوش نصیب کا منہ دیکھا تھا کہ دو صورتیں ایسی دکھائی دیں جن کو آفتاب و مہتاب کہوں تو مبالغہ نہ ہو۔ جنگل میں تو راجہ نل کو دیکھا یہاں تم کو واہ وا۔ راجہ نل تو بڑا خوش نصیب ہے۔ دولت حکومت لیاقت کے ساتھ حُسن صورت بھی وہ پایا کہ باید و شاید۔ تجھے دیکھکر ایشور کی دین کا قائل ہونا پڑتا ہے ۔

اے راجکماری دمینتی۔ سچ کہتا ہوں اگر تو ایک نظر دیکھ لے تو ممکن نہیں کہ منہ سے اُف نہ نکل جائے۔ ہاتھ سے کلیجہ تھامے بغیر کھڑی رہ سکے راجہ نل کی اگر جوڑ ہے تو تُو اور تیری کوئی جوڑی ہے تو راجہ نل کیا خوب ہو کہ تُو راجہ نل کے آغوش محبت کو والدین کے عہد عاطفت پر ترجیح دے کر اُٹھتی جوانی کے مزے لوٹے اور راجہ نل کے گلزار حُسن کی سیر سے آنکھیں ہری رکھے۔ اگر یہ نہیں

تو زندگی کا لطف بہ منزلہ صفر۔ تو اس قیمتی موتی کی طرح دنیا کے بد قسمتوں میں ہوگی۔ جو کسی نازک اندام کی مانگ میں پیوستہ جانے کے عوض کہیں کوڑے میں دبا پڑا ہو ؛

دمینتی کے تبسم آشنا نازک نازک پھول سے ہونٹوں پر اس تقریر سے ہنسی آگئی اس کا کملایا ہوا چہرہ شگفتہ ہو گیا۔ اور دبی زبان سے بولی:۔

مجھ سے کیا کہتا ہے راجہ نل سے بھی تو کہہ

ہنس یہ سنتے ہی خوش خوش وہاں سے ہوا ہوا راجہ نل کے پاس گیا اور کل کیفیت بیان کی :۔

ادھیائے ۳۰

دمینتی کے سوئمبر کی تیاری۔ دیوتاؤں کا جوش عشق۔ نل کی پیغامبری۔ دمینتی کا دیوتاؤں سے انکار۔ راجہ نل کے ساتھ شادی کی رضامندی

ہنس تو راجہ نل کے ذکر سے دل میں دبی ہوئی آگ کو بھڑکا کر چلتا ہوا یہاں دمینتی کے کلیجے کی ٹیس نے اس کے زخم پر نمک چھڑکنا شروع کیا اس کی بے چینیاں حد سے زیادہ بڑھ گئیں۔ بے قرار دل میں درد کی چمک نے گویا بجلیاں بھر دیں اس کا بدن نیلا پڑ گیا۔ چہرے پر ہوائیاں چھوٹنے لگیں۔ آہ سرد لوہار کی دھونکنی کو مات کرتی تھی چشم سرگیں بس یہی معلوم ہوتا تھا کہ کسی کو ڈھونڈھ رہی ہے۔ بھیم سین کی نگاہیں تاڑ باز تھیں بیٹی کی صورت سے تاڑ گیا کہ یہ حضرت عشق کی کارستانی ہے۔ اس نے فوراً سوئمبر کی ٹھہرا دی اور اپنا ارادہ مشتہر کیا۔ دمینتی کے حسن و جمال کی شہرت عالمگیر تھی کون تھا

جس کی آغوش اشتیاق تصور میں تنگ نہ ہوتی ہو تمام راجے مہاراجے لاؤ لشکر کے ساتھ مالوہ کی طرف دوڑ پڑے ہر ایک کو یہی ہوس کہ ویسی تصویر نور ہمارے ہی آنکھوں سے چوکھٹے میں جڑ جائے۔ راجہ نل بھی جذبۂ محبت اور جوش اُلفت کی تحریک سے راہی مالوہ ہوا چشم و خدم کا کیا پوچھنا کوسوں تک ہمراہیوں کا پڑاؤ پڑتا تھا۔ راجہ نل ابھی راستے ہی میں تھا کہ اندر۔ اگن۔ دھرم راج اور برن نے اسے جاتے ہوئے دیکھا۔ صورت دیکھتے ہی تو آنکھیں نکل گئیں حُسن جوانی نے تصویر حیرت بنا دیا۔ سمجھ گئے کہ راجہ نل یہی حضرت ہیں اور سوئمبر میں قسمت آزمائی کی دُھن کھینچے لئے جاتی ہے اُنھوں نے راجہ نل کو ٹوکا اور کہا

راجہ صاحب آپ مالوہ میں جاتے ہیں تکلیف نہ ہو تو ہمارا ایک پیغام دمینتی سے کہہ دیجئے +

راجہ نل۔ کیسا پیغام؟

دیوتا لوگ۔ آپ صرف یہ کہدیں کہ اندر۔ اگنی۔ دھرم راج اور برن سوئمبر میں شریک ہوتے ہیں چاروں میں سے جس کے ساتھ مرضی ہو شادی کر لے +

راجہ نل۔ میرا پیغام پہنچانے میں نقصان ہی کیا ہے۔ مگر محلوں میں گزر کی صورت +

دیوتا لوگ۔ ہم تمہیں ایک منتر سکھا دینگے جس کی تاثیر سے تم نظر سے غائب ہو گے منتر سیکھ لو اور بے تکلیف محل میں چلے جاؤ کوئی روکنے ٹوکنے والا نہ ہو گا +

راجہ نل نے منتر سیکھا اور سیدھا وہیں پہنچ گیا جہاں راج کماری دمینتی سکھیوں سہیلیوں کے پاس بیٹھی ہوئی تجلی رُخ سے راج محل کے در و دیوار پر ستارے چھٹکا رہی تھی۔ جونہی راجہ نل سامنے پہنچا تمام نازنیناں مشتری مثال و حسینان زہرہ جمال دنگ رہ گئیں۔ چہرے پر نظر پڑتے ہی ٹکٹکی بندھ گئی۔ پتلیوں کو سکتہ سا ہو گیا۔ دل پر جیسے کسی نے ٹونا کر دیا۔ راجکماری دمینتی نے چبھتی نظر سے وہ موہنی مورت دیکھی اور مسکرا کر کہا:۔

"کیوں صاحب آپ کون ہیں۔ یہاں کیونکر بے تکلف چلے آئے نہ پردہ نہ لحاظ۔ کیا دربان سب سو گئے یا پاسبانوں کو سانپ سونگھ گیا +

راجہ نل - مَیں دیوتاؤں کا پیغامبر ہوں میری کہیں روک ٹوک نہیں +

دمینتی - آپ کی تشریف آوری کا سبب مجھ کو اس وقت عجیب حیرت ہے سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کو دیکھکر میرا یا کبانہ دل کیوں آپے سے باہر ہُوا جاتا ہے +

راجہ نل - دل بے قابو ہو جانے کی کیفیت آپ جانیں - مَیں تو صرف پیغام لایا ہوں +

دمینتی - تو پھر فرمائیے +

راجہ نل - ممدوح الصدر دیوتاؤں نے فرمایا ہے کہ آپ ان چاروں میں سے ایک کو پسند کر کے اُن کی آرزو پوری کریں +

دمینتی - چاروں دیوتا - مجھے اپنی عنائتوں سے معاف رکھیں مَیں اُن کے لائق نہیں - جس کو دل دے چکی اُسی کی ہو چکی ہوں +

راجہ نل - بھلا ان دیوتاؤں سے بڑھ کر بھی کوئی اور ہے جس کو آپ کا دل قبول کرنا چاہتا ہے +

دمینتی - جی ہاں وہ آپ ہی روپ ہیں - اُف اوہ - انتظار میں تڑپا تڑپا کر ادھ مرا کر دیا - ہنس تو بکس میں چنگی ڈال کر الگ کھڑا ہو گیا - یہاں کلیجے میں وہ آگ سُلگی کہ ہڈیوں کا مغز تک پگھلا دیا تم مجھے جذب محبت کی داد دیکر خدمت میں قبول کر لو - صرف تمہارے ہی واسطے سوئمبر کا ڈھنڈھورا پٹوایا ہے +

راجہ نل - ایسے دیوتاؤں کے ہوتے مَیں کیا چیز ہوں کہ تم نے محبت کا اتنا اظہار کیا +

دمینتی - بہت صحیح مگر ؎

دل پہ قابو نہیں کچھ جس پہ یہ چاہے آجائے
چاند سا کیسا بدن سانولی صورت کیسی

دل نے آپ ہی کو پسند کیا طبیعت آپ ہی کو چاہتی ہے - اسی میں کسی کا کیا اجارہ ؎

قمری کے دل نے کی نہ محبت گلاب کی
اُلفت چکور کو نہ ہوئی آفتاب کی

دیوتا لوگ چاہے جیسے صاحب جمال ہوں اُن کی جنبش نظر میں

چاہے جیسی تاثیر ہو مگر میں اُن کو آپ کے پاؤں کا دھوون بھی نہیں سمجھتی - میں آپ کو پہلے دل دے چکی ہوں اب اس پر کون قبضہ کر سکتا ہے - پرائے مال پر کسی کا کیا اختیار - خود میرا بھی اپنے دل پر قابو نہیں +

راجہ نل - میں اس وقت ان باتوں کا کچھ جواب نہیں دے سکتا - دوسری حالت میں ہوں - دیوتاؤں کی پیغام رسانی مجھ پر فرض تھی - چنانچہ اس کا نباہ کرنا لازمی ہے +

دمینتی - ہاں نباہ کیجئے - مگر سوئمبر میں ضرور تشریف لائیے میں بھری سبھا میں سرمحفل ہزار آنکھوں کے سامنے دیوتاؤں اور راجاؤں کو سوکھا ٹرکا کر تمہارے گلے میں جیمال ڈال دونگی - بس سب مرادیں پوری سارے مقصد حاصل +

راجہ نل بہت خوب کہکر دمینتی سے رخصت ہوا اور دیوتاؤں کے پاس آکر نتیجہ گفتگو سے اطلاع دی +

ادھیائے ۳۱

سوئمبر میں راجہ نل کی بیداری قسمت گلے کی جیمال سے زینت - دمینتی سے شادی - دیوتاؤں کے بردان

آفتاب کی سنہری دوپہلی کرنیں گوشۂ مشرق سے نمودار ہوکر چاروں طرف نور برسانے لگیں اور سرخی مائل سپیدۂ صبح پر نگاہوں کا ٹھہرنا مشکل ہوگیا راج دواروں پر روشن چوکیاں بھیردیں کے میٹھے میٹھے رس بھرے بول سُنا چکیں - باغوں میں شاید ابی کچی کلیاں منہ بند ھی رہ گئی ہوں ورنہ ہر جگہ پھولوں کا گلزار ہی کھلا نظر آتا ہے اس وقت دمینتی کے سوئمبر کا نظارہ ہی کچھ اور ہے محفل سپہر مشاکل میں ہر طرف راجے ہی راجے نظر آرہے ہیں - مکٹوں کے

شب چراغوں سے در و دیوار جگمگا رہے ہیں۔ ہر ایک دمینتی کے نشۂ محبت میں چور اور شراب اُلفت سے مخمور آمد آمد کے انتظار میں بیچین ہو رہا ہے آنکھیں ایک نظر دیکھنے کی ہوس میں پلکیں نہیں جھپکاتیں کان پازیب کی جھنکار سُننے کے اشتیاق میں ایسے محو ہیں کہ کسی کی کچھ نہیں سُنتے ✤

آخر دمینتی زرق برق پوشاک پہنے۔ زیور جواہرات میں غرق۔ ہر ہفت عروس سے آراستہ۔ لباس ناز و انداز سے پیراستہ نور کے سانچے میں ڈھلی حسن عالم فریب پر دل ہی دل میں اتراتی سہیلیوں ہمجولیوں کے ساتھ رونق انجمن ہوئی جس نے دیکھا دل میں آہ کر کے رہ گیا۔ جس سے چار آنکھیں ہوگئیں آپے میں نہ رہا۔ ہاتھ فوراً کلیجے تھامنے کے لئے سینے پر پہنچ گئے۔ دمینتی ہاتھ میں جیمال لئے ہوئے خرام ناز سے دلوں کو کچلتی ہوئی صف بہ صف پھرنے لگی۔ اس کی سرمگیں اور شرمگیں آنکھیں راجوں مہاراجوں کو غلط انداز نظر سے دیکھتی کلیجوں کو برماتی اور نامرادوں کی سرنوشت کو نظری اکرتی ہوئی کسی کو ڈھونڈتی پھرتی تھیں مگر کسی صف میں تصویر مقصد نظر نہ آئی۔ یہاں تک کہ تمام ارباب محفل محرومی قسمت پر کف افسوس ملتے رہ گئے اور دمینتی ٹھٹکی تو کہاں جہاں پانچ شخص وسط محفل میں ایک ہی شکل ایک ہی صورت ایک ہی وضع ایک ہی قطع کے جلوہ افروز تھے خط و خال میں ذرا بھی فرق نہ تھا۔ دمینتی کو بڑی حیرت ہوئی کہ معاملہ کیا ہے پانچوں کی شکل راجہ نل کی سی ہے ان میں سے کس کو راجہ نل سمجھ کر جیمال پہنائے وہ تھوڑی دیر تک کھڑی ہوئی سوچتی رہی۔ آخر اس نے دیوتاؤں کا دھیان کر کے عرض مدعا کی۔ کہ اگر میری محبت سچی ہے اگر میرا جوش الفت بناوٹی نہیں تو مجھے راجہ نل ہی کی آغوش محبت میں جگہ ملے۔ اے اندر۔ اے اگنی دیوتا اے دھرم راج۔ اور اے برن مغالطہ دہی کی سند نہیں عشق صادق کی داد یہی ہے کہ میں وہی گوہر مقصود پاؤں جس کے لئے قلزم الفت میں غوطہ لگایا ہے۔ دل ہی دل میں یہ عرض معروض کر کے اس نے پھر صورتوں پر نظر جمائی۔ تو عقل بولی۔ حیرت کا سبب۔ تعجب کی وجہ۔ پنڈت دیوتاؤں کی شناخت کیا بیان کرتے ہیں ✤

اب تو جیسے دمینتی کی آنکھیں کھل گئیں - اس نے پھر غور سے دیکھا تو دیوتاؤں کا سایہ نظر نہ آیا - پلک بھی نہ جھپکنے نہ پائی - زمین سے بھی کسی قدر اونچے تھے سمجھ گئی کہ یہ چار حضرات دیوتا ہیں - اور راجہ نل وہ ہے - جس کی نشست زمین سے بلند نہیں اور جس کا سایہ مرقع اصلی کے پنسلی خاکے کا قائم مقام ہے اس کے علاوہ اُس نے راجہ نل کی پیشانی پر پسینے کے قطرے جھلکتے ہوئے دیکھے جن کی آب موتیوں کی جھلک کو مات کرتی تھی - دمینتی کی خوشی سے بتیسی کھل گئی آگے بڑھی اور راجہ نل کے گلے میں جیمال ڈال دی +

رونق افروز اِن محفل میں جو نیک نفس راجے اور تقدس مآب دیوتا تھے - سب کی زبان سے واہ وا نکلنے لگی جو ہوا پرست اور خود پسند تھے اپنا سا منہ لئے ہاتھ ملتے اور بڑبڑاتے ہوئے چلتے پھرتے نظر آئے +

جیمال پہنا کر دمینتی نے شرمیلے انداز سے راجہ نل کا دامن پکڑ لیا اور خاموش کھڑی ہو گئی - راجہ نل بولا - آفرین تمہاری عقلمندی پر - واقعی بڑی دانشمند ہو - میں وعدہ کرتا ہوں کہ ہر وقت تمہاری مرضی مقدم سمجھونگا - مجال کیا جو خود رائی سے کام کروں - جب تک دم میں دم ہے جس وقت تک جان میں جان ہے - تب تک تمہاری محبت زندگی کا عنصرِ لطیف ہوگی اس وقت تک تمہاری اُلفت کو میں کلیجے سے لگائے رکھونگا - فرق نہ ہوگا +

دمینتی نے اس کا کچھ جواب نہ دیا وہ بدستور خاموش رہی ہاں صرف اتنا کیا کہ سر جھکا کر ہاتھ جوڑ دئے - بس +

چاروں دیوتا یہ نظارہ آنکھوں سے دیکھ رہے تھے ان کو اس سلسلہ محبت سے نہایت ہی خوشی ہوئی اُنھوں نے فرطِ طرب سے راجہ نل کو فرداً فرداً دو دو بردان دئے - یعنی

اندر نے فرمایا کہ (۱) تمہارے یگیہ میں تمام دیوتا اصلی صورتوں میں رونق افروز ہونگے +

اور (۲) تمہاری بڑی عمدہ طور سے نجات ہوگی +

اگنی دیو گوہر فشاں ہوئے کہ (۱) جب اور وقت جہاں کہیں مجھے یاد کردگے

میں اُسی وقت وہیں موجود ہونگا +

(۲) چولا چھوٹنے پر تمہاری سکونت اُس لوک میں ہو گی جہاں میری روشنی سے بھی بدرجہا زیادہ جلوۂ نور ہوگا +

جمراج سخن سنج ہوئے کہ (۱) تمہارے ہاتھ کی پکائی ہوئی ہر چیز ذائقے میں بے نظیر ہُوا کرے گی +

اور (۲) تمہارے دل کو ہمیشہ دھرم ہی سے تعلق اور واسطہ رہیگا +

برن دیوتا بولے - یہ لو ہار گلے میں ڈال لو - اس کی خاصیت عجیب و غریب ہے کچھ کیوں نہ ہو یہ ہمیشہ تازہ رہتا ہے خوشبو کبھی کسی حال میں نہیں جاتی +

اب رہا دوسرا بردان وہ بھی سُن لو بڑے کام کا ہے تم خواہ کہیں ہو مگر جب پانی چاہو گے فوراً موجود ہو جائیگا - یہی نہیں جس برتن کو دیکھ دو گے لبریز ملیگا +

چاروں دیوتا یہ بردان دیکر وہیں نظر سے اوجھل ہو گئے - صاحبان بزم حیران رہ گئے کہ بات کیا تھی - سوئمبر ہو گیا - سب راجے مہاراجے بھی اپنی اپنی راجدھانیوں کی طرف لمبے پڑے بھیم سین راجہ نل کا سا داماد پر پاکر پھولا نہ سمایا - اس نے بڑی دھوم دھام سے شادی کی - بہت کچھ دہیز دیا مفلوک مالامال اور نادار خوشحال ہو گئے - شادی کے بعد راجہ نل دمینتی کو لئے ہوئے اپنی راجدھانی میں آیا - جوانی کی اُمنگوں کے حوصلے نکلے شباب کی ترنگوں کا کوئی ارمان باقی نہ رہا - خیر و خیرات سے ساون بھادوں کی جھڑی سی لگ گئی اور کچھ دنوں کے بعد اشومید ھ یگیہ کیا +

ادھیائے ۳۲

کلجگ کی فتنہ پردازی قمار بازی پشکر کی جیت - راجہ نل کی ہار

دمینتی کا سوئمبر ہو چکا راجہ نل کے ساتھ شادی بھی ہو چکی مگر کلجگ اس

وقت تک خواب خرگوش ہی میں رہا۔ ایک روز وہ دیوتاؤں کی خدمت میں حاضر ہُوا ادھر اُدھر کی باتوں کے بعد پوچھا کہ سوئمبر کب ہے۔ مَیں بھی جانے والا ہوں۔ دیوتا بولے:۔

تم ابتک کہاں سو رہے تھے سوئمبر کا کیا ذکر دمینتی اور راجہ نل نہ معلوم کب کے نئے سے پرانے بھی ہو گئے۔ اتنا سُننا تھا کہ کلجگ آگ ہو گیا۔ چہرے سے آگ کی سی لپٹیں نکلنے لگیں۔ غصہ ضبط نہ ہُوا۔ جوش غضب میں یوں زہر اگلنے لگا۔

او دمینتی میں تجھ پر جان دوں تیرے فراق میں دم توڑ دوں تو دوسرے کی بغل میں جا بیٹھے مجھ کو خبر بھی نہ ہو۔ نہ مزہ چکھاتا ہوں۔ راجہ نل کو وہ سراپ دوں کہ اُس کی بھی مٹی خراب ہو۔ اور تجھ کو بھی سینکتے نہ بن پڑے۔

دیوتا لوگ کلجگ کی آتش غضب شعلہ زن دیکھ کر بولے کہ کلجگ بھگوان غصہ تھوک ڈالیے۔ زیادہ حرارت اچھی نہیں ہوتی۔ راجہ نل بڑا دھرماتما راجہ ہے دمینتی اُسی کے لائق تھی۔ ایشور کی تجویز کی ہوئی جوڑی پر کسی کو حرف رکھنے کا منہ ہی کہاں جو کچھ شدنی تھا ہُوا اور جو ہُوا وہ بہت اچھا ہُوا۔ اگر آپ راجہ کو بددعا دینگے۔ تو آپ ہی کی بات جائیگی اُس کا کچھ نہ بگڑیگا اس سے شعلہ غیظ وغضب پر پانی ڈال دینا ہی اچھا۔

دیوتا لوگ تو یہ کہکر تو وگیارہ ہو گئے مگر کلجگ کی رگ ٹیڑھی ہی رہی سیدھی نہ ہوئی۔ اس نے عہد کیا کہ تو سہی راجہ نل کا سب راج پاٹ چھنوا کر جنگلوں کی خاک پھنکواؤں اور وہ کارستانی کروں کہ نہ جورو خاوند کا منہ دیکھ سکے نہ خاوند جورو کا۔

کلجگ بھگوان موقع کی تاک میں تھے۔ راجہ نل روباہ بازی گردش ایام سے غافل عیش و آرام میں مست تھا۔ بارہ برس بڑے لطف سے گزرے۔

جام طرب ہر ایک گھڑی بادہ ریز تھا
نظارہ فرش گل پر عجب لطف خیز تھا

اب لکھی بدی سنئے دیکھئے نیرنگی فلک کیا شعبدہ بازی کرتی ہے راجہ نل دھرم کرم اور نت نیم کا بڑا پابند تھا آندھی آئے پانی برسے کچھ ہو مجال کیا کہ فرائض میں ناغہ یا دیر سویر ہو۔ اتفاق کی بات ایک روز راجہ پیشاب کرکے بے ہاتھ پاؤں

دھوئے سندھیا میں مشغول ہو گیا۔ ذراسی ناپاکی کلجگ کو پھل گئی وہ تاک لگائے تھا ہی فوراً جسم عنصری میں داخل ہو گیا۔ اور عقل ودماغ کی کایا پلٹ دی بعدہ ایک دوسری ہی شکل میں راجہ نل کے بھائی پشکر کو اکسایا کہ راجہ نل کے ساتھ جوا کھیلے۔ شرط راج پاٹ کی ہو۔ اور بازی ہار جیت کی۔ پشکر کھلاڑی تھا اس تحریک کو مفید مطلب سمجھ کر راجہ نل کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کلجگ مہاراج پانسہ بنکر ساتھ ہوئے۔ جس وقت جوئے کی بات چلی۔ راجہ نل تاب نہ لا سکا چوسر بچھادی اور بازی شروع ہو گئی۔ عزیز اقارب روکنا چاہتے تھے مگر راجہ نل کے رعب سے ہوا نہ پڑا۔ سب بیٹھے بیٹھے دیکھا کئے اور راجہ نل نے تاج وتخت ملک ومال دولت وحشمت گھوڑے ہاتھی اور رتھ وغیرہ سب ہار دئے پاس ایک جھنجھنی نہ رہی۔ جس وقت اراکین دولت وامرائے سلطنت نے قماربازی کا حال سُنا سب رانی دمینتی سے فریادی ہوئے رانی اُسی وقت اُٹھ دوڑی راجہ سے کہا اُٹھئے چلئے وزرائے دولت وعمائد سلطنت مشتاق پابوسی ہیں مگر وہاں کون سنتا تھا۔ راجہ نل کے کانوں تک جوں نہ رینگی۔ آخر سب کے سب قسمت کو ٹھونکتے واپس گئے اور وہی ہوا جس کا سب کو اندیشہ تھا یعنی راجہ نل کے پاس گوشت پوست کے سوا کچھ ہارے نہ بچا۔ جب راجہ نل اپنے پیکر عنصری کو داؤں پر رکھنے لگا تو دمینتی بہت ہی گھبرائی۔ اس نے قسمت ٹھونک کر اپنے بیٹے اور بیٹی کو اپنے باپ کے گھر کنڈن پور میں بھیج دیا۔ رتھبان ان کو پہنچا کر پھرا تو ملک میں ناموافقت ایام کا خیال کر کے اجودھیا کے راجہ رتو برن کی ملازمت اختیار کرلی ◆

ادھیائے ۳۳

راجہ نل کی تارک الوطنی۔ رانی دمینتی کی ہمراہی۔ گردش قسمت کا شاخسانہ۔ ملبوس پر کلجگ کی دست بُرد

پانسہ راجہ نل کے ساتھ بدی کر چکا کوئی بازی ہاتھ نہ لگی جب دیکھا رنگ بدرنگ - پشکر نے بالکل ننگیا لیا دانتوں پر چھیلن بھی نہ باقی رکھا - اب راجہ نل کرے تو کیا کرے آخر ہاتھ جھاڑ کر اٹھ کھڑا ہوا - رنج کی انتہا نہ تھی - راجہ پشکر مجسم کلجگ ہو رہا تھا اُس نے اس حالت میں بھی ایک چرکا لگایا - راجہ نل کو اُداس اور جلتے ہوئے دیکھ کر بولا کہ اب بھی جو کچھ ہو داؤں پر رکھ دو - ایک بازی اور سہی بھاگنے کی سند نہیں یہ تقریر راجہ نل کے کلیجے میں کاٹ کر گئی مگر وہ ضبط کر گیا اس نے سب زیور ولباس اُتار کر رکھ دئے اور رانی دمینتی کو ساتھ لیکر وہاں سے روانہ ہوا - راجہ نل کی اس وقت کی بیکسی عجب دردناک تھی - رانی اور راجہ کے بدن پر صرف ایک ایک ستر پیسہ کوڑی پاس نہیں - کھانے پینے کا سیبھتا ندارد مگر خیر اس نے سے

ہر چہ بادا باد ماکشتی در آب انداخیتم -

کیکر جنگل کی طرف رُخ کر دیا - راجہ کو اس وضع ولباس میں جاتے دیکھکر اہل شہر پیچھے ہو لئے - ہر کوچہ و بازار میں کہرام مچ رہا تھا - عامہ خلائق کی آنکھیں آنسوؤں کا دریا بہا رہی تھیں نالہ جگر خراش پتھر کے دلوں کو پگھلا رہے تھے راجہ پشکر رعایا و برایا کا جوش رفاقت دیکھ کر اور بھی انگاروں پر لوٹا اُس نے ڈھنڈورا پٹوایا کہ خبردار خبردار کوئی شخص راجہ نل کی رفاقت نہ کرے اگر حکم کی خلاف ورزی ہوگی تو سر ہوگا اور تلوار +

رعایا اسے مالوہ راجہ پشکر کے خوف سے گھروں کو واپس آئی اور راجہ نل دمینتی کو لئے ہوئے جنگل کی طرف راہی ہوا - تین دن تک جنگل کی خاک چھانی پیٹ پیٹھ سے لگ گیا - آنتیں خشک ہو گئیں مگر کھانے پینے کا کیا ذکر منہ پر پانی کا چھینٹا بھی نہ پڑا - تین دن کی بھوک پیاس جان پر کیا قیامت توڑتی ہوگی اس کا اندازہ کرنا مشکل نہیں - آہ تین روز پہلے جس کے منہ کا اکال ابہاے زمانہ کے لئے تمام نعمتوں سے زیادہ قیمتی سمجھا جاتا تھا - آج وہ جنگل کی ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے اور کہیں ایک دانہ نصیب نہیں ہوتا - ہائے پرسوں اترسوں تک جس مہارانی دمینتی کے پان کی پیک یاقوت یمن پیدا ہوتے تھے آج پیاس کی شدت نے اُس

ہے نگلے میں ایسے کانٹے ڈال دئے ہیں کہ وہ تھوک بھی نہیں سکتی ۔

بھوک پیاس کی مصیبتیں جھیلتے جھیلتے تین دن کے چوبیس چوبیس گھنٹے نہ معلوم کیونکر کٹے۔ تیسرے روز راجہ نل سے اپنی بھوک پیاس ضبط نہ ہوئی نہ رانی کو بے آب و دانہ دیکھا گیا۔ اُس نے اپنا چادرہ اُتارا اور شکاری پرندوں پر ڈال دیا کہ نہ اُڑ سکیں اور آج پیٹ کی دوزخ بھرنے کے کام آئیں مگر قسمت سیدھی نہ تھی خود دام مصیبت کا شکار ہو گیا۔ پرند فوراً اُڑ گئے اور کپڑا بھی اُنہیں کے ساتھ اوج ہوا پر پرواز کر گیا۔ راجہ نل حیران کہ اے گردش قسمت یہ رنگ ہی کیا ہے وہ آنسو بھری آنکھوں سے آسمان کی طرف دیکھنے لگا کہ پرند اوپر سے بولے:-

او بیوقوف عقل کے اندھے۔ ہم پرند نہیں وہی پانسے ہیں۔ جنہوں نے تیری یہ گت بنائی ہے تو اس کپڑے کے لئے روتا ہے ہم گوشت پوست کے سوا بدن پر لنگوٹی بھی نہ رہنے دینگے۔ جا ننگے بن کی ہوا کھا۔ راجہ نل نے رانی کے آگے سرد آہ مار کر کہا ایک کپڑا تھا وہ بھی قسمت سے اُتر گیا اب کیا کریں۔ رانی نے راجہ نل کے ساتھ آنسو ڈال کر تسلی دی اور وہ تو وہاں سے چلکر وندھیاچل کے قریب پہنچے یہاں دو راہہ تھا ایک کُندن پور کی طرف دوسرا کوشل دیش کی جانب راجہ نل نے دمینتی سے کہا:-

تمہارا میکا یہاں سے نزدیک ہے بہتر ہے کہ تم باپ کے گھر چلی جاؤ۔ میرے ساتھ تمہیں تکلیف رہیگی وہاں آرام تو ملیگا ۔

رانی دمینتی۔ آفریں اس سمجھ پر۔ میں اور آپ کو بھوکا پیاسا بن میں چھوڑ دوں آپ عاقبت بنانے کی اچھی ترکیب بتاتے ہیں۔ میں جا کر راج کے سُکھ اُٹھاؤں اور آپ جنگلوں کی ٹھوکریں کھاتے پھریں واہ ۔

راجہ نل۔ بیشک دوست اور عورت کی آزمائش مصیبت ہی کے موقع پر ہوتی ہے مگر تم اس سے مستثنےٰ ہو۔ تمہارے جوش رفاقت اور صدق ارادت کا مجھے پوری طرح یقین ہے۔ ہر کہ شک آرد کافر گردد۔ مگر نہیں میں صرف اس غرض سے کہتا ہوں کہ ناحق تکلیف اُٹھانے سے فائدہ۔ تمہارا گھر ہی میں رہنا ٹھیک ۔

رانی دمینتی۔ یہ تو سب واہیات جہاں سو بات کی ایک یہ ہے کہ اگر آپ بھی کنڈن پور چلیں تو میں خوشی سے جانے کو تیار ہوں یہ ذمہ میرا کہ آپ کے ساتھ میرے پتا کا برتاؤ بہت ہی اچھا رہیگا قدموں کے نیچے پلکیں بچھائینگے آنکھوں سے تلوے نہ سہلائیں تب کی سند +

ادھیاے ۴۴

راجہ نل کی رانی دمینتی سے علیحدگی۔ رانی کی پریشانی و سرگردانی۔ آخر چندیری میں گذر اور حالت بیکسی میں قیام

جس وقت رانی دمینتی نے راجہ نل کو اپنے میکے میں چلنے کے لیے تحریک کی راجہ نل آنکھوں میں آنسو بھر کر بولا :-

پیاری! میں تمہارے پتا کے گھر کو بھی اپنا ہی گھر سمجھتا ہوں حضرور چلتا مگر اس بے سرو سامانی و خانہ ویرانی کی حالت میں کیا منہ لیکر جاؤں یوں کسے صورت دکھائی جائیگی۔ اس سے جنگل ہی کی خاک چھاننا بہتر +

اس وقت کی بات یہیں کی یہیں رہ گئی اور دوسری باتوں نے رانی اور راجہ کے خیال کو ادھر ہی طرف متوجہ کر لیا۔ ایک روز راجہ نل کو پھر رانی دمینتی کی تکلیفوں کا خیال ہوا اس کا دل بھر آیا سوچنے لگا کہ ایسی بپتی بیچاری رانی کی ننھی سی جان پر مجھ بدنصیب کے سبب سے یہ مصیبت۔ کہاں پھولوں کی سیج اور کہاں صحراے پرخار۔ ہاے سورج۔ چاند۔ جن تلووں کو دھو دھو کر پیتے تھے آج اُن کے آبلے برہنہ پائی کی تکلیفوں سے پھوٹ پھوٹ کر رو رہے ہیں۔ اس سے نازک اندام رانی کی پریشانیاں دیکھی نہ جاتی تھیں وہ چاہتا تھا کہ کسی طرح رانی چھاتی پر پتھر رکھ کر اپنے باپ کے گھر چلی جائے تو اکیلی جان سے ہوئے مصیبتوں کے دن کاٹوں۔ اسی غلطاں اور اسی خلفشار میں رہتے ہوئے ایک

دھرم سالے میں رسائی ہوئی راجہ نے وہاں بستر لگایا۔ رانی تھکاوٹ سے بالکل پست ہو رہی تھی۔ بنو ہاتھ پر سر رکھ کر لیٹی آنکھ لگ گئی۔ راجہ نے سوچا کہ اس سے بڑھ کر علیحدگی کا موقع نہیں۔ رات کا وقت۔ رانی مائل خواب۔ بس چپکے سے کھسک جاؤ۔ جب رانی جاگیگی تب آپ ہی اپنے باپ کے گھر کا راستہ لیگی۔ اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ رانی کی آدھی چادر پھاڑی اور اس کو اوڑھے ہوئے چلتا پھرتا نظر آیا۔ تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ جوش محبت نے قدم پکڑ لئے۔ اُنہیں پیروں لوٹا اور آ کر رانی کے سرہانے بیٹھ گیا اور منہ دیکھ دیکھ کر زار زار رونے لگا تھوڑی دیر آنسو بہا کر پھر اُٹھا۔ چلا اور پھر واپس آیا۔ راجہ نل نے پانچ مرتبہ یونہی پاؤں کا سنیچر مٹایا اس سے رانی کی جدائی گوارا نہ ہوتی تھی۔ آنکھیں اس تصویر نور کو آنکھوں سے اوجھل ہوتے دیکھ کر خون کے آنسو بہاتی تھیں مگر کلجگ نے راجہ نل کی عقل پر ایسا پردہ ڈال دیا تھا کہ آخر کار وہ ایک مرتبہ چل ہی کھڑا ہوا اور آندھی کی طرح جنگل میں جا کر ایک درخت کے نیچے لیٹ رہا۔ نیند غالب تھی۔ زمین پر بیٹھتے لگتے ہی آنکھیں جھک گئیں ؁

اب گھڑیالی نے صبح کا گجر بجایا۔ مرغ سحر نے بانگ دی۔ آفتاب نے گوشہ مشرق میں جمال جہاں افروز دکھایا۔ رات بھر غائب رہنے والی روشنی سے پھر کرہ خاکی منور ہونے لگا۔ نسیم سحر کے جھونکوں سے دمینتی کی آنکھ کھلی انگڑائی لیتے ہوئے اٹھ بیٹھی۔ آنکھیں مل کر دیکھا تو راجہ نل ندارد۔ چادر آدھی غائب۔ رانی کی جیسے جان نکل گئی۔ اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا اُبل پڑا۔ کلیجے کی تڑپ پسلیاں توڑنے لگی وہ فوراً ہی اُٹھ کھڑی ہوئی اور اِدھر اُدھر ڈھونڈھتی اِس طرف سے اُس طرف دیکھتی بھاگتی جنگل کی طرف چل پڑی رانی کی دردناک چیخ سے جنگلی جانوروں کی چھاتی پھٹتی گریہ وزاری سے درختوں کا کلیجہ ہلا جاتا تھا۔ اس کے ہونٹ خشک ہو رہے تھے۔ چہرہ بالکل مرجھا گیا تھا اُس کی یہ جگر خراش آواز پتھر سے پتھر دلوں کو بھی تڑپا رہی تھی کہ ہے پران ناتھ۔ کہاں ہو مجھے اکیلا چھوڑنے کی وجہ! صورت سے ایسی نفرت کیوں آخر کار

کوئی خطا - کوئی قصور - افسوس اس وقت ہاتھ میں انگوٹھی بھی نہیں - جس کا ہیرا ہی رفاقت کرے - ہے جان کیونکر نکالوں دم کیسے توڑوں +

رانی کی پریشان حالی ایک ایک لمحے پر سیر کی سوائی ہوتی جاتی تھی - اس کا دل تڑپ کر پہلو سے نکلا بھاگتا تھا - نہ کچھ کھانا نہ پینا نہ آنکھوں میں نیند نہ پاؤں میں قرار - اس نے تین دن تک برابر جنگلوں کی خاک اڑائی - گوشہ گوشہ چھان ڈالا مگر راجہ نل نہ آج ملتا ہے نہ کل - رانی کو پاؤں توڑتے ہوئے ۷۲ گھنٹے گزر گئے پھر بھی اس کا قدم آگے ہی پڑتا جاتا تھا - وہ جاتے جاتے آخر کار ایک جنگل میں پہنچی - جہاں بششٹ اور بھرگو کے سے رشی منی معبود حقیقی کی یاد میں محو دنیا کو اپنے تپوبل سے تھامے ہوئے تھے - رانی ان کی خدمت میں پہنچی اور ڈنڈوت کر کے کھڑی ہو کر آنسو پینے لگی - رشیوں نے اس پیکر نور کو دیکھا تو آنکھوں میں چکا چوندھ ہونے لگی - حسن مصفا پر لاکھ نظر جماتے تھے نہ جمتی تھی - انہوں نے دریافت کیا :-

"زہرہ برج خوبی و زیبائی مشتری سپہر رعنائی"

تم بن دیوی ہو یا پہاڑی ماتا - کیا کرپا ہوئی جو درشن دئے ؟

دمینتی - میں دیوی نہیں - دنیاوی عورتوں کی پاؤں کی خاک - راجہ بھیم سین کی بدنصیب بیٹی - راجہ نل کی بدقسمت رانی ہوں - پران پتی جوے میں سب راج پاٹ ہار گئے - مجھ کو ساتھ لیکر بن کی ہوا کھاتے کھاتے مجھے اکیلا چھوڑ کر نہ معلوم کہاں چل دئے - انہیں کو ڈھونڈھتی ہوئی یہاں آنکلی ہوں تین روز سر مارتے ہو گئے - کہیں پتہ نہیں - معلوم ہوتا ہے کہ میرے دن پورے ہو گئے آخری گھڑی جلد آنے والی ہے - دو چار روز اور دیکھتی ہوں - اس کے بعد بھی پران ناتھ کا دیدار نہ نصیب ہوا تو جان دیکر رنج و غم سے پیچھا چھڑا دونگی +

رشی رانی کے جان خراش حال سے متاثر و متاسف ہوئے انہوں نے بڑی تعظیم و تکریم سے بٹھایا اور یوں تشفی دی کہ

رانی دمینتی دل کو ڈھارس دے کچھ دنوں صبر کر تیرے عروج اقبال کے دن آہستہ آہستہ چلے آتے ہیں - یہ دن کٹ جانے دے پھر تو ہو گی - راجہ نل

ہوگا اور سب وہی اگلا ساٹھاٹھ باٹ - وہی راج پاٹ - اس وقت تک جو کچھ ہُوا اور ہو رہا ہے یہ سب کلجگ کی کارستانی ہے مگر اس سے گھبرانا فضول ہماری ریاضت سے کھلی ہوئی آنکھیں اُس زمانے کو قریب دیکھ رہی ہیں جب تجھے آنند ہی آنند ہوگا - دمینتی دل کی محویت سے یہ باتیں سُن رہی تھی کہ دفعتہً چونک پڑی دیکھتی ہے تو نہ وہاں کوئی رشی ہے نہ تپسوی نہ ندی نہ پھولے پھلے درخت - حیران کہ معاملہ کیا ہے - یہ عالم بیداری ہے یا خواب آنکھیں پھاڑ کر اِدھر اُدھر دیکھا کہیں کچھ نظر نہ آیا آخر گرداب حیرت میں ڈوبی ہوئی وہاں سے چلی اور راجہ نل کی تلاش میں پاؤں تھکانا شروع کئے وہ سارا دن اور پہاڑ سی رات کیونکر کٹی دمینتی ہی کا دل جانتا ہوگا دوسرے کو کیا خبر نہ یار ہے نہ مددگار ہے - بیکس بینی و دو گوش جنگل میں ناپتی پھرتی اور ناکامیوں پر آٹھ آٹھ آنسو روتی تھی - دوسرے روز چلتے چلتے ایک قافلے میں گزر ہُوا - اہل قافلہ پڑاؤ ڈالے ہوئے اپنے دھندوں میں مشغول تھے - یہ آدمیوں کی صورت دیکھ کر وہاں پہنچی اور ایک ایک سے پوچھتی پھری کہ کہیں راجہ نل کو فقیرانہ لباس میں تو نہیں دیکھا - اس کو جو اُمیدیں وہاں لے گئی تھیں وہ جواب نفی سے مبدل بہ مایوسی ہوئیں اور اس کی تشنۂ دیدار آنکھوں کو تکلیف دہی سراب سے اور رونا آیا - اس کارواں کا قافلہ سالار بہت نیک دل تھا - اس نے اس کی بے چینیوں کا مشاہدہ کیا تو اپنے پاس بلایا - صورت و سیرت پر عش عش کرکے گردش ایام پر آنسو بہائے - سرگذشت سُنی اور بڑی ہمدردی کے ساتھ کہا :-

اے سرمایۂ حسن و جمال و اے نازنین مہر تمثال - تیری افسردہ حالی دیکھی نہیں جاتی - دل کی پریشانیاں روئیں روئیں سے ظاہر ہو کر دیکھنے والے کا کلیجہ ملتی ہیں میں اپنے کو خوش نصیب سمجھتا اگر راجہ نل کا پتہ بتا سکتا مگر افسوس یہ شرف مجھے حاصل نہ ہو سکا میں نے یہاں شیروں ہاتھیوں اور جنگلی جانوروں کے سوا کسی آدمی کی صورت ہی نہیں دیکھی +

دمینتی - خیر یہ میری قسمت - مگر کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ آپ کا عزم اب

کدھر کا ہے؟

قافلہ سالار چندیری کی تیاریاں ہیں اگر تمہارا بھی قصد ہو تو بے تکلف چلی چلو میں بڑی حفاظت کے ساتھ بہت اچھی طرح جہاں جانا ہوگا پہنچا دونگا +

ڈوبنے والے کو تنکے کا سہارا ہی بہت ہوتا ہے۔ قافلہ سردار کی ہمدردی نے دمینتی کے بے قرار دل کو کسی قدر سنبھالا اُس کو آس ہوئی کہ جنگلوں میں ماری ماری پھرنے سے تو جان بچیگی اچھا ہے کہ چندیری ہی میں زندگی کے کچھ دن بسر ہوں اس خیال سے اس کو قافلہ سالار کے ہمراہ کر دیا اور وہ اس کی دستگیری سے چندیری کی طرف چلی۔ چلتے چلتے کئی روز ہو گئے۔ ہر روز ایک نئی منزل سے سامنا تھا۔ ایک روز ایک تالاب کے کنارے قافلہ اُترا جب رات کو سوا اسائی ہو گئی تو ایک عجیب آفت نازل اور قیامت برپا ہوئی۔ جنگلی ہاتھی قافلے کے ہاتھیوں پر ٹوٹ پڑے اور لگی ماریٹ ہونے تمام قافلے میں ہل چل مچ گئی صدہا آدمی جھپیٹ میں آکر نشانۂ اجل ہوئے۔ صدہا جان لیکر جہاں سینگ سمایا بھاگ گئے۔ جو باقی رہے اُن میں سے بھی کوئی درخت پر کوئی اور کہیں خلاصہ یہ کہ ساری رات ہنگامۂ قیامت برپا رہا۔ سب کو جان کے لالے پڑے تھے۔ بڑی مشکلوں سے صبح ہوئی اہل قافلہ ایک ایک دو دو کر کے پڑاؤ پر آئے سب حیران کہ قیامت کہاں سے ٹوٹ پڑی۔ کون بلا آ گئی جس نے اتنا خون خرابہ کر ڈالا۔ اسی ذکر مذکور میں کسی کی زبان سے نکلا کہ بھائی ہو نہ ہو یہ آفت اُسی نازک اندام سمن فام عورت کی بدولت نازل ہوئی جو ہمارے قافلہ میں نو وارد ہے۔ دمینتی کے کانوں میں یہ بھنک پڑی تو جان اُڑ گئی وہ گھبرائی کہ اب خیریت نہیں ملیے کی بلا بندر کے سر والی مثل ضرور صادق آئیگی وہ اس اندیشے سے دل ہی دل میں کانپ اُٹھی اور سر پر پاؤں رکھ کر بھاگی تو پھر کر بھی قافلے کی طرف نہ دیکھا تھوڑی دیر میں آفتاب اونچا ہوا۔ قافلہ سالار نے لوگوں کی صورت دیکھی تو زرد ہر ایک کے دل میں یہی ڈر سمایا تھا کہ کہیں رات والی کالی بلا پھر تو نہیں آئی قافلہ سالار نے فوراً حکم دے دیا کہ اب یہاں ٹھہرنے کا کام نہیں سب اسباب بختر سمیٹ کر چلیں لاشیں وہیں جلتی ہوئی دھوپ میں چھوڑی گئیں اور قافلہ لمبے ڈگ ۔ رکھتا

ہُوا کوچ کر گیا۔ دمینتی نے دیکھا کہ قافلہ چل پڑا وہ تنہائی سے گھبرا رہی تھی سوچی کہ جہاں تک بنے ساتھ نہ چھوڑوں۔ ایک سے دو بھلے۔ جماعت کی کرامات ہوتی ہے۔ یہ سوچکر وہ قافلہ کے چند دھرموان برہمنوں کے پیچھے پیچھے ہو لی اور نقش قدم پر قدم رکھتی ہوئی چلی۔ چند روز کے بعد چندیری میں پہنچکر راج محل کے پیچھے پیچھے گزرا۔ اتفاقاً راجہ چندیری کی ماں غرفے سے جھانک رہی تھی اس نے دمینتی کی صورت دیکھی تو دل پر کسی قدرتی جذب محبت کا اثر ہوا۔ تھی مردم شناس سمجھ گئی کہ یہ کوئی معمولی عورت نہیں ہو نہ ہو کسی راج محل کی فلک زدہ تصویر نور ہے اس نے فوراً اپنی لونڈی دھاتری کو حکم دیا کہ جائے اور ساتھ لے آئے۔ حکم کی تعمیل ہوئی اور دمینتی کی قسمت نے اسے راجہ چندیری کی ماں کے پاس پہنچا دیا۔ جن رانیوں سے چندیری کا رنواس جگمگا رہا تھا دمینتی کی صورت دیکھ کر شرمائی لجائی اور دل میں کٹی جاتی تھیں۔ ہر ایک کی نظر حیرت کے ساتھ چہرے پر پڑتی اور ہٹنے کا نام نہ لیتی تھی۔ راجہ چندیری کی ماں نے بڑی محبت سے پوچھا:-

اے ستم رسیدۂ گردشِ ایام۔ تو کون ہے۔ تیری یہ صورت کس نے بنائی اس شکستہ حالی اور مصیبت زندگی میں بھی یہ حسن و جمال کہ آنکھیں نہیں ٹھہرتیں آفتاب گھنتا ہے تو تانبے کی رکابی معلوم ہوتا ہے تیری خوبصورتی اس حالت میں بھی دلوں پر موہنی ڈالتی ہے۔ سچ بتا کہ تو اندرانی ہے یا اندر کی پری یا کوئی دیوی۔

دمینتی نے رو رو کر سب داستان غم سنائی۔ راجہ چندیری کی ماں نرم دل تھی۔ سننے کی تاب نہ لائی۔ اُس کے بھی آنسو نکل پڑے اُٹھ کر کلیجے سے لگا لیا اور کہا:-

رانی دمینتی تم یہیں رہو دیکھو ایشور کیا کرتا ہے اودھر اُدھر پھرنے سے کچھ حاصل نہیں۔ میں تمہیں بیٹی کی طرح رکھوں گی اس طرح تمہاری خاطرداشت کرونگی کہ رنج پاس پھٹکنے نہ پائے۔ ذرا صبر سے کام رکھنا۔ میں راجہ نل کو بھی تھوڑے دنوں میں ملائے دیتی ہوں اطمینان رکھو۔ اسی وقت آدمی دوڑاتی ہوں کہ پتہ لگا لائیں ❖

دمینتی نے اس مہربانی کا شکریہ ادا کیا اور بڑی عاجزی سے کہا نہ ملتا اس وقت جان میں جان آئی میں بڑی خوشی سے قدموں میں رہونگی۔ میں نے آپ کا دامن پکڑا ہے آپ کو بھی ہاتھ لگے کی لاج رہے ٭

ادھیائے ۳۵

راجہ نل کی پریشانی۔ آگ سے کوٹک کی حفاظت۔ تبدیلی شکل۔ سانپ کی نظر عنایت

دمینتی سے جدا ہونے پر راجہ نل کی حالت بہت ہی غیر ہوئی۔ وہ درخت کے نیچے بیٹھ کر پہروں رویا جب آنکھیں سوج گئیں جنگلوں جنگلوں بھوکا پیاسا ٹکریں مارتا پھرا پاؤں پھوڑا ہو گئے تلووں کو کانٹوں نے چھلنی کر دیا چند روز کی آوارہ گردی نے ایک ایسے جنگل میں پہنچایا جہاں ہر طرف آگ ہی آگ نظر آتی تھی شعلے آسمان کا منہ جھلسے دیتے تھے جس وقت اس نے جنگل میں قدم رکھا ایک آواز سنکر اس کے کان کھڑے ہوئے۔ آواز کیا تھی؟ صرف یہ

راجہ نل۔ رحم کر۔ آگ سے بچا لے

راجہ نل کو اگنی دیوتا بردان دے چکے تھے کہ کبھی بدن پر آنچ نہ آئیگی وہ آواز پر چلا اور جلتی ہوئی آگ میں گھس پڑا۔ بردان کے اثر سے آگ آتش گل کی طرح سرد ہو گئی۔ حرارت کا نام نہ رہا۔ جہاں یہ گیا اس مقام پر ایک سانپ کنڈلی مارے ہوئے بیٹھا ہوا نظر آیا جس نے صورت دیکھتے ہی کہا کہ میں کوٹک ہوں نارد جی نے سراپ دیکر سانپ بنا رکھا ہے۔ میں اپنا قد چھوٹا کرتا ہوں تم مجھے اس آگ سے نکال لو تمہارا سلوک خالی نہ جائیگا میں اس کا بہت عمدہ عوض دونگا راجہ نل کو رحم آیا اور جب جلتی ہوئی آگ سے باہر نکالا تو سانپ بولا مہربانی کر کے گنتے ہوئے چلو۔ راجہ نل نے قدم گننا شروع کئے اور جو نہی قدم

دس کا عدد زبان پر آیا سانپ نے دانت مار دیا راجہ نل دیکھتا ہے تو صورت کچھ اور کی اور۔ نہ وہ جاہ و جلال نہ وہ حسن و جمال۔ سامنے دیکھتا ہے تو سانپ غائب اور اُس کی جگہ ایک اسی کا ہمشکل آدمی موجود عقل حیران ہو گئی کچھ معاملہ سمجھ میں نہ آیا۔ دل میں افسوس کہ واہ نیکی کا بدلہ بدی۔ رحم نے خوب صلہ دیا کہ صورت بھی کچھ کی کچھ کر دی۔ سانپ اب سانپ نہ رہا تھا راجہ نل کی شکل و صورت کا خوشرو جوان بن گیا تھا۔ اس نے راجہ نل کو عالم حیرت میں آلودۂ فکر دیکھکر ڈھارس دی کہ گھبرانے اور اندیشہ کرنے کی کوئی بات نہیں۔ میں نے تمہاری بہتری کے لئے یہ کھیل کھیلا ہے۔ تمہیں ابتک کلجگ کمبخت نے بڑے بڑے دکھ دیے ہیں خوب سنگنی کا ناچ نچایا ہے۔ آج سے اس کی مجال نہیں کہ شرارت کر سکے۔ ذمہ وار ہوں۔ رہا میرا زہر اس سے بھی تم کو آزار نہ پہنچیگا اطمینان رکھو میں تم کو یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ ہر معرکۂ جنگ میں تمہاری ہی فتح کا ڈنکا بجیگا غنیم ہمیشہ منہ کی کھائینگے۔ اب میری رائے ہے کہ تم اجودھیا میں چلے جاؤ وہاں کا اکشواک بنسی راجہ رتوپرن بڑا ہی علم دوست اور علوم زمانہ میں کامل الوقت ہے اُس سے ملو اور اپنا نام باہک سوت بتا کر کہو کہ مجھے فن شہسواری میں یکتائے آفاق کر دیجئے۔ وہ تمہیں شہسواری سکھائیگا۔ اور پھر اس فن کا کمال تمہیں ایسا فائدہ دے رہیگا۔ اس کی تشریح فضول۔ بس حد ہے کہ اسی کے فیض سے رانی تمہارے آغوش میں آ جائیگی۔ گیا ہوا راج ازسرنو ہاتھ آئیگا تم تبدیلی شکل سے بھی بے فکر رہو جب تمہیں صورت اصلی کی ضرورت ہو مجھے بلا لینا یہ کپڑا اسے اوڑھ کر دھیان کرتے ہی میں تمہارے پاس ہی ہونگا۔ اتنا کہکر کو ناگ نے اپنی کینچل کا ایک ٹکڑا دیا اور بتایا کہ میری طلبی کے لئے یہ بھی ایک عجیب و غریب چیز ہے ادھر اس پر آگ کی آنچ پہنچی اُدھر میں سامنے موجود ہو گیا گویا میں تھا راجہ نل نے اُس کی ہدایتیں لوح دل پر نقش کر لیں اور سانپ دیکھتے دیکھتے نہ جانے کہاں روپ ہو گیا +

ادھیاے ۳۶

راجہ نل کی راجہ رتو برن والی اجودھیا کے یہاں ملازمت بھیم سین والد دمینتی کا دختر و داماد کی آوارہ گردی میں رنج والم - تلاش - برہمنوں کی روانگی سُشیو دیو برہمن کی چندیری میں رسائی - دمینتی سے ملاقات

راجہ نل بدلی ہوئی صورت میں اجودھیا نریش کی خدمت میں پہنچا عرض کی کہ "ان داتا - پرکھی ناتھ" فن شہسواری میں طاق ہوں گھوڑے ہانکنے میں خاص مہارت ہے کھانا بھی نہایت ہی نفیس پکاتا ہوں اور اور تفریحی کھیلوں میں بھی کافی دستگاہ حاصل ہے - آپ وداتا کی کشش اجودھیا میں لائی - کہ آوازۂ قدر دانی اور رہبری قسمت نے در دولت پر پہنچایا کوئی منصب ہو کہ جمعی کے ساتھ دعاگوئی میں مصروف اور رضا جوئی میں مشغول رہوں - راجہ نے سائل کو بہت صاحب تمیز اور سلیقہ شعار پایا - دریائے عاطفت موجزن تھا اصطبل شاہی کی افسری دے کر دو ہزار روپیہ مشاہرہ مقرر کر دیا اور جیون بارسین سارتھی بھی تعلیم و تربیت کے لئے حوالے کئے - راجہ نل دن کو وائض منصبی کی انجام دہی سے جدائی کی گھڑیاں کاٹتا رات ہوتی تو دمینتی کی یاد میں منہ لپیٹے ہوئے وہ اشعار پڑھتا جو دمینتی کی حالت زار کا نقشہ پیش نظر کرتے تھے ایک روز یہ اپنی دھن میں وہی روز کا آموختہ پڑھ رہا تھا کہ جیون سوت نے پوچھا کہ :-

آپ کس کے صدمۂ فراق میں دل پر چوٹ پہنچانے والے شعر پڑھا کرتے ہیں

راجہ نل - کیا بتاؤں - ایک عقل کا دشمن اپنی چہیتی بیوی کو خواب ناز میں مست چھوڑ کر چلتا ہوا اُس وقت تو یہ بے وفائی کی اب بچہ اُس کے تصور میں

بے چین ہو ہو کر قسمت کو روتے ہیں۔ ہر وقت یہ خیال دل تڑپاتا ہے کہ وہ سرمایۂ حسن و خوبی اور تصور آئینۂ محبوبی نہ جانے کس حال میں ہے کس جنگل کی ٹھوکریں اُس کے نازک نازک پاؤں کو دکھاتی ہونگی۔ اُس نے کچھ کھایا پیا بھی یا یونہیں منہ باندھے بیٹھی ہے میں ان اشعار میں اُسی کا رونا روتا ہوں اور بس۔ راجہ نل نے جیون سوت کو یوں باتوں میں ٹرکا کر لمبی تانی اور خراٹے لینے لگا۔

اب ذرا راجہ نل کے خسر بھیم سین کا حال سُنئے۔ اُس نے جب پانسے کی بدی جوئے کی ہار۔ تارک الوطنی دمینتی کی ہمراہی کا حال سُنا نہایت غمگین ہُوا اُس کے آنسو پلکوں پر ہی رکھے رہتے تھے سوز آہ سے کلیجہ پھکا جاتا تھا صاحب تاج و تخت تھا کس بات کی مقدرت تھی داماد اور بیٹی کی تلاش میں ساری دنیا چھان ڈالنے کا بیڑا اُٹھالیا اور ہزار ہا برہمن ادھر اُدھر روانہ کردئیے +

برہمن راہِ تلاش میں نکلے تو زمین کا گز بن گئے۔ جہاں کچھ سُن گُن پائی پہنچے اور پھر آگے بڑھے۔ انہیں میں سے شیودیو برہمن جاتے جاتے چندیری راج میں پہنچا ان دنوں یہاں بڑی دھوم دھام سے یگیہ ہو رہا تھا برہمنوں کو راج محل میں جانے کی کچھ روک ٹوک نہ تھی۔ شیودیو برہمن نے سوچا کہ چلو یگیہ دیکھ آئیں۔ سیر کی سیر اور تفریح کی تفریح اور کیا عجب کہ کسی سے راجہ نل اور دمینتی کا کچھ ٹھور ٹھکانا معلوم ہو +

وہ بے دھڑک راج محل میں جا پہنچا دیکھا کہ عورتوں کا ایک میلا لگا ہُوا ہے۔ اس نے تھوڑی دیر ادھر اُدھر نظر دوڑائی۔ آخر ایک طرف نگاہ پہنچی تو رانی دمینتی کی پیاری پیاری صورت نے ہاتھ بھر کا کلیجہ کر دیا گو راجہ نل کی جدائی اور مصائب صحرا نوردی نے چہرہ بالکل مرجھا دیا تھا۔ شکل پہچان نہ پڑتی تھی۔ پھر بھی شیودیو اپنی گودیوں کی کھلائی راج کماری کو دور ہی سے پہچان گیا اس وقت اُس کے جوش مسرت کی حد نہ تھی وہ مارے خوشی کے اچھل پڑا اور بے تکلف دمینتی سے مخاطب ہُوا۔

کہ بھیم سین کی راج دُلاری۔ راجہ نل کی پران پیاری۔ تم نے

اپنے بھائی کے دوست شیو دیو کو پہچانا - کنڈن پور کی کلپ فنا مہارانی دمینتی تمہاری ہی تلاش مجھے یہاں کھینچ لائی ہے - تمہارے باپ ماں کا تمہارے رنج میں بُرا حال ہے - سب بھائی بند دریائے الم میں غرق ہیں - ساری رعایا پریشان ہے - کہو - پیاری تم اچھی ہو ◆

شیو دیو کی صورت رانی دمینتی کے لئے نئی نہ تھی اُس کے کان آواز سے بخوبی آشنا تھے وہ فوراً پہچان گئی کہ یہ شیو دیو ہی ہے وہ رو پڑی اور اُس کے گرم گرم آنسوؤں نے عارض گل رنگ پر ڈھلک ڈھلک کر اوڑھنی تر کر دی - چندیری کی راجکماری سونندا یہ رنگ دیکھکر اپنی دادی کے پاس دوڑی گئی سب ماجرا سنایا - راجہ چندیری کی ماں اُسی وقت وہاں پہنچی اور برہمن کی زبان سے دمینتی کے گزشتہ حالات سُنے ◆

ادھیاے ۲۷

رانی دمینتی کی باپ کے گھر میں روانگی - راجہ نل کی تلاش کا انتظام - دمینتی کی راجہ نل کی یاد میں بیقراری

شیو دیو برہمن کی زبان سے سارے حالات سنکر راج ماتا یعنی راجہ چندیری کی ماں نے دوڑ کر دمینتی کو گلے سے لگا لیا اُس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے وہ بولی بیٹی میں تیری موسی ہوں تیری ماں میری بہن ہے جب تو گود میں تھی تب مجھے دیکھنے کا اتفاق ہُوا تھا - ایشور کی گت دیکھو کہ کس طرح پھر دیدار دکھایا - پیاری دمینتی یہ تمہارا گھر ہے - کسی بات کی فکر نہ کرو - چین سے رہو ◆

دمینتی - آپ نے مجھ پر وہ مہربانیاں کیں کہ مادری کو بھلا کر یہ قول صادق کر دکھایا

مائے مرے موسی جیسے جو موسی سی ہوئے

مجھے یہاں ہر طرح کا آرام ہر طرح کی آسائش ہے قدم چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ مگر ماتا ایک مدت سے ماں باپ کو نہیں دیکھا۔ پران ناتھ کی جدائی جان لئے لیتی ہے گزشتہ مصیبتوں نے آدھی جان کر دی ہے۔ اس سے اگر آپ کی مرضی ہو تو گھر چلی جاؤں۔ ادھر میرا دل اُن کے دیکھنے کو بہت چاہتا ہے ادھر وہ میرے لئے پریشان ہیں۔ شیو دیو کی زبانی آپ سب سُن چکیں۔ پنڈت جی کا یہاں آنا ہی اُن کی بیتابیوں کا ایک ثبوت ہے۔ اس سے مضائقہ نہ ہو تو اجازت دیجئے +

راج ماتا۔ پیاری تم میری آنکھوں کی پتلیوں کا کھلونا ہو کیسے جدائی گوارا کروں۔ مگر بہن اور بہنوئی بے قرار ہو گئے۔ اس سے کچھ کہہ نہیں سکتی۔ اچھا مگر دیکھو کہا سُنا معاف کرنا +

دمینتی۔ آپ کے یہاں مجھے وہ سکھ رہا ہے جو کبھی نہ بھولیگا جس وقت مجھے دنیا میں کوئی نہ سجھائی دیتا تھا اُس وقت آپ نے مجھے جلا لیا نہیں تو اب تک نہ جانے مٹی کہاں ہوتی اور ہڈیوں کا بھی پتہ ہوتا یا نہ +

راج ماتا نے دمینتی کو سینے سے چمٹا لیا۔ دیر تک بلک بلک کر روئی بعد بڑے ٹھاٹھ باٹ سے رخصت کیا۔ دمینتی گنگا جمنی فنس پر سوار تھی لونڈیاں باندیاں چاروں طرف دوڑی چلی جاتی تھیں۔ سواروں کے پرے اور پیادوں کے دستے اردلی میں تھے۔ دمینتی بین انتظار میں باپ کے گھر پہنچی۔ ماں باپ نے دیکھا تو کلیجہ پھڑک اُٹھا مصیبتوں پر آنسو بہائے۔ افلاس کا افسوس کیا دھارس دی۔ صبر و استقلال کی ہدایت کی۔ چندیری میں مہربانیوں اور عنایتوں کی شکر گزاری میں خط بھیجا۔ اور دمینتی کو بڑے پیار سے آنکھوں میں رکھنے لگے۔ دمینتی کو کسی بات کی تکلیف نہ تھی باپ ماں ہر وقت ہاتھوں میں دل لئے رہتے اور دل پر کسی طرح کا میل آنے نہ دیتے تھے مگر دمینتی کو یہ سب عیش کے سامان اور محبتانہ برتاؤ زہر معلوم ہوتے تھے کسی آرام اور خوشی کی بات سے دل خوش نہ ہوتا تھا۔ ہر وقت چہرے پر اُداسی۔ جب دیکھو ٹھنڈی سانسیں حلق سے لقمہ اُترنا محال۔ آنکھوں سے نیند غائب۔ راجہ نل کی یاد

اس کے کلیجے میں نشتر چبھو چبھو کر تڑپاتی اور فرقت کی پھانس پہلو میں کھٹک کھٹک کر کسی کروٹ چین نہ لینے دیتی تھی - کچھ دنوں شرم لحاظ کی وجہ سے وہ دل ہی دل میں گھلتی رہی - آخر برداشت نہ ہوئی اور آنکھوں پر ٹھیکری رکھ کر اپنی ماں سے کہہ ہی بیٹھی کہ:-

تمام سکھ - سارے عیش مٹی ہیں کب تک چھاتی پر پتھر رکھے رہوں اب تاب نہیں - آپ نے مجھے پاکر جیسے داماد کو بھلا ہی دیا معلوم ہوتا ہے کہ میری زندگی کے دن پورے ہو گئے ایک دن پنجرے کا پنچھی اڑ جائے بغیر مفر نہیں +

ماں - بیٹی - اتنا نہ گھبراؤ - عقلمند مصیبت میں چھوٹا دل نہیں کرتے استقلال سے کام لیتے ہیں - تم ذرا صبر کرو - میں راجہ نل کو تلاش کراتی ہوں - جہاں کہیں ہونگے جلدی سے آجائینگے +

یہ کہکر وہ راجہ بھیم سین کے پاس گئی بیٹی کے غم و الم کا قصہ سنایا - راجہ بھیم سین نے اُسی وقت شبھو دیو برہمن کو ایک ہزار گائیں اور ایک گاؤں انعام دیکر دمینتی کے لانے کا معاوضہ دیا اور صدہا برہمنوں کو راجہ نل کی تلاش کے لئے نامزد کر کے ڈھونڈھ لانے والے کے لئے انعام مقرر فرمایا +

جب برہمن رخصت ہونے لگے رانی دمینتی نے سمجھایا کہ ادھر اُدھر فضول قدم ناپنے سے کچھ فائدہ نہیں - راجہ نل دھرماتما ہے تپسوی ہے ملیگا تو عالم برہمنوں میں کامل رشیوں میں - نیک خیال آدمیوں میں - جہاں ایسی صحبت نظر آئے وہاں یہ چند شلوک سُنانا وہ ان کو سنکر خاموش نہ رہ سکیگا - خود بخود سامنے آکر ان کے جواب میں گوہر افشانی کریگا +

خوب یاد رہے کہ راجہ نل اب اپنی اصلی صورت میں نہیں میرا پت برت دھرم میری چشم دل کو اور ہی شکل میں اُس کی تصویر تصور دکھا رہا ہے - تبدیلی شکل سے مغالطہ نہ کھانا عقلمندی سے پہچاننا اور جہانتک ہوسکے جلد واپس آنا - برسات سر پر آگئی پانی بوند کے دن ہیں رشی لوگ بھی اس موسم میں اپنی اپنی کٹیوں میں آسن جمائے رہتے ہیں - کھلے جنگلوں میں نہیں رہتے اس سے اُن مہاتماؤں سے یہاں بھی ضرور سراغ لگانا ممکن ہے کہ نقش مراد کرسی نشین ہو جائے - اچھا لے جاؤ

شلوکوں کا جواب لاؤ - خالی جواب ہی نہیں راجہ کا ٹھیک ٹھیک پتہ ٹھکانا بھی پوچھتے آنا باقی سب خود عقلمند ہو - جیسا موقع دیکھو گے کارروائی کرو گے ٭

یہ تقریر یہیں پر ختم ہوئی - دمینتی نے شلوک حوالے کرکے برہمنوں کو رخصت کیا اور خود بیچین دل کو بہلانے اور طبیعت کی الجھن مٹانے کو محل سے پائیں باغ میں چلی گئی - اس وقت باغ کی بہار کچھ عجب ہی فرحت بخش اور نظر فریب تھی - ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو سے بسے ہوئے دل و دماغ کو معطر کرتے اور درختان چمن کی ٹہنیوں کو ہلا ہلا کر نازک کمروں کی لچک کا لوچ دکھاتے تھے - کالی کالی گھٹائیں پہلے جھومتی ہوئی اٹھیں پھر بادلوں نے چھپر چھایا - چاروں طرف بجلی چمکی کوندھا پریوں کی طرح چھلاوا دکھا کر اس برق وش نے چہرے کی چمک دمک دکھاتا جس کا نقاب تیز ہوا کے جھونکے سے الٹ جانے پر پھر سنبھال لیا گیا ہو ٭ بجلی چمک چمک کر ان چمکیلے دانتوں کا نظارہ پیش نظر کر رہی تھی جو شب وصل کی خوشی میں عاشق و معشوق کی نہ رکنے والی ہنسی اور خندۂ دندان نما سے ہجران فرقت نصیب کے کلیجے تڑپایا کرتی ہے - دمینتی کے پہنچتے ہی بادل گرجا اور موسلا دھار شروع ہوئی ٭

دمینتی کلیجہ پکڑ کے بیٹھ گئی - آنکھوں سے آنسو بہنے لگے - دل بجلی کی طرح تڑپنے لگا - ٹھنڈی ٹھنڈی سانسیں ہوائے سرد کے جھونکوں کا مقابلہ کرنے لگیں اس نے کالے کالے لمبے لمبے عنبرین گیسو عارض روشن پر جھکا کر کالی گھٹا کو شرما دیا اور آنسوؤں کی جھڑی لگا کر جوش جنون میں یوں نعرہ زن ہوئی ٭

اے کلیجے کے مالک - اے جسم و جان کی روح رواں - ہر طرف جل تھل جدھر دیکھو پانی ہی پانی - بجلی کی تڑپ دل دہلاتی ہے - بادل کی گرج کلیجہ ہلاتی ہے - بانبیوں سے کالے ناگ نکل پڑے ہیں - ندی نالے ابل پڑے ہیں نہ جانے تم کس جنگل میں میری یاد کو کلیجے سے لگائے گرداب غم میں ڈوب رہے ہو گے تمہاری بیکسی پر ابر سیاہ دل کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گر رہے ہیں بجلی کا کلیجہ تڑپ جاتا ہے مگر ہائے بے رحم فلک کا دل ذرا بھی نہیں پسیجتا - او پپیہے چپ رہ کیوں پی پی کی صدا سے کان اڑائے دیتا ہے - ارے کمبخت پی کہاں او کوئل کیوں کوک

کوک کر کانوں کے پردے پھاڑے ڈالتی ہے اگر تیرے دل میں بھی کسی کے فراق کی ہوک اُٹھتی ہوتی تو یوں اپنی ہی گائے نہ جاتی چُپ لگاتی - آہا آم کے سرخی مائل ہرے پتے اپنی دلفریبی سے نگاہوں کو کس طرح محو کر رہے ہیں مگر افسوس کہ دمینتی ایسی بدنصیب ہے کہ کیریوں کی بجلی بھی اسے برق غضب ہی نظر آتی ہے مرغان خوش آہنگ و گلہائے رنگارنگ میرے دل کو خوش کرنے کے لئے لاکھ چہکے مہکتے ہیں مگر اس پھوہ گہری چوٹ ہے کہ چین لینے نہیں دیتی - مینا کے میٹھے میٹھے بول طوطوں کی رس بھری آواز - لالوں کی خوش الحانی - بلبلوں کی نغمہ خوانی سے جنگلی جانوروں کو بھی حال آتا ہے درخت جھومنے لگتے ہیں - لیکن دمینتی کو محویت ہے تو صرف اپنی نالہ و فریاد اپنی آہ و فغاں سے +

دمینتی کو یہ موسم خوشگوار اور جوش بہار بالکل زہر معلوم ہوا پانی کی ایک ایک بوند بوندی کی کٹاری بنکر سینے پر گرے چرکے لگاتی اور بجلی چمک چمک کر بجلی کی تلوار سے زیادہ کلیجے میں کاٹ کرتی تھی اس کا دل وحشی نظارۂ جنون خیز و فصل عشق انگیز سے اور بھی گھبرایا وہ آنچل سے آنسو پوچھتی ہوئی وہاں سے کھسکی اور ہچکیاں روکتی ہوئی محل میں آئی +

ادھیائے ۳۸

راجہ نل کی تلاش - برہمنوں کی روانگی - برنتاد برہمن کی کامیابی - شیودیو برہمن کی اجودھیا میں روانگی دمینتی کی حکمت عملی - راجہ رتوپرن کو دمینتی کے سوئمبر میں شرکت کا پیغام

برہمن کُنڈن پور سے چلے تو انہوں نے پہاڑ جنگل شہر قصبے سب چھان مارے مگر کسی کی محنت ٹھکانے نہ لگی - صرف برناد برہمن کی رسائی ہمت اسے اجودھیا میں جا کر کامیاب واپس لائی وہ خوش خوش دمینتی کے پاس حاضر ہوا اور گزارش کی

کُندن پور کی راجکماری - مالوہ دیش کی مہارانی مبارک ہیں پتہ لگا لایا +

ماجہ نل اجودھیا میں راجہ رتوبرن کے یہاں ہیں میں جب ڈھونڈتا سراغ لگاتا اجودھیا کے راج دربار میں پہنچا تو اراکین دولت اور عمائدین سلطنت کی بھیڑ لگی تھی میں نے موقع پاکر آپ کے شلوک پڑھے تو سارے اہل دربار سُن قفل - ہر طرف خاموشی - مگر ایک گوشے میں ایک شخص اُٹھ کھڑا ہوا اور رنگا شلوک پڑھنے - کوئی مطلب کو نہ پہنچا - گونگو کا سا معاملہ رہا - وہ سمجھ گیا کہ مجھ سے خطاب تھا - میں نے جان لیا کہ سوال کا جواب ہے اور جواب دہندہ ہمارے راجہ نل کے سوا دوسرا نہیں مہارانی کیا کہوں تمہارے راجہ کی صورت کیسی بگڑ گئی ہے بالکل پہچان نہیں پڑتے وہ راجہ رتوبرن کے افسر اصطبل ہیں اور کھانے پکانے کی خدمت بھی انہیں کے سپرد ہے جس وقت وہ جواب دینے اُٹھے پہلے مجھے ڈنڈوت کی اور بڑے سلیقے سے مزاج پرسی کر کے نفس مطلب پر آئے +

برناد برہمن نے جس وقت راجہ نل کی زبان سے نکالے ہوئے شلوک سنائے رانی دمینتی رو پڑی آنسوؤں سے آنچل شرابور ہو گیا وہ اُٹھ کر اپنی ماں کے پاس گئی اور تخلیے میں کہا +

ماتا جی - کچھ کچھ قسمت چیتی - اچھے دنوں کی آمد کے آثار پائے جاتے لگے آپ کے داماد کا پتہ لگ گیا وہ اجودھیا میں ہیں شیودیو برہمن کو بھیجئے رتوبرن کے پاس جائے اور جو میں بتادوں صرف وہی وہاں کہے اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو ماں نے منظور کیا شیودیو برہمن کی طلبی ہوئی - رانی دمینتی نے برناد برہمن کو زر و جواہر میں تول دیا فرمایا کہ اسی کو بس نہ سمجھنا راجہ کو آلینے دو پھر دکھا دو نگی کہ معاوضہ کیونکر دیتے ہیں - اُدھر سے فراغت پاکر دمینتی شیودیو برہمن سے مخاطب ہوئی اور بولی مہاراج نہ کوئی پیغام ہے نہ سندیسا - آپ راجہ رتوبرن سے یہ کہدیں کہ راجہ نل کا کہیں پتہ نشان نہیں نہ جانے دشمنوں کا کیا حال ہوا - رانی دمینتی کی ساری آس ٹوٹ گئی - چنانچہ کل اُس کا دوسرا سوئمبر ہے آپ بھی ضرور تشریف لے چلیں - سویرا کُندن پور ہی میں ہو - ورنہ موقع ہاتھ سے جاتا رہیگا +

شیودیو برہمن روانہ ہوا - ہوا کی چال چلا - اجودھیا میں پہنچا - راجہ رتوبرن

کو سوئمبر میں شرکت کے لئے پیغام سنایا ✤

ادھیائے ۳۹

راجہ رتوبرن والیٔ اجودھیا کی مدربہ دیش کی طرف روانگی۔ راجہ نل کی رتھبانی

رانی دمینتی کے سوئمبر کی کیفیت سُنکر راجہ رتوبرن کے قدم اُٹھنے لگے فوراً رتھبان کو بلاکر کہا کہ ضرورت ظاہر ہے اور وقت کم۔ پس اس طرح تیز سے چلے کہ کل سویرے تک ہیں مدربہ دیش ہی میں ہوں۔ رتھبان راجہ نل تھا جو ہیں اُس نے دمینتی کے سوئمبر کا حال سنا متعجب رہ گیا۔ حیران کہ ایسی پتی برتا رانی اور میرے ہوتے میری زندگی میں دوسری شادی۔ کیا پتی برت نمائشی تھا کیا دمینتی کی محبتیں منہ دیکھے ہی کی تھیں۔ ذرا دیر کے بعد اس خیال نے پلٹا کھایا۔ اُس کی عقل بولی کہ دمینتی ایسی عورت نہیں۔ جو دوسرے کی آغوش محبت کے لئے للچائے معلوم ہوتا ہے کہ میری تلاش کے لئے اُس نے یہ ڈھنگ نکالا ہو مگر کیا اس واہیات ڈھنگ کے عوض کوئی اور طریقہ نہ تھا۔ راجہ نل کی اس وقت عقل چکرا رہی تھی۔ توہمات خیالات کی کوئی چول ٹھیک بیٹھنے نہ دیتے تھے آخر اُس نے سوچا کہ پیش از مرگ واویلا۔ آئینہ دیدہ موزہ از پا کشیدہ سے حاصل نائی نائی بال کتنے ججمان آگے آئینگے۔ گھبراہٹ کیا ہے۔ کل سویرے سب آپ سے آپ معلوم ہو جائیگا۔

اُس نے راجہ رتوبرن سے بہت اچھا۔ بہت بہتر کہکر اصطبل کی طرف رخ کیا اور چار چلاق چُست اور خرام صبا رفتار سندھی گھوڑے رتھ میں جوت کر جا حاضر دولت کر دئے راجہ رتوبرن نے گھوڑوں کی ہڈیاں نکلی ہوئی دیکھیں تو بولا کیا مریل گھوڑے جوت لائے نہ بدن پہ گوشت نہ ہڈیوں میں مغز یہ خاک چلینگے۔ کہیں راستے ہی میں نہ چھوڑ دیں کہ پا بند ہو جائیں نہ دو نو دین سے گئے نہ حلوا رہے نہ مانڈے کی مثل اور تم نے تھے ہر جگہ کو اونٹ لگے کپاس کی کہاوت ہو جاوے انکو بدلو

اچھے اچھے ڈیل ڈول بھاری بھاری لاش کے گھوڑے کسو ❖

راجہ نل- مہاراج آپ بیفکر رہیں تیل دیکھیں تیل کی دھار سے آپ کو کیا کام میں پہنچا دینے کا ذمہ دار ہوں۔ سویرے آپ وہاں نہ ہوں تو میں گنہگار ❖

رتوبرن- کہتا ہوں کہ پچھتاؤ گے یہ بالکل مردہ ہیں کوس دو کوس پر اچار نکل جائیگا سو قدم پر سانس اُکھڑ جائیگی ❖

راجہ نل- میں نے سارے اصطبل کی جان نکال لی ہے اور کوئی گھوڑا ان گھوڑوں کے برابر نہیں- ذرا باگ ہاتھ میں لینے دیجئے پھر دیکھئیگا کہ ہوا گرد نہ پائیگی۔ آپ کو مدریہ پہنچا کر دم نہ لیں تو میرا ذمہ ❖

رتوبرن- میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کہہ رہے ہو- دیکھ لینا دھوکا کھاؤ گے ❖

راجہ نل- مہاراج سچ عرض کرتا ہوں کہ ان گھوڑوں کو دوسرے گھوڑے پہنچ ہی نہیں سکتے- ان کی سوکھی ہڈیوں پر نہ جائیے یہ فولاد اور موٹے تازے گھوڑے پھیس ڈھول کے اندر پول کے مصداق- ملاحظہ نہ فرمائیے ہر ایک گیارہ گیارہ بھونریوں سے لدا ہوا ہے- ایک بھونری ماتھے پر- دو دو بغلوں میں دو دو کانوں کے پیچھے ایک ایک گردن ران اور سینے پر- یہ بھونریاں عام گھوڑوں کو کہاں نصیب ان کو ان کی سی چال کہاں میسر- ان کی پوئی اور اوروں کی سرپٹ برابر آپ بے تکلف سوار ہوں یہی گھوڑے کل منہ اندھیرے مدریہ دیش میں کھلینگے ❖

راجہ نل کو گھوڑوں کی بہت اچھی شناخت تھی راجہ رتوبرن بھی واقف تھا- وہ پھر کچھ نہ بولا اور رتھ پر سوار ہو گیا- راجہ نل نے بارسین سوت سے کہا "تو ہانکو" ❖

بارسین نے جو ہیں راس ہاتھ میں لیکر چھچھکارا گھوڑوں نے ہاتھ پاؤں ڈھیلے کر دئے ایک بارگی تھرتھرا کر بیٹھ گئے تو اُٹھنا معلوم راجہ نل نے بارسین سے راس لے لی اور کہا بس گھوڑے یونہیں ہانکے جاتے ہیں بھائی جان سائیسی علم دریا ہے بچوں کا کھیل نہیں- اب دیکھو میں سیر دکھاتا ہوں یہ کہکر اُس نے گھوڑوں کو چمکارا اور راس کھینچی تو گھوڑے بجلی ہو گئے اس طرح اڑے کہ نظر نہ کام کرتی تھی- بارسین بھی اپنے فن میں استاد وقت تھا اُس نے گھوڑوں کی

تیز پروازی دیکھی تو عقل گم ہو گئی۔ دل میں کہتا تھا کہ ہو نہ ہو یہ باہک نہیں ضرور راجہ نل ہے دنیا میں راجہ نل کے سوا دوسرے کو یہ کمال کہاں نصیب ؛

ادھیائے ۷۰

رتھ کی تیز روی۔ راجہ نل کے ہاتھ سے بہیڑے کے درخت کی بیخ کنی۔ کلجگ کا ظہور۔ عذر خواہی و عدہ خیر اندیشی

راجہ رتو برن کا رتھ ہوا سے باتیں کرتا چلا تو سمند خیال بھی پیچھے رہ گیا۔ ذرا دیر میں گھوڑوں کے جیسے پر لگ گئے اور رتھ اوج ہوا پر تیر کی طرح چلنے لگا۔ راجہ کے ہوش گم کہ رتھ آسمان سے باتیں کر رہا ہے۔ گھوڑے بے پروبال بازوؤں میں طاقت پرواز کہاں سے آ گئی۔ اتنے ہی میں راجہ کا دوپٹہ اُڑ کر زمین پر جا گرا راجہ بولا

ذرا رتھ روکنا۔ بارسین دوپٹہ اُٹھا لائے ؛

راجہ نل۔ دوپٹہ سے صبر کیجئے نہیں تو منزل کھوٹی ہو جائیگی۔ گھوڑوں کو ایک جوجن کی دوڑ جاتے میں اور ایک جوجن کی دیر یہاں تک پہنچنے میں ہو گی ؛

راجہ رتو برن خاموش ہو رہا اور سیدھیاں بھرنے لگا تھوڑی دور چلکر ایک بہیڑے کا درخت سر بفلک نظر آیا راجہ بولا کہ

دیکھنا باہک جی۔ کیسا اونچا اور چھتنار درخت ہے۔ میں نے سارے پتے اور پھل گن لئے اتنے پتے اتنے پھل ؛

راجہ نل۔ آپ کا شمار بغیر خود گنے کیونکر صحیح سمجھوں ؛

راجہ رتو برن۔ تم صحیح سمجھو یا غلط۔ میں نے تو سب گن ڈالے ؛

راجہ نل۔ تو ذرا میں بھی شمار کر لوں ؛

راجہ رتو برن۔ مفت دیر ہو گی ؛

راجہ نل۔ نہیں میں ابھی گنے لیتا ہوں۔ ایک لمحہ سے زیادہ نہ گزریگا ؛

یہ کہکر راجہ نل نے بارسین کے ہاتھ میں راس تھمائی اور خود پھل اور پتے گنے

نگا جب گن چکا تو شمار ٹھیک پایا۔ نہ ایک کم نہ ایک زیادہ وہ راجہ رتوبرن سے بولا +
مہاراج میں اس وقت دنگ رہ گیا کہ آپ نے ایک نظر میں اتنے پتے اور پھل کیونکر گن لئے۔ کیا آپ مجھے بھی گر بتا سکتے ہیں +

راجہ رتوبرن۔ ہاں بشرطیکہ تم بھی اشوبدیا (فن اسپ رانی) سکھا دو +

راجہ نل نے منظور کیا اور دونو نے اپنے فن ایک دوسرے کو سکھا دئے جس وقت راجہ نل نے تازہ فن سیکھا ہیئت ہی بدل گئی۔ کرکوٹک سانپ کی تاثیر جسم سے زائل ہو گئی۔ کلجگ کے سراپ کا اثر جاتا رہا۔ حالت جنون نے پنڈ چھوڑا۔ کلیجے کی سلگتی ہوئی آگ ٹھنڈی پڑی +

اس نے بہیڑے کے درخت پر کلہاڑا چلایا درخت چوٹی کے بل زمین پر گرا اور اس میں سے کلجگ مہاراج نکل کر سامنے ہاتھ جوڑے ہوئے کھڑے ہو گئے راجہ نل نے کلجگ کی صورت دیکھی تو چہرہ تمتما گیا غصے سے آنکھیں لال ہو گئیں بددعا دینے کو زبان کھلنے ہی والی تھی کہ کلجگ ہاتھ جوڑ کر گڑگڑایا +

"مہاراج جان بخشی کیجئے۔ میں آپ کے غلاموں کا غلام ہوں۔ اس وقت کی درگزر خالی نہ جائیگی۔ میں جاں نثاری کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرونگا جس وقت آپ اندرسین کی والدہ سے علیحدہ ہوئے تھے اس وقت اس نے بددعا دی تھی کہ او کلجگ تیرا ستیاناس جائے مصیبتوں سے چھٹکارا نہ ملے خانہ ویرانی کہیں کا نہ رکھے۔ ادھر اس بددعا سے جان پر آفت۔ ادھر کرکوٹک کے زہر سے آپکے جسم میں مجھ پر آتش سوز جگر کی شعلہ زنی۔ ان دونو ہی سے تنگی کے لالے پڑے ہیں اس پر آپ سراپ دینگے تو نہ جانے کس قہر کا سامنا ہوگا۔ آپ اپنی طرف دیکھیں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ تمام دنیا آپ کا جس گائیگی۔ آپ کا نام ہمیشہ زندہ رہیگا اگر اس میں ذرا بھی فرق پڑے تو میں مجرم گنہگار واجب التعزیر +

راجہ نل کا دل کلجگ کی عاجزی سے پسیج گیا اس نے غصہ تھوک کر طرح دی اور پھر گھوڑوں کی راس پکڑ لی +

اتنا سب کچھ ہو گیا مگر راجہ رتوبرن کو مطلق خبر نہ ہوئی۔ راجہ نل کو کلجگ کیطرف سے اچھی طرح اطمینان ہو گیا اور اب اس کو کوئی فکر باقی نہ رہی رہی تو تبدیلی صورت کی یا

سوئمبر کی۔ چنانچہ وہ ان دونو خیالوں کو دل میں لئے ہوئے گھوڑوں کو اڑانے لگا۔
اور رتھو نے سورج بھگوان کے رتھ کی رفتار سے دن بھر میں منزل سفر طے کرلی ✣

راجہ نل نے جس دن بہیڑے کا درخت کاٹا اُس روز سے یہ درخت اہل زمانہ کی نگاہوں سے گر گیا۔ اس کی عظمت جاتی رہی لوگ بُرا سمجھنے لگے وجہ یہ کہ یہی درخت ہے جس میں کلجگ کی بود و باش رہتی ہے ✣

ادھیائے ۱۸۱

کُندن پور میں راجہ رتوبرن کی آمد۔ رانی دمینتی کو راجہ نل کی تبدیلی شکل سے شناخت میں معذوری۔ عجیب و غریب افعال سے پہچان میل ملاپ خوشی خورمی۔ جدائی کا خاتمہ بالخیر

راجہ رتوبرن ہوا کی طرح کُندن پور پہنچے تو دور تک رتھ کے پہیوں کی آنے والی آواز نے گویا دمینتی سے کہدیا کہ مبارک۔ جس کی جدائی میں تو سوکھ کر کانٹا ہو گئی چہرہ مرجھا گیا ہے وہ کلیجے کو سکھ اور آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والا آ گیا وہ دل میں خوش ہو گئی آنکھوں کی پتلیاں شوق دیدار میں ادھر اُدھر دوڑنے لگیں راجہ رتوبرن خوشی خوشی رتھ سے اُترا۔ آمد آمد کی خبر سُنکر بھیم سین نے پیشوائی کی مصافحہ و بغلگیری کے بعد ایوان فلک بارگاہ میں آیا میزبان و مہمان مرصع تخت پر رونق افروز ہوئے۔ بھیم سین نے تشریف آوری و میزبان کا شکریہ ادا کرکے اظہار محبت کے ساتھ دریافت فرمایا۔

آج چاند کدھر نکلا۔ میں اور ایسا خوش نصیب کہ تعظیم و استقبال کا شرف حاصل کروں ✣

راج رتوبرن نہایت ذکی الطبع و سلیم المزاج تھا اُس نے تقریب رونق افروزی صاف صاف ظاہر کرنا مصلحت نہ سمجھی صرف اتنا کہا آج یہی لہر آ گئی کہ چلو کُندن پور

کی ہوا کھا آئیں۔ آپ کی ملاقات کا بھی اشتیاق راہبر ہوا۔ گھوڑے رتھ اڑا لائے۔
بھیم سین دل میں تو سمجھ گیا کہ ساڑھے چار سو کوس کی دوڑ۔ غیر راجوں کی قلمرو سے قطع منزل دل لگی نہیں۔ نہ گھوڑوں کی جان فاضل نہ وقت فالتو۔ ضرور کوئی معاملہ کھینچ لایا ہے مگر اُس نے بھی مناسب نہ سمجھا کہ بات پوچھے بات کی جڑ پوچھے اُس نے مہربانی کے شکریہ پر تقریر ختم کی اور ایک عالیشان محل میں ٹھہرا دیا۔
دمینتی پردے میں بیٹھی ہوئی مشتاق نگاہوں سے دل میں بسی ہوئی تصویر کو ڈھونڈ رہی تھی مگر وہاں تین آدمیوں کے سوا کوئی چوتھا شخص نہ تھا جس سے وہ آنکھوں میں پھرنے والے مرقع کا نقشہ ملاتی۔ دو تو وہی رتوبرن اور راجہ بھیم سین تھے تیسرا شخص اجنبی تھا جس پر شک ہوتا تھا تو راجہ رتوبرن کے رتھبان کا۔ دمینتی کی نگاہیں اُس کی صورت شکل سے ناآشنا تھیں مگر دل کو یہی خیال تھا کہ راجہ نل کے سوا رتوبرن کا رتھ کون ہانک لا سکتا تھا نظر کچھ کہتی تھی دل کچھ بولتا تھا جوش محبت کی تحریک کچھ لگتی اشتیاق دیدار اپنی ہی گاتا تھا۔ دمینتی نے سوچا کہ یوں کچھ ہوتا نہیں۔ ظاہر صورت خالی لفافہ ہی نہ ہو اس لئے اُس نے اپنی ہمراز خواص کشنی کو بھیجا کہ رتھبان سے بات چیت کر کے جو کچھ خیال جچے ظاہر کرے وہ تابع فرمان تھی اشارے ہی پر جا پہنچی اِدھر اُدھر کی باتیں کیں اور آ کر دمینتی کو سنا دیں گفتگو کا لب لباب جو کچھ دمینتی نے سُنا وہ یہ تھا۔
کشنی خواص۔ آپ کون ہیں کہاں سے آئے۔ کیونکر آنا ہوا؟
رتھبان۔ راجہ رتوبرن کے ساتھ آنا ہوا۔
خواص۔ رتوبرن نے کہاں تکلیف فرمائی۔
رتھبان۔ دمینتی کے سوئمبر کی خبر نے کھینچ بلایا۔ راتوں رات اتنی بھاری منزل طے ہو گئی۔ گھوڑوں نے بڑا کام کیا۔
خواص۔ رتھ آپ ہی ہانکتے تھے؟
رتھبان۔ ہاں ہانکتا کیا تھا۔ راسیں فقط ہاتھ میں لے لی تھیں۔
تقریر کا سلسلہ تو اتنے ہی الفاظ پر ختم ہو گیا اس کے بعد کشنی خواص نے آنکھوں دیکھی باتیں کہنے کی یوں تمہید اٹھائی۔

راج کشوری- بات چیت سلیقہ شعور تو خیر جیسا ہے ویسا ہے۔ بئیں نے بعض کام ایسے دیکھے کہ دنگ رہ گئی۔ نہ جانے آدمی ہے یا کوئی عقل کا پتلا جب بات چیت ہو ہی رہی تھی کہ ہمارے مہاراج نے پانی کے لئے خالی گھڑے بھیجے رتھبان نے اُٹھا کر اپنے انگوچھے سے پوچھے اور نظر بھر کر دیکھا سب کے سب لبریز مہرہ تک تر۔ اس کے بعد طرح طرح کا گوشت پہنچا ساتھ ہی کچھ پھول بھی تھے۔ رتھبان نے سارا گوشت خوب اچھی طرح گھڑے پانی میں دھودھلا کر تھوڑا سا پھوس سورج کو دکھلایا کہاں سورج کہاں پھوس۔ مشعل سی جل اُٹھی اور گوشت پکا پکایا تیار دم کی بھی کسر نہ رہی یہ کرشمہ دکھا کر پھول دونو ہاتھوں سے مل کر رکھ دئے مگر پھر دیکھا تو سب تازہ و تر۔ رنگ ویسا ہی شوخ دھبے کا نام نہیں اس کے بعد دیکھتی ہوں تو اور بھی اچنبھا ہُوا ہاتھ سے دہکتے ہوئے انگارے پکڑ لئے مگر آنچ کا نام نہیں۔ ایک ایک پتنگا برف ہو گیا۔ بھڑکتے ہوئے شعلوں میں یخ سی بھری معلوم ہوئی۔ یہی نہیں پھر ایک دفعہ اشارہ کیا تو پانی رواں دواں بھی اُدھر جدھر نظر پھر گئی۔ مَیں نے تو ایسے کرتب قصہ کہانیوں میں بھی نہ سُنے تھے آنکھوں سے دیکھنے کی کون کہے پتھر کی مورت بنی دیکھتی رہی اور کچھ سمجھ میں نہ آیا جادو تھا یا طلسم +

دمینتی- یہ سب باتیں تو مَیں نے سنیں۔ اب اگر اُس کا پکا پکایا ہُوا گوشت مجھے لادو تو مَیں چاکھ کے دیکھوں اور بتا دوں کہ معاملہ کیا ہے +

خواص فوراً ہی دوڑی گئی اور اُنہیں پیروں واپس آئی۔ گوشت پیش کیا اور منتظر ہوئی کہ دمینتی اب کیا کہتی ہے۔ دمینتی نے گوشت کھایا تو طبیعت پھڑک اُٹھی۔ بھیس کا سارا بھید کھل گیا پہچان گئی کہ ذات شریف کون ہیں اور کیا صورت بنا رکھی ہے۔ اُس نے کشتی سے کہا +

جاؤ میرے کلیجے کے ٹکڑے اور راج دلاروں کو لے جا ان کو دیکھ کر وہ کیا کہتا ہے دیکھتی رہنا +

خواص دونو کو آغوش محبت میں لئے ہوئے رتھبان کے سامنے گئی رتھبان نے دونو کو بڑی اُلفت سے گود میں بٹھا لیا چوما چاٹا گلے لگایا اور ایسا دل بھر آیا کہ

آخر آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی برس گئی +

دمینتی اب اچھی طرح پہچان گئی کہ اُس کا سرمایۂ زندگی۔ لطف حیات۔ مہاراجہ نل یہی ہے۔ وہ اپنے ماں باپ کے پاس دوڑی گئی۔ خوشخبری سنائی اور اشتیاق دیدار میں باہمی گفتگو کی درخواست کی۔ باپ ماں بھی بمصداق اندھا کیا چاہے دو آنکھیں۔ خوش ہو گئے اور ملنے کی اجازت دی +

دمینتی نے کشنی کو بھیجا وہ راجہ نل کو دمینتی کے محل میں بلا لائی خاطر تواضع سے بٹھلایا کہ اتنے میں دمینتی آئی اور رتھبان سے مخاطب ہو کر پوچھا کیوں جی۔ تم بھی تجربہ کار ہو۔ اتنا دنوں دنیا کی سیر کی ہے۔ بہت کچھ دیکھا بہت کچھ سُنا ہے مگر یہ تو بتاؤ کہ راجہ نل کے سوا کوئی اور بھی مرد نظر سے گزرا یا قصہ کہانی میں بھی سُنا جس نے اپنی پاک دامن عفت مآب اور فرمانبردار ہمخوابہ فرش راحت کو بے قصور بلاسبب سنسان جنگل کف دست میدان میں بیک بینی و دو گوش چھوڑ کر دغا بتائی ہو +

راجہ نل سوال کا جواب کیا دیتا اس کی نظر نیچی ہو گئی اور آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا بہنے لگا۔ جب ذرا آنسو تھمے ہچکی کم ہوئی تو بولا

اے مہارانی دمینتی یہ راجہ نل کی خطا نہ تھی۔ اُس بدنصیب نے نہ سلطنت ملیامیٹ کی نہ تم ایسی پتی برتا کو جنگل میں حیران و پریشان کیا۔ یہ سب کلجگ کی کارستانی تھی۔ میں اس وقت راجہ نل نہیں ہاں کبھی تھا اس لئے راجہ نل نہ سمجھو اس نام کے خیال سے دل تڑپ تڑپ جاتا ہے۔ پیاری جس وقت تم نے اپنے بدقسمت خاوند کی جدائی سے بیتاب ہو کر کلجگ کو سا بددعائیں دیں تو اُس کو جان کے لالے پڑے میری پناہ میں دوڑا آیا۔ فریاد کی معافی مانگی پھر یہ ہُوا وہ ہُوا سب باتیں کہکر راجہ نل نے کہا مگر تم اپنی تو کہو +

یہ دوسرا سوئمبر کیسا۔ جس میں راجہ رتو برن بلائے گئے ہیں

دمینتی یہ سُنکر رو پڑی عارض گل رنگ پر آنسوؤں نے شبنم کے قطرے چھلکا کر ہیرے کا سا جڑاؤ کر دیا وہ ہچکی بندھی ہوئی آواز سے بولی

آپ کے ڈھونڈھ نکالنے کے لئے یہ حکمت تھی۔ آپ کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے نہ معلوم

کس کس کے پاؤں توڑے مگر آپ کہاں ملتے ہیں۔ آخر یہ تدبیر سوجھی جو یہ شوہر راست لایا آپ کے درشن نصیب ہوئے۔ اگر آپ کو کسی قسم کی بدگمانی یا نیت فاسد کا خیال ہو تو اندر۔ برن۔ جمراج۔ اور اگنی دیوتا گواہ ہیں کہئے تو بلا دوں یہ کہنے کی دیر تھی کہ دفعتہً برن نمودار ہوئے اور فرمایا۔

کہ راجہ نل جس طرح تم سا با مروت۔ ایماندار۔ راست باز اور بہمہ صفت راجہ ہونا محال ہے اُسی طرح دمینتی کی سی شوہر پرست وفا شعار۔ پاکدامن۔ نیک خو عورت دنیا کے پردے پر پیدا نہیں یہ ہر حالت میں پاک و صاف رہی ہوئے مخالف بھی اس کے آنچل کو نہ چھو سکی۔ دونو بغلگیر ہو جائیں جدائی کے دن کٹ گئے ۔

راجہ نل یہ سنتے ہی کرکوٹک ناگ کی دی ہوئی پوشاک نکالکر پہنی اور دل ہی دل میں اُس کا دھیان کیا۔ کپڑے انگ پر رکھتے ہی ادھر کرکوٹک پیش نظر تھا ادھر راجہ نل کی شکل و صورت بدل کر بجنسہ وہی ہو گئی جس کی تبدیلی سے اور تو اور دمینتی کے پاکباز دل کو بھی اپنی جان و مال کے مالک کی تصویر نہ پہچاننے دی تھی اب کیا تھا نقشہ رہی کچھ اور ہو گیا آکاش سے پھولوں کی بارش شروع ہو گئی دمینتی نے دوڑ کر پران پتی کے قدم چومے راجہ نل نے اپنے سرمایہ لطف زندگی کو سینے سے لگا لیا۔ بیٹی دوڑ کر گلے سے چمٹ گئی۔ بیٹے نے جھپٹ کر قدم کی خاک سے ماتھے کو منور کیا۔ لونڈیاں باندیاں اُچھلنے کودنے لگیں۔ خواصوں پیش خدمتوں نے بغلیں بجائیں۔ مبارکباد کے غل سے محل گونج اُٹھا۔ دمینتی کے باپ ماں کی گویا دوبارہ زندگی ہوئی پھولے نہ سمائے رات بہت جا چکی تھی۔ مدتوں کے بچھڑے ہوؤں کو شوق دیدار کے خیال نے اُن کے قدم پکڑ لئے ملاقات صبح پر موقوف رہی جس محل میں تھوڑی دیر پہلے در و دیوار پھاڑے کھاتے تھے بالکل ہو کا عالم تھا اسکی رونق کا اس وقت کا کیا پوچھنا روشنی سے گوشہ گوشہ جگمگ جگمگ کر رہا تھا۔ ہنسی قہقہے کے کان بھر رہے تھے۔ دمینتی راجہ نل پر نچھاور ہوئی جاتی تھی۔ راجہ نل دمینتی کی بلائیں لیتا تھا۔ دونو اپنی اپنی بپتی کہتے طبیعت کی اُداسی کو خواب پریشان کی جھوٹا ثابت کر دیتے اور خمار کو صبائے راحت کے تازہ فرط سے مسرور بنا دیتے تھے۔ رات بچھڑے ہوؤں کے ملنے کی تھی۔ اس کو درازی کہاں نصیب پھر بھی اس کا

ہر ایک لمحہ اس کیفیت اور لطف سے گزرا کہ برسوں کی پہاڑ سی راتوں کی اختر شماریوں اور بے تابیوں کا خیال بھی دروازہ خلوت نہ جھانک سکا ٭

ادھیائے ۱۴۸

راجہ نل اور راجہ بھیم سین (خسر راجہ نل) کی ملاقات سسرال سے رخصت۔ پشکر سے قمار بازی۔ راجہ نل کی جیت۔ مخالف پر بنظر ترحم عفو تقصیرات جاں بخشی وغیرہ اور خود راجہ نل کی سلطنت آرائی۔

راجہ نل اور دمینتی کی رات بڑے عیش و عشرت میں گزری معلوم ہی نہ ہوا کہ خوشی کی باتوں میں کب سویرا ہو گیا۔ جس وقت آفتاب کی چمکتی ہوئی کرنوں نے شبستان عشرت کے چراغ جھلملا کر اپنی روشنی پھیلا دی اور مرغان سحر کی خوش نوائیوں نے میٹھے میٹھے سروں سے دل پر موہنی ڈالنا شروع کی دونوں خلوت سے برآمد ہوئے۔ راجہ نل نے غسل کیا پوشاک شاہانہ بدلی۔ رانی دمینتی نے آئینہ سامنے رکھ کر برسوں کے چھوڑے ہوئے سنگار سے عضو عضو کو نور کے سانچے میں ڈھالا راجہ بھیم سین ابھی محل ہی میں تھے کہ راجہ نل کی آمد آمد کا آوازہ بلند ہوا۔ ادھر سے راجہ نل کو اشتیاق بڑھائے جاتا تھا ادھر بھیم سین کو شوق دیدار نے بیتاب کر کے آگے بڑھایا۔ دونوں بڑی محبت کے ساتھ بغلگیر ہوئے بھیم سین نے بڑے جوش الفت کے ساتھ کلیجے سے لگا لیا دائیں طرف بٹھا کر مزاج پرسی شروع ہی کی تھی کہ رانی دمینتی سولہوں سنگار کئے دریائے جواہر میں غرق برق پوشاک پہنے سامنے پہنچی۔ دائیں طرف راجکمار ساتھ تھا بائیں طرف دختر ماہ رخسار بھیم سین یوں ہی نشہ عشرت میں چور تھا بیٹی کو خوش و خرم دیکھ کر اس کو

دل کی کلی کلی اور بھی کھل گئی ہاتھ پکڑ کر پاس بٹھا لیا خوف سے فواسی کو زانوؤں پر جگہ
دیکر چہرے کی بلائیں لیں۔ اب سرگذشت چھڑی جو کچھ آوارہ گردی میں جان پر
گزری تھی کہہ سنائی۔ بھیم سین نے ایشور کا بڑا شکریہ ادا کیا۔ بیٹی داماد کو دعائیں
دیں کہ پھلو پھولو۔ لاکھوں برس سلامت رہو۔ تم دونوں نے مصیبتیں تو جھیلیں مگر
دنیا میں استقلال اور صبر و شکر کے جھنڈے گاڑ دئے ؛

راجہ نل نے عرض کی۔ آپ کے اقبال سے مصیبتوں کے دن کٹ گئے
آفتوں سے چھٹی مل گئی اب بھیگی بلی بنے رہنے کی کیا ضرورت پُشکر نے فریب
کیا۔ دغابازی جعل کپٹ سے راج ہتھیا لیا حیلے سے ساری دولت ڈب میں
کرلی۔ اب اجازت دیجئے کہ جوسر کھیل کر قسمت کا پانسہ چیت کروں ؛

راجہ بھیم سین۔ بیشک پشکر سے راج لینا چاہئے مگر سالہا سال کے تھکے
ماندے مدتوں سے فلک زدہ ہو۔ کچھ دنوں آرام کرو ستستا لو پھر جو چاہے کر لینا
ابھی کل چلے آتے ہو آخر ہم لوگوں کی ترسی ہوئی نگاہوں کو تو جی بھر لینے دو ؛

راجہ نے بھیم سین کے آگے سر قبول خم کیا اور ایک مہینے تک وہاں قیام
کرکے قسمت آزمائی کی ٹھانی ؛

راجہ رتوپرن کئی روز تک کُنڈن پور میں فروکش رہا تھا۔ جب راجہ نل سے
ملاقات ہوئی تو عذر خواہی کی کہ معاف کرنا میں نہ سمجھتا تھا کہ آپ راجہ نل ہیں میں
نے آپ سے رتھبانی کی خدمت لی۔ اس گستاخی کی ندامت مجھے سر اٹھانے نہیں
دیتی میں سراپا خطا ہوں مگر نادانستگی قابل پذیرائی ہے ؛

راجہ نل۔ آپ کیا فرماتے ہیں میں آپ کا احسانمند ہوں آپ کے سلوک نہ بھولونگا
مجھ پر جو کچھ گزری وہ ستاروں کی گردش سے تھی کسی کا قصور نہیں۔ اب میں
پشکر سے جوا کھیلنے کا ارادہ کرتا ہوں اس لئے آپ منظور کریں تو مجھ سے علم
اسپ رانی سیکھ لیں اور مجھے قمار بازی سکھا دیں ؛

راجہ رتوپرن نے منظور کیا اور فریقین نے اپنے اپنے فن ایک دوسرے کو
سکھائے ایک مہینہ انہیں اشغال میں ختم ہو گیا۔ بھیم سین نے بہت تحفہ تحائف
دیکر راجہ رتوپرن کو رخصت کرکے راجہ نل کو قمار بازی کی اجازت دی ؛

راجہ نل کے پاس اس وقت ہاتھ پاؤں کے سوا اور کچھ نہ تھا خسر نے ایک نہایت ہی عمدہ رتھ حوالے کیا۔ سولہ ہاتھی پچاس گھوڑے ہمراہ کئے اور چھ ہزار پیادے ساتھ کر کے بہت کچھ اور دولت بخشی دی۔ راجہ نل اپنی قدیم راجدھانی کی طرف روانہ ہوا جب قریب پہنچا نزدل عرکب کی خبر گرم ہوئی پشکر نے بڑے تپاک سے استقبال کیا مراسم تعظیم و تکریم ادا کئے جب خیر و عافیت پوچھی جا چکی تو راجہ نل نے کہا

راجہ پشکر تم بھائی ہو۔ تم نے مجھے فریب سے آوارہ گرد کیا۔ دغا سے ہماری مایۂ نشاط جیت لی۔ اس کی کچھ شکایت نہیں۔ سارے ہتھکنڈے کلجگ کے تھے۔ خیر اُس کی تو کور دب گئی۔ اب میں مال و دولت لیکر آیا ہوں۔ جوا کھیلو۔ چوسر بچھاؤ۔ دیکھو اب کیسے سکے چلتے ہو؟

پشکر۔ ایک دفعہ آپ کو جیت چکا اب آپکے پاس رکھا ہی کیا ہے ہاں اگر دمینتی کو داؤں پر رکھئے تو کیا مضائقہ ہے۔ مدتوں سے میں اُس کے شربت وصل کی پیاس سے بیچین ہوں۔ یہی خواہش رہتی ہے کہ کیونکر اُسے پاؤں اور اندر رانی سے افضل بناؤں ÷

پشکر کے یہ الفاظ تیر و نشتر سے زیادہ کلیجے میں کاٹ کرنے والے تھے راجہ نل بجلی کی طرح تڑپ گیا آنکھیں خون میں ڈوب گئیں۔ ہاتھ تلوار پر دوڑا ہی تھا کہ اسی وقت سر اڑا دے مگر خلقی نیکیوں نے ہاتھ پکڑ لیا۔ جوش خون بولا۔ جانے دو اپنی طرف دیکھو آخر بھائی ہی ہے۔ راجہ نل دانت کٹکٹا کر رہ گیا اور نرمی سے بولا واہیات باتوں سے مطلب نہیں۔ یا چوسر بچھاؤ یا ہتھیار اٹھاؤ۔ بس

پشکر۔ یہی مرضی ہے تو بہتر ÷

جوے کی رائے قرار پا گئی۔ چوسر بچھی۔ داؤں لگے۔ پانسے پھینکے اور ہار جیت شروع ہو گئی۔ راجہ نل کا اقبال زبردست تھا تمام بازیاں اسی نے جیت لیں۔ پشکر سارے مال و متاع دولت و سلطنت سے ہاتھ جھاڑ بیٹھا ÷ ہار بری اس سے آدمی کے چھکے چھوٹ جاتے ہیں زندگی تک کی محبت نہیں رہتی۔ پشکر کا بھی منہ چٹکی ہو گیا چہرے پر مردنی چھا گئی راجہ نل کو یہ رنگ دیکھ کر ترس آیا اور بولا ÷

بھائی تم نے جو کچھ کیا بہت اچھا کیا۔ تم غیر نہیں۔ لو اپنا راج۔ میں نے جان بخشی کی۔ سارے قصور معاف۔ دل چاہے تو محبت بھی رکھنا۔ غیریت سے کچھ فائدہ نہیں +

اس وقت پشکر کی ندامت حد سے بڑھی ہوئی تھی چہرہ عرق عرق بدن پسینہ پسینہ دوڑ کر قدموں پر گر پڑا۔ ماتھے پر تلووں کی خاک ملی چشم ترحم کا شکریہ ادا کیا رانی اور راجہ کی درازی عمر اور عروج اقبال کے لئے لاکھوں دعائیں دیں راجہ نل نے اس کا راج اور اثاث البیت واپس کر کے اُسے اُس کی بیت الحکومت میں رخصت کیا اور خود دار الحکومت مالوہ میں اقبال کے ڈنکا بجانا شروع کئے تمام اراکین دولت وعمائدین سلطنت کے دن پھرے۔ عامۂ خلائق کی جان میں جان آگئی دربار شاہنشاہی گرم رہنے لگا۔ کندن پور سے مہارانی دمینتی کی طلبی ہوئی۔ ٹھاٹھ باٹ۔ تزک واحتشام شان وشوکت کا کیا ٹھکانا رنگ ہی کچھ اور کا اور ہوگیا۔ سب راضی خوشی۔ سب شاد وخرم +

ادھیاے ۴۲

برہدسورشی کی تسلی بخش فہمائش۔ راجہ جدھشٹر کا ارجن کی طرف سے اطمینان۔ رشی سے قمار بازی کی تربیت

راجہ نل کی قمار بازی۔ پشکر کا فریب۔ جوے کی ہار جیت۔ راجہ کی خانہ بربادی صحرا نوردی۔ دمینتی سے مفارقت۔ صدمات جدائی۔ اچھے دنوں کی آمد۔ فرقت نصیبوں کا وصل۔ حصول دولت وسلطنت کا ذکر ختم کر کے برہدسورشی نے راجہ جدھشٹر سے فرمایا

کہ یہ نیرنگ زمانہ کی حکایت اور انقلاب روزگار کی داستان آپ سن چکے دیکھئے راجہ نل پر کیا کیا مصیبتیں پڑیں کون کون بلائیں نازل ہوئیں۔ غربت میں نہ یار نہ مددگار

غربت میں نہ رفیق نہ غمگسار۔ اس کا سا دکھ ایشور کسی کو نہ دکھائے آپ کی دشت نوردی کی تکلیفیں اُس کے پاسنگ برابر نہیں۔ بھائی درد دکھ بٹانے کو حاضر آنی خدمت کے لئے ہمراہ۔ برہمنوں کی ٹولی دل بہلانے کو موجود۔ رشی منڈلی سے ہر وقت چہل پہل سچ پوچھو تو جنگل میں منگل ہے۔ صحرا میں دسہرا۔ دشت میں گلگشت بن میں سیر چمن۔ بن باس میں بھوگ بلاس۔ دکھ میں سکھ۔ غرضیکہ آپ اور راجہ نل میں زمین و آسمان کا فرق ہے پھر آپ کو ناحق ملال ہے فضول مصیبتوں کا خیال ہے اتنے دن کٹ گئے ہیں۔ باقی اور بھی یوہیں گزر جائینگے ہاتھی نکل گیا دم باقی ہے ٭

راجہ جدھشٹر۔ آپ کا فرمانا درست۔ راجہ نل کی سی مصیبت یہاں خواب و خیال میں بھی نہیں میں اس سے نہیں گھبراتا۔ تردد ہے تو یہ کہ ارجن آنکھوں سے جدا ہے عرصے سے پتہ ٹھکانا نہیں۔ ایسے بھائی کی جدائی میں نہ دن کو چین ہے نہ رات کو آرام۔ سینکڑوں طرح کے خیال پیدا ہوتے ہیں۔ دل برائی ہی کی طرف جاتا ہے وہ آجاتا تو پھر نہ کچھ ملال تھا نہ کوئی وبال۔ یہ دن کیا ایسے ایسے لاکھوں پہاڑ بھی ہوں تو میں کاٹ ڈالوں کبھی منہ سے اُف نہ نکالوں ٭

برہدشو رشی۔ بیشک آپ کو ارجن کی جدائی شاق ہے ایک نظر دیکھنے کا اشتیاق ہے لیکن گھبرانے کی کوئی بات نہیں ایشور کا سب فضل ہے۔ ارجن کو کوئی نہیں اندر پوری میں مزے کر رہا ہے راجہ اندر بیٹے کی طرح جان سے عزیز رکھتے ہیں شستر ودیا کی تعلیم جاری ہے ایسے ایسے کمال حاصل کئے ہیں کہ بایدوشاید۔ ایک دنیا میں جواب نہ نکلیگا۔ آپ فکر نہ کریں۔ تھوڑے دنوں کی اور کسر ہے۔ اُدھر تکمیل فن ہوئی اُدھر ارجن آپ کی خدمت میں آگیا ذرا صبر درکار ہے ٭

راجہ جدھشٹر کو اس تقریر سے ڈھارس ہوئی بے چین دل سنبھل گیا رشی سے عرض کی کہ

مہاراج جوئے نے مجھے اس حال کو پہنچایا ہے۔ بے ہوئے پانسوں نے تاٹ اُلٹ دیا۔ دغابازوں نے ننگیا لیا فریبیوں نے جنگلوں کی ٹھوکریں کھلائیں اس سے مجھ پر فرض ہے کہ جوے کی مشق بہم پہنچاؤں پانسے کا رنگ پہچانوں۔ آپ کو اس

فن میں خاص مہارت ہے سکھلا دیں تو زہے نصیب - عین مہربانی - شاید صحرانوردی کے بعد پھر اسی سے کام پڑے اور تقدیر کا پانسہ چت کرنے کے لئے چوسر ہی سے سامنا ہو ۰

برہدسورشی نے درخواست قبول کی اور بہت دل لگاکر بڑے شوق سے قماربازی کی رگ رگ بتاکر راجہ جدھشٹر کو اس فن کا بھی اُستاد بنا دیا ۰

ادھیائے ۴۳

ناروجی کی آمد تیرتھوں کا ذکر - راجہ جدھشٹر سے تیرتھ جاترا کی تحریک - راجہ کو ارجن کی فکر - تبدیلی سکونت کا خیال - لومس رشی کی تشریف آوری

برہدسورشی قماربازی سکھاکر چلتے ہوئے تو ناردجی نے نزول اجلال فرمایا اور راجہ جدھشٹر سے سب تیرتھوں کے نام ونشان بیان کئے عظمت وبرکت کا دفتر سنایا - فرائض ضروریہ کی فہرست گوش گزار کی اور تمام باتوں کا نچوڑ صرف اس فقرے پر کیا کہ

زمین کی پرکرماں (طواف) سے مطلب حاصل ہے سارے تیرتھ سدھ ہیں نہ جگہ جگہ پھرنے کی ضرورت نہ تیرتھ تیرتھ کے درشنوں کی حاجت کیا خوب ہو کہ تم بھی اس وقت سب تیرتھ برت کر لو - بہتی گنگا میں ہاتھ دھولینا اچھا پھر ایسا موقع فرصت ملے یا نہ ملے - راجہ جدھشٹر سُننے کی بات ہے ایک مرتبہ بھیشم پتامہ ہردوار میں گئے وہاں پولست جی سے ملاقات ہوئی رشی مہاراج بھیشم پتامہ کو دیکھ کر مگن ہو گئے - سب تیرتھوں کا حال کہنا شروع کر دیا - جب پشکر تیرتھ کا نام آیا تو انہوں نے بہت ہی عظمت بیان کی - اب تک میرے دل پر وہ الفاظ نقش ہیں جو اس مقدس تیرتھ کی شان میں پولست جی کی زبان سے نکلے تھے - اسی سلسلے

ہیں نارد جی نے تمام تیرتھوں کا مشرح و مفصل ذکر کر کے اپنی راہ لی۔ راجہ جدھشٹر خوش تو بہت ہوئے تیرتھ جاترا کے شوق نے چاہا کہ اس وقت قدم اُٹھ جائیں مگر ارجن کی جدائی کا خیال پھر سامنے آکھڑا ہوا۔ اُنہوں نے دھوم رشی سے کہا + ایک مدت ہو گئی۔ ارجن آج آتا ہے نہ کل۔ کیا کروں کس طرح دل کو سمجھاؤں ایسا لائق فائق صابر و شاکر۔ فرمانبردار۔ اطاعت گزار۔ صاحب طاقت و ہمت بھائی ایشور سب کو دے۔ ایسے قوت بازو بڑے نصیبوں سے ملتے ہیں میری قوت نظر دیکھی اور اندر کی خدمت میں جا پہنچا۔ آپ جانتے ہیں کہ ایک دن خود دیکھا ہے۔ بغیر تیر تلوار ہاتھ میں لئے مفر نہ ہوگا۔ اس پر طرہ یہ کہ ٹکر کن سے۔ درونا چارج سے بھیشم پتامہ سے۔ اسوتھاماں سے کرن سے۔ جن کی دھاک وہ کہ نام سنتے ہی آدمی کا پتا پانی پانی ہو جائے۔ تلوار تھرتھرا کر خود ہاتھ سے چھوٹ پڑے تیر چلتے چلتے کمان کے گوشوں میں چھپ جائیں۔ دنیا کا کوئی شور بیر کوئی صاحب شمشیر نہیں جو ایک چوٹ سہ سکے چوٹ سہنا تو کارے دارد آنکھ بھی ملا سکے اس خیال نے ارجن کو اندر پوری میں پہنچایا مگر واپسی کا نام نہیں ہے۔ دل اس جگہ سے اُچاٹ ہو گیا ٹھہرنے کو مطلق جی نہیں چاہتا اس لئے آپ کوئی ایسا مقام تجویز کریں جو ہم لوگوں کو بھی زیادہ آرام دہ ہو اور نہیں وہاں ارجن سے بھی مل سکوں آپ تو جہانیاں جہاں گشت ہیں دنیا کا کوئی مقام ایسا نہیں جہاں آپ کے قدم نہیں پہنچے جو آپ کی نظر سے نہیں گزرا ہمیں مہربانی سے فرمائیے کہ کہاں ڈیرہ ڈنڈا پہنچایا جائے +

دھوم رشی نے اس کے جواب میں تمام مقدس تیرتھوں جو جاترا کے لائق مقاموں کی تفصیل سُنانا شروع کی۔ ایک ایک کا ابتدا سے ریزہ تک حال بیان کر کے کہا کہ جتنے تیرتھ موجود ہیں۔ جہاں مرضی ہو جہاں جی چاہے قیام کیجئے۔ ہم سب ساتھ ہیں ہر جگہ رفاقت کرینگے۔ ابھی سلسلۂ تقریر ختم نہ ہوا تھا کہ لومس رشی نے آکر درشن دئے اور رنگ صحبت بدل دیا +

ادھیائے ۹۹

لومس رشی کی پیغام رسانی - تیرتھ جاترا کی تحریک

لومس رشی کا ذکر اوپر آچکا ہے - انہیں سے اندر اور ارجن نے درخواست کی تھی کہ راجہ جدھشٹر کو درشن دیکر خیر و عافیت سے مطلع کریں - جس وقت رشی مہاراج آئے راجہ جدھشٹر نے بڑی تعظیم و تکریم کی قدم دھوئے پھول کا مالا زیب گلو کیا - خاطر و مدارات کے بعد راجہ جدھشٹر نے دریافت کیا

مہاراج کہاں سے تشریف آوری ہوئی - میرے نصیب کس طرح جاگے ؟

لومس رشی - اندر لوک سے آتا ہوں - وہاں ارجن سے ملاقات ہوئی تھی - ارجن کی وہاں جو قدر و منزلت ہو رہی ہے کیا بیان کروں - میں نے اندر کے برابر سنگھاسن پر بیٹھے دیکھا ہے چلتے وقت راجہ اندر نے آپ کو پیغام کہلا بھیجا - اور مجھ سے کہدیا کہ ہر طرح دلجمعی کر دینا - ارجن بہت اچھی طرح سے ہے - شستر ودیا سے فراغت مل گئی - گندھرب ودیا (علم موسیقی) میں بھی کمال حاصل ہو گیا تھوڑے دن صبر کریں ارجن عنقریب قدم بوس ہوگا - اندر کے بعد خود ارجن نے بھی اس مضمون کو دہرایا - چنانچہ میں اسی غرض سے ملنے آیا ہوں - آپ کو بشارت آپ کو مژدہ کہ جبتک آپ جن بھیشم پتامہ - درونا چارج - کرپا چارج - دسوتھاماں سے ڈرتے تھے - جن کا خوف آپکے دل کو دہلا دیا کرتا تھا اُن کی بہادری کے دن لد گئے اُن کی دھاک کا خاتمہ ہو گیا - ارجن کے ہتھیار سب کی شیخی کرکری کرینگے - ارجن کی تپسیا نے وہ مقبولیت حاصل کی کہ مہادیو جی نے اپنے ہتھیار مرحمت فرمائے - لوکپالوں نے اپنے سلاح جنگ کا تحفہ پیش کیا اب ارجن کے آنے میں زیادہ دیر نہیں - سال گزر گئے دن رہ گئے ہیں - جبتک آپ تیرتھ جاترا سے فراغت کر آئیں یہ بھی لازمی فرض ہے کر ڈالئے نیک کام میں دیر فضول - ادھر آپ جاترا سے لوٹے - اُدھر ارجن کو بھی قدموں میں حاضر سمجھئے +

ادھیاے ۴۵

تیرتھ جاترا کے لئے راجہ جدھشٹر وغیرہ کی کامیتک سے روانگی

دمس رشی کو راجہ اندر نے فہمائش کی تھی کہ راجہ جدھشٹر کو تیرتھ جاترا کرا دو احسان ہوگا۔ چنانچہ اُنہوں نے خوشی سے ہمراہی منظور کی مگر فرمایا کہ بھیڑ چھانٹو۔ مجمع کم کرو۔ سفر دور دراز ہے زیادہ جماؤ ٹھیک نہیں ؛

راجہ جدھشٹر نے حکم کی تعمیل کی بہت سے برہمنوں کو سمجھا بجھا کر راجہ دھرتراشٹر کے یہاں بھیج دینے کی ٹھہرائی اور کچھ اپنے سنگے برہمن ساتھ لیکر تیسرے دن کام بن سے عزم روانگی کیا سارے برہمن اور بن باسی اکٹھے ہو کر آئے التجا کی کہ مہاراج ہم سب کو اکیلے چھوڑنے سے آپ کا کیا فائدہ ہم ساتھ رہینگے۔ تو کتھا سناتے آپ کا دل بہلاتے آپ کی جے جے کار مناتے تیرتھ جاترا ابھی کرلینگے۔ جس کا ثواب آپ کو ہوگا ہم کو قدموں سے جدا ہونا منظور نہیں۔ خوشی سے یا ناخوشی سے جس طرح آپ چلینگے ضرور جائینگے۔ آپ ہم لوگوں کی فکر چھوڑ دیجئے۔ جس طرح ایشور گزارا دیگا گزار لینگے۔ مگر قدم نہ چھوڑینگے ؛

راجہ جدھشٹر پر سب کی منت وسماجت کا پورا اثر ہوا۔ جوش اُلفت نے آنکھوں میں آنسو جھڈ کا دئے۔ زبان بول اُٹھی کہ

اچھا۔ خیر۔ جو آپ سب کی مرضی۔ اگر چلنا ہی مدنظر ہے تو راضی برضا ہوں چلئے ؛

قافلے کا قافلہ کمر کسے کھڑا تھا کوچ کی دیر تھی کہ وید ویاس جی وارد ہوئے دیورشی ساتھ پربت رشی ہمراہ آتے ہی اُنہوں نے ہدایت کی کہ پہلے نہا دھو کے پاک وصاف ہو لو۔ دیو برت رکھو تب جاترا کے لئے عزم کرنا۔ چاروں بھائیوں (جدھشٹر۔ بھیم۔ نکل۔ سہدیو) اور دروپدی نے برت رکھا۔ سر پر جٹائیں باندھیں۔ بیاس جی وغیرہ نے اشیرباد دیا اور جاترا کے عازم دھوم رشی کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اندر سین وغیرہ کل پندرہ خدمتگار ہمراہی میں تھے اور چند رشی اور برہمن۔ پندرہ رتھ کام بن سے چلے اور عنانِ عزم پورب کے رُخ مڑ گئی ؛

ادھیاے ۹۶

دھرم اور ادھرم کے معاملات پر لومس رشی کے خیالات کا اظہار

جاتریوں کے رتھ منزل مارتے چلے جاتے ہیں۔ راجہ جدھشٹر حیران ہیں کہ ایشور کی مایا کچھ سمجھ میں نہیں آتی۔ میں آج تک پاپ اور ادھرم کے قریب ہی نہیں گیا میری تو یہ دُردشا اور دشمن سرتاپا گناہ تلے سرے کے بے دھرم ودعرے کر رہے ہیں گلچھرے اڑا رہے ہیں۔ رات دن ناچ رنگ۔ شام سویرے سیر تماشا۔ اقبال کو دن دونی رات چوگنی ترقی۔ دولت کی ہر لحظہ افزونی۔ ترقی کی حد۔ عروج کا حساب نہیں کیا اُلٹا زمانہ اور کیسے اندھیر کی بات ہے۔ اس خیال میں دل کو اُلجھن ہوئی تو ضبط نہ ہوا۔ لومس رشی سے بھی رونا رو دیا۔ رشی جی نے فرمایا۔

دھرم پتر! تمہارا خیال غلطی پر ہے۔ اس وقت بھول میں ہو۔ دھرم دھرم ہی ہے اور ادھرم ادھرم ہی۔ ظاہر میں تو پاپی لوگ پھلے پھولے دکھائی دیتے ہیں مگر دراصل ان کی جڑ کمزور ہوتی ہے دھرم کو ثبات و قیام ہے اس کی جڑ پاتال میں ہے۔ ادھرم کی ترقی کا زمانہ چار دن کی چاندنی پھر اندھیارا پاکھ کے مصداق ہے آندھی آئی آم گرے اور بس صفایا۔ دھرم سدا پھل ہے۔ جب سے پھلنا شروع ہوا بس خزاں ہو تب بھی بار آور۔ بہار ہو تب بھی ثمردار۔ دھرم کی راہ چلنے والوں کو رہزن لوٹ بھی لینگے تو نتیجہ بھگتینگے۔ ایک دن آگے کے ہاتھوں کو پیچھے ہونا پڑیگا پاپی بہت بڑھے اور ایسے بڑھے کہ کچھ ٹھکانا نہیں مگر جس وقت گھٹے تو ایک دم سے فنا ہی ہو گئے کوئی نام لینے والا پانی دینے والا نہ رہا کیا اس کا نام ترقی ہے یہ ترقی نہیں بلکہ ستیاناسی کی نشانی ہے۔ ندیاں بڑھتی ہیں چڑھتی ہیں سیلاب آتے ہی طوفان برپا ہوتا ہے۔ مگر جہاں پانی کا اُتار ہُوا بس ایک دن بالو کے سوا کچھ باقی نہ رہا۔ دھرم سمندر ہے۔ جس کا پانی نہ بوند بھر گھٹے نہ قطرہ بھر بڑھے ہمیشہ ایک ہی حال معمولی اعتدال۔ بادل برسیں۔ ندی نالے بہیں کچھ پروا نہیں پھر سمندر اور برساتی نالے ندیوں کی کیا برابری +

ست جگ کا واقعہ سنا ہوگا اس زمانے کو دیویگ کہتے ہیں اس دور میں دھرم کی علمداری کا کیا پوچھنا۔ دیوتا لوگوں نے ان ایام فرحت فرجام میں خوب دھرم

کے جھنڈے گاڑے۔ راچھسوں نے بھی خوب قوت پکڑی مگر فرق تو دھرم اور
ادھرم کا تھا۔ دیتیوں کی طاقتوں سے سیدھے سادھے دیوتا دہل گئے بچاؤ کے
لئے تیرتھوں میں پناہ لی۔ راچھسوں نے کہا ہم کیوں پیچھے رہیں ہم میں کس بات
کی کمی ہے۔ پس انہوں نے بھی تیرتھوں پر دھاوا بول دیا مگر سب پاپی تھے
دھرم نے سب کو گردنیاں دیں کر ہیں ہاتھ دیکر نکال باہر کیا۔ راچھس نشۂ نخوت
میں چور تھے۔ زمین پر سیدھا قدم نہ پڑتا تھا جل اٹھے کہ ہیں دیوتاؤں کی توقیر
ہماری تحقیر تو سہی دھرم کا چرچا اور دیوتاؤں کا اچار نکالا جائے اب کیا تھا ادھرم
نے دل پر حکومت جمالی۔ آنکھوں کا پانی مر گیا عقل رخصت ہوگئی دماغ کو شرارتوں
ہی کی سوجھنے لگی۔ اگر کچھ ثواب تھا تو وہ بھی غائب۔ جب پاپ بڑھا اور ادھرم نے
ترقی کی تو کہاں انسانیت۔ کہاں رحم کہاں دولت کہاں سلطنت۔ سب نے اپنی اپنی
طرف راہ لی اور موت کے منہ جھونک کر اس غرور اور نخوت کا مزہ چکھایا جس نے
چند روزہ ترقی کے زعم میں آسمان سر پہ اٹھا رکھا تھا۔ دیتیوں کا تو یدھشٹر جو اب
دیوتاؤں کی سنئے وہ بیچارے جان چھپائے تیرتھوں میں پڑے رہے وہاں شغل
کیا وہی جپ تپ دھرم کرم۔ کوئی مخالف ہوا پاس نہ پھٹکی کسی واہیات خیال
نے خواب میں بھی اثر نہ کیا۔ پس وہ مزے میں رہے ادھرم ایک بال تک بیکا نہ
کرسکا بلکہ ان کی ذات والا صفات ممدوح خاص و عام و فخر انام ہوئی ؛

راجہ یدھشٹر خیال رکھو ادھرم ایک دفعہ بیشک آسمان پر چڑھتا ہے
مگر جب گرتا ہے پاپی کا پتہ بھی نہیں لگتا۔ ایشور نے ویدوں میں خود یہی بات لکھی
ہے کہ دھرم کو زوال نہیں ادھرم کا کمال ہی بمنزلہ زوال ہے تم ایسے خیالات
دل میں نہ لاؤ تیرتھ جاترا کرو جو دولت و سلطنت ہاتھ سے جاتی رہی سب قبضے
میں سمجھو کچھ گنتی کے دنوں کی دیر ہے۔ راجہ نرگ یشوی۔ بھاگیرتھ۔ پرو اور پورو
وغیرہ جتنے دھرماتما فرمانروا گزرے ہیں۔ سب نے تیرتھ جاترا ہی سے ابنائے روزگار پر
فضیلت حاصل کی خیر و ثواب۔ شہرت و نیکنامی سعادت و ثروت تمام چیزیں ہی
دھرم کی برکت سے نصیب تھیں۔ تم بھی اسی تیرتھ برت کی بدولت دنیا کے سرمایہ ناز
اور تاج داران زمانہ میں سرفراز ہوگے۔ راجہ اکشواک۔ مچکند۔ ماندھاتا۔ بھرت

کی طرح تمہارا نام نیک بھی یادگار زمانہ رہیگا۔ مایوسی کے دن گئے اب یہ سمجھو کہ جو کچھ دنیا کی سختیاں اور عقبےٰ کی برکتیں ہیں۔ سب تمہارے حصے میں آنے کے لئے دعائیں مانگتے اور دن گزار رہی ہیں۔ تم اپنے دشمنوں کی ظاہری ترقی پر نہ جاؤ یہ موسمی کیڑے ہیں فصل بدلتے ہی ان میں سے ایک نہ دکھائی دیگا۔ ان کا عروج ان کے لئے کنواں کھود رہا ہے۔ سچ سمجھو کہ پر دار چیونٹیوں کی طرح موت کے منہ میں جانے کا وقت قریب ہے +

ادھیائے ۸۴

جاتریوں کی منزلیں۔ اڑسٹھ تیرتھوں کے نام۔ گیاجی کی وجہ تسمیہ

جاتریوں کے رتھ چلتے چلتے گومتی پلہ پہنچے درشن اشنان وغیرہ کے بعد جاتریوں نے نیمکھار (نیمسارن) کی راہ لی۔ یہ تیرتھ بہت قدیم اور نہایت مقدس ہے۔ سب لوگ یہاں ٹھہر گئے۔ کچھ دنوں صدقِ عقیدت سے تپ برت۔ دان پن برہم بھوج سے ثواب دارین حاصل کیا۔ پھر کمنیا تیرتھ میں گئے اسو تیرتھ کے درشن کئے۔ کوؤں کے تیرتھ پر شرادھ کرم کے فرائض ادا کئے۔ بعد چند روز کال کوٹ پربت پر قیام پذیر رہے اس مقام پر راجہ جدھشٹر لومس رشی سے ملتجی ہوئے کہ مہاراج اڑسٹھ تیرتھ کون ہیں۔ کہاں کہاں ہیں۔ کس کس نام سے مشہور ہیں بیان فرمائیے سننے کا اشتیاق ہے +

لومس رشی۔ بہت اچھا میں سناتا ہوں۔ مگر پہلے آپ یہ خوب سمجھ لیں کہ جامۂ انسانی قبول کرکے اگر تیرتھ جاترا نہ کی تو زندگانی اکارتھ۔ ہر شخص پر فرض ہے کہ ان تیرتھوں میں جاکر ضرور دل اور جسم کو پاک کرتا رہے۔ تیرتھ کیا چیز ہیں ان سے کون کون ثواب حاصل ہوتا ہے سب کی تفصیل وتشریح شاستروں میں درج ہے تیرتھوں کا مہاتم اسی سے سمجھ لیجئے کہ تمام رشی منی اپنی تپسیا کو اس وقت مقبول

سمجھتے ہیں۔ جب تیرتھ جاترا سے فراغت پائی۔ یہ اڑسٹھ تیرتھ حسب ذیل ہیں۔

(۱) اودھ پوری	(۲) مدھ پوری	(۳) دوارکا	(۴) مایا پوری
(۵) کانچی	(۶) اونتی	(۷) کاشی	(۸) پریاگ تیرتھ راج
(۹) گیا جی	(۱۰) چترکوٹ	(۱۱) نیمسارن عرف نیمکھار	(۱۲) کورکشیتر
(۱۳) جنکپور	(۱۴) بدری ناتھ	(۱۵) ہردوار	(۱۶) کیدار
(۱۷) گنگوتری	(۱۸) دیو پریاگ	(۱۹) کرن پریاگ	(۲۰) شیلگر مادھو
(۲۱) لکشمن کنور	(۲۲) مانسرودر	(۲۳) سمسرودھارا	(۲۴) دھنش تیرتھ
(۲۵) پھلگو	(۲۶) گلکشیا	(۲۷) کپل دیو	(۲۸) سیت بند رامیشور
(۲۹) سگر	(۳۰) نیچ ناتھ	(۳۱) پنچ بٹی	(۳۲) رام محلہ
(۳۳) ارکھ موک پربت	(۳۴) پمپا سر	(۳۵) شری رنگ	(۳۶) برہم ست
(۳۷) مکت ناتھ	(۳۸) دامودر کنڈ	(۳۹) لوہاگرہ	(۴۰) برج منڈل
(۴۱) ہیم گوپال	(۴۲) جیتر کلیج ناگر	(۴۳) سوم ناتھ	(۴۴) نرسنگھ دوارا
(۴۵) گلاوری	(۴۶) سیاگر	(۴۷) پنچ سر پانچ نیرا	(۴۸) ہنگلاج
(۴۹) منی کرن	(۵۰) کوپ تلائی	(۵۱) پشکر	(۵۲) اودر چھبیر
(۵۳) آبو	(۵۴) نارائن سر	(۵۵) شمشیر سکھر	(۵۶) نیپال کنڈ
(۵۷) شیشا گڑھی	(۵۸) کیشوگر	(۵۹) رومہنی کنڈ	(۶۰) پوری جگن ناتھ
(۶۱) ترلوکی ناتھ	(۶۲) پدم ناتھ	(۶۳) پربھاس کھیر	(۶۴) گوپال اجیاردھن
(۶۵) گنگا بھاگیرتی	(۶۶) [illegible] رام	(۶۷) بندوسر	(۶۸) گرنار

کال کوٹ سے چل کر جاتریوں نے مانسودا تیرتھ کے اشنان کئے وہاں سے گنگا سرستی اور جمنا کے سنگم پر تیرتھ راج پریاگ میں ٹھہرے یگ دان برہم بھوج سے فارغ ہو کر برہما جی کی بیدی پر کئی روز تپشیا کی پھر گیا جی میں تشریف لے گئے برسات کا زمانہ تھا۔ چار مہینے وہیں اکشے بٹ کے سائے میں قیام کرکے رشی یگیہ اور دیو یگیہ کئے ہزاروں رشیوں منیوں کا میلہ لگ گیا ویدوں کی آواز سے آکاش میں گونجتی تھی دھرم چرچہ کے سوا کان اور کسی چیز سے آشنا نہ تھے۔ یہ تیرتھ نہایت ہی مقدس ہے عظمت کا یہ حال کہ سب تیرتھوں کا راجہ کہلاتا ہے اس

کے قریب ہی برہم سر تیرتھ واقع ہے۔ جہاں مہا دیو جی دھنش لئے ہوئے ہمیشہ رونق افروز رہتے ہیں اور جس میں بڑے بڑے رشیوں حتیٰ کہ جم راج نے بھی یگیہ کئے تھے + سمتھ نامی رشی نے جدھشٹر سے گیا جی کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے گوہر فشانی کی کہ اگلے زمانے میں مورت جس کا فخر خاندان راجہ گے بڑا نامی گرامی راج رشی تھا اُس نے اِس مقام پر ایسا عظیم الشان یگیہ کیا کہ اب تک نہ ہُوا اور نہ آئندہ ہونے کی اُمید ہے۔ راجہ نے دان دکھشنا کی حد کر دی۔ پُن دان کا شمار و حساب نہ تھا۔ غلے کے پہاڑ آسمان سے باتیں کرتے نظر آتے تھے۔ دودھ گھی۔ دہی کی ندیاں بہ رہی تھیں جگہ جگہ بھنڈار۔ ذرا ذرا فاصلے پر لنگر۔ رسوئیوں میں گرم گرم کھانے ہر وقت تیار۔ ہر ذائقے کی غذا ہر ایک کے لئے موجود۔ زر و جواہر کی مینھ چار سو بارش یکسی بات کی کمی نہیں۔ یگیہ کی وہ دھوم دھام ایسی شہرت کہ رشیوں اور برہمنوں کے سر ہی سر نظر آتے حاجتمندوں اور سائلوں کی وہ بھیڑ کہ سوئی اُچھالنے سے زمین پر نہ گرتی تھی۔ ہر ایک نے منہ مانگی مراد پائی۔ جس چیز پر نظر ڈالی بے مانگے ہاتھ آئی۔ راجہ اس یگیہ میں شرادھ وغیرہ سے پتروں یعنی بزرگان سلف کی روح کو ایسا خوش اور آسودہ کیا کہ نام صفحۂ روزگار پر نقش ہو گیا۔ اہل عالم کیا دیوتا بھی قالب نورانی میں پیش نظر ہو کر حسن ارادت و جواہر سعادت کے مداح و معترف ہوئے۔ راجہ گے کا یگیہ اسی ندی کے کنارے ہوا تھا جو سامنے موجیں مار رہی ہے۔ گے کا نام گیا سر تیرتھ ہے جس سے راجہ گے کا نام زندہ جاوید رہیگا +

ادھیائے ۴۸

راجہ جدھشٹر کی اگست رشی کے آشرم میں رسائی لومس رشی کی گوہر افشانی اُلوک دیت کی برہمنوں سے بدسلوکی واقعات خونریزی اگست رشی کو بزرگوں کے عذاب کا علم

لوپامدرا سے شادی۔ اگست رشی کو زوجہ باعصمت کی وجہ سے دولت کی تلاش۔ الوک دیت کے یہاں تشریف آوری باتاپی برادر الوک کا خاتمہ اگست جی کی مطلب براری

راجہ جدھشٹر گیا جی میں یگیہ وغیرہ سے فارغ ہوکر ورجیا پور میں قیام پذیر ہوئے یہیں اگست رشی کا آشرم تھا۔ اگست جی کا نام سُنکر راجہ جدھشٹر نے لومس رشی سے عرض کی کہ

مہاراج۔ یہ اگست رشی جی وہی ہیں جنھوں نے باتاپی دیت کو قتل کیا تھا؟

لومس رشی۔ جی ہاں وہی ہیں

جدھشٹر۔ وہ واردات کیا گزری تھی۔ کشت وخون کی وجہ؟

لومس رشی۔ سنئے باتاپی دیت کا ایک بھائی تھا جسے الوک کہتے تھے۔ اس نے کسی برہمن کو دبایا کہ ایشور سے میرے لئے ایسے بیٹے کی درخواست کرے جو اپنے وقت کا اندر ہو۔ برہمن نے ٹکا سا جواب دیدیا کہ یہ کبھی نہیں ہوسکتا۔ الوک کے تن بدن میں آگ لگ اُٹھی اور کہا نہ تھا ایک ہی ہاتھ میں غریب کی جان لے لی مگر اس خون ناحق سے پیٹ نہ بھرا تمام برہمنوں کی جان کے پیچھے پڑ گیا جسے پاجاتا زندہ نہ چھوڑتا۔ اُس کی خونریزی عجیب معنی کا تیز سحر انگیز تھی۔ اسے کوئی منتر سدھ تھا جس کے اثر سے مقتول پھر ہنستا کھیلتا اُٹھ بیٹھتا۔ چنانچہ برہمنوں کے قتل میں بھی یہی کارستانی جاری تھی پہلے وہ اپنے چھوٹے بازو باتاپی کو بکرا بناتا پھر اُس کا گوشت برہمنوں کو کھلا کر باتاپی باتاپی پکارتا آواز میں جادو تھا منتر کی تاثیر بے ہدف تھی جب باتاپی کا نام منہ سے نکلتا باتاپی فوراً پیٹ چاک کرکے اُچھلتا کودتا ہنستا کھیلتا باہر نکل آتا اور برہمنوں کی جان مفت چلی جاتی ہزاروں برہمن اسی طرح ہلاک ہو گئے جو زندہ تھے اُن کو ہروقت جان کا خطرہ تھا۔ اسی زمانے میں اگست رشی کسی روز کہیں جارہے تھے کہ ایک گڑھے میں اُن کے بزرگ اُلٹے لٹکے ہوئے دکھائی دیے

اُنہوں نے دریافت کیا کہ اس عذاب کی وجہ؟ جواب ملا تم بے اولاد ہو اسی سے ہماری جان پر یہ آفت ہے۔ جب تک تمہارا بیٹا شرادھ نہ کرے اُس وقت تک ہماری نجات نہیں۔ اگست رشی نے کہا اگر یہی ہے تو اطمینان رکھئے میں آپ سب کو اس عذاب سے چھٹکارا دلواتا ہوں۔ اگست رشی یہ کہکر وہاں سے چلتے ہوئے اور شادی کی فکر محبوبۂ دلنواز کی تلاش میں غلطان پیچان رہنے لگے ÷

اس واقعہ سے قبل راجہ بدرتھ کو یگیہ کی برکت سے ایک دُختر مہ جمال کا دیدار نصیب ہُوا تھا جس کو دنیا میں لوپامدرا کے نام سے شہرت ہوئی لوپامدرا نے جب ذرا ہوش سنبھالا کام کاج کے قابل ہوئی تو اگست رشی راجہ بدرتھ کے پاس پہنچے اور اپنی شادی کا معاملہ پیش کیا راجہ بدرتھ نے پہلے تو بہت بغلیں جھانکیں مگر جب اگست رشی کے کشف و کرامات کا خیال آیا تو چپ چپاتے لوپامدرا کے ساتھ شادی کر دی ÷ سسرال میں کیا رکھا تھا۔ گھنا جنگل۔ ننھی سی کُٹی۔ اور بیٹھنے کو کشاسن یہاں لوپامدرا نازوں کی پلی محلوں میں کھیلنے کودنے والی۔ ہزاروں لونڈیاں خدمت کو موجود۔ سینکڑوں سہیلیاں آنکھیں دیکھے رہنے کو حاضر۔ جب اگست رشی اپنے آشرم میں گئے تو لوپامدرا بڑے تیونار اور بڑے ناز و انداز سے سنگار کر کے بیٹھ گئی۔ سامنے آئینہ۔ سنگاردان میں عطر پھلیل۔ سُرمہ مستی۔ صندوق میں زیور جواہرات۔ گٹھڑی میں زرکار ملبوس ÷

جس وقت چوٹی کنگھی کی وابستگی دیکھی اگست رشی نے فرمایا یہ کوئی راج محل نہیں تپوبن ہے۔ مجھ کو زیبائش و آرائش سے کیا سروکار۔ سب لباس و زیور پھینکو۔ یہاں رشی استریوں کی سادی دھوتی اور غریبانہ اوڑھنی کافی ہے لوپامدرا نے سر تسلیم خم کیا۔ ہر ہفت عروسی سے کان پکڑے۔ چوتھی کی دُلھن بننے سے نفرت کی اور دھوتی اوڑھنی سے سروکار اور رشی کی خدمت سے مطلب رکھا۔ رات دن اطاعت سے غرض تھی اور شام و صبح رضا جوئی سے واسطہ

ایک دن لوپامدرا نے بڑے ادب سے عرض کی :۔

پران ناتھ دھرم سروپ۔ بہت دن اس وضع میں بسر ہوئے سادگی سے طبیعت سیر ہوگئی۔ حکم دیجئے کہ عروسانہ لباس اور زیور جواہرات سے جسم

خاکی کو تصویر نور بناؤں - یہی نہیں بلکہ آپ خود بھی یہ چیتھڑے پھینکئے امیروں کی پوشاک پہنئے +

اگست رشی - لباس اور زیورات بھلا میں کہاں سے لاؤں - دولت کبھی آنکھوں سے نہیں دیکھی - چھیل چکنیاں بنوں تو کیونکر ؟

لوپا مدرا - آپ کو دولت کی کیا کمی - سرستی کی طرح لکشمی زبان پر ہے سلطنت خاک کی ایک چٹکی میں - جس کو دھونی کی راکھ دے دیجئے - سکھ تپی ہو جائے ابھی پلک جھپکا لیجئے تو میرے پتا کی سی دولت کیا کُبیر کا خزانہ یہیں ہو +

اگست رشی - بالفرض یہی سہی تو پھر تپسیا کی کیا سبیل - چنے کا چبانا اور شہنائی کا بجانا کب ممکن ہے +

لوپا مدرا - اگر یہی تھا تو پھر پاؤں میں بیڑی کیوں پہنی - شادی کی کیا ضرورت تھی - جب کسی کو پاؤں سے باندھا تو رشتے کا نباہ بھی مقدم اور لطف زندگی بھی ضروری ہے +

اگست رشی اس بات پر معقول ہو گئے - سوچے کہ عورتوں کو زیور و لباس بڑے پیارے ہوتے ہیں لوپا مدرا بڑے بھاری راجہ کی بیٹی - پیدائش کے دن سے زر و جواہرات ہی آنکھوں سے دیکھے ہزاروں زیور پہن پہن کے توڑے پھینکے اب اس کا دل رکھ لینا ضروری ہے اُنھوں نے آخر کار کہدیا کہ اچھا جو تمہاری مرضی وہی میری خوشی - لیکن مجھے کسی دولتمند راجہ سے کچھ دولت لے آنے دو +

یہ باتیں یہیں ختم ہو گئیں اگست رشی کو دولت کی فکر راجہ شُرت برن کے پاس لے گئی راجہ نے صدق عقیدت سے پرستش کی اور قدموں پر سر رکھ کر اظہار آرزو کیا کہ

مہاراج - ارشاد ہو - کیا خدمتگزاری کروں ؟

اگست رشی - تھوڑی دولت درکار ہے +

شرت برن - تھوڑی بہت کیا - جو کچھ میرے پاس ہے اُس کو اپنا ہی سمجھئے - میں راج پاٹ سب نذر کرتا ہوں +

اگست رشی - تمہارے حُسن عقیدت پر آفرین - مجھ کو اسی سے سب کچھ مل گیا

دولت اس کے سامنے کوئی چیز نہیں +
شرت برن۔ نہیں مہاراج یہ نہ ہوگا۔ میں تعمیل ارشاد ضرور کرونگا +
اگست رشی۔ مجھے عذر نہ تھا لیکن تمہاری آمدنی خرچ سے ایک حبہ زائد نہیں۔ اس لئے میں اپنی خواہش واپس لیتا ہوں +
شرت برن۔ یہ تو آپ بیڈھب ستاتے ہیں۔ مجھے خوش نصیبی پر فخر کرنے کی پھر اور کیا بات ہوگی +
اگست رشی۔ تم کوئی خیال دل میں نہ لاؤ۔ میں اپنی خوشی سے دولت لینا منظور نہیں کرتا۔ وجہ یہ کہ جس کے آمد و خرچ میں توفیر کی دیا پکت نہ ہو اُس کو ایک رقم کثیر دینے میں ضرور دُکھ ہوتا ہے پس میں تمہارا دل دکھانا نہیں چاہتا آؤ چلیں کسی دوسرے راجہ سے ملیں۔ جلدی ہی گیا ہے +
اگست رشی یہ کہکر راجہ شرت برن کو لئے ہوئے راجہ بردھنشو کے پاس گئے پھر راجہ ترسدس کے یہاں لیکن کسی سے ایک ٹکا نہ لیا سب کو ہمراہ لیکر راجہ کالوان کو درشن دینے پہ سوال کیا کہ وہ اُس آسامی بتاؤ جو چاہے جتنی دولت دے ڈالے۔ مگر خزانے کا ایک کونا بھی نہ خالی ہو +
راجہ کالوان۔ مہاراج ایسا راجہ تو پہلاد کی نسل میں صرف ایک اُلوک دیت ہے جس کی دولت کا حساب نہ شمار چلئے وہیں چلیں اُس سے مطلب فلاں آئیگا +
یہ گروہ پانچوں اور سب کے سب اُلوک دیت کے پاس پہنچے اُلوک نے بڑی آؤبھگت خوب تعظیم وتکریم کی دعوت کی ٹھہرائی منتر کی تاثیر نے پاتاپی کو بکرا بنایا گوشت تیار ہوا۔ اور حسب معمول اگست جی کے سامنے پیش ہوا۔ اگست رشی صاحب کشف وکرامات تھے اُلوک دیت کی کارستانی سمجھ گئے مگر زبان سے کچھ نہ کہا گوشت پر خوب بڑھ بڑھ کر ہاتھ مارے اور ایک ڈکار لی تو باتاپی ہضم استنے میں اُلوک نے آواز دی۔ باتاپی۔ باتاپی۔ مگر وہاں باتاپی ہو تو بولے۔ باتاپی اب کہاں۔ اگست جی کی ڈکار ہضم کر گئی اُلوک نے دوسری بار پھر پکارا تو اگست جی ڈکار لیکر بولے
ارے بیٹھ سب دھان ایک ہی پنسیری سمجھ لئے بیوقوف تو مجھ کو بھی

کوئی ویسا ویسا برہمن سمجھتا ہے - بھائی سے ہاتھ دھو۔ وہ کب کا ہضم ہو چکا اُلوک مارے حیرت کے زمین میں گڑ گیا - بھائی کی جدائی نے دل پر گہری چوٹ دی - عذر خواہی کرکے بولا :-

"مہاراج آپ نے کس غرض سے تکلیف فرمائی ؟

اگست رشی - دولت کی خواہش گھسیٹ لائی ۔

اُلوک - تو پھر جس قدر خواہش ہو بے تکلف لیجئے میں عذر نہ کرونگا ۔

اگست - یہ بات ہے تو دس دس ہزار گائیں سونے سے سینگ منڈھوا کر میرے ہمراہی راجوں کو دلواؤ اور دو فی شخص مجھے - اس کے علاوہ ایک جواہر نگار رتھ چاہئے جس کے گھوڑے ۔

چھلیں تو اُڑیں شرار کی طرح
تڑپیں دل بے قرار کی طرح

اُلوک نے اگست رشی کے لفظ لفظ کی تعمیل کی - رشی مہاراج رتھ پر سوار ہو کر گھر آئے راجوں کو ہنسی خوشی رخصت کیا لوپامدرا کو زیور و جواہرات لا دیا آپ بھی دنیادار بن گئے - کچھ دنوں بعد دھم باہو کی ولادت ہوئی خوشیاں منائی گئیں - جشن ہوئے - دھم باہو بڑا صاحب جلال و صاحب کمال تھا جس کی بدولت اگست جی کے بزرگوں نے عذاب سخت سے رہائی پائی ۔

ادھیائے ۲۹

بھرگو تیرتھ دھوسر اتیرتھ کی فضیلت سری رام چندر اور پرسرام جی کا تذکرہ - برتر اسر اور اُس کی جفاکاری و دیدھیچ رشی کی ہڈیوں کے بجر سے قتل - کالکے دیت کی بد اگست رشی کے فیض کمالات سمندر کی پانی ریھسوں

کا دفعیہ

لومس جی کا سلسلۂ سخن جاری ہے اُنھوں نے فرمایا کہ

اے راجہ جدھشٹر۔ سامنے جو دریا موجیں مار رہا ہے اُسی کو سری گنگا بھاگیرتی کے نام سے فضیلت حاصل ہے گنگا جی کی عظمت کو کوئی اور دریا نہیں پہنچتا۔ ان کا ظہور مہادیو جی کی جٹا سے ہوا ہے بھاگیرتی میں اشنان کرنے سے عمر بھر کے پاپ دھو جاتے ہیں اور آدمی بے تکلف بھو ساگر سے پار اُتر جاتا ہے۔ اس بھرگو تیرتھ میں رشیوں منیوں کی گنتی نہیں۔ جپ تپ کا بازار گرم رہتا ہے تم بھی یہاں اشنان کرو تو دیکھو کیسا تیج بڑھ جاتا ہے۔ پرسرام جی ایک مرتبہ تیج کھو بیٹھے تھے مگر اس تیرتھ کی برکتوں نے جس طرح اُنھیں وہی جلال عطا کر دیا اُسی طرح تمہاری دولت و حکومت اس کے چشمۂ فیض سے پھر واپس مل جائیگی +

راجہ جدھشٹر نے بڑی خوش اعتقادی سے غسل کر کے لومس رشی کے قدم چھوئے اور پوچھا۔

مہاراج آپ نے پرسرام جی کا ذکر فرمایا۔ میں نے سمجھا +

لومس رشی۔ سنو۔ تریتا جگ کا دور دورہ تھا۔ پورن برہم بھگوان نے راجہ دسرتھ والیِ اجودھیا کے شانۂ دولت میں اوتار لیکر سری رامچندر جی کے نام سے شہرت پائی۔ میں ذاتِ مقدس کو بچشم خود دیکھ چکا ہوں عجب پرتاپ تھا دست قدرت کے وہ اعجاز کہ پرسرام جی کو حیرت ہوئی۔ ہوائے آزمائش اجودھیا میں لے گئی راجہ دسرتھ کی طرف سے رامچندر جی پیشوائی کو گئے ملاقات ہوئی پرسرام جی نے اظہار مسرت کے بعد اپنا دھنش پیش کیا اور کہا کہ

یہ دھنش وہ ہے جس نے چھتریوں کے قتل عام سے خاص شہرت حاصل کی ہے اسے چڑھائیے اور مجھے دست قدرت دکھائیے +

سری رامچندر جی۔ آپ کو آپ کا دھنش مبارک میں اسے کیا ہاتھ لگاؤں رشیوں اور برہمنوں کے اعزاز میں فرق ڈالنا میرا وطیرہ نہیں۔ میرے لئے چھتریوں کا دھرم بہت ہے +

پسرام جی - باتیں نہ بنائیے - فقروں میں نہ اڑائیے دھنش چڑھائیے بغیر مفر نہ ہوگا

سری رامچندر جی یہ سُنکر مسکرا دئے - سر تسلیم خم کرکے ہاتھ میں دھنش لیا چٹکی سے چلہ کھینچنے کی دیر تھی کہ دھنش دوہری کمر کی طرح خم کھا گیا ؛

پرسرام جی - اس کی سند نہیں - یہ تیر لیجئے - تب دھنش چڑھائیے - بات تب ہے کہ دونو سرے کان کے پاس آپس میں مل جائیں ؛

سری رامچندر جی - اب تک میں آپ کے غرور کا حال کانوں ہی سے سُنتا تھا آج آنکھوں سے دیکھ لیا - آپ تو اپنے زعم ہی میں مست ہیں کسی کو نظر ہی میں نہیں لاتے - برہما جی کو دعا دیجئے جن کی بدولت دھاک بندھ گئی چھتری کھیت رہے - اب آپ مجھے بھی طنطنہ دکھاتے - گیدڑ بھبکیوں میں لانا چاہتے ہیں تو اچھا دیکھئے میں کون ہوں ؛

اس وقت سری رامچندر جی کے چہرے کے جلال کا کیا پوچھنا پیکر نورانی کیا سے جانے کیا ہو گیا رومئیں روئیں میں برہما بشن مہیش جلوہ دکھانے لگے - خط و خال میں بارہ سورج - آٹھ بسو - گیارہ رُدر - چاروں وید - سادسیہ گن - رت گن - گرہ نچھتر اگن نظر آنے لگے - تیر رشی - وید - گندھرب - دھنونتر کی صورتیں نظر آگئیں - دودھی - بجلی - تمام رنگ کی گھٹائیں چھا گئیں - یہ جلوہ قدرت دکھا کر رام چٹکی سے تیر چھوڑا تو زمین میں تری کا نام نہ رہا - دفعتہ بادل گھرے - مینہ برسا - زمین تھرا اُٹھی - طبقۂ خاکی سے ہولناک آوازیں آنے لگیں تیر کرشمۂ اعجاز دکھا کر پھر واپس آیا - اور پرسرام جی بیہوش ہو کر گر پڑے - چہرے کا تیج بالکل جاتا - تھوڑی دیر یہی حالت غشی رہی - پھر پرسرام جی کے ہوش ٹھکانے ہوئے قدموں پر سر جھکایا ثنا و صفت میں تر زبان ہوئے سری رامچندر جی نے فرمایا - بس اب مہیندر پربت پر چلے جائیے - کبھی ادھر کا رُخ نہ کیجئیگا - پرسرام جی مارے غیرت کے کٹ گئے سر اُٹھائے نہ اُٹھتا تھا حیا سے آنکھیں نیچی کئے مہیندر پربت کی طرف راہی ہوئے - اگلے تیج کے جاتے گئی - سال بھر کے بعد پھر گو جی کو ترس آیا پرسرام جی کے پاس آئے بولے

جگر بند - ہیں ایسی ناوانی ... سری رامچندر اوتار حقیقی اور اُنہیں

سے خود نمائی - بشن بھگوان ہی سے غرور - رامچندر جی کو تم نے تو رام ہی جانا - چوروں برہم
کو بھی نہ پہچانا - خیر جو ہو گیا سو ہو گیا - اب جاؤ بدھوسرا ندی میں اشنان کرو - اس تیرتھ
کی برکتوں سے تمہارا تیج پھر جیسا کا تیسا ہو جائیگا - پرسرام جی فوراً بشن بھگوان کی
خدمت میں حاضر ہوئے - تیرتھ اشنان کے لئے اجازت حاصل کر کے بدھوسرا
ندی میں نہائے - تیرتھ نے برکت ظاہر کی - چہرہ اصلی تیج سے پھر جگمگانے لگا -
اے راجہ جدھشٹر جس تیرتھ کے درشن کرنے آئے ہو یہ تیرتھ وہی ہے ⁂

اتنا فرما کر لومس رشی نے اگست رشی کے ذکر کو پھر یوں شروع کیا کہ زمانہ
ماضیہ میں برتراسُر راچھسوں کا دل بادل لیکر اندر سے آمادہ جنگ ہوا - اندر گھبرا
اٹھے - دیوتاؤں کو لئے ہوئے برہما جی سے فریاد کی - جواب ملا کہ مہارشی دیچ
کی ہڈیوں کا بجر بنواؤ - تب برتراسُر سے نجات ملے - دیوتا مہارشی کی خدمت
میں پہنچے برتراسُر کے ظلم و ستم کی شکایت کی - ہڈیوں کے لئے حرف سوال زبان
پر لائے - دودھیچ رشی برہم گیانی تھے - انہیں گوشت پوست کی محبت کیا - فوراً
آنکھیں بند کر کے چولا چھوڑ دیا - دیوتاؤں نے ہڈیاں لیکر وشوکرما سے بجر بنوایا - اندر
بجر لیکر سرگرم کارزار ہوئے - راچھسوں کا صفایا کر دیا - جو راچھس جان چھپا کر بھاگے
انہوں نے پھر ایکا کیا - چند مل جل کر ہی مشورت کے لئے اکٹھا ہوئی تو یہی طے پایا
کہ بس یگیہ ہی نہ ہونے دو - پھر دیکھیں دیوتا کہاں سے قیمتی طاقتیں لاتے ہیں
بس کیا تھا سارے راچھس برہمنوں کے دشمن ہو گئے - جہاں یگیہ ہوتے دیکھا دھوم
مچائی - یگیہ درہم برہم کیا - برہمن پیٹ کی آگ میں جھونکے - دیوتاؤں مقدس گروہ دشمن ظلم و
ستم سے اور بھی گھبرایا - جب کوئی بچاؤ کی صورت نہ دیکھی تو برہما کو لئے ہوئے سری نارائن
جی کا پلہ پکڑنے پہنچے - فرق ادب جھکایا - فریاد کے ساتھ چشم ترحم کی درخواست کی - جواب ملا
اگست رشی کی خوشامد کرو وہ سمندر خشک کر دیں تب راچھسوں کا قلع قمع ممکن ہے
دیوتا خاک بوس ہو کر وہاں سے پھرے - اگست رشی کے پاس آئے
درخواست کی کہ :-

رشیوں کے سرتاج مہاتما متراورن رشی کے فرزند سربلند کشف و کرامات
میں آپ کا ثانی نہیں - آپ کی عظمت کے خودسری نادانی تو آل میں پچھلے دنوں آپ

ہی دیوتاؤں کی جان بچائی۔جب بندھیاچل نے سورج کا رتھ روکا تب آپ ہی
کفیل ہوئے دنیا میں اندھیرا ہی اندھیرا چھا گیا تھا اہل زمانہ دم توڑ رہے تھے کہ
آپ نے بلائے درمان سے نجات دی۔اب ہم کو پھر مصیبتوں سے سامنا ہے
آپ کی پناہ میں آئے ہیں رحم فرمائیے +

اگست جی اُٹھ کھڑے ہوئے فرمایا چلئے۔جب دیوتا رشی جی کو سمندر کے
کنارے لے گئے تو وہاں تماشائیوں کی بھیڑ لگی ہوئی پائی۔جدھر دیکھئے دیوتا ہر
طرف کنھر گندھرب غرض سب کے دیکھتے دیکھتے اگست رشی نے اعجاز ریاضت
دکھلایا۔چلو منہ سے لگایا تو سمندر بالکل خشک۔پانی کا نام ندارد۔ہر طرف سے نعرۂ
تحسین بلند ہوئے جو تھا کمالاتِ کشف کا قائل ہو گیا دیوتا سمندر میں اُترے اور
زمین کھود کھود کر راچھسوں کو نکالا۔مارا اور اُن کے سردار کاٹے گئے۔دیت کے بھی
خوب دھرے اُڑائے۔جب اپنے بھائی برترا اسُر کے مارے جانے پر دیوتاؤں
کے خون کا پیاسا ہو گیا تھا +

اس دھر پکڑ مار دھاڑ میں جو راچھس کسی طرح بچ نکلے۔اُنہوں نے پاتال میں
پناہ لی۔باقی سب قتل تیغ بیدریغ ہوئے راچھسوں سے چھٹی پا کر دیوتاؤں نے
اگست رشی سے پھر درخواست کی کہ مہاراج سمندر خشک پڑا ہے۔آپ ہی
چاہیں تو چشمۂ فیض جاری ہو جائے +

اگست رشی۔بس میں اپنا کام کر چکا یہ میرا کام نہیں۔کچھ دن صبر کیجئے جب
بھاگیرتھ راجا کا ظہور ہو گا تو اُن کے فیض ریاضت سے پھر پانی بھر جائیگا

ادھیائے ۵۱

راجہ سگر کا یگیہ۔یگیہ کے گھوڑے کی چوری۔تلاش۔راجہ کے ساٹھ ہزار بیٹوں کی کپل مُن کے استھان پر رسائی گھوڑے کی دستیابی۔کپل مُن سے شرارت کپل مُن کی چشم

قہر سے آتش فشانی - سب کی موت - راجہ بھاگیرتھ کی تپشیا - سری گنگاجی کی رونق افروزی

راجہ جدھشٹر کے استصواب سے لومس رشی راجہ بھاگیرتھ کا ذکر فرمانے لگے کہ سورج بنس کو جن راجہ اکشواک کے نام سے عظمت ہے اُن کی نسل میں ایک راجہ سگر گزرے ہیں - اُن کے کوئی اولاد نہ تھی - لہذا رانیوں کے ہمراہ کیلاش پر جاکر تپشیا کی - تپ اس حدِ کمال کو پہنچا کہ سری مہادیوجی از حد خوش ہوئے اور فرمایا ایک دو کیا اکٹھے ساٹھ ہزار بیٹے لو - یہ سب ایک ہی ساتھ عالم وجود میں آئینگے - اور ایک ہی ساتھ سب کا خاتمہ ہوگا یہ اُس وقت کا اثر ہے - جس وقت تم نے تپ شروع کیا تھا - اب رہی بقائے نسل کی صورت اُس کے لئے دوسری رانی کے بطن سے ایک اور فرزند ظہور پذیر ہوگا +

بروان پُراثر تھا رانی بیدربھی حاملہ ہوئی اور اُس کے بطن سے ایک تونبا برآمد ہُوا اس ہنگم ولادت سے کون خوش ہو سکتا تھا تجویز ہوئی کہ پھینک دو تونبے کا تجویز پر عمل درآمد ہونے ہی کو تھا آکاش بانی میں یہ الفاظ سنائی دئے +

"ہیں! بھگوان شنکر کے عطیہ کی یہ بے قدری - خبردار اسے ضائع نہ کرنا ساٹھ ہزار فرزندوں کا منہ اسی سے دیکھنا نصیب ہوگا تونبے کے بیج الگ الگ گھڑوں میں رکھکر گھی بھروا دو - چند دنوں میں لڑکے کھیلتے دکھائی دینگے +

آکاش بانی کی تعمیل ہوئی اور میعاد مقررہ پر راجہ سگر کے رنواس میں بیٹوں کی ایک فوج نظر آنے لگی +

اب رہ گئی دوسری رانی شمبیا - وہ بھی بارآور ہوئی اور بطن سے ایک نہایت ہی شکیل وجمیل فرزند زینت آغوش ہُوا - یہ پسر نیک اختر نہایت سعید و رشید تھا اور وہ ساٹھ ہزار نہایت شریر النفس - ان کے زمانہ شباب و عالم جوانی میں راجہ سگر اشمیدھ یگیہ میں مصروف ہوئے - یگیہ ابھی ناتمام تھا کہ راجہ اندر گھبرائے - اندیشہ ہُوا کہ کہیں اندر آسن ہاتھ سے نہ نکل جائے خوف تو ہی تھا خود یگیہ میں پہنچے گھوڑا ہی چرا

لائے اور باندھا کہاں۔ کپل مُنی کے استھان۔ کپل مُنی سمادھی لگائے ایشور کے دھیان میں محو تھے اُنہیں معلوم بھی نہ ہُوا کہ اندر کب آئے کب گھوڑا باندھ گئے یہاں ہون کے وقت گھوڑے کی ضرورت ہوئی تو استھان سُونا۔ کنوؤں میں بانس ڈالے سوئی کے ناکے تک میں ڈھونڈھا مگر کہیں پتہ نہ لگا۔ آخر راجہ سگر نے ساٹھ ہزار بیٹوں کو تلاش کے لئے بھیجا یہ زمین کھودتے کھودتے وہاں پہنچے تو گھوڑا سامنے تھا۔ خوب اُچھلے کودے۔ جی بھر کے بغلیں بجائیں مگر رگ رگ میں شرارت بھری تھی کپل مُنی کو چھیڑ بیٹھے۔ ایسی شیطنت کی کہ آخر کپل مُنی سے ضبط نہ ہُوا غصہ روک نہ سکے آنکھ کھول کے دیکھ دیا تو ساٹھوں کے ساٹھوں ہزار سوخت آنا فاناً میں راکھ کے سوا کچھ نہ تھا۔ نارد جی نے راجہ سگر کو سانحۂ جگر خراش سُنایا وہ روئے پیٹے آخر صبر کیا اور شیبیا رانی کے لخت جگر انسومان سے کہا کہ بتاؤ کیا کیا جائے۔ بیٹے بھی گئے اور یگیہ بھی ناتمام اور سب پر یہ آفت کہ تمہارے بھائیوں کی نجات ناممکن اُس نے چھاتی ٹھونک کر حامی بھری کہ میں اپنے بھائیوں کی مٹی سوارتھ کرونگا۔ آپ بے فکر رہیں انسومان اُسی وقت چل کھڑا ہُوا اور منزل مقصود پر پہنچکر مہاراج کپل منی کے درشن کئے۔ کپل مُنی جی بہت خوش ہوئے اور فرمایا

”کیوں کیا خواہش ہے“

انسومان۔ ۶۰ ہزار بھائی قہر نظر سے خاک ہو گئے ہیں۔ ان کی نجات کیواسطے کیا ارشاد ہوتا ہے ادھر یگیہ بھی ناتمام ہے حکم ہو تو گھوڑا لے جاؤں +

کپل مُنی۔ بیشک گھوڑا لے جاؤ مگر بھائیوں کی نجات گنگا جی کے بغیر ممکن نہیں۔ اگر تم میں ہمت ہے تو مہادیو جی کی عبادت کرو۔ گنگا جی اُن کی توجہ بغیر نہیں آسکتیں +

انسومان قدم چھُو کر رخصت ہُوا۔ یگیہ میں گھوڑا پہنچایا۔ یگیہ کی کارروائیاں ختم ہوئیں۔ راجہ سگر کچھ دنوں کاروبار سلطنت کر کے راہی ملک بقا ہوئے تخت سلطنت پر انسومان نے جلوس فرمایا اور بھائیوں کا غم دل میں لئے ہوئے دار فانی کی راہ لی۔ انسومان کا فرزند راجہ دلیپ تھا اس نے بھی ایک مدت مقررہ تک

تپ کیا مگر بیکار - گنگا جی سُرگ سے نہ آئیں آخر اسی ہوس میں جان دی اور اورنگ حکومت بھاگیرتھ کو نصیب ہُوا +

راجہ بھاگیرتھ کو ساٹھ ہزار بزرگوں کی نجات کا خیال قدرتی تھا - اس نے دولت سلطنت سے منہ پھیر کر کیلاش کی راہ لی - صدق دل سے مراد دھن کیا تو سری گنگا جی بنفس نفیس سامنے تشریف لائیں ارشاد ہُوا کہ

"مانگو کس چیز کی طلب ہے" +

بھاگیرتھ - ۶۰ ہزار بزرگ اکال مرت کے نذر ہوئے ہیں جملوک میں جگہ ملی ہے ان کی نجات چاہتا ہوں آپ کا چشمۂ فیض موجزن ہو تو سب تر جائیں +

گنگا جی - تمہاری سعادتمندی پر آفرین میں خوش ہوں تمہارے بزرگوں کو نجات دینا منظور کرتی ہوں مگر ایک مشکل ہے - جس وقت میں سُرگ سے چلی میری رو کو کون روکے گا - شو جی کی تپسیا کرو وہ مجھے اپنی جٹا میں جگہ دیں تو کام بن جائے +

بھاگیرتھ جی ہمہ تن محو ہو کر سری مہادیو جی کی عبادت میں دل لگا دیا - ایسی ریاضت کی کہ خود بدولت خوش ہو گئے - فرمایا کہ

شوق سے گنگا جی کو طلب کرو - میں جوش سیلاب کو روک لونگا +

راجہ بھاگیرتھ نے سری گنگا جی سے نزول باران رحمت کی ونتی ست کی وہ سُرگ سے چلیں - مہادیو جی نے جٹا میں جگہ دی - جٹا سے تین دھارائیں بہیں - ایک دھارا بھاگیرتھ کے پیچھے پیچھے چلی - اگست جی کا سکھایا ہُوا سمندر لبریز ہو گیا - بھاگیرتھ کی محنت سپھل ہوئی - مراد بر آئی - ترپن کیا وہ سری گنگا جی نے راجہ سگر کے ساٹھ ہزار بیٹوں کو نجات بخشی +

ادھیائے ۱۵

ہیم کوٹ پربت - بیترنی ندی اور برہمن کی جاترا اور ان کے حالات لومس رشی کی زبانی

پانڈو جاتری اب انندا اور پرانندا تیرتھوں پر پہنچے ان ندیوں کا بھی بڑا مہاتم ہے یہاں کے اشنان سے نہ پاپ رہتے ہیں نہ کسی قسم کا اندیشہ۔ راجہ جدھشٹر نے ہیم کوٹ پر عجیب ہی حیرت انگیز نظارہ دیکھا بادل ہر طرف چھپر چھائے ہوئے مگر ایک بوند پانی کا نام نہیں۔ صرف پتھروں کی بوچھاڑ اور کنکروں کی بارش تیز و تند ہوا کے وہ جھکورے کہ پہاڑ پر چڑھنا محال۔ آدمیوں کی بود و باش نہیں۔ مگر دیووں کی دشمنی سے دل مست۔ صبح ہو یا شام جب دیکھئے آگ روشن شعلے نمودار مکھیوں کی وہ کثرت کہ دم بھر ٹھہرنا موت پھر کون وہاں جائے کون تپ کرے راجہ جدھشٹر حیران ہو گئے کچھ معاملہ سمجھ میں نہ آیا لومس رشی سے پوچھا

کہ یہ دنیا سے انوکھا مقام کون ہے؟

لومس رشی۔ اسے رشیہ کوٹ پربت کہتے ہیں اسی پر شیہ رشی کی بود و باش تھی۔ رشی بڑا خوش نہٹ۔ گرگ۔ صد بار ان دیدہ اور سرد و گرم زمانہ چشیدہ تھا تپسیا میں صاحب کمال مگر غصے میں بھی فرد۔ ہر وقت ناک بھوں چڑھی ہی رہتی تھی جب دیکھئے غصہ ناک پر ایک دن پربت سے کہہ دیا۔ خبردار کسی کو چڑھنے نہ دینا پتھروں کی بوچھاڑ کرنا۔ تازہ ہوا کو بھی حکم دے دیا کہ ایسا جھکڑ چلا کہ کسی کا پاؤں نہ ٹک سکے۔ حکم کی تعمیل ہوئی اور سنگباری کا ہوا کی طوفان خیزی نے ساتھ دیا۔ ذرا گھاس کی طرف نظر کرنا کیسی بھلی معلوم ہوتی ہے اس جگہ لطف یہ ہے تو یہیں اسی گھاس کا سبزہ اب کوشکی ندی سے درشن کریں جو مقدس تیرتھ ہے۔ بسوامترجی نے یہیں فیض عبادت سے کمال حاصل کیا تھا۔

سب لوگوں نے نندا ندی میں پاپ دھو بہائے اور کوشکی ندی پر پہنچے۔ دیکھا تو پانی آئینے کی طرح صاف۔ لہروں میں سورج کی کرنوں سے زیادہ چمک۔ بسوامترجی کا تپ آشرم نوراً علےٰ نور۔

لومس رشی یہاں پہنچکر بولے

کہ بسوامترجی کے ایک فرزند ارجمند تھے شرنگی رکھ کا نام تم نے سنا ہوگا انہوں نے مرگی ہرنی کے بطن سے قالب عنصری پایا۔ ریاضت میں ایسا کمال حاصل تھا کہ ایک مرتبہ نہ موسم نہ فصل نہ وقت نہ موقع اور موسلا دھار پانی برسا دیا راجہ لومپاد

اس قدر معتقد تھے کہ اپنی راجکماری شانتا کے ساتھ شادی کر دی ۔

اب قافلہ یہاں سے بھی بڑھا۔ چلتے چلتے وہاں پہنچا جہاں گنگا جی سمندر میں ملی ہیں۔ یہاں سے کوچ کر کے کلنگ دیش میں گزر ہوا لومس رشی گوہر افشاں ہوئے کہ بیترنی ندی کے درشن کیجئے دھرم راج یگیہ کو اسی تیرتھ کی برکتوں نے عظمت دی۔ پہاڑ پر رشیوں منیوں کی عبادت گاہیں چوٹیوں پر تپسیا کے لئے عمدہ عمدہ جگہیں ہیں۔ فلک فریب منظر۔ دلکش نظارے ہے ۔

راجہ جدھشٹر یہاں اشنان اور پن دان وغیرہ سے ثواب دارین حاصل کر کے لومس رشی سے بولے :-

مہاراج یہاں نہانے سے میری جیسے آنکھیں کھل گئیں معلوم ہی نہیں ہوتا کہ وہی جدھشٹر ہوں تمام لوک نظر کے سامنے پھر رہے ہیں۔ کانوں میں بیٹھا بیٹھا نس رشی کی آواز آ رہی ہے دیکھ رہا ہوں کہ جاپ کر رہا ہے۔ اس ندی کی برکت و عظمت کو میں مان گیا ۔

لومس رشی۔ خاموش خبردار اب کسی سے نہ کہنا دل ہی دل میں رکھنا۔ جانتے ہو کتنی دور سے آواز آ رہی ہے؟ تین لاکھ جوجن سے کم فاصلہ نہیں ۔

بات دب دبا گئی راجہ جدھشٹر چپ لگا گئے کسی دوسرے کو خبر نہ ہونے پائی۔ عازمان سفر نے قدم اٹھائے برہما جی کے بن میں پڑاؤ پڑا۔ لومس رشی سخن سنج ہوئے کہ

یہیں برہما جی نے اپنے یگیہ میں جہاں اور دان دئے وہاں کشیپ جی کو پرتھوی دان کر دی۔ یہ بن اور پہاڑ بھی نذر کیا۔ پرتھوی بگڑ بیٹھی کہ واہ کہاں میں کہاں کشیپ۔ ایسے شخص کو دان دئے جانے سے میری ہتک ہے کشیپ جی صاحب کمال تھے انہوں نے ریاضت سے ایسا خوش کیا کہ پرتھوی دیوی بن گئی درشن دیکر پانی پر قائم رہنے کا اقرار کر لیا دیکھئے یگیہ کی بیدی وہ ہے کوئی اسے ذرا ہاتھ لگا دے تو سمندر میں غوطہ لگا جائے۔ سنو میں منتر بتاتا ہوں۔ اسے پڑھ کر بیدی پر چڑھ جاؤ بے کھٹکے اشنان کر لو ۔

ادھیائے ۵۲

مہیندر پربت کی جاترا- آکرت برن سے ملاقات سری پرسرام جی کے حالات اُسی کی زبانی

راجہ جدھشٹر نے سمندر سے مہیندر پربت کی راہ لی وہاں کاشپ گوتری وپاشٹ گوتری مہرشیوں کے درشن سے سرمایۂ سعادت حاصل کیا وہیں سری وشنو جی کے اوتار پرسرام جی کی بھی قیامگاہ تھی اُن کے خدمتگار سے پوچھا۔

مہاراج جی کہاں تشریف رکھتے ہیں۔ ورشنوں کا کیا وقت ہے؟

آکرت برن- کل چودش کو +

راجہ جدھشٹر- تم جو مہاراج کے حالات سے اچھی طرح واقف ہو گے۔ اس لئے تکلیف نہ ہو تو بیان کرو +

آکرت برن - خوب اچھی طرح واقف ہوں۔شوق ہے تو سُنئے +

ہے ہے دیش کا راجہ بڑا زبردست تھا اُسے ارجن سہسر باہو کہتے تھے ہزاروں بازوؤں کی طاقت نے اس کی دھاک باندھ دی تھی۔ دتاترے جی اس پر مہربان تھے۔ اُن کے طفیل اس کو ایک عجیب و غریب بمان اور حیرت انگیز رتھ ہاتھ آگیا۔ اب کیا تھا اس کے چیتے اور بھی تیز ہو گئے مارے غرور کے اکڑا ہی جاتا تھا۔ ملک گیری کی ہوا سمائی تو آکاش پر عملداری جمائی۔ روئے زمین پر اپنے نام سکہ چلایا۔ سمندر تک سر کر لئے آخر سخت گیریوں سے انسان تنگ آ گئے دیوتا تک چیخ اُٹھے۔ بشن بھگوان تک فریاد پہنچی اُنہوں نے پرسرام جی کے قالب میں ظہور فرما کر اہل خلق کو ظلم و ستم سے نجات دی ارجن سہسر باہو تہ تیغ ہوا یہ دست قدرت کا ایک ادنےٰ کرشمہ تھا اور داستان طول ہے سننا منظور ہو تو کہئے سرے سے سُناؤں

راجہ جدھشٹر- ہاں ہاں ضرور کہو۔ لطف تو اسی میں آئیگا +

آکرت برن - زمانہ سابق میں راجہ گادھ کا بُھج (قنوج) کے فرمانروا تھے

شوق ریاضت میں صحرا نشینی اختیار کی تھی ان کی دُختر نیک اختر ستوتی بھرگو جی کے فرزند رو چیک رشی کے ساتھ منسوب ہوئی کسی روز بھرگو جی رو چیک رشی کے پاس تشریف فرما ہوئے نازک انداز بہو کو دیکھ کر ہاتھ بھر کا کلیجہ ہو گیا بولے :-

جو خواہش ہو طلب کرے۔ بحر عاطفت جوش پر ہے +

ستوتی۔ آپ کا پوتا کھلاؤں یہی آرزو ہے مگر وہ زور و طاقت میں یگانہ روزگار ہو

بھرگو جی۔ منظور۔ اور کچھ؟

ستوتی۔ تو پھر مجھے ایک بھائی بھی عطا ہو +

بھرگو جی۔ اچھا یہ بھی منظور۔ یگیہ کا پرشاد دیتا ہوں یہ تم کھا نا وہ اپنی ماں کو کھلانا تم پیپل کی پرستش کرو۔ تمہاری ماں گولر کی +

ہدایت پر عمل ہوا پر الٹا۔ ماں بیٹی کا حصہ اُڑا گئی بیٹی ماں کا۔ ستوتی نے گولر کی پرستش کی۔ ماں نے پیپل کی +

بھرگو جی روشن ضمیر تھے انہیں سے راز مخفی مخفی نہ رہا آئے اور بہو سے کہا کہ ایسا مغالطہ یہ غفلت تیری ماں چپکے سے تیرا حصہ منہ میں رکھ گئی تجھے اپنا حصہ کھلا گئی پرستش میں بھی اسی طرح الٹی واسی ہوئی بس اب قسمت بدل گئی اولاد سے بے بس رہ اب تیرا بیٹا برہمن مگر ہو وا چھتری ہوگا اور بھائی سادھو مگر بڑا صاحب زور +

ستوتی نے درخواست کی کہ مجھے ایسا بیٹا نہ دیجئے پوتا دیجئے تو خیر +

استدعا قبول ہوئی اور ستوتی کے بطن سے جمدگن کا ظہور ہوا جمدگن جی بڑے صاحب کمال ہوئے ویدوں کے عالم بالکل استروِدیا میں اُستاد زمانہ +

ادھیائے ۵۳

جمدگن جی کی اور سری پرسرام جی کا تذکرہ ریُنکاوالدہ پرسرام جی کا قتل۔ دوبارہ زندگی سہسرا باہو اور اُس کے بیٹوں کی شرارتیں پرسرام جی کے ہاتھ سے چھتریوں کی خونریزی وغیرہ

آکرت برن مائل گفتار ہے کہ جمدگن کی زوجہ عفت گزیں راجہ پرسین جت کی راجکماری تھی۔ جس کا نام رینکا تھا۔ جمدگن جی جنگل میں مصروف ریاضت رہا کرتے تھے۔ رینکا بھی خدمت میں حاضر رہتی تھی ایک روز رینکا نہانے لگی وہاں ایک نیا ہی معاملہ پیش ہوا۔ اُس کی نظر راجہ ماروت پر پڑی جس کے حسن دلفریب نے اس کے دل پر جادو کا اثر کیا آنکھوں کی حسن پرستی سے دل ہی دل میں نادم ہوئی۔ جب واپس آئی تو جمدگن نے بھانپ لیا جوش غضب سے بولے

تف۔ زوف۔ لعنت +

جمدگن جی کے پانچ بیٹے تھے۔ رومنشوان [1]۔ سوہیشٹ [2]۔ سوکھین [3] بسوبسو اور پرسرام۔ چنانچہ اُنہوں نے اول الذکر چار بیٹوں سے کہا +

اڑا دو اس کی گردن۔ اس کی گردن۔ اس کی نیت کا ٹھکانا نہیں رہا +

بیٹے ماں پر کس طرح ہاتھ چلاتے اُنہوں نے گردن نیچی کر لی اور خاموشی سے حرف انکار کا مطلب ظاہر کر دیا۔ جمدگن جی عدول حکمی سے آگ ہو گئے۔ فوراً بددعا دے دی کہ آدمی سے ہرن ہو جائیں۔ بددعا تیر بہدف تھی۔ چاروں کے چاروں جانور بن گئے +

اسی عرصے میں پرسرام جی نے آکر قدمبوسی کی جمدگن جی غصے میں بھرے بیٹھے ہوئے ہی تھے۔ دیکھتے ہی حکم دیا کہ

تمہاری ماں نالائق ہو گئی اس کا بھی سر اُڑا دو +

زبان ہلنے کی دیر تھی پرسرام جی نے فوراً ہی ایک ہاتھ مار دیا گردن الگ ہو گئی سر الگ جا پڑا +

جمدگن پرسرام جی کی اطاعت گزاری سے نہایت ہی خوش ہوئے فرمایا کہ

کہو کیا صلہ دوں +

پرسرام جی۔ اور کچھ نہیں ماں کو زندہ کر دیجئے بھائی پھر جیسے کے تیسے ہو جائیں مجھ پر عذاب قتل نہ ہو ماں کو نہ معلوم ہو قاتل کون تھا مجھے درازی حیات کی دعا دیجئے ایسی برکت عطا کیجئے کہ میدان جنگ میں فتح کا سہرا میرے ہی سر رہے جمدگن جی کی زبان نے امرت کی تاثیر کی گردن پر سر رکھتے ہی رینکا اُٹھ بیٹھی معلوم

ہی نہ ہُوا کہ کیا گزرا۔ سب بیٹے بھلے چنگے آدمی ہو گئے اور پرسرام جی کو منہ مانگی مرادیں مل گئیں ❖

کچھ دنوں کے بعد انوپ دیش کا راجہ کارت سرج سہسر باہو وہاں پہنچا فقیروں کی جھونپڑی میں چھپتن بھوگ کہاں۔ لڑکے بھی غیر حاضر تھے لہٰذا بمصداق برگ سبز است تحفۂ درویش۔ رینکا نے پھل پھول سے خاطر تواضع کی مگر وہاں سلطنت کا گھمنڈ بادشاہت کا غرور۔ حکومت کا نشہ۔ فرمانروائی کا زعم تھا یہ سوغات کیا نظر میں آتی۔ نیکی برباد گناہ لازم کی مثل صادق آئی حضرت چڑھ گئے۔ گایوں کے بچھڑوں پر نزلہ گرایا سب کو ہنکا لے گئے ❖

جمدگن جی سب ٹکر ٹکر دیکھا کئے دم نہ مارا۔ مگر جب پرسرام آئے تو سرگذشت کہہ سنائی ❖

پرسرام جی شمشیر برہنہ تھے۔ ہر وقت میدان سے باہر۔ اُن کو تاب کہاں پرسا اُٹھایا اور سر پر جا پہنچے۔ لڑائی شروع ہوئی کُشت وخون کا بازار گرم ہُوا۔ تھوڑی ہی دیر میں سہسر باہو زمین پر چت ہو گیا۔ فوج میں کانی چڑیا تک باقی نہ بچی ادھر پرسرام جی شیروں کو خاک پر سُلا کر بن کو روانہ ہو گئے۔ ادھر سہسر باہو کے بیٹے دانت کٹکٹاتے دانتوں سے بوٹیاں نوچتے دوڑ پڑے اور سارے تیروں کے جمدگن کا بدن چھلنی کر دیا۔ جمدگن جی یا تو تپ کر رہے تھے یا چیختے چلاتے جنگل کی طرف اُٹھ بھاگے۔ بدن لہولہان۔ زخموں نے ہرد کی بجلیاں چمکا رکھی تھیں۔ پھر آشرم میں لوٹ آئے اور تکلیف سے تڑپ تڑپ کر جان دیدی۔ مرتے دم تک زبان رام رام رٹتی رہی اور یہی نام لیتے لیتے زبان بند ہو گئی۔ اسی عرصے میں پرسرام جی جنگل سے آئے جمدگن جی کو دیکھا تو مردہ صد سالہ کے برابر۔ روئے پیٹے سر دھنا اور آگ بگولا ہو کر دشمنوں پر جا برسے آناً فاناً میں سہسر باہو کے تمام بیٹوں کو قیمہ کر ڈالا ساری فوج کاٹ کے رکھ دی۔ چھتریوں کے خون سے زمین لال ہو نا درکنار پرسرام جی نے انہیں کے خون سے کرکشیتر میں پانچ کُنڈ لبریز کئے اور پتروں کو جل دینے کی رسم اُسی خون سے ادا کی۔ کشیپ کو اور برہمنوں کے ساتھ زمین عطا کرنے کے علاوہ سونے کا ایک چبوترہ دان کیا۔ جس کی بلندی ۳۶ ہاتھ اور لمبائی ۴۰ ہاتھ تھی ❖

یہاں پر آکرت برن نے پرسرام جی کا ذکر خیر ختم کیا اور چودش کے روز راجہ جدھشٹر کو مہاراج ممدوح کے درشن حاصل ہوئے ادھر سے پرستش ادھر سے نوازش رات اسی آنند میں گزری +

ادھیائے ۵۴

پربھاس چھیتر کی جاترا۔ سری کرشن جی و بلرام جی کی ملاقات۔ بلرام جی اور ساتکی کا راجہ جدھشٹر کی حالت پر تاسف۔ درجودھن وغیرہ کے خلاف جوش و خروش۔ سری کرشن جی و راجہ جدھشٹر کی دلاسا دہی

پرسرام جی سے رخصت ہوکر راجہ جدھشٹر نے آگے کی منزل میں قدم رکھا سمندر کے کنارے تمام تیرتھوں کے درشن کئے سمندر اور پرستشانندی کے سنگم پر اشنان کیا وہاں سے گوداوری گوداوری سے دراوڑ دیش پہنچے اگست رشی کے نام سے منسوب اگست تیرتھ پر قیام کیا۔ یہاں ارجن کے عجیب وغریب اوصاف سے واقفیت ہوئی۔ پھر سوپاک تیرتھ ہوتے ہوئے دیوتاؤں کے یگیہ استھان میں دوچیک رشی کے فرزند کی بیدی پر پہنچے وہاں کے رشی آشرموں مندروں کے درشن کئے دان پُن کرکے پربھاس چھیتر میں وارد ہوئے بارہ روز تک نرجل اور نراہار برت رکھا اتفاق سے سری کرشن جی اور سری بلدیو جی بھی وہیں رونق افروز تھے جدھشٹر کی موجودگی کی خبر پاکر لاؤ لشکر کے ساتھ برہمنوں کو لئے ہوئے پہنچے جس وقت راجہ جدھشٹر اور دروپدی وغیرہ کو فقیرانہ لباس پہنے اور فرش خاک پر بیٹھے ہوئے دیکھا آنکھوں میں خون اُتر آیا۔ خون کے گھونٹ پی کر رہ گئے مگر خیر دیدہ خواہد شد کے خیال سے غصہ تھاما اور باہم بغلگیر ہوئے۔ مزاج پرسی کی سری کرشن

جی کو دروپدی کی حالت زار پر بڑا افسوس ہوا وہ کہتے تھے کہ ہائے کہاں یہ پھول سے
نازک جسم - آفتاب و ماہتاب کی آنکھیں نیچی کرنے والی صورت اور کہاں یہ بے
سروسامانی یہ عالم پریشانی - راجہ جدھشٹر نے ارجن کا حال سُنایا - تحصیل فنون
حرب و ضرب کی کیفیت گوش گزار کی - جدوبنسی زمانے کے انقلاب اور ایام کی ۹۶
گردش پہ آنسو بہاتے تھے - سوچتے تھے کہ واہ ری نیرنگی فلک کہاں راجہ جدھشٹر
کے وہ ٹھاٹھ باٹ - اقبال وہ اوج اختر تقدیر کی وہ بلندی - وہ طنطنہ و عالم
پناہی - وہ دبدبہ شاہنشاہی راجسویہ یگیہ کی وہ عظمت و شان درودگاہ کی وہ
رونق کہاں یہ آوارہ گردی یہ صحرانشینی یہ مرگ چھالے سے تن پوشی +

بلرام جی ایک آہ سرد بھر کر آنند کند سری کرشن چندر سے بولے :-
بھائی اُلٹی گنگا بہنے لگی - زمانہ اُلٹ پلٹ ہو گیا - دھرم کی برکتیں جاتی رہیں
ادھرم اچھے پھل دینے لگا - دیکھ لیجئے دھرم کی بدولت راجہ جدھشٹر کس حالت
کو پہنچ گئے - کیسی دُردشا ہو رہی ہے اس کے خلاف دریودھن کی طرف نظر کیجئے
کیسے مزے اُڑا رہا ہے - ہر وقت عیش ہر لحظہ جشن - یہ زندہ نظیر کم فہموں کے خیالات
کو عجب مخمصے میں ڈالیگی وہ سوچینگے کہ ادھرم ہی دھرم سے اچھا ہے خدا خیال کیجئے
کہ ست بادی اور دھرماتما جدھشٹر پر ایسی ایسی بد عتیں اور ناگوار حرکتیں
کرتے پر بھی دریودھن پھولتا پھلتا جائے تو انسانی عقل کو کیونکر مغالطہ نہ ہو
بھیشم پتامہ درونا چارج کرپا چارج گریبان میں منہ ڈال کر نہیں سوچتے کہ
کیسا ادھرم ہوا ہے کورو اپنے ادھرم پر اترا رہے ہیں راجہ دھرتراشٹ کو ذرا شرم
نہیں آتی - ابھی تک اس پاپ سے آنکھیں نہ کھولیں جس نے ماں کے پیٹ
ہی میں آنکھیں پھوڑ دی تھیں - کچھ شک نہیں سب کا پیالہ بھر گیا چھلکنے بھر کی
دیر ہے - آہ جن پانڈوں نے روئے زمین کے تاجداروں کو زور بازو سے سر کیا جن
کے قدموں پر بڑے بڑے مکٹ دھاری سر جھکائے رہتے تھے - اندر آسن جن
کے قدم چومنے کو ترستا تھا آج اُن کو خاک پر بیٹھنا نصیب ہے افسوس +

بلرام جی کے دل پر اس دردناک نظارے کا ایسا اثر تھا کہ اُن کی آنکھوں میں
آنسو بھر بھر آتے تھے دل سمجھانے سے نہ سمجھتا تھا اُن کی یہ کیفیت دیکھکر ستیاکی

جدو بنس شرد کٹ۔ آپ کو افسوس کی کیا ضرورت آپ کے اختیار میں سب
کچھ ہے ایک اشارے میں دنیا اُلٹ پلٹ کر سکتے ہیں تین لوک کے مالک ہمارے
مہاراج کرشن چندر کی جس پر نظر عنایت ہو اُس کو دُکھ درد کیسا آپ کا خادم حاضر
ہے حکم ہو تو اسی وقت پانڈووں کی مصیبتوں کا خاتمہ کر دے۔ میں مہاراج
کرشن چندر جی کو تکلیف دینا مناسب نہیں سمجھتا کوروُں کے لئے آپ میں
اور پردمن کافی ہیں فوج کو کوچ کا ارشاد ہو۔ ایک آناً فاناً میں تو ہستناپور کوروُں
سے پاک وصاف ہو جائیگا۔ آپ چل کر ذرا سیر دیکھیں میں دریودھن وغیرہ کو
چٹنی کئے بغیر پانی نہ پیونگا۔ آگ کو جنگل جلاتے دیر ہو میری تلوار کی آنچ دم
بھر میں سب کو سواہا کر دے تب سند۔ تب بات جب پردمن کرپاچارج وغیرہ
کو چت کرے۔ رہے بھیشم پتامہ جی وہ اپنے آگے کسی نہیں سمجھتے تو بس
میں نے آپ کے لئے رکھا۔ چلئے میدان صاف۔ یا اپنے ہاتھ بالفعل تخت
کے مالک پردمن ہم سب اطاعت گزار۔ قول نباہ چکنے کے بعد راجہ جدھشٹر
کا راج پر دھمن تخت سے دست بردار اتنی سی بات کے لئے فضول
تامل۔ ناحق دیر +

سری کرشن جی۔ ساتکی میں تمہاری رائے تسلیم کرتا ہوں۔ بہت ٹھیک کہتے ہو
مگر مشکل یہ ہے کہ راجہ جدھشٹر کو نہ تخت کی پرواہ نہ دروپدی کو راج کی ہوس۔ یہ تو
اس پر مرتے ہیں کہ جو منہ سے کہہ دیا وہ کسی طرح نبھ جائے۔ مگر یہ نہ ہوتا تو راجہ
دروپد اور راجہ چندیری نہ معلوم کب کے میدان مار چکے ہوتے اور ہم لوگ یوں
ہاتھ پر ہاتھ رکھے نہ دکھائی دیتے۔ کیا کریں دھرم کی پابندی قول کا نباہ کچھ کرنے
دھرنے نہیں دیتا۔ خیر دن جاتے ہیں کہ راتیں۔ ایک دن یہی شدنی ہے جو ہو گی۔
ہنامہ میں ہوگی لاکھ میں ہوگی۔ بے ہوئے نہ رہیگی +

راجہ جدھشٹر۔ ساتکی جی آپ کی ہمدردی کا شکریہ۔ ہمت پر آفرین بیشک آپ کے
آگے دریودھن کچھ چیز نہیں۔ وہ آپ کی چوٹ نہیں سہہ سکتا مگر خیال کیجئے کھویا ہوا
راج تو ہر وقت مل سکتا ہے۔ دھرم جاکر ملے محال ہے۔ اس لئے میں راج سے دھرم
کو مقدم سمجھتا ہوں۔ آپ کچھ دنوں صبر کریں۔ آپ کی ہوس نکالنے کے دن دور نہیں

ابھی مَیں تیرتھ برت کر رہا ہوں اس سے فارغ ہو کر اسی جگہ حاضر ہو گا +
یہ کہکر راجہ جدھشٹر نے مہاراج کرشن چندر جی و بلرام جی وغیرہ کی ذرہ نوازی کا شکریہ ادا کیا اور رخصت ہو کر وہاں سے آگے بڑھے +

ادھیائے ۵۵

پیسونی ندی اور جمنا ندی کی جاترا

راجہ جدھشٹر پیسونی ندی پر وار د ہوئے لومس رشی نے فرمایا کہ راجہ نرگ نے اسی مقام پر یگیہ کیا تھا اور چیون رشی کے یگیہ کا مقام وہ تالاب ہے جس کے کنارے برہمن بید خوانی کر رہے ہیں۔ چیون رشی اچھے مہاتما تھے۔ ان کی استری کا نام سوکنیاں تھا۔ اسونی کماروں کی طبیعت سوکنیاں کے حسن وجمال پر فریفتہ تھی۔ اُنہوں نے بہت پاپڑ بیلے کہ سوکنیاں اُن سے ہم بغل ہو چیون رشی کو تلانجلی دے مگر اُس نے راہِ وفا سے منہ نہ موڑا دو ٹوک جواب دیکر تنکا سا توڑ دیا۔ اسونی کمار اُس کی پاک دامنی سے خوش ہوئے جوش عاطفت سے چیون رشی کو بڑھاپے میں جوانی عطا کر دی اور چیون رشی کے یگیہ میں انہیں نے امرت مرحمت فرمایا۔ راجہ اندر اس بات پر ناراض ہوئے۔ بجر تانا کہ رشی کی ہڈیاں چور کر دیں مگر جس طرح ہاتھ اُٹھایا تھا اُسی طرح رہ گیا۔ ہل نہ سکا چیون رشی اندر کی شرارت سے برہم ہوئے۔ اُنہوں نے کرتیا کو پیرایۂ ظہور پہنا کر اندر کی سرکوبی کا انتظام کیا۔ اندر گھبرائے جان میں جان نہ رہی۔ عذر خواہی کی معافی مانگی۔ رشی جی نے خطا در گزر کر دی اندر کا ہاتھ ٹھیک ہو گیا +

راجہ جدھشٹر نے یہاں فرائض لازمی ادا کرکے سندھو بن کا راستہ لیا آرچیک پربت پر مُرت دیوتا کی دوامی قیامگاہ میں رشیوں سے ملے پھر جمنا جی میں اشنان کئے۔ جمنا جی کون ہیں اس کے متعلق لومس رشی بولے۔

سورج بھگوان کی صاحب زادی سری کرشن چندر کی پٹ رانی ان کا اعتقاد

جم کا خوف پاس پھٹکنے نہیں دیتا جو نہائے سیدھا سُرگ کو جائے - راجہ ماندھاتا نے اسی تیرتھ کو اپنے لئے منتخب کیا تھا +

ادھیائے ۵۶

راجہ ماندھاتا کا تذکرہ

راجہ جدھشٹر راجہ ماندھاتا کا تذکرہ سُننے کے مشتاق تھے چنانچہ لوس رشی نے گوہر سنجی فرمائی کہ

اکشواک کی نسل میں یوناسو راجہ کو بے اولادی کا غم تھا - چراغ خاندان کی فکر میں لاکھ تیل پانی ایک کیا مگر شمع آرزو نے لو نہ دی - آخر راج وزیروں کے متھے منڈھا اور خود بھارگو آشرم میں چل دئے وہاں پہنچکر یگیہ کی ٹھانی یگیہ ہُوا پانی میں منتروں نے تاثیر بھری کلس اُٹھا کر احتیاط سے رکھا گیا - ہدایت ہوئی کہ رانی سویرے یہی پانی پیئے - اتفاق کی بات - رات کو راجہ یوناسو پیاس سے بیچین ہوئے اور بے سمجھے بوجھے وہی پانی پی گئے سویرے دیکھا گیا تو کلسہ خالی - پوچھ گچھ ہوئی کہ راجہ کی غلطی تھی - بھارگو جی نے فرمایا

راجہ بُرا کیا - حمل ضرور ہوگا +

راجہ یوناسو - پھر کوئی تدبیر - میں تو مر جاؤنگا - حمل تک غنیمت ہے - لڑکا پیدا ہوگا تو کیونکر جان رہیگی +

بھارگو جی - خیر اس کو میں دیکھ لونگا - جو ہو گیا اچھا ہُوا +

حمل کے دن پورے ہو گئے راجہ کے بائیں پہلو سے فرزند کی ولادت ہوئی چہرے پر آفتاب کا جلال - صورت نور کے سانچے میں ڈھلی +

راجہ تصویر حیرت ہو رہے تھے کہ واہ عجیب قدرت ہے - ادا ہن سے اندر دیوتاؤں کو لئے وارد ہوئے - دیوتاؤں نے اندر سے کہا سب کچھ تو ہے مگر یہ فرمائیے کہ راجہ مرد لڑکے کو دودھ کون پلائیگا +

اندر - اس کی پرورش کا ذمہ دار میں - میری چھنگلی چوسنا اس کے لئے شیر مادر

سے زیادہ ہوگی +
اس موقع پر اندر کی زبان سے ماندھاتا کا لفظ نکلا تھا جس کے معنے ہیں میں پرورش کرونگا۔ پس یہی لفظ سب کی زبان پر چڑھ کر نام بن گیا اور اسی نام سے اس نونہال گلشن اقبال کی شہرت ہوئی۔ اندر جی کی چھنگلی میں امرت کی سی تاثیر تھی۔ ماندھاتا بہت جلد ماہ نو سے ماہ ہفت ہوگیا کمسنی ہی میں وید حفظ کرلئے تیراندازی گویا گھٹی ہی میں پڑی تھی۔ فنون حرب وضرب میں استاد وقت اس کے سامنے کان پکڑنے لگے۔ راجہ ماندھاتا نے خود پیشانی پر قشقۂ فرمان روائی کھینچا۔ جواہرات خود بخود خزانے میں پٹ گئے۔ ماندھاتا بڑا دھرما تما تھا خوب جی بھر کے یگیہ کئے۔ قندھار فتح کیا۔ شام کل کے فرمانروا کو قید حیات سے نجات دی۔ جب چولا چھوٹا اندر آسن پر بیٹھنے کو نصف جگہہ ملی +
اتنا فرماکر لومس رشی نے بتایا کہ کورکشیتر میں جو دیو یجن استھان آپ نے دیکھا وہ اسی راجہ ماندھاتا ہی کی یادگار ہے

ادھیائے ۷۵

مختلف تیرتھوں کے درشن

راجہ جدھشٹر نے پھر اور مختلف تیرتھوں کے درشن کئے جن کے نام مع کیفیت ضروری درج ذیل کئے جاتے ہیں +

تیرتھوں کے نام مختصر کیفیت لومس رشی کی زبانی +

ملکشا دتین دجمنا کا تیرتھ۔ سُرگ کا دروازہ۔ راجہ بھرت۔ کے یگیہ کا مقام۔
جدھشٹر کو اس میں اشنان کرتے ہی کل عالم نظر آنے لگے ارجن کو بھی انہوں نے آنکھوں سے دیکھا) +

سُرستی — اس مقدس ندی پر مرنے والے کو بیکنٹھ نصیب ہوتا ہے دکش پرجاپت نے اپنا یگیہ کھے یہیں بردان دیا تھا +

بشن تیرتھ متصل سرستی	اس مقام پر سرسوتی زمین میں غائب ہو گئی ہیں وجہ یہ کہ نکھاد راجہ کی قلمرو کا دروازہ یہی سمجھی جاتی تھیں۔ یہ ذلت گوارا نہ ہوئی اور زمین میں سما گئی +
چمسو بھیدن	یہاں سرسوتی جی نمودار ہوئی ہیں اور مقدس ندیوں کا اتصال ہوا ہے +
سندھو تیرتھ	یہاں لوپامدرا اور اگست رشی کا سمبندھ یعنی تعلق شادی ہوا تھا +
پربھاس	اسے اندر کا تیرتھ کہتے ہیں دافع عذاب و بخشندہ ثواب ہے،
بشن پد	بہت مقدس +
بیاشاندی	بششٹ جی کو جب فرزند کا غم ہوا تھا تو رسی سے ہاتھ پاؤں جکڑ کر اسی ندی میں ڈوبنے لگے تھے مگر بچ گئے رسی کی بندشیں کھل گئیں +
کاشمیر منڈل	کامل الوقت رشیوں کا مقام سکونت۔ یہیں کاشیپ ججاتی عالم و فاضل رشیوں کا مکالمہ ہوا تھا +
مانس پہاڑ	اس مقام پر اشنان کرنے سے نجات حاصل ہوتی ہے یہاں پرسرام جی قیام پذیر رہے تھے +
اوجانک تیرتھ	اسکند بششٹ ارن دھوتی کے سمیت بیٹھنے کا مقام +
کش وان سرودر	لکشمی جی کا آشرم اور کنولوں کی بہار اسی تالاب میں ہے +
بھرگو تنگ پربت	
بیسا ندی	پانی بہت صاف +
چلا او پچلا متصل جمنا	ان ندیوں کے قریب راجہ شوی عرف اوشی نر نے یگیہ کیا تھا جس میں اندر نے ان کے دھرم کی آزمائش کی کسوٹی پر کسا تھا اندر باز بنے۔ اگنی دیو کبوتر۔ کبوتر آگے باز پیچھے۔ اس کو خوف جان اس کو شکار کی فکر۔ کبوتر بھاگا تو راجہ شوی کے پاس جا چھپا باز بھی جھپٹا ہوا پہنچا راجہ بولے کبوتر کو معاف کر دو۔ کیونکہ

پناہ میں آچکا +

باز - میری خوراک آپ نہ دینگے تو کھاؤنگا کیا +

راجہ - کبوتر کے ہم وزن میں گوشت دیتا ہوں +

باز - اچھا یہی سہی یہاں پیٹ بھرنے سے مطلب ہے +

راجہ نے گوشت کاٹ کر ترازو میں رکھا تولا تو کبوتر کے وزن سے کم - اور گوشت کاٹا - پھر پلہ اونچا آخر سارا گوشت کاٹ کاٹ کے تلوا دیا - لیکن ڈنڈی پوری نہ ہوئی - ناچار خود پلہ میں بیٹھ کر کہا کہ اب تو تول میں کمی نہیں - جب راجہ اندر ہمت و جرأت اور دھرم کی پختگی کو دیکھ کر خوش ہو گئے فرمایا آفرین راجہ شیوی تم بڑے دھرماتما ہو تمہارا نام ہمیشہ زندہ رہیگا +

ادھیاے ۵۸

سمنگا ندی کی جاترا لومس جی کی گوہر افشانی یعنی اشٹابکر جی کی راجہ جنک کے یگیہ میں تشریف بری - راجہ جنک سے رمز کی باتیں - عالمانہ و عاقلانہ سوال و جواب

جب راجہ جدھشٹر وغیرہ سمنگا ندی پہ اشنان کرنے کو گئے تو لومس رشی نے فرمایا "اس ندی میں اشٹابکر جی کا کوبڑ درست ہوا تھا - بڑا مشہور تیرتھ ہے +

راجہ جدھشٹر - اشٹابکر جی کون تھے - اُن کا کچھ حال ؟

لومس رشی - اشٹابکر جی بڑے عقل کے پتلے تھے - لیاقت بات بات سے ٹپکتی تھی - ابھی بالکل نو عمر تھے اچھی طرح ہاتھ پاؤں بھی نہ نکالے تھے کہ راجہ جنک کی دھوم دھام سُنکر اپنے ماموں سویت کیت کے ساتھ یگیہ میں جا پہنچے - سن کچھ نہ تھا عمر بالکل تھوڑی تھی - دربانوں نے روکا کہ یہاں چھوکروں کا کام نہیں - سن رسیدہ زمانہ دیدہ [illegible] کوئی بڑا شخص نہیں ہو سکتا جدید یا تھی ہو علم ہو

ایشور کے واسطے ایک نظارہ دکھا دیجئے - آپ کی قدرت کا ظہور قہر ترحم کے ہوتے مجھے جمال مقدس کے دیکھنے کی تاب نہ ہو ممکن نہیں آپ جو چاہیں وہی ہو سکتا ہے +

مہابیر جی نے بڑی منت وسماجت پر بڑی توجہ سے نظر کی اور سروپ بدلا - اس وقت اُن کی جسامت اور قدوقامت نے گندھمادن پربت کا سر نیچا کر دیا آنکھیں سرجا شرخ جیسے دہکتا ہوا انگارہ - بھویں قوس قزح کی طرح خمیدہ چہرے کا جلال وہ کہ آنکھ ٹھہرنا مشکل معلوم ہوتا تھا - کہ پہاڑ پر ایک اور پہاڑ آسمان سے باتیں کرنے لگا - کیلے کے تمام درخت چُرمُرا گئے دم لپیٹ کر وہ زانو ہو بیٹھے تو چاروں دانگ عالم میں نور ہی نور برس گیا - بھیم سین انوار تجلی پر نظر نہ جما سکا پلکوں نے آنکھوں پر پردہ ڈال دیا +

ہنومان جی ہنسے اور کہا کہ

بس اتنے ہی میں گھبرا گئے کہیں میدان جنگ کا سروپ دیکھو تو جانے کیا حال ہو - بھیم سین نے عرض کی کہ

آپ کے سروپ پر نگاہ نہیں ٹھہرتی - آپ کی قدرتوں کا کیا ٹھکانا میں تو حیران رہ گیا کہ یہ صورت یہ ڈیل ڈول جس پر سایہ بھی پڑ جائے اس کی ہڈیاں چکنا چور ہو جائیں انسان کیا پہاڑ بھی ہو تو سرمے کی طرح پس جائے لیکن ایک حیرت بڑی بھاری ہے +

ہنومان جی - وہ بھی کہہ ڈالو دل میں نہ رکھو +

بھیم سین - جب آپ میں ایسی قدرت ایسی طاقت تھی تو ہزاروں زحمتیں اُٹھانا کیوں منظور کیں - راون آپ کی ایک ادھ جھڑ بھی تو نہ سہہ سکتا +

ہنومان جی - بیشک راون کچھ مال نہ تھا - میں ہر وقت مسل سکتا تھا مگر میں اس سے مہاراج رامچندر جی کے دست قدرت کی شہرت نہ ہوتی - اچھا خیر اب تم جاؤ کنول لے آؤ - پَون جی تمہارے محافظ ہیں - کچھ خوف کی بات نہیں پہلے سوگندھک بن ملیگا - پھر کوبیر کا باغ - باغ میں یکشوں اور گندھربوں کا پہرہ ہے اُن سے ادب کے ساتھ پیش آنا - دیوتا عاجزی پسند کرتے ہیں اس لئے منت و سماجت سے کام [illegible] گے تو خرابی ہوگی - جو

لوگ بے سمجھے بوجھے کام کر بیٹھتے ہیں۔ اُن کو نقصان اُٹھانا پڑتا ہے دھرم دھرم نہیں رہتا بزرگوں کی فرمانبرداری و خدمتگزاری سے تھوڑی سی عقل والا بھی عقل کا پتلا بن جاتا ہے۔ عقلمندی یہی ہے کہ عقل و انکسار سے حصول مطلب کرے جس مقصد وری کے لئے منتر کی ضرورت ہو تو خود دوسری نہ کرے۔ بلکہ برہمن سے مدد لے پیغامبر کو اچھی طرح ایک ایک بات ذہن نشین کرا دینے سے مطلب براری میں فرق نہیں پڑتا۔ جو باتیں راز کی ہوں وہ دل ہی دل میں رکھے۔ عورت بچے۔ لالچی۔ رذیل۔ نشہ باز اور جاہل سے تذکرہ ہوا تو بس بھید نہ کھلنا محال۔ راجہ وہی دانش پسند ہے جس سے مشیر کار لائق۔ دوست ہوا خواہ۔ منتظم حکومت عادل اور قانون دان ہوتے ہیں۔ دھرم کے معاملات میں برہمنوں ہی کا دخل لازمی ہے۔ عورتوں کے پاس مردوں کا کچھ کام نہیں۔ شریروں کی سرکوبی والئے ملک کا فرض ہے۔ ظالموں کی سزا دہی کے لئے نرم دل حاکم مقرر کرنا جائز اور پناہگیر کو پناہ نہ دینا گناہ ہے +

اے بھیم سین جو دھرم میں نے کہے یہ سب کشتریوں کے ہیں۔ ان کو لوح دل پر نقش کر لو۔ خیال رکھو کبھی ان میں فرق نہ آنے پائے جپ تپ اور یگیہ سے جس طرح برہمنوں کو نجات ابدی حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح کشتریوں کو رعیت پروری سے ظالموں کی سرکوبی سے اور بیشوں کو مہمان نوازی اہل ریاضت کی خدمتگزاری ہر کار خیر میں دادو دہش سے +

ادھیائے ۶۸

ہنومان جی کا جوش محبت بھیم سین کو فتحمندی کا بردان

کشتریوں کا اُپدیش سُنا کر ہنومان جی نے قد چھوٹا کر لیا اور بھیم سین کو چھاتی سے لگا کر بدن میں ایسی طاقت بھر دی کہ بھیم سین کے ڈنڈ بازوؤں کی صورت ہی کچھ اور ہو گئی۔ بھیم سین نے بہت شکر ادا کیا اپنی خوش قسمتی کو دُعائیں دیں

سے سراہ کر قدم چھُو لئے۔ ہنومان جی کے دل میں محبت کا خاص جوش پیدا ہُوا ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے بھیم سین سے کہا

بھائی بس اب گھر جاؤ۔ یہاں آنے کا حال کسی سے نہ کہنا۔ جب کوئی کام پڑے تو میری یاد فائدہ دے رہیگی۔ جب سے مَیں نے تمہارا جسم چھُوا میری چشم دل میں بھگوان رامچندر کی موہنی تصویر پھر گئی واہ کیا سروپ ہے کیا جلوہ نور بیان نہیں ہو سکتا چلو اس درشن کا بھی پھل تم پا گئے۔ اب جس چیز کی ہوس ہو مجھ سے بیان کرو۔ اگر دھرتراشٹ کے نالائق بیٹوں کی سزا منظور ہو تو ابھی ہستناپور جاؤں سب کو خاک پر سلاؤں۔ طبقے کا طبقہ اُلٹ ڈالوں *

بھیم سین۔ کس زبان سے شکریہ ادا کروں۔ آپ کی قدرت سے کوئی بات بعید نہیں۔ آپ کا ساحامی ومربی جب ہم سب پر مہربان ہے تو ہمیں کس کا ڈر کس بات کی خواہش۔ آپ کا جس وقت دھیان کرینگے۔ تو دشمنوں کا مار لینا کیا مشکل ہے *

ہنومان جی۔ تم بھی پون پتر ہو۔ مَیں بھی پون کمار۔ اس رشتے کا لحاظ مجھے ہر وقت رہیگا۔ جس وقت معرکۂ جنگ میں تم گرجو گے۔ تو میری شیر کی سی گرج بھی ہم آواز ہو کر دشمنوں کے پتے پھاڑیگی۔ ارجن کی دھجا کو مجھ سے زینت رہیگی۔ تم جیتو گے دشمنوں کا نام ونشان باقی نہ رہیگا۔ اچھا ہے اب رخصت * اتنا سنتے ہی بھیم سین دیکھتا ہے تو ہنومان جی ندارد۔ آنکھیں ڈھونڈتی رہ گئیں *

ادھیائے ۶۹

بھیم سین کی منزل مقصود پر رسائی راستے کے دلچسپ نظارے

بھیم سین نے وہاں سے قدم اُٹھایا۔ مہابیر جی کے بتلائے ہوئے راستے پر چلے تو گندھ مادن پربت کے جنگلوں اور چشموں کی بہار کچھ عجب دلآویز دیکھی ہر جگہ ہاتھیوں کے جھنڈ۔ ہرنوں کا ہجوم۔ ہر ایک اپنی کلیلوں میں مست پرندوں

کو جھیلوں سے کام ندی پر رسائی ہوئی تو ہنس ہی ہنس دل لبھاتے ہوئے نظر آئے۔ سنہری رنگ کے کنولوں نے دل کا کنول کھلا دیا۔ صاف شفاف پانی رواں۔ کلکشی کوبیر کے باغ میں جوبن پر چار طرف جھیلیں۔ راچھسوں اور یکشوں کا پہرا۔ نیلے اور سنہری کنولوں کی دلفریب خوبصورتی۔ بھیم سین کو اس پر فضا مقام نے قدرتی نظارے سے دروپدی کی یاد آ گئی۔ جھرنے دیکھ کر منہ میں پانی بھر آیا۔ دو گھونٹ پیئے تو قند کا مزہ آ گیا۔ کلیجہ تر ہو گیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ امرت نیچے اترا ہے۔ وہیں پشکر اپنی بہار دکھا رہی تھی۔ سرخ سرخ یاقوت کے ہم رنگ کنولوں سے شفق شام گرد تھی۔ بھیم سین کو آتے دیکھ کر پہرے والوں کو حیرت ہوئی کہ یہ شخص کون ہے۔ بدن پر مرگ چھالا۔ بازو پر جبڑا ؤ جوشن گلے میں موتیوں کے ہار۔ ہتھیار زیب تن۔ اس کے یہاں آنے کی وجہ سمجھ راچھس دشمن کی طرف دوڑ آئے۔ دریافت کیا ÷

کون ہو۔ کیا کام ہے۔ فقیرانہ لباس پر یہ سلاح جنگ کیسے؟

ادھیائے ۶۰

کنول کے جنگل میں بھیم سین اور راچھسوں کی لڑائی بھیم سین کی فتح۔ کنولوں کی دستیابی

بھیم سین نے راچھسوں کے سوال پر جواب دیا کہ

راجہ یدھشٹر کا قوت بازو ہوں۔ سب بھیم سین کہتے ہیں ہم سب بدر کا شرم میں قیام پذیر تھے کہ اس طرف سے کنول کا ایک سنہرا پھول وہاں جا گرا مہارانی دروپدی میری دھرم استری ہے اس نے پھول بہت پسند کیا اور مجھے ایسا ہی پھول لانے کی فرمائش کی۔ چنانچہ ایشور نے یہاں پہنچا دیا صرف پھول لے جانا مقصود ہے ÷

راچھس۔ جانتے ہو یہ مقام کس کی سیرگاہ ہے؟ مہاراج کوبیر جی کی۔ یہاں

پرند پر نہیں مار سکتا - ہوا کا بھی گزر نہیں - یکش اور دیورشی کیا دیوتاؤں کی بھی مجال نہیں - کہ پانی کا چلو منہ سے لگالیں - اگر کوئی بھولا بھٹکا آجاتا ہے تو موت پیچھا نہیں چھوڑتی - تم کہاں بھول پڑے - پھول پانا کیسا دیکھنا بھی ممکن نہیں - ہاں کویر جی اجازت دے دیں تو یہ اور بات ہے اگر اُن کی خلاف مرضی جرأت کی تو جان سے ہاتھ دھوئے بغیر مفر نہیں +

بھیم سین - مدعی سُست گواہ چُست - کویر جی کہاں ہیں اُن کا حکم دکھاؤ دوسرے مجھے اُن کی اجازت سے غرض - کیا یہ مقام اُن کا بساہا خریدا ہے کویر کا یہاں کچھ اجارہ نہیں جو اُن کو استحقاق حاصل ہے وہی دوسروں کو پھر میں کیوں اُن کے سامنے ہاتھ پھیلاؤں؟

راچھس - واہ واہ - یہ غرّے ڈبے - پرائے بُتّے پر جھینگر چڑھ بیٹھا کہنے لگا کہ بقچہ میرا ہی ہے اچھے آئے +

بھیم سین - تو پھر آنکھیں کھول دوں - لو دیکھو سیر دکھاتا ہوں +

یہ کہکر بھیم سین نے ایک دوڑ ماری تو بس کنولوں کے پاس ہی تھا -

راچھس آگ بگولا ہو کر جھپٹے ڈانٹا کہ خبردار آگے نہ بڑھنا نہیں تو بری ہوگی +

بھیم سین - جاؤ ہوا کھاؤ - مرد ہے ہو تو روک لو +

اب کیا تھا راچھس ہتھیار لیکر جھپٹ پڑے - بھیم سین نے بھی گدا اٹھایا - مار دھاڑ شروع ہوئی - گدا جس پر پڑا ہاڈی پسلی چور کر دیا - راچھسوں کے ہتھیار کچھ نہ بنا سکتے تھے - لاش پر لاش گرتے دیکھ کر راچھسوں کے جی چھوٹ گئے - سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے - جس کا جدھر سینگ سمایا جان بچا گیا کچھ کویر جی سے روتا ہوئے سرگذشت سنائی - حکم ہوا کہ

بھیم سین سے فرشتے بھڑنے کی ضرورت نہیں - شوق سے پھول لے جائے - راچھس اپنا سامنہ لیکر رہ گئے بھیم سین کے پاس آئے عرض کی -

آپ کو کنول لے جانے کی اجازت ہو گئی - کویر جی خوشی سے حکم دیتے ہیں +

بھیم سین - اُن کی عنایت - تم سب کی مہربانی - یہ کہکر بھیم سین نے چوٹی

کے پھول چُن لئے اور وہیں کھڑے ہوکر سیر دیکھنے لگا ✣

ادھیائے ۱۷

گھٹوت کچ کی مدد سے راجہ جدھشٹر وغیرہ کی پشکرنی میں تشریف بری بھیم سین سے ملاقات - قیام

بیشم پائن فرماتے ہیں - راجہ جنمیجے بھیم سین نے جس وقت راچھسوں پر گدا چلانا شروع کیا - اس غضب کی آندھی چلی کہ پہاڑ تک ہل گئے بادل کی گرج نے کانوں کے پردے پھاڑ دئے - جدھشٹر اس وقت گندھ مادن پر تھے وہ چونک پڑے کہ معاملہ کیا ہے - دروپدی جی سے پوچھا

بھیم سین دیر سے دکھائی نہیں دیا کہیں کسی سے لڑائی تو نہیں ہو رہی ہے ✣

دروپدی - کنول کا پھول لینے کے لئے گئے ہیں - میری فرمائش تھی ✣

راجہ جدھشٹر - تو بے شک کہیں گھمسان لڑائی ہو رہی ہے وہ طاقت کے زعم میں ہاتھی کی طرح مست رہتا ہے - پہاڑوں کی اُس کی ایک زقند کے سامنے کچھ بساط نہیں - ایسا نہ ہو کہ کسی غصہ ور تپشوی سے بھڑ پڑا ہو پیارے گھٹوت کچ چلو بھیم سین کے وہاں چلیں دیکھیں کیا معاملہ ہے - گھٹوت کچ دروپدی کو اور رچھس سب ہمراہیوں کو لے اُڑے پل مارتے دیکھا تو پشکرنی میں راچھسوں کی لاشیں ڈھیر ہیں - بھیم سین چشمے کے کنارے کھڑا ہے - آنکھیں سُرخ خون کبوتر گدا ہاتھ میں ✣

راجہ جدھشٹر بڑے جوشِ محبت سے پاس گئے سینے سے لگایا اور کہا یہ لاشیں کیسی - کیا کسی سے کچھ بگڑ گئی - کہیں کسی دیوتا سے تو دو نہیں بیٹھے؟

بھیم سین - میں پھول لینے آیا - راچھس مزاحم ہوئے - میں نے لاکھ طرح دی - مگر کیا ہوتا ہے - موت سے کسی کا بس نہیں سب کے دن پورے ہو چکے تھے گدا کے سامنے آگئے میرا کچھ قصور نہیں ✣

راجہ جدھشٹر- خیر جو کچھ ہوگیا وہ تو ہو گیا- آئندہ سے ایسی خونریزی نہ کرنا زیادہ غصہ ٹھیک نہیں *

یہ فرماکر اُنھوں نے پھول لے لئے اور دروپدی کو دے کر سب ہمراہیوں کے ساتھ پشکرنی کی سیر سے دل بہلانے لگے- اتنے ہی میں بہت سے راکھس حاضر ہوئے راجہ جدھشٹر نے سب کی آؤ بھگت کی اور وہیں ٹھہر کر ارجن کے ارجن کے انتظار میں چشم براہ رہنے لگے *

ادھیاے ۶۲

جٹاسر دیت کی برہمن کے بھیس میں شرارت- راجہ جدھشٹر دروپدی وغیرہ کو لیکر فراری- بھیم سین کے ہاتھ سے قتل

راجہ جدھشٹر پشکرنی اور کنو تنی کی سیر سے بہت محفوظ ہوئے- جوش مسرت سے بھائیوں سے بولے :-

ہم لوگ کیسے خوش نصیب ہیں کہ تمام متبرک و مقدس تیرتھوں کے درشنوں سے جنم سپھل کرنے کا موقع حاصل ہُوا- جہاں دیوتاؤں کی رسائی دشوار ہے وہاں ہم پہنچیں- ایشور کی خاص مہربانی اور تقدیر کی رہنمائی ہے اب مجھے خواہش ہے کہ کویر پوری کی کیوں ہوس باقی ہے راجہ جدھشٹر نے جونہیں منشاے خاطر کا اظہار کیا- یہ صداے غیب سنائی دی کہ

کویر پوری کا عزم فضول ہے وہاں رسائی محض ناممکن- بدھ کا شرم کا راستہ پکڑو وہاں پہنچنے پر بدرکا پوریا کی سیر کرنا بڑا عمدہ مقام ہے باکمال لوگ وہیں نظر آئینگے- اس سے آگے ارشٹ سین کی قیامگاہ ملیگی- قابل دید ہے *

اس آکاش بانی پر سب نے کان لگادئے غور سے سُنا پھر دیکھا تو پھولوں کی بارش ہورہی ہے خوشبو سے بسی ہوئی ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں سے دماغ معطر اور دل ہوگیا [illegible]

بس خاموشی سے چلے چلو۔ ٹھہرنے کا موقع نہیں۔ آواز غیب کی تعمیل واجب ہے +

راجہ جدھشٹر وغیرہ نے اُسی وقت وہاں سے بدریکاشرم کی راہ لی پہنچے تو ایک تازہ شگوفہ کھلا گھٹوتکچ کے ہمراہی راچھسوں سے ساز کر کے جٹاسر نامی راچھس برہمن کے بھیس میں یہاں آیا اور لیاقت کا کرہ کا سناتا ہوا برہمنوں کی منڈلی میں شامل ہوگیا۔ غرض یہ تھی کہ پانڈووں کے ہتھیار ہتیا کر دروپدی کو اُڑا لے جائے۔ کسی نے بہروپ نہ پہچانا سب سمجھے کہ برہمن ہے چنانچہ راجہ جدھشٹر نے بھی اچھی طرح خاطر تواضع کی۔ ایک روز راجہ جدھشٹر نے گھٹوتکچ کو رخصت کیا۔ سب ساتھی راچھس اُس کے ہمراہ گئے بھیم سین شکار کھیلنے چلا گیا۔ قیام گاہ پر صرف جدھشٹر رہ گئے اور دروپدی سہدیو اور نکل۔ باقی ہمراہیوں میں سے کوئی اشنان کو گیا کوئی پھول پھلوں کی تلاش میں۔ جٹاسر نے خالی موقع پاکر اصلی صورت ظاہر کی اور جدھشٹر دروپدی وغیرہ کو اُٹھا کر وہاں سے چلتا ہوا۔ سہدیو تو تلوار گھسیٹ کر قابو سے نکل بھاگا اور آواز دیتا ہوا بھیم سین کی تلاش میں چلا۔ یہاں دروپدی وغیرہ مصیبت میں مبتلا تھے راجہ جدھشٹر نے کہا

اے بے ایمان راکشس۔ ہم لوگوں کے لے جانے سے تیرا کیا فائدہ ہوگا۔ جانور تک کچھ دھرم کا خیال کرتے ہیں مگر تو اُن سے بھی بدتر ہے۔ رعیت پرور راجوں کے ساتھ یہ بدسلوکی سخت گناہ ہے۔ تُو نے میرا نمک کھایا وہ پھر مجھی سے نمکحرامی۔ جس تھیلی میں کھانا اُسی میں چھید کرنا +

راجہ جدھشٹر نے اس طرح بہت سمجھایا مگر راچھس کان میں تیل ڈالے رہا

راجہ جدھشٹر نے کہا اچھا ذرا سا دھرم کا کرشمہ دیکھ۔ یہ کہکر بدن ایسا بھاری کرلیا کہ اُس کے قدم بوجھل ہو گئے تیزی سے چل نہ سکا۔ اُدھر سہدیو یہ کہتا ہوا لپکا کہ بھائی صاحب گھبرائیگا نہیں۔ آتا ہوں۔ چھتریوں کے لئے لڑائی سے منہ موڑنا درست نہیں۔ یا دشمن کے ہاتھ سے قتل ہو یا غنیم کو چت کرے آواز کے ساتھ سہدیو وہاں آپہنچا اور لڑائی شروع ہوئی پکڑ دھکڑ ہونے لگی کبھی راچھس سہدیو [illegible] پچھاڑتا تھا دو طرفہ

گھونسے چل رہے تھے اور ہاتھیوں کی سی ٹکریں لڑ رہی تھیں اتنے ہی میں بھیم سین آ پہنچا۔ جدھشٹر وغیرہ کی جان میں جان آئی۔ بھیم سین نے آتے ہی ڈپٹا کہ او بدمعاش جاتا کہاں ہے تیری موت آ گئی۔ پہلے میں نے برہمن کے بھیس کی رعایت کی تھی۔ ورنہ کب کا ختم کر دیتا۔ یہاں ایسے بہروپ صورت دیکھتے ہی پہچان لیتے ہیں۔ یہ نہ سمجھ کر بھیم سین کی نظر بھی دھوکا کھا گئی تھی اچھا اب سنبھل۔ راچھس ایک پہاڑ رکھا ہوا تھا۔ اس سے نہ معلوم کتنے پہلوان مارے پچھاڑے تھے۔ وہ بھی پینترے بدل کر کھڑا ہو گیا اور لڑائی چھڑ گئی۔ وار پر وار ہونے لگے۔ اس مارپیٹ میں جدھشٹر وغیرہ اس کے پنجے سے چھوٹ کر چاہتے تھے کہ زخمی کر دیں مگر بھیم سین نے کہا

کوئی تکلیف کی ضرورت نہیں میں اسے اکیلا کھا جاؤنگا۔ اس میں جان ہی کیا ہے۔ راچھس ہلکا ہوا تو اور بھی شیر ہوا۔ برابر کی چوٹیں چلنے لگیں گھونسوں سے مطلب نہ نکلا تو درختوں کی مار شروع ہوئی۔ درختوں سے جی بھر گیا تو کشتی کی ٹھہری خوب زور ہونے لگے کوئی داؤں پیچ اٹھا نہ رہا لڑتے لڑتے بہت دیر ہو گئی تو راچھس کا دم پھول سانس اکھڑنے لگی۔ بھیم سین نے ہاتھ اٹھایا اور گرد سے زمین پر پٹک کر ایسا گھسا دیا کہ ہڈیاں چور چور ہو گئیں۔ گردن پر وہ تلا ہوا ہاتھ پڑا کہ تسمہ نہ لگا رہا۔ راچھس کے مرتے ہی شور تحسین و آفرین بلند ہوا بھیم سین نے راجہ جدھشٹر سے عرض کی کہ

آپ کے اقبال نے فتح پائی۔ مبارک ٭

راجہ جدھشٹر نے کہا شاباش زندہ باشد ٭

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند
بر دست و بازوے ہمت تو ملکا آفرین کنند

ادھیاے ۴٣

سویت پربت اور مالونت پربت کی جاترا۔ ارشٹ سین

وغیرہ رکھیشروں کے درشن

جٹاسر قتل ہو گیا۔ بلائے بے درمان سے نجات ہوئی۔ سب لوگ بدر کاشرم میں رہنے لگے ارجن کے انتظار میں راجہ جدھشٹر کی بے چینی بڑھتی جاتی تھی وہ کہتے تھے کہ پانچ برس گزرنے میں اب کچھ دن ہی رہ گئے ہیں۔ مگر ارجن کا پتہ نہیں۔ انتظار کی حد ہو چکی۔ اُنہوں نے سب سے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہئے یہاں رہیں کہ سویت پربت پر جا کر انتظار کریں۔ سب نے سویت پربت ہی کی صلاح دی اور قافلہ وہاں سے روانہ ہوا راستے میں جو تیرتھ پڑا اُس کے درشن کئے مقدس ندیوں میں اشنان کیا۔ برکھ پروا ایک بڑے بزرگ راج رشی تھے وہاں رسائی ہوئی تو اُنہوں نے بڑی خاطر و مدارات کی بڑی محبت سے مہمان رکھا۔ راجہ جدھشٹر بہت ممنون ہوئے۔ سب ہمراہیوں کو اُن کے سپرد کر کے خود ساتویں روز بھائیوں اور دروپدی کے ساتھ اونروت کی سیر کو روانہ ہوئے راج رشی بڑے خلیق اور مہمان نواز تھے۔ کچھ دور تک ساتھ گئے۔ راستہ بتا کر واپس آئے۔ راجہ جدھشٹر چلے تو جنگل کی بہار دنیا سے نرالی دیکھی۔ پھل چکھے تو روح خوش ہو گئی۔ پھول سونگھے تو دماغ معطر ہو گیا۔ سبزہ زار سے طبیعت ہری ہری ہو رہی تھی۔ جھرنے دل کو لبھا رہے تھے۔ پہاڑوں کی چوٹیاں چاندی سونے سے منڈھی اور جواہرات سے جڑی نظر افروز تھیں۔ ایک طرف ہرنوں کے غول ہری ہری دوب چر رہے تھے۔ دوسری طرف شیر و پلنگ بھر رہے تھے۔ نیل گائیں۔ سُرا گائیں۔ ارنا بھینسے چیتل۔ تیندوے ہزاروں قسم کے جانور گھومتے تھے۔ اونچے اونچے چھتنارے درخت جنبش بادِ بہار سے مستوں کی طرح جھومتے تھے۔ اس سیر کی دلچسپی نے گندھ مادن کی ایک دوسری چوٹی سے مالیونت پر پہنچا دیا۔ یہ چوٹی نہایت خوشنما اور گندھربوں کنہروں وغیرہ کی تفریح گاہ ہے۔ جس طرف دیکھئے ہزارہا رنگ کے پھول جدھر کان لگائے مرغانِ خوش الحان کی دلکش آوازیں ہزاروں قسم کے میوہ دار درختوں کا گننا دشوار۔ ہر درخت کے پھل کا ذائقہ خوشگوار۔ تالابوں میں جانورانِ آبی ذوق و شوق میں محو۔ درختوں پر

رنگ رنگ کے پرند اپنی دھن میں مست یہاں کرشن رشی کا آشرم تھا۔رشی جی نے وہ ریاضت شاقہ کی تھی کہ ہڈیوں کا مالا ہوگئے تھے۔گوشت کا نام نہ تھا۔ راجہ جدھشٹر وغیرہ ساستانگ ڈنڈوت کرکے وہاں پہنچے۔ برت رشی کو بھی وہیں پایا۔ارشٹ سین رشی صورت دیکھتے ہی پہچان گئے کہ پانڈو درشن کو آئے ہیں۔ اُنہوں نے کہا

راجہ جدھشٹر آپ کو بڑی مصیبت سے سامنا ہُوا مگر واہ رے استقلال دھرم سے ذرا دل اُچاٹ نہیں۔پابندی قول بدستور قائم ہے بزرگوں کی عقیدت مندی میں ذرا کمی نہیں۔ کہاں صحرا نوردی کی تکلیفیں اور کہاں دھرم کا جوش آفرین۔ بزرگوں کے دھرم کو مصیبتوں میں قائم رکھنا کارے دارد مگر تم نے مشکل کو آسان کرکے دکھادیا۔ پترلوک میں بزرگوں کی خواہش رہتی ہے کہ اُن کے بیٹے پوتے ایسے نیک کام کریں کہ اُن کی روح خوش ہو اگر اولاد نیک ہوئی تو اُن پر مُوئے پر سو دُرّے کی کہاوت سچ ہوتی ہے۔جو لوگ باپ ماں گرو۔ اگن دیو اور آتما کو ذرا سی بھی دُکھ نہیں دیتے خوش رکھتے ہیں اُن کے برابر دوسرا خوش نصیب نہیں۔ لوک میں بھی اُن کا اعزاز پرلوک میں بھی اُن کا شرف دو نوں اُن کے مطیع +

راجہ جدھشٹر۔ میں کسی لائق نہیں۔ آپ کے چرنوں کی برکت سے جو کچھ شُد بُد ہوسکتا ہے کرتا ہوں۔ آپ کے چرنوں کے درشن نصیب ہوئے اس لئے جو کچھ فرمائیے بجا ہے +

ارشٹ سین رشی۔ ابھی آپ نے یہاں دیکھا ہی کیسے ہے اس پربت پر ایسے ایسے کامل رشی ہیں کہ باید و شاید۔ کوئی پون اہاری ہے۔ ہوا پھانکنے کے سوا معلوم ہی نہیں کہ زبان کا ذائقہ کیا ہوتا ہے۔کسی میں وہ قدرت ہے کہ آکاش کی ہوا کھاسکے اور جہاں چاہے وہاں دم بھر میں پہنچ جائے۔ یہاں گرو جی بھی آیا کرتے ہیں۔ دیوتاؤں اور گندھروں کا تو گھر ہی ہے۔ پہاڑیوں سے جو ڑولی سے بڑے خوش آواز باجوں کی آواز دلوں کو کھینچتی ہے کبھی بین مردنگ سن لیجئے۔ کسی وقت بھیری ڈھول وغیرہ آپ بھی یہاں

ٹھہر کر باجے سُنیں۔ دیوتاؤں مہاتماؤں کو چلتے پھرتے دیکھیں انسانی آمدورفت کی حد میں یہیں پر ختم ہے اگر کوئی جائے تو راچھس آہنی سیکھوں سے بھونک ڈالیں کویر جی کی بھی آمدورفت یہاں رہتی ہے مہاتما لوگ جو عجائبات یہاں دیکھتے ہیں دوسرے کو دیکھنا نصیب نہیں۔ پھل ایسے لذیذ ایسے خوشگوار کہ امرت مات۔ کچھ دنوں اسی پربت پر قیام کیجئے اور سمجھ لیجئے کہ اقبال چمکنے کے دن قریب آ گئے۔

ادھیاے ۴۰

پانڈوؤں کو گرڑجی کے درشن۔ دروپدی کی فرمائش بھیم سین کی روانگی۔ کویر پوری میں رسائی۔ راچھسوں سے جنگ مینی مان راچھس کا قتل

راجہ جنمیجے کے سوال پر ویشم پاین پانڈوؤں کی بودوباش اشتغال اور خورد ونوش کا یوں کرتے ہیں کہ ہر دوار سے چل کر اُن کی بسر اوقات ہرن کے شکار پر تھی یا جنگلی اور پہاڑی پھلوں پر۔ گندھ مادن کے سے شیریں اور لذیذ پھل پھول دنیا کے پردے پر نہیں۔ دوران سفر میں لومس رشی اور دھوم رشی کبھی کوئی کتھا سناتے تھے کبھی کوئی اتہاس کسی وقت تیرتھوں کا ذکر تھا تو کسی موقع پر دھرم کے معاملات کی تشریح و توضیح۔ گندھ مادن پربت پر پانچویں برس رسائی ہوئی تھی۔ یہاں اُنہوں نے جو کچھ دیکھا حیرت بخش تھا۔ ارشٹ سین رشی کے آشرم میں قیام کرنے پر ایک روز کیا دیکھتے ہیں کہ گرڑ جی ایک اژدھے کو لئے ہوئے آ رہے اس کا بدن اس طرح چمکتا تھا جیسے آسمان پر پورنماشی کا چاند گرڑ جی نے اُسے نوش جان کیا ہی تھا کہ درخت اُکھڑ اُکھڑ کر زمین پر گرنے لگے اور کچھ پھول اُڑتے تو پانڈوؤں کے پاس آ کر۔ پھولوں کی خوشنمائی کا کیا

پوچھنا ہر ایک کی پانچ پانچ رنگوں سے زینت۔ مہک نے دماغ معطر کر دیا ہوا سے عطر کی لپٹیں آنے لگیں۔ دروپدی بھیم سین سے بولی:۔

آہا! کیسے خوبصورت پھول ہیں۔ گرڑجی کے پروں میں ایسے ایسے پھول پھر کیوں وہ خوبصورتی پر نہ اترائیں واقعی یہ مقام سیر کے قابل ہے مگر راچھسوں کے مارے کا ہے کو دل کی ہوس نکلنے پائیگی۔ تم چاہو تو ابھی میدان صاف ہو جائے۔ راچھس نہ رہینگے تو پھر کوئی خوف نہ رہیگا +

بھیم سین اسی وقت تیر و کمان گدا اور تلوار لیکر روانہ ہوا۔ چوٹی پر گندھرب راچھس اور جہاناگ نظر آئے کوبیر جی کا محل دکھائی دیا۔ محل تھا یا مخزن جواہرات در و دیوار طلائی۔ سقف و بام مرصع۔ سامنے دار زر کار شامیانہ گوہر و جواہر کی جھالروں سے آراستہ۔ رنگ رنگ کے جھنڈوں کی بہار۔ اپسرائیں محو رقص گندھرب نغمہ سنج۔ یہاں سے قدم بڑھایا تو سرد ہوا کے مشکبو جھونکوں نے مست کر دیا۔ پھولوں کی خوبصورتی نے نگاہیں آگے نہ بڑھنے دیں۔ وہ وہیں ٹھٹکا۔ گیا اور سنکھ بجا کر اس زور سے خم ٹھونکا کہ سب ذیروح بد حواس ہو گئے راچھس ہتھیار لے کر دوڑے۔ بھیم سین نے گدا اٹھایا اور کشت و خون سے زمین سرخ کر دی۔ بے شمار راچھس دم بھر میں چٹ پٹ ہو گئے کسی کا وار کارگر نہ ہوا۔ آخر بھگوڑے کوبیر جی کے سپہ سالار منی مان راچھس سے فریادی ہوئے اُس نے کہا

زوف ہے۔ ایسے موٹے موٹے ہاتھ پاؤں اور مچھر کے برابر آدمی سے کچھ بس نہ چلا۔ جاؤ ڈوب مرو۔ یہ کہکر وہ تنہا اکڑتا للکارتا بھیم سین کے مقابل ہوا۔ بھیم سین نے زو پر پہنچتے ہی تیس تیس وقت نام کے بان مارے مگر خالی گئے۔ حریف نے گدا سے سب روک کر بھیم سین پر وار کیا۔ بھیم سین نے بھی گرز سے جواب دیا۔ سہ بارہ منی مان نے شکتی بان سے بازو زخمی کیا جڑ کا لگتے ہی بھیم سین چوٹ کھائے ہوئے شیر کی طرح گرجا دانت پیس کر گدا مارا تو حریف کا سر دو ٹکڑے۔ افسر کو نشانۂ اجل دیکھ کر راچھسوں کا دم فنا ہو گیا جانیں لیکر بھاگے تو بالکل میدان صاف پایا بھیم سین کے ہاتھ +

ادھیاے ۷۵

راجہ جدھشٹر کی واقعہ جنگ سے آگاہی۔ بھیم سین کو فہمائش۔ راچھسوں کی کوبیرجی سے فریاد۔ اُن کی تشریف آوری راجہ جدھشٹر وغیرہ سے ملاقات۔ اظہار خوشنودی

راجہ جدھشٹر پہاڑ کی کھوہ میں تشریف فرما تھے مہارانی دروپدی بھی پاس تھی بھائی بھی ساتھ۔ دفعتاً شور و غل سے کان کھڑے ہو گئے دیکھا تو بھیم سین ندارد نکل سہدیو کو ساتھ لے کر آواز پر چلا پہاڑ کی چوٹی پر چڑھا وہاں سے بھیم سین کی صورت نظر آئی۔ جس کے چہرے کا جلال اندر کو اور گدا بجر کو شرما رہا تھا۔ آس پاس لاشیں خبر دے رہی تھیں کہ سخت خونریزی ہوئی ہے راجہ جدھشٹر نے آواز دی ؎

بھیم سین۔ تم یہاں کہاں۔ افسوس تم نے کہنا نہ مانا۔ پھر اتنوں کا خون سر پر لیا۔ راجوں کو ایسی خونریزی کبھی مناسب نہیں۔ کوبیرجی کو خبر ہو تو کیسی ٹھہرے؟

بھیم سین نے ذرا گردن نیچی کر لی اور راجہ جدھشٹر وغیرہ کی نظر کوبیرجی کے محل کی خوشنمائی پر جم گئی کوبیرجی دولت سرا میں تھے۔ زخمی راچھس روتے پیٹتے پہنچے۔ دہائی دی کہ

مہاراج۔ ایک آدمی نے ہمارے بہت سے ہمجنس اور آپ کے وفادار سپاہی خاک و خون میں ملا دئے اور قوادرمنی مان کی بھی جان لے لی +

کوبیرجی۔ بھیم سین کا یہ وہم داغیہ۔ یہ زعم۔ میرے آدمیوں کی خونریزی ایک مرتبہ طرح کیا دی اور کبھی چیستے تیز ہو گئے اچھا جلد رتھ تیار کراؤ۔ حکم کی دیر تھی۔ رتھ سامنے آکھڑا ہوا۔ رتھ کیا تھا مشرقی انوار تھا۔ گھوڑے صبا رفتار عقاب کی طرح فلک پر دوڑ۔ یہ اُڑے نور تھم سے طرح طرح کے باجوں کی خوش کن

آواز آکاش میں گونج گئی پہیوں کے ہر چکر میں "جے کویر جی" کا نعرہ بلند ہوتا تھا
کویر جی رتھ پر تھے جلو میں دیوتا اور گندھرب پانڈووں کے دیکھتے دیکھتے رتھ
تماشائیوں کی آنکھوں میں چکا چوندھ ڈالتا ہوا وہیں آموجود ہوا جہاں سے
راجہ جدھشٹر بھیم سین کو دیکھ رہے تھے۔ راجہ جدھشٹر سمجھ گئے کہ کویر جی
یہی ہیں ان کو اندیشہ کہ شاید کچھ عتاب نہ ہو اس خیال سے اُٹھ کھڑے
ہوئے اور بڑے ادب سے ڈنڈوت کی۔ کویر جی رتھ سے اُتر پڑے اور بسوکرما
کے تیار کردہ جواہرات سے مرصع پشپ بدان پر رونق افروز ہوئے بھیم سین
زخمی تھا مگر بے پروا۔ یہ بھی روبرو حاضر ہوا۔ بازو پر مرصع بازو بند طلائی جوشن
گلے میں جواہرات کے ہار۔ دوش پر مرگ چھالا۔ ہاتھ میں تیر و کمان۔ کویر جی نے
بھیم سین کی طرف دیکھا چہرے پر خفگی کے کچھ آثار نہ تھے جدھشٹر سے بولے
کہ آپ لوگ کچھ خیال نہ کریں جو شدنی تھا ہوا۔ بھیم سین سے ناراضگی
فضول ان کی موت ہی بھیم سین کے گدا سے تھی۔ آپ سب شوق سے
یہاں قیام کریں کوئی مزاحمت نہ کریگا۔ بھیم سین نے رانی دروپدی کی خاطر
سے راچھس قتل کئے اس اظہار طاقت سے میں اس واسطے زیادہ خوش
ہوں کہ آج اگست جی کی بددعا کا اثر زائل ہوا +

راجہ جدھشٹر۔ آپ کو کیسا سراپ مجھے بڑی حیرت ہے +

کویر جی۔ کش دلی کی سبھا میں جاتا تھا۔ سب لاؤ لشکر ساتھ شاہی ڈنکے
بج رہے تھے۔ جوہیں جمنا جی کے کنارے پہنچے منی مان نے اوپر سے تھوکا
تھوک اگست رشی کے منہ پر پڑا جو سورج سے آنکھ لڑائے دونو ہاتھ
اٹھائے تپ میں مصروف تھے۔ اگست جی کو اس گستاخی پر سخت طیش آیا
بددعا دی کہ منی مان اور اس کے ہمراہی ایک انسان کے ہاتھ سے قتل ہوں
کویر جی کی آنکھوں کے سامنے میرا یہ ترک ادب وہ بھی کان کھول کر سنیں
جب تک منی مان کے قاتل کا درشن نہ کرینگے۔ تب تک سراپ سے نجات نہ
ملیگی۔ چنانچہ شکر ہے کہ بھیم سین کو دیکھ لیا۔ بددعا سے نجات ملی منی مان
گستاخی کی سزا پایا گیا ہر روز کے اضطراب سے جان بچی +

ادھیائے ۷۶

کویرجی کی بزرگانہ نصیحتیں بھیم سین کو فہمائش کے دعا نیک

کویرجی سرآپ کی سرگذشت ختم کر کے درخشاں ہوئے کہ
راجہ جدھشٹر آپ کو دھرم سے اُلفت ہے عقل و فہم میں طاق ہیں پھر بھی میں کچھ سمع خراشی کرتا ہوں سُننئے اور یاد رکھئے۔ شنیدہ اثر سے دارد۔
حصول مقصد کے پانچ ذریعے عقلمندوں نے بتائے ہیں:-

۱- تکلیف اور مصیبت میں گھبرانا فضول۔ استقلال لازمی +
۲- عقل و فراست کی پیروی +
۳- قوت کا اظہار +
۴- معقول تدابیر سے چارہ جوئی +
۵- ہوائے زمانہ کی شناخت +

دور دُشت جگ میں ہر ایک مستقل مزاج تھا بے سوچے سمجھے کام کرنے والے نہ تھے۔ تدبیر سے غفلت نہ تھی۔ جو چھتری مستقل مزاج تھے زمانہ کی ہوا کا رُخ پہچانتے تھے جن کو دھرم کا لحاظ تھا اُن کی حکومت کو کبھی زوال نہ ہوا۔ مدتوں تک اقبال کے ڈنکے بجائے۔ جن لوگوں کے اعمال و افعال درست ہیں۔ رفتار زمانہ کی شناخت ہے اُن کا نام ہمیشہ دنیا میں روشن رہتا ہے اور پرلوک میں بھی اعلےٰ مرتبہ پاتے ہیں۔ اندر ہی کو دیکھ لیجئے۔ اُنہوں نے موقع وقت کی قدر و منزلت اور ہوائے زمانہ کی شناخت ہی سے اندر آسن پر قدم رکھا۔ نالائق اور سیاہ دل لوگ بے محل اور بے موقع غصہ کرنے کا وہ نتیجہ بھگتتے ہیں۔ اس دنیا میں بھی مورد عذاب اس دنیا میں بھی روسیاہ جھوٹے اور مسول کو نجات نہیں۔ رنگے سیاہ سادھوؤں بہروپئے بیراگیوں کی نجات کیا خاک ہو۔ من میں رام بغل میں اینٹیں۔ ضرور نامۂ اعمال سیاہ رہیگا جعلساز مکار۔ مغرور یہ بھی عذاب سے بری نہیں۔ خمیازہ کھینچے سے مفر ہو کیا

مجال - اس طول کلام سے میری غرض یہ تھی کہ آپ بھیم سین کو فہمائش کریں کہ
زعم اچھا نہیں - زود رنجی بری عادت ہے - بغیر سوچے سمجھے کام کر اُٹھنا کبھی نہ کبھی
ضرور دغا دیگا - اس لئے آپ سب ارشٹ سین رشی کے پاس ٹھہریں اور
اُن کی پند و نصائح سے فائدہ اُٹھائیں - آپ کو راج کی فکر میں راتوں کو نیند نہیں
پڑتی - دن فکر ہی میں کٹتا ہے - اس فضول کوفت سے حاصل - آپ کو یہاں کوئی
تکلیف نہ ہونے پائیگی - جس طرح آپ کی حفاظت دھرم راج کرتے ہیں بھیم سین
کی پون جی - ارجن کی اندر - اسونی کمار نکل سہدیو کی اسی طرح میں بھی ہر وقت
محافظ رہونگا - پھر اہیوں کی حفاظت یہاں کے سب گند ھرب وغیرہ کرینگے
آپ بے فکر رہیں - ارجن بڑا لائق ہے بڑا خلیق - بڑا با مروت - بڑا سوربیر ہے
گانڈیو دھنش کو اس کی ذات پر فخر ہے - سارے دھرم اُس کے دل
پر نقش ہیں - طاقتور بھی ہے - عقلمند بھی ہے - مستقل مزاج بھی ہے -
ثابت قدم بھی ہے - بردبار بھی - صابر بھی - وہ زعم یا کسی کی محبت میں
اندھا ہو کر ایسی حرکت نہیں کرتا - جس سے نام پر بٹہ لگے - کورو بنسیوں کے
لئے وہ سرمایۂ فخر ہے - دیوتا اندر تک سب عزت کرتے ہیں - بھیم سین میں
جو نقص تھا وہ میں نے بتلا دیا مجھے اُمید ہے کہ یہ خود اپنے مزاج کی اصلاح
کرینگے - ذرا سی توجہ اور احتیاط کافی ہوگی - راجہ شانتن مجھے ملے تھے اُنہوں
نے آپ کی خیر و عافیت دریافت کی ہے - آپ کے بزرگوں میں یہ سرتاج
مہارشٹ اعلےٰ تھے - جنہوں نے جمنا کے کنارے اشومیدھ یگیہ
کرکے بہت ناموری حاصل کی تھی ان کو میں نے خود دیکھا ہے کہ
جہاں ارجن پر نظر پڑی خوش ہو گئے - کلیجہ ہاتھ بھر کا ہو گیا - میں چاہتا
ہوں کہ بھیم سین بھی وہی روش اختیار کریں - جس سے بزرگوں کا
دل زیادہ خوش ہو +

راجہ جدھشٹر راجہ شانتن کی خوشنودی کا حال سُن کر دل ہی دل
میں خوش ہوئے - بھیم سین سر دوب خم کئے ہوئے زمین زمین جو میں شُد کو رحمی
نے دعا دی "تمہارے سامنے سب دشمنوں کا سر نیچا رہیگا - دوست تمہارے

ممنون رہیں - اور دولت تمہارے قدموں سے بندھی رہیگی" اچھا اب تم جاؤ
راجہ جدھشٹر آپ بھی تشریف لے جائیں - ارجن کی فکر میں پریشان نہ رہئے
عنقریب وہ قدمبوس ہوگا +

یہ کہکر کویر جی اسی شان سے رخصت ہو گئے۔ جس شان سے تشریف
لائے تھے - راچھسوں کی لاشیں اُٹھوا دی گئیں - بچے کھچے راچھس راجہ
جدھشٹر کی خدمت میں رہے +

ادھیائے ۷۷

ارشٹ سین رشی کے آشرم میں چار اطراف عالم کا سرسری نظارہ دھوم رشی کی معلومات

کچھ رات دھرم چرچے میں گزری کچھ آرام میں - صبح ہوتے ہی پوجا پاٹھ
وغیرہ سے فارغ ہو کر دھوم رشی اور ارشٹ سین نے راجہ جدھشٹر کو درشن
دئے - جدھشٹر نے بڑی تعظیم و تکریم کی - رونق افروزی کا شکریہ ادا کیا دھوم رشی
نے راجہ جدھشٹر کو پورب کی طرف متوجہ کر کے فرمایا کہ مندراچل ادھر ہے یہ
پہاڑ زمین پر کیا سمندر میں بھی پھیلتا چلا گیا ہے - اس گوشۂ دنیا کی حفاظت
اندر اور کویر کے تعلق ہے - مہا اندر اور کویر کی سکونت ادھر ہی ہے سورج اسی
طرف سے نمودار ہوتا ہے - اب دکن کی طرف نظر کیجئے - جمراج کی جم پوری
اسی طرف ہے - جہاں مرنے کے بعد دیر وحوں کو اعمال کے موافق سکونت
ملتی ہے - پچھم کی طرف استھاچل پہاڑ واقع ہے - برن لوک اسی طرف
ہے اور ادھر کے باشندوں کی پرورش برن جی کے ذمہ +

اُتر کی طرف سمیر پہاڑ کرہ نور کی طرح روشن ہے - اس پہاڑ پر برہما جی کی
جلوہ گاہ ہے - برہم گیانیوں کے سوا اس پر کسی کا گزر نہیں اسی پہاڑ کے پورب
رُخ بھگوان بشن لچھمی کے ساتھ فروکش ہیں - دیوتاؤں اور راچھسوں

کی یہاں رسائی نہیں جو روشن ضمیر و مخر ابنائے جنس یہاں پہنچتے ہیں پھر اُن کو دنیا میں آنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہاں ہمیشہ روز روشن رہتا ہے رات کی تاریکی کا نام نہیں۔ اسی پہاڑ کے گرد سورج چکر لگاتا رہتا ہے جو مقام سورج کے مقابل ہوتے ہیں۔ وہاں دن رہتا ہے۔ ما بقے میں رات۔ دکشنائن کے سورج میں سردی اور اترائن کے سورج میں گرمی کا موسم رہتا ہے اسی دورے میں سورج کی کشش تمام چیزوں کا رس نچوڑ کر برسات کی بہار کا لطف دکھاتی ہے۔ پانی برستا ہے۔ ذیروحوں کی خوراک پیدا ہوتی ہے ٭

راجہ جدھشٹر نے بڑے شوق سے سب سمتوں کا ذکر سُنا اور وہیں قیام کر کے ارجن کی راہ دیکھنے لگے۔ ایام قیام میں خوب خوب کیفیتیں دیکھیں بڑے بڑے کاملوں کے درشن کئے اس مقام کی فضا عجیب دلآویز تھی۔ جہاں کی گلگشت پر دیوتاؤں کا دل فریفتہ ہو وہاں کی قدرتی بہار اور دلچسپی کا اندازہ کون کرسکتا ہے۔ پشکرنی کے دلفریب نظارے تھے اور پانڈو۔ پانڈو تھے اور رانی دروپدی ٭

ادھیائے ۶۸

ارجن کی اندر پوری سے واپسی بھائیوں اور دروپدی سے ملاقات۔ دیوتاؤں کے عطیات کا معائنہ

راجہ جدھشٹر نے ایک مہینے تک ارشٹ سین رشی کے آشرم میں خوب بیکنٹھ کا سا لطف دیکھا مگر ارجن کی یاد کبھی نہ بھولتی تھی۔ ایک روز سب منتظر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک رتھ آتے دکھائی دیا۔ رتھ کی چمک دمک پر نگاہ نہ ٹھہرتی تھی۔ آنکھوں میں ہزاروں بجلیاں چمک چمک جاتی تھیں دیکھتے دیکھتے رتھ قریب آیا۔ ہری نام کے گھوڑے رُکے ارجن اُتر پڑا دوڑ کر جدھشٹر

کے قدم چومے۔ جدھشٹر نے گلے سے لگا لیا بھیم سین وغیرہ سب ایک دوسرے سے ملے رانی دروپدی بھی دوڑی ہوئی پہنچی۔ ارجن نے بڑی محبت سے مزاج پوچھا۔ پھر دھوم رشی ارشٹ رشی وغیرہ کے آگے سر ادب خم کیا باہم مزاج پرسی ہوئی۔ ہر ایک کے چہرے پر خوشی چھا گئی اُداسی کا نام نہ رہا راجہ جدھشٹر نے ماتل (اندر کے رتھبان) کی بہت خاطر کی پاس بٹھایا سب دیوتاؤں کا حال دریافت کیا۔ ماتل نے بھی بڑی خوش بیانی سے ایک ایک بات کا جواب دیا اور رتھ اُڑا کر رخصت ہوا +

ارجن کو راجہ اندر۔ اگنی۔ برن۔ جم۔ کوبیر۔ چندرماں۔ پون۔ بشن۔ پرجاپتی وغیرہ نے قسم قسم کے استر شستر مرحمت فرمائے تھے راجہ اندر نے زیور جواہرات سے مالا مال کر دیا تھا۔ تمام سوغاتیں ارجن نے راجہ جدھشٹر کے سامنے رکھ دیں کل نفائسات دیکھ دیکھ کر ناظرین پر حیرت طاری تھی۔ دروپدی زیورات پہنکر ایسی خوش ہوئی کہ پھولی نہ سمائی روئیں روئیں سے مسرت کا اظہار تھا +

جب سب دلجمعی سے بیٹھے۔ ارجن نے پانچ برس کی غیر حاضری کے تمام حالات بیان کئے۔ بہت دیر تک یہی ذکر و مذکور ہوتے رہے پھر سب نے آرام کیا۔ ہر وقت کی فکر سے نجات ہوئی +

ادھیائے ۷۹

راجہ اندر کی تشریف آوری سے راجہ جدھشٹر وغیرہ کی عزت افزائی۔ ارجن سے اظہار محبت کام بن کی واپسی کیلئے ہدایت

صبح ہوئی تمام لوگ بیدار ہوئے ارجن نے راجہ جدھشٹر کے قدم چھوئے ساری جماعت روزانہ اشغال عبادت میں مشغول ہو گئی آفتاب کو زیادہ دیر نہ ہوئی تھی کہ اوج فلک سے ایک رتھ اُترتے معلوم ہوا۔ باجوں کی آواز دل بھا رہی تھی۔ دیوتاؤں کے بمانوں کے وسط میں رتھ ستارہ ساں

میں چاند کی طرح نظر افروز تھا سب سمجھ گئے کہ راجہ اندر کی سواری ہے۔ سب مؤدب ہو کر استادہ ہو گئے اتنے ہی میں رتھ آ پہنچا راجہ اندر دیوتاؤں اور گندھربوں کے حلقے میں سواری سے اُترے راجہ جدھشٹر نے صدق عقیدت سے پرستش کی۔ راجہ اندر ارجن کو دیکھ کر خوش ہو گئے۔ جوش محبت میں پیشانی کا بوسہ لیا۔ جدھشٹر سے فرمایا +

تمہاری سب مرادیں بر آئیں۔ ایشور ہمیشہ تم پر ہاتھ رکھے۔ روے زمین پر تمہاری ذات سے دھرم کا سکہ بیٹھے۔ اکھنڈ راج کرو۔ ارجن بڑا لائق ہے اس نے اپنی سعادتمندیوں سے مجھے از حد خوش رکھا۔ مَیں نے اسے تمام فنون حرب وضرب گھول کر پلا دئے۔ اب تینوں لوکوں میں اس کا سامنا کرنے والا ایک نہیں۔ ارجن کے ہاتھوں سے وہ وہ کارنمایاں ہونگے۔ کہ دنیا کبھی اس کے نام کو فراموش نہ کر سکیگی۔ اس کی واہ واہ سے اہل زمانہ کے کان بھرے رہینگے۔ کوئی اس کا ردیاں نہ دکھا سکیگا۔ لکشمی بت بشن ہر حالت میں اس کے دئے سپر ہونگے۔ اب میری ہدایت ہے کہ تم اس آشرم میں زیادہ نہ ٹھہرو کام بن کی سکونت ہی تمہارے لئے مفید ہے +

راجہ جدھشٹر نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی۔ بہت خوب۔ آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ ارجن آ گئے اب مجھے یہاں کے قیام کی ضرورت خود ہی نہیں۔ آپ نے مجھے اور میرے ہمراہیوں کو جو فخر عطا کیا ہے اُس کا کس زبان سے شکریہ ادا کروں۔ میری درخواست ہے کہ ہمیشہ یہی نظر توجہ قائم رہے +

راجہ اندر خوشی خوشی اُٹھے حاضرین نے استت شروع کی رتھ ہوا سے باتیں کرتا ہوا چلا تو نظر سے غائب۔ راجہ جدھشٹر وغیرہ کو اندر کے درشنوں سے جو خوشی ہوئی بیان سے باہر ہے +

ادھیاے ۸۰

ارجن کے ایام غیر حاضری کے واقعات کا سلسلہ جو جہاں کی

زبانی۔ مہادیو جی سے جنگ۔ اُن کی نظرِ عنایت۔ اندرپوری میں حاضری۔ تعلیم و تربیت۔ نوات کوچ راچھسوں پر فتحیابی

اندر جی تشریف لے گئے۔ ارجن کا اعزاز دیکھ کر ہر ایک کو نہایت خوشی ہوئی۔ راجہ جدھشٹر نے پوچھا *

کہو بھائی ارجن کیا کیا دیکھا۔ پانچ برس کن کن اشغال میں بسر ہوئے۔ کن کن دیوتاؤں نے خاطر مدارات کی۔ کس کس نے کون کون سوغات دی راجہ اندر تمہاری کن خدمات سے خوش ہوئے *

ارجن۔ بہت خوب عرض کرتا ہوں *

آپ کے قدموں سے جُدا ہو کر میں نے ایک رات بھر گو تنگ پہاڑ پر کاٹی دوسرے دن ایک برہمن سے ملاقات ہوئی اُس کی ہدایتوں پر عمل کر کے میں نے ہمالیہ پربت پر تپشیا کرنا شروع کی۔ ایک مہینہ پھلوں پر گزارہ کیا دوسرا مہینہ ہوا پھانک کر رہا تیسرے مہینے ہوا کو بھی ہوا بتائی۔ چوتھے مہینے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے رہا۔ اتنی ریاضت شاقہ کی مگر ضعف کا نام نہ تھا۔ جسم میں وہی طاقت اور وہی پھرتی موجود تھی۔ پانچویں مہینے دیکھا کہ ایک بندلیہ (سُور) مارا مارا پھر رہا ہے اس کے کسی قدر پیچھے ایک بھیل ہے اور بھیل کے ساتھ کچھ عورتیں۔ میں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ سور پر تیر چلا دیا۔ بھیل مجھے روکتا رہا میں نے ایک نہ سُنی۔ وہ نشانہ دکایا کہ سُور وہیں چیت ہو گیا۔ بھیل بگڑا کہ اُس کا تاکا ہُوا شکار مارنے والے تم کون؟ میں نے جواب دیا کسی کا شکار ہو یہاں تو نشانہ لگانے سے کام ہے اس پر بہت بڑھاؤ ہُوا۔ باتوں باتوں میں لڑائی کی ٹھہر گئی۔ خوب چوٹیں چلیں مگر بھیل کی حرکات عجیب تھیں۔ کبھی کوہ قامت کبھی پست قد اور تیروں کا کیا ذکر برہماستر کو بھی ہضم کر گیا مجھے حیرت تو ہوئی مگر کچھ پروا نہ کی ہتھیار پر ہتھیار چلاتا رہا یہاں تک کہ سب استر شستر ہاتھ سے نکل گئے اور گھونسہ مارتے مارتے ایسا بدن شل ہو گیا کہ [illegible] کھڑا نہ رہنے دیا زمین پر

گرا دیا - آنکھیں کھول کر دیکھتا ہوں تو نہ بھیل ہے نہ ساتھی عورتیں یہیں ابھی زمین پر حیت تھا کہ شوجی سامنے کھڑے نظر آئے - مہارانی پاربتی بھی بائیں ہاتھ پر رونق افروز تھیں - حسن عالم افروز کا کیا کہنا آنکھ نہ ٹھہرتی تھی روئیں روئیں سے آفتاب کی کرنوں کا نور برس رہا تھا - شوجی نے آتے ہی فرمایا +

ارجن تو یہ اپنا گانڈیو دھنش اور کبھی نہ خالی ہونے والا ترکش - یہ میں نے ہی نگلے تھے - میں تم سے بہت خوش ہوں - جس چیز کی خواہش ہو شوق سے مانگ لو +

ارجن - آپ کے درشنوں سے میری سب مُرادیں بر آگئیں - زیادہ نظر عاطفت ہو تو دیوتاؤں کے ہتھیار دلوائیے +

شوجی - اچھا رُدر استر اور پاسپت استر یہ تو میں دیتا ہوں مگر یاد رکھو ان ہتھیاروں کو معمولی نہ سمجھنا - پاسپت استر میں ساری دنیا خاک سیاہ کرنے کی قدرت ہے اسے استعمال کرنا تو بہت سوچ سمجھ کر +

شوجی استروں کے منتر بتا کر تشریف لے گئے دوسرے روز آندھی اُٹھی گھٹائیں چھائیں - راجہ اندر - برن - جم - کوبیر وغیرہ بمانوں پر سوار تشریف لائے باجے بجے اپسرائیں ناچیں - عجب لطف نظر آیا - اندر مجھ کو اپنی پوری میں بلوا لے گئے - کوبیر اور دھرم راج نے اپنے اپنے استر مرحمت فرمائے - ماتل رتھبان اندر جی کا مرسلہ رتھ لایا میں یہاں سے روانہ ہوا راستے کی سیر کرتا اور نندن بن کی بہار کا لطف اُٹھاتا ہوا راجہ اندر کی خدمت میں پہنچا بڑی شفقت سے پیش آئے - اندراسن پر بائیں طرف جگہ دی - خوب خوب جلسے دکھائے شستر ودیا خود سکھائی - گانا بجانا - ناچنا سیکھنے کے لئے چترسین گندھرب کے سپرد کیا - استر دئے - ہر فن کی بخوبی تعلیم دیکر ایک روز مجھ سے فرمایا کہ اب کوئی تمہاری ٹکر نہیں لے سکتا - ہر معرکے میں تمہاری ہی فتح رہیگی - اب میری خواہش ہے کہ تم سمندر کے تین کروڑ دیتوں کا قلع قمع کر آؤ +

میں نے سر تسلیم خم کیا اُنہوں نے دست مبارک سے میرے سر پر یہ کریٹ مکٹ رکھا - سارے زیورات پہنائے بدن کو ہتھیاروں سے زینت دی

اور اپنے اس رتھ پر سوار کر کے روانہ کیا۔ جس پر سوار ہو کر انہوں نے راجہ بل بیروچن کے فرزند کی بانی کچھائی نکالی۔ سبرٹ نمچ۔ برترا شتر۔ پرہلاد۔ نرک وغیرہ بہت سے راچھسوں کو نیچا دکھایا تھا۔ دیوتاؤں نے چلتے وقت اشیرباد کے ساتھ دیودت نام کا سنکھ دیا۔ جس کی آواز پر فتح دوڑی چلی آتی ہے۔ میں اب چلا منزل مقصود پر پہنچا۔ راچھس کمیں میں گوشہ گیر تھے۔ سنکھ بجاتے ہی دوڑ پڑے۔ تلواریں بجلی کی طرح کوندھنے لگیں۔ ترسول اور برچھی کوندے کی طرح لپکنے لگے تیروں کی بارش شروع ہوئی۔ ہر طرف سے دیوتا اور گندھرب دوڑے ہوئے آئے اُستت کرنے لگے۔ میں نے گانڈیو دھنش ہاتھ میں لیا راچھس کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ بھگدڑ پڑ گئی۔ ماتل نے رتھ سے ہزاروں راچھس پیس ڈالے۔ پھر ادھر سے نرغہ ہُوا۔ نوات کوچ راچھسوں نے مجھ پر تیروں کا چھپر چھا دیا۔ مگر بال بیکا نہ کر سکے۔ کمندیں پھینکیں لیکن بے سود۔ میرے ہتھیار برابر کارگر ہوتے رہے۔ ایک ایک تیر سینکڑوں کے سر اُڑا کر دم لیتا تھا راچھسوں نے پتھروں کی بوچھاڑ کی تو اندر استر نے ٹکڑے اُڑا دیئے۔ اگن استر نے بارش روک دی۔ مایا استر نے آگ بجھائی۔ شیل استر نے آندھی کو دفع کیا۔ دُربد راچھس کا حملہ بہت زبردست تھا ایک ساتھ آگ پانی وغیرہ کی بارش ہونے لگی وہ اندھیرا چھایا کہ بھادوں کی اندھیری راتیں مات ہو گئیں۔ ماتل کو کبھی ایسے محاربۂ عظیم سے سابقہ نہ ہُوا تھا۔ بہت گھبرایا گھبراہٹ میں کوڑا بھی ہاتھ سے چھوٹ پڑا میں نے اُسے ڈھارس دی اور گانڈیو دھنش سے پھر ایسے تیروں کا مینہ برسایا کہ سب سرنہ خاک پر سو گئے جو بچے بھاگے۔ جو پھر منہ آئے تیروں کی نذر ہوئے ہوتے میں اسی طرح تیر برساتا ہُوا راچھسوں کے مقام سکونت تک پہنچ گیا وہاں راچھسوں کی عورتیں کوٹھوں پر چڑھی صف جنگ ہی کی طرف نظر گڑوئے ہوئے تھیں مجھے دیکھتے ہی سب اِدھر اُدھر ہو گئیں۔ میں نے شہر کو سونے کی لنکا پایا۔ ماتل سے پوچھا:-

یہ جگہ تو دیوتاؤں کی بود وباش کے لائق ہے یہاں راچھسوں کی سکونت کیسی؟

ماتل- دیوتاؤں کو نوات کوچ راچھسوں نے نکال باہر کیا +

ہیں۔ دیوتا ان کو نہ جیت سکے تعجب ہے +

ماتل۔ انہیں برہماجی کا بردان ہی یہ تھا کہ دیوتا نہ جیت سکیں۔ جب ان کا ظلم و ستم برداشت سے باہر ہوا تو اندر جی نے برہماجی سے فریاد کی۔ برہماجی نے تسلی دی اور کہا ذرا دم لو۔ صبر کرو تمہارا بیٹا ارجن تدارک کر دیگا۔ چنانچہ دیکھ لیجئے آج آپ ہی کے ہاتھ سے سب مارے گئے برہماجی کی بات سچ ہوئی +

ادھیائے ۸۱

ارجن کی ہرنیہ پور میں جنگ آزمائی۔ پلوم اور کالک راچھسوں کا قتل۔ اندر پوری میں واپسی

ارجن سخن سرا ہے کہ واپسی کے وقت ہرنیہ پور شہر راستے میں پڑا یہاں پولوم اور کالک راچھسوں کی بستی تھی۔ ان دونوں نے برہماجی کی تپسیا سے ایسی طاقتور اولاد پائی جسے بردان تھا کہ دیوتا اور گندھرب وغیرہ کچھ نہ بنا سکیں۔ برہماجی نے تپ کے صلے میں یہ عجیب و غریب اور نہایت عالیشان شہر ان کو مرحمت فرمایا اس شہر میں مکان ایسے عمدہ ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ کوئی کان جواہر ہے تو کوئی تعمیر معدن زر و گوہر۔ راچھسوں کو دیکھا تو بڑے قوی ہیکل بڑے شہزور جب ماتل سے سُنا کہ یہ وہی راچھس ہیں جن سے دیوتاؤں کی کچھ نہیں چلتی تو میں نے اپنا رتھ اسی طرف بڑھایا۔ رتھ کی چمک دمک دیکھ کر راچھس سمجھے کہ راجہ اندر آ گئے۔ سب اُڈ دوڑے ایک ساتھ دھاوا بول دیا۔ میں نے مہادیوجی کا پاسپت استر گانڈیو دھنش پر رکھ کر جونہی مہادیوجی کا دھیان کیا ایک پیکر نورانی سامنے موجود ہو گیا۔ چہرے پر سورج کی چمک۔ منہ تین۔ بازو چھ۔ آنکھیں نو۔ میں نے اُس کے قدموں پر سر جھکایا اور استر راچھسوں پر چلایا راچھسوں کی عجیب دُرگت ہوئی۔ دیوتا۔ گرڑ۔ راچھس۔ پشاچ۔ شیر۔ چیتے سانپ وغیرہ بے شمار ذیروح اور خونخوار جانور بدن میں چمٹ گئے۔

جس پر چھیٹے وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ سانس نہ لے سکا۔ ایک ہی استر نے میدان صاف کر دیا۔ شہر کی طرف نظر اُٹھاتا ہوں تو بالکل سنسان جانوروں اور گدھوں نے سارے گھر اُجاڑ کر دئے۔ لاشیں ڈھیر تھیں اور عورتوں کی گریہ و زاری سے آواز ماتم آرہی تھی۔ میں وہاں سے راجہ اندر کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ ساری کیفیت بیان کی۔ راجہ اندر نے کارنمایاں کی تعریف کی۔ دیوتا خوش ہو گئے +

ادھیائے ۸۴

ارجن کو دیوتاؤں کے عطیات۔ راجہ جدھشٹر کی مسرت

ارجن ممتن پرداز ہے کہ بھائی صاحب راجہ اندر نے میرے جسم پر کئی زخم دیکھے تو حفاظت جسمانی کے لئے یہ کوچ عطا فرمایا جو میرے بدن پر ہے سونے کا مالا بخشا جو آپ مجھے پہنے دیکھ رہے ہیں۔ اپنے تمام استر دئے جو آپ کے پیش نظر ہیں۔ دیکھئے یہ دیودت سنکھ ہے۔ اسی کی آواز سے مخالفوں کا پتا پانی پانی ہو جاتا ہے۔ اور زیورات دروپدی کے زیب تن ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے کس خوبی کے ہیں یہ سب دیوتاؤں نے مجھے مرحمت کئے تھے +

راجہ جدھشٹر نے فرمایا کہ ارجن تمہاری ذات پر مجھے فخر ہے۔ بیشک بھیشم پتامہ۔ درونا چارج۔ کرپا چارج وغیرہ کی تمہارے سامنے کچھ حقیقت نہیں یہ سب تمہارے ہی تیر کا نشانہ بنینگے۔ مجھے اب تک بڑی فکر تھی کہ تم وہاں ہو یہاں مقابلہ بڑے بڑے بہادروں سے ہے۔ کیونکر نمٹارا ہو گا شکر ہے کہ تم آگئے۔ تم سا خوش نصیب آجتک چندر بنس میں نہ ہُوا نہ آئندہ ہو گا بھلا دیوتاؤں سے یہ اعزاز کون حاصل کر سکتا ہے جن سے دیوتاؤں کی روح فنا ہو اُن کو تم حرف غلط کی طرح مٹا دو تمہارا ہی کام ہے +

ہم سب لوگوں کی اُمیدوں کا دارومدار تمہیں پر ہے۔ سب راج بلکہ اب اپنا ہی سمجھو +

ادھیائے ۸۳

ہتھیاروں کی نمائش - دیوتاؤں کی ممانعت

پانڈوؤں کی ہستناپور کی طرف واپسی

راجہ جدھشٹر اور سب ہمراہیوں کو اُن ہتھیاروں کے دیکھنے کا اشتیاق تھا جو ارجن کو دیوتاؤں سے ملے تھے سب کی خواہش کا اندازہ کرکے راجہ جدھشٹر نے ارجن سے کہا :-

ذرا دکھانا ہتھیار کون کون ہیں - کیسے کیسے ہیں ؟

ارجن نے رتھ پر بیٹھ کر دیودت سنکھ کی آواز سنائی - شوجی کے پاسپت اور دوسرے استر دکھائے ۔ راجہ اندر گھبرائے کہ کہیں ارجن انہیں چلا نہ بیٹھے - وہ برہما - یم - کوبیر اور نارد جی کے ساتھ آئے اور کہا :-

ارجن ہاتھ روکے رہئیے - انہیں ذرا بھی حرکت ہوئی تو دنیا اُلٹ پلٹ سمجھ لینا - جدھشٹر سے فرمایا کہ ابھی معاف کیجئے لڑائی کے موقع پر دیکھ لیجئے گا کہ یہ استر کیسے ہیں ؟

ارجن نے رتھ سے اُتر کر دیوتاؤں کے قدم چومے - اطمینان دیکر رخصت کیا اور ہتھیاروں کی نمائش و آزمائش ملتوی رہی - پانڈوؤں نے اس مقام پر صحرا نوردی کے دس سال بسر کئے گیارھویں برس بھیم سین نے راجہ جدھشٹر سے استدعا کی کہ ......

مہاراج ارجن بھی آ گئے - دس برس بھی گزر چکے - اب مناسب ہے کہ باقی دو برس ہستناپور کے قریب بسر کریں - تیسرے برس چھپنا پڑیگا - بعد جنگ و جدال کا سامنا ہوگا - تب راج کی نوبت آئیگی +

راجہ جدھشٹر نے تجویز پسند کی اور سب کے ساتھ وہاں روانہ ہوئے راستے میں کیا شغل تھا وہی دھرم کے چرچے تیرتھ برت وغیرہ بدری بن تال میں پہنچے تو ایک رات وہیں

آرام کیا وہاں سے کراٹوں راج وارد ہوئے۔ سوبا ہو راجہ نے خوب مدارات کی
راجہ جدھشٹر کے تمام نوکر چاکر یہاں خدمت میں حاضر ہو گئے کیسی روز بھیم سین
ادھر اُدھر سیر کرتا پھرتا تھا۔ اتفاق سے پہاڑ پر ایک کھوہ کی طرف گزرا تو ایک
اژدھے نے دونو پاؤں جکڑ لئے جدھشٹر کو خبر لگی تو دوڑے گئے بھیم سین
کو بلائے ناگہانی سے نجات دلائی +

ادھیائے ۸۴

اژدھے کے منہ میں بھیم سین کو خوف جان۔ جدھشٹر کی مدد کو تشریف بری۔ اجگر اور جدھشٹر کے سوال جواب راجہ نہک کی سرگذشت غرور کے نتائج

راجہ جنمیجے بیشم پائن سے پوچھتے ہیں کہ بھیم سین کی طاقت کے تمام
دنیا میں جھنڈے گڑھے تھے۔ بس حد ہے کہ دس ہزار ہاتھی کا زور۔ اُنہوں
نے وہ وہ قوی ہیکل راچھس زیر کئے جن سے دیوتاؤں کی روح تھراتی تھی
پھر یہ کیا کہ اجگر سے جیت نہ پائے +

بیشم پائن۔ یہ رمز کی باتیں ہیں۔ دنیا میں کوئی بات بلاوجہ نہیں ہوتی جس
ہیں نے اجگر کہا وہ دراصل اجگر نہ تھا۔ بلکہ اجگر کے چولے میں راجہ نہک
پانڈوؤں کے پرداپے کا دادا تھا۔ راجہ نہک اگست جی کی بد دعا سے اجگر
بن گیا تھا۔ ادھر خود طاقتور اُدھر بد دعا کی تاثیر جس کو لپٹ جاتا اس کا زور
کھینچ لیتا تھا۔ بھیم سین شہزور تھا مگر کیا کرے دعا کی تاثیر نے اس کی طاقت
زائل کردی کچھ ہاتھ نہ مار سکا۔ اور جدھشٹر کی بدولت رہائی ملی۔ جس وقت
اجگر نے جکڑا اور بھیم سین کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے ہو گئے۔ بھیم سین نے
دریافت کیا۔ آخر تُو ہے کون؟ میری طاقت ایک دم سے جاتی رہی۔ کچھ
معاملہ سمجھ میں نہیں آتا +

اجگر۔ تمہارے پردادے کا دادا ہوں۔ بھوک سے جان نکل رہی ہے تم سے پیٹ کی آگ بجھانا چاہتا ہوں +

بھیم سین۔ ایسا غضب نہ کرنا۔ میرے چاروں بھائی جیتے جی مر جائیں گے دروپدی جان دے دیگی۔ ماتا کنتی کا سنتے ہی دم نکل جائیگا +

یہ کہتے کہتے بھیم سین کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے وہ رونے لگا کہ ہائے بدقسمتی نے کہاں موت کے پنجے میں پھنسایا۔ مجھے اپنی زندگی کی پرواہ اور موت کا کچھ غم نہیں۔ غم ہے تو یہ کہ ایک میرے سبب سے کتنی جانوں پر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹیگا۔ یہاں بھیم سین زار زار رو رہا تھا وہاں جوش خون سے جدھشٹر کی بائیں آنکھ پھڑکی بازو بھی پھڑکا تو بایاں۔ گیدڑوں کی آوازوں نے بدشگونی کی علامتیں ظاہر کیں دل میں بھی کچھ بے چینی پیدا ہوئی۔ بھائیوں سے دریافت کیا +

بھیم سین کو کیا کہیں بھیجا ہے۔ مجھے آثار بیڈھب نظر آتے ہیں +

دروپدی۔ بھیجا تو کسی نے نہیں۔ خود ہی کسی ترنگ میں جنوب کی طرف گئے ہیں۔ میں نے درختوں کو اکھاڑتے پتھروں کو ٹھکراتے کودتے پھاندتے دیکھا تھا +

راجہ جدھشٹر یہ سنتے ہی اٹھ دوڑے۔ بھٹکتے ہوئے وہاں پہنچے جہاں ایک زرد رنگ کا چیتی دار اژدہا بھیم سین کو منہ میں دبائے پڑا تھا۔ جدھشٹر کی جان اڑ گئی کہ غضب ہو گیا۔ اژدھے کی وہ طاقت کہ دس ہزار ہاتھی کا زور کچھ کام نہیں کرتا۔ بھیم سین سے دریافت کیا +

بھائی کہو تو یہ کیا ہوا +

بھیم سین نے جو کچھ گزری تھی کہہ سنائی اور کہا کہ طاقت واقت کچھ کام نہیں دیتی بے بس ہوں +

جدھشٹر نے اس وقت عاجزی کو مطلب برآری کا ذریعہ بنایا بڑے ادب سے سوال کیا +

اژدھوں کے سرتاج۔ آپ نے میرے قوت بازو اور جان سے عزیز بھائی پر کیوں یہ مہربانی فرمائی ہے۔ مجھے یہ خوف ہے کہ یہ رحمت ہم لوگوں کے لئے

زحمت نہ ہو جائے۔ ذرا آپ اپنی تعریف تو بیان فرمائیں +

اجگر۔ راجہ نہک کا نام سُنا ہے۔ مَیں تمہارے پردادے کے بزرگوں میں سے ہوں۔ روے زمین پر حکومت تھی۔ قلمرو میں آفتاب غروب نہ ہوتا تھا نہ جانے کتنے یگیہ کرڈالے۔ دان پن کا حساب ہی کیا ہے۔ حکومت کے غرور اور اختیارات کے زعم نے یہ نوبت کر دی۔ ورنہ دنیا میں میرے ہی نام کے ڈنکے بجتے تھے خودی اور تمکنت سے سر پر بھوت سوار ہوا کہ پالکی رشی اُٹھائیں کہار برطرف۔ اگست جی کو غصہ آیا بد دعا دے بیٹھے۔ مجھے اس حالت پر پہنچا دیا۔ آج چھ پہر سے پیٹ میں تو ادے پڑا ہوں۔ آنتیں کھرچ رہی ہیں کچھ منہ میں گیا ہو تو قسم لے لو۔ تمہارا بھائی ایک ڈاڑھ کا تھا شکر ہے کہ تم بھی آگئے۔ دو ایک اور ایسے تھے بھگوان بھیج دے تو بس بھوک مر جائیگی۔ آج کا تو یوں سمجھتا ہوں کل کا پھر ایشور مالک ہے +

راجہ جدھشٹر۔ مَیں حاضر ہوں مجھے کچھ عذر نہیں مگر آپ میرے بھائی کی جان بخشی کریں بھوک کا علاج میں کر دونگا جو خوراک جو غذا کہئے حاضر کروں +

اجگر۔ مَیں بھیم سین کو یوں نہیں چھوڑ سکتا۔ ہاں اگر میرے دو سوال حل کر دو تو خیر کیا مضائقہ +

راجہ جدھشٹر۔ ضرور فرمائیے جو کچھ ذہن میں آئیگا گوش گزار کرونگا +

اجگر۔ بس سوال یہ ہے کہ برہمن کہلانے کے لائق کون ہے اور جاننے کے لائق کون چیز؟

راجہ جدھشٹر۔ برہمن وہ ہے جو سچ بولے دان کرے با مروت و رحمدل ہو دلآزاری و خونریزی سے متنفر ہو۔ جپ تپ سے کام رکھے۔ اور جاننے کے لائق فقط ایک برہم ہے۔ جس کو نہ خوشی سے مطلب نہ رنج سے غرض۔ نہ چشم خیال میں محسوس ہو نہ آئینہ فکر میں عکس افگن اور جس کو خانۂ دل میں پا کر انسان کو نہ رنج و راحت کی فکر رہتی ہے نہ درد و دوا کی +

اجگر۔ دنیا کے چار برنوں کے واسطے برہم دیا اور ست وہ تو باعث نجات ہیں کیا ان اوصاف سے شودر بھی برہمن ہو سکتا ہے؟

راجہ جدھشٹر۔ ہاں جس برہمن میں شودر کے عادات و خصائل ہیں وہ شودر ہی ہے برہمن نہیں اور شودر برہمن کے اوصاف سے متصف ہے تو وہ شودر نہیں برہمن ہے +

اجگر۔ اچھا مانا مگر جب اپنے اوصاف و عادات سے شودر برہمن اور برہمن شودر ہُوا تو پھر قومیت کہاں رہی یہ مسئلہ ہی ندارد ہو گیا +

جدھشٹر۔ دنیا میں برن اس طرح ملے جُلے ہیں کہ ذات کی شناخت ہونا محال ہو ہمیشہ سے تمام برنوں کی عورتوں سے شادی کرتے چلے آئے ہیں۔ اُن کی نسل بھی پھیلی ہے۔ گفتگو۔ عادات۔ پیدائش و موت اور اصول مباشرت سب کے لئے یکساں ہیں۔ چنانچہ عالم و فاضل روشن ضمیر و حقیقت شناس رشیوں نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ آچار مقدم ہیں۔ اُنہوں نے اولاد کی پیدائش کے وقت ماں کو ساوتری اور باپ کو آچارج مان کر ہدایت کی ہے کہ نال کاٹنے سے پہلے ذات اور قومیت کے اصول برتنا چاہئے۔ احکام وید کے موافق سنسکار نہ ہونے سے انسان کسی برن کا ہو شودر ہی رہے گا۔ سوائمبھو منوجی کی بھی یہی رائے ہے۔ برنوں کے خلط ملط ہونے سے ان کی شناخت وقت طلب ہو گئی۔ اسی سے سنسکار اور آچار پر دارو مدار رکھا گیا +

اجگر۔ اچھا اب پہلے سوال کو یاد رکھ کر یہ تو بتائیے کہ برہم جاننے کے لائق اور راحت اور رنج سے مبرا ہے تو اس کے واسطے کوئی لفظ؟

جدھشٹر۔ وہ لفظ نربکار برہم ہے۔ کیونکہ انسان کے لئے رنج و راحت لازمی ہیں اور سکھ دُکھ نتیجۂ اعمال +

اجگر۔ آپ نے میرے سوالات کے جواب دیئے۔ جاننے کے لائق نربکار برہم کی شناخت کرائی پس اب بھیم سین کو آزاد سمجھو +

جدھشٹر۔ باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ وید اور وید انگوں کے عالم ہیں اس لئے میں دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کے خیال میں کن کن اوصاف سے نجات ابدی حاصل ہو سکتی ہے +

اجگر- شیریں زبانی سے راستگوئی سے اور اُن لوگوں کو دان دینے سے جو مستحق ہوں ÷

جدھشٹر- اچھا یہ تو فرمائیے کہ دان پُن کا پھل زیادہ ہے یا سچائی کا شیریں زبانی کو فضیلت ہے یا خونریزی کرنے کو؟

اجگر- ان میں فضیلت کی کمی و بیشی نہیں فرق ہے تو صرف دو صفات کی کثرت و قلت کا اگر راستی کے کام زیادہ ہیں اور دان کے کم- تو اول الذکر کو فوقیت ہوگی علےٰ ہٰذا

جدھشٹر- اور مرنے کے بعد نجات کس کرم سے حاصل ہوتی ہے؟

اجگر- اعمال کے لحاظ سے انسان کو تین حالتوں سے سامنا ہوتا ہے دان وغیرہ نیک کاموں سے سُرگ ملتا ہے- نیک کاموں کی زیادتی اور خراب افعال کی کمی سے قالب انسانی حاصل ہوتا ہے جس میں انسانیت نہیں غصہ ور ہے نفس پرست ہے- دل آزار ہے لالچی ہے- خونریزی کا عادی ہے- وہ ضرور حیوان ہوگا- گائے اور گھوڑے وغیرہ جو گوشت خوار نہیں- اُن کی حالت خونخوار جانوروں سے جدا ہے اُن کے پچھلے کرم اُن سے اچھے ہوتے ہیں- غرض جس کے لئے چوراسی لاکھ جونیں مقرر ہیں- جو کوئی جیسے کام کرتا ہے ویسا قالب پاتا ہے اور اُسی قالب میں اعمال کے مطابق رنج و راحت کی بھی کمی و بیشی رہتی ہے ÷

ایک زمانہ وہ تھا کہ سُرگ میری سیر گاہ تھا- میری نظر میں کسی کی حقیقت نہ تھی- دیوتا برہم رشی اور گندھرب وغیرہ دبکتے تھے- سب سے میں خراج لیتا تھا- ایک جنبش نظر سے پرائے جسم کی طاقت کھینچ لینا کوئی بات ہی نہ تھی- وہ طنطنہ تھا کہ بڑے بڑے برہم رشی پالکی کاندھے پر اٹھاتے تھے- ایک روز اگست جی کو بھی یہ خدمت ملی- میں نے پاؤں سے ٹھکرا کر سرپ سرپ کہا مراد یہ تھی کہ ذرا تیز چلیں وہ بگڑ گئے اور کوس بیٹھے کہ کمبخت تو سرپ (سانپ) ہو جائے- ایشور کے سُرگ سے زمین پر گر پڑے- بد دعا زبان سے نکلنے کی دیر تھی کہ میں سانپ ہو گیا- اب تو ہوش جاتی رہی- ساری ہیکڑی خاک میں مل گئی- اگست جی سے گڑگڑایا کہ وہ

مہاراج خطا معاف ہوتے تیجے کو پہنچ گیا۔ مگر یہ تو فرمائیے کہ سزا کی کچھ میعاد بھی ہے۔ اگست جی میری اگلی شان و شوکت قدر و منزلت۔ اوج و عروج سے واقف تھے۔ اُن کو رحم آگیا فرمایا کہ "ابھی غرور و تمکنت کا مزہ چکھو دعائیں مانگو کہ دھرم راج جدھشٹر کے درشن ہوں۔ چنانچہ آج تقدیر جاگی۔ دن پھرے سراپ سے جان بچی۔ اب پھر اصلی صورت نصیب ہوئی۔ آپ کی بدولت دوبارہ سُرگ میں جاؤنگا +

یہ کہتے ہی اجگر کی صورت تبدیل ہوگئی۔ راجہ نہک نے سُرگ کی راہ لی۔ جدھشٹر اور بھیم سین قیامگاہ پر آئے۔ بھیم سین کی آنکھیں کسی کے سامنے نہ اُٹھتی تھیں۔ چہرے پر پسینہ چھلک رہا تھا رشیوں اور برہمنوں نے سمجھایا.... کہ بُرا ماننے کی بات نہیں۔ آج تو سیکھے کہ غرور کا نتیجہ کیا ہے تم کو طاقت کے گھمنڈ نے یہ سبق دیا۔ اب بھی احتیاط نہ کرو تو تعجب ہے +

بھیم سین۔ واقعی آپ سب کا فرمانا درست ہے میں نے کان پکڑے کبھی غرور کے پاس نہ پھٹکونگا +

ادھیائے ۵۸

برہمات کی کیفیت۔ سری کرشن جی و مہارانی ستیہ بھاما کی کام بن میں رونق افروزی۔ پانڈوؤں سے ملاقات۔ دوران گفتگو میں مارکنڈے رشی و سری نارد جی کی تشریف آوری۔ حالاتِ زمانہ سابقہ سری مارکنڈے جی کی زبانی

راجہ جدھشٹر کا سرسوتی کے ساحل پر قیام ہے۔ یہاں یوں ہی معمولی دلچسپی کے اسباب مہیا ہیں اُس پر جب برسات کا سہانا موقع آجاتے تو گویا کہنا صحرا نوردانِ بادیۂ غربت نے اس فصل خوشگوار کی بھی جی بھر کے بہار دیکھی ٹھنڈی ٹھنڈی ہواؤں۔ اودی اودی کالی کالی گھٹاؤں۔ بادل کی کڑک۔ بجلی کی چمک۔ رعد کے شور۔ مینہ کے زور۔ جنگلوں کے سبزہ زار۔ ہری ہری دوب کی بہار۔ درختوں کی گلریزی۔ پھولوں کی عطر بیزی۔ ہرنی ہرنوں کی کٹھولیوں۔ چڑیوں کی میٹھی میٹھی بولیوں۔ کبکوں کے قہقہوں۔ بلبلوں کے چہچہوں طوطی کے نغمۂ دلنواز۔ طاؤسوں کے رقص ناز۔ خامۂ قدرت کے نقش و نگار پپیہے کی پکار۔ کوئل کی کوک۔ آواز غوک۔ رنگ رنگ کے برساتی کیڑوں کی خوشنمائی جھولوں پر حسینانِ سراپا ناز کی غزل سرائی۔ پوربی ملہاروں کی دلآویزی۔ مرزا پوری کجریوں کی جنون انگیزی۔ دریاؤں کی طغیانی۔ موسلادھار برسنے والی پانی سے کیسا ہی پژمردہ دل ہو۔ ایک دم ہرا ہو کر کنول کی طرح کھل جاتا۔ ارجن چیتر سین گندھرب کا شاگرد رشید تھا۔ اس کے دل میں ترنگ اُٹھی کہ ذرا دل بہلائیں خوش قسمتی سے یہ بہار نصیب ہوئی ہے اُس نے ایک ملہار چھیڑی اور آواز کا وہ اُتار چڑھاؤ دکھایا و گیکڑی تال سُر کی وہ خوبیاں ظاہر کیں کہ سامعین عش عش کر گئے۔ طائران خوشنوا کو حال آنے لگا۔ جانوران صحرائی عالم وجد میں ہو گئے۔ راجہ جدھشٹر کو اس موسم کی دلچسپی اور بہار یہ کیفیت نے ایسا محو کیا کہ چار مہینے وہاں کی دلبستگیوں سے دل نہ اچاٹ سکے۔ جب موسم سرما نے فصل برشکال کو گلے ملکر رخصت کیا۔ اُنہوں نے بھی کاتک شدی پورنماشی کی رات وہیں بسر کر کے علے الصباح کام بن کی راہ لی۔ ہمراہیوں کا جتھا ہمرکاب تھا رتھ ہوا سے باتیں کرتے تھے۔ کام بن میں ایک ہفتہ قیام ہُوا تھا کہ سری کرشن چندر جی کے نزول اجلال کی خبر گرم ہوئی۔ پانڈو سر کے بل روانہ ہوئے استقبال کیا قدمبوسی حاصل کی۔ کرشن جی سب سے بغلگیر ہوئے۔ دروپدی ست بھاماں سے ملی۔ طرفین سے مزاج پرسی ہوئی۔ اظہار محبت کیا گیا۔ پھولوں کے ہار پہنائے گئے اس وقت کام بن میں جو کیفیت نظر آتی تھی بیان سے باہر

ہے یہی معلوم ہوتا تھا کہ کام بن میں نندن بن ہے۔پانڈو نہیں اشونی کمار ہیں۔کرشن جی نہیں بھگوان شنکر ہیں۔مہاراج کرشن جی سب کے دیدار فرحت آثار سے نہایت ہی خوش ہوئے راجہ جدھشٹر سے فرمایا کہ

دھرم کے مقابلے میں راج پاٹ کچھ چیز نہیں۔آپ کے دھرم اور ست نے دونوں لوکوں پر اپنا سکہ بٹھا لیا۔دھرم کا مقدم فرض تپ تھا وہ بارہ برس کی تیرتھ جاترا سے کر چکے باوجودیکہ آپ پر دنیاوی خواہشات کا مطلق اثر نہیں ادھر دھرم کی کمائی۔اُدھر دھنُر ودیا کی دولت اس سے بڑھ کر ایک کشتری کو اور کیا چاہیئے +

راجہ جدھشٹر سے اتنا فرما کر دھوم رشی کی طرف روئے سخن کیا کہ مہاراج دیکھئے ادھر تو راجہ جدھشٹر لوک پرلوک بنانے میں مشغول ادھر دریودھن وغیرہ کو پاپ بٹورنے سے دلچسپی کیا طبیعتوں کا اختلاف ہے کوروؤں کا بھی کہیں بھلا ہو سکتا ہے۔جن کو ادھرم کے سوا اور کسی کام سے مطلب نہیں۔دروپدی کو بھری سبھا میں ننگا کرنے کی کوشش۔اس پاپ کو خیال کرتے ہوئے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔یہ پانڈوؤں ہی کا کلیجہ تھا کہ برداشت کر گئے۔طرح دے دی دوسرا ہوتا تو اپنا اور اُن کا خون ایک کر دیتا۔اُن لوگوں نے پاپ کی گٹھڑی اچھی طرح باندھ لی۔ملک عدم کی تیاریاں کر چکے۔کوچ سفر پر چوٹ پڑنے کی دیر ہے اور (دروپدی سے مخاطب ہو کر) مہارانی جی مصیبتوں کے دن گئے۔اچھے دن دوڑے چلے آتے ہیں۔دیکھ لینا کہ بدنصیب کوروؤں کو کئے کا کیسا پھل ملتا ہے ہمارے دوست ارجن اندر سے شستر ودیا سیکھ ہی آئے۔دیوتاؤں کے تمام استر تمہارے قبضے میں ہیں۔اب کس کا ڈر ہے۔تمہارا بھائی میرے یہاں شستر ودیا سے فارغ ہو چکا اب جادون جی بید کی تعلیم دے رہے ہیں اور پدمن جی تیر اندازی کی وہ بھی تمہارے فرزندان نامدار ابھمن سومینہ اور بھانو کی طرح پر دمن کو عزیز جان ہے (راجہ جدھشٹر کو متوجہ کر کے) مہاراج دھرم پتر۔آپ یہ خیال نہ کیجئے گا۔کہ بارہ برس کی صحرانوردی سے آپ کی محبت اور قدر و منزلت کو لوگوں نے بھلا دیا۔نہیں نہیں یہ بات نہیں۔صدہا راجے

مہاراجے جاں نثاری کے لئے کمربستہ ہیں دریودھن کے نام سے اُن کی آنکھوں میں خون اُترتا ہے وہ جس وقت موقع ہوگا۔ جان و مال سے حاضر ہونگے مگر ہستناپور پہنچنے سے قبل میری رائے ہے کہ آپ وہ قول پورا کریں جو بھری سبھا میں آپ کر چکے ہیں ✤

راجہ جدھشٹر۔ ترلوکی ناتھ۔ پانڈو آپکے دست گرفتہ ہیں آپ کا سایۂ عاطفت ہم سب کے لئے تاج افتخار ہے ہمیں جو کچھ بھروسا ہے وہ آپ کی مدد کا۔ جس پر آپ کی نظر عنایت ہو۔ اُس کو کسی سے کیا ڈر۔ کسی اور کی مدد کیا درکار۔ آپ کی کرپا سے بارہ برس خیر و عافیت سے گزر گئے اب ایک سال سخت مصیبت کا اور باقی ہے۔ آپ چاہینگے تو وہ بھی آسانی سے کٹ جائیگا ✤

ابھی راجہ جدھشٹر کی بات ادھوری ہی تھی کہ مارکنڈے رشی وحدۃ وارد ہوئے رشی مہاراج زندہ جاوید ہیں۔ ہزاروں برس کی عمر پر بھی پچیس برس سے زیادہ سن معلوم نہ ہوتا تھا۔ سب لوگ ان کو دیکھ کر اُٹھ کھڑے ہوئے ڈنڈوت کی۔ بڑی تعظیم و تکریم سے بٹھایا۔ قدم دھوئے۔ پھول چڑھائے سری کرشن جی نے شکریہ ادا کر کے گوہر افشانی کی کہ

مہاراج سب لوگ زبان مبارک سے راج رشیوں کے حالات سُننے کے مشتاق ہیں ✤

مارکنڈے جی کچھ جواب نہ دینے پائے تھے کہ سری نارد جی بھی تشریف فرما ہوئے اُن کے دیئے بھی آنکھیں بچھ گئیں اور خوب تواضع و تکریم ہوئی نارد جی نے دریافت کیا ✤

کیا باتیں ہو رہی تھیں میں مُخل تو نہیں ہُوا ✤

سری کرشن جی - واہ مہاراج - آپ اور مخل صحبت ہم لوگ تو بڑا فخر کرتے ہیں کہ ادھر مہاراج مارکنڈے جی نے عزت افزائی فرمائی اُدھر آپ نے تاج سربلندی بخشا مارکنڈے جی مہاراج سے درخواست کی گئی ہے کہ کچھ زمانہ قدیم کے حالات بیان فرما کر ممنون توجہات فرمائیں چنانچہ جنبش لب کا انتظار تھا آپکے درشن دیئے نے نصیب ✤

راجہ جدھشٹر جی نے عرض کی کہ جب اپنی مصیبت اور کوروؤں کی راحت

پر نظر کرتا ہوں تو میری عقل چکرا جاتی ہے کہ معاملہ کیا ہے اچھے اور بُرے اعمال کا نتیجہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ علاوہ بریں جب موجودہ زندگی یا آئندہ قالب میں رنج و راحت وغیرہ کرموں کی اچھائی یا بُرائی پر منحصر ہیں تو ایشور کے دست قدرت میں کیا رہ گیا میرا سوال یہ ہے کہ قالب عنصری سے جدا ہونے پر جیو آتما لوک یا پرلوک میں اعمال زندگی کے موافق نیک و بد افعال کے عوض اچھے یا بُرے پھل کیونکر پاتا ہے اور مدت ہائے دراز تک ان اعمال کا ذخیرہ کہاں جمع رہتا ہے؟

مارکنڈے۔ سوال بہت معقول ہے۔ اہل دنیا کو اس سے عمدہ سبق ملے گا۔ سنو ❖

ابتدائے آفرینش میں سب سے پیشتر برہماجی کا ظہور ہوا۔ انہوں نے انسانی خلقت کو لباس عنصری سے آراستہ کیا۔ اس وقت کے انسان راستی پسند اور باخبر تھے ہر چیز حسب خواہش دستیاب ہوتی تھی۔ سُرگ میں آمد و رفت کا اختیار حاصل تھا۔ عمریں ہزارہا برس کی حرص و ہوا مفقود۔ نفس پرستی و خواہشات نفسانی معدوم۔ اولاد کی کثرت ہزاروں تک کی نوبت ❖

دوسرے دور میں انہیں لوگوں پر کام کرودھ لوبھ موہ کا غلبہ ہوا۔ فکر معاش میں فریب و مکر کی ہوا چلی۔ اب اعمال کا چکر چلا۔ نیک کاموں اور بُرے فعلوں کی جزا و سزا ملنے لگی۔ پاپیوں کے لئے حیوانوں اور پرندوں کے قالب تیار ہوئے۔ تکمیل خواہشات میں لوہا لگنے لگا۔ دلوں میں وہم گھر کر گیا۔ صدق ایلات جاتی رہی۔ خاندانی فضیلتوں پر داغ لگا۔ بیماریاں پیدا ہو گئیں۔ رنج و غم کا دور دورہ ہو چلا۔ عمریں گھٹیں۔ ذی روحوں کی خونریزی۔ دوستوں سے دغابازی اور ایسے ہی دوسرے افعال قبیحہ سے عقل پر پتھر پڑ گئے۔ فہم و فراست جواب دے گئی۔ اگلی باتیں جھوٹ معلوم ہونے لگیں۔ کیسی ہی سچ بات ہو کبھی عقل باور نہ کرتی تھی۔ ایسی ایسی بد افعالیوں اور اُن کے خلاف نیک عملیوں کے لحاظ سے روح اچھا یا بُرا قالب پاتی ہے۔ شریر یعنی قالب عنصری دو قسم کا ہوتا ہے ❖

ایک استھول دوسرا سوکھشم۔ یعنی لنگ۔ جب استھول شریر نہیں رہتا

تو سوکھشم شریر میں نیک وبد اعمال کی سزا و جزا ملتی ہے سوکھشم شریر سارے اعمال کا خزانہ ہے اور جب سوکھشم شریر اپنی عمر طبعی کو پہنچ جاتا ہے تو جیو آتما کوئی دوسرا قالب قبول کرتا ہے۔ اعمال اس کے ساتھ رہتے ہیں جن کے محاذ سے اس کو رنج ملتا ہے یا راحت یہ کبھی ممکن نہیں کہ اعمال کا اچھا یا بُرا نتیجہ یعنی سزا یا جزا نہ ملے جو لوگ روشنضمیر۔ نفس کش۔ پابند شاستر۔ راسخ الاعتقاد۔ راست گفتار۔ نرم دل ہمدرد خلائق ہیں۔ دھرم اور برت کو جان سے زیادہ مقدم سمجھتے اور اندریوں پر قابو رکھتے ہیں۔ اُن کو مقدس اور پاک قالب میں مراتب اعلےٰ ملتے ہیں اُن کی عادات نیک ہوتی ہیں۔ جسم تندرست عوارض سے پاک۔ اندیشہ و فکر سے مبرا۔ جب سورگ سے عالم موجودات میں آئے۔ روشنضمیری سے آتما اور پرماتما کی شناخت کر کی سرائے فانی سے نیک اعمال کی بدولت عالم باقی میں پھر جا پہنچے۔ مخلوقات عالم میں سے کچھ ذیروح تودہ ہوتے ہیں۔ جنہیں یہاں تو راحت ملتی ہے مگر سورگ میں راحت کا نام نہیں۔ کچھ جاندار ایسے ہیں جن کو دنیا میں دکھ سے سامنا رہتا ہے۔ مگر عقبےٰ میں سکھ ہی سکھ ہے۔ اکثروں کے لئے دونو جگہ آرام ہی آرام ہے۔ اور بہتوں کے لئے نہ یہاں چین نہ وہاں۔ جو زندگی میں وید خوانی میں مشغول رہتے ہیں نفس کشی کرتے اور کسی کی روح کو نہیں ستاتے جان نہیں مارتے اُن کو دنیا میں تو ضرور تکلیف رہتی ہے مگر سورگ میں راحت ہی راحت ہے جو اشخاص بچپن سے نیت خیر رکھتے دھرم کو مقدم سمجھتے ایمانداری سے روپیہ کماتے ہیں۔ شادی کرتے۔ یگیہ وغیرہ نیک کاموں میں مصروف رہتے ہیں اُن کو ہر جگہ عیش ہی عیش ہے بہتوں نے نہ کچھ پڑھا نہ لکھا نہ تپ کیا نہ دان پُن نہ اولاد ہے نہ اولاد کی فکر اُن کو کہیں بھی راحت نہیں +

اتنا کہکر راجہ جدھشٹر سے فرمایا کہ

تمہارا یہ تکلیف کا زمانہ چند روزہ تھا۔ اسے تکلیف کا زمانہ نہ سمجھو بلکہ ایام راحت کا پیش خیمہ۔ تمہیں یہاں ہی عنقریب سکھ ہی سکھ حاصل ہوگا۔ اور سورگ میں بھی راحتیں نصیب رہینگی۔ تمہارا جنم ہی اس واسطے ہوا ہے کہ دیوتاؤں کی مشکلات حل کرو۔ پتروں کو ثواب پہنچاؤ +

ادھیائے ۸۶

۱- ہے ہے دیش کے راجکمار کی تیر اندازی سے رشی کا قتل راجکمار کا خوف عذاب - ارشٹ رشی کی برکت سے مردہ رشی کی زندگی - مارکنڈے جی کی زبانی

۲- اترّے رشی کا افلاس - استری کو پرورش اولاد کے لئے فکر زر - رشی کی راجہ بین کے اشومیدھ یگیہ میں رسائی - برہمنوں سے مباحثہ - مباحثے میں جیت حصول دولت سے مقصد برآری

مارکنڈے جی نے اب زمانہ قدیم کے حالات یوں بیان کرنا شروع کئے۔
ہے ہے دیش ایک راج کا نام تھا۔ وہاں کے راجکمار کو شکار کی دھن ایک
جنگل میں لے گئی۔ جہاں ایک گھاس کا انبار نظر آیا۔ راجکمار کو شکار کی دھن بندھی
تھی۔ گھاس میں کالے ہرن پر نشانہ لگایا۔ شکار فوراً چت ہو گیا۔ راجکمار خوش خوش
پہنچا تو روح اُڑ گئی۔ کلیجہ دھک سے ہو گیا۔ منہ پیٹ لیا کہ ہائے غضب ہو گیا۔ کالے
ہرن کے دھوکے میں ایک مہاتما رشی کی جان لے لی۔ افسوس مرگ چھالے
نے دھوکا دیا۔ اس کے ہوش کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ بھاگا ہوا راجدھانی
میں آیا۔ برہمنوں کے آگے سر دے مارا کہ ہائے غضب ہو گیا۔ فطرت نے خطا کی۔ نادانستگی میں
ایک رشی پر تیر سر ہو گیا۔ سخت رنج ہے۔ خوف عذاب سے جان میں جان نہیں۔ برہمن دوڑ پڑے۔ ارشٹ نیم رشی

کے آشرم میں گئے دیکھا کہ رشی صحیح سلامت ہے۔ ارشٹ نیم رشی جی صاحب کشف و کرامات تھے صورت سے سمجھ گئے کہ یہ لوگ کس غرض سے آئے ہیں وہ ہنسے اور کہا کہ جس برہم رشی کو تمہارے راجکمار نے ہرن سمجھ کر نشانے سے چت کیا تھا وہ دیکھو سامنے بیٹھا ہے راجکمار ابھی بچہ ہے ناسمجھ ہے اس کی خطا ہی کیا کہہ دینا کہ اطمینان رکھے اُس پر برہم ہتیا کا اثر نہ ہوگا۔ برہمن مردہ رشی کو زندہ دیکھ کر حیرت میں رہ گئے زیادہ تعجب یہ ہُوا کہ ذرا دل پر میل نہیں دریائے عاطفت اس حالت میں بھی جوش زن ہے +

رشی جی۔ بھائی اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں جو دنیا کو لات مار کر جنگل میں تپسیا کو زندگی کا ماحصل سمجھتے سچائی پر جان دیتے اپنی بھوک مار کر سادھوؤں بیراگیوں کا پیٹ بھرتے ہیں اُن سے موت بھی پناہ مانگتی ہے پھر راجکمار کا تیر کیا اثر کرتا میری تپسیا کی طاقت نے مردے کو اُٹھا کر بٹھا دیا +

مارکنڈے جی نے یہ ذکر ختم کر کے دوسرا تذکرہ چھیڑا گوہر افشاں ہوئے کہ اترے رشی بڑے قناعت پسند اور باکمال تھے مگر پلے جھنجھنی نہ تھی بالکل ٹھکل ان کی استری جب دیکھو سر ہوتی تھی کہ مہاراج آپ کی قناعت سے بچوں کا پیٹ نہیں بھرتا یہ بیچارے کب تک ہوا پھانکیں پیٹ میں تو ادیں تو کیونکر ذرا ادھر ادھر جائیے کسی راجہ سے ملئے کچھ لائیے تب یہ غریب پلیں۔ بے کوڑی پیسہ ان کی پرورش کیسے ہو رشی کا جواب دو ٹوک ہوتا تھا کہ بن باسیوں کو روپے پیسے سے کیا غرض۔ میں پرائے ہاتھ کا میل لینے کے لئے کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلاؤنگا +

اتفاق سے انہیں ایام میں راجہ بین نے اشومیدھ یگیہ کیا استری پیچھے پڑ گئی کہ بھلا اب تو جاؤ جہاں ہزاروں رشی منی ہونگے وہاں جانے سے تمہاری عزت گھٹ نہ جائیگی۔ اترے رشی مجبور ہوئے کوئی عذر نہ چل سکا۔ یگیہ میں گئے راجہ بین کو اشیرباد دیا اور بولے :-

راجہ بین! تیرے دھرم کا کیا کہنا روے زمین پر تو پرتھم (افضل الکونین) ہے کون بشر ہے جو تیرا مداح خواں نہیں سارے رشی تیرا یش گاتے ہیں +

اترے رشی کے منہ سے پرتھم کا لفظ نکلتے ہی گوتم رشی اور تمام برہمن یک زبان ہو کر بول اُٹھے کہ واہ اترے رشی راجہ بین کی شان میں پرتھم کا لفظ

معلوم ہُوا کہ عقل سٹھیا گئی۔ کچھ معلوم ہے کہ یہ لفظ کس کی شان میں استعمال ہوتا ہے۔ اندر کے سوا کوئی راجہ اس لفظ کے ساتھ یاد نہیں کیا جا سکتا +

اترے رشی۔ میری عقل سٹھیا گئی ہے تو تم لوگوں کی بلا سے پہلے ذرا اپنے داغ کا علاج کرالو تو بات کرو۔ مَیں نے جو کہا وہ پتھر کی لکیر بالکل ٹھیک۔ راجہ بین بڑے رعیت پرور۔ انصاف پسند ہیں۔ دست خیر کی دنیا قائل ہے۔ پس ان کی شان میں پرتھم کا لفظ موزوں نہیں تو اور کس کی شان میں ؟

برہمن منڈلی۔ کیوں ایسا نہ کہو تو راجہ سے روپیہ کس طرح اینٹھ سکوگے اس بات سے کچھ اترے رشی کو طیش آیا کچھ برہمن گرم ہوئے۔ ایک ہنگامہ برپا ہوگیا۔ بلم چخ مچ گئی +

کشیپ رشی غل غپارہ سنکر بولے

یہ کس نے کانوں کے پردے پھاڑ رکھے ہیں۔ کس نے ایسے شخص کو گھسنے دیا جس کے سبب سے ہائے ہتیا مچ گئی۔ کیا بات ہے کہو؟

برہمنوں نے سب کیفیت سنائی۔ کشیپ جی نے کہا کہ اچھا ذرا دم لو۔ فضول بک بک جھک جھک سے نتیجہ نہیں۔ سنت کمار جی تصفیہ کر دینگے کہ حق پر کون ہے +

رشی اور برہمن سنت کمار جی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سارا مباحثہ گوش گزار کیا۔ سنت کمار جی نے فرمایا کہ

اترے رشی کا فرمانا بہت درست ہے بین ایسے راجہ کی شان میں پرتھم کا لفظ استعمال کرنا کیوں روا نہیں۔ آپ سب لوگ غلطی پر ہیں +

رشی اور برہمن اپنا سا منہ لئے وہاں سے راجہ کی خدمت میں آئے۔ سنت کمار جی کا فیصلہ بیان کیا۔ راجہ بین کو پرتھم کے لفظ سے وہ اعزاز حاصل ہُوا جو راجہ اندر کے واسطے مخصوص تھا۔ اترے جی کے کمال لیاقت نے ان کو ایسا گرویدہ کر لیا کہ سامنے سونے چاندی کا ڈھیر لگا دیا بہت سی گائیں نذر کیں۔ اترے رشی وہاں سے خوش خوش پھرے۔ آشرم میں آئے ساری دولت استری کے حوالے کی اور کہا لو چین کرو۔ اب تو دل بھرا +

ادھیاے ۸۷

تارکش رشی کی درخواست پر سُرسوتی جی کی سخن سرائی۔ دان پُن کے پھلوں کا بیان (مارکنڈے جی کی زبانی)

مارکنڈے جی کا سلسلۂ سخن جاری ہے کہ ایک تارکش رشی گزرے ہیں۔ جنہوں نے برہما کی عالم و فاضل بیٹی سُرسوتی سے سوال کیا کہ

انسان کی نجات کے وسائل کیا ہیں۔ دان سے نجات کیونکر ملتی ہے؟

سُرسوتی جی۔ وید پاٹھی۔ تپسوی اور برہم کو سرو بیاپک ماننے والے دیو لوک میں جاتے ہیں۔ یہ لوک نہایت ہی عجیب و غریب ہے۔ اُس میں خوبصورت نہریں جن کے صاف و شیریں پانی میں ہر رنگ کی مچھلیاں۔ طلائی و نقرئی رنگ کے کنول۔ درختوں کی نرالی بہار۔ جن کو رنگ رنگ کے پھولوں سے زینت۔ پھلوں سے زیبائش۔ پھول بھی وہ جن کی مہک مُردوں کے دماغ میں جان ڈال دے پھل بھی وہ جن کی خوشبو سے اندر اُن بھی امر پھل بن جائے۔ یہاں جو پہنچا اُس کے آرام و آسائش کا کیا ٹھکانا۔ خوبصورت سے خوبصورت اپسرائیں خدمت کو موجود دیوتا تک رضا جوئی کے لئے حاضر۔ لوک ایک نہیں۔ کئی ہیں جہاں مختلف اوصاف کے لوگوں کی بود و باش ہوتی ہے +

سورج لوک میں وہ جگہ پاتا ہے جس نے بیل دان کئے ہوں +

دہر لوک اُسے ملتا ہے جس نے لباس اور سونا چاندی کا دان کیا ہے +

سُورگ لوک اُس کے واسطے ہے جو بہت سیدھی اور دودھاری گائے دان کرے۔ بچھڑا بھی ساتھ ہو +

اندر لوک کا وہ مستحق ہے جو برہمنوں کو ہدایت مقررہ کے موافق دان دیتا ہے +

گؤلوک میں وہ جاتا ہے جو ہوَن کے باقیماندہ اناج کو کھاتا ہے۔ برہم درشن

مل جانا بھی اُس کے واسطے کچھ عجیب نہیں +
اب ذرا ایک ایک دان کا پھل سنئے +
طاقتور۔ بے شر اور کھیتی کے لائق بیل دان کرنے سے دس گئو دانوں کا ثواب حاصل ہوتا ہے +
سینگ منڈھ کر۔ پوشش ڈال کر۔ دکشنا دے کر دان کرنے سے کپلا گئو دان دینے والے ہی کو نہیں۔ پُرکھوں اور اُن کے پتروں کو بھی سورگ میں پہنچا دیتی ہے +
گئو دان گھور نرک کے عذاب سے انسان کو چھڑا دیتا ہے +
سات برس بلا ناغہ ہَوَن کرنے والے کی گذشتہ و آئندہ سات پشتیں نجات حاصل کرتی ہیں +
مگر یاد رہے کہ وید نہ جاننے والے برہمن سے آگ میں ہَوَن کرانے کا نہ کچھ پھل ہے نہ گئو دان کا۔ اور نہ بے ہاتھ پاؤں دھوئے ہَوَن کرنے کا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ہَوَن کرنے والا گئو دان لینے والا برہمن وید خوان ہونا چاہئے اور ہَوَن کرتے وقت ہاتھ پاؤں ضرور دھو کر پاک و صاف ہو جانا لازمی ہے +
تارکش رشی۔ آپ نے بہت سے رموز بتائے ہیں بہت ممنون ہُوا۔ اب میری خواہش ہے کہ آپ کچھ اپنا حال سنائیں۔ تکلف دہی کی معافی مانگتا ہوں +
سرسوتی جی۔ علم دولت وغیرہ تمام دنیا کے لوازمات سے میری پرورش ہوتی ہے۔ یہی میری ترقی اور یہی میری رونق و عظمت کا باعث ہیں جن کو نہ نجات کی خواہش نہ کسی بات کا اندیشہ و تردد۔ وید خوانی سے سروکار ہے مردم آزاری و خونریزی سے عار ہے۔ جپ تپ کو مال زندگی اور سرمایۂ حیات جانتے ہیں۔ اُن کی وہ عظمت ہے کہ پرماتما کو قبضے میں کر لیتے ہیں۔ پرماتما کیا ہے۔ کل کائنات کے درخت کی جڑ۔ اور درخت کون جس کی شاخوں کا شمار ہی نہیں۔ خلاصہ یہ کہ جس کے ملنے کی ہوس میں اندر اپنے اگنی اپنے دیوتاؤں نے یگیہ کئے وہی میری جلوہ گاہ ہے +

ادھیائے ۸۸

برہماجی کی مچھلی کے قالب میں مختلف حالتیں۔ پرلے کا طوفان مذکور الصدر مچھلی کی مدد سے کشتی پر منوجی کی جانبری۔ ہمالیہ کی نوبندھن چوٹی پر تپسیا

مارکنڈے جی راجہ یدھشٹر سے مخاطب ہیں کہ اب بیوسوت منو کا حال سنئے یہ بدری بشال آشرم میں تپ کر رہے تھے کہ چیرنی ندی سے آواز آئی کہ

مہاراج۔ جان بچائیے بڑی بڑی مچھلیاں میری طرف جھپٹ رہی ہیں +

منوجی نے انسان کی آواز سُنی اُسی وقت ندی کے کنارے پہنچے دیکھا ایک چھوٹی مچھلی فریادی ہے وہ اُسے لے آئے اور ایک پانی کے گھڑے میں ڈال دیا۔ مچھلی کا قد بڑھتے بڑھتے اتنا بڑھا کہ آخر منوجی کو باولی میں چھوڑنا پڑا۔ باولی میں بھی وہ اس قدر بڑھ گئی کہ جگہ نہ رہی۔ منوجی پہنچے تو اُس نے بہت شکریہ ادا کیا اور عرض کی کہ

مہاراج دیکھئے کیسی تنگی سے بسر کر رہی ہوں اگر آپ گنگا جی میں چھوڑ دیں تو بڑا احسان ہو۔ آپ کا سلوک میں کبھی نہ بھولونگی۔ اور آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ ایک وقت اسی طرح آپ کی بھی میرے سبب سے جان بچیگی +

منوجی راضی تو ہو گئے مگر گنگا جی تک کیسے پہنچائیں مچھلی مچھلی نہ رہی تھی مگرمچھ بھی پاسنگ برابر نہ تھا وہ اس فکر ہی میں تھے کہ کیا کریں اتنے میں پھر مچھلی کو دیکھا تو بالکل چھوٹی وہ اُسے اُٹھا کر لے گئے اور گنگا جی میں چھوڑ دیا +

تھوڑے دنوں کے بعد مچھلی مگرمچھ کا کیا ذکر ایک پہاڑ دکھائی دینے لگی گنگا جی میں سمانہ سکی منوجی اشنان کو گئے تو درخواست کی کہ

مہاراج آپ ہی میری جان بچاتے چلے آئے ہیں۔ گنگا جی میں بھی اب

گنجائش نہ رہی - آپ ہی تکلیف کریں تو سمندر میں فراغت سے رہ سکوں مچھلی نے یہ کہکر جسم چھوٹا کرلیا - منوجی نے سمندر میں پہنچایا - جب منوجی چلنے لگے تو مچھلی بولی :-

منوجی مہاراج - ایک بات سُنتے جائیے - پرلے ہونے والی ہے پانی کے سوا خشکی کا نام نہ رہیگا - ایک کشتی تیار کیجیئے - تمام ضروری ذخیرہ اُس میں ہو ایک مضبوط رسا بھی اُس میں بندھا رہے - جب پرلے کا زمانہ آئے سپت رشیوں کو لئے ہوئے کشتی پر سوار ہو جائیے گا - مَیں موقع پر پہنچونگی - اس وقت صورت اور ہے اُس وقت منہ پر ایک طول طویل سینگ پائیگا مَیں آپ کو اس پرلے میں بچاؤنگی کوئی خوف کی بات نہیں +

مچھلی چلی گئی منو نے کشتی تیار کی - طوفان کا بھی دن آگیا دنیا بھی غرق ہوئی - منوجی طوفان کے تھپیڑے میں پھنسے مچھلی بھی اُسی وقت آپہنچی جب کشتی ڈگمگا رہی تھی - منوجی نے بڑی پھرتی سے رسے کا پھندا پھینکا - مچھلی سینگ میں ڈال کر ادھر اُدھر چکر دینے لگی - پانی کے زور شور کا کیا ذکر - تمام دنیا دریا بُرد ہو گئی - اونچے پہاڑ تک پانی میں ڈوب گئے - مچھلی بھاگتے بھاگتے ہمالیہ پہاڑ کی طرف پہنچی - ہمالیہ کی سب بلند سے بلند چوٹیاں پانی کے اندر تھیں - صرف ایک سر بفلک چوٹی ڈوبنے سے باقی تھی - مچھلی نے وہ کشتی وہیں بندھوائی اور کہا کہ

مجھے پہچانا - برہما کون ہے - پرجاپتی کسے کہتے ہیں - مَیں ہی وہ ہوں جن کا تم نے نام سُنا تمہیں اس طوفان بلا سے بچانے کے لئے مچھلی کا قالب قبول کر رکھا تھا +

منوجی - اب انتظام آفرینش کے ذمہ وار تم ہو تمہیں تپسیا کرنا لازم ہے +

یہ الفاظ ختم ہوتے ہی دیکھتے ہیں تو مچھلی ندارد - اب فکر ہوئی کہ انتظام آفرینش کیونکر ہو - سپت رشیوں سے مشورہ ہُوا سب کی رائے سے اسی نوبندھن نامی چوٹی پر منوجی مہاراج نے تپسیا شروع کر دی نوبندھن چوٹی وہی ہے جس میں منوجی نے مچھلی کے کہنے سے کشتی کا رسا باندھا تھا +

ادھیاے ۸۹

زمانۂ قیام - دُنیا کی تقسیم - مہاپرلے کے چشم دید واقعات نارائن جی کی ذات مقدس کا بیان - مارکنڈے رشی کی زبانی

راجہ یدھشٹر یہ حالات سنکر مارکنڈے جی سے بولے کہ مہاراج آپنے پرلے تک کا حال سُنایا جو برہما جی کو معلوم ہے یا آپ کو دوسرے ذیروحوں کو کیا پتہ پرلے اُسوقت کے لوگوں کو مٹا گئی - سو یکھتا اور کہتا کون - آپ فرمائیے کہ آگے چلکر کیا ہُوا اور کیا ہوگا؟

مارکنڈے جی - پرلے کے بعد نارائن جی انتظام کائنات فرماتے ہیں برہما جی کو حکم ہوتا ہے کہ گلزار تخلیق بند ہی ہو برہما جی سلسلۂ آفرینش قائم کرتے ہیں اور زمانے کی تقسیم یوں ہوتی ہے +

ست یُگ ۴ ہزار دب سال کا

دب سال کا ایک دن دُنیا کا ایک برس ہوتا ہے - دب سال کی چوکڑی برہما کا ایک دن +

تریتا - ۳ ہزار دب سال کا

یہی دن پرلے کا

دواپر - ۲ ہزار دب سال کا

کلجگ - ایک ہزار دب سال کا

کلجگ کے دورے میں اندھا دُھند ادھرم کی عملداری رہتی ہے - جھوٹ فریب ہتیا غصہ - لالچ وغیرہ کا دور دورہ ہوتا ہے انسان کو خراب افعال سے رغبت اور نیک اعمال سے نفرت ہو جاتی ہے - جپ تپ - پوجا پاٹھ برت ہَوَن - ایسے ایسے تمام نیک کام برہمن تک چھوڑ بیٹھتے ہیں اوروں کا کیا ذکر - خوردنی و ناخوردنی چیزوں کا امتیاز نہیں رہتا - چھوت پات کو واہیات سمجھتے ہیں کشتریوں کو رعیت پروری سے تنفر رہتا ہے - جرأت و بہادری کو کھو بیٹھتے ہیں - سادھوؤں سنتوں کی خدمتگذاری سے کچھ کام نہیں رہتا فکر رہتی ہے

تو بس یہ کہ جس طرح بنے روپیہ ہاتھ آئے - دولت ہی کے فکر میں اندھے رہتے ہیں - شودروں کا عروج ہوتا ہے دولت سے مالامال ہوتے ہیں سمجھتے ہیں کہ عقل بس انہیں پر ختم ہے - حکومت ملیچھوں کے ہاتھ میں چلی جاتی ہے - غلہ بے مزہ پھل بدذائقہ ہو جاتے ہیں - کم عمر لڑکیاں صاحب اولاد ہو جاتی ہیں آٹھ برس کی عمر میں حمل رہ جاتا ہے - درختوں کی بارآوری کم ہو جاتی ہے - گایوں کا دودھ گھٹ جاتا ہے اوقات مناسب پر پانی نہیں برستا - امساک باراں سے قحط عالمگیر ہوتے ہیں - ناخن اور بال بڑھا بڑھا کر لوگ مہاتما بن بیٹھتے ہیں برہمچاری خوب مال مارتے ہیں - گوشت کھاتے شراب میں اڑاتے ہیں برہمن رذیلوں سے فخر کے ساتھ دان لیتے ہیں - مطلب آشناؤں محسن کشوں کی کثرت ہوتی ہے صادق الاعتقاد اور نیک نیت لوگوں کو چین نہیں ملتا - ان کی زندگی کم ہوتی ہے پاپی بفکری سے بہت دنوں تک زندہ رہتے ہیں - عورتوں کا چلن بگڑ جاتا ہے خاوندوں کے ہوتے نوکروں سے ملتفت ہوتی ہیں - حسین بی بی سے التفات نہیں رکھتے - زنان بازاری کو گلے کا ہار بناتے ہیں - شراب خانے آباد رہتے ہیں عبادتخانے سنسان - جہاں پہلے دھرم ہوتے تھے وہاں بدفعلوں کی گرم بازاری رہتی ہے - آخر کار پرلے کا دن آتا ہے - وہ طوفان خیز بارش ہوتی ہے کہ جلامئی کے سوا کچھ باقی نہیں رہتا - مہا پرلے وہ ہے جس سے ایشور ابناشی کے سوا دیوتا اور سورگ سب نیست و نابود ہو جاتے ہیں +

مجھے ایک مرتبہ مہا پرلے دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے طوفان آیا کل مخلوقات کالعدم ہو گئی صرف میں محفوظ رہا - آکاش سے پاتال تک پانی کے سوا اور کچھ نہ تھا - میں ڈوبتے ترتے بہتے بہتے ایسا گھبرایا کہ کیا کہوں مصیبت میں سب کو ایشور یاد آتا ہے میں نے بھی اس سے پناہ مانگی - ایشور کی قدرت کہ ذرا دور آگے ایک بڑ کے درخت تک پہنچ گیا دیکھا کہ درخت کی شاخیں کوسوں تک چھپر چھائے ہوئے ہیں - شاخوں پر ایک نہایت نفیس فرش ہے اور فرش پر ایک خوبصورت لڑکا - لڑکے کا سراپا کس زبان سے بیان کروں چہرہ سورج کی طرح روشن آنکھیں چاند کی طرح پر نور میں حیران تھا

کہ کہاں ایسی مہاپرلے کہ تمام مخلوقات عدم آباد کو سدھار ہی - یہ چھوٹا سا بچہ یہاں کیسے آگیا اس کو بچانے والا کون تھا اتنے میں وہ لڑکا خود بول اُٹھا کہ تئے رشی جی - آپ کے واسطے بچھونا بچھا ہے - ذرا آرام کیجئے کسل دور ہو جائے ؛

اتنے ہی میں اُس نے منہ کھولا فوراً میں اُسی وقت پیٹ میں داخل وہاں میں دیکھتا ہوں تو آنکھیں کھل گئیں - عجیب حیرت ہوئی کہ واہ ساری دنیا بدستور قائم - گنگا - ستلج وغیرہ دریا اُسی طرح جاری ایشور کی مایا دیکھتے میں منہ سے نکلا - دیکھا کہ وہ پیکر نور خواب آرام میں ہے - میری منت والحاح پر وہ ذات مقدس یوں حرف زن ہوئی کہ

میں نارائن ہوں - روپ اصل میں ایک ہے مگر جلوے ہزاروں ہو جاتے ہیں - دُنیا کو پیدا کرنے والا پرورش کرنے والا اور فنا کرنے والا میں ہی ہوں برہما - بشن - مہیش - اگنی - پون - چندر - یم - اندر - سب میرے ہی جلوے ہیں - میں ہر جگہ موجود ہوں - نہ میری ابتدا ہے نہ انتہا - اگنی - منہ - آنکھیں چاند - سورج - ماتھا - آکاش - دشائیں (اطراف عالم) کان - پسینہ - پانی میں ہی شیش کے روپ میں کرۂ خاک اور پہاڑوں کے بوجھ کو اُٹھائے ہوئے ہوں جس وقت طبقۂ خاکی پانی میں غرق ہو گیا - میں نے ہی زمین کو پانی سے نکالا - باراہ اوتار جس کو کہتے ہیں وہ میں ہی ہوں - برہمن میرا منہ - کشتری بازو - ویش ران اور شودر قدم ہیں - چاروں وید کا ظہور میری زبان سے ہوا جس زمانے میں راجہ آسمان سر پر اُٹھاتے ہیں - زمین گناہوں کے بوجھ سے دب جاتی ہے - مخلوقات ظلم وستم سے جگر خراش نالے کرتی ہے - ذی روحوں کی جان پر بن جاتی ہے - رشی منی چیخ اٹھتے ہیں دیوتاؤں سے کچھ بنائے نہیں بنتی اُس وقت میں کسی نہ کسی شکل میں نمودار ہو کر گاؤ زمین کو بار گناہ سے سبکدوش کر دیتا ہوں - میں تو یہیں بیٹھے بیٹھے سب کچھ کر سکتا ہوں مگر اوتار لینے سے غرض یہ ہوتی ہے کہ اہل دنیا اپنی ہی طاقتوں پر نہ اترائیں غیبی طاقتوں کو بھی سمجھیں - ظالموں کو خوف مظلوموں کو تسلی رہے - کہ کوئی اُن کی فریاد سُننے والی طاقت موجود ہے

اگر یہ نہ ہو تو سب دل شکستہ اور مایوس ہو کر بے مارے مر جائیں۔ اہل دنیا کی مشکلات کے موقع پر ظاہر ہو جاتا ہوں آفتیں دور ہونے پر غائب ✦

اے راجہ یدھشٹر جس وقت نارائن بھگوان نے درشن دے کر حقیقت اصلی سے آگاہ فرمایا میری خوشی کی حد نہ تھی۔ تقدیر کو سراہتا خوش قسمتی کی بلائیں لیتا تھا۔ نارائن جی تو دیکھتے دیکھتے ہی نہ جانے کس طرح نظر سے غائب ہو گئے بعد گلشن کائنات کی چمن بندی کا تماشا دیکھا۔ برہما جی نے مخلوقات سے روئے زمین کو آباد کیا۔ تین دور میری نظر سے گزر گئے صرف ایک کلجگ باقی ہے وہ دیکھنے کو جی نہیں چاہتا۔ مگر کیا کروں مجبور ہوں۔ عمر ختم ہونے والی نہیں۔ سلسلۂ حیات طول طویل ہے موت میرے قبضے میں زندگی میرے اختیار میں جب چاہوں مر جاؤں۔ جب چاہوں جی اٹھوں مگر روز روز کا مرنا روز کا جینا اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے۔ اس نئے پراق نہیں چھوڑتا جس وقت کلجگ آ گیا سمجھ لیجئے کہ دنیا کی ہوا ہی پلٹ گئی وہ وہ پاپ وہ وہ گناہ ہونگے۔ کہ زمین کانپ اٹھیگی۔ لڑکے والدین کو بیوقوف سمجھینگے۔ رضا جوئی و فرمانبرداری کیسی۔ عورتیں لڑائی جھگڑے بکھیڑے سے خاوندوں کا ناک میں دم کر رکھینگی۔ پتی برت کیسا۔ پوجا پاٹ دھرم کرم جڑ پیڑ سے مٹ جائینگے۔ لوگ ادھرم کرینگے۔ دھرم کو فضول اور واہیات سمجھینگے جب اس ادھرم کا پیالا چھلکنے کو ہوگا تو بھگوان جی کو تکلیف کرنا پڑیگی۔ نہکلنکی اوتار میں جلوہ دکھائینگے۔ پاپ کی ناؤ ڈوبینگے۔ دھرم کی بیل پھر ہری بھری ہوگی ✦

ادھیائے ۹۰

نہکلنکی اوتار کا ذکر۔ اکشواکو نسی راجہ پرکھشت کا شغل شکار ایک عورت سے عشق۔ باہمی شرائط شادی کے بعد کی سرگزشت راجہ شل کا تذکرہ۔ ہرن کے شکار کی غرض سے بام دیو رشی کے

گھوڑوں کی طلبی - عدم واپسی پر حجت و تکرار - راجہ کی تیر اندازی - باھم دیورشی کی بد دعا وغیرہ

مارکنڈے رشی کی زبانی

مارکنڈے راجہ یدھشٹر کے استفسار پر نہکلنکی اوتار کا یوں بیان فرماتے ہیں کہ جب نیک اعمالوں کا قحط ہوگا۔ بد افعالیاں اپنا سکہ جمائینگی تب بھگوان اوتار لینگے۔ برہمن کے گھر سنبھل کے مقام پر لوگ بشن جس کے نام سے پکارینگے نہکلنکی کی طاقتیں غیبی ہونگی۔ طاقت بے نظیر۔ عقلمندی میں یکتائے روزگار یوں تو نہ کوئی ہتھیار پاس ہوگا نہ لڑائی کا اوزار۔ مگر ایک اشارے میں سب کچھ موجود ہو جائیگا۔ ذات مبارک دھرم کو از سر نو زندہ کریگی۔ بد کردار راجے لقمۂ تیغ اجل ہونگے۔ روئے زمین پر نہکلنکی ہی کی حکومت کا ڈنکا بجیگا۔ وید کے سب قائل ہونگے۔ دھرم کی خلاف ورزی عذاب میں داخل سمجھی جائیگی۔ یہ تو نہکلنکی کا سرسری حال تھا۔ اب ذرا سنو برہمنوں کی عظمت کیا ہے؟ راجہ اکشواک کون تھے کہنے کی ضرورت نہیں اسی کی نسل میں ایک راجہ پریچھیت گزرا جس کو شکار کی دھن جنگل میں لے گئی۔ شکار تو الگ رہا حضرت خود کمند زلف میں اسیر اور تیر نظر کے شکار ہو گئے ایک ایسی سرمایۂ حسن و جمال زہرہ تمثال سے آنکھیں لڑ گئیں کہ دل ہاتھ سے جاتا رہا۔ آپے میں نہ رہے۔ طبیعت بے اختیار ہوئی۔ حرف سوال زبان پر آگیا وہ تصویر خورشید مرقع ناہید بولی کہ ہم آغوشی منظور بشرطیکہ پانی سے سامنا نہ ہو۔ دل کا کسی پر آجانا برا ہوتا ہے طبیعت کی شگفتگی انسان کو قابو میں رہنے نہیں دیتی۔ راجہ نے کہہ دیا کہ

شرط قبول۔ عہد منظور۔ آؤ چلو۔ فردوس کی زینت بنو

وہ سپہر خوبی و ماہ برج محبوبی داخل محل ہوئی۔ راتدن عیش و عشرت کی گرم بازاریوں سے بلبل و گل۔ پروانہ و شمع کی دلچسپیوں کو گرد کر دیا۔ راجہ صاحب ہر وقت دل ہاتھوں میں لئے رہتے۔ خیال رہتا کہ پانی سامنے نہ آنے پائے

مگر اب شدنی دیکھئے۔ راجہ کو باغ بنانے کی سوجھی۔ باغ بنایا باغ میں باولی نہ ہو تو باغ کا لطف کیا۔ لہذا باولی بنوائی۔ مگر کیسی۔ عام نظروں سے پوشیدہ تہ خانہ کی طرح +

ایک روز جوش محبت سے رانی کو باغ کی سیر کرانے لے گیا باغ دکھاتے دکھاتے جوش محبت سے ویسا ازخود رفتہ اور باغ کی نفاست پر ایسا محو ہوا کہ کچھ خیال نہ رہا اور اُس دریائے خوبی و قلزم محبوبی کو باولی دکھا دی۔ جونہیں باولی نظر آئی دیکھا تو رانی غائب۔ غوطہ لگانا بھی اچھی طرح محسوس نظر نہ ہوا۔ راجہ کے دل کو سخت صدمہ ہوا۔ کلیجے پر وہ چوٹ لگی کہ تڑپ تڑپ گئے ہاتھ ملتے سر دُھنتے اور منہ پیٹتے تھے کہ ہائے سونے کی چڑیا جان بوجھ کر ہاتھ سے اُڑا دی افسوس اب زندگی کی آس کون ہے۔ رونے دھونے سے فائدہ نہ دیکھ کر اُس نے باولی کا سارا پانی اُلچھوا ڈالا۔ تہ نظر آئی مگر رانی کا نام و نشان ندارد۔ اگر کوئی ملا تو ایک مینڈک مینڈک کو دیکھتے ہی راجہ آگ ہو گیا عقل گدی میں ہو رہی تھی۔ سمجھا کہ یہی رانی کو نگل گیا نہ کچھ سوچا نہ کچھ سمجھا منادی کرا دی کہ ایک مینڈک زندہ نہ بچے۔ مینڈکوں کی شامت اعمال تھی۔ لاکھوں مفت ہلاک ہوئے۔ لوگوں کو جان کی فکر میں زندگی حرام ہو گئی۔ مینڈکوں کا ایک راجہ آیو تھا۔ اُس سے اپنے ہمجنسوں پر یہ بدعت نہ دیکھی گئی وہ راجہ سے ملا اور عرض کی کہ

مہاراج۔ آپ کو کس نے بہکا دیا ہے۔ بھلا مینڈکوں کی یہ طاقت کہ انسان کو کھا جائیں آپ جس کو اپنا دل دے رہے ہیں جس کے فراق میں مرغ بسمل کی طرح تڑپتے ہیں جس کے واسطے خون ناحق کی پروا اور عذاب و ثواب کا خیال نہیں وہ نہ جانے آپ ایسے کتنوں کو چکمہ دے چکی ہے آپ اُس کے لئے بیتاب ہیں تو لیجئے دیکھئے یہ وہی ہے یا اور کوئی۔ راجہ جس وقت اپنی محبوبہ گل اندام و معشوقہ لالہ فام کو دیکھا گلے سے لگا لیا۔ بلائیں لیں اور سمجھا کہ دوبارہ زندگی ہوئی۔ کچھ مدت عیش و آرام سے گزری پھر راجہ تپسیا کو چلے گئے۔ راجہ شَل تخت نشین ہوا

ایک دن راجہ شَل شکار میں مشغول تھا۔ ہرن بھاگا۔ راجہ نے پیچھا کیا رتھ تیز رو تھا مگر کہاں ہرن کہاں رتھ کے گھوڑے

شکار کی چھاؤں تک نہ پائی۔ راجہ شوق شکار میں بیتاب تھا۔ گویا تہیہ کر لیا کہ ہرن مارے بغیر دائیں ہاتھ کا کھانا حرام۔ رتھیان نے عرض کی کہ

مہاراج۔ یوں ہرن زد پر آنے والا نہیں۔ اس کا پیچھے چڑھنا دشوار۔ بام دیو رشی اسی جنگل میں تشریف رکھتے ہیں اگر اُن کے گھوڑے مل سکیں تو کیا مجال کہ صید نکل جاوے ✤

راجہ کے تلووں سے لگی تھی۔ بام دیو کے قدموں پر گرا گھوڑے مانگے واپسی کا وعدہ کیا رشی نے گھوڑے دیئے۔ راجہ نے شکار جیت کیا مگر نیت بدل گئی۔ گھوڑے اپنے اصطبل میں باندھ رکھے۔ رشی جی نے کچھ دنوں انتظار کیا۔ جب عرصہ گزر گیا تو چیلے کو بھیج کر گھوڑے طلب کئے راجہ نے جواب دیا کہ رشیوں کو گائے بیل رکھنا مناسب ہے گھوڑے راجوں کے واسطے پیدا کئے ہوئے ہیں۔ چیلہ ناکام واپس آیا تو بام دیو خود پہنچے۔ پہلے درخواست کی جب راجہ نے انکار کیا تو بہت بڑھا ہوا تکرار بڑھی۔ راجہ نشۂ غرور میں مست تھا بوے خودی دماغ میں سمائی تھی۔ خادمان در دولت کو حکم ہوا کہ

لاناتیر۔ ابھی بام دیو کا سارا مہاتماپن نکال کے رکھ دیں ✤

بام دیو۔ چاہ کن را چاہ در پیش۔ جو دوسرے کے لئے کنواں کھودیگا۔ وہی کنوئیں میں گریگا۔ شوق سے تیر منگائیے۔ میرا بال بیکا کرنا تو کنارے وانہ ذرا اپنی خبر رکھیئیگا ✤

تیر آئے چلے پر پڑھا چٹکی سے نکلا۔ بام دیو نے ایک اشارہ کیا تو سیدھا محل میں۔ کہرام مچ گیا کہ ہائے راجکمار تیر کا نشانہ ہو گئے۔ راجہ کو اس صدمہ نے اور آگ کر دیا۔ جوش غضب میں دوسرا تیر مارنے ہی کو تھا کہ بام دیو کی زبان سے یہ بددعا نکلی۔ بس رہ جاؤ یہیں پتھر بن کے ✤

رشیوں کا قول خالی نہیں جاتا۔ حق کی بددعا بٹ نہیں پڑتی راجہ کا جسم فوراً ہی پتھر بن گیا۔ ساری ہیکڑی دھری رہ گئی اب تو راجہ کے چھکے چھوٹ گئے دل کو بہت پچھتاوا ہوا۔ بام دیو کی بہت کچھ منت سماجت کی۔ رویا پیٹا بام دیو کو رحم

آیا لہ ویاکہ

اچھا قصور معاف +

بام دیو کی زبان میں امرت کی سی تاثیر تھی۔ راجہ شَل کا جسم پھر اصلی حالت پر آگیا اور کان پکڑے کہ اب کسی بید پاٹھی برہمن کی خدمت میں گستاخی نہ ہوگی +

یہ فرماکر مارکنڈے جی نے فرمایا کہ ایک رشی بہت سن رسیدہ ہیں اُن سے اور اندر سے گفتگو ہوئی تقریر کے سلسلے میں رشی جی نے اندر کے ذہن نشین کیا کہ دنیا میں اِس سے بڑھ کر کوئی گرفتار مصیبت نہیں۔ جس کے جورو بچے دنیا سے اُٹھ گئے ہوں جس کو دشمن کے قبضۂ اختیار میں زندگی کاٹنا پڑتی ہے۔ امیری کے بعد مفلسی اور قدر و منزلت کے بعد بےعزتی یہی وہ آفتیں ہیں۔ جن سے انسان زندگی پر موت کو ترجیح دیتا ہے

ادھیائے ۹۱

راجہ شیوی کی آزمائش۔ اُن کی کامیابی۔ کوشک برہمن کا تذکرہ اور ایک پتی برتا عورت کا ذکر

مارکنڈے جی راجہ شیوی کا ذکر یوں بیان فرماتے ہیں کہ یہ راجہ بڑا دھرماتما تھا۔ اس کی آزمائش کے لئے اندر باز بنے اور اگنی کبوتر۔ باز کبوتر پر جھپٹا کبوتر جان بچا کر بھاگا اور ہانپتا ہوا راجہ شیوی کی پناہ میں جا چھپا باز پیچھے پیچھے بیکتا ہوا راجہ کے پاس پہنچا اور کہا کہ میری خوراک دلوائیے راجہ بولا کہ کبوتر نہیں مل سکتا میری پناہ میں آگیا ہے۔ رہی پیٹ کی آگ اُس کے لئے میرا گوشت حاضر ہے +

باز۔ مجھے پیٹ بھرنے سے مطلب ہے اپنے گوشت ہی کبوتر کے برابر تول دیجئے رتی بھر گھٹ بڑھ نہ ہو۔ گوشت کی ناپ تول شروع ہوئی۔ ترازو کے ایک پلے میں کبوتر تھا دوسرے میں راجہ کا گوشت مگر جب تولا گوشت کم۔ راجہ نے وزن پورا کرنے کے لئے سارے جسم کا گوشت کاٹ کاٹ کر ترازو کے پلے میں چڑھا دیا مگر پھر بھی پوری نہ پڑی یہ حال دیکھ کر راجہ نے اپنی ہڈیوں کا ڈھانچا بھی تولنے کے لئے رکھ دیا اور کہا کہ دیکھنا

ابھی ڈونڈھی پوری ہوئی یا نہیں +

اندر جی راجہ کی اس ہمت اس حوصلے کو دیکھ کر حیران ہو گئے بڑا ہی ثناد صفت کی اور کہا کہ

راجہ صاحب معاف کیجئیگا۔ مجھے اور اگنی جی کو آپ کی آزمائش منظور تھی کہ دھرم کو کس طرح نباہتے ہیں۔ آپ کو زحمت ہوئی۔ آزمائش میں پورے اُترے بس اس کا صلہ بھی لیجئے ابھی ابھی سارا جسم ٹھیک ہُوا جاتا ہے یہی نہیں بلکہ ہر پارہ گوشت کے لئے سنہری لکیریں بدن بھر پر نظر آئینگی +

اتنا کہتے ہی بدن جیوں کا تیوں ہو گیا اور اندر اگنی راجہ شوبی کے دھرم کو سراہتے ہوئے وہاں سے رخصت ہوئے راجہ شوبی نے بھی سُرگ میں بود و باش کے لئے عمدہ آرامگاہ پائی اور دنیا میں نام چھوڑا +

مارکنڈے جی نے یہ ذکر ختم کر کے استری دھرم کی فضیلت اور اس کی عظمت دکھانے کو دوسرا تذکرہ چھیڑا۔ آپ نے فرمایا +

کوشک جی ایک بڑے تیجوان برہمن تھے۔ چاروں وید کنٹھ سب وید انگ نوک زبان ایک روز علیں وید خوانی کے وقت درخت پر سے بگلے نے بیٹ کی ان کے کپڑے خراب ہو گئے ضبط نہ ہو سکا غصہ ہی آگیا ادھر نظر اٹھائی تو بگلا وہیں جل کر خاک سیاہ جس وقت بگلا مرا کوشک جی کو افسوس ہُوا کہ مفت ایک غریب کی جان گئی بگلا مارے بکھنا ہاتھ تھی پھر پر جلانے سے عذاب کے سوا اور حاصل ہی کیا ہُوا وہ اسی رنج و غم میں بھیک مانگتے ہوئے ایک گرہست کے گھر پہنچے آواز دی کہ مائی کچھ دلوا۔ اندر سے آواز آئی کہ برتن مانج رہی ہوں ذرا دم لیجئے ہاتھ خالی ہو تو بھیکی حاضر کروں +

ابھی مالکہ مکان برتن ہی صاف کر رہی تھی کہ خاوند آگیا وہ اُٹھی اور بڑی محبت سے کھانا کھلایا یاد نہ رہی کہ بھکھاری دروازے پر کھڑا ہے جب خاوند کو کھلا پلا کر چھٹی پائی تو بھکھاری کا خیال آیا اُسی وقت دوڑی گئی اور بھیکی پیش کر کے بولی +

مہاراج۔ معاف کیجئیگا۔ شوہر کے آجانے سے مجھے آپ کا دھیان نہ رہا تھا۔ گڑبڑی میں پھنس گئی تھی +

کوشک۔ تُو نے خاوند کو بہت کچھ سمجھا اور برہمن کی حقارت کی بے جا اپنی چیکلی +

عورت - آپ کی خفگی فضول ہے خاوند میری جان و مال کا مالک ہے اور سچ پوچھئے تو پرمیشور ہی ہے پھر اُس کے مقابلے میں کسی دوسرے کی خدمت کیونکر مقدم سمجھتی ؟

کوشک - تیرا خاوند کیا چیز ہے برہمن وہ ہیں جن کو نمسکار کرتے کرتے اندر کی بھی زبان گھستی ہے - جس وقت نگاہ ٹیڑھی ہو جائے دنیا اُلٹ پلٹ کردیں ٭

عورت - آپ کا فرمانا بہت درست ہے اگست جی ہی سمندر کو چلو دگا کر پی گئے باتاپی دیت ایک ڈکار میں ہضم کر لیا - چنانچہ آپ نے بھی بگلے سے سری گنیشا ئخہ کی آگے دیکھئے کیا ہوتا ہے مگر دنیا میں سب بگلے نہیں جن کو آپ پھونک دیجئیگا - میں التجا کرتی ہوں کہ غصہ تھو کئے اور خشکی قبول فرمائیے - برہمنوں کے جہاں آپ نے اوصاف بیان کئے وہاں مجھ سے بھی سنئے - ان کو نرم دل ہونا اور غصے سے دور رہنا چاہئے - میں پتی برتا ہوں پتی برتاؤں پر کسی کے غصے کا اثر نہیں ہو سکتا آپ ذرا جنک پور کی ہوا کھائیں - سادھوؤں کی خدمت کریں پھر دھرم بیادھ آپ کو بتا دیگا کہ برہمنوں کا دھرم کیا ہے - ابھی آپ ناواقف ہیں - برہمن وہی ہے جو رحم دل ہو - غصہ ور نہ ہو - غصہ حرام ہوتا ہے اس کو پاپ کی جڑ کہتے ہیں غصہ ور آدمی کو کسی دشمن کی ضرورت نہیں وہ خود اپنا ہی دشمن ہے ٭

کوشک جی نے اس عورت کی زبان سے بگلے کا حال سُنا تو حیران ہو گئے کہ اس کو کس نے غیب کی بات بتا دی ہے ٭

مائی - تُو نے میری ناقدری ضرور کی مگر میں خوش ہوا کہ تُو پتی برتا ہے میں نے تجھے معاف کیا - تُو جنک پور جانے کے لئے ہدایت کرتی ہے تو میں تیری بات مانونگا - ئے رخصت ٭

ادھیائے ۹۲

خدمت والدین کی برکت - دھرم بیادھ ساکن جنکپور کی سعادتمندی سے کوشک برہمن کو سبق

مارکنڈے جی کا بیان ہے کہ پتی برت دھرم سے بڑھکر عورت کے واسطے کوئی اور افضل دھرم نہیں۔ پتی برتا استری کو نہ دیوتاؤں کی پرستش درکار۔ نہ برت وغیرہ کی حاجت۔ صرف ایک خاوند کی خدمتگزاری ہی سے دائمی نجات ہے جس وقت کوشک جی پتی برتا عورت کی عظمت کے قائل ہو کر جنک پور پہنچے تو دھرم بیادھ سے ملے اُس نے ایسا گیان سکھایا کہ آنکھیں کھل گئیں۔ دھرم بیادھ والدین کا نہایت فرمانبردار تھا۔ وہ کوشک جی کو مکان پر لے گیا۔ اپنے ماں باپ کے درشن کرائے اور کہا کہ میرے دیوی دیوتا یہی ہیں کوشک جی بیٹھ گئے دیکھا کہ دھرم بیادھ نے اپنے ہاتھ سے والدین کو نہلایا دھلایا کھانا کھلایا کپڑے پہنائے اور اُن کے روبرو مؤدب بیٹھ گیا والدین کا رویاں رویاں اسیس دیتا تھا۔ ہر لفظ میں درازی عمر اور کامیابی مقصد کی تھی دھرم بیادھ نے دست بستہ عرض کی آج کوشک جی مہاراج نے آپ کے دولت خانہ کو عزت بخشی ہے ۔

والدین۔ کوشک جی ڈنڈوت قبول ہو۔ آپ نے بڑی کرپا کی۔ ہمارے زہے نصیب ۔

کوشک جی۔ آپ یہ کہتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ میں بڑا خوش نصیب تھا جو آپ کو دیکھا۔ دھرم بیادھ کا کہاں تک شکریہ ادا کروں اُنہوں نے بڑی مہربانی کی ۔

والدین۔ ہم لوگ تو کسی لائق نہیں مگر آپ ایسے برہمنوں کی نظر عنایت نے لائق بیٹا دلوا دیا اُس سے جو چاہے کہہ لیجئے دھرم بیادھ کو پرمیشور لاکھوں برس کی عمر دے اس کو ہماری خدمت کے سوا جیسے کچھ اور کام ہی نہیں وہ آرام دیتا ہے کہ سُرگ کی آسائشیں نظروں سے گر گئیں ۔

کوشک۔ دھرم بیادھ سے آپ کے کام تو ایسے نیک خیالات ایسے پاکیزہ پھر شودر کے گھر پیدا ہونے کی کیا وجہ آپ کو تو برہمن ہونا چاہئے تھا؟

دھرم بیادھ۔ اگلے جنم میں مجھے وید پاٹھ سے لیاقت و فضیلت حاصل تھی ایشور کا دیا بھی سب کچھ تھا مال و دولت کی کمی نہ تھی ایک راجہ کی دوستانہ محبت میں تیراندازی بھی آگئی شکار کا شوق بھی پیدا ہو گیا جب راجہ شکار کو جاتا میں بھی ہمراہ رہتا۔ ایک روز ہرن پر نشانہ بازی ہو رہی تھی کہ میرا تیر ایک رشی کے سینے میں جا بیٹھا نشانہ بھرپور تھا۔ برہمن پھڑکنے لگا میں پہنچا تو رشی کی جان رگ رگ سے نکل رہی تھی قدم چھوئے اور معافی مانگی کہ

نادانستہ خطا ہوئی ہے۔ شست ہرن پر بندھی تھی۔ تیر غلطی سے آپ کو چھید گیا ✣ برہمن۔ تیرا برہمن کے یہاں جنم اور دل شودروں کی طرح سخت۔ برہمن کا کام شکار کھیلنا نہیں۔ شکار وہ کھیلتے ہیں جن کے دل میں ایشور کا خوف اور جاندار کا رحم نہیں ✣

ان الفاظ کے ختم ہوتے ہی رشی نے چولا چھوڑ دیا اور مجھ کو شودر کی جون ملی یہاں ایشور نے باپ ماں کی خدمت سے وہ عظمت بخشی کہ کسی دولت و ثروت کی ہوس نہیں جس پتی برتا نے آپ کو یہاں بھیجا اُس کے دل کی آنکھیں پتی برت دھرم نے کھول دیں۔ میری ماں باپ کی خدمتگزاری نے اُس کو آپ کے جلائے ہوئے بگلے کا حال گھر بیٹھے کیونکر معلوم ہو گیا۔ فقط پتی برت دھرم کی برکت سے۔ وہ مجھے بخوبی جانتی اور میں اپنی روشن ضمیری سے اُس کے کمالات سے آگاہ ہوں آپ وید پڑھنے چلے تب آپ نے والدین کی بضاعت ہی قطر انداز کی۔ آپ کی جدائی میں روتے روتے اُن کی آنکھیں جاتی رہیں گئیں۔ آپ کا وید پڑھنا بالکل مٹی میں مل گیا۔ اب جائیے والدین کی خدمت کیجئے جب تک آپ یہ نہ کرینگے۔ تب تک لیاقت اور علمیت سب بیکار ✣

ادھیائے ۹۷

کوشک برہمن کی والدین کی خدمت میں حاضری

سوامی کارتک عرف اسکند جی کا ذکر خیر

کوشک جی دھرم بیادھ کی ہدایت کے موافق اپنے مکان پر پہنچے۔ اندھے والدین کا مرجھایا کنول ہرا ہو گیا۔ جس وقت دھرم بیادھ کی سعادتمندیوں کے کارنامے سُنے اُن کی زبان سے بیساختہ تعریف نکلی اُس کی خوش اعتقادی اور اُس کے ماں باپ کی خوش قسمتی نے نہال کر دیا۔ مارکنڈے جی نے یہ ذکر ختم کر کے اور بہت سے تذکرے بیان فرمائے یعنی

انگرا رشی کی تپسیا۔ برہسپت جی کی پیدائش۔ انگرا رشی کی آٹھ کنیاں کی ست اگنی کا انگرا پر پدرانہ دست شفقت۔ اگنی کے فرزندوں کی سرگذشت

سپت رشیوں کی استریوں کے جوش عشق میں اگنی کی بیتابی و بے اختیاری پر جاپت کی دختر سواہا کی سپت رشیوں کی استریوں کی شکل و لباس میں اگنی سے مواصلت سوراں کنڈ میں اگنی کا تخم ڈالنے سے سوامی کارتک جی کا ظہور ان کے اسکندھ نام کی شہرت چھ منہ - بارہ آنکھوں کانوں اور بازوؤں سے جسم کی زیبائش - ان کی طاقت - سپت رشیوں کا استریوں سے تعلق - دیوتاؤں کی اسکندھ سے مخالفت لوک ماتا کے ذریعے قتل کی کوشش - لوک ماتا کی اسکندھ کی خدمت میں پناہ گزینی - اندر اور اسکندھ کی جنگ و جدل - اول الذکر کی شکست - اسکندھ کی فتح اور اندر کی خطا بخشی - اسکندھ کی اولاد کی ولادت - ماتاؤں کی پرستش کا رواج - اسکندھ کی دیوتاؤں کے لشکر میں عہدہ سپہ سالاری پر تقرری دیو کنیاں سے شادی وغیرہ +

ادھیاے ۹۵

دروپدی اور ست بھاماں کی گفتگو - پتی برت دھرم اصول کی بکار آمد ہدایتیں - مہاراج کرشن چندر جی واپسی

مارکنڈے جی کی گوہر افشانی پر ست بھاماں بھی کان لگائے ہوئے تھیں جب سلسلۂ کلام منقطع ہوا وہ دروپدی کو علیحدہ لے گئیں اور پوچھا سچ سچ بتانا تم اپنے خاوندوں کو کس منتر کے زور سے قابو میں کئے ہوئے ہو جو کہو وہ وہی کریں وہ منتر مجھے بھی بتا دو تو عمر بھر احسان مانوں +

دروپدی - مہارانی جی - اس وقت تو آپ نے وہ بات کہی جس پر مجھے ہنسی آتی ہے آپ شترو جیت کی بیٹی - مہاراج کرشن چندر جی کی پٹ رانی - حد درجے کی عقلمند دھرم شاستر سے واقف اور ایسا بے تکا سوال - جادو ٹونے یا جھو منتر سے کہیں خاوند قابو میں ہو سکتے ہیں - اگر ان کو ذرا بھی معلوم ہو جائے کہ ہمارے لئے تنتر منتر ہو رہے ہیں تو کسا قابو میں آنا وہ سمجھ لیں کہ استری نہیں ناگن ہے جو کچھ چاہ

پیار مروت۔ لحاظ ہوگا۔ سب طاق پر رکھ دینگے۔ ہروقت ڈرتے رہینگے کہ کچھ بی بی نے جادو تو نہیں کر دیا۔ اکثر عورتیں ایسی بیہودہ خواہش میں مردوں کو نہ جانے کیا کیا کھلا دیتی ہیں۔ مردوں کو معلوم ہوگیا۔ تب تو سمجھو لو کہ عمر بھر کے لئے ٹوٹا پھاٹی ہو گئی۔ اگر پردہ ڈھکا رہا بھی تو قابو میں آنا کہاں ہاں ایک نہ ایک بیماری غریب خاوند کے پیچھے لگ گئی۔ ایسی ایسی حرکتیں وہ عورتیں کرتی ہیں جن میں عقل نہیں ہوتی۔ جن کو ایشور نے سمجھ دی ہے اُن کے شوہر خود بخود قابو میں آجاتے ہیں۔ اُن کو گنڈا تعویذ ٹوٹکے ٹونے کی کیا ضرورت۔ میں اس لائق کہاں کہ مجھ سے میرے خاوند خوش ہوں یہ اُن کی مہربانی ہے کہ اپنی لیاقت سے میری عزت بڑھاتے ہیں۔ میرا تنتر منتر کچھ ہے تو یہ سنئے ؂

سویرے جاگنا پانی گرم کرنا۔ نہلانا دھلانا۔ اپنے ہاتھ سے رسوئیں پکانا ہنسی خوشی کھانا کھلانا۔ جو تھالی میں بچے اُسے اپنے لئے نعمت سمجھنا ہروقت خبرگیری کرنا۔ بچھونے بچھانا۔ آرام سے سُلا دینا اور آپ نیند کو بلانا۔ بس اس کو چاہے جادو سمجھئے۔ چاہے ٹونا۔ باقی اور کچھ میں نہیں جانتی جو عورتیں جادو گنڈے کے پھیر میں رہتی ہیں اُن کی عاقبت خراب ہوتی ہے مجھے اکثر ایسا اتفاق ہوا ہے کہ دن بھر منہ پر پانی نہ پڑنے پایا۔ خاوندوں کی خدمت سے دم مارنے کی فرصت نہ ملی جس نے بھوک پیاس نہ ماری وہ خاوند کی خدمت ہی کیا کر سکتی ہے ست بھاما جی۔ بیشک میں مانتی ہوں کہ تمہارے برابر خاوند کی کوئی کیا خدمت کریگا۔ میں دل لگی کرتی تھی ہنسی سے پوچھا کہ دیکھوں تم کیا کہتی ہو ؂

دروپدی۔ میں آپ کو سمجھانے کے لائق نہیں۔ آپ خود سب جانتی ہیں آپ کی خاطر بھی ہمارے مہاراج کو ہروقت منظور رہتی ہے مگر میں دو چار باتیں کہنے میں مضائقہ نہیں سمجھتی اگر آپ اُن اصولوں کے موافق مہاراج کی خدمت کریں تو سارے گھر میں آپ ہی آپ ہوں۔ سُنئے

مہاراج کی تشریف آوری کے وقت آپ ادب سے استقبال کیا کریں پلکوں کے ساتھ عمدہ بچھونا بچھا دیں۔ پاؤں دھو کر بٹھائیں وہ لونڈی سے کچھ کہیں تو آپ سمجھیں کہ مجھ کو حکم ہوا۔ فوراً حسب مرضی کام کر دیا کیجئے اب دم سے

جو بات جیت ہو دل میں رکھئے دوسرے کو کانوں کان خبر نہ ہونے پائے جبتک وہ رشی اس میں نہ رہیں تب تک پھولوں کے ہار گوندھئے۔ جب وہ آئیں تب پہنائیے کھانا کھلائیں تو نفیس اپنے ہاتھ کا پکایا ہُوا۔ سوتوں کی جو بات سُنئے اس کان سے اُس کان اُڑا دیجئے گویا کچھ تھا ہی نہیں۔ بد نفس عورتوں سے میل جول کرنے سے پرہیز رکھئے پردُمن ہوں یا سانب یا اور کوئی راجکمار کسی کے پاس بیٹھنے کی ضرورت نہیں جب مہاراج جی تشریف لائیں۔ تب آپ عمدہ عمدہ لباس نفیس نفیس زیور پہنے پہنائیں۔ سولہوں سنگار سے جسم نور کے سانچے میں ڈھلا ہو اگر آپ اس طرح برتاؤ کیجئے تو سب پٹ رانیاں اور رانیاں طاق پر بیٹھی رہیں اور کرشن جی مہاراج ایک آپ ہی کا دم بھریں۔ اس سے بڑھ کر ٹونا ٹوٹکا مجھے معلوم نہیں +

ست بھاماں۔ تمہاری باتیں آبِ زر سے لکھنے کے لائق ہیں۔ میں نے ایک ایک نصیحت گرہ میں باندھ لی۔ اب اپنے بیٹوں کا حال سنئے۔ سب آپ کی دعا سے اچھے ہیں۔ پڑھتے ہیں لکھتے ہیں کسی بات کی تکلیف نہیں۔ رکمنی جی سوبھدرا جی وغیرہ بیٹوں کی طرح پرورش کرتی ہیں۔ ہمارے مہاراج اور بلدیو جی ان کی لیاقتوں سے بہت ہی رضامند رہتے ہیں۔ استر بدیا سیکھ چکے۔ روز سوار ہوتے ہیں سیر کرتے ہیں سُسر جی کی نگہبانی رہتی ہے وہ ادھر سے اُدھر قدم پڑنے نہیں دیتے +

یہاں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ مہاراج کرشن جی راجہ جدھشٹر اور مارکنڈے رشی وغیرہ سے رخصت ہوئے۔ ست بھاماں بھی دروپدی سے گلے ملی۔ رتھ آیا مہاراج اور مہارانی سوار ہوئے۔ گھوڑوں نے کنوتی بدلی۔ قدم اُٹھے تو ہوا پیچھے رہ گئی +

ادھیائے ۹۶

راجہ دھرتراشٹ کو پانڈوؤں کی قریبی بود و باش سے اطلاع بیٹوں کی شرارتوں پر اظہار افسوس فکر اندیشہ وسواس اور دریودھن وغیرہ کی کوتہ اندیشیاں

کرشن جی کی روانگی کے بعد مارکنڈے۔ نارد اور دوسرے رشی بھی رخصت ہو گئے۔ پانڈو

دھوم رشی اور برہمن کام بن میں مقیم رہے۔ شغل کیا تھا؟ تپسیا۔ کتھا۔ بارتا۔ بھجن۔ ہر روز راجہ جدھشٹر کے پاس نئے نئے برہمنوں کی بھیڑ لگی رہتی تھی۔ رشیوں کی استریاں دروپدی کے پاس آیا جایا کرتی تھیں۔ اُدھر سے پتی برت دھرم کی ثنا و صفت تھی اِدھر خاطر تواضع تکریم تعظیم۔ پانڈووں کی تیرتھ جاترا کے زمانے میں نہ جانے کتنے برہمن آئے ملے اور چلے گئے۔ انہیں میں سے ایک گھومتا پھرتا ہستنا پور میں جا پہنچا۔ راجہ دھرتراشٹ سے ملاقات ہوئی تو تیرتھ جاترا کے ذکر ہی میں برہمن نے پانڈووں کا اول سے آخر تک حال سُنایا۔ راجہ دھرتراشٹ کے ہوش اڑ گئے کہ پانڈووں کے دھرم کا یہ پرتاپ۔ حسن نیت کی یہ برکت کہ جنگل میں بھی منگل۔ راجہ جدھشٹر میری آنکھ کا تارا مَیں کس کس بات کی تعریف کروں اُس کی سی خدمت و اطاعت کون کیا کرے گا مگر افسوس کہ میرے نالائق بیٹوں نے اُس کے ساتھ وہ وہ بدسلوکیاں کیں کہ یاد کرتے دل کانپ اُٹھتا ہے۔ یہ جدھشٹر ہی کی خوبیاں تھیں کہ اُس نے ہر موقع پر طرح دی ہر معاملے کو رفت گذشت کر دیا۔ شکنی کی شرارت دوشاسن کی شیطنت دریودھن کی بدعت سے جدھشٹر کے دل پر چاہے میل نہ ہو مگر بھیم سین کی خون بھری آنکھوں میں وہ تصویر ہر وقت پھرتی رہتی ہو گی۔ جب کمبختوں نے دروپدی کو ننگا کرنے میں اپنی سی کچھ اُٹھا نہ رکھی تھی۔ ہائے رے انقلاب۔ جس راجہ جدھشٹر کو مار گیر سوت بھاٹ خواب راحت سے بیدار کرتے تھے وہ اب جنگلوں کے جانوروں کی کرخت آوازوں سے جاگتا ہو گا۔ ارجن جیسا شوہر۔ راجوں کا سرمکٹ۔ نکل و سہدیو سے خوبصورت نوجوان بستر خاک پر سوئیں۔ افسوس جس دروپدی کو فرش گل پر پھول کی ایک ایک پنکھڑی چبھتی تھی آج وہی گھاس پھوس پر سردی اور گرمی کی تکلیفیں اُٹھا رہی ہے۔ ہائے میری موت کیوں نہ آگئی۔ ایسے ایسے لائق بیٹوں پر میری ہی بدولت یہ مصیبتوں کا پہاڑ ٹوٹا۔ دھرماتما پانڈو سختیاں جھیلیں اور ادھرمی دریودھن عیش کرے وہ جانتا ہے کہ پانڈو برباد ہو گئے زندہ بھی ہوں تو سر اٹھانے کا دم کہاں۔ یہ خبر نہیں کہ اس کی موت کلسی کے اندر اندر آگ سلگ رہی ہے لگی پڑا اور شعلہ بھڑکا۔ بھاڑ کو چنوں کے بھوننے میں دیر ہوتی ہے بھیم سین اور ارجن کے غصے کی آگ کوروؤں کو آناً فاناً میں خاک کر ڈالے گی۔

ارجن اندر سے شستر ودیا سیکھ آیا دیوتاؤں کے ہتھیار ڈھیر ہو گئے اب انسان کیا دیوتاؤں کی بھی اُس سے پیش نہیں جا سکتی۔ حالانکہ یہ طاقتیں حاصل ہیں مگر واہ رے پانڈوؤں کی بُردباری۔ تحمل قوت برداشت۔ صحرانوردی کی زحمتیں۔ جلاوطنی کی مصیبتیں گوارا اور دھرم سے پھرنا قطعی نامنظور۔ شاباش ہے پانچوں بھائیو یہ تمہارا ہی کلیجہ تمہارا ہی دم ہے دوسرے میں یہ ہمت کہاں؟

یہاں راجہ دھرتراشٹ اس طرح افسوس میں تھا وہاں شکنی وغیرہ کی چنڈال چوکڑی میں خوشی منائی جا رہی تھی کہ پانڈوؤں کی اچھی طرح گت ملت ہو گئی۔ اب اُن میں دم ہی کیا رہ گیا۔ رائے قرار پائی کہ مرے کیئے کام بن میں آئے ہیں۔ شاید سر اُبھاریں۔ اسلیئے ذرا اپنی ٹیم ٹام دکھا کر ابھی سے آنکھیں کھول رکھنا چاہیئے +

ادھیائے ۹۷

پانڈوؤں کو شاہی طاقت دکھانے کے لئے دریودھن وغیرہ کی منصوبہ بندی۔ راجہ دھرتراشٹ کو سبزہ باغ کی نمائش اجازت شکار کی درخواست۔ حیلہ وحجت کے بعد منظوری

دریودھن وغیرہ کی ٹولی جمع ہوئی۔ پانڈوؤں کو شان وشوکت دکھانے کا منصوبہ تو ہو ہی چکا تھا اب کسر یہ رہ گئی کہ راجہ دھرتراشٹ سے کیا بہانہ کریں شکنی بولا کل صبح ہم سب مہاراج کی خدمت میں جائیں ملی بھگت رہے جو میں کہوں اُسی پر سب اتفاق کریں میں کہونگا۔ کہ مہاراج گائیں تکلیف میں ہیں رہنے کی جگہ ٹھیک نہیں حکم ہو تو گھوسیوں کے گاؤں میں ان کے رہنے کی ٹھیک ٹھور کی جائے۔ گھوسیوں کے مواضعات کی دیکھ بھال ہو۔ ان کی پڑتال برسوں سے نہیں ہوئی۔ اچھے اچھے بچھڑوں پر بھی نشان لگانے کی ضرورت ہے۔ آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں +

کرن - شکنی جی - واقعی آپ کا خیال بہت دور تک پہنچتا ہے اور کسی کو بھلا ایسی حکمت عملیاں کبھی سوجھ سکتی ہیں +

دریودھن نے بھی منطقہ پسند کیا اور سویرے سویرے ایک تھیلے کے چٹے بیٹے دھرتراشٹ کی خدمت میں جا پہنچے کوئی ذرا پہلے کوئی ذرا پیچھے۔ جس میں معلوم نہ ہو کہ آپس میں سانٹھ گانٹھ ہے۔ شکنی نے عرض کی

مہاراج - کاروبار میں تندہی بغیر کام نہیں چلتا۔ راجہ دریودھن ذرا سرگرمی چاہتے ہیں۔ چنانچہ اُن کی تجویز ہے کہ ایک پنتھ دو کاج۔ گھوسیوں کے مواضعات کی گنتی بھی کرالیں۔ گایوں بچھڑوں کی دیکھ بھال بھی ہو جائے اور دویت بن میں شکار سے طبیعت بھی بہلی رہے +

کرن - بیشک مواضعات کے شمار کی ضرورت ہے۔ اہلکاروں سے مرضی موافق مطلب نہ ہو گا۔ راجہ دریودھن عزم رکھتے ہیں تو بہت مناسب راجوں کا فرض ہی یہ ہے کہ وہ آنکھ بھی رکھیں صرف کانوں سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا +

راجہ دھرتراشٹ - میں منع نہیں کرتا۔ مگر خیال صرف یہ ہے کہ راجہ جدھشٹر وہیں کہیں قیام پذیر ہیں تم لوگوں کے اس وقت جانے سے مجھے ڈر ہے کہ کچھ اور کا اور نہ ہو جائے۔ تم سوچو کہ ایسا موقع پھر نہ ملیگا۔ پانڈو بنا ہی کیا لینگے۔ چلو فیصلہ ہی کردو۔ یہ نہ سہی تمہارے ساتھیوں سے اُن کو کچھ آزار ہی پہنچے تو بھی اچھا نہیں اُن کے کسی نوکر چاکر ہی سے کوئی سوار پیادہ چھیڑ چھاڑ کر بیٹھے تب بھی نازیبا ہے فوراً بارہ برس کی دبی ہوئی آگ ایک دم سے بھڑک اُٹھیگی۔ گویا کسی نے شراب کے قرابے انڈیل دئے اپنے کو دوبا ہیاں نہ سمجھنا۔ پانڈو اب وہ نہیں رہے جو پہلے تھے اُن کی طاقتیں دیوتاؤں کی بدولت کچھ سے کچھ ہو گئیں ہیں ارجن کی بہادری جانتے ہو۔ جس نے صرف اپنے ہاتھ پیروں سے دنیا کے تاجداروں مطیع کر لئے تھے۔ اب تو اس کے پاس دیوتاؤں کے ہتھیاروں کا انبار لگ گیا ہے۔ ایک استر سے جس لشکر کو چاہے کاٹ کے ڈال دے۔ اُدھر بھیم سین معلوم ہی ہے کہ کون ہے بارہ برس میں نہ جانے کتنے زبردست راچھس مار کے اُڑا دئے میں دریودھن کو کبھی اجازت نہ دونگا کہ خود جائے وہاں کسی مجرا اہلکار کا جانا ضروری ہے

اور کسی کے جانے میں کچھ ہرج نہیں +

کرن۔ مہاراج کا یہ خیال ہی خیال ہے راجہ دریودھن کی یہ مجال ہے کہ شاہی کے بغیر تنکا بھی ہلائیں پانڈو جہاں رہیں خوش رہیں ہم لوگوں کو اُن سے ملنے جلنے کی ضرورت۔ اُن کی بے عزتی کرنے سے ہمیں مل ہی کیا جائیگا +

شکنی۔ اور مانا کہ اتفاق سے سامنا ہو جائے تو راجہ جدھشٹر کے دل میں کبھی بدی کا خیال جگہ نہ پائیگا۔ اُن کو رشک اور حسد سے لگاؤ ہی نہیں وہ قول کے پابند ہیں جو ہزار آدمیوں کے سامنے کہہ چکے ہیں اُسی کا نباہ کرینگے۔ ادھر ہم لوگوں کا بھی دل صاف ہے پھر لڑائی جھگڑے کا اندیشہ کیسا۔ دوسرے ہمیں خود کیا پڑی ہے کہ کسی غریب کو چھیڑیں یا ستائیں۔ اگر دیکھینگے کہ پانڈو پورب میں ہیں تو ہم پچھم کی طرف آنکھیں کر لینگے چلئے فراغت شد +

دریودھن۔ پتاجی آپ میری طرف سے ہر طرح مطمئن رہیں کوئی خطا ہو تو چور کا حال وہ میرا۔ آپ اجازت دے دیں۔ انتظام کی ضرورت ہے +

راجہ دھرتراشٹ۔ اچھا جاؤ۔ مگر خوب یاد رکھنا کہ میرے بھتیجوں کی ذرا بھی دلآزاری نہ ہو اُن کا کتا بھی بھونکے تو تم نے دتکارنا نہیں پچکار کے پیچھے ہٹ آنا اگر مجھے معلوم ہوا کہ تم نے کچھ اشارتاً یا کنایتہً بھی شرارت کی تو سمجھ لینا کہ میں دنیا میں نہیں ہوں پیچھے میں خنجر مار کر جاؤنگا

کرن وغیرہ قدمبوس ہوئے اور اچھلتے کودتے بغلیں بجاتے دریودھن کے ساتھ اُس کی نشستگاہ میں آئے اُسی وقت حکم ہو گیا کہ فوجیں آراستہ ہوں ہمرکاب شاہی عازم سفر ہے

ادھیا۔۔۔ے ۹۸

دویت بن میں دریودھن اور گندھربوں کا مقابلہ۔ کوروں کی قطعی شکست۔ دریودھن اور مستورات کی گرفتاری پانڈوں کا جوش خون۔ گندھربوں سے جنگ وجدل۔ راجہ جدھشٹر کی

بدولت سب کی رہائی

دریودھن کرن وشکنی لاؤ لشکر کے ساتھ چلے دل میں پانڈووں کی طرف سے بغض تھا۔ ظاہر میں شکار کا بہانہ۔ گھوسیوں کے مواضعات کو گئے بچھڑے پسند کئے شیر و پلنگ وغیرہ کے شکار سے فراغت پاکر دویت بن میں ناچ رنگ کی ٹھہرائی۔ خوب جلسے ہوئے۔ سیر تماشے کے سوا اور کچھ کام ہی نہ تھا جب ان رنگ رلیوں سے جی بھر گیا تو حکم ہوا کہ تالاب کے ادھر اُدھر کی ساری زمینیں صاف کی جائے طرح طرح کے کھیل تماشے ہونگے۔ کارپردازان شاہی کو اشارہ کی دیر تھی۔ سب تالاب پر پہنچے اور انتظام کرنے لگے۔ اتفاق کی بات گندھربوں کے راجہ چترسین نے بھی تفریحی دلچسپیوں کے لئے یہ مقام منتخب کیا تھا اور گندھرب صفائی صحرا میں مشغول تھے۔ انہوں نے ہستناپوری والوں سے کہا۔ یہاں تمہارا کام نہیں بھاگ جاؤ۔ پھر کہیں ادھر نہ آنا +

دریودھن کے اہلکار اپنا سا منہ لئے دریودھن کے پاس آئے۔ اور ساری کیفیت گوش گزار کی +

دریودھن شراب خوری سے مست تھا بولا کہ

جاؤ کہدو کہ اندر بھی یہاں قدم رکھنا چاہے تو اُس کی مجال نہیں۔ تمہاری کیا بساط کہ دم بھر ٹھہر سکو۔ کیا دریودھن کو نہیں جانتے کیا کرن کا نام نہیں سُنا

اہلکاروں نے حرف بحرف گندھربوں کو سنادیا اُنہوں نے کہا

دریودھن کیا چیز ہے اور کرن کیا مال جاؤ کہدو سیدھا گھر لوٹ جائے سورگ کے باشندوں سے یہ بے ادبی +

اہلکاروں نے گندھربوں کی ڈانٹ ڈپٹ سنائی تو دریودھن غصے سے لال ہو گیا۔ فوراً فوج روانہ کی کہ گندھربوں کو مار کے اڑادے جو ہیں مڈبھیڑ ہوئی۔ گندھربوں نے وہ بودی مار ماری کہ ہزاروں بہادر خاک و خون میں مل گئے لاش پر لاش گرتے دیکھ کر کرن رتھ پر سوار ہوا۔ دریودھن اور سب کورو ساتھ لئے شیر کی طرح گرجتا ہوا میدان میں آڈٹا۔ اور ہزاروں گندھرب زمین پر سلادئے راجہ چترسین کو سخت

غصہ آیا ایک منتر پڑھتے ہی ساری فوج کو اس طرح بیہوش کر دیا گویا سانپ سونگھ گیا ہے۔ اب گندھربوں کا نرغہ ہوا۔ ایسے تیر برسائے کہ کرن اور کورو چھپ گئے گھوڑوں کو موت نے چٹ کیا۔ رتھ ٹوٹ پھوٹ کے رہ گئے۔ کرن کا رتھ چکنا چور ہوا تو بکرن کے رتھ پر چڑھ کر وہاں سے نو دو گیارہ ہوگیا کورو گندھربوں کے پنجے میں گرفتار ہوئے۔ دریودھن بیہوش تھا۔ اس کی بھی مشکیں کسی گئیں گیہوں کے ساتھ گھن بھی پسا۔ دریودھن کی رانیوں کو بھی اسیری کا مزہ چکھنا پڑا کوروؤں کے بچے کھچے وزیر اور سرداران والاران لشکر دوہائی کھینچتے راجہ جدھشٹر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی

جہاں پناہ غضب ہوگیا۔ راجہ چترسین نے آپ کے بھائیوں کو گرفتار کر لیا۔ آپ کی بھاوجیں بھی گندھربوں کے پنجے میں پھنس گئیں۔ آبرو کا معاملہ ہے۔ خاندان کی ناک رکھئے +

راجہ جدھشٹر ان دنوں یگیہ میں مصروف تھے اس وقت وہ پوجا کر رہے تھے۔ بھیم سین بولا کہ خوب ہوا۔ نالائقوں کی سزا یہی ہے۔ بچہ چلے تھے ہم کو ستانے اب ذرا کچھ دنوں سینکیں +

راجہ جدھشٹر۔ بھیم سین۔ ہیں تمہارا یہ خیال۔ دریودھن لاکھ دشمنی کرے پھر بھی بھائی ہی ہے۔ بھائی کی مدد کرنا تمہارا فرض ہے ذرا سوچو تو دریودھن کی عورتوں کا تعلق تمہارے خاندان سے ہے کہ نہیں۔ خاندان کی عورتیں پرائے ہاتھ میں چلی جائیں کیسی شرم کی بات ہے۔ میں مجبور ہوں یگیہ ادھورا نہیں چھوڑ سکتا۔ نہیں تو خود جاتا اب تمہیں لازم ہے کہ بھائیوں کی مدد کرو۔ ارجن نکل۔ سہدیو کو بھی ساتھ لے لو +

حکم ہوتے ہی پانڈوؤں کے رتھبانوں نے کوروؤں کے خالی رتھ جوتے اور چاروں بھائی سوار ہو کر گندھربوں کے تعاقب میں چلے۔ سامنا ہوتے ہی انہوں نے دھربان سے پیش قدمی کی۔ گندھرب بھی ہتھیار لے کر مقابل ہوئے۔ ارجن نے بآواز بلند کہا:-

گندھرب سُرگ کے باشندے اور وہ پرائی عورتوں کی بیحرمتی کا خیال نہ کر کے یوں پکڑ لے جائیں تعجب ہے۔ ایسی حرکت تو انسان بھی ناپسند کرتے ہیں ہم لوگ

اپنے بھائیوں کو چھڑانے آئے ہیں - بہتر ہے کہ آپ مہربانی کرکے آزاد کردیں ٭
گندھرب - ہمیں چھوڑنے کا اختیار نہیں - ہم کو راجہ اندر کا حکم ہے کہ پکڑ لاؤ نالائق کو یہ پانڈوؤں کا دشمن ہے - وہ بیت بن میں بھی تنگ کرنے آپہنچا ٭
ارجن - بہتر تو یہی ہے کہ میرے کہنے سے چھوڑ دو اگر منظور ہے تو

ہمیں میدان ہمیں چوگاں ہمیں گوے

ہم بھائیوں کو چھڑائے بغیر تمہیں یہاں سے ہلنے نہ دینگے ٭

گندھربوں نے ارجن کی کچھ نہ سُنی - ارجن نے گانڈیو دھنش ہاتھ میں لیا اور تیروں سے سر اُڑانا کلیجے چھیدنا شروع کئے - گندھرب بھی خوب منہ جوڑ لڑے جی توڑ کر مقابلہ کیا مگر گانڈیو دھنش کے تیروں نے ایسا بن بولا کہ ہزاروں گندھرب ڈھیر ہوگئے - راجہ چتر سین گھبرا کر اُڑا فوج بھی ساتھ ہی مائل پرواز ہوئی لیکن بے سود - ارجن نے ایسے تیر پر تیر مارے کہ آکاش کا راستہ بند ہوگیا - اب چتر سین جائے تو کدھر جائے - نہ راہ رفتن نہ جائے ماندن - آخر ارجن سے بولا کہ سُرگ کی باتیں اتنی جلد ہی بھلا دیں کچھ یاد ہے کہ تمہارے دوست کون کون تھے مجھے بھی پہچانا کہ کون ہوں - واہ - دوستوں ہی سے لڑائی ٹھٹھیرے ٹھٹھیرے بدلائی ٭

یہ آواز سُنتے ہی ارجن نے منتروں کے زور سے سارے تیر واپس بلا لئے دم بھر میں بدلی چھٹ گئی مطلع صاف ہوگیا - چاروں بھائی رتھ پر سے اُتر پڑے پہلے ارجن پھر بھیم سین - نکل و سہدیو چتر سین سے بغلگیر ہوئے - راجہ چتر سین بولا راجہ اندر کو دریودھن کی نیت فاسد کی خبر لگی تو ہم لوگوں کو حکم ہوا کہ جاؤ گرفتار کر لاؤ یہ پانڈوؤں کی ایذا رسانی کے لئے بن میں لاؤ لشکر کے ساتھ آیا ہے ہم لوگوں نے حکم کی تعمیل کی ہے تم اسے بھائی کہتے ہو یہ بھائی ہے یا تمہارا جانی دشمن - اس کو چھڑاتے ہو یا اُس سانپ کو دودھ پلاتے ہو - جس کے کاٹے کا منتر نہیں ٭
ارجن - ہم لوگ بھی برادر معظم راجہ جدھشٹر کے حکم سے آئے ہیں بھائیوں کو نہ چھڑائیں تو دنیا کیا کہیگی ہم لوگ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہینگے ٭
راجہ چتر سین - راجہ جدھشٹر کو کیا خبر کہ دریودھن کی نیت کیا ہے - وہ کہاں ہیں میں اُن کے ذہن نشین کرنا چاہتا ہوں کہ ایسے بھائی کے ساتھ سلوک کرنا اپنے

پاؤں میں اپنے ہاتھ سے کلہاڑی مارنا ہے +

سب لوگ راجہ جدھشٹر کی خدمت میں پہنچے +

بڑے تپاک سے ملے مزاج پُرسی وغیرہ کے بعد راجہ چترسین نے کہا آپ کیا غضب کرتے ہیں - ایسے دشمن کو چھوڑانے سے آپ کیوں اپنے سر کی گئی ہوئی بلا کو پھر بلاتے ہیں - راجہ اندر کا حکم ہے کہ باندھ لاؤ ادھرمی کو +

راجہ جدھشٹر - دیویندر کا کس زبان سے شکریہ ادا کروں اُن کو ہم لوگوں سے واقعی شفقت پدری ہے ورنہ یوں کوئی کسی کا خیال کب رکھ سکتا ہے آپ کا کہنا بھی بہت درست مگر ذرا غور کیجئے - ہم لوگوں کی موجودگی میں دریودھن وغیرہ یوں گرفتار ہوگئے تو سخت روسیاہی کی بات ہے جتنے منہ اتنی ہی باتیں ہونگی اُنگلیاں اُٹھینگی کہ دیکھئے یہی پانڈو ہیں جنہوں نے دشمنی کے مارے خاندان بھر کی ناک کٹنا گوارا کی اور بھائی بھاوجوں کو قید مصیبت سے نہ بچایا آپ میرے بھائیوں اور مستورات کو آزاد کردیں میں آپ کا ازحد ممنون ہوگا اگر یہ لوگ حیادار ہونگے تب تو گریبان میں سر ڈالینگے کبھی آنکھ سامنے نہ کرینگے - بالفرض کتے کی دُم ٹیڑھی رہی راہ راست پر نہ آئے تو دیکھ لیا جائے گا - ایک تو راجہ اندر کا اقبال ہی کافی ہے - دوسرے ہمارے ہاتھ پاؤں کی تھوڑی جان نمٹ لیگی +

راجہ چترسین نے "خیر جو مرضی کہکر قیدیوں کو سامنے بلایا - گندھربوں سے کہا راجہ جدھشٹر حکم دیتے ہیں کہ سب کو چھوڑدو +

دریودھن جس وقت سامنے آیا آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے راجہ جدھشٹر کو دیکھتے ہی ڈنڈوت کے لئے جھکا اور گردن جھکالی - دریودھن کی رانیاں پاؤں چھوکر بولیں :-

آج آپ کی بدولت جان بچی - ایشور آپ کا سایہ ہمیشہ ہم لوگوں کے سر پر قائم رکھے +

راجہ چترسین پانڈوؤں سے رخصت ہوا - اندر کے حکم سے امرت کی جھڑی لگی - مُردہ گندھرب جی اُٹھے اور اندرلوک کو چل دئے - دریودھن کی خاک سے سوئی ہوئی

فوج بھی لوٹ پوٹ کے اُٹھ بیٹھی - ہر طرف راجہ جدھشٹر کی جے جے کار ہونے لگی - جو آیا راجہ جدھشٹر کے قدم چھوتا جان و مال کو دعائیں دیتا اور نیکیوں کو سراہتا ہُوا ٭

دریودھن کی رانیوں نے دروپدی کے پاؤں لاگے - شکریہ ادا کیا کہ آپ کے پُن پرتاپ سے آج عزت بچ گئی - کوئی کمبخت ہوگا جو ہوتا ہوگا جب آپ کی یاد میں دو چار آنسو نہ ڈال لیتی ہوں وہ رات منحوس ہے جس میں آپ کا دھیان کلیجہ نہ کلپاتا ہو مگر کیا کریں کیسے مردوں کے دل میں اپنا دل ڈال دیں ایشور کرے آپ جلد راج پاٹ کا سکھ بھوگیں - ہماری اُجڑی نگری پھر بسے ٭

دریودھن بڑے ادب سے سر نیچا کئے ہوئے راجہ جدھشٹر کے پاس بیٹھا تھا راجہ جدھشٹر نے کہا

اتنے دنوں کے بعد تمہارا دیدار ملنے سے طبیعت بڑی خوش ہوئی - پیارے بھائی دُنیا چند روزہ ہے - زندگی کو ثبات نہیں - یہاں اگر قیام ہے تو صرف نیکی یا نیکنامی کو - انسان کے ہاتھ پاؤں کیسے موٹے تازہ ہوں دم بھر میں بیکار - پہاڑ سا ہاتھی بھی مٹھی دو مٹھی خاک بن جاتا ہے - اس لئے اب دل صاف کرو - کدورت سے کچھ نتیجہ نہیں - اتفاق بڑی چیز ہے ٭

دریودھن کے منہ سے بات نہ نکلی وہ آنکھیں نیچی کئے ہاتھ جوڑے ہوئے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا - ہچکی بندھ گئی - راجہ جدھشٹر نے بازو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا گلے لگا کر بولے :

ہیں روتے کیوں ہو رونے کی وجہ یہ نہ سمجھنا کہ میں نے تم کو چھوڑا کر احسان کیا نہیں نہیں میں نے اپنا فرض ادا کیا اب جو تمہارا فرض ہو وہ کرنا اچھا لے جاؤ سب بڑوں چھوٹوں کو میری طرف سے پوچھ دینا ٭

یہ کہکر راجہ جدھشٹر نے سب کو رخصت کیا اور ہستناپور کی طرف روانہ ہوگئے

ادھیائے ۹۹

کوروؤں کی احسان فراموشی - پانڈووں سے بغض و حسد - دریودھن کی مایوسیاں - راچھسوں کی ہمت افزائی بھیشم پتامہ کی طعنہ زنی - کرن وغیرہ کا جوش - یگیہ کی تجویز فتح عالمگیر کا ارادہ

دریودھن کے ساتھ پانڈووں نے جو سلوک کیا تھا وہ کبھی فراموش ہونیکے لائق نہ تھا مگر نہیں زمانہ اُلٹا ہے اس میں نیکی کا بدلہ بدی ملتا ہے کوروؤں کو احسانمندی کے عوض اور جلن پیدا ہوئی۔ شرمندگی تھی کہ دشمنوں کے ہاتھ سے رہائی۔ اس سے تو قید مصیبت ہی اچھی تھی۔ دریودھن کا خون کبھی اونڈتا تھا کبھی خفت و ندامت سے چہرے کا رنگ بدل جاتا تھا تقریباً چار کوس زمین ناپی ہوگی کہ قدم نہ اُٹھ سکے۔ دریائے گنگا کے ساحل پر اُتر پڑا۔ فوجوں نے بھی وہیں پڑاؤ ڈال دیا اور دریودھن قدرتی سبزہ زار اور گنگا جی کے صاف شفاف پانی کی موجوں سے دل بہلا رہا تھا کہ کرن رتھ دوڑاتا ہوا آیا آتے ہی کہا

فتح مبارک زور بازو پر آفرین۔ آپ آپ ہی ہیں کیوں نہ ہو۔ آپنے سب گندھربوں کو مار بھگایا۔ اقبال اسے کہتے ہیں۔ افسوس میں آپکے جوہر دلاوری نہ دیکھ سکا۔ فوج کے بیہوش ہوتے ہی میرے قدم اُکھڑے میدان میں نہ ٹھہر سکا۔ بکرن کا رتھ روکے سے نہ رُکا گھوڑے نہ سنبھلے لے بھاگے۔ جب دیکھا کہ میدان صاف ہوگیا میں آپ کو ڈھونڈتا یہاں آپہنچا سب فوج صحیح و سلامت ملی کسی کاروبار کا میلانہ ہوا یہ نمایاں فتح واقعی آپ ہی کا حصہ تھی کہانتک تعریف کی جائے +

دریودھن - اے کرن تم فتحمندی کی مبارکباد دیتے ہو۔ یہاں قسمت کو روتے روتے آنکھیں سوج گئیں آج ہم لوگ مرتے مرتے بچے۔ ذلت کی بات اُٹھ نہ رہی گندھربوں نے ہم سب کی مشکیں کس لیں رانیوں کو بھی گرفتار کرکے لے چلے

تھے مگر بھلا ہو پانڈووں کا جن کی بدولت جان بھی بچی اور آبرو بھی رہ گئی +

کرن۔ پانڈووں میں کیا دم تھا کہ وہ آپ کو چھڑا تے واہ۔ باتیں نہ بنائیے +

دریودھن۔ نہیں تمہاری قسم پانڈووں ہی نے بچا لیا نہیں تو قید مصیبت ہوتی اور ہیں۔ رانیاں ہوتیں اور بے عزتی۔ راجہ جدھشٹر کی نیک نیتی کا کیا کہنا واہ واہ کیا نیک دل آدمی ہے۔ اس کو جیوں ہی خبر ملی بھائیوں کو بھیجا کہ ہم لوگوں کو چھڑا لائیں۔ سب بھائی دوڑ پڑے ارجن نے ایسے تیر برسائے کہ ہزاروں دم بھر میں چٹ پٹ ہو گئے۔ راجہ چترسین آکاش کو چلا تو تیروں کا چھپر چھا کر راستہ بند کر دیا۔ چترسین اُلٹے پیروں لوٹا مُرگ کی دوستی کا ذکر کرنے پر بلا ٹالی۔ راجہ جدھشٹر نے کہہ سُنکر ہم کو رہائی دلوائی۔ واقعی اگر پانڈو نہ ہوتے تو آج لُٹیا ڈوب گئی تھی ارجن کے کمال دیکھ کر میرے تو ہوش جاتے رہے منتروں کی وہ تاثیر کہ تیروں سے گندھربوں کو گویا قلعہ بند کر دیا اور جانے کی راہ نہ رکھی۔ ساری فوج مردہ پڑی تھی۔ گندھرب بھی زمین پر سو رہے تھے میرے دیکھتے دیکھتے اندر نے امرت برسایا تو سب کے سب اُٹھ بیٹھے۔ افسوس دشمنوں نے ہماری جان بچائی۔ یہ کلنک کا ٹیکا کس طرح مٹیگا۔ دنیا کو کیونکر منہ دکھاؤنگا۔ اس سبکی سے موت بہتر۔ میں بے حیائی کی زندگی پسند نہیں کرتا +

کرن۔ یہ واہیات خیال کیسا۔ نامرد خودکشی کرتے ہیں۔ مردوں کے لئے فتح بھی شکست بھی ؎

گرتے ہیں شہسوار ہی میدان جنگ میں
وہ طفل کیا گریگا جو گھٹنوں کے بل چلے

رہی پانڈووں کی بدولت رہائی تو اس میں کون ہتک کی بات ہے جہاں کو نہیں ہوتے وہاں کیا سویرا نہیں ہوتا۔ اگر پانڈو مدد نہ کرتے تو کیا گندھرب ایسے ہی دو باہیاں تھے کہ ہمیں چپ چپاتے لے جاتے اور ہم سب کان دبائے چلے جاتے راجہ صاحب خون کی ندیاں تو بہہ جاتیں۔ اندر آسن تک ہلا دیا جاتا ہیں آخر وہاں سے کھسک ہی کیوں آیا تھا صرف اسی لئے کہ ذرا پانڈووں کی طاقت دیکھ لوں پھر اپنا ہنر دکھاؤں اور گندھربوں کے رُخ ڈھیلے کروں +

دریودھن - کچھ ہو بدنامی اچھی طرح ہوگئی میں کسی کے سامنے آنکھ اُٹھانے کے قابل نہیں رہا (دوشاسن کو گلے لگاکر) بھائی تو۔ راج تمہیں مبارک۔ باپ ماں اور بھائی بند تمہارے سپرد۔ میں نے یہاں سے ہٹنے کی قسم کھائی۔ تپ کرونگا اور یہیں کی مٹی میں مل جاؤنگا +

دوشاسن کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے قدم پکڑ کر بولا :-

یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ آپ جنگل میں رہیں میں راج کروں۔ بات ہی کیا ہے کونسی بدنامی ہوگئی۔ آفتاب پر کون خاک ڈال سکتا ہے۔ آسمان پر تھوکنے والے کا تھوک اُسی کے منہ پر پڑیگا۔ آپ جیسیں دنیا کو طنطنہ عالم پناہی دکھائیں کون جانے گا کہ جنگل میں مور ناچا۔ کلُھیا میں گڑ پھوٹا +

کرن اور دوشاسن دونو لاکھ فہمائش کرتے رہے مگر دریودھن اپنی ہٹ پر اڑا تھا ایک نہ مانتا تھا جان دیدینے ہی کی سمائی تھی راج سے قطعی انکار تھا +

اتفاق کی بات پاتال کے راچھس یگیہ کر رہے تھے۔ غرض یہ تھی کہ دیوتاؤں پر کسی طرح فتح حاصل ہو۔ عین اسی وقت وید منتر کی تاثیر سے ایک کرتیا اگن ہوتر کنڈ سے برآمد ہوئی۔ راچھسوں نے درخواست کی کہ

ذرا دریودھن کو تو لے آنا +

کرتیا اگن اُڑتی جنگل میں آئی اور دریودھن کو اڑا لے گئی۔ سب راچھس سرہو گئے کہ واہ ایسے بہادر ایسے جری اور پھر یہ عورتوں کے سے خیال تمہیں اپنی طاقتیں معلوم ہی نہیں اسی سے ڈھتے ہو ورنہ تمہیں کون مار سکتا ہے جسم کا بالائی حصہ فولادی ہے۔ اس پر لاکھ بجر بھی ٹوٹیں تو اثر نہ ہو نیچے کا حصہ معمولی ہے تو کیا پھر بہت کچھ ہے ادھر بڑے بڑے راچھسوں نے تمہاری مدد کے لئے اوتار لیا ہے۔ بڑے بڑے راج سنبھالے ہوئے ہیں۔ لشکروں کے دل بادل جب چاہو چھا جائیں تم ذرا سے ارجن سے ڈر گئے وہ چیز ہی کیا ہے گندھروں کو دبالیا ہوگا۔ تم سے سامنا ہو تو ابھی چھٹی کا دودھ یاد کرادیں۔ تم مزے سے ہستناپور جاؤ چین سے رہو ہم لگ رہے ہیں۔ پانڈوؤں کو صفحۂ دُنیا پر سے مٹا کر دم لینگے۔ روے زمین پر تمہارے سوا اور کسی کی ڈونڈی

نہ پٹ سکیگی +

دریودھن یا تو ہمت ہارے ہوئے تھا یا راچھسوں کے بڑھاووں سے اُس کے جسم میں پھر تازہ خون دوڑنے لگا۔ راچھس خوش ہو گئے کہ بس مار لیا۔ دریودھن کے بُجھے ہوئے دل میں جان آگئی۔ اُنہوں نے کرتیا سے کہا کہ بس کام ہو چکا دریودھن کو پہنچا آؤ۔ اور دریودھن سے تاکید کردی کہ خبردار یہ باتیں کسی کے سامنے زبان پر نہ آنے پائیں رازداری ضروری ہے +

کرتیا اُکُن دریودھن کو پہنچا کر چل دی۔ رفیق لوگ بدستور بڑھاوے دیتے رہے۔ رات آنکھوں میں کاٹ کر وہاں سے کوچ ہُوا۔ ہستناپور میں پہنچے تو بھیشم پتامہ جی سے سامنا ہُوا وہ ہنسے اور کہا

کہو برخوردار کیسی گزری۔ کیوں میں کیا کہتا تھا۔ دیکھ لیا دویت بن جانے کا مزہ۔ کرن رتھبان کا چھوکرا اونچ نیچ کیا جانے۔ وہ تو پانڈووں کو نیچ گئے۔ دیکھا پانڈووں کے دھرم اور نیک نیتی کو۔ افسوس پھر بھی تم کو شرم نہیں آتی۔ دشمنی کا خیال نہیں چھوڑتے +

دریودھن نے جواب کچھ نہ دیا مگر بے عزتی کی ہنسی سے بات ٹال کر چل دیا۔ کرن بولا۔

بھیشم پتامہ کی باتیں آپ نے سُنیں۔ یہ بڈھا جب بولتا ہے تب اُدھی دل میں آتا ہے کہ ایک دفعہ اپنی قوت دکھا کر اس کی آنکھیں کھول دوں۔ یہ ہم لوگوں کو کبھی نظر میں نہیں لاتا۔ پانڈووں ہی کی تیچ کیا کرتا ہے۔ کسی روز مہاراجہ دھرتراشٹ چلیے میں آگئے تو دنیا فتح کرنے کا بیڑا اٹھا لونگا اور سب کو دکھا دونگا کہ کرن میں کیسا دم ہے +

دریودھن۔ بیشک بدنامی کا داغ مٹانے کے لئے کوئی تدبیر ضرور ہونا چاہیے پانڈووں کا سر دبائے رکھنا بڑا مقدم ہے آپ سب لوگ کچھ رائے ضرور دیں +

کرن۔ بس صلاح وقت یہی ہے کہ دنیا بھر میں فتح کا جھنڈا گاڑ دیا جائے +

شکنی۔ بہت درست۔ میری بھی رائے ہے کہ یگیہ کیا جاوے +

دریودھن۔ منظور منظور۔ منظور +

اودھیائے ۱۰۰

راجہ کرن کی دنیا فتح کرنے کے لئے روانگی - چار دانگ عالم کے تاجداروں پر فتحیابی ہستناپور میں خوشیاں

دریودھن مہاراجہ دھرتراشٹ کا پابوس ہوا - درخواست کی کہ مہاراج راجسوئیہ یگیہ کی اجازت ہو - آپ کا پرتاپ جرأت دلاتا ہے کہ روئے زمین پر ہم علم جہانگیری بلند کریں کرن دگیجے کے واسطے کمربستہ ہے وہ اپنی طاقتوں سے تاجداران عالم کو مطیع کریگا +

راجہ دھرتراشٹ - تمہاری ہمت پر آفرین - مگر جو کام کرنا سوچ سمجھ کر - اگر راجسوئیہ یگیہ کی ہوس ہے تو نیک کام کو کون روک سکتا ہے +

اجازت مل گئی - دریودھن نے فوج ظفر موج کرن کے ہمراہ کی اور کرن بزرگوں کی دعاؤں اور برہمنوں کے اشیرباد کی رہنمائی سے دگیجے کے واسطے منزل مقصود طے کرنے لگا - شمال میں پہاڑی راجوں نے گردن اطاعت خم کی - مشرق کے فرمانروا مطیع ہو گئے - جنوب میں راجہ رُکم سے محاربہ پیش آیا مگر پھر صلح ہو گئی - کرن نے پیغام دیا تخت و تاج ملک و حکومت سے کچھ سروکار نہیں - صرف قول پورا کرنے سے مطلب ہے - اُتر پورب کے راجاؤں نے اطاعت قبول کی ہیں خاموش چلا آیا کسی کی دلآزاری نہ کی - آپ بھی اظہار موافقت کریں تو نکسیر نہ پھوٹے - راجہ رُکم کرن کی طاقتوں کا قائل تھا اُس نے تحفہ تحائف اور مال و دولت دیکر سر سے بلا ٹالی - یہاں سے کرن نے مغرب کی طرف رُخ کیا - وہاں کے حکمرانوں نے بھی سرتابی نہ کی پیشکش اور نذرانوں سے دردسر کا علاج کر دیا - چاروں اطراف عالم سے جو کچھ دولت حاصل ہوئی بیشمار تھی کرن فتح کا پھریرا اُڑاتا ہوا بڑے تزک و احتشام سے ہستناپور میں وارد ہوا کوروں نے استقبال کے لئے بڑی دھوم دھام کی - دار السلطنت میں آئینہ بندی ہوئی - گھی کے چراغ جلائے گئے - راجہ دھرتراشٹ اور دریودھن خود پیشوائی کے لئے گئے - ہاتھوں

ہاتھ لائے۔ ہر زبان پر شور مبارکباد تھا۔ کرن کے کان تعریفوں سے بھرے
جاتے تھے۔ دریودھن مارے خوشی کے پھولا نہ سمایا۔ بولا

کرن! آفرین۔ مرحبا۔ تم ہمارے فخر ہو۔ جتنی تعریف کی جائے کم ہے یہ تمہارا ہی
دم تھا کہ آج مجھ کو چکرورتی کا خطاب دلایا روے زمین کے تاجداروں سے خراج لینا صرف
تمہارا ہی کام تھا۔ اب مجھے یقین ہوا کہ ہاں مجھ میں بھی کچھ قوت ہے اب مجھ کو
ڈھارس ہوئی کہ میرا کوئی کچھ بنا نہیں سکتا۔ تمام دنیا پر اکیلے ایک تم بھاری ہو ؛

کرن۔ جناب بڑی سیر ہوئی۔ جدھر میں پہنچا بڑے سے بڑے شیر دل بھیڑ بکری
ہو گئے۔ جہاں کرن کا نام سُنا روح قبض ہو گئی۔ جس کو دیکھئے رومال میں ہاتھ
باندھے گھر کی ساری دولت ڈھونے چلا آتا ہے آپ کے اقبال سے وہ دھاک رہی
کہ تیر کو چلّے تک پہنچنے کی نوبت ہی نہ آئی۔ جو اکڑے وہ ایک گیدڑ بھبکی ہی میں
بھیگی بلی بن گئے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ آپ کے سامنے ان بدنصیبوں کی کچھ
حقیقت ہی نہیں جن کا نام کون لے عاقلاں را اشارہ کافی است۔ آپ اُن
کی طرف سے اطمینان رکھیں اور بے کھٹکے کوس شہنشاہی بجائیں کوئی چیں
چپڑ کریگا تو میں سمجھ لونگا آپ تماشا دیکھا کریں ؛

اس مہیگیہ سے کرن اور دریودھن کا دماغ آسمان پر ہو گیا کسی کو نظر
میں نہ لاتے تھے جانتے تھے کہ جگ جیت لیا۔ بڑا تیر مارا۔ طرفدار تعریف کے
پُل باندھتے تھے۔ خوشامدی اور بھی عرش پر چڑھاتے تھے۔ جن کو معاملہ فہمی
کا مادہ تھا وہ نفرت کرتے تھے ان کا قول تھا کہ تھوڑے دنوں بڑھ بڑھ کے
باتیں مار لیں یہ سال گزرے تو معلوم ہو کہ دیکھیے کیسی ہوتی ہے۔ ابھی تو پانڈو
دھرم کی زنجیر میں جکڑے ہوئے ہیں ؛

کرن پھر خوش خوش گاندھاری کے پاس جاکر قدموں پر گرا۔ راجہ دھرتراشٹ
نے کہا۔ رفعت مبارک تمہارا بہادر بیٹا دنیا فتح کرکے لوٹ آیا اس کی پیٹھ ٹھونکو
گاندھاری بہت خوش ہوئی۔ دعائیں دیں۔ کورو کا مزاج نہ ملتا تھا۔ خوشی
کے مارے جامے سے باہر ہو رہے تھے زمین پر قدم نہ پڑتا تھا شیخی وغیرہ
اترائے جاتے تھے کہ کرن نے دنیا ہی فتح نہیں کی پانڈوں کو بھی سر کر لیا ؛

ادھیاے ۱۰۱

دریودھن کا بیشنو یگیہ - پانڈووں کی عدم شرکت - یگیہ کا کامیابی سے اختتام - کرن کی پرتگیا - راجہ جدھشٹر کی دور اندیشی دویت بن سے کام بن کو روانگی

ہستناپور میں کرن کی کامیاب واپسی سے خوب خوشیاں منائی گئیں جشن ہوئے جلسے ہوئے - پھر تجویز قرار پائی کہ سب معاملہ چوکس ہو گیا - اب راجسویہ یگیہ میں توقف کیسا - کرن نے زور دیا کہ یگیہ ضرور ہو اور جلد ہو - دریودھن نے پروہت کو یاد کیا - ساعت پوچھی پروہت نے عرض کی

راجہ جدھشٹر اور راجہ دھرتراشٹ کے ہوتے آپ راجسویہ یگیہ نہیں کر سکتے رواج کے خلاف ہے ہاں یگیہ کی ہوس ہے تو بیشنو یگیہ میں کچھ مضائقہ نہیں اس کے لئے ایک سونے کے ہل کی ضرورت ہوگی باقی اور سازو سامان میں عرض کر دونگا +

دریودھن - راجسویہ یگیہ نہ سہی - بیشنو یگیہ ہی سہی - تمام سامان لیس ہو جائیگا - آپ مہورت فرمائیے +

پروہت نے ساعت بتائی یگیہ کا سرانجام ہونے لگا فرمانروایان عالم کی طلبی ہوئی - عزیز و اقارب مدعو کئے گئے - پانڈووں کو بھی ایک قاصد نے دعوت دی - دوشاسن کا پیغام تھا کہ آئیں اور یگیہ کی رونق دیکھ جائیں +

راجہ جدھشٹر - (پیغامبر سے) میری طرف سے دریودھن کو مبارکباد دینا میں شوق سے آتا مگر تیرہ برس تک جنگل سے شہر میں آ جا نہیں سکتا - اسلئے معاف رکھیں - میں بہت خوش ہوا کہ میرا بھائی دریودھن یگیہ کا ثواب لوٹیگا +

بھیم سین - ہم کو بھی دریودھن نے طلب کیا ہے ہمارا بھی جواب سن لو کہدینا کہ بھیم سین اس وقت معافی مانگتا ہے چودھواں برس شروع ہوتے ہی حاضر

ہو کر لڑائی کے یگیہ میں شریک ہوگا۔ استروں شستروں کی باڑھ آگ ہوگی راجہ جدھشٹر کا غصہ آہوتی کا کام دیگا۔ اُسی آگ کے کُنڈ میں کوروں کو ہوَن کرونگا۔ میں نے جن لفظوں میں جواب دیا۔ اُن میں ایک نقطہ ادھر کا اُدھر نہ ہو۔ حرف بحرف کہہ دینا پیغامبر ہستناپور میں واپس آیا۔ دریودھن کو پانڈوؤں کے جواب سُنائے وہ چُپ دگا گیا کہ ایک چُپ میں ہزار بلائیں ٹلتی ہیں۔ "خموشی معنی دارد کہ در گفتن نمے آید"

دُور دُور کے راجے جمع ہوئے رشیوں برہمنوں کا ہجوم ہوگیا یگیہ کی رونق کا کیا کہنا خوب دھوم دھام رہی بڑی کامیابی سے سب فرائض ادا ہوئے دریودھن نے خوب دان پُن کیا۔ دل کھول کر خیرات بانٹی۔ ہزاروں گائیں رشیوں منیوں کے ہاتھ آئیں لاکھوں من غلہ بٹ گیا۔ روپیوں اشرفیوں کے ڈھیر لُٹ گئے ✦

دریودھن یگیہ سے فارغ ہو کر روپیہ اشرفی لٹاتا جے جے کار کے نعرے سُنتا ہُوا بھیشم پتامہ اور درونا چارج کا قدمبوس ہُوا۔ چرنوں کی پرستش کر کے عرض کی کہ

آپ کے پرتاپ سے یگیہ تو اچھی طرح ختم ہوگیا مگر آج کی قدمبوسی کچھ چیز نہیں نہ یگیہ کی کامیابی کچھ بات ہے میں اُس وقت قدم دھودھو کر پیونگا۔ جب آپ کا اقبالی پانڈوؤں کو نحس نحس کر کے میرے ہاتھ سے اشومیدھ یگیہ کرائیگا ✦

کرن۔ جب دنیا سر ہوگئی تو کیا پانڈو دنیا سے باہر ہیں وہ بھی آپ کے حلقہ اطاعت میں آچکے۔ اب بھی آپ کے خیال میں کچھ کسر باقی ہے تو میری پرتگیا سُن لیجئے ✦

اگر میں نے ارجن کو نہ مارا تو زندگی پر تُف۔ آج سے قسم ہے کہ اپنے ہی ہاتھ سے پاؤں دھوؤنگا دوسرے ہاتھ چھو تک نہ سکینگے۔ شراب اور گوشت دونو حرام۔ سائل کا رد سوال موقوف۔ سائل خالی ہاتھ جائے تا ممکن جو مانگے پائے ✦

کرن نے جس وقت موچھوں پر تاؤ دے کر یہ پرتگیا کی۔ دریودھن وغیرہ کا دل ہاتھوں بڑھ گیا بے ساختہ دانت نکل آئے۔ اُن کو گویا الہام ہوگیا کہ بس ارجن کو مار لیا۔ جاتا کہاں ہے۔ ارجن ہی نہ رہا تو پھر باقی ماندہ پانڈو کیا مال ہیں۔ اکیلا کرن سب کو چٹنی کر ڈالیگا ✦

کرن سورج کا بیٹا تھا جس وقت زمین پر گرا اُسی وقت سے سورج کی

بخشی ہوئی کوچ زیب تن تھی۔ اس کے علاوہ تیر کا بھی دھنی تھا۔ پرسرام جی سے بھی شستر ودیا سیکھی تھی۔ اُس کی پرتگیا نے شہرت پائی تو راجہ جدھشٹر کو دور اندیشی کا خیال آیا انہوں نے سوچا کہ دشمن کمیں میں ہیں کیا فائدہ کہ کسی وقت غفلت میں گھات چل جائے تو پھر بُری ہو۔ اس سے یہاں رہنے کی ضرورت ہی کیا۔ بھیم سین ارجن وغیرہ نگاہ میں جلتے تھے وہ کچھ نہ کہہ سکے سب نے خاموشی سے چلتا دھندا کیا اور کام بن کی راہ لی ✣

دریودھن کے دماغ کا کیا پوچھنا۔ روے زمین کی حکومت۔ مال و دولت کی طاقت۔ کرن کا پرتاپ۔ بھیشم پتامہ کا زور۔ درونا چارج اور کرپا چارج کا بھروسا تھا تاجداران عالم نظروں میں ہیچ معلوم ہوتے تھے۔ پانڈوؤں کی مکھی مچھر کے برابر بھی حقیقت نہ تھی۔ بےخوف و خطر طنطنہ عالمگیری دکھانے لگا۔ رات دن عیش و عشرت سے کام تھا یا راحت و آرام سے۔ طبیعت میں اگر کچھ انقلاب ہُوا تو صرف اسی قدر کہ گرو کی خوب خدمت ہونے لگی۔ بزرگوں کا ادب و لحاظ پہلے سے زیادہ ملحوظ خاطر ہُوا۔ بھائیوں کی خاطر مقدم تھی۔ بزرگوں کی تعظیم و تکریم فرض منصبی ✣

ادھیاے ۱۰۲

راجہ جدھشٹر کا خواب۔ کام بن میں روانگی۔ بیاس جی کی آمد۔ فہمائش۔ مدگل برہمن کا تذکرہ

پانڈوؤں کو مصیبتیں جھیلتے جھیلتے ایک زمانہ ہو چکا تھا راجہ جدھشٹر ہر وقت اپنی بیوقوفی کو جھینکتے اور قماربازی کو کوستے تھے۔ رات تارے گنتے گنتے کٹتی تھی دن دل ہی دل میں گھلتے گھلتے گزرتا تھا۔ کرن کی پرتگیا دل پر نقش ہو گئی تھی اُس نے اور بھی خلجان پیدا کر دیا تھا ہر وقت اسی خیال میں ہر لحظہ اسی کی فکر کسی روز فکروں میں آنکھ لگ گئی نیند کے غلبے میں دیکھتے کیا ہیں کہ بہت سے ہرن سامنے آکر کھڑے ہو گئے اور بولے مہاراج۔ آپ دھرم پُتر کہلاتے ہیں۔ آپ کو اپنے خطاب کی شرم رکھنا چاہیے

ذرا دیر کی تفریح اور اپنے پیٹ کی آگ بجھانے کے لئے آپ تو شکار کا نام کرتے ہیں
یہاں ہرنوں سے جنگل خالی ہو چلا۔ اگر آپ اور ٹھہرے تو شاید ہرنوں کا نام بھی نہ رہ
پائیگا۔ آپ اب بے زبانوں پر رحم کریں اور کسی اور جنگل میں دل بہلائیں +

خواب دیکھتے ہی راجہ جدھشٹر چونک پڑے۔ اُٹھ بیٹھے۔ آنکھیں کھول کے
ادھر اُدھر دیکھا کوئی ہرن نظر نہ آیا۔ سمجھ گئے کہ خواب تھا مگر دل میں رحم تھا۔ ہرنوں
پر ترس آیا اُسی وقت اختر بختر سمیٹا اور چل کھڑے ہوئے۔ کام بن پہنچے تو وہی
فکر وہی اندیشہ۔ وہی تردد۔ وہی کوفت۔ بیاس جی روشن ضمیر تھے راجہ جدھشٹر
کی کیفیت دُور ہی سے بھانپ کر تشریف لائے۔ سمجھایا کہ

عقلمند ہو کر بیوقوفی۔ آب نہ دیدہ موزہ از پا کشیدہ پیش از مرگ واویلا۔ بیشک
تم نے بہت سختیاں جھیلیں۔ کہاں وہ عیش و آرام۔ راجسویہ یگیہ کی دھوم دھام
کہاں صحرانوردی۔ دشت گردی۔ کبھی سردی سے پریشانی۔ کبھی گرمی سے حیرانی
مگر سمجھ لو کہ بارہ برس گھورے کے بھی دن پھرتے ہیں۔ رنج کے بعد راحت ضرور
ہوتی ہے۔ پہلے نیش ہے پیچھے نوش۔ تم نے بارہ برس تک تپ کئے پھر تمہیں
کس کا خوف اور کس چیز کی کمی۔ رہی تکلیف تو سمجھ لو کہ اس کے بغیر تو کس کو چارہ
ہے۔ برہما انتظام آفرینش کرتے ہیں۔ کیونکر؟ تپ کی تکلیف اُٹھا کر۔ بشن و مہادیو
کا بھی یہی حال ہے کیا دیوتا کیا انسان دونوں کو تپ کرنے میں جسمانی تکلیف ضرور
ہوتی ہے مگر جو روحانی آرام حاصل ہوتا ہے۔ اس کا مزہ کچھ اور ہی ہے
زبان نہیں جان سکتی انسان کی کیا حقیقت ہے کچھ بھی نہیں۔ ناپاک قطرہ
مٹی کا پتلا۔ ہڈیوں کا ڈھانچا۔ خون پیپ کا جامہ۔ پھر بھی جب یہ تپ کرتا
ہے تو نرا کار کو بھی قابو میں کر لیتا ہے اور فائدوں کا کیا ذکر۔ جو شخص تپ
کرتے ہیں۔ نفس قابو میں رکھتے ہیں۔ دان کرتے ہیں۔ اُن کو تکلیف
ضرور ہوتی ہے۔ مگر یہ تکلیف تکلیف نہیں راحتوں کا پیش خیمہ ہے انہیں
تکلیفوں کی بدولت زحمت رحمت ہو جاتی ہے۔ پرماتما وہ سکھ دیتا ہے
جس کو کبھی زوال نہیں +

راجہ جدھشٹر! تم نے دان بھی بہت کئے ہیں۔ دان بھی بڑے ثواب کا کام

ہے۔ "پُنیہ کی جڑ پاتال"۔ دنیا میں ہر شخص کا فرض ہے کہ حسب حیثیت ضرور دان کرے
وقت مناسب ہو۔ برہمن وید پاٹھی ہو۔ اس وقت اگر تھوڑے سے تھوڑا دان بھی کیا
جائے تو بڑے سے بڑا پھل ملنے میں شبہ ہوا۔ دیکھو میں ایک نظیر دیتا ہوں ✣
کورکشیتر میں ایک برہمن کی سکونت تھی عوام مُدکل کہتے تھے۔ اُس کے ایک بیٹا
بھی تھا۔ بیٹا ایسا ویسا نہیں۔ بالکل باپ کا پیرو۔ برہمن دو ہفتے میں صرف ایک
روز کھاتا تھا۔ بیٹے کی بھی یہی کیفیت تھی۔ دونو باپ بیٹے کھیتوں سے گرا پڑا اناج
بین لاتے تھے۔ جو پندرھویں روز کھایا وہ تو خیر۔ باقی جو بچا وہ ذخیرہ ہوتا رہا۔ ایک
روز مُدکل نے سارا اناج پکا ڈالا اناج کم تھا برہمن ہزاروں تھے۔ مگر نیت نیک
برکت کی کمی کا کیا ذکر۔ سب سیر ہو کر کھا گئے اور پھر بھی کچھ بچ ہی رہا۔ جب دوبارہ
ایسی ہی نوبت آئی تو دُرباسا جی چیلوں کو لئے ہوئے آموجود ہوئے جو کچھ
برہمن کے یہاں موجود تھا سب ڈکار گئے۔ مُدکل کے لئے ایک کنکی بھی نہ بچی
تین دفعہ یہی معاملہ پیش ہوا۔ اور ہر دفعہ برہمن کو پیٹ میں تو دے کر منہ باندھے
رہنا پڑا۔ جب ڈیڑھ مہینہ بے آب و دانہ گزر گئے دُرباسا جی خوش ہوگئے بولے کہ
تو میں تمہیں جیتے جی سُرگ میں بھیجے دیتا ہوں۔ تمہارا سا صبر تمہارا سا
استقلال تمہاری سی نفس کشی۔ تمہاری سی فراخدلی ایسی نہیں کہ تم کو سُرگ
کا مستحق نہ کرے۔ دُرباسا جی تو کہتے ہی تھے۔ دفعتہً ایک بمان آموجود ہوا
دیودُوت مُدکل سے بولا

بمان حاضر ہے۔ تشریف لے چلئے ✣

مُدکل۔ کہاں؟

دیودوت۔ سورگ میں۔

مُدکل۔ سورگ میں اچھائی کیا ہے اور برائی کیا۔ یہ معلوم ہو جائے تب
جانے نہ جانے کا فیصلہ کرونگا ✣

دیودوت۔ سورگ میں ایرے غیرے پچکلیاں نہیں جا سکتے۔ جاتے ہیں تو
صرف دھرماتمان۔ قناعت پسند۔ تپشوی دانی۔ وید پاٹھی اور برہم بھوج اور
ہوَن وغیرہ نیک کام کرنے والے۔ سورگ میں کسی چیز کی کمی نہیں۔ وہاں نہ سردی

نہ گرمی نہ بھوک نہ پیاس۔ پوشاکیں ہمیشہ صاف و شفاف عطر آمیز پھولوں کے ہاروں کی زینت دوامی مکان طلاکار جواہر نگار۔ باغ ہمیشہ بہار۔ آراستگی و زیبائش قابل دید۔ دنیا میں کوئی نظیر نہیں مل سکتی جس سے سُرگ کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پیش ہو سکے۔ سرگ ملتا ہے تو قالب عنصری چھوڑنے پر قالب نورانی میں پیکر انسانی میں رکھا ہی گیا ہے۔ پانی خاک آگ۔ ہوا اور آکاش وہاں خوشی کے سوا رنج و تکلیف کا نام نہیں۔ راگ رنگ سے ہر وقت آنند رہتا ہے۔ یہ تو سرگ کی خوبیاں تھیں ذرا برائی بھی سن لیجئے۔ سورگ میں گئے خوب عیش کئے۔ جب قیام کی مدت گزر گئی پھر کبھی اچھے قالب میں آنا پڑا۔ یہاں دولت بھی ہوگی۔ خاندان بھی اچھا ملیگا۔ سب کچھ ہوگا مگر سچ یہ ہے کہ اعمال نیک کئے جھوٹ سے نفرت اور سچائی سے رغبت رہی۔ تب تو پھر سورگ ملیگا۔ ورنہ اعمال کے موافق دوسرے لوگوں میں بود و باش ہوگی یا نرک سے سابقہ ہوگا۔ دنیا ایک کھیت ہے۔ جیسے اعمال کا بیج اس میں بویا جاتا ہے ویسا ہی پھل حاصل ہوتا ہے چنانچہ کامل رشی مہرشی اور نیک اعمال برہمن برہمنوں کے لوک میں جاتے ہیں اس سے افضل دیوتاؤں کا لوک ہے جسے برہم لوک کہتے ہیں یہ لوک ہمیشہ روشن رہتا ہے ہر خواہش اس سے پوری ہو سکتی ہے یوہیں بہت سے ترتیب وار لوک ہیں جن کی بلندی کے حساب سے فضیلت مانی جاتی ہے۔ لیکن ٹھیک طور پر دان کرنیوالے کو دیولوک میں جگہ ملتی ہے۔ یہاں کے رہنے والوں کی خوراک امرت ہے اس لوک سے اونچا لوک وشنو لوک ہے۔ چلئے بوان پر بیٹھئے سیر کیجئے +

مُدگل۔ آپ تشریف لے جائیے میں ایسے سُرگ سے باز آیا۔ جہاں سے پھر دنیا میں آنا پڑے +

دیودوت چلا گیا۔ مُدگل نے تپسیا شروع کی۔ ایسی مکتی حاصل کی کہ بڑے بڑے مہارشیوں کو نصیب نہ ہوئی

یہ فرما کر بیاس جی بولے کہ راجہ جدھشٹر۔ گھبراؤ نہیں دل کو ڈھارس دو۔ تمہیں وہ مرتبہ وہ درجہ حاصل ہوگا۔ جس کو تم خواب میں بھی خیال نہیں کر سکتے

ادھیائے ۱۰۳

دُرباسا کی دریودھن کے یہاں خاطر و مدارات - دریودھن کی تحریک سے دُرباسا جی کی پانڈووں کے یہاں رونق افروزی - خورد و نوش کا سوال - دروپدی کی فکر و کاہش کرشن چندر سے فریاد - کرشن جی کی تشریف آوری دُرباسا جی کو شرمندگی

دُرباسا رشی صاحب کمال تھے ان کو بیٹھے بیٹھے یہ کبھی سوجھا کرتی تھی کہ چلو فلاں دھرماتما کی آزمائش کرو۔ دریودھن کا جس وقت عروج ہُوا۔ آپ چیلوں کی فوج لئے ہوئے اس کے پاس بھی جا پہنچے۔ دریودھن خاطر تواضع کے لئے جُٹ گیا۔ خوب خدمت کی۔ دُرباسا جی کے ہتکنڈے نرالے تھے۔ رسوئیں جس وقت تیار ہوئی کہہ دیا کہ جلگدڑ کیا ہے کھا لینگے۔ اشنان کو گئے پہروں غائب۔ جب رسوئیں اٹھ گئیں تب آموجود ہوئے کہ لاؤ کھانا پرسو۔ بعض وقت آدھی رات کو فرمائش کردی غرض وقت بیوقت کھانا مانگ بیٹھتے تھے اور جس وقت رسوئیں تیار ہوتی تھیں نہ توڑتے دریودھن نے کچھ ایسی نگہداشت کی کہ دُرباسا جی کو ہر وقت تازہ تازہ کھانا تیار ملا کبھی شکایت کرنے نہ پائے ایسی خاطرداشت نے اُن کے دل پہ اثر کیا بولے؛

دریودھن۔ جو چاہو مانگ لو۔ مَیں تم سے بہت رضامند ہوں +

دریودھن۔ آپ کی برکت سے کسی چیز کی کمی نہیں۔ ایشور نے سب کچھ دیا ہے آرزو ہے تو صرف یہ کہ آپ ایک روز راجہ جدھشٹر کے یہاں بھوجن کریں مگر کسو وقت جب دروپدی کھا چکے راجہ جدھشٹر کو سورج بھگوان سے ایک ڈوکنی ہاتھ آگئی ہے اُسکی خاصیت

ہے کہ کبھی خالی نہیں ہوتی خواہ کتنے ہی آدمی کھانا کھا جائیں ✣

دُرباسا- ضرور جاؤنگا- دیکھوں تو وہ ٹوکنی کتنوں کا پیٹ بھر سکتی ہے ✣

دُرباسا وہاں سے چلے دس ہزار چیلوں کی ایک فوج کی فوج ساتھ چلی کام بن میں پہنچے تو پانڈووں نے بڑی تعظیم و تکریم کی- خدمتگزاری کو حاضر ہوگئے پوچھا کیا ارشاد ہے ✣

دُرباسا- پیٹ کی آگ یہاں کھینچ لائی- نہانے کو جاتے ہیں کھانا تیار کر رکھئے ✣

دروپدی پانڈووں اور برہمنوں کو کھلا کر رسوئیں اٹھا چکی تھی- وہ گھبرائی کہ دس ہزار ایک آدمیوں کے ہاتھ کیسے دھلائے جائینگے- دُرباسا کو آتے ہی کھانا نہ ملا تو آتشیں شُلگ جائینگی بغیر بد دعا دئے نہ رہینگے اس کو سخت فکر ہوئی تردد نے گھیر لیا مصیبت کا وقت آبرو کا معاملہ تھا سری کرشن جی کے دھیان میں محو ہوگئی اور لگی فریاد کرنے ✣

دینا ناتھ- عزت پر بن رہی ہے- بات جاتی ہے- دوشاسن کے ہاتھوں سے آپ نے حرمت بچائی- ہزاروں آدمیوں میں لاج رکھی آج بھی آبرو رکھئے فقط آپ ہی کا بھروسا آپ ہی کا آسرا ہے ✣

کرشن چندر مہاراج مہارانی رُکمنی جی کے رنواس میں تھے- جس وقت دروپدی نے دھیان کیا- مہارانی سے بولے ✣

مہارانی دروپدی یاد کرتی ہیں- ذرا میں ہو آؤں- معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ضروری کام ہے ✣

یہ فرما کر آپ وہاں سے اُسی وقت چلکر دم کی دم میں پانڈووں کے پاس پہنچ گئے پانڈووں کی دلی مسرتوں کا کیا پوچھنا- نہال ہوگئے دروپدی آمد سُنکر دوڑی آئی کہا یا وشن بخیر- دھیان کرتے ہی آپ آ پہنچے کیا یہیں کہیں آس پاس تھے ✣

سری کرشن جی- اول طعام بعدہ کلام- پہلے یہ کہو کہ کچھ کھلانے کو بھی ہے یہاں مارے بھوک کے جان پر بن رہی ہے ✣

دروپدی دُرباسا ہی کے فکر میں پریشان تھی کرشن جی نے کھانے کو مانگا تو ایک نہ شد دو شد کا معاملہ ہوا اس کی جان اور بھی مصیبت میں پڑ گئی رُکتے رُکتے بولی- مہاراج ابھی ابھی کھا کے اُٹھی ہوں- کچھ بچا نہیں- ہاں حکم ہو تو پکا لاؤں یہ دیکھئے ٹوکنی خالی پڑی ہے ✣

سری کرشن جی- لاؤ لاؤ- اس میں میرے لئے بہت ہے +

دروپدی- زیادہ نہ بنایئے- پھینکئے ٹوکری کو +

سری کرشن جی- تم کہتی ہو کہ کچھ نہیں- یہ دیکھو ساگ +

ٹوکری میں ذرا سا ساگ لگا رہ گیا تھا- آپ نے اُس کو بڑے ذوق و شوق سے کھایا اور بولے کہ واہ کیا عمدہ ذائقہ ہے میری طبیعت تو سیر ہو گئی +

دروپدی- آج ایک تازہ مصیبت آپڑی ہے +

سری کرشن جی- وہ کیا +

دروپدی- دُرباسا رشی دس ہزار چیلوں کو لئے ہوئے آ گئے ہیں یہاں کھانے کو کچھ نہیں- اب لاج آپ کے ہاتھ ہے +

سری کرشن جی- ہاں تو پھر کیا مضائقہ ہے (بھیم سین سے) ذرا تکلیف کرو دُرباسا اور اُن کے چیلوں کو بلا لاؤ کہ رسوئی تیار ہے +

بھیم سین ادھر سے چلے وہاں دُرباسا جی کے چیلوں کا پیٹ گڑ گڑانے لگا- ڈکاریں آنے لگیں- دُرباسا جی کا بھی پیٹ ابھرا معلوم ہوتا تھا گویا خوب تن کے کھا چکے ہیں- اُنہوں نے چیلوں سے کہا راجہ جدھشٹر چھ ہزار مہاتماؤں کا ایک مہاتما اور کرشن جی کا سچا بھگت ہے- کہیں کوئی بد دعا نہ دے بیٹھے- اس سے بھیا سب یہاں سے کھسکو- ہم نے خود غلطی کی کہ کھانے کو مانگا +

یہ کہکر دُرباسا وغیرہ تو وہاں سے چمپت ہو گئے- بھیم سین پہنچا تو نہ گرو جی ملے نہ اُن کا کوئی چیلا +

اور رشیوں نے کہا آپ کس کی تلاش میں پھر رہے ہیں وہ سب اتنا کھا گئے کہ پیٹ میں سانس کی جگہ نہ رہی- ایسا جی چھوڑ کے بھاگ کھڑے ہوئے ایسی دعوت خوری سے کان پکڑے- بھیم سین واپس گیا تو تنہا- سری کرشن جی نے پوچھا کہ درباسا جی کہاں ہیں- آ گئے؟

بھیم سین- وہ کیا اُن کا سایہ بھی نہیں نہ جانے کہاں کھسک گئے سُنا ہے کہ اُن کا پیٹ پھٹنے لگا- اس لئے بھاگ کھڑے ہوئے +

دروپدی- واہ مہاراج واہ- دھنیہ ہو تمہاری قدرت کے کرشمے بھی عجیب ہیں

کیا دُور ہی سے دُھتا بتا دی ÷

راجہ جدھشٹر- اس بھروسے پر نہ رہنا در باسا جی بڑے حضرت ہیں۔ ایسے اٹ پٹے وقت آئیں کہ تمہارے بنائے کچھ نہ بنے ÷

سری کرشن جی- اٹ پٹے وقت کیا زندگی بھر اب آئیں تب دُکھنے گا وہ کبھی نہ آتے دریودھن نے شیطنت سے بھیج دیا تھا۔ اب اُن کو بھی سبق مل گیا۔ ادھر رُخ بھی کریں تو میرا ذمہ۔ اگر بھولے بھٹکے آ بھی جائیں تو منہ کی کھائینگے اچھا اب میں چلتا ہوں۔ آپ لوگ استراحت کریں مت مجھے پہنچتے پہنچتے زیادہ رات ہو جائیگی ÷

مہاراج اتنا فرما کر رخصت ہوگئے اور پانڈووں نے تازہ فکر سے نجات پاکر بستر راحت پر آرام کیا ÷

ادھیا ۲۶۴

راجہ جیدرتھ کی کام بن میں آمد۔ پانڈووں کی عدم موجودگی میں دروپدی کو لیکر فرار ہی۔ پانڈووں کے ہاتھ سے سزا پانی

ایک روز راجہ جدھشٹر وغیرہ مصروف شکار تھے۔ دروپدی ترن بندرشی کے آشرم میں اکیلی رہ گئی سراجہ برہدرتھ والی سِندھ کے فرزند جیدرتھ کی شادی تھی وہ اپنی برات لئے ہوئے ادھر سے گزرا۔ سالو دیش کا عزم تھا تمام شاہی جلوس ساتھ۔ فوج ظفر موج ہمراہ۔ بہت سے راجے مہاراجے براتیوں میں شامل۔ باجے گاجوں نے جنگل میں شادیانے بجانا شروع کئے تو دروپدی کھڑی ہوکر ٹھاٹھ باٹ دیکھنے لگی سر پر کدم کا درخت سایہ افگن تھا اور چہرے سے سورج کی سی کرنیں پھوٹی نکلتی تھیں۔ اتفاق سے راجہ جیدرتھ کی نظر پڑ گئی۔ کوٹ کا شیہ کشتری کو طلب کرکے حکم دیا کہ جائے دیکھے اور پتہ لگائے کہ یہ کوئی دیوی ہے یا ناگ کنیاں یا اپسرا یا انسان۔ واہ واہ کیسی موہنی مورت۔ کیسی پیاری صورت

ہے۔ نیم نگاہی کی اداؤں پر دل لوٹ پوٹ ہُوا جاتا ہے +

کوٹ کاشیہ تیر کی طرح پہنچا دروپدی سے بولا

اے تصویر نور کون ہو۔ اس جنگل میں کہاں آگئیں جہاں نہ آدمی نہ آدم زاد۔ کہیں ادھر بھول تو نہیں پڑیں اپنا ٹھور ٹھکانا تو بتاؤ +

دروپدی۔ دھرم کی اجازت نہیں کہ غیر مرد سے بات چیت کروں مگر میرے سوا دوسرا کوئی موجود نہیں کہ تم سے بات چیت کرے اس لئے بولنے پر مجبور ہوئی۔ سنو دروپدی میرا نام ہے۔ مہاراجہ دروپد میرے پتا ہیں اور دھرم روپ پانڈو میرے پتی پرمیشور +

کوٹ کاشیہ۔ پانڈو کہاں ہیں ؟

دروپدی۔ یہیں کہیں شکار کھیل رہے ہونگے +

کوٹ کاشیہ اُنہیں پیروں لوٹا۔ جیدرتھ سے سب حال کہا۔ دروپدی کے حسن گلو سوز اور جمال عالم افروز نے اس کے دل پر موہنی سی ڈال دی تھی وہ خود دوڑا ہُوا آیا اور کہا دیوی !

تم یہاں کہاں۔ مزاج تو خیریت سے ہے +

دروپدی نے ایک عالیشان راج کا راجکمار سمجھکر اس کی عزت کی ایک آسن پر بٹھایا اور آپ اس سے دور ایک گوشے میں جا بیٹھی۔ جیدرتھ بولا مجھے تمہارے حسن وجمال پر ترس آتا ہے یہ سورج کی سی صورت۔ چاند ایسی مورت۔ اور ایسے سنسان جنگل میں بود و باش۔ پانڈووں کے پلے کچھ نہیں۔ راج پاٹ اُجڑ گیا۔ جنگلوں کی ٹھوکریں کھاتے ہیں ان کے ساتھ تکلیف کے سوا اور کیا رکھا ہے۔ ان پر بھیجو لعنت۔ آؤ میں تمہیں لیچلوں وہ عیش وآرام دوں کہ اندرانی کو بھی نصیب نہیں۔ سارا پنجاب تمہارا ہوگا پانڈووں سے اچھے اچھے تمہارا پانی بھرینگے +

دروپدی کو یہ الفاظ تیر و نشتر معلوم ہوئے منہ دوپٹے سے چھپا لیا اور بولی کہ میں اس کا جواب کیا دوں۔ عورت ذات ہوں اس کا جواب تم کو میرے پران پتی ہی دے سکتے ہیں۔ شکار مار کے آتے ہونگے میں جو کچھ کہنا چاہتی ہوں

صرف یہ ہے کہ راجوں کی زبان سے ایسی باتیں اچھی نہیں معلوم ہوتی +

جید رتھ جوش عشق سے اندھا ہو رہا تھا اُس کو اچھا بُرا کچھ نہ سوجھا۔ اُٹھا لپک کر دروپدی کو گود میں لے لیا۔ اور رتھ پر بٹھا کر چلتا پھرتا نظر آیا۔ دروپدی چلائی۔ دھوم رشی جی دوڑو مصیبت سے بچاؤ۔ ظالم کے پنجے سے چھڑاؤ جید رتھ مجھے پکڑے لئے جاتا ہے +

دھوم رشی آواز پر لپکے چیختے ہوئے دوڑے کہ

او جید رتھ ذرا ٹھہر۔ ایک بات تو سُن لے۔ راجوں کو ایسی حرکتیں مناسب نہیں۔ جید رتھ نے سونے کی چڑیا پھانسی تھی وہ کسی کی کب سننے والا تھا رتھ کے گھوڑے اُڑاتا ہی رہا۔ شکار میں راجہ جدھشٹر کے کانوں میں جانوروں کی منحوس آوازیں آنے لگیں۔ جو شگون ہوا وہ خراب یہ رنگ دیکھ کر وہ بھائیوں سے بولے کہ آشرم میں خیریت نہیں۔ آثار بے ڈھب نظر آتے ہیں۔ جلد ہی چلو خبر لیں سب کے سب شکار لئے ہوئے آشرم کی طرف لپکے۔ ابھی راستے ہی میں تھے کہ دروپدی کا خدمتگار زمین پر پڑا نظر آیا پوچھا

کیوں خیر تو ہے +

جواب۔ مہاراج غضب ہو گیا۔ جید رتھ نے دغا کی دروپدی جی کو لئے بھاگا جاتا ہے +

پانڈووں نے اپنے رتھ تیز آگے کیسے اور سوار ہو کر گھوڑے دوڑائے تو جید رتھ کا نشان نظر آنے لگا۔ اُس نے فوج کو حکم دیا کہ گھیر لو سرکشوں کو کُل پانچ ہی تو ہیں +

فوج پھر پڑی پانڈو مُدڑی دل میں گھر گئے +

دروپدی بولی کہ اب ہوشیار رہنا تمہارے کال آ گئے بہتر ہے کہ معافی مانگ لو ورنہ جان کی خیر نہیں +

جیدرتھ۔ اچھا یہ تو بتاؤ کہ ان میں ہے کون کون ؟

دروپدی۔ راجہ جدھشٹر سب سے آگے ہیں دھرم تیران کا خطاب ہے دیکھو آنکھیں مہر پُتھو کی طرح خوبصورت دکھائی دیتی ہیں پیتامبر پہنے ہے ماتھا نکلتا ہے مرگ چھالا کی خوشنمائی سونے میں سہاگا۔ بدن چھریرا۔ صورت موہنی رتھ سے طرح طرح کے باجوں کی خوش آئیند آواز گونج رہی ہے دھرم نام سے نقش سورج جیسے کے

تیج سے شرمندہ - اُن کے پیچھے بھیم سین ہیں آنکھیں خون میں ڈوبی بھویں چڑھی ہوئی کمان - ڈنڈ بلے ہاتھیوں کو لڑا دینے والے - دم والے پہاڑوں کو ٹکر لڑا دینے والے دشمن کی تکا بوٹی ہو جائے تب بھی غصہ نہ اُترے - سارا کنبہ کا کنبہ ناش کئے بغیر کل نہ پڑے - ان کے فوجی نشان پر سری بجرنگ بلی کی شبیہ زینت دے رہی ہے اور ان کو بھی یوں ہی تیر کہتے ہیں - تیسرے رتھ پر ارجن ہیں صورت چاند کی تصویر سر پر کریٹ مکٹ ہاتھ میں گانڈیو دھنش گلے میں موتیوں کے مالے کانوں میں مکرا کرت کنڈل - بالکل راجہ اندر کے ہمشکل - چوتھا رتھ نکل کا ہے ہاتھ میں جو بجلی چمکتی دکھائی دیتی ہے وہ ان کی تلوار ہے اور حسن و صورت مرقع انوار - سہدیو پانچویں رتھ پر ہیں تیر چٹکی سے نکلنے کے لئے مچل رہا ہے - قہر آلودہ نگاہیں چاروں طرف زہر اُگل رہی ہیں - جہاں تمہارا رتھ زو پر آیا سمجھ لینا کہ بس اب زندگی کا ساتھ چھوٹا کٹے کی سزا ملی اب بھی کہتی ہوں کہ سر کے بل چلے جاؤ - قدموں پر سر رکھو - خود ہی اچھی نہیں کُتے کی موت مرنے سے فائدہ یہ پانڈو وہ ہیں جن کے نام سے دیوتاؤں کی بھی تلی تلی کانپتی ہے - پھر تم کس شمار قطار میں ہو ٭

جیدر رتھ - تم لاکھ زیٹ ہانکو پر کٹی اُڑاؤ - یہاں کوئی دھمکی میں آنے والا نہیں ایسی گیدڑ بھبھکیاں بہت سُنی ہیں - جو پانڈو بارہ برس کی بھوک پیاس تکلیف و مصیبت سے ادھ مرے ہو رہے ہیں - فاقہ کرتے کرتے ہڈیوں کا مغز تک خشک ہو گیا اُن میں جان ہی کیا ہے وہ کر ہی کیا سکتے ہیں - بیٹھے بیٹھے دیکھو - ابھی میرے بہادر ان فوج مشکیں کسے ہوئے آتے ہیں - میری اتنی فوج کے سامنے ٹڈوں پانچ آدمی وہ بھی مردہ سے بدتر - کیا حقیقت رکھتے ہیں مٹھی مٹھی بھر خاک ڈالی جائے تو دب کے رہ جائیں ٭

ادھر جیدر رتھ اپنی طاقت کے زعم میں بڑھ بڑھ کے باتیں مار رہا تھا اُدھر ارجن نے گانڈیو دھنش سے صدہا آدمیوں پر غصہ اُتارا - جس کو تیر ذرا بھی چھو گیا بس سانس نہ آئی فوراً دم نکل گیا - جیدر رتھ کے ساتھ بہت سے جنگی ہاتھی تھے - فیل بانوں نے ایک ساتھ ریلا کیا - ہاتھی راجہ جدھشٹر پر ٹوٹے رتھ کو چور چور کر دیا - راجہ جدھشٹر بچ کر بھاگے تو بھیم نے آگے بڑھ کر بٹھا لیا اور گدا لیکر جو ہاتھ دکھانا شروع کئے تو پچاسوں ہاتھیوں کے سر پرخچے پرخچے ہو گئے - ارجن کو بھی طیش آیا ایسے تیر

برسائے کہ ہزاروں جوان پھڑک کر مر گئے ✦

نکل و سہدیو نے ہزاروں کو تلوار پر رکھ لیا۔ سب دم دبانے والے خون میں ڈوب گئے۔ اب بھگدڑ شروع ہوئی۔ جدھر جس کا منہ ہو گیا اسی طرف سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا۔ جیدرتھ کے ہوش خطا ہو گئے۔ جان ستر کوٹھوں میں چھپنے لگی۔ چپکے سے دروپدی کو اُتارا اور آپ نوک دم بھاگ کھڑا ہوا ✦

راجہ جدھشٹر نے دروپدی اور دھوم رشی کو رتھ پر بٹھا لیا اور ارجن سے بولے کہ

مَیں تو آشرم کو چلتا ہوں تم جیدرتھ کو مارنا نہیں۔ پکڑ کے لانا۔ وہ راجہ دھرتراشٹر کی راجکماری کے رشتے سے ہمارا بہنوئی ہوتا ہے۔ بہنوئی کو مارنا ٹھیک نہیں احتیاط رہے ✦

راجہ جدھشٹر آشرم کو پھرے ارجن اور بھیم سین نے پیچھا کیا فوج کو بخیل سمجھ کر طرح دی اور جیدرتھ ہی کی فکر میں لپکے۔ کوس بھر کا فاصلہ ہو گا کہ ارجن نے منتر پڑھ کر ایسا تیر مارا کہ رتھ کے گھوڑے وہیں ڈھیر ہو گئے۔ جیدرتھ کو پیدل بھاگنا پڑا۔ بھیم سین اور ارجن کے رتھ آندھی کی طرح تیز رو تھے۔ جا کر جیدرتھ کو دھر لیا ایک اردھ چندر یعنی نصف چاند کی شکل کے تیر سے اُسترے کی طرح سر مونڈ ڈالا اور چاند پر پانچ چوٹیاں باقی رکھیں۔ وہ نوشیر دل اُس روباہ منش کو رتھ میں باندھ کر راجہ جدھشٹر کی خدمت میں لائے اور عرض کی کہ

مہاراج۔ آپ کا سر منڈا غلام حاضر ہے ✦

جیدرتھ کا بدن عرق عرق ہو گیا ڈھاریں مار کر قدموں پر گر پڑا۔ بولا خطا ہوئی معافی کا خواستگار ہوں ✦

راجہ جدھشٹر۔ تمہاری کھال بھی کھینچی جاتی تو انصاف ہوتا مگر میں معاف کرتا ہوں تم میری دُہائی دیتے ہو اس لئے چھوڑ دیا۔ چپ چپاتے گھر چلے جاؤ اب پھر ایسی حرکت نہ کرنا ✦

جیدرتھ عذر معذرت کر کے سیدھا ہردوار پہنچا وہاں ایسی تپسیا کی کہ مہادیو جی حد سے زیادہ خوش ہوئے۔ خود جلوۂ نورانی دکھا کر پوچھا کہ

کیا سوال ہے کہو +

جید رتھ - بس یہی کہ پانڈووں کو اپنے قوت بازو سے نیچا دکھا سکوں +

مہادیو جی - اوروں پر تو ایک روز ور ہونے کا بردان دے سکتا ہوں مگر ارجن سے جیتنا محال ہے - ایک تو اُس کی طاقتیں ہی خود کیا کم ہیں دوسرے میرا پاسپت اُس کے پاس ہے - تیسرے وہ نارائن کا ایک جزو یعنی نر کا روپ ہے بس اس کے جیتنے کا خیال چھوڑ دو - ارجن اُن بھگوان کا سنگی ساتھی ہے - جنہوں نے پہلے باراہ روپ میں جلوہ دکھایا پھر باون روپ میں پرہلاد کو ہرناکشیپ کے ظلموں سے نجات دی - رام اوتار میں راون کو قتل کیا اور آجکل دیوکی نندن رادھا رچیندن سری کرشن چندر آنند کند کہلاتے ہیں - مہاراج کی ذات مقدس کی ثنا و صفت ممکن نہیں - سنکھ چکر گدا پدم سے پیکر انوار کو زینت - پیتامبر کو حُسن جہاں افروز سے عزت - معرکہ خونریز میں وہی ارجن کا رتھ ہانک کر دکھائینگے کہ غیبی امداد کو کیا قوت حاصل ہے خیال رکھنا کہ ارجن تین لوک کے بہادروں پر بھاری ہے - اس سے سربر ہونا بالکل ناممکن ہے - ہاں اور پانڈووں کو اکیلا ایک دن ضرور زچ کر سکو گے - بس +

یہ فرما کر ادھر مہادیو جی نظر سے غائب ہو گئے اور ادھر جید رتھ اپنی راجدھانی میں آیا +

ادھیاے ۱۰۵

راجہ جید رتھ کے ذکر میں سیتا ہرن کا تذکرہ - راون کمبھ کرن وغیرہ کے مختصر حالات - تپسیا - بردان - مردم آزاری

مارکنڈے جی ابھی موجود تھے - راجہ جدھشٹر جب جید رتھ کو رخصت کر چکے تو عرض کی مہاراج! آپکی تو بڑی عمر ہے - بہت زمانہ دیکھ چکے سچ کہئیگا کہ مجھ سا بھی کوئی بدنصیب آپ نے آج تک دیکھا +

مارکنڈے رشی - آپ نے اپنی بدنصیبی کا یقین کیونکر کر لیا - میں تو سمجھتا ہوں

کہ آپ بڑے خوش نصیب ہیں +

راجہ جدھشٹر- خوش نصیبی تو ظاہر ہے - عیاں را چہ بیاں - صورت ہیں عالم ہیرس - حالت منہ سے بول رہی ہے کہ خوش نصیبی کے کیسے اچھے سے اچھے پھٹن ہیں - پردیس اور جلاوطنی - سلطنت سے محرومی - صحرا نوردی آوارہ گردی سے بڑھ کر بدبختی کے آثار کون ہونگے - یہاں تو

رنج سہتے سہتے پتھر کا کلیجہ ہو گیا

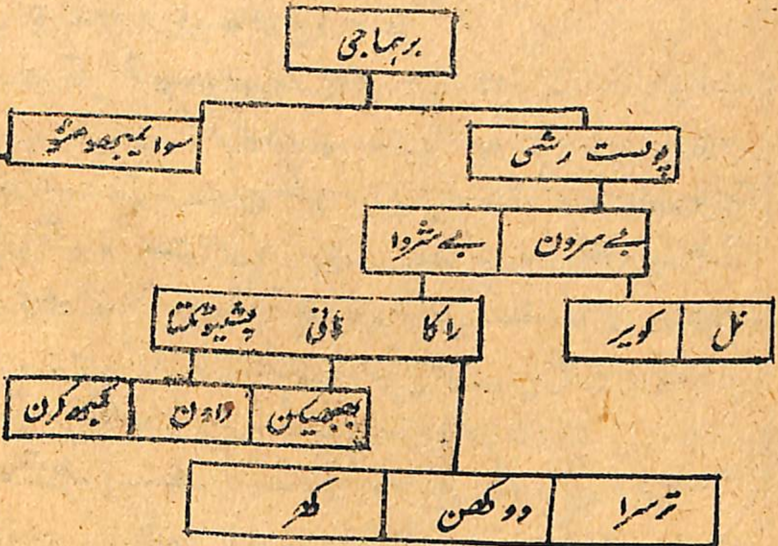
آپ فرماتے ہیں کہ بڑے طالع ور ہو +

مارکنڈے - آپ غریب الوطنی کا صدمہ محسوس کرتے ہیں - وشت پیمائی سے پریشان ہیں - یہ آپ کو ایک قسم کا مغالطہ ہے آپ اس وقت سکھ میں ہیں دکھ میں نہیں - دکھ تو جب ہوتا جب راج سنگھاسن پر بیٹھے ہوتے حکومت کا اندیشہ ہوتا بیرنے کو ہیچوا دیگرے نیست سمجھ کر مردم آزاری کرتے - پرمیشور کو نظر میں نہ لاتے آپ ایشور کی یاد میں مشغول رہتے ہیں اگر اسی کو آپ نے دکھ سمجھ رکھا ہے تب تو اور بات ورنہ میں تو اہل زمانہ سے آپ کو خوش نصیب ہی سمجھتا ہوں - دھرم کے کام میں کسی قسم کی تکلیف ہو جائے تو دکھ نہیں سمجھا جاتا +

راجہ جدھشٹر- آپ کے فرمانے کو میں نہیں ٹھکا مگر سوچئے تو کچھ مصیبت کی حد ہے - دروپدی کی پتی برتا کی سرتاج - پنج کنیاؤں میں افضل - مہاراجہ دروپد کی راجکماری اگن کنڈ سے پیدا ہو پانڈوؤں کی رانی کہلائے اُس پر یہ مصیبت کہ جنگلوں جنگلوں ماری پھرے - اس کو بھی جانے دیجئے - جیدرتھ کی شرارت آپ کو معلوم ہے - بھلا جو صدمہ دروپدی کے دل پر گزرا - اُس کا ہم یا آپ اندازہ بھی کر سکتے ہیں +

مارکنڈے - بس یہی - اسی پر آپ اپنی بدنصیبی کا رونا روتے ہیں واہ - سری جانکی جی کا نام تو آپ نے سنا ہو گا - اُنہیں پرتھوی نے پیدا کیا تھا یا برہم بھگوان رامچندر کی مہارانی اور جگت کی ماتا تھیں - اُنہوں نے ۱۴ برس تک جنگل میں بسر کئے وہی دیدیہی جانکی جی جو ساکشات لکشمی تھیں جن کی ذات پر دودیہ یعنی راجہ جنک کو فخر تھا - ایسی مصیبت میں پھنسیں کہ خیال کرتے ہوئے ہوش

اُڑتے ہیں۔ لنکا کا راجہ راون اُنہیں ہر لے گیا قید میں رکھا۔ بدبختیں کیں تکلیفیں دیں۔ رامچندر جی اور جانکی جی کو جیسی جیسی تکلیفیں اُٹھانا پڑیں اُن کا حال آپ سُنیں تو دنگ رہ جائیں۔ آپ کے ساتھ اتنا قافلے کا قافلہ ہے۔ رتھ ہیں گھوڑے ہیں۔ قدر و منزلت کرنے والے ہیں۔ رامچندر جی کے ساتھ کون تھا اُن کے بھائی لکشمن یا مہارانی جانکی ننگے پاؤں تھے اور جنگلوں کی گشت۔ جانکی جی کو جو راون ہر لے گیا۔ اُس کا شجرہ حسب ذیل ہے



راجہ جدھشٹر۔ اگر تکلیف نہ ہو تو راون کا حال بیان فرمائیے کہ تھا کون علاوہ بریں مجھے سری رامچندر جی کے حالات سُننے کا بھی اشتیاق ہے +

مارکنڈے۔ برہما جی نے جہاں تمام خلقت کو لباس عنصری پہنایا وہاں دو فرزند بھی پیدا کئے (۱) سوایمبھو (۲) پولست۔ ثانی الذکر کی استری کا نام گو تھا اس کے بطن سے بے سرون کی ولادت ہوئی۔ بے سرون نے اپنے پتا پولست سے مفارقت اور برہما جی کی خدمت میں بود و باش اختیار کی پولست کو غصہ آیا اُنہوں نے بے سروا کو اس غرض سے پیدا کیا کہ بے سرون کو ترک رفاقت کا مزہ چکھائیں۔ برہما جی بے سرون سے بہت رضامند تھے اُنہوں نے اُس کو دولت کا مالک بنایا اور لوک پالوں میں شامل کر کے زندہ جاوید کر دیا۔ پھر رُدر جی کی خدمت میں باریاب کر کے

دو جیسے بیٹے بھی ولا دیئے (۱) نل دو، کوبیر۔ سونے کی لنکا سکونت کے لئے عطا کی۔ پشپک بمان مرحمت فرمایا۔ یکشوں کی حکومت سپرد کی۔ ویشروا کو جب تپ کی طاقت حاصل ہوئی تو کوبیر سے خار کھانے لگا۔ کوبیر جی نے سوچا کہ عداوت سے نہ جانے اونٹ کس کل بیٹھے۔ اس لئے راکشسوں کی تین شکیل و جمیل لڑکیاں پیش کر دیں ان کو ناچنے گانے میں بڑا کمال حاصل تھا۔ دھر گھنگھرو بجائے اور محفل لوٹ لی۔ ذرا گنگنائیں اور سامعین بے خود۔ ان تینوں زہرہ جبینوں نے پولست کی خوب خدمت کی۔ ہر وقت ہاتھ میں دل لئے رہتی تھیں۔ پولست جی خوش ہو گئے یہ شروا کے ساتھ شادی کر کے یہ وردان دیا کہ ایسے ایسے طاقتور بیٹے ہوں جن سے اہل دنیا کیا دیوتا بھی تھراتے ہیں۔ شادی کے بعد نخل مواصلت بار آور ہوا اور حسب شجرۂ متذکرہ بالا راون وغیرہ کی پیدائش ہوئی۔ بھبھیکن دھرم کی زندہ تصویر تھا راون نہایت عقلمند اور دنیا کے تمام شہزوروں کا سرتاج۔ کمبھ کرن مہیب صورت اور کوہ پیکر۔ کھر تیراندازی میں فرد۔ اور سُرپ نکھا دھرماتما لوگوں کی دشمن جانی تھی۔ جب وید کی تعلیم سے فارغ ہوئے تو گندھ مادن پربت پر بے شروا کی خدمت میں چلے گئے وہاں کوبیر جی کے ٹھاٹھ باٹ دیکھ کر ایسے جلے ایسا غصہ آیا کہ تپسیا کرنے کو جٹ گئے۔ راون اور کمبھ کرن نے ہزاروں برس تک ریاضت کی ایک پاؤں زمین پر تھا دوسرا گھٹنے پر۔ کھانا بالکل موقوف۔ صرف ہوا پر بسر۔ پنچ اگنی ہر وقت موجود۔ بھبھیکن نے درختوں کی گری پڑی سوکھی ساکھی پتیوں پر کفایت کی اور ایشور کی یاد میں محو ہو گیا۔ وہ گئے گذرے سب نکھا و کھر نے راون و کمبھ کرن کی خدمت ہی سے عظمت سمجھی اور رات دن وہیں حاضر رہنے لگے راون و کمبھ کرن نے بڑے استقلال سے تپسیا کی ایسے محو رہے کہ آخر مہادیو جی اور برہما جی آئے اور کہا جو مانگو ابھی ملے صرف دائمی زندگی نہ مانگنا ؂

راون بہت کچھ چاہتا تھا اُس نے دس مرتبہ سر کاٹ کاٹ کر چڑھا دیا۔ دل میں یہ دُھن تھی کہ دیکھیں منہ مانگی مراد کیونکر نہیں ملتی ؂

برہما جی کو وردان دینا پڑا کہ تمہارے دس سر منظور۔ جب چاہو گے دس سر ہو جائیں گے۔ اور پھر لطف یہ کہ صورت خراب نہ معلوم ہوگی۔ جب مرضی ہو شکل

بے تکلف بدل لو- جو کوئی مقابلے میں آئے منہ کی کھائے +

راون- کیا دیوتا کیا گندھرب کیا یکش کیا راچھس کیا سرپ کیا کنھر کسی کے ہاتھ سے میں نہ مروں- یہ بردان دیجئے +

برہما جی- بہت اچھا یہی سہی- فقط انسان اور ریچھ بندر مستثنےٰ ہیں +

راون- اونہہ- آدمی اور ریچھ بندر بھی کوئی چیز ہیں جب دیوتا تک نہ جیت سکینگے تو یہ مکھی مچھر کس شمار قطار میں ہیں +

برہما جی اب کمبھ کرن سے مخاطب ہوئے کہ

بولو تم کیا چاہتے ہو +

کمبھ کرن- خوب زور خوب طاقت چھ مہینے کا خواب آرام +

برہما جی- تم بھی اطمینان رکھو جو مراد مانگی ہے سمجھو کہ مل گئی- یہ فرما کر انھوں نے ببھیکن کی طرف دیکھا اور کہا کہ

تم اپنی کہہ ڈالو کیا ہوس ہے ؟

ببھیکن- ایشور کی بھگتی- دھرم کا پرتاب اور برہم استر ودیا میں کمال +

برہما جی- تم بھی تھے تو راچھس- اس بردان کا مطلق استحقاق نہ تھا مگر تم نے تپ کیا تمہارے دل میں ایشور کا دھیان ہے- اس لئے منہ مانگا بردان ہی نہیں دیتا بلکہ دوامی زندگی دیتا ہوں +

مارکنڈے جی حرف زن ہیں کہ شردا کے تینوں مذکورہ بالا فرزند بردان پا کر خوش ہو گئے- راون کو زعم تھا اس نے بردان کی کوبیر ہی پر آزمائش کی لنکا سے نکال باہر کیا- جب کوبیر جی نے گندھ مادن پربت پر قیام کیا وہ وہاں بھی سر ہوا پشپک بمان لیکر جان چھوڑی کوبیر جی کو غصہ آیا بددعا دے بیٹھے کہ تجھ کو تو سوار ہونے کی نوبت نہ آئیگی ہاں یہ وہ سوار ہوگا جو تیرا سر اڑا دیگا- ببھیکن کوبیر جی کی خدمت میں حاضر باش تھا اس کی کوئی بات دھرم سے خالی نہ تھی- لہذا کوبیر جی بہت خوش تھے- جوش عاطفت سے یکشوں اور راچھسوں کی سپہ سالاری کا عہدہ مرحمت فرمایا +

جب برہما جی کا بردان ہو گیا تب تو راون کی آنکھیں ہی بدل گئیں راج سنگھاسن پر بیٹھنا اور بھی غضب ہو گیا- سورگ تک کے دیوتاؤں- پاتال کے راچھسوں سے

لعل وجواہر حلق میں انگلی ڈال ڈال کر نکلوائے ایسا رنج کیا کہ تینوں لوکوں میں دُہائی تہائی توبہ تلا مچ گئی - راون کے نام سے پرتھوی اور آکاش دونو کانپتے تھے +

ادھیائے ۱۰۶

راون کے مظالم سے دیوتاؤں کی پریشان حالی - برہما جی سے فریاد - رام اوتار - بسوامتر کی رفاقت - سری جانکی جی کا سوئمبر - شادی - راج گدی کی تجویز

مارکنڈے جی رام اوتار کے ذکر میں یوں گوہر افشاں ہیں کہ

راون بردان پا کر انسانیت سے خارج ہو گیا آسمان سر پر اُٹھا لیا زمین بارِ گناہ سے کچلنے لگی - دیوتاؤں نے برہما جی سے فریاد کی - جواب ملا +

اچھا بے فکر رہو اچھی طرح گوشمالی کی جائیگی - دیوتا گندھرب وغیرہ کے ہاتھ سے اُس کی موت نہیں - انسان اور جانور البتہ مار سکتے ہیں - پس آپ لوگ ریچھ بندر بنیں - وشنو بھگوان کا انسانی قالب میں ظہور ہوگا - دیوتاؤں کو ڈھارس ہوئی ریچھ بندروں کا لباس عنصری پہنکر دنیا میں آئے سری رام چندر جی نے اجودھیا کو پرتو انوار سے منور کیا - راجہ دسرتھ کی تین پٹرانیاں تھیں اور اولاد کی ہوس میں اور بھی بہت بیاہ کئے - لیکن چراغ خاندان روشن نہ ہوا تاج سلطنت بے نگیں رہا - آخر یگیہ کیا - شرنگی رشی کی توجہ سے چار بیٹے ہوئے - کوشلیا جی کے بطن مبارک سے سری رام چندر جی - کیکئی کے بطن سے بھرت - سُمترا کے بطن سے لکشمن اور شترگھن تھے چراغ گھران چاروں کے ظہور سے جگمگ جگمگ کرنے لگا - کھیل کود کی دلچسپیاں ماں باپ کے کلیجوں کو جو سکھ دیتی تھیں ان کا عشر عشیر بھی بیان کرنا مشکل ہے چاروں بھائیوں نے خوب تعلیم حاصل کی دیدانت - شاستر حفظ - ششتر ودیا میں بھی وہ کمال حاصل ہُوا کہ دور تک نام پھیل گیا - بسوامتر جی بڑے کامل رشی

تھے ان کو جپ تپ سے کام تھا یا یگیہ سے۔ چنانچہ جب یہ یگیہ کرنے بیٹھتے تاڑکا کی شرارتوں سے ناک میں دم ہو جاتا۔ بسوامتر جی سوچے کہ سیدھی انگلیوں گھی نکلیگا یہ باتوں کے بھوت نہیں۔ لاتوں کے بھوت ہیں۔ پس اجودھیا میں آئے۔ راجہ دسرتھ سے کہا کہ رام لکشمن کو ساتھ کر دو۔ راجہ نے بہت انکار کیا مگر مجبوراً حرفِ سوال پورا کرنا پڑا۔ رام لکشمن بسوامتر کے ساتھ گئے سباہو تاڑکا کو نشانۂ تیر کیا۔ مارتیچ کو سمندر کے کنارے پھینکا۔ پھر اپنی خاکِ قدم سے گوتم رشی کی استری کو مکتی دی جو اپنے شوہر کے سراپ سے پتھر ہو گئی تھی۔ انہیں دنوں میں جنکپور کے عالیشان سوئمبر کی خبر گرم ہوئی۔ راجہ جنک نے عہد کیا تھا کہ جو شِو کا دھنک توڑے اُسی کے ساتھ سری جانکی جی کا بیاہ کر دونگا۔ جنک پور میں راجوں مہاراجوں کی بھیڑ لگ گئی تمام دنیا کے شوربیر جمع ہو گئے مگر دھنک ٹوٹا تو صرف رامچندر جی کے ہاتھ سے۔ سیتا جی نے جیمال پہنائی۔ راجہ دسرتھ برات لائے اور بڑی دھوم دھام سے شادی ہوئی بھرت لکشمن۔ سترہن کا بھی وہیں بیاہ ہُوا۔ شادی کے بعد راجہ دسرتھ نے کاروبار سلطنت سے کنارہ کشی منظور کی اور رامچندر جی کے راج تلک کی تیاریاں شروع ہوئیں۔

ادھیائے ۱۰۷

راج گدی کے رنگ میں بھنگ منتھرا کی لگائی۔ کیکئی کی ہٹ۔ رامچندر جی کا بن باس۔ جانکی جی کی ہمراہی۔ لکشمن جی کی رفاقت۔

اجودھیا میں راج تلک کے خوب ٹھاٹھ ہوئے۔ سارا شہر ایک دن میں گلزار ہو گیا چوتھی کی دُلہن کا سنگار اجودھیا کی سجاوٹ سے گرد تھا۔ منتھرا کیکئی کی لونڈی یہ دھوم دھام دیکھکر جل اُٹھی کیکئی کو جگایا خوب دوئی پیٹی کہ جب رامچندر کو راج تلک مل گیا تو تمہارا اور بھرت کے واسطے کیا رہ گیا۔ موقع ہاتھ سے جانے نہ دو اپنے وعدے پورے کرالو

ورنہ پھر سر پہ ہاتھ رکھ کر رونے اور کفِ افسوس ملنے کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ ایک موقع پر راچھسوں کی لڑائی میں۔ کیکئی نے دسرتھ کی جان بچائی تھی راجہ دسرتھ نے کہا تھا کہ دو بر دان مانگ لو۔ کیکئی نے کہا تھا کہ جب جی چاہیگا مانگ لونگی۔ اسی وعدے کی یاد دلا کر اُس نے کیکئی کو ایسی پٹی پڑھادی کہ وہ راجہ دسرتھ کے سر ہوگئی ایسے ہٹ پن کئے کہ راجہ دسرتھ کے بنائے کچھ نہ بنی لاکھ منت سماجت کی۔ روئے دھوئے مگر کیکئی اپنی ہی کہے گئی۔ ہٹ پر اڑی رہی کہ بھرت کو راج ہو اور رامچندر کو بن باس۔ صبح کو رامچندر جی آئے تو یہاں راجہ دسرتھ کے پرتن کا حال سُنا خود ہی کمر کس کے کھڑے ہو گئے۔ کوشلیا اور لچھمن جی نے بہت روکا مگر ماتا کیکئی کی رضاجوئی اور پتا کے قول رکھنے کو دنیوی آرام و آسائش پر ترجیح دی۔ تخت سلطنت پر لات مار کر جنگل کو چل پڑے۔ جانکی جی نے شوہر کی خدمتگزاری کو لطفِ زندگی سمجھ کر قدموں میں رہنا منظور کیا اور سری لکشمن جی نے خون سے رفاقت گوارا کی۔ یا تو راج تلک کی خوشی تھی یا اجودھیا بھر میں ماتم چھا گیا۔ رامچندر کی سعادتمندی۔ جانکی جی کے پتی برت دھرم اور لکشمن جی کی وفاداری کی تعریفیں ہوتی تھیں۔ کیکئی کو ہر شخص بُرا کہتا تھا۔ منتھرا پر لعنت ملامت کی بوچھاڑ رہی تھی +

ادھیائے ۱۰۸

راجہ دسرتھ کی وفات۔ ننہال سے بھرت وسترہن کی آمد۔ رامچندر جی کو واپس لانے کے تشریف بری چترکوٹ پر ملاقات۔ ناکام واپسی

سری رامچندر جی سرنگ۔ پور پہنچے تھے کہ راجہ دسرتھ نے صدمۂ فراق میں تڑپ تڑپ کر دم توڑ دیا۔ لاش حفاظت سے رکھ چھوڑی گئی۔ بھرت اور سترہن ننہال سے بلائے گئے وہ آئے تو اجودھیا سونی پائی۔ باپ کی وفات۔ سری رامچندر وغیرہ کی جدائی کا دورنج تھا کہ زندگی حرام سمجھے۔ کیکئی کو بہت بُرا بھلا کہا۔ باپ کی کریا کرم کرکے

سری رامچندر جی کو منانے کے لئے روانہ ہوئے۔ چترکوٹ پر ملاقات ہوئی منت وسماجت سے واپس لانا چاہا مگر سری رامچندر جی کا یہی قول رہا کہ "والدین کی رضا جوئی سے میں جیا تاگ وصراحۃً گریز کروں۔ جیتے جی ممکن نہیں ماتا کیکئی کا حکم جان کے ساتھ پتاجی کا پرن پران کے ساتھ"۔

بہت گفت وشنید ہوئی۔ ہر ایک نے منطق لڑائی۔ مگر وہاں جوش سعادت میں ذرا بھی فرق نہ آیا۔ بھرت جی کو اپنی کھڑاؤں دیکر رخصت کیا اور فرمانروائی کی ہدایت کی۔ بھرت جی نے کھڑاؤں تخت سلطنت پر رکھیں۔ خود نندی گرام میں قیام کیا روزانہ کھڑاؤں کی پرستش کرتے تھے اور ماتاؤں کی خدمت۔ باقی رات دن رام نام رٹنے میں گزرتا تھا

ادھیائے ۱۰۹

رامچندر جی کی رشیوں سے ملاقات۔ انسویا اور جانکی جی کی گفتگو۔ پتی برت دھرم کی عظمت۔ پنچ وٹی میں قیام۔ شوپ نکھا کی شرارت۔ سزایابی کھر دوکھن کا قتل سیتا ہرن

سری رامچندر جی نے چترکوٹ پر عرصے تک قیام کیا۔ رشیوں منیوں سے خوب صحبت رہی۔ انسویا جی بڑی پتی برتا تھیں وہ جانکی جی کے پتی برت دھرم سے ایسی خوش ہوئیں کہ ایسی پوشاک دی جو ہمیشہ صاف وشفاف رہے جانکی جی نے کوشلیا جی کو جن خیالات سے معقول کرکے بن باس کی اجازت لی وہ گوش گزار کئے انسویا جی نے ساتھ ہی اور اپدیش کیا چنانچہ خاکسار افق ان مطالب کو ذیل کے دوہوں میں نذر ناظرین کرتا ہے

پتی برت دھرم کی مہماں سیتا جی کی زبانی

مائی موہے سوامی بیوگ نہ بھاوے

انترہ۔ تیا پیا بنا۔ تن جیا بنا۔ گھر دیا بنا نہ سہاوے

(شعر) نہ ہو گر آشیانہ اے افق بلبل کا پھولوں میں
تو پھر کیا چاہیے کانٹوں میں رہے چاہیے ببولوں میں
(۱/۱) قمر بے نور اچھا اور انگوٹھی بے نگیں اچھی
جدا جو اپنے شوہر سے ہے وہ عورت نہیں اچھی
جب دلآرام نہیں عیش کا نام نہیں۔ گھر سے کچھ کام نہیں۔ بن میں آرام نہیں
(شعر) جو ہری جسد کا نہیں دُرِ عدن ہی کیا ہے
باغبان جس کا نہیں وہ چمن ہی کیا ہے
کہیں پران برہ میں نہ جاوے۔ (مائی موہے سوامی بیوگ نہ بھاوے)

دوہے

گھر میں ناری نر بنا۔ کر ناری بن ہوئے
(عورت) (خاوند) (ہاتھ) (نبض)
پرمان سکے پر لوتھ کو۔ افق نہ پوچھت کوئے
(لاش)
جب لگ پریتم سنگ ہے تریا من ہریائے
(عورت)
افق چھوڑاتے برکش سے۔ لتا جات مرجھائے
(درخت) (بیل)
جیا بنا تن چھین ہے جو پتنی پیا ہین
(استری) بغیر خاوند کے)
برہ اگن میں جل مرت۔ جیسے جل بن مین
(جدائی) (مچھلی)
نر ناری کو سیس ہے۔ ناری نر کی دیہہ
(خاوند) (عورت) (سر)
دیہہ نہیں جب سیس نہیں۔ یا میں نہیں سندیہہ
نر بن ناری جانئے پانی بن دریاؤ + ڈوبت ہے منجھدھار بیچ۔ بن کھیوٹ کی ناؤ
ناری وہی جو رہت ہے پتی چرن میں لین + بشن چرن کی پریت جل۔ تاکی مچھین مین
دھکر جیون کمل بن۔ کنول بنا تالاؤ +
(بھنورا) (زندگی) تالاب
نر پتنی پر یہ پیا بن۔ مرہم کے بن گھاؤ
ناری جب لگ ہاتھ میں۔ تب لگ تن میں جیو
(نبض)
جیون بینار کھ سکے۔ کس ناری بن پیو
جیا گھاتک پیا برہ ہے۔ یا میں نہیں کچھ جھوٹ + بھٹی راکھ جر بستی۔ پتی چرن سے چھوٹ
(عورت) (خاوند)
جیسے دن دنکر بنا جیسے نش بن چند + تیسے پتنی پتی بنا تیسے تر ور بن کند جڑ
(سورج) (رات) (درخت)

پتی برت دھرم کی مہماں انسویا جی کی زبانی

دوہے

جب تپ سب سے اُدھکا ہے ناری پتی برت دھرم
(بڑھکر)
جنتی کو پتی بھگتی بن - دُوجو اُفق تمہیں کرم
(عورت) (دوسرا)

چاہے ایشور نہ بھجے تیا پیا کا نہہ
جو پتنی پت پد تجے - وا سے ٹھور کہوں نا تھہ

تیا کو پیا جیا تل ہے - بل - بُدھ - بدیا بین
(عورت) (برابر)
ساگر جل بن ریچھ ماں - بیان بجاوت بین

ناری تو کی کھان ہے تر ناری کو پران
ناری کو جیبیران نہیں - کیڑ کمان تُرتی کھان
(مچھلی)
پتی برتا جگت ماں - پتی بنا نہیں کوئی
پریت مکھ نرکھت نہیں چاہے نربت ہوئی
پتی بھگتی سے جو گتی جانت جنتی نا نہہ
برہما ہو کی جگتی سے مکتی نہیں جگ ما نہہ
ناری کو جیون سپھل - جب ہو اگیا پال
پتی آگیا تیا گیو - بھیو ستی کو کال
نگوری کینو آکر تپ - پت پد کو اُردھار
(بیاہتی)

تاکی مہماں اُفق یہ پُوجے سب سنسار
تج پت کی سیوا بنا - پر بھو بھگتی کس کاج
پتی چرن جو سر دھرے - وہی ناری سرتاج

پت برتا تیا کو نہیں جگپت پتی سمان
جیون داتا ہے تو کیا - جب نہیں تن میں پران
پت سے راکھے پت رہے پت نہیں بن پت نیہ
پتی دیا بن ہے اُفق - تیا جسم ننگی دیہ

سری رامچندر جی سب رشیوں منیوں سے ملکر پھر تریکوٹی میں مقیم ہوئے وہاں کھر دوکھن کا راج تھا۔ ایک دن اُس کی بہن سُوپ نکھا آئی طلسم و نیرنگ سے وہ صورت بنائی کہ دیکھنے والا لوٹ پوٹ ہو جائے۔ سری رامچندر جی سے درخواست کی کہ شادی کرلو تم پر دل آگیا ہے ورنہ نہ جانے کتنے راجے مہاراجے اشتیاق میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر گئے۔ سری رامچندر جی نے کہا میں مجبور ہوں۔ دیکھو تو سیتا جی موجود ہیں تمہاری درخواست منظور نہیں کر سکتا۔ ہاں لکشمن جی آزاد ہیں وہ شاید تمہاری آرزو پوری کر سکیں سُوپ نکھا

جل اٹھی۔ ایسی خوفناک صورت بنائی کہ دیکھتے ہی انسان کی رُوح قبض ہو جائے لکشمن جی شرارت دیکھ کر جھپٹے اور ناک کا صفایا بول دیا۔ وہ روتی چلاتی کھر دوشن کے پاس گئی راچھس لڑنے آئے۔ رامچندر جی نے اکیلا ان کو اور ان کے چودہ ہزار راچھسوں کو مار کے ڈال دیا۔ سُپ نکھا وہاں سے بھاگی راون کے پاس آئی خوب دوہائی کھینچی راون سیدھا ماریچ کے یہاں آیا۔ اور کہا کہ جادو کے کرتب اور ہرن بن کر چھلاوے دکھاؤ۔ وہ رامچندر جی کے ہاتھ کی مار کھا چکا تھا۔ پہلے تو کانوں پر ہاتھ رکھے آخر راون کی دھمکیوں سے مجبور ہُوا۔ ماریچ ہرن کی شکل میں سیتا جی کے سامنے آیا خوب چوکڑیاں بھریں چھلاوے پر چھلاوے دکھائے۔ جانکی جی ہرن کی گرفتاری کے لئے پُر بضد ہوئیں۔ رامچندر جی مجبور ہو گئے اور تھوڑی دور پر شکار جیت کیا ماریچ مرتے وقت چلایا +

بھائی لکشمن دوڑو۔ جان پر بنی ہے۔ دم نکلنے میں کچھ کسر نہیں +

سیتا جی آواز سُنکر گھبرائیں لکشمن جی کو زبردستی بھیجا لکشمن جی کسی طرح نہ جاتے تھے آخر مجبوری سے چلے اور چلتے وقت جانکی جی کو ایک کُنڈلی میں بٹھا گئے وصیت کر دی کہ کچھ ہو جائے قدم باہر نہ نکالئے گا۔ راون نے میدان خالی پایا فقیرانہ بھیس میں آیا اور بھیک مانگی۔ جانکی جی نے کنڈلی کے اندر سے پھول پھل پیش کئے راون نے بندھی بھکشا لینے سے انکار کیا اور ایسے ایسے طعنے دئے کہ سیتا جی حلقے سے باہر نکل آئیں۔ راون کے دل میں دغا تھی وہ اُٹھا کر لے بھاگا جانکی جی روئیں چلائیں مگر کیا ہوتا ہے۔ راستے میں گدھ جٹایو نے روک کر لڑائی ہوئی۔ دونوں نے خوب جوہر شجاعت دکھائے پہلے جٹایو دور رہا خوب راون کی گت بنائی آخر میں زخموں سے ادھ مرا ہو گیا۔ راون پھر ہوا ہُوا۔ جانکی جگہ جگہ اپنا زیور پھینکتی جاتی تھیں تاکہ رامچندر جی تلاش میں آئیں تو نشان ملتا رہے پنپا پور پر سگریو اور ہنومان جی نظر آئے وہاں ایک زرد دوپٹہ پھینک دیا مگر راون ہوا سے گھوڑوں پر سوار تھا۔ کچھ گریہ زاری سُنی نہ ذرا رحم آیا سیدھا لنکا میں پہنچا اور وہاں جانکی جی کو اشوک باٹکا میں قید کر کے راچھسوں کا ایسا سنگین پہرہ مقرر کر دیا کہ ہوا بھی گزر نہ سکے +

ادھیائے ۱۱۰

رام چندر جی کی واپسی سیتا ہرن کے رنج وغم میں آوارہ گردی۔ گدھ جٹایو کی وفات۔ سری رامچندر جی کی سبوری کے مکان میں رونق افروزی۔ کبندھ راچھس کی شرارت بعدہٗ عجز و انکسار

سری رامچندر جی جب ہرن کو لئے ہوئے شکار سے واپس لوٹے راہ میں لکشمن جی کو آتے دیکھا پوچھا کہ جانکی جی کو اکیلا چھوڑ دینا کیسا۔ انہوں نے سارا حال سنایا۔ رامچندر جی کھٹک گئے کہ ضرور کچھ خرابی پیش آئی۔ پنچ وٹی میں پہنچے تو سیتا جی ندارد۔ جان اُڑ گئی۔ ہر طرف ڈھونڈا۔ جگہ جگہ تلاش کی مگر سیتا جی کا پتہ نہ ملا۔ دل پر جو صدمہ گزرا کون بیان کر سکتا ہے۔ ٹاپتے ٹاپتے کھوجتے ڈھونڈتے چلے۔ تو جٹایو گدھ زمین پر جاں بلب نظر آیا۔ اُس نے سب کیفیت سُنائی اور دم توڑ دیا۔

سری رامچندر جی بھگتی پر فریفتہ ہو گئے اپنے بھگت کے غم میں آٹھ آٹھ آنسو روئے کریا کرم کی۔ وہاں سے رشیوں کے درشن کرتے جانکی جی کا پتہ نشان پوچھتے سبوری کے مکان پر پہنچے۔ سبوری رام بھگت تھی صدہا برس انتظار میں گزر گئے تھے پھل لے کر حاضر ہوئی۔ اپنی حیثیت کے موافق اچھی طرح خاطر تواضع کی۔ سری رام چندر جی اس سے رخصت ہو کر آگے بڑھے تو کبندھ راچھس سدّ راہ ہوا۔ لکشمن جی مقابلے کو آئے تو بغل میں دبا کے لے چلا۔

رامچندر جی کے تیروں سے اچھی طرح خبر لی تو راچھس گندھرب بن گیا۔ لکشمن جی کو چھوڑ کر دست بستہ عرض کی کہ

میں بسواسو گندھرب ہوں۔ برہما جی کو گانا سناتے سناتے وہ نخوت سوار ہوئی کہ بس سمجھ لیا کہ کل دنیا کے سب اہل کمال ہیچ۔ برہما جی ناخوش ہوئے زبان ہلاتے ہی مجھ کو راچھس بنا دیا۔ سراپ نے میرا سارا نقشہ کر دیا تمام ہیکڑی گرد برد ہو گئی۔ ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ آپ نے لکڑی کے چور کو کٹاری سے مار ڈالا آخر نجات کی کوئی سبیل۔ جواب ملا کہ سری رامچندر جی کے درشنوں سے سب پاپ کٹ جائینگے۔ ایشور کا ہزار ہزار شکر کہ آج ستارہ چمکا قسمت نے کروٹ بدلی آپ کے قدم دیکھنا نصیب ہوئے۔ آپ مہارانی جانکی کی تلاش میں سرگردان ہیں گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ یہاں سے تھوڑی دور پنپا سر تالاب ہے وہاں سگریو اور ہنومان جی ملینگے اُن کو سب کچھ حال معلوم ہوگا اور مجھے یقین ہے کہ وہ آپ کی رفاقت میں ضرور جان و مال سے حاضر ہونگے۔ گندھرب تو یہ کہکر آکاش کو روانہ ہو گیا اور سری رامچندر جی آگے بڑھے ۰

ادھیاے ۱۱۱

رامچندر جی و لکشمن کی ہنومان جی اور سگریو سے ملاقات بالی کا قتل۔ سگریو کی تخت نشینی

سری رامچندر جی جانکی جی کی تلاش میں پنپا سر پہنچے۔ سگریو اپنے بھائی بالی کے خوف سے اس مقام پر روپوش تھا۔ سمجھا کہ جاسوس آ رہے ہیں گھبرایا اور ہنومان جی کو اس غرض سے روانہ کیا کہ پوچھیں کون ہیں کہاں سے آئے ہیں یہاں کیا کام ہے؟

ہنومان جی برہمن کا روپ رکھ کر پہنچے بڑے تپاک سے ملے دریافت کیا کہ آپ ایشور ہیں سے دیوتا ہیں۔ کون ہیں۔ دل کہتا ہے کہ آپ انسان نہیں

برہنہ پائی کی تکلیف کیوں منظور خاطر ہوئی۔ صحرا نوردی کا سبب؟

سری رامچندر جی - راجہ دسرتھ کے بیٹے ہیں۔ اجودھیا میں گھر ہے۔ سب لوگ رام لکشمن کہکر پکارتے ہیں۔ باپ کا بچن اور ماتا کیکئی کی ہٹ رکھنے کے لئے تخت و تاج چھوڑ کر بن کو آئے۔ وید یہی جانکی راجہ جنک کی راجکماری بھی ساتھ تھیں اُن کو کوئی راچھس ہر لے گیا۔ اُن کی تلاش ہم کو یہاں بھی لے آئی ہمارا تو اتنا ہی حال تھا اب مہربانی کر کے تم بتاؤ کہ کون ہو؟

مہابیر جی - لوگ انجنی نندن کیسری پُتر۔ پون کمار کہتے ہیں۔ سگریو بندروں کے راجہ کی رفاقت میں بسر ہوتی ہے۔ یوں تو تمام زمانے سے بڑھ کر پاپی لیکن ملِ کو دشنو بھگوان کے چرنوں سے خاص الفت رہتی ہے۔ اس وقت میں نے آپ کو دیکھا تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ جس کو مدتوں سے دل کی آنکھیں ڈھونڈھتی تھیں وہی نظر کے سامنے موجود ہو گیا ہے۔ ضرور آپ وہی ہیں جس کے درشن کو آنکھیں ترس رہی تھیں۔ اس لئے درخواست ہے کہ خدمت میں قبول کیجئے قیامگاہ پر چلئے۔ وہاں بندروں کے راجہ سگریو سے بھی ملاقات ہوگی۔ سگریو چھوٹا بھائی ہے اور بالی بڑا۔ بالی کی طاقت کا کیا ٹھکانا جو لڑے آدھا زور اُس کا بھی کھینچ لے۔ اسی لئے کوئی اُس سے سر بر نہیں ہو سکتا۔ ایک مرتبہ وونڈ بی راچھس سے مقابلہ ہو گیا خوب لڑائی ہوئی آخر وونڈ بی بھاگا تو پہاڑ کی کھوہ میں جان بچائی۔ بالی نے پیچھا کیا تو چھ مہینے تک کچھ خبر نہ ملی۔ آخر قوم والوں نے سگریو کو تخت پر بٹھلایا اور بالی سے قطعی طور پر مایوس ہو گئے۔ کچھ دنوں بعد بالی آیا دیکھا کہ سگریو مالک تخت و تاج بن بیٹھا مارے غصے کے آگ ہو گیا سب مال و متاع ضبط کر کے جورو بھی اپنے محل میں داخل کی اور سگریو کو مار پیٹ کے نکال دیا۔ چلئے اُس سے ملئے آپ اُس کی مشکل کشائی کریں وہ آپ کی رفاقت کریگا۔

ہنومان جی سری رامچندر جی و لکشمن جی کو سگریو کے پاس لے گئے۔ سگریو نے آنکھیں بچھادیں پلکیں فرش کیں۔ جانکی جی کا پھینکا ہوا دوپٹہ دکھایا اپنی سرگزشت کہی مدد کی درخواست کی طاقت کا امتحان لیا۔ رامچندر جی کی ہدایت سے بالی کے مقابلے کو گیا کشتی ہوئی پہلے دفعہ سگریو بھاگا۔ دوبارہ میں کشتی کے

وقت رامچندر جی نے تیر مار کر بالی کو خاک پر لٹا دیا بالی نے شکایت کی۔ واہ آپ اچھے سروبیا پی جگد بشور ہیں کہ بیگناہوں کو مارنے سے بھی پرہیز نہیں۔ سگریو نے کیا چھیتیں سنگے پھنا رئے اور میں نے کیا کانٹے بوئے تھے کہ اس کے کہنے سے مجھے نشانۂ تیر بنایا۔ آپ کو جانکی جی کی تلاش یہاں لائی تھی اگر آپ مجھ سے جھوٹوں کہہ دیتے تو راون لنکا سمیت یہیں ہوتا۔ اکیلی جانکی جی کو لانا کون بڑی بات تھی۔ جو راون کئی مہینوں تک میری بغل میں دبا رہا اس کی حقیقت ہی کیا ہے مگر خیر جو شدنی تھا ہوگیا شکایت فضول +

سری رامچندر جی۔ میں کبھی تم پر تیر نہ چلاتا مجھ کو غصہ صرف اس بات پر آیا کہ تم نے اپنی چھوٹی بھاوج کی عصمت کا پاس و لحاظ نہ کیا۔ بھاوج۔ بہو۔ بہن کی طرف بدنگاہی کرنے والے کو فوراً مار ڈالنے کا حکم ہے طرح دینا ادھرم۔ مگر اب مجھے رحم آتا ہے کہو تو ابھی اٹل کر دوں +

بالی۔ بس معاف رکھئے میں چند روزہ زندگی کا لالچی نہیں۔ تمام رشی منی ہزارہا برس تپ کرتے کرتے مرجاتے ہیں مگر ادہر تو اور منہ سے رام کا نام نہیں نکلتا میں ایسا خوش نصیب کہ دم ہونٹوں پر ہے اور بھگوان رامچندر آنکھوں کے سامنے کھڑے ہوئے ہیں اس مبارک موقع کو چھوڑ کر میں جینے کی ہوس کروں زندگی پر تُف ہے +

یہ کہتے ہی بالی نے دم توڑ دیا۔ سگریو کو تخت حکومت حاصل ہوا انگد نے خلعت ولیعہدی پہنا۔ جانکی جی کی تلاش کے واسطے شرطیں ہوئیں + برسات کا موسم شروع ہوگیا تھا اس لئے چار ماہ تک سری رامچندر جی اور لکشمن جی پربرکھن پہاڑ پر مقیم ہوئے اور پنپاپور میں سگریو کے نام کا ڈنکا بجنے لگا +

ادھیائے ۱۱۴

برسات کا موسم اور پربرکھن پربت پر رامچندر جی کی بود و باش

برسات کا موسم ہے کالے کالے بادل گھر آتے برستے اور برس کر کھل جاتے ہیں

گھٹائیں جھومتی ہوئی اُٹھتی ہیں - پھُہار پڑتی ہے - دونگڑا برستا ہے جھڑی لگتی ہے
رات اور دن میں فرق نہیں معلوم ہوتا - دن کو جس وقت کوندھا لپکا آنکھیں کھل گئیں
بجلی چمکی نظر میں نور آگیا - ہر طرف جل تھل - جگہ جگہ پانی ہی پانی - ندی نالے اُبلے پڑتے
ہیں - جھرنوں کا زور و شور طوفان کے تھپیڑوں کو مات کرتا ہے - ہر طرف سبزہ زار جگہ جگہ
خود رو پودوں کی بہار - پرندوں کی مستی - جانوروں کی خود پرستی - پھولوں کی عنبر فشانی
غنچوں کی خندہ دہانی - ہوا کی مشک بیزی - نسیم کی عطر آمیزی کس کس بات کا ذکر کیا جائے کون
کون لطف معرض تحریر میں آئے ایسا موسم دلآویز ایسی فصل فرحت خیز اس میں سری رامچندر
جی کو جانکی جی کی جدائی کا صدمہ - فراق کا غم - جہاں بجلی چمکتی دیکھی کلیجہ تڑپ اُٹھا درد کی
چمک وہ ہوئی کہ دل آٹھ آٹھ آنسو رو کر آنکھ کی راہ سے بہہ گیا جس وقت اُتر سے کالے کالے
بادل اُمنڈ اُمنڈ کر دکن کی طرف ہوا پر سنسناتے ہوئے جاتے دل پکار پکار کر کہتا کہ:۔
جانکی جی کو ہماری اشکباری کا نمونہ دکھا دینا - بجلی سے پیغام ہوتا ذرا کان
میں کہدینا کہ راون کے پشپک بوان پر سوار ہو کر چل کھڑی ہوں حرف ایک مرتبہ
صورت دکھا جائیں پھر اختیار ہے ✥

لچھمن جی سے باتیں ہوتی تھیں کہ دیکھو اپنی اپنی قسمت ہے میں یہاں
تڑپ رہا ہوں - جانکی جی وہاں بلک رہی ہونگی - جن میں سب کچھ دست قدرت اُن کی
یہ بے بسی اور پرندوں کو یہ آزادی کہ اپنے اپنے جوڑوں کو ساتھ لئے ہوئے
بے غل غش موجیں اُڑاتے چین کرتے ہیں یہ بھی ڈر نہیں کہ کوئی شکاری تاک
میں نہ ہو - کہیں کمپے میں نہ پھنس جائیں جال سے سامنا نہ ہو جائے ✥

ایک روز گھنگھور گھٹا چھائی ہوئی تھی کالے کالے بادل ننھے ننھے موتی
پڑ رہے تھے ٹھنڈی ہوا پھولوں کی خوشبو سے دماغوں کو معطر کر رہی تھی کوئل
کی کوک اور پپیہے کی پکار سے دل کھینچا جاتا تھا کہ ایک مور ناچتا ہوا سری
رامچندر جی کے قریب آگیا جوش مستی میں چنگھاڑنے اور گرجنے کے سوا کچھ اور
دھن ہی نہ تھی - رہ رہ کر وہ آواز لگاتا تھا جس سے مینہ کی آرزو معلوم ہوتی تھی
سری رامچندر جی نے کہا:۔

رات بھر جھڑی لگی رہی اس وقت تک مینہ کا تار بندھا ہے اور پھر بھی تری

سیری نہیں ہوتی۔ مینہ مینہ پکارے جاتا ہے بھلا اس گلا پھاڑنے سے حاصل ان کالی اودی گھٹاؤں سے وچھے بھیگنے کے سوا اور کیا فائدہ ہوگا ؟

مور۔ آپ کا سوال کچھ عجیب سا ہے ذرا یہ تو فرمائیے۔ سورج کنول کو۔ چاند چکور کو چراغ پتنگے کو کیا بھنا دیتا ہے اور جانے دیجئے آپ اپنی ہی کہئے جانکی جی کی یاد آپ کو کیا دے دیتی ہے آپ جانتے ہیں کہ نہیں ملینگی مگر ہر وقت وصن وہی بندھی رہتی ہے۔ حضرت سلامت یہ کچھ بات نہیں دل کی لگی بُری ہوتی ہے ؛

رامچندر جی مور کے اس جواب سے سکتے میں ہو گئے۔ لچھمن جی سے بولے سُنا مور نے کیا کہا۔ میری تو زبان بند ہو گئی۔ سچ کہتا ہے کہ دل کی لگی بُری ہوتی ہے ؛

ادھیائے ۱۱۳

سری رامچندر جی اور سری لکشمن جی کا پہاڑ پر قیام۔ کار آمد پند و نصائح

سری رامچندر جی نے چار مہینے پربرکھن پہاڑ پر کاٹے دونو بھائیوں کو یا تو جانکی جی کی یاد سے کچھ کام تھا یا کچھ دھرم کی باتوں سے چنانچہ ایک روز باتوں باتوں میں سری رامچندر جی نے لکشمن جی کے دل پر نقش کیا کہ

بھائی محبت بُری چیز ہے جہاں اس کے پھندے میں آدمی پھنسا بس کہیں کا نہ رہا۔ نہ اپنے بیگانوں کی حیا نہ چار آنکھوں کی شرم۔ اس میں شک نہیں کہ کام۔ کرودھ۔ موہ۔ لوبھ یعنی ہوائے نفسانی۔ غصہ۔ جوش عشق۔ لالچ غرور پانچوں کے پانچوں انسان کے جانی دشمن ہیں مگر موہ کمبخت ایسا قاتل عالم ہے کہ کیا انسان کیا حیوان۔ کیا چرند کیا پرند کسی کو نہیں چھوڑتا سب کو ایک لاٹھی سے ہانکتا ہے۔ اس کے نزدیک سب دھان بارہ پنسیری ہیں رشیوں منیوں نے ان پانچوں پر حاکم بننے کی ہدایت کی ہے جو ان کے قابو میں نہ آیا اس نے ترلوک جیت لیا

دنیا کیا چیز ہے جو نفس پرور ہیں - جنھوں نے غصہ کو زیر کر لیا ہے جو سنگ دنیا نہیں جن کو صبر و قناعت سے کام ہے جن پر غرور کا بھوت سوار نہیں وہی انسان ہیں انہیں کی دنیا میں نیکنامی ہے اُنہیں کو چند روزہ زندگی کا لطف ہے دنیا میں دو ہی چیزیں ہیں ایک نیکنامی دوسری بدنامی - عمر ختم ہو جاتی ہے - وقت کسی نہ کسی طرح گزر جاتا ہے - رہ جاتا ہے تو کیا وہی اچھا یا بُرا کام جو مرد شناس ہیں جو معاملہ فہم ہیں وہ اہل دنیا سے موہ نہیں کرتے - وہ دل لگاتے ہیں تو صرف ایک پریشور پر ماتما سے - جو دنیا کی محبت میں اندھے رہتے ہیں اُن کو چوراسی لاکھ جون بھگتنے اور ہر جنم میں قسمت کو روتے گزرتی ہے - جس وقت اُن کے سر پر جمدوت سوار ہوتے ہیں تو کیا فائدہ ہوتا ہے - کچھ بھی نہیں - بیٹا الگ کتراتا ہے - جورو الگ کنارہ کاٹتی ہے - بھائی بند جدا کاندھی دیتے ہیں - مرنے والے کی عجیب ہی مٹی خراب ہوتی ہے - اس کے پران عزیزوں میں اٹکے ہوتے ہیں - جان کہتی ہے کہ نکل جاؤں - آنکھیں کہتی ہیں کہ ذرا دیر تو اور دیکھ لینے دے - اسی کشمکش میں انسان کے روح پر جو گزرتی ہے - اُس کا آج تک کسی کو اندازہ نہ ہو سکا - ہر حالت میں یہ بھجن حسب حال ہوتا ہے ❖

پربھو بن ہیاں کوؤ آپن ناہیں
دربیہ جا سو سب جیون کو سکھ رہ نہ سکی اک اتھائیں
(دولت) (حسن سے)
ہیاں سے ہُوا ں گتی چھن بھیتر - جم تر ور کی پچھائیں
جو بُھج ڈنڈ پر چنڈ بنائے - جیا ادوستھا ماہیں
(جوانی کی عمر) (درخت)
برد ھ بھوت وہی کام نہ آوت - دانت پر تھم گر جائیں
(بڑھاپا)
پھولن پرت راکھو جن کو - دار دار لگے باہیں
ہوئے بام انگ موئے پت کے سنگ - ایکھو ہنگ نہ جائیں
(قدم)
کنیاں جن دین دان جانو - جان پر ان کی ناہیں
پتی پائے نج رات بتائے - اُن بھئیں جب بیاہیں
پوت اپنے سر سکھ جوتی جن پر - دربیہ کی گنتی ناہیں
جیت نہ سکھ دیو - اُس مرتے چھار دھر گھٹ ناہیں

اُخق یہاں نہیں کو اُدکا ہو کو۔یہاں کو اُدآپن ناہیں
دھن دھن وہ پرانی جا کو۔چیت رہے پر بھو پائیں

انسان کو چولا چھوڑتے وقت دنیا سے قطعی دل ہٹا لینا چاہئے نہ اس وقت دولت ہاتھ سے جانے کا افسوس کرے نہ عزیز و آشنا کی جدائی کا اُس وقت اُس کو سب طرف سے خیال اُچٹا کر صرف ایک بھگوان کی یاد کو دل میں جگہ دینا چاہئے اس سے نتیجہ ہوتا ہے کہ جم کے دوت آزار پہنچانے سے کچیاتے ہیں جانتے ہیں کہ ایشور کا بھگت ہے۔ اس کا عزت کرنا مقدم۔ لڑکپن کھیل کود میں گذرتا ہے۔ جوانی سیر تماشے اور الٹے تلوں میں۔ عورت گلے پڑی رہتی ہے۔ دولت کے نشے میں کچھ نیک و بد نہیں سوجھتا۔ کوئی سمجھائے تو جواب کیا ملتا ہے ؎

اب تو آرام سے گزرتی ہے آگے کیا ہوگا کوئی کیا جانے
شباب کا عہد ہے جوانی کا زمانہ اس میں تو مزے کر لیں عیش اڑا لیں

زندگی ہمیشہ رہنے والی نہیں جب بڑھاپا آئیگا تو بھگوان کا نام جپ لینگے۔ یہ انسانی عقل کا اندھاپن ہے ہاتھ پاؤں چلتے جب کچھ نہ ہوسکا تو چل چلاؤ کے وقت کیا ہوسکیگا۔ جب نہ پیٹ میں آنت نہ منہ میں دانت۔ دنیاوی محبتوں کا نتیجہ کیا ہوتا ہے بس یہی کہ پران مشکل سے نکلتے ہیں۔ روح کو حد سے زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔ بار بار پیدائش اور موت کی مصیبتیں جھیلنا پڑتی ہیں جہاں جسم سے جان نکلی سب کو لاش بھاری پڑ گئی جلدی سے اُٹھا کر لے گئے اور پھونک پھانک کر چھٹی کر لی رونا دھونا کیا تھا اپنے سکھ کے لئے تھا ورنہ کون کسی کے لئے دو چار آنسو ڈھلنے بیٹھتا ہے لوگوں کو اپنی اپنی فکر پڑ جاتی ہے چاہتے ہیں کہ جلدی ماتم کے دن گزریں کوئی وہ کام نہیں کرتا جس سے مردے کی روح کو خوشی یا چین حاصل ہو۔ ست جگ میں تپیہ تپ اور ہون ہوتے تھے۔ ترتیا میں تپیہ اور برہم بھوج مقدم سمجھے۔ دواپر میں ایشور کی پوجا پاٹ اور دان پن سے حصول مطلب ہے اب رہ گیا کلجگ اُس میں بالکل آسان نسخہ ہے یعنی صرف ایشور کا نام۔ یوں تو تپیہ وغیرہ کی برکتوں کا کچھ حساب نہیں۔ لیکن ایشور سچدانند جس قدر اپنے نام یاد رکھنے والے سے خوش ہوتا ہے دوسرے سے نہیں

یگیہ وغیرہ بھی کرے اور ایشور کا نام بھی دل پر نقش رکھے تب تو سمجھو کہ وہ انسان نہیں ساکشات دیوتا ہے +

ادھیاے ۱۱۴

بندروں کی جانکی جی کی تلاش میں چار طرف روانگی - ناکام واپسی - ہنومان جی - جامونت اور انگد کی سمندر پر رسائی - سنپات جٹایو سے ملاقات - ہنومان جی کی لنکا میں سراغ رسائی

برسات گزر گئی سگریو عیش و عشرت میں مشغول ہو گیا وعدہ وفائی کا خیال جاتا رہا۔ رامچندر جی برہم ہوئے لکشمن جی نے کان کھولے مہابیر جی نے فہمائش کی سگریو کو ہوش آیا۔ ارکان دولت کے نام حکم نافذ کیا کہ دو اٹھواروں میں جانکی جی کا پتہ ٹھکانا دریافت کر کے حاضر ہوں بیشمار بندر ادھر ادھر روانہ ہوئے مگر ناکام واپس آئے کسی کو صورت مقصد نظر نہ آئی پھر ہنومان جی - جامونت جی (ریچھوں کے سردار) اور انگد جی بالی جی کے بیٹے اور سگریو کے ولیعہد) جنوب کی طرف چلے۔ رامچندر جی نے ہنومان جی کو اپنی انگوٹھی دی کہ سیتا جی کے لئے نشانی کا کام دے تینوں ادھر اُدھر تاپتے ہوئے سمندر کے کنارے پہنچے - وہاں سنپات جٹایو کئی دن کا بھوکا پیاسا پڑا ہوا تھا ان کو دیکھا تو بغلیں بجائیں کہ واہ پرمیشور تمہاری کریمی کے صدقے ۔

رزق را روزی رساں پرمی دہد

کا قول صادق کر دکھایا - نرم نرم چارے آپ سے آپ منہ کی طرف بڑھے چلے آ رہے ہیں - جامونت اور انگد کی جان سوکھ گئی مہابیر جی سامنے پہنچے اور فرمایا کہ میرا جسم آپ کی بھوک مٹائے زہے نصیب مگر سری رامچندر جی کا کام کر کے آتا تو بہت مناسب ہوتا +

سنپات - کون رامچندر اُن کا کونسا کام ؟

مہابیر جی - جن کی ہوا خواہی میں جان دی +

سمپات - کون جٹایو - جان دینے کا سبب ؟

مہابیر جی - راون مہارانی جانکی جی کو لئے بھاگا جاتا تھا - جٹایو رام بھگت تھا - اُس نے روکا لڑائی ہوئی - پہلے جیتا - پھر زخمی ہوا آخر سری رامچندر جی کے قدموں پر جان دے دی +

سمپات - ہائے وہ تو میرا حقیقی بھائی تھا - آہ بڑھاپے میں دل پر یہ صدمہ او زندگی نوف ہے +

مہابیر جی - وہ آپ کے بھائی تھے آہ اس وقت وہ غم پھر تازہ ہو گیا جسے ہم لوگ پیچھے سے لگائے ہوئے اس طرف آئے ہیں +

سمپات - افسوس کہ میرے پر و بال نہیں - جوانی میں ہم دونو شرط لگا کر اڑے جٹایو کمزور تھا وہ تیج پنجی کے متصل گر پڑا میں اتنا اونچا ہوا کہ سورج کی شعاعوں نے پر جھلس دئے - طاقت پرواز نذارد ہو گئی - کمزوریوں نے یہاں ٹپک دیا میں جانکی جی کو دیکھ رہا ہوں وہ لنکا کے اشوک باٹکا میں بیٹھی ہوئی آنسو بہا رہی ہیں - کیا کروں پر نہیں ورنہ ابھی جاتا اور جانکی جی کو بازوؤں پر بٹھا کر رامچندر جی کی خدمت میں پہنچاتا - خیر آپ جائیں کام سدھ کریں +

ہنومان جی - جاموَنت اور انگد تینوں سمندر کے کنارے آئے تجویز ہونے لگی کہ کون پار جائے - جاموَنت نے بڑھاپے کا عذر کیا - انگد نے کمسنی کا - آخری سری ہنومان جی نے ایک زقند بھری تو سمندر کے پار - لنکنی نے روکا تو ایک طمانچے میں ختم - سرسا نے طاقت دکھائی تو منہ کی کھائی جو بولا پچھتایا اُنگلی چھلانے بھر کی دیر تھی کہ بس کچھ نہ تھا +

مہابیر جی جانکی جی کو تلاش کرتے ہوئے ببھیکن کے مکان میں پہنچے وہ اس وقت رام بھجن کر رہا تھا بلایا بات چیت کی - سیتا جی کا سراغ پوچھا اور وہاں سے پتے پر پہنچکر جانکی جی کے درشن کئے +

ادھیائے ۱۱۵

ہنومان جی کی اشوک باٹکا میں رسائی۔ راون اور جانکی جی کی گفتگو مہابیر جی کی خدمت میں حاضری۔ باغ لنکا کی بربادی۔ اچھے کا قتل۔ برہم پھانس میں گرفتاری۔ لنکا داہ۔ رامچندر جی کی خدمت میں واپسی۔ لنکا پر چڑھائی۔ بھبھیکن پر راون کا عتاب اُس کی رامچندر جی کی خدمت میں حاضری۔ راج تلک۔ پل بندی کی تجویز

جس وقت ہنومان جی اشوک باٹکا میں داخل ہوئے اُس وقت راون مندودری اور راچھسوں کے ساتھ جانکی جی کے پاس آدھمکا۔ ڈانٹ ڈپٹ کی کہ ہوش میں آ۔ رام کی یاد بھول۔ میری محبت کو دل میں جگہ دے۔ جانتی ہے میں کون ہوں۔ پولست رشی کا پوتا برہمنوں کا سرتاج۔ کوبیر جی کا بھائی۔ اگنی دیوتا رتھ ہانکنے کی خدمت پر پون جی پنسہاری کے منصب پر ممتاز۔ اپسرائیں خدمتی۔ اندر میرے لڑکوں کا کھلونا۔

جانکی جی۔ او مغرور۔ زبان روک۔ منہ بند کر خبردار اب ایسی بات زبان سے نہ نکلے نہیں تو شعلہ آہ سے منہ جھلس دونگی۔ پولست کا پوتا کوبیر کا بھائی بنتے شرم نہیں آتی۔ چڑھتے اٹھائی گیرے۔ او چھلے گرہ کٹ پولست کے پوتے کوبیر کے بھائی کہلانے پر فخر کریں تو بس خاندان بھر کی ناک کٹنے میں کیا رہ گیا؟

دیر تک ایسی ہی بات چیت ہوتی رہی۔ اُدھر جذبۂ غضب تھا۔ اِدھر غلبۂ طیش راون کے ہاتھ میں غصے کی تلوار تھی جانکی جی کا استقلال ڈھال کا کام دے رہا تھا جب راون نے کھری کھوٹی سنیں تو پتہ نہ مار سکا آپے سے باہر ہو گیا میان سے تلوار کھینچی جوہیں ہاتھ صاف کرنا چاہا مندودری بیچ میں آ کھڑی ہوئی اور بولی ہیں مہاراج۔ عورت پر اتنا غصہ۔ دیکھئے تو شاستروں میں کیا حکم ہے؟

راون نے کچھ سوچ سمجھ کے اس وقت تلوار میان میں رکھ لی مگر یہ کہتا ہُوا وہاں سے پھر پڑا کہ

اچھا آج مندودری رانی نے بچا لیا تو کیا - ایک دن یہی شدنی ہے بے مارے چھوڑوں تو پوست کے خون سے نہیں - ماتا پشپوتکٹا کا دودھ حرام - چھ مہینے کی مہلت دیتا ہوں - مان جا تو خیر - نہیں تو یہی تلوار ہوگی اور گردن +

راون چلا گیا - جانکی جی بلک بلک کر رونے لگیں - رات کا وقت تھا ستارے چمک رہے تھے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر دعا مانگتی تھیں کہ ستارے انگارے بنکر راکھ کر دیں اتنے میں مہابیر جی نے رامچندر جی کی انگوٹھی سامنے پھینکی جانکی جی سمجھیں کہ آکاش سے دکھانے کے لئے ہیرا گرا - مگر نگ دیکھتی ہیں تو اور بھی کوڑھ میں کھاج کی کہاوت ہوئی جو ہیں رام کا نام کھُدا دیکھا - ڈھاریں مار مار کے رونے لگیں کہ ہائے نہ جانے رامچندر جی پر کیا گزری - لنکا میں اُن کی انگوٹھی آئے نا ممکن کوئی نہ کوئی بات ضرور ہے - جانکی جی کو فکر میں دیکھکر مہابیر جی سامنے آئے قدموں پر سر جھکایا - ڈھارس دی - اطمینان دلایا - سب حال کہہ سُنکر اظہار طاقت کی دُھن سمائی - راون کے باغ میں گئے سارے درخت اکھاڑ پکھاڑ کے پھینک دئے - باغبانوں کو مارا نگہبانوں کا کچومر نکالا - اچھے کی ہڈیاں پسلیاں چور کیں - ہزارہا راچھس قتل کر ڈالے - جب میگھ ناد آیا تو خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی ہنومان جی نے وہ ہاتھ دکھلائے کہ چھٹی کا دودھ یاد آگیا مگر برہم پھانس میں پھنسنا پڑا وجہ یہ کہ اگر ذرا کسر مسر کرتے تو برہما کی عظمت میں فرق آجاتا - برہم پھانس کے ٹوٹنے سے اُن کی بات جاتی رہتی - میگھ ناد ہنومان جی کو پکڑے ہوئے راون کے پاس لے گیا - راون صورت دیکھتے ہی آگ ہوگیا - مہابیر جی خوب کرملے کے ایک ایک کے بدلے سو سو سنائیں - راون جھلایا - حکم دے دیا کہ دُم میں آگ لگا کر خاک کر دو - راچھسوں نے گودڑ لپیٹ لپاٹ کر دُم میں آگ لگائی - مہابیر جی نے پہلے تو آگ لگانے والوں کا منہ جھلسا پھر کُود پھاند پائی تو ساری لنکا پھونک کے راکھ کر دی لنکا بھر میں اگر کوئی مکان بچا تو وہ صرف بھبھیکن کا - یا اشوک باٹکا جہاں مہارانی جانکی قید مصیبت میں

ہیں تھیں۔ مہابیر جی نے دُم کی آگ سمندر میں بجھائی اور سیتا جی سے رخصت ہونے آئے جانکی جی نے اپنا چوڑامن دیا۔ سری رامچندر جی سے عجلت کی درخواست کی بروان دیا کہ

تم زندہ جاوید ہو۔ سری رامچندر جی تمہاری خوشنودی کو اپنی خوشنودی سمجھتے ہیں +

مہابیر جی سیتا جی سے رخصت ہو کر پھر سمندر پھاندے جاموَنت اور انگد کو لیتے ہوئے سری رامچندر جی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ساری کیفیت سنائی۔ سری رامچندر جی سمجھ گئے کہ "بے بھو پریت نہیں" جب تک راون کے کان نہ گرم کئے جائینگے۔ تب تک آنکھیں نہ کھلینگی۔ فوراً فوج کو کوچ کا حکم دیا فوج روانہ ہوئی۔ ریچھ بندروں کے ٹڈی دل سمندر کے کنارے چھا گئے کہیں تل رکھنے کی جگہ باقی نہ رہی۔ ببھیکن رام بھگت تھا۔ عقل و تمیز میں بھی فرد زمانہ اُس نے راون سے عرض کی +

رامچندر جی فوج ظفر موج سمندر پر لے آئے درد سر کتر بہ۔ غم نداری بز بخر لا حاصل۔ جانکی کو چپ چپاتے حوالے کیجئے۔ پھر نہ جھگڑا نہ بکھیڑا۔ نہ لڑائی نہ فساد +

راون کو سخت غصہ آیا۔ اس زور سے لات ماری کہ ببھیکن ہائے ہائے کرتا دُور جا پڑا۔ راون نے اُسی پر کفایت نہ کی کر میں ہاتھ دلوا کر لنکا سے نکال باہر کیا +

ببھیکن وہاں سے روانہ ہوا سیدھا رامچندر جی کی خدمت میں پہنچا رامچندر جی محبت سے پیش آئے اور اُسی وقت لنکا کی حکومت نامزد کر کے راج تلک کر دیا۔ جس وقت ببھیکن یہاں آیا راون کے جاسوس سک اور سارن بھی بھیس بدلے ہوئے ساتھ آ گئے ان کی بندروں نے خوب خبر لی اور آخر میں سری رامچندر جی کے حکم سے رہا کر دیا۔ سک و سارن راون کے پاس واپس گئے۔ ببھیکن کے راج تلک کی کیفیت سُنائی۔ رامچندر جی کی خوش مزاجی کی صفت میں تر زبان ہوئے +

سری رامچندر جی کو یہاں فکر ہوئی کہ فوج کیونکر سمندر کے پار ہو۔ بھبھیکن نے کہا سیدھی انگلیوں گھی نکلے تو زیادہ درد سری کی کیا ضرورت۔ آپ سمندر سے راستہ مانگئے وہ خود بخود راہ دے دیگا۔ رامچندر جی نے تین دن تک سمندر کی منت وسماجت کی مگر "صدا بہ برنخواست" آخر اُن کو غصہ آیا لکشمن جی سے بولے لانا تیر وکمان۔ ابھی کانوں کی دھجی نکالے دیتا ہوں۔ سمندر کانپ اٹھا برہمن بنکر حاضر ہوا۔ معافی مانگی۔ بتایا کہ

نل نیل بردانی ہیں جو چیز پانی پر ڈال دیں کبھی تہ پر نہ بیٹھے۔ آپ ان کو پُل باندھنے کا حکم دیجئے +

رامچندر جی نے سمندر کو دست شفقت پھیر کر رخصت کیا اور نل نیل سے کہا کہ پُل تیار کرو +

ادھیاے ۱۱۶

لنکا پر چڑھائی۔ کمبھ کرن۔ میگھ ناد اور راون کا قتل۔ سیتا جی اور رامچندر جی کا ملاپ۔ بھبھیکن کی راجگدی۔ رامچندر جی کی اجودھیا میں واپسی۔ تخت نشینی وغیرہ

نل نیل نے سیت بند تیار کیا۔ ریچھوں اور بندروں کی بیشمار فوج سمندر کے پار ہوئی۔ راون نے بھی فوجیں آراستہ کیں۔ میدان کارزار گرم ہوا۔ تین مہینے تک خوب کشت وخون ہوا۔ ایک دن سری لکشمن جی سرگرم پیکار تھے۔ راون نے غفلت میں شکتی بان مارا۔ لکشمن جی غش کھا کر گرے۔ رامچندر جی کے لشکر میں کہرام مچ گیا۔ مہابیر جی لنکا میں پہنچے۔ سکھین وید کو لائے۔ سکھین نے کہا۔ "مریض رات بھر کا مہمان ہے۔ ادھر پَو پھٹی سویرا ہوا۔ اور ادھر خیریت نہیں۔ راتوں رات سنجیون بُوٹی آجائے تب زندگی کا میں ذمہ وار +

ہنومان جی دُونا گر پر گئے۔ کال نیم کو شیطنت پر آمادہ پایا۔ اچھی طرح خبر کی خاک

پر سُلا کر پہاڑ کا پہاڑ اُٹھا لائے۔ کہ وید خود بوٹی پہچان لے +

سکھیین نے بوٹی کھلائی۔ لکشمن جی تندرست ہو گئے راون کو سخت تشویش ہوئی کُمبھ کرن کو جگایا وہ چھ مہینے کی نیند سے بمشکل جاگا راون نے سارا دُکھڑا رو دیا اُس نے پہلے صبر کالا مگر پھر راون کی خوشامد در آمد سے میدان جنگ میں آیا آفت مچائی۔ ہزاروں ریچھوں بندروں کا خون ہُوا سارے لشکر میں ہل چل مچ گئی۔ سری رامچندر جی آئے تیر مارا اور پالا اپنے ہاتھ رکھا +

دوسرے روز میگھ ناد جان پر کھیلا خوب سحر و طلسم کئے نظر بندی کے کرتبوں سے ریچھوں بندروں کو اچھی طرح تگنی کا ناچ نچایا مگر لکشمن جی سے پیش گئی ان کے تیروں سے جان بیکر وم میا میگھ ناد کا ایک بازو اُس کے رنواس میں جاگرا سلوچنا شوہر کا ہاتھ دیکھ کر زار زار روئی۔ پت برتا تھی بازو سے ساری سرگذشت لکھوائی خاوند کے جوش محبت نے اس پر ستی سوار کر دیا وہ رامچندر کے پاس آئی شوہر کا سر مانگا اور سر لیتے ہی ستی ہو گئی

اب راون کی باری آئی۔ بڑے بڑے معرکے ہوئے ہر لڑائی میں پرلے کا نقشہ پیش نظر تھا کہ سری رامچندر جی کے تیروں سے کچھ بس نہ چلا۔ آخر جان دیتے بنی +

ببھیکن جانکی جی کو رامچندر جی کی خدمت میں لایا۔ تر جٹا وغیرہ نے پاکدامنی کی شہادت دی +

برہما۔ اگنی۔ راجہ دسرتھ مبارکباد دیتے ہوئے آکاش سے آئے اور قسمیں کھا کھا کر تصدیق کی کہ واقعی جانکی جی پر کسی قسم کا دھبہ نہیں۔ وہ ہر طرح کے الزام سے بری اور سورج کی طرح بے داغ ہے۔ سری رامچندر جی نے ببھیکن کو لنکا کا راج دیا خود اجودھیا میں واپس آئے۔ بھرت جی نے بڑی دھوم دھام سے استقبال کیا راج گدی کے جشن ہوئے اس جشن کی عالیشان رونق کو کون بیان کر سکتا ہے برہما جی بھی قائل تھے کہ اتنی عمر میں دھوپ نہ دیکھی تو آج۔ بہرحال رامچندر جی نے گیارہ ہزار برس داد فرمانروائی دی۔ ان کے عہد حکومت میں اہل دنیا کو بیکنٹھ کا سا آرام و عیش حاصل ہُوا۔ چاروں بھائیوں کے دو دو فرزند ارجمند ہوئے سب کے سب بہمہ صفت موصوف۔ ہر فن میں کامل۔ لَو اور کُش سری رام چندر جی کے فرزند سچ مچ اُنہیں کی عکسی شبیہ تھے۔ علم و عمل بالکل یکساں۔

سری رامچندر جی کے اوتار کی مختصر کیفیت یہ تھی جو بیان ہوئی۔ جبتک زمین پانی پر تھمی رہیگی تبتک یہ ممکن نہیں کہ یہ مقدس حالات زبانزد خاص و عام نہ رہیں جو شخص ان کوائف کو ورد زبان رکھیگا اُسے نجات کی کچھ فکر نہیں۔ مُکتی اس کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑی رہیگی +

مارکنڈے جی راجہ جدھشٹر سے مخاطب ہیں کہ جس طرح رامچندر جی نے بن باس کے بعد روے زمین پر جہانبانی کا ڈنکا بجایا۔ اُسی طرح آپ بھی عنقریب چاردانگ عالم میں فرمانروائی کا جھنڈا گاڑینگے۔ دریودھن اپنے زعم میں مست ہے۔ یہی مستی ایک دن موت کے منہ میں جھونکیگی۔ اب فکر اور گھبراہٹ کس بات کی۔ معاملہ ہر طرح سے چوکس ہے +

ادھیاے ۱۱۷

پتی برت دھرم کی ایک قابلِ قدر نظیر۔ ساوتری اور ست وان کی شادی۔ درمیانی حالات

مارکنڈے جی نے جب تک قیام کیا۔ دروپدی کی اعلےٰ لیاقتیں اچھی طرح دیکھیں اُنہوں نے راجہ جدھشٹر سے فرمایا کہ دروپدی کا پتی برت دھرم دیکھ کر میں حد سے زیادہ خوش ہُوا۔ پتی برت دھرم میں جو طاقت ہے وہ رشیوں منیوں کے جپ تپ میں بھی نہیں۔ پتی برتا استری جو چاہے کر سکتی ہے موت بھی اُس کے ڈر سے کوسوں دور بھاگتی ہے سُنئے میں آپ کو ساوتری کا اتہاس سناتا ہوں، آپ سنکر خوش ہونگے +

اشوپتی مدر دیش کا راجہ لاولد تھا اُس نے خواہش اولاد میں یگیہ کیا ساوتری جی کے منتروں کی برکت سے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ راجہ نے اُس کا نام بھی ساوتری رکھا۔ ساوتری نے راجہ کو اطمینان دلایا کہ یہ لڑکی ہزار لڑکوں سے اچھی ہے بیٹے کی ہوس چھوڑ دو۔ ساوتری بڑی ہوئی تو وہ روپ نکلا کہ لکشمی جی کی تصویر بن

گئی۔ عقل وہ تھی کہ سرسوتی کی آنکھ نیچی ہوتی تھی۔ یہ تو سب کچھ تھا مگر کہیں شادی کی ٹھیک ٹھور نہ ہوئی۔ راجہ نے کہا +

ساوتری تجھے اختیار ہے جس کے ساتھ منظور ہو شادی کرلے +

ساوتری۔ مجھے آپ کی رضا سے مطلب ہے جو حکم ہو وہی منظور۔ مگر مکان میں بیٹھنے سے مطلب نہ ہوگا۔ ذرا پاؤں کو تکلیف کرنا پڑیگی +

راجہ نے رتھ کسوایا خود سوار ہوا ساوتری کو سوار کیا۔ تجربہ کار ارکان دولت ہمراہ لئے اور گھوڑے بڑھائے۔ بہت شہر بہت راج بہت جنگل دیکھے۔ کہیں صورت مدعا نظر نہ آئی۔ ایک جنگل میں پہنچے تو ساوتری نے رتھ رکوایا اور کہا پتا جی

بس نقش مراد کرسی نشین ہوگیا جو نوخیز سامنے نظر آرہا ہے میں اُس کی ہوچکی +

یہ نوعمر ست وان تھا اس کے باپ کی آنکھیں جاتی رہی تھیں۔ راج پاٹ سب چھن گیا تھا جنگل میں پھل پھول پر بسر تھی اور جپ تپ سے گزارہ۔ مگر صورت شکل بہت دلفریب دھرم کی مجسم تصویر۔ اوصاف نہایت ہی عمدہ راجہ نے جنگل کے تمام رشیوں سے پوچھا لڑکا کیسا ہے۔ ہر ایک کا جواب یہی تھا کہ بڑا نیک۔ نہایت خوش سیرت۔ نارد جی بھی اتفاق سے آگئے اُنھوں نے بھی بہت تعریف کی فرمایا کہ ایسا بامروت۔ خوش خلق۔ قناعت پسند۔ دھرم کا پابند لڑکا دوسرا نہ ملیگا دانائی میں برہسپت کی نظیر۔ توانائی میں اندر کی مثال +

راجہ۔ بے عیب صرف ایشور کی ذات ہے۔ انسان کیسا ہی دیوتا کیوں نہ ہو کچھ نہ کچھ عیب ضرور ہونا چاہئے +

نارد۔ ہاں ایک عیب ہے یعنی سال بھر دنیا کی ہوا اور کھائیگا +

راجہ ساوتری سے بولا :-

جوڑی تو بہت اچھی ہے مگر ہزار عیبوں کا عیب یہ ہے کہ ست وان ایک سال سے زیادہ نہ جئیگا اس کی عمر میں کچھ دن باقی نہیں +

ساوتری۔ کچھ پرواہ نہیں جو ایشور کی مرضی۔ میں اسے شوہر سمجھ چکی۔ اب دوسرے شوہر کی ہوس نہیں۔ کنیادان ایک دفعہ سے زیادہ نہیں ہوتا میں جو سنکلپ کرچکی وہ اٹل ہے +

راجہ۔ بیوقوفی کی باتیں نہ کرو شادی بیاہ کوئی گڑیوں کا کھیل نہیں کہ لڑکیوں کی طرح

پر چھوڑا جائے۔ جب شوہر کی عمر ہی کچھ نہیں تو میں کیسے دیدہ دانستہ چولھے میں جھونک دوں ؛

ساوتری۔ تو کیا آپ قسمت کا لکھا مٹا دینگے ؛

راجہ۔ مگر عقل سے کام لینا تو شرط ہے۔ مانا کہ موت نہیں مگر کنوئیں میں کیوں جان بوجھ کر کود یں۔ اژدھے کے منہ میں کیوں جائیں جب جان لیا کہ لڑکا چند روز کا مہمان ہے تو کیوں اور لڑکا نہ تلاش کیا جائے ؛

ساوتری۔ یہ تو اب ممکن نہیں میری جوڑیا گانٹھ ہو چکی جو قسمت میں ہو گا بھگت لونگی ؛

نارد جی۔ راجہ صاحب۔ اب آپ نیک کام میں مین میکھ نہ کیجئے۔ ساوتری ہی کی رائے سے شادی ہونے دیجئے ایشور بھلا ہی کریگا ؛

نارد جی کے ان الفاظ سے راجہ کو تسلی ہوئی۔ اُس نے شادی کا پیغام دیا۔ دومت سین خوش ہو گیا ؛

ساوتری اور ست وان کی شادی ہوئی دونو خوشی سے رہنے لگی۔ ساوتری کو رات دن اپنے ساس سسر کی خدمت سے کام تھا یا خاوند کی رضا جوئی و اطاعت سے

ادھیائے ۱۱۸

پتی برت دھرم کی عظمت۔ ست وان کی موت۔ ساوتری اور جمراج کی ملاقات۔ ساوتری کے پتی برت دھرم سے میکے اور سُسرال والوں کی مقصد بر آریاں ست وان کی دوبارہ زندگی

نارد جی نے ست وان کے لئے جو کچھ کہا تھا ساوتری اسے دل پر نقش کئے

رہی کسی وقت خیال نہ بھولتا تھا شادی کو ۱۱ ۳ دن گزر گئے ست وان کی عمر
چار دن اور رہ گئی تو ساوتری منہ باندھ کر بیٹھ رہی نہ کھانے سے مطلب نہ
پینے سے سروکار۔ ساس سسر نے بہت چاہا کہ منہ میں دانہ جائے مگر ساوتری
نے ایک نہ سنی بھی نہ کھٹکی۔ پوچھ گچھ ہوئی تو جواب پایا:۔

تین دن نراہار نرجل برت کر لینے دیجئے پھر اس کا پھل دیکھ لیجیئگا +

اتفاق سے بسوامتر بھاردواج وغیرہ بہت سے رشی منی وہیں موجود تھے
وہ اپنے کشف وکرامات سے جان گئے کہ ساوتری کا مطلب کیا ہے۔ انھوں
نے پتی برت دھرم کو سراہا اور دعا دی کہ

ایشور کامنا پوری کرے۔ پتی برت دھرم آڑے آئے +

تین دن اسی طرح برت اپاس میں گزر گئے۔ ساوتری بڑے استقلال سے
پتی کی سیوا میں مصروف رہی نہ بھوک کا ضعف معلوم ہوتا تھا نہ پیاس کا
چسکا۔ چوتھے روز ساس سسر پھر گرد ہوئے کہ کھاؤ پیو۔ کایا راکھے دھرم ہے
جب چولا نہ رہیگا تو دھرم کون کریگا۔ ساوتری کا جواب تھا +

بس آج ہی اور برت کا دن ہے دن بھر معاف کیجیئے۔ شام کو ایشور
کھلائیگا تو کھاؤنگی۔ اب ست وان پھل پھول اور لکڑی کے لئے جنگل جانے
لگا۔ ساوتری نے ساس سسر کے قدم پکڑ لئے اور عرض کی +

اجازت ہو تو میں بھی پھل پھول لینے چلی جاؤں +

ساس سسر۔ کیوں آج یہ نئی بات کیسی۔ جنگل میں تمہارا کیا کام +

ساوتری۔ سمجھ لیجئے کہ ضرور کوئی نئی بات ہے ورنہ میں اب تک روز جانے
کو نہ کہتی آج بے اختیار دل چاہتا ہے کہ چلو +

ساس سسر نے اجازت دیدی اور ساوتری ست وان کے ساتھ
پلکوں سے گرد راہ صاف کرتی ہوئی چلی۔ دونو اس جگہ پر پہنچ گئے جہاں کا عزم تھا
دفعۃً ست وان کے سر میں اس شدت سے درد شروع ہوگیا کہ جان ہی پر بن گئی
ساوتری نے زانو پر سر رکھ کر دبانا شروع کیا دعائیں مانگنے لگی کہ ایشور جلد صحت
دے مگر ساتھ ہی نارد جی کا قول کان میں تھا اور کہتا تھا +

تھوڑی دیر میں ساوتری کیا دیکھتی ہے کہ ایک سانولی صورت سامنے ہے چہرے میں کندن کی سی دمک۔ سر پر مٹھا سا ہاتھ میں کمند۔ آنکھیں بیر بہوٹی کی طرح سرخ سرخ۔ وہ جو ہیں نظر آیا آن واحد میں ست وان کے قالب کو انگوٹھے بھر کا جسم بنا کرلے چلتا ہوا اور ست وان کی نبضیں چھوٹ گئیں +

ساوتری نے ست وان کا سر زانو سے ہٹا دیا اور ہاتھ جوڑ کر یہ کہتی ہوئی پیچھے لپکی کہ

مہاراج یہ تو بتائے جائیے کہ آپ کون ہیں؟

جواب۔ جمراج ہوں۔ تیرے شوہر کی آج موت تھی۔ روح قبض کرکے لئے جاتا ہوں +

ساوتری۔ ایسے موقع پر تو آپ کے دُوت آتے ہیں۔ آپ کو تکلیف کرنے کی کیوں ضرورت ہوئی +

جمراج۔ گیانیوں۔ دھرماتماؤں اور پرتاپی لوگوں کو لے جانے کے لئے مجھے ہی آنا پڑتا ہے علاوہ بریں تجھی برتا ہے مجھے تیرے دھرم کی عظمت کے خیال سے درشن دینا بھی منظور تھا +

تقریر کا سلسلہ یہیں پر ختم ہوا اور جمراج نے دکھن کی طرف قدم بڑھائے ساوتری بھی ہٹ کی پکی تھی نقش قدم پر قدم رکھتی ہوئی دور تک چلی گئی۔ جمراج نے پھر کر دیکھا تو ساوتری کو آتے پایا۔ کہا

کیوں پاؤں توڑتی ہے۔ جا خاوند کی مٹی ٹھکانے لگا +

ساوتری۔ میں لوٹ کر کہاں جاؤں میری تو جس کے ساتھ جوڑا لگا تھا ہے اُسی کے ساتھ جاؤنگی۔ لوٹتے مجھے کیا کام۔ تپ کے پھل گرو بھگتی کی مہاں تپی برت دھرم کی برکت اور سب کی طاقتوں کو میں خوب جانتی ہوں۔ اب آگے بڑھ کر قدم پیچھے پڑے یہ ناممکن۔ رشیوں منیوں کا حکم ہے کہ دوست کی تلاش کم سے کم سات قدم تو پہنچائے میں بھی اسی ہدایت کے موافق چل رہی ہوں۔ آپ کو گیانیوں کے مسئلے کیا سناؤں سورج کو چراغ دکھانے سے کیا حاصل مگر باتوں میں زیادہ کھینچیگی۔ اس لئے عرض کرتی ہوں کہ سب رشیوں منیوں نے دھرم ہی کو مقدم کہا ہے۔

مہاتماؤں کے بتائے ہوئے دھرم کی پیروی سے کیا ملتا ہے دونو جہان میں رُتبہ اعلےٰ اور اصلی منزل مقصود یعنی نجات - جو لوگ دھرم کے پابند ہیں اُن کا قدم دھرم کی راہ سے کبھی نہیں بہکتا کیا مجال کہ ادھر سے اُدھر جا پڑے +

جمراج ساوتری کی گفتگو سے نہایت ہی خوش ہوئے بولے کہ

کچھ بردان مانگ مگر خاوند کی زندگی کے بارے میں کوئی درخواست نہ ہو +

ساوتری - خیر آپ کی مرضی - عنایت کا شکریہ - تو بس سسر کو آنکھیں دے دیجئے طاقت عطا کیجئے اور اقبال کے آفتاب کو گہن سے نکال کر چمکائیے +

جمراج - استدعا قبول - خواہش منظور - اچھا اب جنگل کو لوٹ جا - خاوند کی لاش اکیلی ہے +

ساوتری - لاش کے ساتھ جی چرانے والوں کو عذاب ہوتا ہے خاوند کا ساتھ چھوڑنا سب سے بڑھ کر گناہ پھر میں کس طرح ترک رفاقت کر سکتی ہوں جہاں شوہر جائیگا میں پیچھے پیچھے چلی چلونگی اس میں آپ کا ہرج ہی کیا ہے ایک نہ سہی دو سہی - اب سنئے کچھ کہنا چاہتی ہوں یعنی اچھے لوگوں سے ایک مرتبہ کی ملاقات بھی بکار آمد ہوتی ہے وہ کبھی اپنے ملاقاتی کو نہیں بھولتے ایک دفعہ کا میل ملاپ زندگی بھر کے لئے کافی ہوتا ہے اور ظاہر پرست صرف دیکھنے کی محبت رکھتے ہیں پھر آنکھ اوٹ پہاڑ اوٹ " ہر کہ از دیدہ دور از دل دور " کی کہاوت سچ ہوتی ہے - اسلئے تجربہ کار بزرگوں نے ہدایت کی ہے کہ نیک لوگوں کی صحبت میں رہنا انسان کے لئے ضروری اور مفید ہے +

جمراج - تیری سمجھ پر آفرین - تو جو بات کہتی ہے دھرم کی - میں بہت خوش ہوا - کچھ اور ہوس ہو تو بیان کر - مگر خاوند کے جینے کی بابت کوئی حرف زبان پر نہ آئے +

ساوتری - ہوس تو مجھے کچھ نہیں مجھے ایشور پر بھروسا ہے اس کی مرضی کو مقدم سمجھتی ہوں - جب سارے کام ایشور کے ہاتھ میں ہیں تو پھر ہوس بیکار - مگر آپ کہتے ہیں تو خیر - میرے سسر کو راج پاٹ دلوائیے اور اُن کی سمجھ الٹی درست کر دیجئے کہ دھرم کے سوا اور کوئی کام نہ کریں +

جمراج جی - میں نے خواہش پوری کی بجا راج پاٹ کا سکھ دیکھ - چاروں کی

بھوکی پیاسی ہے کچھ کھا پی +

ساوتری - آپ کو دیکھنے سے میرا پیٹ بھر گیا - اب نہ بھوک ہے نہ پیاس - دنیا کی کسی قسمت کے مئے دل نہیں چاہتا - آپ وہ ہیں جو مخلوقات کو سزائیں دیکر راہ راست پر لاتے ہیں اور نیک اعمالوں کی جزا سے خیر بھی دیتے ہیں - اس لئے ایک بات کہنے کا اور منہ پڑتا ہے - یہ تو معمولی سی بات مگر سُننے میں کچھ مضائقہ نہیں - جمراج جی نیک لوگوں کے اوصاف تین ہیں (۱) ہر ایک سے میل جول رکھنا - (۲) سب کو نظر محبت سے دیکھنا (۳) بیدوگوں کی جاسے درمے امداد کرنا دنیا میں جہانتک دیکھئے دھرم سے ہی خیر اسے واسے ہی ملینگے جن کو دھرم کے کاموں ہی سے لوٹ ہے مگر جو نیک لوگ ہیں وہ ایسے لوگوں پر بھی عنایت کی نظر رکھتے ہیں یہی نہیں ان کو دشمنوں سے خاص الفت ہوتی ہے - مخالفت کا ذرا بھی لگاؤ نہیں ہوتا +

جمراج - تیری باتوں سے مجھے دھرم کے سبق حاصل ہو رہے ہیں تو بڑی عقلمند ہے - میری خواہش ہے کہ تو کچھ اور مجھ سے مانگ لے مگر شرط وہی ہے کہ شوہر کے واسطے کچھ نہ کہنا +

ساوتری - میں اپنے باپ کی اکیلی ہوں کوئی بھائی نہیں - اس لئے آرزو ہے کہ میرے باپ کے سو بیٹے ہوں - بیٹے بھی وہ جن سے خاندان کی ترقی ہو +

جمراج - بہتر - ایسا ہی ہوگا - اب تو گھر لوٹ - چلتے چلتے پاؤں تھک گئے ہوں گے +

ساوتری - پتی کے ساتھ جا رہی ہوں میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ تھکان معلوم ہی نہیں ہوتی بلکہ جتنا آگے چلتی ہوں تازہ خون پیدا ہوتا جاتا ہے - اب میری ایک عرض اور رہ گئی ہے - وہ بھی سن لیجئے تو میں اپنے کو بڑا خوش نصیب سمجھوں آپکا پرتاپ تینوں لوک میں پھیلا ہے سورج آپ کے پتا ہیں علم و عقل میں آپ کی نظیر نہیں - رہیں وہ کہ دنیا نام سے کانپتی ہے - آپ کا نام دھرم راج آپ کی فضیلت کا شاہد ہے - بس آپ سے کیا کہوں مگر جو سمجھ میں آتا ہے کہے دیتی ہوں کہ شاید آپ کچھ اصلاح کریں اہل زمانہ اپنی آتما پر اتنا بھروسا نہیں کرتے جتنا کہ نیک لوگوں پر ہوتا ہے جن لوگوں کے دل میں کوئی خواہش ہوتی ہے وہ اس کے حاصل کرنے کے لئے

نیک لوگوں ہی کی صحبت میں وقت گزارتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر لوگوں کو کیوں بھروسا ہوتا ہے؟ صرف اس لئے کہ وہ راستی پسند ہوتے ہیں۔ جھوٹ اور بناوٹ سے انہیں نفرت رہتی ہے پہچانتے ہیں کہ محبت اور اُلفت کیا چیز ہے +

جمراج۔ واہ واہ کیا عمدہ بات کہی ہے۔ واقعی تیرا ہی حصہ تھا اور کوئی شخص ہو تو بیان کرے۔ لیکن خاوند کی زندگی کے سوائے کچھ نہ کہنا +

ساوتری۔ کیا مانگوں۔ مگر آپ کا حکم ٹال نہیں سکتی۔ خیر مجھے سو بیٹوں کی ماں بنائیے بیٹے ایسے ویسے نہ ہوں۔ دھرماتما ہوں۔ طاقتور ہوں سعادتمند ہوں +

جمراج۔ اچھا سے اب جا۔ سو بیٹے گود میں کھلائیگی۔ میں بردان دے چکا +

ساوتری۔ چاروں بردانوں کا شکریہ ایک بات اور کہنے کے لائق ہے سنتے چلیے دنیا میں سنت مہاتما ہی دھرم کو عزیز رکھتے ہیں اور ان کا آنند بھوگتے ہیں ان پر نہ رنج نہ تکلیف کا اثر نہ راحت عیش کا غلبہ نہ کسی سے خوف نہ کسی سے عداوت وہ ہمیشہ ایک حالت میں رہتے ہیں ان کی ملاقات کتنی ہی دیر کی ہو انسان کو نیک پھل دے جاتی ہے اگر سنت لوگ نہ ہوتے تو سورج دم بھر آسمان پر بے سہارے ٹک سکتا زمین بھی گیند کی طرح لڑھکتی پھرتی۔ سنت ہی لوگوں کا ضمیر ہے جس پر گذشتہ موجودہ اور آئندہ کی تمام کیفیتیں روشن رہتی ہیں۔ سنت بننا آسان نہیں۔ یہ اعزاز اُن خاص خاص لوگوں کو حاصل ہوتا ہے جو دراصل نیکی کا جامہ پہنیں سنتوں کی جماعت میں تکلیف کا نام نہیں۔ یہ ہمیشہ دوسروں کے ساتھ بھلائی ہی کرتے ہیں نیکی کرنے سے غرض ہوتی ہے۔ شکریہ اور احسانمندی کا مطلق خیال یا لالچ نہیں اچھے لوگوں کا کوئی کام فضول نہیں ہوتا دوسرے کی خواہش پوری کر دینا دوسرے کی عزت بڑھانا ان کا خاص شیوہ ہے یہی اوصاف ہیں جن سے سنتوں اور نیک لوگوں کا دنیا میں اور اہل دنیا کے ترقی خواہوں اور بھلوں میں شمار ہے +

جمراج۔ تیرے لفظ لفظ میں عزت کا بھرا ہوا ہے حرف حرف سے میرے دل میں محبت کا جوش پیدا ہوتا ہے ایک بردان اور مانگ لے +

ساوتری۔ اب بردان کیا مانگوں سب سوال تو آپ نے پورے کر دئے رہ ہی گیا +

شسر کو آنکھیں دیں راج پاٹ دیا۔ باپ کو سو بیٹے مرحمت کئے مجھے بھی سو بیٹوں کی ماں بنانا منظور فرمایا۔ اب کس چیز کی ہوس کروں۔ ایک ذرا سا خلجان ہے اُس کی نسبت آپ نے غور کر ہی لیا ہوگا +

جمراج - خلجان کیسا؟

ساوتری جی - بس یہی کہ بے خاوند اولاد نہیں ہوتی۔ ہاں ہاں ٹھیک میں بھولی معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے میرا خاوند مجھے بخش دیا۔ ورنہ سو بیٹوں کا بردان کیوں دیتے کہیں بردان بھی جھوٹے ہُوا کرتے ہیں مہاراج آپ کی نظر عنایت کا کہاں تک شکریہ ہو گیا ہیر پھیر کر کے شوہر کے زندہ ہونے کا بردان دے دیا۔ ساوتری تو بڑی خوش نصیب ہے۔ دیکھ لیا کہ دھرم راج جی کے درشنوں کا کیسا چٹ پٹ پھل مل گیا +

جمراج ذرا سٹپٹائے مگر کیا ہوتا تھا۔ ساوتری کی عقلمندی اور لیاقت پہ ہنسے اور ست وان کے مختصر جسم کو کمند سے آزاد کر کے فرمایا کہ

صرف تیرے پتی برت دھرم کی رعایت ہے ورنہ کبھی مردہ بھی زندہ ہوئے ہیں۔ جا شوہر کی خدمت کر۔ چار سو برس تک اب اس کا رویاں بھی نہ دُکھے گا۔ تیری رضا جوئی ہمیشہ مد نظر رہیگی - جو کام کریگا دھرم سے۔ سو بیٹوں سے خاندان کی رونق ہوگی۔ مالوی۔ تیری ماں کو بھی سو بیٹوں کا سکھ حاصل ہوگا۔ یہ لوگ مالو کے خطاب سے مشہور ہونگے۔ اچھا اب رخصت +

ساوتری چرنوں پر سر جھکا کر ست وان کی لاش کے پاس آئی اور جوش محبت سے زانوں پر سر رکھ لیا۔ ذرا دیر میں ست وان نے کروٹ لیکر آنکھ کھولدی اور کہا اُف اوہ۔ آج بڑی نیند آئی شام ہونے کو ہوئی اور آنکھ نہ کھلی۔ کیوں پیاری وہ کون شخص تھا جس نے مجھے پکڑ کر گھسیٹا تھا +

ساوتری - خود جمراج جی مہاراج ہی تھے۔ اہل دنیا کی سزا وجزا انہیں کے دست قدرت میں ہے۔ پران ناتھ اندھیرا چھا چلا اگر کسل دور ہُوا تو چلئے آپ کے ماتا پتا منتظر ہونگے +

ست وان - بیشک آج ماتا پتا رو رو کے نہ جانے کیا حال کر رہے ہونگے

جب کبھی مجھے ذرا بھی دیر ہو جاتی ہے تو دم بھر میں چین نہ آتا تھا۔ رو رو کے گھر بھر دیتے تھے اچھا آؤ چلیں زیادہ اندھیرا ہو جائیگا تو جنگلی جانور دق کرینگے اس سے یہ پھل پھول اور لکڑی کا ٹوکرا یہیں درخت پر لٹکا دیں سویرے دیکھا جائیگا۔

ست وان نے ٹوکرا درخت میں لٹکایا۔ ساوتری نے کلہاڑی لی اور لکڑی روشن کرتے ہوئے قیام گاہ پر آئے دیکھا کہ دومت سین ادھر اُدھر ٹانٹا پھرتا ہے آنکھیں نورنظر کو ڈھونڈھ رہی ہیں رشی منی حیران تھے کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے دومت سین کی آنکھیں نہ تھیں۔ پل مارتے کیونکر سجھائی دینے لگا جو زیادہ روشن ضمیر تھے انہوں نے کہا

یہ سب ساوتری کے پتی برت دھرم کا کرشمہ ہے۔

دومت سین بولے۔

گھبرائے نہیں ست وان آتا ہوگا۔ اُسے کس بات کا ڈر ہے پتی برتا ساوتری اُس کے ساتھ ہے۔ اتنے میں ساوتری اور ست وان راجہ دومت سین کے قریب ہوئے آنکھوں کی بینائی دیکھ کر ست وان کو از حد خوشی ہوئی۔ تعجب بھی تھا کہ ایشور کی لیلا کیا ہے۔

رشی منی سب جمع ہوگئے۔ پوچھا کہ

اتنی دیر کہاں لگائی۔ ایسا تو کبھی انتظار نہ دکھلاتے تھے یہ تو بتاؤ کہ راجہ دومت سین کی آنکھیں کیسے کھل گئیں۔

ست وان۔ مَیں تو سو گیا تھا مجھے کچھ علم نہیں۔ ساوتری سے پوچھئے کیا معاملہ ہے

ساوتری۔ اب تو بہت رات آگئی کل عرض کرونگی۔ آپ سب کے آرام کا وقت ہے۔

رات گزر گئی سویرا ہُوا۔ ست وان کے درد سر اور غفلت کی کیفیت بیان کی جمراج کے آنے کا ذکر کیا۔ ساوتری سے دھرم راج کی گفتگو ہر دو نوں کی کیفیت گوش گزار کر کے ست وان کی زندگی کا مژدہ سنایا سب لوگ نہایت خوش ہوئے رشیوں نے دعائیں دیں پتی دھرم کی تعریف کی اور کہا

شاباش ساوتری تیرے دھرم کو۔ تو نے میکے سسرے دونو کے گمشدہ

کاٹ دے اولاد ہو تو ایسی ہی ÷

ساوتری کی تعریفوں سے جنگل گونج رہا تھا کہ سالو دیش کی طرف سے ایک بھیڑ دوڑتی ہوئی آئی۔ دومت سین کی جے جے کا شور بلند تھا۔ سارے جم غفیر نے دومت سین کو دعائیں دیں اور عرض کی کہ

مہاراج سالو دیش فتح ہو گیا۔ دشمن نذرِ تیغ بیدریغ ہوئے۔ مبارک آہا۔ آپ کی آنکھیں بھی روشن ہو گئیں۔ واہ واہ ہم لوگ بڑے خوش نصیب ہیں۔ ایشور آپ کا سایہ لاکھوں برس تک سر پر رکھے تشریف لے چلئے تخت سلطنت قدمبوسی کا منتظر ہے۔ دومت سین کی دلی مسرتوں کا کچھ حساب نہ تھا رشیوں منیوں کے قدم چھو کر بولا:-

یہ سب آپ کے چرنوں اور ساوتری کے پتی برت دھرم کی برکت ہے ÷

ایک ایک کے قدموں پر سر جھکا کر دومت سین نے راجدھانی کی طرف رخ کیا۔ ساوتری بڑی شان و شوکت کے ساتھ پالکی پر چلی ست وان نے گھوڑا بڑھایا۔ سالو دیش میں خوشی کے نقارے بجے شادیانوں نے نغمۂ عشرت سنائے دومت سین نے راج سنگھاسن پر قدم رکھا۔ ست وان کی خلعت ولیعہدی سے سرفرازی ہوئی۔ بدردیش کے راجہ یعنی ساوتری کے باپ کا رنواس سو بیٹیوں کی چہل پہل سے بیکنٹھ بن گیا۔ ساوتری نے بھی سو بیٹے گود میں کھلائے باپ نے بیٹی کو طلب کیا بڑی خاطر تواضع کی بیٹوں کو قدموں پر ڈالا اور کہا

یہ ہمیشہ تمہارے قدموں کی عزت کرتے رہینگے کبھی فرق نہ ہوگا آج میں سمجھا کہ میری زندگی سپھل ہوئی۔ ایک لائق بیٹی ہزار بیٹوں سے اچھی ÷

مارکنڈے جی یہ تذکرہ سنا کر راجہ جدھشٹر سے بولے

آپ بے فکر رہیں آپ کی رانی دروپدی بھی پتی برتا ہے اس کے پتی برت دھرم سے آپ کو وہی آنند ملیگا جو ساوتری کی ذات سے اس کے میکے اور سسرے والوں کو نصیب ہوا۔ ایک پتی برتا عورت جو چاہے کر سکتی ہے۔ ہزار جپ تپ ایک طرف اور یہ استری دھرم ایک طرف ÷

ساوتری کا اتہاس کچھ ایسا ویسا نہیں اس میں وہ برکت ہے کہ جو کوئی

بڑھے خواہ سے اُس کی مقصد برآری میں کچھ شبہ نہیں - بڑی مقدس کتھا ہے +

ادھیائے ۱۱۹

سورج کی کرن کے پاس تشریف آوری - اندر کے منشائے خاطر کا اظہار - کوچ اور کنڈل دینے کی ممانعت - کرن کی عالی ہمت - انکار سے انحراف - پرتھا کو درباسا کا بردان

راجہ جدھشٹر کو ہر وقت کرن سے خوف لگا رہتا تھا وجہ یہ کہ طاقت و مردانگی میں ارجن کی ٹکر دینے والا کوئی تھا تو کرن - راجہ اندر نے سوچا کہ اس کو کنڈل اور کوچ پر ناز ہے پس کسی طرح ہتیانا چاہئے کرن سورج کا لخت جگر تھا اُن کی محبت نے جوش کیا برہمن کے بھیس میں کرن سے ملے اور سمجھایا کہ

دیکھو کنڈل اور کوچ سے خبردار رہنا - اندر تم سے سوال کریگے - خبردار خبردار کہیں دے نہ بیٹھنا - مجھے تمہاری پرتگیا سے ڈر ہے جو چیز برہمن مانگتے ہیں بے تکلف دے دیتے ہو - عذر نہیں کرتے +

کرن - آپنے اس خواہش کے لئے تکلیف گوارا کی اتنی رفاقت کا سبب آپکا نام؟

سورج - میں شُو سُرج ہوں - تمہارے جسم میں میرا ہی خون ہے میں فقط اسی لئے آیا ہوں کہ تمہیں ہوشیار کر دوں جس میں کچھ مغالطہ نہ ہو جائے +

کرن - میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپنے درشن دیکر عزت افزائی فرمائی مگر ذرا سوچئے کی بات ہے کہ میں ایک ادنے برہمن تک کا تو سوال رد نہیں کرتا پھر جب راجہ اندر خود بھیک مانگے تو اُس سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں اگر وہ سوال کرینگے تو میں بھی ضرور دیدونگا اس میں چاہے بھلائی ہو یا بُرائی میں نے جس بات کا بیڑا اٹھایا ہے اس کو چھوڑنا بالکل میرے خلاف ہے انکار میں روسیاہی ہوگی اور فیاضی میں نیکنامی - مجھ ایسا خوش نصیب کون ہوگا جس کے سامنے راجہ اندر ہاتھ پھیلائے

آپ کو ارجن کا خوف ہے یہ کچھ بات نہیں وہ چیز ہی کیا ہے جب اُنکی پر چڑھ جائیگا چٹنی کرکے رکھ دونگا۔ میں کوئی ڈلا چنا نہیں۔ درونا چارج میرے اُستاد ہیں۔ پرسرام جی نے مجھ کو شستر ودیا گھول کر پلا دی ہے پھر ارجن ایسوں کا ڈر کیا +

سورج - جب تک کُنڈل اور کوچ سے جسم کو زینت ہے اُس وقت تک تم بیخوف ہو کوئی بال بیکا نہیں کر سکتا - جہاں تم نے یہ اُتارے بس سمجھ لو کہ غضب ہو گیا ایک دن ارجن سے لڑائی رکھی ہے اُس وقت بغیر کنڈل اور کوچ کے اُس سے جانبری نہ ہو سکیگی اسی سے کہتا ہوں ذرا سوچئے سمجھئے +

کرن - کچھ ہو جان جائے یا رہے مجھ سے یہ نہ ہوگا کہ انکار کروں +

سورج - اچھا اگر یہ ہے تو اتنا ہی کرو کہ کنڈل اور کوچ دیکر شکتی راجہ اندر سے اینٹھ لو - اگر کنڈل اور کوچ مفت دے تو کچھ بات نہ ہوئی - جان کی خیر نہیں +

کرن - خیر وقت پر دیکھا جائیگا ابھی میں کچھ نہیں کہہ سکتا +

سورج اور کرن کی گفتگو سُنکر راجہ جنمیجے نے پوچھا - کرن کو کنڈل اور کوچ کیسے ہاتھ لگے +

بیشم پائن - راجہ کُنتی بھوج ایک مشہور تاجدار تھے ایک عالم و فاضل برہمن نے اُن سے درخواست کی کہ اپنے یہاں ٹکنے کو جگہ دیجئے یہ بھی خیال رہے کہ کسی طرح میری عزت میں فرق نہ ہونے پائے راجہ نے ایک عالیشان محل میں ٹکایا کل باتیں منظور کرلیں اور پرتھا اپنی بیٹی کو خدمت کے لئے مقرر کیا اور فہمائش کر دی کہ اس کا کوئی سوال رد نہ ہونے پائے خاطرداشت میں کمی نہ ہو +

یہ برہمن دیودر باسا رشی تھے - ان کا مزاج عجیب و غریب تھا گھڑی میں کچھ گھڑی میں کچھ - ابھی رسوئی پکوائی اور ابھی آپ غائب - دن بھر پتہ ندارد پھر آئے تو غل شور کہ

لاؤ ابھی ابھی تازہ تازہ گرم گرم کھانا -

کھانا آگیا تب بھی چین نہیں کہہ دیا کہ ٹھیر کے کھائینگے - وہیں دن بھر میں کبھی کئی دفعہ کھانا خراب کرنا اور پھر سر ہونا کہ کچھ بھجوادو بھوجن +

پرتھا عقلمند تھی ہر بات کی تمیز تھی اس نے ایسی تاک رکھی کہ کبھی زبار ہیں

حرف شکایت زبان پر دے سکی نہ پائے۔ ایک روز خوش ہو کے بولے
میں تیری خدمتگزاری سے نہایت خوش ہوں کوئی چیز مجھ سے طلب کرو +
پرتھا۔ آپ مجھ سے رضامند رہے میرے واسطے یہی بہت کچھ ہے +
درباسا۔ نہیں نہیں کچھ مانگ لے۔ سچ سچ کہہ کیا خواہش ہے +
پرتھا۔ سچ کہتی ہوں کچھ خواہش نہیں نہ خدمتگزاری کا معاوضہ مطلوب ہے +
درباسا۔ تو نہیں مانگتی تو نہ سہی میں اپنی طرف سے ایک منتر سکھاتا ہوں یاد کرلے
اس منتر کی تاثیر سے تو جس دیوتا کی خواہش کریگی ہاتھ باندھے حاضر ہو کر فرمانبرداری
کریگا۔ بس لے اب میں رخصت +
پرتھا نے منتر خوب رٹ لیا اور درباسا اسی وقت نظروں سے غائب ہو گئے +

ادھیائے ۱۲۰

سورج دیوتا کے تخم اور پرتھا کے بطن سے کرن کی ولادت ادھرت رتھبان کے یہاں پرورش۔ دریودھن سے دوستی۔ ارجن سے دشمنی

پرتھا نے اب شباب کے پہلے زینے پر قدم رکھا۔ اول ہی اول ماہواری غسل
نے خبر دی ہوا بار آوری کے لائق ہو گیا۔ پرتھا پہلے اس حالت سے محض ناواقف
تھی سخت گھبرائی اور یونہیں دن گزر گئے چوتھے روز وہ نہا دھو کر پاک و صاف ہوئی
پوشاک بدلی اور سورج کی طرف دیکھا تو سورج شفق کی سرخی میں چمکتا ہوا بہت بھلا
معلوم ہوا۔ اس وقت سورج کے چہرے پر شرم سرخی دوڑی ہوئی
تھی کنڈل اور کوچ سے سروپ بہت ہی اچھا معلوم ہوتا تھا اس نے دل میں خواہش کی کہ
"ایسا بیٹا ایشور دے تو کیا بات ہے" +
درباسا رشی کا منتر سدھ تھا یاد آتے ہی پورب کی طرف بڑھ کر تکا کہ
تو سورج دیوتا آ موجود ہوئے۔ پوچھا کیوں یاد ہوئی کیا خواہش ہے +

پرتھا۔ خواہش وا ہش کچھ نہیں۔ صرف دُرباسا جی کے منتر کی آزمائش مد نظر تھی۔ تکلف وہی معاف۔ اب آپ جائیے اپنی راہ لگیئے ✣

سورج دیوتا۔ آکاش کی طرف نظر اُٹھاؤ۔ دیکھو کتنے دیوتا دیکھ رہے ہیں۔ میں لوٹ جاؤنگا تو سب قہقہے لگائینگے۔ کہ وہ گئے اور پھٹے منہ چلے آئے۔ ہم کو میری طرح کے بیٹے کی خواہش ہے وہ پوری کئے بغیر نہ جاؤنگا۔ اُٹھو۔ چلو تخلیئے میں ✣

پرتھا۔ میں ماں باپ کی مرضی کے بغیر تنکا نہیں ہلا سکتی۔ وہ جس کو ہاتھ پکڑا دینگے اُس کا کہنا سر آنکھوں پر ہوگا۔ آپ بیجا خواہش سے معاف رکھیں ✣

سورج دیوتا۔ ماں باپ کا اس میں کچھ دخل نہیں۔ دنیا میں سب دل کے مختار اور طبیعت کے مالک ہیں پھر تجھے عذر کیا۔ کنواری ماں جا۔ مجھ ایسا بیٹا ملا۔ تو اطمینان رکھ کنوار پن کو ذرا دھبہ نہ لگیگا تو ویسی ہی کی ویسی بنی رہیگی۔ اگر اب بھی عذر و انکار ہوا تو سمجھ لے کہ خرابی رکھی ہوئی ہے۔ سراپ دونگا تو آفت ہوگا ✣

پرتھا ڈر گئی۔ زیادہ حیلہ حوالہ نہ کر سکی۔ سورج نے جوگ بل سے خواہش نفسانی پوری کی۔ کہاں سورج کا تیج کہاں پرتھا کی نو عمری اس کو غش آگیا اور اسی وقت حاملہ ہو گئی۔ سورج دیوتا تشریف لے گئے پرتھا کو پاؤں بھاری معلوم ہونے لگا کسی کو راز کی خبر نہ ہوئی۔ صرف ایک دھاتری جانتی تھی۔ کہ معاملہ کیا ہوا۔ اب مدت حمل گزری ماگھ شدی پریوا کو کرن کی ولادت ہوئی کوچ اور کنڈل سے جسم کی زینت چہرے پر سورج کا جلال اہل دنیا سے شرم تھی۔ بدنامی کا خوف تھا۔ پرتھا نے ممتا کی آنچ سرد کی۔ آنکھ کے تارے کو صندوق میں بند کر کے اسوندی میں بہا دیا۔ دھاتری اس راز سے بھی واقف رہی دونو کو ایسے خوبصورت لڑکے کی جدائی کا نہایت قلق ہوا مگر مجبور تھیں آنسو ڈالنے کے سوا اور اختیار ہی کیا تھا۔ صندوق بہاؤ پر چلا گنگا و جمنا سے گزرتا ہوا ہستناپور میں ایک جگہ رک گیا راجہ دھرتراشٹ کے رتھبان ادھرت کا مکان اسی جگہ پر تھا وہ اپنی عورت رادھا کے ساتھ نہانے گیا تو صندوق پر نظر پڑی ادھر دوڑا ہوا گیا۔ قفل توڑا صندوق کھولا تو ایک پیکر نور نظر آیا خوش خوش رادھا کی گود میں دیکر بولا کہ

لو ایشور نے اولاد دے دی۔ پالو پرورش کرو ✣

راؤدھا بڑی محبت سے پرورش کرنے لگی بسکین نام تجویز ہوا چھٹے برس وصو تراشٹر نے دیکھا تو بڑے خوش ہوئے دریودھن نے ایسی محبت کی کہ چولی دامن کا ساتھ ہو گیا ہر وقت کی محبت نے کرن کو دریودھن کا طرفدار بنا دیا لیاقت اور طاقت بہت تھی پہلے ارجن سے دشمنی رہتی تھی راجہ جدھشٹر کو کھٹکا رہتا تھا تو اسی سے +

ادھیائے ۱۲۱

راجہ اندر کی کرن کے پاس آمد- کنڈل اور کوچ کے لئے سوال- کرن کی بخشش- راجہ اندر سے شکتی کی دستیابی

کرن روزانہ دو پہر تک گنگا جی میں کھڑا رہتا تھا سورج کی استت زبان پر ہوتی تھی اور دست خیرداد و دہش میں مصروف اسی وقت جو شخص جو چیز طلب کرتا بے منت غیرے پا جاتا- کرن کسی کا کوئی سوال رد نہ کرتا تھا- اسی حالت میں ایک روز راجہ اندر برہمن کے بھیس میں تشریف لائے اور عرض کی

اے دریادل اے کلپ برکش- ایک سوال ہے پورا کر دیں +

کرن- بے تکلف کہئے کس چیز کی ہوس ہے- آپ ایسا نوجوان برہمن میں نے آج ہی دیکھا سونے کا مالا دہ کیا لطف دے رہا ہے کہئے کوئی علاقہ دوں- خزانہ نذر کروں کیا خدمت آپ چاہتے ہیں +

اندر- اور کچھ نہیں آپ کے کنڈل اور کوچ کی ضرورت ہے +

کرن- مجھے دینے میں کچھ عذر نہیں مگر سمجھ لیجئے کہ یہ میرے جزو بدن ہو رہے ہیں جب تک بدن کا گوشت نکالا جاویگا تب تک ان کا دینا ممکن نہیں- اگر آپ معاف رکھ سکیں تو خیر ورنہ مجبوری- اس کے عوض اور تمام دنیا کی چیزوں میں سے جو چیز مطلوب ہو ابھی حاضر ہو جائے مگر یہ تو فرمائے کہ آپ کا نام کیا ہے ؟

راجہ اندر دل میں سٹپٹائے مگر گنگا جی کے سامنے ایسے دانی شخص سے جھوٹ بولنا خلاف تھا اس لئے بتایا کہ :-

میں اندر ہوں +

کرن - آپ آج سوال کرنے تشریف لائے یہاں نہ معلوم کب سے آپ کے ارادے کی خبر تھی +

راجہ اندر - مجھے بھی معلوم ہے کہ تم سے سورج دیوتا کیا کہہ گئے ہیں +

کرن - مہاراج - آپ کو میری ڈنڈوت ہے آپ دیوتاؤں کے سرتاج ہیں - دنیا کی پرورش و حفاظت آپ ہی کی ذات پر منحصر ہے آپ کے قدم بڑے خوش نصیبی سے دیکھنے کو ملتے ہیں - کون خواہش ہے جو آپ کی توجہ سے پوری نہیں ہوتی اس لئے میں بھی سوال کرتا ہوں کہ

آپ اپنی شکتی مجھے مرحمت فرمائیں +

راجہ اندر - اچھا منظور - مگر جس وقت شکتی سے ایک دشمن مرا اسی وقت پھر تم خالی ہاتھ ہو جاؤ گے شکتی میرے پاس پہنچیگی یہ بھی خیال رہے کہ ارجن پر شکتی نہ چلے پورن برہم بھگوان کرشن چندر ارجن کے دست و بازو ہیں میدان جنگ میں وہ اُس کی محافظت کرینگے اُن کے خلاف اس شکتی کا استعمال ناجائز ہے تو میں شکتی دیتا ہوں تم کوچ اور کنڈل مجھے دو

کرن - خیر آپ کیا یاد کرینگے لیجئے کوچ اور کنڈل - یہ کہکر اُس نے اپنے گوشت سے کنڈل اور کوچ اتروانا شروع کیا - گوشت کٹ رہا تھا مگر کرن کے تیور وہی تھے بلکہ اور مسکراہٹ آتی جاتی تھی - وہ کہتا تھا کہ

بلا سے کوچ اور کنڈل چلا گیا - موت کی کچھ پروا نہیں - دنیا یہ تو سمجھ لیگی کہ کرن کس دل کا آدمی تھا اور دانی کیسے ہوتے ہیں +

کوچ کنڈل گوشت سے جدا کئے جا رہے تھے بدن کی طرف دیکھا نہ جاتا تھا کرن بولا

"اندر جی مہاراج سا تنی مہربانی کیجئیگا کہ بدن بگڑنے نہ پائے +

اندر - نہیں اطمینان رکھو - خوبصورتی بدستور قائم رہیگی +

انسان کرن کی دریا دلی دیکھ کر دنگ تھے دیوتاؤں کو حیرت تھی ہر طرف سے پھول برستے تھے راجہ اندر خون میں شرابور کنڈل اور کوچ لیکر چلتے ہوئے آگ کی طرح لال شکتی لیکر کرن اپنی قسمت کو سراہتا گھر آیا - چلو دان کی بدولت یہ تو نام ہوا کہ راجہ اندر کرن کے دروازے پر بھیک مانگنے آئے +

ادھیاے ۱۲۲

ایک برہمن کی فریاد - پانڈووں کی رفع شکایت کے لئے روانگی - ناکامیابی - بھوک پیاس کی تکلیف - نکل - سہدیو بھیم سین - ارجن کی وفات - راجہ جدھشٹر کے سوال و جواب سب کی دوبارہ زندگی کی اُمید

پانڈووں کی صحرانوردی کا زمانہ گزر گیا۔ اب ایک سال پوشیدہ رہنے کا وقت شروع ہوا - یہ ابھی دویت بن ہی میں تھے کہ اگنی ہوتری برہمن نے فریاد کی کہ

میری ارنی لکڑی درخت پر رکھی ہوئی تھی - ہرن بدن کھجانے آیا لکڑی سینگ میں اٹکی - ہرن بھاگا تو لکڑی سمیت غائب - اب میں اگنی ہوتر کیونکر کروں جس لکڑی سے آگ نکالتی تھی وہی ندارد - آپ سب دھرماتما ہیں برہمنوں کا کوئی کام اٹکنے نہیں دیتے مہربانی کیجئے لکڑی ڈھونڈھ لا دیجئے ÷

پانچوں پانڈو اُسی وقت دوڑ پڑے ادھر ڈھونڈھا اُدھر تلاش کیا سارا جنگل چھان مارا کونا کونا دیکھا نہ کہیں ہرن ملا نہ لکڑی - چلتے چلتے پاؤں تھک گئے دوڑتے دوڑتے دم پھول گیا - ایسی تھکائی ہوئی کہ آخر ایک درخت کے نیچے ستانے لگے ادھر پاؤں بھرے ہوئے تھے - سانس اچھی طرح نہ سماتی تھی اُدھر بھوک کا زور پیاس کا چٹکا ہوش وحواس باختہ تھے - نکل کو اپنی حالت پر غصہ آیا - راجہ جدھشٹر سے بولا

کہ ہمارے خاندان کا ہمیشہ دھرم میں نام رہا کبھی کسی سے نہ ہمت ہاری - نہ کسی پر الکساہٹ کا سایہ بھی پڑا - جو دھرم کا کام پیش ہوا اُسے کرہی کے چھوڑا اہل غرض کی حاجت روائی ہماری نظر کے اشارے میں ہوتی رہی آج یہ کیا انتہا اسی

کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ فکر کھائے جاتی ہے +

راجہ جدھشٹر۔ بھائی مصیبت بڑی بُری چیز ہے اس میں نہ اپنا کیا کچھ ہوتا ہے نہ کچھ بنائے بنتی ہے۔ دھرم ہیں مصیبت کے سوا راحت کہاں۔ عذاب و ثواب کی سزا و جزا یہی دھرم ہی تو دیتا ہے۔ پس ہر حالت میں شکر کرنا چاہیئے +

بھیم سین۔ ہائے فکر۔ تو نے کہیں کا نہ رکھا اگر میں دوشاسن کا ٹیٹوا اسی وقت دبا دیتا جب کمبخت دروپدی کو گھسیٹ رہا تھا تو آج کاہے کو فکر جان لیتی +

ارجن۔ بھیم سین جی۔ آپ سچ فرماتے ہیں۔ آہ مجھ سے بڑی بھاری غلطی ہوئی۔ جس وقت کرن ادکھیاں سُناتا تھا لام و کاف بکتا تھا اُس وقت رنج دے کر میں نے خود ہی فکر مول لی۔ اگر ذرا بھویں ٹیڑھی ہو جاتیں تو آج کوفت سے سامنا نہ ہوتا +

سہدیو۔ میں بھی ایسی باتوں کو رو تا رہتا ہوں۔ بھائی صاحب کو شکنی جوئے میں جیتے اور میں دیکھا کروں۔ افسوس نہ جانے اس وقت کیا جادو ہو گیا۔ کہ تلوار نہ اُٹھ سکی۔ اگرچہ سر خون سے رنگ گئی ہوتی تو کیوں یہ دن دیکھنا نصیب ہوتا +

راجہ جدھشٹر۔ جو ہو گیا اب اُس کا ذکر کیا۔ گزشتہ را صلواۃ۔ اس وقت ہم سب بھوک پیاس سے بیچین ہیں تدبیر وہ ہونا چاہیئے کہ ذرا حلق تر ہو جائے جان میں جان آئے (نکل سے) بھائی ذرا درخت پر چڑھ کر دیکھو کہیں پانی نظر آتا ہے؟

نکل درخت پر چڑھا ادھر اُدھر دیکھ کر بولا

پانی تو نہیں دکھائی دیتا مگر ہاں وہ سامنے ہزارہا جانور کُلبلیں کرتے معلوم ہوتے ہیں۔ جانوروں کا یوں ایک جگہ ہجوم بے وجہ نہیں ضرور کوئی پانی کا چشمہ ہے +

راجہ جدھشٹر۔ تو پیارے ذرا تکلیف کرو۔ برتن تو ہے ہی نہیں ترکشوں ہی میں پانی لے آؤ۔ پیاس کے مارے زبان میں کانٹے پڑ رہے ہیں +

نکل گیا دیکھا کہ ایک تالاب موجیں مار رہا ہے پانی صاف و شفاف پیاس سے لب خشک ہو رہے تھے۔ سوچا کہ پہلے زبان تر کرو پھر ترکش بھر لینا جو نہیں پانی پینے کا ارادہ کیا ایک آواز کان میں آئی +

ذرا رُکے رہئے - پہلے میرے سوال کا جواب دیدو پھر پانی کی طرف رُخ کرنا + نکل نے آواز کی کچھ پرواہ نہ کی اور منہ سے پانی لگا لیا پانی حلق سے اُترتے ہی زہر کا کام کر گیا - وہ بیہوشی غالب ہوئی کہ نبضیں بھی چھوٹ گئیں +

راجہ نے تھوڑی دیر انتظار کیا مگر نکل کا پتہ ندارد - سہدیو کو بھیجا کہ نکل کو ڈھونڈھے اور پانی لے آئے +

سہدیو گیا تو وہی صورت پیش آئی - آواز نے سوال کا کڑا کا سنایا سہدیو نے ہٹ سے پانی پی لیا اور وہیں کا وہیں لوٹ گیا +

راجہ جدھشٹر کو اور حیرانی ہوئی کہ معاملہ کیا ہے ارجن سے بولے :-

کہ جاؤ نکل و سہدیو کی خبر لاؤ پانی لے تو ہم کشش میں لیتے آنا +

ارجن پہنچا دونو بھائی مردہ تھے - قاتل کی تلاش میں سرگردان ہوا مگر بے سود استنے میں وہی آواز سُنائی دی اس نے گانڈیو دھنش تانا آواز پر تیر کی بوچھاڑ کرنا شروع کر دی اس کے تیر آگے پیچھے نشانے پر چل رہے تھے کہ پھر کانوں میں یہ صدا گونجی + تیروں کے فضول پھینکنے سے حاصل سوالوں کا جواب دو تب پانی پیو +

ارجن - یہ کون بک بک کر رہا ہے - مرد ہو تو سامنے آ جائے عورتوں کی طرح گھونگھٹ میں منہ چھپانا مردوں کا کام نہیں میں پانی پیتا ہوں دیکھوں کون روک لیتا ہے +

آواز - پانی پیا اور مزہ چکھا - کہہ دیا کہ سوال کا جواب دے دو +

ارجن - پانی نہ پینے والے کی ایسی تیسی نہیں جواب دیتے کسی کا اجارہ ہے +

یہ کہکر ارجن نے چلو لگایا تو ہوش ندارد - ایک چکر آتے ہی بھائیوں کے ساتھ ہو گیا - ہیکڑی ہی خاک نہ چلی +

جب ارجن بھی وہیں رہ گیا تب تو جدھشٹر کے اور بھی حواس باختہ ہوئے بھیم سین سے کہا کچھ بات سمجھ میں نہیں آتی - ارجن بھی غائب ہو گیا - ذرا جاؤ دیکھو تو

ہر چہ کہ در کان نمک رفت نمک شد

کا سا معاملہ کیا ؟

بھیم سین تنتا اکڑتا چلا پہنچا تو تینوں بھائی خاک پر بیجان پائے تن بدن میں آگ لگ گئی بولا کہ یہ سارا فساد گندھربوں کا ہے - اچھا رہو پانی پی لوں تو کچھ مر

نکالوں اتنے ہی میں آواز نے چونکایا صدا آئی - سوال حل کردو تب پانی پیو +

بھیم سین گرجا کہ

ڈال دینے سوال کو چولہے بھاڑ میں - میرے تینوں بھائی مارے - پانی پی کر گدی سے زبان کھینچ لونگا تو سوال کا جواب معلوم ہو جائیگا +

بھیم سین کو طاقت کا گھمنڈ تھا تر کش بھر کر پانی پیا مگر ابھی ٹھیک ڈکار بھی نہ آئی تھی کہ چاروں شانے چت نہ نبض میں حرکت نہ جسم میں سانس +

اب جدھشٹر خود اُٹھے لمبے ڈگ رکھتے ہوئے پہنچے دیکھا تو چاروں بھائی مردہ - رو پڑے - منہ پیٹ لیا - سر دے مارا - چھاتی پیٹ پیٹ کر چیخنے لگے کہ

ہائے اب میں کیا کروں - کہاں ڈوب مروں - زہر کھالوں یا ہیرا چبالوں - جن بھائیوں کی ذات پر بھروسا تھا افسوس وہ ساتھ چھوڑ گئے میں دروپدی کو کیا منہ دکھاؤں - ماتا کنتی کو کیسے صبر آئیگا - آہ دنیا میں کوئی سچا نہیں - رشی منی بھی سب جھوٹے نکلے - دیوتاؤں کے وہ بردان کیا ہو گئے - رشیوں منیوں کے وہ بچن کہاں ہیں کہ ارجن اور بھیم دشمنوں کا خون بہائینگے - جدھشٹر اکھنڈ راج کریگا افسوس ذرا سی دیر میں مدتوں کی اُمیدیں خاک میں مل گئیں - آرزوؤں کا ایک دم سے خون ہو گیا - جن بھائیوں سے دیوتاؤں کی کور دبتی تھی یکش اور گندھرب لوہا مانتے تھے اُن کا مارنے والا کون پیدا ہو گیا - ترلوک میں کس کے پاس وہ ہتھیار ہے جو ارجن کو خاک پر سلاتے اندر کا بجر بھیم سین کے بدن سے چھو جائے تو چور چور ہو جائے کیا بات ہے کہ میرے بھائی دم کی دم میں چٹ پٹ ہو گئے ان کے سوا کسی دوسرے کی لاش بھی دکھائی نہیں دیتی کوئی دشمن پڑا ہوا نظر نہیں آتا - حیرت ہے کہ گانڈیو دھنش کے ہوتے ارجن ایسا نہ تھا کہ زمین پر لاشیں بچھائے بغیر آپ خود سو جاتا میں تو جانتا ہوں کہ ضرور کچھ جادو ہوا ہے بھائی مرے نہیں کوئی مایا رچی گئی ہے لاؤ ذرا حواس ٹھیک کر کے نبضیں تو دیکھیں +

راجہ جدھشٹر ادھر تو پیاس سے بیدم ہو رہے تھے اُدھر گریہ وزاری نے گلا خشک کر دیا اُنہوں نے ارادہ کیا کہ لاؤ منہ پر دو چار چھینٹے ڈال کر دو گھونٹ

پانی پی لو تب اوسان ٹھیک ہوں گے۔ چنانچہ جونہی پانی کی طرف چلو بڑھایا آواز آئی ؛

چار نکل اُٹھ چکے ہیں۔ اب تم خبردار۔ سوال کا جواب دے کر پانی کی طرف رُخ کرنا نہیں تو یہی گت تمہاری بھی ہوگی ؛

راجہ جدھشٹر۔ بھائی یہ کس نے آواز دی کیا نام ہے ؟

آواز۔ میں بگلا ہوں۔ مشیل نام ہے جو میرے سوال کا جواب نہیں دیتا وہ موت کے گھاٹ اُترتا ہے ؛

راجہ جدھشٹر۔ میرے بھائی ایسے طاقتور کہ سمیر اور کیلاش کو ٹھکرا دیں بندھیاچل اور ہمالیہ کو ہلا دیں اُن کو بگلا کیا مار سکتا ہے۔ جھوٹ نہ بولو۔ سچ سچ کہو ؛

آواز۔ سچ سچ پوچھتے ہو تو کہوں کیا آنکھیں کھول کر دیکھو میں یکش ہوں تمہارے بھائیوں کو میں نے ہی مارا ہے ؛

کان میں آواز آتے ہی پلک جھپکانے کی دیر ہوئی تھی کہ سامنے ایک کالا کالا تاڑ سا آدمی دکھائی دیا۔ راجہ جدھشٹر بولے کہ

یکش ہو یا اور کوئی تمہاری حرکتیں انسانیت کے خلاف ہیں تالاب کا پانی پینے ہی کے واسطے ہے پھر پیاسوں کو پانی پینے نہ دینا تو رہا درکنار غریبوں کو مار ڈالنا یہ کس نے سکھایا ہے۔ دھرماتما لوگ تو کنواں کھدواتے۔ باولی بناتے تالاب تعمیر کراتے ہیں کہ ایشور کے بندوں کو آرام پہنچے تم اُلٹے پاپ بٹورتے ہو۔ واہ۔ خیر جو ہو گیا اب اس کا ذکر کیا۔ مہربانی سے بتاؤ کہ سوال کیا ہے ؟

یکش۔ سورج کا پورب میں روشن کرنے والا کون ہے۔ ۲۔ اُس کے ہمراہیوں کو کیا کہتے ہیں۔ ۳۔ اُس کو غروب کرنے کی طاقت کس میں ہے۔ ۴۔ اُس کا قرار کس پر ہے ؟

راجہ جدھشٹر۔ ۱۔ برہم۔ ۲۔ دیوتا۔ ۳۔ دھرم۔ ۴۔ ست ؛

یکش۔ انسان کو بہ صفت موصوف اور واجب التعظیم بنانے والا کون ہے ۲۔ خواہ مخواہ کرنے والی چیز کیا ہے۔ ۳۔ انسان کو عقلمند کون بناتا ہے ؟

راجہ جدھشٹر۔ ۱۔ وید کی تعلیم اور تپسیا۔ ۲۔ صبر۔ ۳۔ بزرگوں کی خدمتگزاری ؛

یکش - ۱- برہمنوں کا دیو بھاو - ۲- اُن کے ست پرشوں کا سادھرم - ۳- اُن کا منش بھاو اور ۴- است پرشوں کا طریق کیا ہے +

راجہ جدھشٹر - ۱- وید پاٹھ - ۲- تپسیا - ۳- موت - ۴- برہمنوں کی بدروشی +

یکش - چھتریوں کی نسبت مندرجہ بالا سوال کیا جائے تو آپ کیا جواب رکھتے ہیں +

راجہ جدھشٹر - چھتریوں کا دیو بھاؤ استر شستر ودیا ہے - ست پرشوں کا دھرم یگیہ - منش بھاؤ خوف و ہراس - است پرشوں کا طریق دردرسی سے گریز +

یکش - ۱- سام وید - ۲- یجر وید سے یگیہ سمبندھی منتر بتائیے - ۳- یگیہ کو ماننے والی رچا کون ہے جسے یگیہ قبول کرنے پر مجبور ہے +

راجہ جدھشٹر - ۱- پران - ۲- من - ۳- یکھیہ رچا +

یکش - ۱- کس میں اچھی طرح آسودہ کرنے کی پوری قدرت ہے - ۲- پتروں کو دان میں کون چیزیں زیادہ ثواب کی ہیں - ۳- عزت کے خواہشمندوں کے لئے کون چیز رکھنا چاہئے - ۴- خاندان کی ترقی خواہوں کو کیا چیز عزیز ہے ؟

راجہ جدھشٹر - ۱- برساتی پانی - ۲- کنوئیں باولی تالاب باغ - ۳- گائے ۴- فرزند +

یکش - آسائش اور مال و دولت سے آسودہ اور معزز ہونے پر بھی کون شخص مردہ سے بدتر ہے +

راجہ جدھشٹر - صرف اپنا شکم پرور +

یکش - زمین سے وزنی - ۲- آکاش سے بلند - ۳- ہوا سے زیادہ تیز رفتار - ۴- گھاس سے زیادہ پیدا ہونے والی چیزیں کون کون ہیں ؟

راجہ جدھشٹر - ۱- ماں کا درجہ - ۲- باپ کا مرتبہ - ۳- دل - ۴- فکر +

یکش - سونے میں کس کی پلک نہیں جھپکتی - ۲- پیدائش کے بعد کس میں قوت رفتار نہیں ہوتی - ۳- بغیر دل کے کون ہے - ۴- دفعتہً بڑھنے کی طاقت کس کو حاصل ہے +

راجہ جدھشٹر - ۱- مچھلی - ۲- انڈا - ۳- پتھر - ۴- دریا +

یکشش - پردیسی کا رفیق - ۲- گرہستی کا دوست - ۳- روگی کا شفیق - ۴- قریب المرگ کا ہمدرد کون ہے ؟

راجہ جدھشٹر - ۱- سلوک - ۲- عورت - ۳- حکیم - دان +

یکشش - کون چیز سب میں موجود ہے - ۲- سناتن دھرم سے کیا حاصل ہوتا ہے ۳- دنیا کیا چیز ہے - ۴- امرت کون ہے ؟

راجہ جدھشٹر - ۱- آگ - ۲- مُکت - ۳- ہوا - ۴- گائے کا دودھ +

یکشش - ۱- اکیلا پھرنے والا کون ہے - ۲- بار بار کون ظاہر اور غائب ہوتا ہے - ۳- سردی کا علاج کیا ہے - ۴- دولت رکھنے کا سب سے بڑا کیسہ کون ہے ؟

راجہ جدھشٹر - ۱- سورج - ۲- چاند - ۳- آگ - ۴- زمین +

یکشش - ۱- آتما - ۲- دیوتا کا پیدا کیا ہوا دوست بتاؤ - ۳- غذا کون دیتا ہے - ۴- آخر میں عیش و آرام کس سے ملتے ہیں ؟

راجہ جدھشٹر - ۱- فرزند - ۲- عورت - ۳- اندر - ۴- دان +

یکشش - ۱- پیہ خیرات کرنے والوں میں کس چیز کی ضرورت ہے - ۲- دولت کون اچھی ہے - ۳- کون چیز سب سے بہتر - ۴- سکھ کون عمدہ ؟

راجہ جدھشٹر - ۱- عقلمندی - ۲- علم - ۳- تندرستی - ۴- قناعت +

یکشش - ۱- انسان کیونکر عزیز دنیا اور ۲- دولتمند ہو جاتا ہے - ۳- بیفکری کیونکر حاصل رہتی ہے - ۴- سکھ کیونکر ملتا ہے ؟

راجہ جدھشٹر - ۱- غرور چھوڑنے سے - ۲- خواہشات ترک کرنے سے - ۳- غصہ مارنے - ۴- لالچ اور محبت دور کرنے سے +

یکشش - ۱- برہمنوں کو کس غرض سے - ۲- نٹوں نچنیوں کو کس واسطے - ۳- بھائیوں کو کس دوستا سے - ۴- راجاؤں کو کس لئے دولت دی جاتی ہے ؟

راجہ جدھشٹر - ۱- دھرم کے لئے - ۲- ناموری کے واسطے - ۳- پرورش کی نیت سے - ۴- خوف سے +

یکشش - دنیاوی تاریکی کا کون باعث ہے - ۲- دوستوں سے کون تفرقہ

دلواتا ہے - ۳- نجات سے کون محروم رکھتا ہے؟

راجہ جدھشٹر - ۱- جہالت - ۲- لالچ - ۳- خراب اعمال +

یکشش - ۱- انسان اور ۲- ملک - ۳- اعتقاد - ۱اور ۴- یگیہ کس کس چیز کی عدم موجودگی سے جسم بے جان کی مثال ہیں؟

راجہ جدھشٹر - ۱- دولت - ۲- راجہ یا بادشاہ - ۳- عالم و فاضل برہمن - ۴- دکشنا +

یکشش - وہ دشمن کون ہے جسے تکلیف سے سرکرتے ہیں - ۲- وہ مرض کون ہے جو دور نہیں ہوتا - سادھو کون ہے؟

راجہ جدھشٹر - ۱- غصہ - ۲- لالچ - ۳- ہمدرد خلائق +

یکشش - سب سے خراب نرک کس کے لئے ہے؟

راجہ جدھشٹر - برہمن کو بلا کر پھر سوکھا ٹکا دینے والے اور دھرم شاستر دیوتا برہمن پتر کے مکان میں جھوٹ بولنے والے کو +

یکشش - گرو سیوا سے بید پاٹھ اور بید کے معنے مطلب جاننے سے برہمن ہوتا ہے یا کسی اور وصف سے؟

راجہ جدھشٹر - بد اعمال - پابند نفس ہو - اگنی ہوتر نہ کرتا ہو تو بید پاٹھی برہمن نہیں +

یکشش - ۱- شیریں زبانی - ۲- دور اندیشی - ۳- دوستوں کی کثرت - یہ دھرم کی محبت سے کیا حاصل ہوتا ہے؟

راجہ جدھشٹر - ہر دلعزیزی - ۲- کامیابی مقاصد - ۳- امن و آسائش - ۴- نجات +

یکشش - ۱- دنیا میں آرام سے کون ہے - ۲- حیرت انگیز کیا بات ہے اور ۳ سیدھا راستہ کون ہے؟

راجہ جدھشٹر - ۱- جو ہفتے میں ایک بار بھی ساگ پات کھا کر بسر کرتا ہے اور کسی کا مقروض نہیں - ۲- اوروں کو مرتے دیکھ کر بھی اپنے کو زندہ جاوید سمجھنا ۳- جس راستے میں بزرگ چلتے آئیں +

یکش۔ تمہارے سب جواب ٹھیک تھے۔ تمہاری عقلمندی سے میں بہت خوش ہوں۔ اچھا اب ذرا بتاؤ تم کس بھائی کی زندگی چاہتے ہو؟

راجہ یدھشٹر۔ نکل کی ÷

جکش۔ حقیقی بھائیوں کو چھوڑ کر سوتیلے بھائیوں کی زندگی چاہنا۔ اس سے تمہارا فائدہ۔ بھیم سین تمہارا جان و جگر۔ دس ہزار ہاتھیوں کو ایک ساتھ لڑا دے۔ ارجن وہ شور بیر جس کو دیوتاؤں کی سی طاقتیں حاصل ان کے جلانے کہتے تب کچھ بات بھی تھی راج پاٹ بھی ملتا۔ دریودھن وغیرہ بھی ہلاک ہوتے۔ نکل تمہیں کیا دے دیگا ÷

راجہ جدھشٹر۔ میں دھرم کو مقدم سمجھتا ہوں جو دھرم کا پلہ پکڑتے ہیں دھرم اُن کی حفاظت کا بیڑا اٹھائے رہتا ہے۔ جہاں دھرم کا ساتھ چھوٹا دھرم ہی گلے پر چھری پھیر دیتا ہے میں دوئی کا خیال نہیں رکھتا۔ میں ماتا کنتی اور مادری میں ذرا فرق نہیں سمجھتا۔ دونو میرے پتا کی دھرم پتنی ہیں۔ مجھے دونو یکساں نظر آتی ہیں۔ اسی رشتے سے میں نکل کو بھی ویسا ہی سمجھتا ہوں۔ جیسا بھیم سین اور ارجن کو۔ اب رہی نکل کو جلانے کی خصوصیت وہ اس سبب سے ہے کہ ماتا کنتی مجھ کو دیکھکر صبر کرے تو ماتا مادری نکل کو دیکھ کر ÷

یکش۔ اُف اوہ۔ آپ کو ایسا دھرم کا پاس۔ اتنی بے غرضی۔ آفرین۔ آپ کے دھرم نے میرے ہوش اڑا دئے۔ ٹھہرئے میں نکل گیا۔ آپ کے سب بھائیوں کو اُٹھا کر بٹھائے دیتا ہوں ÷

ادھیائے ۱۲۳

بھیم سین اور ارجن کی دوبارہ زندگی۔ دھرم راج جی کے درشن۔ راجہ جدھشٹر سے خوشنودی۔ بردان

یکش کے ذرا سے اشارے میں بھیم سین وغیرہ نے آنکھیں کھول دیں اور اُٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ راجہ جدھشٹر کی خوشی کی حد نہ تھی۔ یکش کا شکریہ ادا کر کے دست بستہ عرض کی کہ

مہاراج آپ یکش نہیں یا تو کوئی جسو ہیں یا اُور ورنہ ہمارے پتا دھرم راج جی ہونے میں شک نہیں۔ میرے بہادر اور زبردست بھائیوں کو اس طرح مارنے والا دنیا کے پردے پر پیدا ہی نہیں ہُوا۔ ایک ایک لاکھ لاکھ پر بھاری ہے سچ بتائیے آپ کا کیا نام ہے؟

یکش۔ پیارے جدھشٹر۔ تم نے خوب پہچانا واقعی میں دھرم راج ہوں۔ بہت دنوں سے دیکھا نہ تھا۔ آج جی چاہا اسی بہانے سے دیکھ لیا۔ میں تمہارے دھرم کرم سے اتنا خوش ہُوا ہوں کہ حد و حساب نہیں۔ تم نے دنیا بھر میں اپنا جس پھیلا رکھا ہے ست پر ہر وقت قائم رہتے ہو۔ نفس کو خوب زیر کر رکھا ہے۔ قلب کی صفائی اور نفس کی پاکیزگی میں تمہارا نظیر نہیں۔ کبھی مزاج اور خیالات میں تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔ دلآزاری سے نفرت۔ رحم دلی سے رغبت۔ جو باتیں ہیں سب برہم ودیا کے موافق۔ بچپن کی بھوک پیاس۔ جوانی کے رنج اور محبت بڑھاپے کی ناتوانی اور موت پر تم در ہو گئے۔ ہاں لے کہو مجھ سے کیا مانگتے ہو؟

راجہ جدھشٹر۔ برہمن رشی کی ارنی لکڑی +

دھرم راج۔ لکڑی تو میں ہی ہرن بن کر اڑا لے گیا تھا اُس کا مانگنا کیا اور کچھ مانگو +

راجہ جدھشٹر۔ بارہ برس آپ کے اقبال سے کٹ گئے۔ اب تیرھویں برس سے سامنا ہے۔ اس میں اگر دشمنوں نے ہمیں پہچان لیا تو بس زندگی بھر تک جنگلوں کی ٹھوکریں نصیب رہینگی۔ اس سے ایسی تدبیر بتائیے کہ کوئی پہچان نہ سکے +

دھرم راج۔ میں بردان دیتا ہوں کہ اور بھیس کیا اگر اسی صورت سے رہو تب بھی کوئی پہچان نہ سکے گا۔ مگر بہتر ہے کہ نام بدل کر بیراٹ میں چلے جاؤ

راجہ کے پاس رہو۔ سال بھر جس طرح بنے کاٹو۔ دشمنوں کو خبر بھی نہ ہوگی کہ کہاں ہو
پہچاننا کیا معنے۔ ادھر سال گزرا اُدھر تم ہو گے اور راج سنگھاسن سب دشمن
ایک دم خاک میں مل جائینگے۔ تم دھرم کی آزمائش میں پورے اُترے ذرا لغزش
نہیں ہوئی۔ اس لئے مَیں دعا دیتا ہوں کہ تمہیں آج تک جو تکلیف ہوئی
وہ جلد دور ہو۔ راج ملے۔ ہمیشہ آنند کرو۔ دھرم راج نے یہ کہہ کر
ارنی لکڑی راجہ جدھشٹر کے حوالے کی اور راجہ جدھشٹر کو اشیرباد دیتے
ہوئے نظر سے غائب ہو گئے ✦

مہابھارت

حصہ چہارم

براٹ پرب

ادھیائے ۱

تیرھویں سال کا آغاز - پانڈووں کو روپوشی کی ضرورت براٹ نگر جانے کی تجویز - خدمات کی باہمی تقسیم

راجہ جنمیجے راج سنگھاسن پر رونق افروز ہیں سامنے جواہر نگار چوکی پر بیشم پاین جی کا جلوہ ہے۔ رشی جی مہاراج کی زبان فیض ترجمان سے پھول جھڑ رہے ہیں۔ براٹ پرب کا یوں آغاز ہوتا ہے:

پانڈووں کی صحرا نوردی کا زمانہ خیریت سے گزرا۔ بارہ برس کی سرگذشت ختم ہوگئی۔ اب تیرھواں برس شروع ہوا۔ یہ سال نہایت سخت تھا راجہ جدھشٹر وغیرہ کو ۳۶۵ دن میں پوشیدہ رہنے کی ضرورت تھی کہ دریودھن تلاش میں ناکامیاب

ہے اگر اُن ایام میں پتہ لگ جاتا تو پھر غریبوں کا ٹھکانا نہ تھا۔ بارہ برس کی جلا وطنی نصیب ہوتی۔ جس دن بارھواں برس ختم ہُوا۔ اُنہوں نے باہم مشورہ کیا کہ اب کیا کیا جائے۔ کہاں جائیں کہاں چھپیں۔ کیونکر دریودھن سے جان بچائیں۔ دشمن زمین کھود کر ڈھونڈھ نکالینگے زمین و آسمان ایک کئے بغیر نہ رہینگے نہ معلوم کتنے مخبر اور گوئندے چھوٹ بھی چکے ہونگے۔ اسلئے اب پوشیدگی کا معقول انتظام ہونا چاہئے۔ راجہ جدھشٹر کو فکرمند دیکھ کر ارجن نے عرض کی۔

مہاراج فکر سے کچھ حاصل نہیں۔ چارۂ کار سوچنے کی ضرورت ہے آپ ہر طرح مطمئن رہیں۔ ایشور سب پیشبندیاں کر چکا ہے۔ میں دھرم راج جی سے بردان حاصل کر چکا ہوں کہ تیرھویں برس ہم لوگوں کو کوئی شناخت نہیں کر سکیگا۔ اب رہی روپوشی کی جگہ۔ سو اس کے لئے میری رائے ناقص میں پانچال (پنجاب) چندیری کا متس۔ سورسین (متھرا) پٹ چرہ۔ دشارن۔ مہاراشٹر۔ تل۔ شالو۔ یوگندھر۔ کنت راشٹر۔ سوراشٹر۔ اونتی عرف اُجین میں سے کوئی مقام تجویز کر لینا چاہئے کہ دیش کے اطراف و جوانب کے تمام شہر آباد و معمور ہیں۔ کسی چیز کی کمی نہیں ہے

راجہ جدھشٹر۔ دھرم راج کے بردان سے نہایت اطمینان ہُوا۔ سچ پوچھو تو بڑی بھاری فکر دور ہوئی۔ اب رہی پوشیدگی کی جگہ۔ تو میری رائے میں متس دیش کے بیراٹ نگر سے بہتر دوسری جائے پناہ نہیں۔ وہاں کا راجہ ایک تو میرا دوست قدیمی دوسرے گیانی دھیانی۔ دھرماتما اور پرتاپی۔ اس کی سلطنت میں کسی قسم کا کھٹکا نہ ہوگا مگر یہ سوچنا چاہئے کہ وہاں کس بھیس میں جائیں۔ بسر اوقات کی کیا سبیل کریں

ارجن۔ مجھے اور بھائیوں کی طرف سے دلجمعی ہے وہ جو کام چاہینگے کر لینگے۔ اب فکر یہ ہے کہ آپ نازک طبع۔ دھرم کے سروپ۔ ست بادی۔ تاجداران زمانہ آپ کی قدمبوسی کو فخر سمجھتے ہیں۔ اس مصیبت کے زمانے میں کیونکر آپ سے کسی کی خدمت ہو سکیگی

راجہ جدھشٹر۔ مجھ سے تو واقعی کوئی کام نہ ہو سکیگا۔ ہاں کہو تو قماربازی کے جوہر سے راجہ کو خوش کروں۔ راجوں مہاراجوں کو جہاں شکار وغیرہ سے دلچسپی رہتی ہے۔ وہاں جوئے میں بھی اُن کی تفریح طبع کا سامان کم نہیں بس میں نے تو بسر اوقات

کے لئے یہ ذریعہ پسند کیا +

سب بھائی اس تقریر پر ہنس پڑے اور بھیم سین مذاقیہ لہجے میں بولا "واقعی آپ کی قمار بازی کے کمالات کا کیا کہنا - آپ کا سا کامل الوقت دوسرا کون ہوگا - صرف ایک راجہ نل نے سلطنت ہار کر استادی کا ثبوت دیا تھا - اور کسی کا نام یں نے سنا ہی نہیں +

راجہ جدھشٹر - بھائی تم نہ بناؤ گے تو اور کون +

بھیم سین - یں آپ سے ہنسوں - بھلا گستاخی کی مجال بھی ہے - میرا مطلب یہ تھا کہ آگ کا جلا آگ ہی سے اچھا ہوتا ہے - قمار بازی نے یہ دن دکھایا - اسی سے اچھے دن دیکھنا نصیب ہونگے +

راجہ جدھشٹر - بہت اچھا سرکار - یہی سہی - اور جتنا جی چاہے بیوقوف بناو - مگر میں کیا کروں کہ اور کسی خدمت کا وقوف ہی نہیں - مجبوری سے جوے ہی کی آڑ لونگا مگر اب تم لوگ بتاؤ کیا کیا کرو گے ؟

بھیم سین - یں تو رسوئیاں بناؤنگا - آپ جانتے ہیں کہ کھانا پکانے میں مجھے کیسی مہارت حاصل ہے +

ارجن - یں تو عورت بنونگا - ناچنا گانا اندر لوک میں سیکھ ہی آیا ہوں - سنگار کرنے کی کسر - زنانہ لباس اور زیور پہننے کی دیر ہے - سارے رنواس کو نہ اچھا دیا راجہ پر موہنی نہ ڈالوں تو ارجن نام ہی نہیں +

راجہ جدھشٹر - کہاں گانڈیو دھنش - کہاں ہیجڑا پن +

ارجن - جی ہاں - سورگ کی اپسرا کا سراپ بھی تو پورا کرنا ہے +

راجہ جدھشٹر - اچھا نکل اور سہدیو تم اپنی اپنی کہو +

نکل - یں تو اصطبل کا انتظام ہاتھ میں لونگا - گھوڑوں کی واقفیت مجھ سے زیادہ اور کس میں ہے +

سہدیو - گؤشالا میں گایوں کی پرورش و پرداخت میرے حوالے +

راجہ جدھشٹر - دروپدی جی - بھائیوں نے کام بانٹ لئے کہو تم کیا کرو گی +

دروپدی - یں رانیوں کو نور کی تصویر بنائے رہونگی وہ سنگار کروں کہ پھر د کر

پھر ایک جائیں جس کی چوٹی کنگھی کردوں - اُس پر خاوند ایسا فریفتہ رہے کہ دوسری عورت کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھے - عورت کو اتنی فرصت ہی نہ ملے کہ پرائے مرد کا خیال بھی کر سکے +

راجہ جدھشٹر - خدمت تو بہت خوب سوچی - آفرین مگر وہ کچھ ایسی احتیاط رکھنا - کہ کوئی شناخت نہ کر سکے - واقعی تمہاری تمیزداری سے راجہ بیراٹ کے رنواس میں اندرا پسرائیں نظر آنے لگیں گی - پتی برت دھرم سے رونق وعظمت ہی کچھ اور ہو جائے گی +

ادھیائے ۲

ہمراہیوں کی راجہ جدھشٹر سے رخصت - دھوم رشی کی ہدایت

جب آپس میں مشورہ ٹھہر چکا تب راجہ جدھشٹر جی نے ہمراہیوں کو یوں ہدایت فرمائی کہ

دھوم رشی سوت اور رسوئیے برہمن کو لئے ہوئے راجہ دروپد کے یہاں قیام پذیر ہوں اندرسین وغیرہ خدمتگار رتھ لیکر دوارکا جی کی طرف کوچ کریں - رانی دروپدی کی لونڈیاں باندیاں پانچال کی طرف چلی جائیں - سب کو ممانعت ہوئی کہ خبردار کوئی راز ظاہر نہ ہونے پائے کوئی ہم لوگوں کا حال دریافت کرے تو جواب یہی ہے کہ معلوم کہاں غائب ہو گئے - کچھ پتہ نہیں - لاکھ ڈھونڈا ہزار سر ٹپکا - کہیں نشان نہ پایا - مجبوراً گھر کی راہ لی +

دھوم رشی - جدائی کا سخت رنج ہے مگر مجبوری جس جگہ بس نہ چلے ہائے وہاں کیا کیجئے - اب آپ کو خدمتگاروں کی طرح رہنا پڑیگا - افسوس صد افسوس تقدیر سے بس نہیں +

تقدیر جو دکھائے وہ لاچار دیکھئے

مگر یاد رکھئے کہ بادشاہی سے خدمتگاری مشکل ہے - اس وقت جو میں کہتا ہوں - آپ گوش ہوش سے شکر گرہ باندھیں - یہ نصیحتیں کچھ

فایدہ دے رہینگی +

راجہ جدھشٹر- آپ ہمارے ہادی و رہنما ہیں- آپ کا فرمانا ہر حال میں ہم لوگوں کے لئے مفید ہوگا- ضرور کچھ ارشاد فرمائیں +

دھوم رشی- شاستروں کی ہدایت یہ ہے کہ جب کوئی شخص راجہ سے ملنے جائے اُس کا فرض ہے کہ پہلے حاضری کی خبر کرائے- جس وقت حاضری کا حکم ہو- اُس وقت قدمبوسی حاصل کرے- راج دربار کی بات کیسی ہی کیوں نہ ہو- کبھی کسی کے سامنے زبان پر نہ لائے- راج دربار میں ایسی جگہ بیٹھنا لازم ہے جہاں کی نشست پر کوئی معترض نہ ہوسکے- جب تک راجہ کا خود اشارہ نہ ہو- کسی امر میں مشورہ دینا یا رائے زنی کرنا کبھی مناسب نہیں بلکہ ہر حال میں خاموشی واجب ہے- راجہ جن شخصوں یا رانیوں سے بھی ناراض ہوں اُن سے التفات کرنا عقلمندوں کا کام نہیں- ایسی باتوں میں زک رکھی ہوئی ہے- راجاؤں کو جھوٹے وزیروں کو بھی سزا دینے میں دریغ نہیں ہوتا- اپنے خاص عزیزوں کو بھی اپنے مزاج کے خلاف پاکر گوشمالی سے محروم نہیں رکھتے ہر شخص کا فرض ہے کہ راجہ کی نگاہ دیکھے قیافہ پہچانے رہے- کبھی مرضی کے خلاف کام نہ کرے- جس بات میں راجہ کی خوشی ہو اُس کو بڑی لیاقت اور دانشمندی سے نباہنے میں اہلکاروں کا فائدہ ہے ورنہ ضرور- راجہ جس خدمت پر مقرر کردے اس کو خوشی کے ساتھ قبول کرے- انکار میں طرح طرح کے کھٹکے ہیں- راجہ کے سامنے تھوکنا قہقہہ لگانا- ڈکار لینا وغیرہ بے ادبی میں داخل ہیں اگر کوئی ہنسی کی بات ہو تو ضبط کے ساتھ مسکرا دینے میں مضائقہ نہیں- جو مشیر سخت مزاج ہو جس کی مشورت سے لوگوں کو سخت سزائیں ملتی رہتی ہوں اس کا کوئی دوست نہیں ہوگا- سب عداوت کرتے ہیں اور اس کا راج میں رہنا اندیشے سے خالی نہیں ہوتا +

خواہ بہادر ہوں یا پہلوان- راستی شعار ہوں یا نفس کش یا در ہمہ صفت موصوف سب اسیوقت مقرب بارگاہ ہوتے ہیں- جب راجہ کی ثنا و صفت میں تر زبان رہیں جس وقت طلبی ہو- انسان قدمبوسی حاصل کرے اور دست بستہ پوچھے کہ کیا ارشاد

ہے حکم ملے تو بڑی خوشی سے تعمیل کرے۔ کوئی عہدہ یا منصب پاکر ملازم کا فرض ہے کہ نیک نیتی سے کام کرے۔ نہ خود رشوت لے نہ کسی کو لینے دے۔ خود امانت میں خیانت نہ کرے نہ کرنے دے اور دیکھتا رہے کہ کوئی اور تو کچھ خرد برد نہیں کرتا۔ خائن اور رشوت خور کو راجہ طرح نہیں دیتا۔ جو اس معاملہ میں درگزر کرے وہ بھی گیہوں کے ساتھ گھن کی طرح پستا ہے۔ عیال و اطفال کی محبت ترک کرکے آقا کی رفاقت و اطاعت لازم ہے۔ مالک کی خوشنودی پر مغرور نہ ہو۔ اختیار پر ناز نہ کرے۔ حسن خدمات پر نہ اترائے باقی آپ فہمیدہ سنجیدہ ہیں۔ آپ کو ہدایت کرنا سورج کو چراغ دکھانا ہے +

راجہ جدھشٹر۔ آپ کی نصیحتوں کا شکریہ۔ آپ نے وہ ہدائتیں کیں۔ جو پدر جی اور ماتا کنتی کی زبان سے بچپن ہی میں سُنی تھیں۔ آپ کے قدموں کی جدائی کا رنج آپ کی رفاقت کا شکر گزار ہونے نہیں دیتا۔ زبان میں طاقت نہیں اب میں قدموں سے جدا ہوتا ہوں۔ آپ بھی فرقت گوارا فرما دیں۔ زندگی ہے تو پھر درشن کرینگے +

دھوم رشی نے دروپدی کی لونڈی باندیوں کو پنجاب میں بھیج دیا۔ ملازم رتھ وغیرہ لے کر دوارکا جی کی طرف روانہ ہوئے اور راجہ جدھشٹر نے بیراٹ نگر کا عزم کیا۔ جب منزل طے ہوئی تو ارجن نے بیاباں بھومی (پیرگیٹ) میں اپنے تمام ہتھیار اور گانڈیو دھنش درخت پر پوشیدہ کردئے۔ اور شہر میں داخل ہوتے وقت حسب ذیل نام تجویز کئے +

جدھشٹر ججے۔ بھیم جینت۔ ارجن ججے۔ نکل جیت۔ سہدیو جیدبل۔ دروپدی سرندھری +

ادھیائے ۳

بیراٹ نگر میں پانڈوؤں اور دروپدی کی مختلف خدمات پر تقرری

پانڈو بیراٹ نگر میں پہنچ گئے۔ راجہ جدھشٹر نے پیشقدمی کی اور پاپیادہ لے کر ہیں لنگا کر راجہ بیراٹ کے در دولت پر پہنچے دربان سے خبر کرائی حکم ہوا کہ حاضر ہو۔

راجہ جدھشٹر گو بھیس بدلے ہوئے تھے مگر راجگی کی بو کہاں جاوے۔ وہ تنتے اکڑتے دربار میں جا پہنچے دیکھا کہ راج سنگھاسن پر راجہ بیراٹ کا اجلاس ہے وزیر حلقہ زن ہیں برہمن وید پاٹھی اور ارکان دولت سے دربار کی رونق کچھ اور ہی ہے جونہی راجہ نے جدھشٹر کے چہرے پر نظر ڈالی۔ کچھ رعب سا چھا گیا۔ پیشانی آفتاب کی طرح چمکتے دیکھی ارکان دولت سے کہا کہ

یہ برہمن کون ہے اس کی صورت کچھ اور ہی کہتی ہے۔ کہیں کوئی چکرورتی راجہ تو اس بھیس میں نہیں آگیا۔ اہل دربار کی نظریں راجہ جدھشٹر کی طرف دوڑ کر قیافہ شناسی کر رہی تھیں کہ راجہ جدھشٹر سنگھاسن کے قریب جا پہنچے۔ اشیرباد دے کر بولے۔

پرتھی ناتھ۔ کلپ برکش۔ ان داتا۔ برہمن ہوں۔ دولت لٹ پٹ گئی۔ آب و دانہ یہاں لے آیا۔ قسمت نے آپ کی خدمت میں حاضر کر دیا۔

راجہ بیراٹ۔ آپ کے قدم سر آنکھوں پر۔ کہاں سے تشریف آوری ہوئی۔ وطن کا نام؟ گوتر۔ تنہا آنے کی وجہ۔ چہرے کا جلال کچھ اور خبر دیتا ہے۔ اور سادہ روش میں بھی کچھ رمز معلوم ہوتی ہے۔

راجہ جدھشٹر۔ کیا کہوں کہتے ہوئے شرم بھی آتی ہے۔ افسوس بھی ہوتا ہے۔ راجہ جدھشٹر کے دربار کا میں بھی ایک رتن تھا۔ سب لوگ کنک کہا کر پکارتے تھے پانسے کا دھنی ہوں۔ کوئی کھلاڑی سامنے نہیں ٹھہر سکتا۔

راجہ بیراٹ۔ آپ کا گھر ہے۔ شوق سے قیام کیجئے۔ برہمنوں کا قدم میرے سر آنکھوں پر۔ سواری شکاری سب موجود ہیں۔ تکلیف ہو تو میرا ذمہ ہے رفاس سے دربار تک آپ کے لئے روک نہ ٹوک نہ پوچھ نہ گچھ۔ جس کو روزگار کی تلاش ہو اسے آپ ہی پیش کیا کریں۔ ملازمان بارگاہ اشارے پر نہ چلیں۔ تو مستوجب سزا۔ شائقین ملازمت کی تجویز خدمات آپ ہی کے سپرد۔ آپ کو مشورت و رائے زنی کا اختیار۔

راجہ جدھشٹر نے قدردانی کا شکریہ ادا کیا۔ اور مرضی کے موافق خدمت ملنے سے بہت خوش ہو گئے۔ کچھ دیر ہوئی تھی کہ بھیم سین پہنچا۔ ہاتھ میں تلوار۔ بدن پر سیاہ لباس۔ ہاتھی کا سا ڈیل ڈول۔ ڈھیلے مضبوط۔ راجہ بیراٹ

نے صورت دیکھی تو حیران ہو گیا۔ اس کی زبان سے بے ساختہ نکل گیا ؛

"میں نے تمہارے ہاتھ پاؤں کا آدمی آج تک نہ دیکھا تھا۔ کیا نام ہے۔ مکان کہاں ہے کہیں کوئی دیوتا یا گندھرب تو نہیں ؟

بھیم۔ بلّو نام ہے۔ راجہ جدھشٹر کا رسوئیا تھا۔ وہ میرے ہی ہاتھ کا پکایا کھانا کھاتے تھے ؛

راجہ بیراٹ۔ مجھے یہ یقین نہیں۔ ضرور کوئی پرتاپی شخص ہو۔ تمہارا چہرہ مہرہ کچھ اور ہی کہہ رہا ہے۔ ایسا شہزور۔ ایسا تن و توش۔ ایسے رعب و داب کا آدمی رسوئیا ہو نہیں سکتا۔ سچ کہنا اندر تو نہیں ہو ؛

بھیم سین۔ اندر کیا۔ اندر کے پاؤں کی خاک بھی نہیں۔ راجاؤں کی صورت کیا ایسی ہی منحوس ہوتی ہے۔ میں واقعی راجا جدھشٹر کے لئے کھانا پکاتا تھا۔ اب رہا ڈیل ڈول۔ یہ ایشور نے بنایا ہے۔ میرا کچھ اجارہ نہیں۔ آپ کے اقبال سے کچھ ایسی طاقت حاصل ہو گئی ہے کہ ہاتھیوں کو نظر میں نہیں لاتا۔ شیروں کے کلے چیر ڈالتا ہوں ؛

راجہ بیراٹ۔ جب یہ بات ہے تو پھر تمہاری تمیزداری کا کیا پوچھنا۔ اچھا میں نے رسوئیں تمہارے متعلق کر دی۔ تمہیں اختیار ہے کہ اپنے کاموں میں جس سے چاہو مدد لو ؛

اب دروپدی رانی کی کیفیت سنئے۔ اس نے بالوں کا جوڑا باندھ لیا۔ میلے کچیلے لباس میں محل کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ جس نے دیکھا حسن و جمال پر فریفتہ ہو گیا۔ دربانوں میں سے ایک نے پوچھا۔

کون ہو۔ کہاں سے آنا ہوا۔ یہاں آنے کی غرض۔ کیا مطلب ہے۔ کیا خواہش ؛

دروپدی۔ سیرندھری ہوں۔ رانیوں کا سنگار کرنے میں اپنی عمر بسر ہوئی۔ جس کی کنگھی چوٹی کر دوں۔ اس پر انسان کیا دیوتا کی بھی رال ٹپک پڑے ؛

دروپدی کی خوبصورتی کا نقشہ کھینچنا محال ہے۔ اس نور کی تصویر کو جس نے دیکھا حیران رہ گیا۔ ذرا سی دیر میں اچھی خاصی بھیڑ لگ گئی ہوتے ہوتے رنواس میں خبر ہوئی۔ رانی نے محل سے جھانکا تو عجیب ہی موہنی صورت

نظر آئی۔ لونڈیوں کو حکم دیا کہ فوراً ساتھ لائیں۔ حکم کی تعمیل ہوتے ہی دروپدی محل میں داخل ہوئی۔ جس نے صورت دیکھی۔ ایشور کی قدرت نظر آگئی۔ سودیشنا رانی نے بڑی خاطر سے بٹھلایا اور پوچھا +

یہ صورت یہ موہنی مورت۔ یہاں کہاں بھول پڑیں۔ کیا تلاش ہے۔ کیا خواہش ؟

دروپدی۔ میں آپ ایسی رانیوں کا سنگار کرنا جانتی ہوں۔ سب سرندھری کہکر پکارتے ہیں۔ خواہش کیا بتاؤں۔ صورت سوالی ہے۔ پیٹ کی فکر گھسیٹ لائی +

رانی۔ مجھے تو معلوم ہوتا ہے کہ تم مذاق کرتی ہو۔ صورت تو کہتی ہے کہ اپسراؤں کی سرتاج ہو۔ مسر کشی۔ پنڈریکا۔ مالنی۔ مینکا۔ رنبھا وغیرہ تمہارے پاؤں کا دھوون بھی نہیں۔ مگر تمہاری باتیں کچھ اور ہیں +

دروپدی۔ یہ آپ کا خیال ہی خیال ہے۔ میں تو آپ ایسی رانیوں کی ایک ادنےٰ لونڈی ہوں۔ پہلے سری کرشن جی کی پٹ رانی ست بھاماں کی خدمت میں رہی پھر مہارانی دروپدی کی خدمتگذاری کا شرف حاصل رہا۔ جب سے راجہ جدھشٹر کا راج پاٹ جاتا رہا۔ تب سے سارے سکھ قسمت سے اُٹھ گئے۔ اب تقدیر آپ کے یہاں لائی ہے۔ دیکھئے پانسہ چت ہو یا پٹ +

رانی۔ تمہاری لیاقت تمہاری باتوں ہی سے ٹپکتی ہے۔ زیادہ تشریح فضول۔ میں تمہیں اپنی سہیلیوں کی طرح رکھوں گی +

مگر معاف کرنا۔ تمہاری خوبصورتی سے ڈرتی ہوں کہ کہیں مجھے طاق پر نہ بٹھادو راجہ تمہیں پر مرنے لگیں +

دروپدی۔ آپ کی بات کو میں دلکہ نہیں سکتی۔ مگر میں ست بھاماں اور دروپدی کی آنکھیں دیکھے ہوئے ہوں جس عورت پر میرا سایہ پڑ جاتے۔ اُس کے پتی برت کو دیوتا بھی نہیں مٹا سکتے۔ پھر میرا دھرم چھڑا سکے کس کی مجال ہے آپ کو خیال رہے کہ میں معمولی پتی برتا نہیں۔ میرے دھرم کی محافظت پانچ گندھربوں کے سپرد ہے ادھر کسی نے بدنیتی سے دیکھا۔ اُدھر گندھرب اُس کی جان کے

پیچھے پڑ گئے +

رانی - میں تم سے بہت خوش ہوں - اچھا اب تم محل میں رہو - تم کو کوئی بدنگاہی سے نہ دیکھ پائیگا +

دروپدی جب سرندھری کے لقب سے رانی کی ملازمت سے مشرف ہو چکی تو سہدیو کی باری آئی - یہ گوالے کا بھیس کئے ہوئے دردولت پر حاضر ہُوا - راجہ کو خبر ہوئی تو صورت دیکھ کر اچنبھے میں ہو گیا کہ گوال اہیر کی ایسی شکل کیسے - اس نے دریافت کیا - کون ہو - کیا چاہتے ہو +

سہدیو - پانڈووں کا گوالا ہوں - اندر پرست کا گئوشالا میرے ہی سپرد تھا - اشٹ نیمی نام ہے اور ذات بیش - مہاراجہ جدھشٹر وغیرہ کا اب پتہ نہیں نہ جانے کہاں چل دئے - ہم لوگوں کو بے سرپرست کر دیا +

راجہ بیراٹ - تمہاری صورت تو گوالے کی سی نہیں معلوم ہوتی - برہمن نہ سہی تو چھتری ہونے میں شبہ نہیں کیا جا سکتا +

سہدیو - برہمن چھتری ہونے کے لئے بڑی قسمت چاہئے - اپنی قومیت کیوں چھپاویں - آپ تیجسوی سمجھئے یا پرتابی - یہ اپنی اپنی نظر ہے - میں نہ برہمن بننے سے برہمن بن جاؤنگا - نہ چھتری بننے سے چھتری - جس قوم اور جس ذات میں ایشور نے پیدا کر دیا وہی بہت ہے +

راجہ - نام کیا ہے اور تنخواہ کیا لوگے +

سہدیو - سب تنت پال کہتے ہیں - تنخواہ راجہ جدھشٹر کے ساتھ گئی - دس کروڑ گائیں سپرد تھیں - روز انعام و اکرام ملتے تھے - گھر دولت سے پٹا پڑا تھا - اب وہ نہ دن ہے نہ وہ راتیں - جب دن پھرینگے دیکھا جائیگا - بالفعل جو جتنے جیسے کو میسر آ جائے وہی بہت ہے +

راجہ - میرے گئوشالا میں ایک لاکھ گوالے ہیں - میں نے تم کو سب کا افسر مقرر کیا - سہدیو نے مارج سنگھاسن کے آگے سر جھکایا اور شکریہ ادا کر کے ایک گوشے میں جا کھڑا ہُوا - اتنے میں ایک خوبصورت مرد زنانہ بھیس میں حاضر تھا اس کا جمال دلفریب عجیب ہی دلکش تھا - بکھرے ہوئے بال سر سے پاؤں تک ندیوہ

پہناس در کار۔ اس نے آتے ہی زمین چومی اور راجہ کی نگاہ کو ایک طلسم سا دکھا دیا۔
راجہ۔ عمر بھر میں ایسی صورت آج ہی دیکھی۔ چہرے کا یہ جلال۔ یہ مردانہ تیور۔ اس پر عورتوں کی سی نزاکت۔ اپسراؤں کی سی دلفریبی۔ میں نے عمر بھر راج کیا۔ حکومت سے سیری کرلی۔ منظور ہو تو تخت خالی کردوں +
ارجن۔ مجھے راج پاٹ سے کیا کام۔ میں تو ہجڑا گویا ہوں۔ برہنلا نام ہے۔ ماں باپ بچپن میں چھوڑ آئے۔ اب محلوں میں رانیوں کی تفریح طبع کا باعث ہوں۔ بہت سی راج کنیاں مجھ سے تربیت حاصل کر چکیں +
راجہ نے وزیروں کے مشورے سے ارجن کا امتحان کیا۔ سب کو ماننا پڑا کہ ارجن مرد نہیں۔ مخنث ہے۔ اس کے بعد راجہ نے حکم دیا کہ
برہنلا بیٹی کو گانا ناچنا سکھائے +
ارجن اس فن میں کامل تھا۔ اس نے ناچ گانے کے کرتب دکھا کر تمام رنواس کو فریفتہ کرلیا۔ ہر ایک رانی عزیز رکھنے لگی +
آخر میں نکل پہنچا۔ اس کی شکل سے بھی راجہ کو حیرت ہوئی۔ پوچھا کہ کیا کام جانتے ہو +
نکل۔ گھوڑوں کا علم ایسا جانتا ہوں کہ جواب نہیں۔ رتھ ہانکنے میں خوب مہارت ہے +
راجہ۔ نام کیا ہے؟
نکل۔ گرنتھک +
راجہ۔ جاؤ میں نے تمام اصطبل تمہارے سپرد کر دیے خوب عمدہ طور سے گھوڑوں کی نگہداشت کرنا +
نکل۔ آپ ہر طرح اطمینان رکھیں۔ مجال کیا کہ کوئی گھوڑا بیمار ہو۔ دس پانچ روز کے بعد آپ اپنے گھوڑوں کو پہچان بھی نہ سکینگے۔ اڑیل سے اڑیل ہو اسے باتیں نہ کرے تب میں گنہگار +

ادھیائے ۴

دروپدی کے حسن وجمال پر راجہ بیراٹ کے سالے مسمے کیچک کی فریفتگی - اظہار مدعا دروپدی کی فہمائش

پانچوں پانڈو راجہ بیراٹ کے دربار میں ملازم ہو گئے۔ اُن کو روپوشی کا خاطر خواہ موقعہ مل گیا۔ اُنہوں نے لیاقت اور حُسن خدمات سے کیا راجہ کیا رانی سب کو خوش کیا۔ جو تھا تعریف کرتا تھا۔ رانی دروپدی مشاطہ نہ معلوم ہوتی تھی۔ بلکہ خاص سہیلی +

دس مہینے بڑے اطمینان سے گزر گئے۔ دو مہینے کی کسر باقی تھی کہ فلک نیرنگ ساز نے تازہ گل کھلایا۔ اور گردش قسمت نے ایک نئی اُپج کی لی۔ راجہ بیراٹ کا سالا کیچک فوج کا سپہ سالار سلطنت میں نہایت با اختیار۔ اور بہن بہنوئی کی ناک کا بال تھا۔ غرور وخود سری کی حد نہ تھی۔ ہر وقت دماغ عرش ہی پر رہتا تھا۔ دروپدی رانی کی ہر وقت حاضر باشی تھی۔ اس نے صورت دیکھی تو دل ہاتھ سے جاتا رہا۔ اور طبیعت قابو میں نہ رہی۔ لاکھ جذبات سے کام لیا۔ مگر جذبات نفسانی سے ایک پیش نہ گئی۔ اپنی بہن سودیشنا سے ہنسی ہنسی میں بولا تم نے یہ اپسرا کہاں سے منگائی۔ اس سے تو رنواس کی رونق ہی اور کی اور ہو گئی۔ جب سے میں نے دیکھا ہے تو آپے میں نہیں رہا تم بہن ہو تمہارا اختیار ہے۔ اس سے کہو میرے تاپتے ہوئے کلیجے پر ہاتھ رکھے۔ یہ تمہاری خدمتگاری کے لائق نہیں۔ راجاؤں کے محلوں کی رونق بڑھانے والی نور کی تصویر سے کام لینا تمہارا ہی کام ہے۔ تمہیں جوانی کی اُمنگوں اور نشۂ حسن کی ترنگوں پر ذرا بھی رحم نہیں۔ اگر یہ میرے ہتھے چڑھ جائے تو تمہارا منہ میٹھا کروں گا۔ جیسی دعوت چاہو کھلاؤں گا +

بانی کو اپنے بھائی کا پاس و لحاظ تھا وہ مسکرا کر چپ لگا گئی۔ کیچک سمجھا کہ الخاموشی نیم رضا کا معاملہ ہے۔ پس وہاں سے سیدھا اُٹھ دروپدی کے پاس پہنچا اور بولا:-

تم دنیا کی خوبصورتوں کی سرتاج اور پھر یہ لونڈی پن۔ تم ایسی خدمتگاری پر لعنت بھیجو۔ میرے رنواس کی زینت اور سب رانیوں کی سرتاج ہو۔ زیور جواہرات پوشاک نذر نگاہ نوکر چاکر۔ لونڈیاں باندیاں سب تمہارے قدموں کو دھو دھو کر پئیں گی +

دروپدی - خیر باشد۔ کچھ پی تو نہیں گئے۔ یہ واہیات خیال کیسا۔ کہیں لائق مرد پرائی عورت کو خراب نظر سے دیکھتے ہیں۔ جس نے دوسری کی بہو بیٹیوں پر بد نیت ڈالی وہ دنیا بھر میں روسیاہ ہو گیا۔ اُس کی عمر گھٹ گئی +

کیچک - بلا سے عمر گھٹ جائیگی۔ بھلا تمہارا تو کچھ گھاٹا نہ ہوگا۔ پیاری کہنا مان۔ سچ کہتا ہوں کہ جیتے جی بیکنٹھ کا لطف دکھا دونگا۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ میں کون ہوں۔ کیا ہوں۔ بیراٹ نگر کا راج میری مٹھی میں ہے۔ زور و طاقت میں کوئی جواب دینے والی نہیں۔ اقبال کا آفتاب بڑے جلال کے ساتھ چمک رہا ہے۔ جسے چاہوں راج دے دوں۔ جسے منظور ہو خاک پر سلا دوں۔ تم جہاں اپنے حسن و جمال پر ناز کرتی ہو۔ وہاں میری صورت شکل پر بھی نظر کرو۔ سچ بتانا کہ آج تک اس حسن و جمال کا مرد کوئی بھی دیکھا ہے +

تمہاری جوانی شباب پر ہے۔ رنگ رلیائیں منانے کے دن ہیں۔ اُٹھو میرے ساتھ چلو لونڈی پنا چھوڑو +

دروپدی - ذرا منہ دھو آئیے۔ تب بات کیجئے۔ میں لونڈی ہوں تو بھی ہزار رانیوں سے اچھی ہوں۔ آپ اپنے بدخیالات دل سے نکالئے ورنہ پچھتائیگا۔ پانچ گندھرب میرے اور میری عصمت کے محافظ ہیں۔ جو شخص بد نگاہی کرتا ہے اُس کی خیریت نہیں ہوتی۔ سب اُس کا کچومر نکال کے رکھ دیتے ہیں۔ آپ کی خیر خواہ ہوں۔ جو راز تھا بتا دیا۔ اب بھی شرمائیں گے تو بھاؤ بھگتینگے گندھربوں سے زمین اور آکاش پر کسی جگہ پر جانبری نہ ہو سکے گی +

ادھیائے ۵

رانی سودیشنا کی سازش - کیچک کی دروپدی پر دست درازی - دروپدی کی راجہ اور رانی سے فریاد - راجہ یدھشٹر اور بھیم سین کا ضبط

دروپدی نے کیچک سے مطلق التفات نہ کیا وہ اپنا سا منہ لئے ہوئے وہاں سے اپنی بہن سودیشنا عرف کیکئی کے پاس آیا۔ بہت رویا پیٹا۔ جان دینے تک کو تیار ہوگیا۔ قدموں پر سر رکھا کہ بہن اب جان کی خیریت تمہارے ہاتھ میں ہے تم چاہوگی تو زندگی رہ جائیگی ۔

رانی نے بہت سمجھایا کہ یہ حماقت ہے کہتے شرم نہیں آتی۔ آنکھوں پر ٹھیکری ہی رکھ لی۔ پرائی بہو بیٹیوں پر نگاہ کرنا بھلے مانسوں کا کام نہیں۔ غیر عورت پر جس نے نظر ڈالی وہ بے موت مرتا ہے۔ راون سے بڑھ کر کون طاقتور راجہ ہوگا مگر نہیں صرف پرائی عورت کی ہوس ہی نے لٹیا ڈبودی سارا خاندان تباہ ہوگیا۔ کوئی نام لیوا پانی دیوا بھی نہ رہا۔ سیرندھری کوئی ایسی ویسی عورت نہیں۔ سنتی ہوں کہ پانچ گندھرب اس کے پہرے پر رہتے ہیں۔ اس سے جس نے آنکھ لڑائی۔ وہ مارا پڑا۔ مجھے خوف ہے کہ تمہیں بھی اُن سے سامنا نہ پڑ جائے تو زمین و آسمان میں کہیں ٹھکانا نہیں ۔

رانی نے لاکھ سمجھایا۔ کیچک کے سر پہ بھوت سوار ہی رہا۔ بہن کی محبت ایسی ویسی نہیں ہوتی۔ اس سے کیچک کی دلی بیقراریاں نہ دیکھی گئیں مجبوراً منہ سے نکل ہی گیا کہ

اچھا اب کے کسی تقریب پر مجھے بلانا۔ میں کسی حیلے سے تمہارا سامنا کرا دونگی۔ تم جس طرح مانے منانا۔ نہ مانے تو تم جانو اور وہ میں بری الذمہ ۔

اس وقت تو معاملہ رفت و گذشت ہو گیا۔ آخر پربی کا تیوہار پڑا۔ کیچک نے سامان دعوت میں خوب تکلف کیا۔ عمدہ سے عمدہ شرابیں کھچوائیں۔ ناچ رنگ کسی چیز کی کسر نہ رہی +

رانی کو وعدے کا خیال تھا۔ اس نے دروپدی سے کہا

سُنا ہے کہ بھائی نے بڑی عمدہ شراب اُتروائی ہے۔ جاؤ میرے لئے تھوڑی سی شراب تو مانگ لاؤ +

دروپدی۔ آپ کے حکم کی تعمیل میں عذر نہیں مگر آپ کے بھائی کی نیت خراب ہے اس سے جاتے ڈرتی ہوں۔ مضائقہ نہ ہو تو اور کسی کو بھیج دیجئے +

رانی۔ اس کی کیا مجال ہے کہ آنکھ اُٹھا کر بھی دیکھے خصوصاً اُس وقت جب میں کسی کام کے لئے بھیجوں۔ تم نڈر ہو کر جاؤ۔ یہ لو پیالہ۔ کہہ دینا اچھی شراب دیویں +

دروپدی نے پیالہ لے لیا اور تخلئے میں جا کر سورج نرائن سے ہاتھ جوڑ جوڑ کر کہنے لگی کہ

لاج آپ کے ہاتھ ہے آپ ہی میرے پتی برت دھرم کے محافظ ہیں ایک نالائق سے سامنا ہوگا حفاظت کیجئے +

سورج نرائن کے دل پر اثر ہوا اُنہوں نے خفیہ طور پر ایک راچھس ہمراہ کر دیا اور دروپدی کانپتی تھرتھراتی کیچک کے پاس گئی۔ پیالہ سامنے رکھ دیا +

جونہی کیچک نے صورت دیکھی۔ اُچھل پڑا۔ بغلیں بجانے لگا۔ بولا

تمہاری بڑی عمر ہے۔ میں ابھی تمہاری ہی یاد میں تھا۔ اے زہرہ جمال خورشید تمثال۔ تیرے حُسن جوانی کو دن دونی رات چوگنی ترقی ہو۔ تم نے اسی وقت میرے تڑپتے ہوئے کلیجے کو تسلی بخشی۔ تمام دنیا کی نعمتیں موجود ہیں۔ پوشاک بدلو۔ زیور پہنو۔ شرابیں اُڑاؤ۔ جس کو ایشور نے حُسن کی دولت دی ہے وہ تمہاری طرح سائل کو ترسایا نہیں کرتے۔ آج کی رات تم یہیں رہ جاؤ دیکھو کیا لطف رہتا ہے۔ سمجھ لو کہ قسمت جاگ گئی۔ کل سے رنواس کی تمام رانیاں تمہارے پاؤں دھوئیں گی۔ اور تو اور میری بہن تک کو تمہاری تعظیم و تکریم اور

خاطر تو منع سے کسی وقت چھٹی نہ ملے گی +

دروپدی - باتیں پھر کیجیئے گا - مہارانی جی انتظار میں ہونگی - جلد پیالہ بھر دیجیئے میں اُن کو دے آؤں - وہ بہت پیاسی ہیں +

کیچک - تم کیوں تکلیف کرو - میں ابھی کسی لونڈی کے ہاتھ بھجوائے دیتا ہوں آؤ پیاری تم ادھر بیٹھو +

یہ کہکر کیچک نے دروپدی کا آنچل پکڑ لیا - دروپدی نے جھٹکا دیا - مگر کہاں ایک ہٹا کٹا مرد - کہاں ایک نازنین مہ جبین - آنچل چھڑانے سے نہ چھوٹا تب تو دروپدی بولی کہ

ذرا حواس میں آئیے یہ ہاتھا پائی کیا معنے - آجتک جس نے میری طرف نظر اُٹھائی - اُس کا پھر کہیں پتہ ٹھکانا نہ لگا +

کہتی ہوں کیوں آپ سانپ کے منہ میں اُنگلی دیتے ہیں +

کیچک نشۂ عشق سے چور تھا - وہ کیسے سنتا ہاتھ جوڑتا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا اور منت کی کہ دوڑ کر چمٹ جائے - جونہی ہاتھ اُٹھایا دروپدی نے جھلا کر اس زور سے جھٹکا کہ کیچک دُور جا پڑا مسٹنڈے موٹے ہاتھ پاؤں کچھ نہ کر سکے +

دروپدی کا بدن تھر تھر کانپ رہا تھا - وہ سیدھی راج دربار کی طرف بھاگی - کیچک نے پیچھا کیا - راستے میں بال پکڑ لئے مگر دروپدی روتی پیٹتی دربار میں جا پہنچی - جہاں راجہ بیراٹ - جدھشٹر اور بھیم سین بیٹھے ہوئے تھے - جب دروپدی فریادی ہوئی تو کیچک نے دوڑ کر ایک لات ماری - راجہ جدھشٹر تو دل ہی دل میں دانت کٹکٹا کر رہ گئے - بھیم سین کی آنکھوں میں خون بھر آیا - اتنے ہی میں سورج نرائن کے بھیجے ہوئے خفیہ راچھس نے کیچک کو اُٹھا کر اس زور سے ٹپکا کہ ہڈی ہڈی چور ہو گئی - بھیم سین تیور بدل کر اُٹھنے لگا کہ سر کچل کے رکھ دے - مگر راجہ جدھشٹر نے پاؤں کے انگوٹھے کا اشارہ کر کے باز رکھا اور کہا :-

بسوٹے جی مہاراج - آپ کے کام کا وقت قریب آگیا ہے جائیے لکڑی ایندھن وغیرہ کا انتظام کیجیئے +

بھیم سین دانت پیس کر خاموش ہو گیا اور دروپدی نے راجہ سے مخاطب ہو کر عرض کی کہ آپ دھرم واں ہیں۔ منصف ہیں دیکھئے۔ آپ کے سامنے تک اس سوت کے بیٹے نے مجھے لات ماری۔ پیٹنے کی باتوں کا ذکر فضول۔ آپ دیکھیں اور کچھ نہ بولیں۔ افسوس کیا کہوں۔ میرے خاوند دھرم کی زنجیر میں جکڑے ہوئے ہیں۔ وہ آزاد ہوتے تو اسی وقت مزہ چکھا دیتے +

راجہ بیراٹ - نیک بخت۔ تم دونو نہ جانے کہاں سے لڑتے جھگڑتے یہاں آ گئے۔ مجھے کیا معلوم کہ قصوروار کون ہے +

وزیر۔ مجھ سے سُنئے۔ سرندھری تو پتی برتا ہے اور کیچک مغلوب نفس یہ چاہتا ہے کہ سرندھری کی عصمت پر دھبہ لگائے +

اہل دربار دروپدی کی تعریف میں رطب اللسان ہوئے۔ راجہ بیراٹ کو سخت غصہ تھا۔ وہ زیادہ گفتگو سُن نہ سکے اُنہوں نے دروپدی سے فرمایا :-

اچھا سرندھری۔ اب تم اپنی رانی کے پاس جاؤ۔ دربار میں تمہارا ٹھہرنا درست نہیں۔ تم پتی برتا ہو۔ میں ڈرتا ہوں کہ تمہارے غصے سے راج اُلٹ پلٹ نہ ہو جائے۔ تم کسی سے نہ ڈرو۔ تمہارے پانچوں گندھرب دھرم کی زنجیر میں جکڑے ہوئے ہیں تو بھی کچھ پرواہ نہیں۔ تمہارا پتی برت دھرم تمہاری حفاظت و دستگیری کرے گا +

یہ سنکر دروپدی روتی ہوئی رانی کے پاس گئی۔ آنکھیں روتے روتے سُرخ ہو گئی تھیں غصے سے چہرہ لال انگارہ ہو رہا تھا۔ رانی نے یہ حالت دیکھ کر پوچھا کیا ہُوا کہو تو +

دروپدی - تم بھائی کی تپچ کرو گی کہہ کے کیا کروں +

رانی - نہیں نہیں کہو۔ اُس نے کیا کیا +

دروپدی - جب آپ کی بھیجی ہوئی گئی۔ بس ہاتھا پائی شروع کر دی۔ میں مشکل سے جان چھڑا کر بھاگی تو بال پکڑے اور مہاراج کے سامنے تک ماری ایشور نے حرمت رکھی۔ اس کمبخت نے تو اپنے سے کچھ نہ اُٹھا رکھی تھی +

رانی - تم کہدو تو ابھی کیچک کی کھال کھچوا دوں۔ اچھا اب اُداس نہ ہو +

دروپدی - مہامائی جی آپ کو بھائی پر ترس آ جائیگا آپ سے سزا دینے کو کیا کہوں - دیکھ لیجئے گا میرے گندھرب کس طرح تڑپا تڑپا کر جان لیتے ہیں ÷

ادھیائے ۶

دروپدی کی بھیم سین سے فریاد اور گریہ و زاری
بھیم سین کی کیچک کے قتل کے لئے تجویز

دروپدی کے دل کا رنج کون سمجھ سکتا ہے اس کو اس زندگی سے موت اچھی معلوم ہوتی تھی - وہ محل سے روتی ہوئی اپنے مکان میں گئی قسمت کو کوس کوس کر غسل کیا - کپڑے دھوئے سکھائے پہنے اور کیچک کی شرارتیں یاد کر کے سری کرشن جی کی یاد میں محو ہو گئی - تھوڑی ہی دیر کے بعد دل سے باتیں کرتے کرتے جیسے کسی نے کان میں کہہ دیا کہ ساری مشکل بھیم سین کی ذات سے آسان ہو جائیگی - اس کو یقین آگیا کہ بس بھیم سین ہی سے کیچک کی بائی کچیائی نکلیگی - ہر مصیبت کے وقت اسی نے ہاتھ بٹایا ہے - اس کے دل کو کچھ تشفی ہوئی - اور رات کے وقت دبے پاؤں اس مکان میں پہنچی - جہاں بھیم سین خراٹے لے رہا تھا - وہ جاتے ہی بیٹھ گئی اور رونے لگی بھیم سین نے آنکھ کھولی تو اٹھ کر دروپدی کو گلے لگا لیا پوچھا ÷

ہیں روتی کیوں ہو چہرے کے رنگ و روغن کو کیا ہوا - صورت بھی کچھ اور ہو گئی ہاتھ پاؤں میں جیسے خون ہی نہیں ÷

دروپدی - واہ واہ کیا بھولاپن ہے آنکھوں سے سب کچھ دیکھ چکے اور پھر بھی معلوم نہیں کہ دروپدی پر کیا گزری - کیا اس وقت آنکھیں بند تھیں جب سر دربار کیچک نے لات ماری - ہائے کیچک دست درازی کرے - لاتیں مارے اور تم سب بیٹھے دیکھو - زوف ہے میری زندگی پر - ہے ایشور تو نے کیا سمجھ کے مجھے مہاراجہ دروپد کی بیٹی اور پانڈوؤں کی پٹ رانی بنایا - مجھ سے ایک کنگال سے کنگال گھرانے کی عورت ہزار درجہ اچھی - ہائے راجہ جدھشٹر نے جوا کھیل کر دینی ہی مٹی خراب نہ کی - اپنے ساتھ سب بھائیوں کو بھی لے ڈوبے اور میرا تو اچھی طرح بیڑا غرق

کردیا۔ تمہیں ہی دھرم سے بتاؤ کہ میری طرح کب کسی کی ذلت ہوئی ہے دریودھن کا غلام پرات کامی مجھے لونڈی کہے۔ دوشاسن ننگا کرے جیدرتھ اُٹھا کر لے بھاگے کیچک جھونٹے پکڑ کے لات مارے۔ اس سے بڑھکر بےعزتی اور کیا ہو سکتی ہے راجہ یدھشٹر نے جس جوئے میں دھن۔ دولت۔ حکومت۔ سلطنت ہار کر ہم لوگوں کی یہ دُرگت کرائی۔ اس جوئے کے پھیر میں آپ بھی پڑے ہوئے ہیں۔ کہاں وہ اندرپرست کا راج جلوس میں لاکھ لاکھ رتھوں پر جنگ آور بہادروں کی ہمراہی۔ کہاں یہ ذلیل نوکری۔ جس شخص کی رسوئیں کا انتظام لاکھ خدمتوں کے سپرد تھا۔ جس کے لنگر سے لاکھوں آدمیوں کو چاندی سونے کے برتنوں میں تمام دنیا کی نعمتیں ملتی تھیں۔ جو سائلوں کو سونے چاندی سے لاد دیا کرتا تھا۔ جس کو بڑے بڑے وید پاٹھی اپنی خوش الحانی سے بیدار کیا کرتے تھے۔ جس کی رسوئیوں سے ہزاروں رشیوں منیوں کا پیٹ پلتا تھا۔ جس کے دربار دُربار میں تاجداران زمانہ زمین بوس ہوتے اور تحفہ تحائف نذر کرتے تھے۔ جس نے جراسندھ ایسے شہزور راجہ کے دُھرّے اُڑا ہائے وہ آپ طوق غلامی پہنے جوئے کو ذریعہ معاش بنائے۔ دنیا کی نگاہوں سے منہ چھپائے بیراٹ نگر کے ٹکڑوں پر پڑا ہوا ہے۔ جس وقت کوئی کنک کنکر پکارتا ہے میرے دل میں خنجر کاٹ کر جاتا ہے ✤

ہائے کہاں ارجن۔ جس کے گانڈیو دھنش نے اگن دیوتا کے دشمن ٹھنڈے کردئے بڑے بڑے شہ زوروں کو جیتا۔ اب وہی ہیجڑا بنا ہوا راجہ کی بیٹیوں کو ناچنے گانے کی تعلیم دیتا ہے۔ ہائے۔ آہ جس بھیم سین کی شکل سے بڑے بڑے ہاتھیوں کی روح فنا ہوتی۔ شیروں کا پتا پانی پانی ہوتا۔ وہ بلو رسوئیے کے نام سے پکارا جائے اُف گردش تقدیر تیرا بُرا ہو۔ نکل اور سہدیو ایسے خوشرو طاقتور جوان تنت پال اور گرنتھک کہلائیں۔ میں بدنصیب لونڈی سے بدتر ہو رہی ہوں۔ جو کام کبھی نہ کیا۔ وہ اب کرنا پڑتا ہے اُبٹن پیسوں چندن گھسوں۔ چوٹی کنگھی کروں۔ یہ دیکھو ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے ہیں ماتا کنتی کے لئے کبھی کبھی اُبٹن تیار کرتی تھی تو چھالے پڑ جاتے تھے۔ اب کمبخت روز کا دھندا ہی یہ ہو گیا ہے۔ ہم سب ایک ہی روز یہاں آئے تھے تاڑنے والے تاڑتے ہیں کہ ضرور کچھ سانٹھ گانٹھ ہے تم پر اور مجھ پر شک کرتے ہوا ہے نہ جانے کیا

ہیں۔ سب کو یقین ہے کہ دونوں سے جوڑیا کا نٹھ ہو گئی۔ سب سختیاں تو میں سہہ سکی۔ بارہ برس جنگل میں مصیبتیں جھیل لیں اب کیچک کا ظلم برداشت نہیں ہوتا۔ اگر تم اس کو جھر نہ نکالوگے تو مجھ سے ہاتھ دھو لو۔ میں زہر کھا کر جان دے دونگی +

دروپدی نے یہ تقریر کچھ ایسے دردناک لہجے میں کی کہ بھیم سین سے ضبط نہ ہو سکا وہ بھی رو پڑا اور گلے لگا کر بولا کہ پیاری مہینہ ڈیڑھ مہینہ اور صبر کرو۔ میعاد گزرنے پر ایک ایک سے بدلا لے کر دم لونگا +

ارجن کے گانڈیو دھنش اور میرے بجر کو دھر کال ہے جو دشمنوں کا اچار نہ نکال لیں۔ تم کیچک سے کیوں ڈرتی ہو۔ کہدو کہ جس محل میں ارجن ناچ گانے کی تعلیم دیتا ہے۔ وہاں کل بھر رات گئے ملونگی۔ اُس کی آنکھوں پر پردے پڑے ہیں عشق کا بھوت اُسے وہاں لے جائیگا۔ تو بس ساری بائی کیچائی نکل جائیگی۔ میں عورت کا لباس پہنکر جاؤنگا۔ ادھر اس نے ہاتھ لگایا اُدھر میں نے ٹینٹنی دی اور بس ایک چوٹ میں کام تمام +

ادھیاے ۷

بھیم سین کا سوال۔ دروپدی کا جواب۔ رانی سودیشنا اور کیچک کی سازش کا اظہار۔ بھیم سین کی حکمت عملی کیچک کا قتل

بھیم سین کیچک کی فکر میں پڑ گیا۔ اُس نے تہیہ کر لیا کہ کل رات کو عورت کا بھروپ بھر کر ہڈیاں چور چور کر دونگا۔ تجویز جو بتائی وہ ناظرین کو معلوم ہے اب بھیم سین دروپدی سے بولا کہ

آخر کیچک کی ان ناروا حرکتوں کا باعث کیا ہے۔ سودیشنا رانی چھوٹے بھائی کی بد کرداری پر چشم نمائی نہ کرے ۔۔۔ اُس کو ایسی بدنیتی سے باز نہ رکھے سخت تعجب

کی بات ہے کہاں بڑی بہن کہاں یہ کٹنا پا۔ ذرا سمجھاؤ تو بات کیا ہے ٭
دروپدی جی۔ رانی کا کچھ قصور نہیں۔ میری قسمت اور خوبصورتی کی خطا ہے اور اس کے بعد بھائی کی محبت کا جوش۔ رانی ہر وقت ڈرتی رہتی ہے کہ کہیں راجہ فریفتہ نہ ہو جائے حُسن بھی عجیب کمبخت چیز ہے جس نے کبھی حسینوں کو چین لینے نہیں دیا۔ شمع روشن ہوئی اور پتنگے لوٹ ہو گئے۔ پھول کھلے اور گلچیں بڑھیا سے بڑھیا نگہت اور چوٹی کے پھول چُن لے گئے۔ بلبل ایک تو خوبصورت۔ اس پر خوش الحانی جس باغ میں دیکھئے جال بچھا ہے۔ جس درخت پر دیکھئے کپے لگے ہیں۔ سارے خوش آواز طائروں کا یہی حال ہے۔ کسی کو دام میں پھڑکتے دیکھا۔ کسی کو قفس قسمت میں روتے۔ ایک نظر میں ہزاروں مثالیں موجود ہیں۔ میں اپنی صورت شکل سے ماری پڑی ہوں۔ رانی کو ادھر تو راجہ کی حسن پرستی سے اندیشہ۔ ادھر جوش خون۔ وہ بھی چاہتی ہے کہ کسی طرح ہر وقت کا کھٹکا دور ہو۔ دل میں کھٹکنے والی پھانس نکل جائے۔ انہوں نے کیچک کو سمجھایا تو بہت۔ مگر وہ ایک نہیں مانتا۔ بے غیرتی لا د رکھی ہے۔ بہن بھائی کا دل نہ رکھے تو اور کون۔ پس اس نے بھی اسی کی مرضی مقدم سمجھ لی۔ میں نے رانی سے کھُل کے کہدیا۔ کیچک کو بھی صاف صاف سمجھا دیا کہ بدنگاہی ٹھیک نہیں۔ پانچ گندھرب حفاظت میں رہتے ہیں۔ کہیں وہ جان کے گاہک نہ ہو جائیں۔ رانی تو اس دھمکی سے کانپ اُٹھی۔ مگر کیچک کا دماغ عرش پر ہے۔ اُس کی آنکھوں پر زعم جوانی اور غرور طاقت نے پردے ڈال رکھے ہیں۔ کہتا ہے کہ بس کُل پانچ۔ اُن کی حقیقت ہی کیا۔ اگر ہزار گندھرب بھی ہوں تو کیا پروا۔ ایک ادھجڑ میں سب کے سب نابود ہو جائینگے۔ جس وقت راجہ صاحب محل میں آتے ہیں۔ میں خود بھی سامنا نہیں کرتی۔ رانی کو منظور ہے کہ وہ میری صورت نہ دیکھ پائیں۔ اُن کی طرف سے دلجمعی ہے۔ مگر یہ کیچک کے سر کا بھوت ایسا پیچھے پڑا ہے جس سے میری تلی تلی کانپتی اور زندگی کی خیر نہیں معلوم ہوتی ہے ٭

بھیم سین۔ پتی برتاؤں کو ہمیشہ سے مصیبت کا سامنا ہوتا ہے تمہاری کوفت نئی نہیں۔ راجہ دومت سین کی بیٹی۔ ستوان کی استری ساوتری کیسی پتی برتا تھی مگر دیکھو اُس کی جان پر کیا کیا گزری۔ بس حد ہے کہ صبح جم لوک جانے کا پکا

ارادہ کر لیا۔ جنک نندنی مہارانی جانکی نے رامچندر جی کے ساتھ چودہ برس جنگلوں کی مصیبتیں جھیلیں۔ کون آفت تھی جو جان لیوا نہ رہی۔ یہیں انتہا ہے کہ راون ایسے زبردست راچھس کی قید میں کیا کچھ سختیاں نہ برداشت کیں مگر آخر نتیجہ وہ ہُوا کہ آج اُن کے نام سے ایک عالم کو گناہوں سے نجات اور عذابوں سے خلاصی ہوتی ہے۔ تمہاری مصیبتوں کے دن بھی قریب اختتام ہیں۔ اقبالمندی کا زمانہ دوڑا ہُوا چلا آتا ہے۔ ادھر یہ ڈیڑھ دو مہینے ختم ہوئے۔ اُدھر ساری دُنیا میں تم ہی تم ہوگی۔ راجہ جدھشٹر کا دور عالمگیری شروع ہی سمجھو۔ جہاں اتنے برس استقلال سے کاٹے وہاں اِتنے گنے دنوں کی حقیقت ہی کیا ہے رہی کیچک کی گوشمالی۔ اس کے لئے تدبیر بتا چکا۔ تم دن کو ملاقات کے لئے رات کا وقت مقرر کرلو۔ رات کو مَیں سمیٹ لونگا۔ بھیم سین کے جیتے جی تمہیں کسی بات کا اندیشہ ہو ممکن نہیں۔ اب جاؤ دل سے فکر نکالو۔ رات زیادہ آگئی ہے کہیں کوئی سُن گن نہ پالے ؛

دروپدی وہاں سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔ قیامگاہ پر آئی۔ اس کی طبیعت کو اُلجھن سے نجات ملی۔ اور دن نکلنے کے بعد موقع پاکر کیچک سے ملی۔ کیچک بادہ عشق سے سرشار تھا۔ صورت دیکھکر خوش ہو گیا۔ درو پدی اٹھکھیلیاں کرتی ہوئی پاس پہنچی اور کہا :-

آپ بھی عجیب چیز ہیں۔ نہ بدنامی کا کھٹکا نہ چار آنکھوں کی شرم۔ لیکن کیا یونہی آپے سے باہر ہو کر کوئی آنکھوں پر ٹھیکری رکھ لیتا ہے اونچ نیچ کا کچھ بھی خیال نہیں۔ پرائی عورتوں کا دل ہاتھ میں لینا کچھ منہ کا نوالہ ہے۔ ایسی باتوں کے لئے بڑی رازداری اور پردہ پوشی کی ضرورت ہے کانا اور بے دوڑے سے کچھ کام نہیں بنتا۔ اگر کچھ آپ مجھ پر جان دئے دیتے ہیں تو مَیں بھی آپ کو مایوس رکھنا نہیں چاہتی آج رات آپ اُس محل میں ملیں جہاں ناچ گانا ہُوا کرتا ہے۔ آپ چھپ چھپا کر وہاں پہلے سے جا لیٹیں۔ مَیں سب کی نظر بچا کر آجاؤنگی مگر شرط یہ ہے کہ کسی کو راز معلوم نہ ہو ؛

کیچک خوش ہوگیا۔ کلی کلی کھل گئی۔ بولا

اس وقت تم نے مردے کو جلا دیا۔ اگر تم میرے دل کے ارمان نکال دوگی

تو سچ کہتا ہوں کہ کبھی غلامی سے باہر نہ ہونگا - جتنا پانی پلاؤگی - اتنا ہی پیونگا - فرق ہو تو گنہگار - بیشک میں نے دل کی بیتابیوں سے کچھ نشیب و فراز نہ سوچا اور گستاخی کر بیٹھا تم معاف کرو - میں آدھی رات کو پہنچ جاؤنگا - پیاری زیادہ انتظار نہ دکھانا - جانے نہ آنا - کسی پر راز ظاہر ہو گیا مجال - تم تو دیکھ چکیں کہ راجہ بیراٹ برائے نام راجہ ہے تمام سفید و سیاہ کا اختیار تو مجھ ہی کو ہے - پس تمہارے برابر دنیا میں اور کون خوش نصیب ہے جس کی غلامی کو مجھ ایسا با اختیار اور شہزور شخص اپنا فخر اور لطف زندگی سمجھنے کے لئے تیار ہے +

دروپدی ادھر چلی آئی - اُدھر کیچک بغلیں بجانے لگا کہ وہ مارا - پالا میرے ہاتھ - خوش قسمتی تیری کیا بات ہے - بیداری تقدیر تیرا کیا کہنا ؎

طائر مقصود اُڑ کر آگیا خود دام میں

اس نے بڑی بڑھیا پوشاک پہنی - ہار پھولوں کا خاصہ انتظام کیا - خوشبویات ڈھیر کر دیں - چندن چوپا - عطر پھلیل - کوئی چیز باقی نہ رہی جس کا ذخیرہ نہ جمع ہو گیا ہو - زیور جواہر نگار و پوشاک زرکار پہنی - شراب نایاب سے آنکھیں اچھی طرح مخمور کر لیں - پردے ہوئے محل یعنی شبستان خلوت کو اس طرح سجایا کہ چوتھی کی دلہن کا سنگار گرد ہو گیا +

آدھی رات میں کچھ کسر باقی تھی - بھیم سین راجہ بیراٹ کو کھلا پلا کر عورت کے بھیس میں چپ چپاتے وہاں پہنچے جہاں کیچک کی شامت آنے والی تھی وہ جاتے ہی سونے کی پلنگڑی پر لمبی تان کر لیٹ رہے اور اس طرح سوں کھینچی کہ گہری نیند کو مات کر دیا - ذرا دیر کے بعد کیچک اپنے خیال میں مست - نشہ عشق سے مدہوش وہاں آپہنچا - دیکھا کہ سر ندھری چادر تانے خواب ناز میں مست ہے اس نے جاتے ہی دل کی بیقراری سے ہاتھ پکڑ کر اُٹھایا اور کہا

اے راحت روح - اے جان جہاں اُٹھو - ذرا دیکھو تو - اس وقت تمہاری غلامی میں کون حاضر ہے - سچ بتانا کہ ایسی صورت کبھی اور بھی دیکھی تھی - لو یہ شراب کا پیالہ - آؤ ذرا کلیجے سے تو لگا لوں +

ہاتھ کو ہاتھ لگاتے ہی بھیم سین چادر پھینک کر اُٹھ بیٹھا - بولا :-

او بیوقوف جس کو جان سمجھتا ہے وہ تیری جان نہیں تیرے لئے کال ہے تو اپنے کو دو باہیاں جان کر پرائی عورت پر ہاتھ ڈالتا ہے۔ دیکھ ابھی تیری سٹی پٹی بھلائے دیتا ہوں +

کیچک یا تو دوسرے ہی خیالی پلاؤ دم کر رہا تھا بھیم سین کی تقریر سنکر جھجک گیا رسّی جیتا جاگتا کالا سانپ نظر آئی۔ ہاتھ پاؤں کانپنے لگے۔ بدن میں جیسے جان نہ رہی۔ اتنے ہی میں بھیم سین نے ایک ایسا دھکا دیا کہ کیچک دور جا پڑا۔ جس وقت سنبھلا بھیم سین بھی خم ٹھونک کر اٹھا اور دونوں میں کشتی ہونے لگی۔ دونو صاحب طاقت تھے۔ نہنگ دریائی و فیل مست کی لڑائی شروع ہوئی۔ کچھ دیر خوب داؤ پیچ ہوئے آخر کو بھیم سین نے اٹھا کر دے ٹپکا۔ اور چھاتی پر گھٹنا ٹیک کر ایسا گھسا دیا کہ جان نکل گئی۔ بھیم سین کی طاقت کا کیا کہنا۔ اس کا پر جوش غضب اس کا غصہ اب بھی نہ اترا۔ جب ہاتھ پاؤں توڑ کر پیٹ میں گھسیڑ دئیے دو سر گردن میں ٹھونس دیا تب ذرا حرارت کم ہوئی۔ اب وہ دوڑا ہوا دروپدی کے پاس گیا۔ ساتھ لایا۔ کیچک کی مڈگت دکھائی اور بولا:۔

اب تو کلیجے میں ٹھنڈک پڑی۔ اتنی بات کے واسطے مفت گھبرائی ہوئی تھیں تو خوش خوش وہاں سے پھرے۔ بھیم سین تو رسوئیں خانہ میں جا کر لیٹ رہا۔ یہاں محل میں دروپدی نے واویلا شروع کیا کہ میں کہتی نہ تھی کہ کیچک کی خیریت نہیں۔ اس کی بد نگاہی۔ اس کی دست درازی اس کی مار پیٹ کا نزلہ اسی پر گریگا کوئی مجھ کو ملزم نہ ٹھہرائے۔ میں بے گناہ ہوں۔ میرے گندھربوں نے اس وقت کیچک کا قصہ تمام کر دیا +

کیچک کی موت کچھ ایسی ویسی نہ تھی۔ محل میں کہرام مچ گیا۔ لوگ مشعلیں جلا جلا کر لاش کے پاس پہنچے۔ دیکھا کہ ایک گوشت پوست کا ڈھیر پڑا ہے نہ سر نہ ہاتھ پاؤں۔ جس نے دیکھا اُسے یقین ہو گیا کہ واقعی یہ انسان کا کام نہیں۔ کوئی آدمی مارتا تو یا گردن الگ ہوتی اور سر الگ یا کوئی تلوار وغیرہ کا زخم مگر یہاں تو ایک گوشت کی گٹھڑی نظر آ رہی ہے +

ادھیائے ۸

کیچک کے بھائیوں کا دروپدی پر عتاب ۔ چتے پر جلانے کی کوشش ۔ بھیم سین کا گندھرب کے لباس میں ظہور ۔ کیچک کے بھائیوں کا قتل

کیچک کے مرنے کی خبر سے سارے محل میں ٹھیس پڑ گئی ۔ رانیاں دیواروں سے سر ٹکرانے لگیں ۔ ہوا خواہ پچھاڑیں کھانے لگے ۔ ہوتے ہوتے بھائیوں کو خبر پہنچی ۔ وہ دوڑے ۔ بڑے بھائی کی لاش دیکھی تو اور رنج ہوا ۔ نہ سر کا پتہ نہ ہاتھ پاؤں کا نشان ۔ ہڈیوں میں ہڈیاں گھسی ہوئی تھیں ۔ وہ خوب روئے پیٹے چیخے چلائے اور تہیہ کر لیا کہ

دروپدی کا اسی وقت سر اڑا دینا ٹھیک ہے ساری خرابی اسی کی بدولت ہوئی ہے ٭

رانی نے سمجھایا کہ بے قصور کو مارنا اور مفت کا عذاب سر پہ لینا ہے ۔ سیرندھری بیچاری کا کیا قصور ۔ وہ میرے پاس سے ہلی تک نہیں ٭

سب بھائی ۔ آپ کو کیا خبر ۔ سارا بس اسی کمبخت کا بویا ہوا ہے ۔ اسی نے ہم لوگوں کے سایۂ سر بھائی کیچک کی جان لے لی ٭

رانی ۔ وہ بالکل بے خطا ہے اس نے کچھ نہیں کیا ۔ وہ پہلے ہی کہہ چکی تھی ۔ کہ پانچ گندھرب محافظ ہیں ان کے ہوتے بدنگاہی کرنے والے کو ضرور سزا ملیگی میں نے بھی کیچک کو بہت سمجھایا مگر اس نے خود نہ مانا ۔ قصور گندھربوں کا اور سیرندھری پہ عتاب یہ تو وہی مثل ہوئی کہ دھوبی سے جیت نہ پائے گدھے کے کان اینٹھے ٭

کیچک کے بھائیوں کو ایسے شہزور اور با اختیار بھائی کی مفارقت کے صدمے نے بدحواس کر رکھا تھا ۔ انہوں نے سارا غصہ دروپدی پر ہی اتارا ایک ساتھ محل میں گھس گئے ۔ پکڑ لے چلے کہ اسے بھی بھائی کے ساتھ پھونک پھانک کر کلیجہ ٹھنڈا کر کے رہینگے ۔ دروپدی پر تازہ بلا نازل ہوئی ۔ وہ کہتی تھی کہ پرمیشور یہ معاملہ کیا ہے

پتی برت دھرم کیا ہوا جی کا جنجال ہوا۔ اب زندگی مشکل۔ کیچک کے بھائی بغیر جلائے نہ رہینگے۔ وہ اس وقت پربس بندھی تھی۔ کچھ کرتے دھرتے نہ بنتا تھا۔ وہ رونے پیٹنے اور چلانے لگی کہ دوہائی پانچوں گندھربوں کی۔ اگر اس وقت بھی مدد نہ کی تو کیا عاقبت میں چراغ دکھاؤ گے۔ دروپدی کی گریہ وزاری دلوں کو ہلائے دیتی تھی مگر پتھر کے دلوں پر کچھ اثر نہ ہوتا تھا۔ کیچک کے بھائی مشکیں کسے ہوئے گھسیٹے لئے چلے جاتے تھے۔ جس وقت کیچک کی لاش چتے پر رکھی گئی۔ سب لوگ دروپدی کو زبردستی کھینچ کر چتے کے پاس لے گئے۔ دروپدی کی مایوسیوں کا کچھ ٹھکانا نہ تھا۔ جس وقت اُس کو جان سے ناامیدی تھی۔ ایک آواز کان میں آئی +

سرندھری دل کو ڈھارس دے کچھ فکر نہ کر۔ تیرے محافظ آپہنچے۔ کس کی مجال ہے کہ تیرا رواں دُکھ سکے +

یہ آواز دروپدی کے لئے جاں بخش تھی۔ اس کا بیچین دل ٹھہر گیا۔ حواس ٹھکانے ہوئے۔ سمجھی کہ اب جان بچی +

یہ آواز کس کی تھی۔ دروپدی تو کچھ سمجھ گئی۔ مگر ناظرین کے سامنے بھیم سین کا نام لئے بغیر مغالطے کا اندیشہ ہے +

جس وقت کیچک کے بھائی دروپدی کو پکڑ کر لے چلے۔ بھیم سین نے شہر کی دیوار پھاند کر گندھرب کا بھیس بدلا۔ ہتھیار اُس وقت کہاں مل سکتے تھے۔ پس اُس نے ایک بڑا بھاری درخت اُکھاڑ کر کندھے پر رکھ لیا اور دوڑ ماری۔ بھیم سین کو آتے دیکھ کر دل کے دل پھٹ گئے۔ جس نے اس کو جھپٹتے دیکھا۔ اس کی روح سلب ہوگئی۔ جس کے پاس سے گزرا وہ جان لے کر بھاگا جیسے ہاتھی کا سا ڈیل ڈول نظر آیا اُس کے ہاتھ پاؤں تھرتھرا گئے +

بھیم سین جس وقت شیر کی طرح گرجتا اور بہادروں کی طرح للکارتا ہوا انبوہ میں پہنچا۔ ہزاروں آدمی پس گئے کچل گئے۔ جو جھپٹ میں آگیا جس کو ذرا سی جھپٹ آئی وہ وہیں ڈھیر ہوگیا۔ اب کیچک کے بھائی نظر پڑے۔ بھیم سین نے درخت کو چکر دینا شروع کیا۔ ایسے ہاتھ دکھائے کہ کیچک کے پندرہ بھائی ایک ہی حملے میں ڈھیر ہوگئے۔ معلوم ہوتا تھا کہ ٹڈیاں پٹ رہی ہیں +

بھیم سین کے حملوں سے تمام لوگ گھبرا اُٹھے۔ سب کو اپنی اپنی جان کی فکر ہوئی۔ کوئی ایسا نہ تھا جو دُم دبا کر بھاگا نہ ہو۔ جدھر جس کا سینگ سمایا۔ بھاگ نکلا جب میدان صاف ہو گیا۔ بھیم سین نے دروپدی کو گلے سے لگا لیا اور کہا کہ

تم گھبراتی تھیں مگر دیکھو سری کرشن جی کی مایا کیسی اپار ہے۔ اُنہوں نے پل بھر میں فکروں سے نجات دلوا دی ✢

کہ اچھا اب تم مکان پہ جاؤ۔ دشمنوں سے کھٹکا دور ہو گیا۔ اگر کوئی ناک بھوں چڑھائے تو مجھے خبر کر دینا میں اچھی طرح مزہ چکھا دونگا۔ یہ کہہ کر بھیم سین دروپدی کو ساتھ لئے ہوئے مرگھٹ سے واپس آیا۔ دروپدی کو محل میں پہنچا کر خود اپنے قیامگاہ میں جا پہنچا۔ کسی نے نہ پہچانا کہ کیچک کے بھائیوں کی کس نے جان لی اور وہ گندھرب کون تھا ✢

ادھیائے ۹

راجہ بیراٹ کو کیچک اور اُس کے بھائیوں کے قتل سے اطلاع۔ سرندھری کے اخراج کی تجویز

سارے شہر میں غل غپاڑہ مچ گیا کہ کیچک کے سارے بھائی مار ڈالے گئے۔ ارکان دولت نے راجہ کو خبر کی۔ راجہ کو سخت رنج ہوا۔ سوچنے لگا کہ کیا کروں بڑھیا مری تو مری۔ غم یہ ہے کہ موت نے جمدوت کے گھر دیکھ لیا۔ سرندھری کے چھینکتے ناک کاٹینگے۔ جب جو چاہینگے آفت ڈھائینگے۔ جس پر ایک گندھرب نے ایک سو چھ شوربیر مار کر رکھ دئے۔ اُس اکیلے کی طاقت نہ جانے کیا ہو گی۔ اگر پانچوں کے پانچوں قوت دکھائیں تب تو بیراٹ نگری کا تختہ اُلٹ پلٹ کر دیں۔ ارکان دولت راجہ کے قیافے سے فکر و تردد کی باتیں سمجھ گئے۔ اُنہوں نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ

مہاراج ذرا سی بات سے تمام فکروں کا علاج ممکن ہے۔ سرندھری کو نکال باہر کیجئے۔ پھر کچھ بھی خوف نہیں ✢

راجہ یہاں اس سوچ بچار میں تھا کہ کیا کروں وہاں دروپدی نہا دھو کر کپڑے

پڑے ہوئے محل میں جانے کو رسوئیں کی طرف سے گزری - دیکھا کہ بھیم سین کھڑا ہوا ہے یہ مسکرائی اور بولی کہ گندھرب جی کا ہزار ہزار شکر - جنہوں نے بات بھی رکھی اور جان بھی بچائی بھیم سین مسکرا کر چپ رہا اور دروپدی اب وہاں پہنچی - جہاں ارجن راج کنیاؤں کو ناچنا گانا سکھارہا تھا - جو ہیں راج کنیاؤں نے دروپدی کو آتے دیکھا - سب دوڑ کر اس کے قریب آئیں اور کہا

سرندھری مٹھائی کھلاؤ - آج بڑے بھاگ تھے جو جان بچ گئی +

ارجن سے بھی نہ رہا گیا وہ بھی برنہلا کے بھیس میں سامنے آکھڑا ہوا - اور پوچھا ذرا بتلائیے تو جاؤ - کیونکر بچاؤ ہوا کس طرح چھٹکارا ملا +

دروپدی - ہیجڑوں کو ایسی باتوں سے کیا مطلب - تو ناچ تھرک - چٹک مٹک +

برنہلا - (یعنی ارجن) زیادہ شرمندہ نہ کرو - وقت کو دیکھو - میں اس بھیس میں جو مصیبت جھیل رہا ہوں - اگر تم پر پڑتی تو معلوم ہوتی +

بات چیت کا موقع نہ تھا دو چار لطیفے کہہ سنکر دروپدی محل میں گئی تو کچھ اور ہی نقشہ آیا - یا تو پہلے خاطرداریاں ہوتی تھیں یا اب دیکھا تو سب کی تیوریاں چڑھی ہوئی ہیں رانی نے صورت دیکھتے ہی کہا: -

سرندھری - اب ہمارے یہاں تمہارا کام نہیں - تمہارے گندھربوں سے سب کی تلی تلی کانپتی ہے - میں تم کو رخصت کرتی ہوں - جہاں جی چاہے جاؤ - ہماری پیچھا چھوڑو

دروپدی - مہارانی جی آپ کے حکم کی تعمیل میں عذر نہیں مگر صرف چودہ پندرہ روز کی مہلت مانگتی ہوں - اس کے بعد ٹھہروں تو قسم - آج کے چودھویں پندرھویں دن میرے گندھرب خود ہی لے جاوینگے آپ کو دوبارہ کہنے کی ضرورت ہی نہ ہوگی +

ادھیائے ۱۰

دریودھن کو پانڈووں کی طرف سے بے فکری اُن کی ہلاکت کا وہم - اہل مشورت سے گفتگو - کیچک کی وفات سے حوصلہ افزائی بیراٹ نگر پر حملہ

کیچک ایسا شہزور اور دلاور تھا کہ چار دانگ عالم میں اس کی دھوم تھی بڑے بڑے شوربیر نام سے کانپتے تھے۔ جب بھیم سین نے اس کی جان لی دور دور تک خبر ہو گئی کہ گندھربوں نے اُسے مار ڈالا۔ یہ زمانہ وہ تھا جب دریودھن کے گوئندے اور مخبر جگہ جگہ چھوٹے ہوئے تھے۔ اُنہوں نے دنیا بھر چھان ڈالی۔ روے زمین کے گز ہنے مگر پانڈوں کا پتہ نہ لگا۔ جو قریب تھے ہر جگہ کی ٹھوکریں کھا کر دا دریودھن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی:-

اَن داتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ پانڈوں کو شیر بھیڑیے کھا گئے۔ ہم نے سوئی کے ناکے کے ملک میں دیکھا کہیں نہ راجہ جدھشٹر تک کا پتہ ملا نہ بھائیوں کا۔ بیراٹ نگر میں گئے تو عجیب ہی معاملہ سُنا۔ کیچک ایسے زبردست اور شہزور سپہ سالار کو کسی نے مار ڈالا۔ دنیا بھر میں مشہور ہے کہ کسی گندھرب کی کارستانی تھی معلوم نہیں کہ وہ گندھرب کون ہے +

دریودھن۔ پانڈوں کو ایسی جگہ ڈھونڈنا فضول تھا۔ وہ کسی تپوبن میں یا رشیوں کی منڈلی میں ہونگے

دوشاسن۔ نہیں صاحب وہ یہاں کہاں۔ کہیں سمندر کے پار جان چھپاتے ہونگے +

کرن۔ مجھے تو یقین ہے کہ اُن کی ہڈیوں کا بھی پتہ نہیں۔ کب کی شیر بھیڑیوں کے پیٹ میں ہضم ہو گئی ہونگی +

درونا چارج۔ اس خیال میں نہ رہیے۔ شیر بھیڑیوں کو پانڈو خود کھائیں اور ڈکار نہ لیں۔ جب تک تیرھواں سال نہ گزرے تب تک۔ ان کو مردہ سمجھنا گویا اپنی موت کا سامان کرنا ہے جہاں وہ تن کے ٹکڑے ہوئے پھر بھاگتے راستہ نہ ملیگا جان کی خیر نہ ہو گی۔ راجہ جدھشٹر کیا کم ہے اس کے علاوہ بھیم ارجن کی طاقتیں چھپی ہیں۔ ان کے بجر اور تیروں کے سامنے ہزار دو ہزار اور لاکھ دو لاکھ کی بھی بساط نہیں جس کے سر ہو جائیں سمجھ لو کہ موت آ گئی۔ ہاتھیوں کے جھنڈ کے جھنڈ بھیم سین کی گدا سے چور چور ہو جائیں۔ شیر صورت دیکھتے ہی موچھیں نیچی کرکے بھیگی بلی بن جائیں۔ تیرھواں سال ختم پر ہے جہاں یہ لوگ ظاہر ہوئے میں تو سمجھتا ہوں کہ

قیامت ہی آجائیگی - وہ راج لئے بغیر دم لیں - محال ہے +
دریودھن - آپ نے تو آج انتا فرمایا - یہاں مہینوں سے نیند نہیں پڑتی - ہر وقت دل اندر ہی اندر پریشان رہتا ہے - اتنے دن ہو گئے گوئندوں مخبروں نے لاکھ پاؤں توڑے مگر پانڈووں کی چھاؤں نہ پائی - آپ جہاں دیدہ ہیں کچھ رائے دیں کہ کیا کرنا چاہئے +
درونا چارج - غافل بیٹھنے سے کچھ حاصل نہ ہوگا - یہ سمجھ لیناکہ پانڈو شیر بھیڑیوں کے پیٹ میں ہضم ہو گئے - موت کے منہ میں جھونکنے گا +
بھیشم پتامہ - دریودھن اگر راج دینا منظور ہے تب تو چپ لگائے رہو - مخالفت کا خیال ہے تو ڈھونڈو پتہ لگاؤ - ورنہ خیر نہیں - پانچوں کے پانچوں بڑے دھرماتما - شہزور - بہادر اور فنون حرب وضرب میں کامل ہیں - آج دنیا کے پردے پر اُن سے پکڑ لینے والا موجود نہیں - اس کے علاوہ وہ کرشن جی کی نگاہوں میں بستے ہیں - کرشن جی کو اُن سے دلی محبت ہے موقعہ پر ضرور مدد کرینگے پس جب تک وہ ظاہر نہ ہوں - تب تک خیریت سمجھنا چاہئے - پانڈو تمہارے بھائی ہیں اُنھوں نے تمہارے ساتھ نیک سلوک کے سوائے کچھ بدسلوکی نہیں کی - میری تو یہ رائے ہے کہ میل کر لو - اتفاق بڑی چیز ہے - ملاپ سے کبھی کسی طرح کا نقصان نہیں - اگر راج ہٹ غالب ہے تو پھر کیا فوج بڑھاؤ - لشکر آراستہ کرو ہاتھ پر ہاتھ رکھے رہنے سے کوئی نتیجہ نہیں +
درونا چارج - راجہ دریودھن کچھ سُنا مہاراج بھیشم پتامہ نے کیا فرمایا - میری بھی یہی مرضی ہے کہ گلے مل جاؤ - اگر وہ لوگ تلواریں میان سے اُنگلیں تو آثار قیامت میں شک نہیں - وہ سخت خونریزی ہوگی کہ خون کا سمندر بہ جائے گا - اپنی طاقتوں پر نہ اتراؤ - فتح ہمیشہ دھرم کی طرف رہی ہے ادھرم کی کبھی جے نہیں ہوتی +

یہ سب باتیں ہو رہی تھیں کہ سوشرماں ترگرت دیش کا راجہ بول اُٹھا +
میں بھی کچھ عرض کرتا ہوں - سماعت فرمائیے متس اور سالو دیش کے راجاؤں نے مجھے بہت تنگ کیا ہے - میں ان سے عوض لینے کی تاک میں رہا - مگر کیچک

کی بے انتہا طاقتوں سے نہ ہمت رد کے رکھی۔ اب اُسے کند ھربوں نے مار ڈالا حکم ہو تو ساری ولگی پچھلی کسر نکال لوں۔ بیراٹ نگر کی ساری کائنات وہ عظیم الشان گئو شالہ ہے جس کی نظیر دنیا کے برابر نہیں۔ ایک طرف سے آپ اُٹھیں۔ دوسری طرف سے میں گھیروں۔ راج پاٹ سب چھین کر راجہ بیراٹ کو میں چیر غٹو کروں۔ آپ گئو شالہ پر قابض ہو جائیں۔ سارے راج کی آدھ بٹائی کر لی جائے۔ چلئے فیصلہ شد +

دریودھن۔ رائے تو بہت اچھی ہے اس طرح پھر میدان نہ ملیگا۔ پانڈووں کا خوف فقط خیالی بھوت ہے اصلیت کچھ نہیں وہ زندہ ہوتے تو آخر کہاں جاتے ایک نہ ایک جگہ تو کچھ پتہ لگتا۔ بالفرض وہ اس وقت بیراٹ کے راجہ کی مدد کو آبھی جائیں تو ہم لوگوں کے پو بارہ ہیں۔ بارہ برس کی جلاوطنی ان کا خاتمہ ہی کر کے رہیگی +

سوشرماں۔ جی ہاں اسی سے میری رائے ہے کہ دیر نہ کی جائے۔ میں بھی فوج لے چلوں۔ آپ بھی لشکر کو حکم دیجئے +

تجویز منظور ہو گئی۔ بیراٹ نگر پر حملے کا منصوبہ گٹھ گیا۔ ایک طرف سے سوشرماں پہنچا۔ دوسری طرف سے دریودھن۔ متس دیش دشمنوں سے گھر گیا۔ اور ظالموں نے لاکھوں گائیں اپنے قبضہ میں کر لیں +

ادھیائے ۱۱

راجہ بیراٹ اور سوشرماں کی جنگ۔ اول الذکر کی شکست پانڈووں کا اظہار شجاعت۔ سوشرماں کی گرفتاری اور بعد میں رہائی

کیچک کی وفات سے راجہ بیراٹ کو صدمہ تو بہت ہُوا۔ مگر جس وقت وہ پانڈووں کی صورت دیکھتا کسی قدر غم غلط ہو جاتا۔ وہ ان کے ہاتھ پاؤں۔ ڈیل ڈول دیکھ کر سمجھتا تھا کہ کیچک کی عدم موجودگی میں اگر کوئی غنیم حملہ کرے گا تو یہ

لوگ اچار نکال ڈالینگے ۔ دربار لگا ہوا تھا ۔ متو جندیل وغیرہ پانڈو بھی ارکان دولت کی صف میں بیٹھے ہوئے تھے امور ملکی پر رائے زنی کرنا چاہتے تھے کہ رتھوں کی گھڑگھڑاہٹ سنائی دی ۔ شور و غل ایسا ہوا کہ دربار درہم برہم ہو گیا ۔ ہزاروں گوپ گوال دوہائی دیتے ہوئے سامنے آ کھڑے ہوئے اور فریاد کی کہ

مہاراج غضب ہو گیا ۔ کیچک کے مرتے ہی بیراٹ نگر کو دشمنوں نے گھیر لیا ۔ ترگرت دیش کا راجہ سوشرماں ایک طرف سے ۔ کورو لوگ دوسری طرف سے ٹوٹ پڑے ۔ ہم لوگوں کو غفلت نے مار بھگایا ۔ تمام گائیں چھین لیں جو کچھ گرہستی تھی سب چھین چھان کر کھسک جاتے ہیں +

راجہ بیراٹ کے دربار میں کھلبلی مچ گئی ۔ راجہ نے کہا :-

ہے ! ایک کیچک کے مرنے سے یہ خرابی ۔ خیر ہر چہ بادا باد میرا طلائی رتھ جلدی تیار ہو ۔ فوجیں جلدی سے آراستہ ہو جائیں ۔ خبردار دیر نہ ہو بغیر لڑے بھڑے چارہ نہیں +

حکم کی دیر تھی ۔ لشکر برجا کر کھڑا ہو گیا ۔ ستھیا نیک اور دراشن چھوٹے بھائی بھی زرہ جوشن پہنکر ہتھیار سجے ہوئے آ پہنچے ۔ جب سارا سامان لیس ہو گیا کنک (راجہ جدھشٹر) ، بلو (بھیم سین) ، تنت پال (سہدیو) گرنتھک (نکل) کو بھی ہمراہی کا حکم ملا ۔ رتھ ۔ ہتھیار ۔ زرہ بکتر سب موجود ہو گئے ۔ یہ موقع پانڈووں کے ظاہر ہونے کا تھا ۔ سب نے آپس میں صلاح کی کہ جس راجہ کے یہاں سال بھر پرورش پائی ۔ اس کی مشکل میں دستگیری نہ کرنا انسانیت اور شرافت کے خلاف ہے اگر اب ہماری طاقتیں ظاہر بھی ہونگی تو اس کا اثر خالی نہ جائیگا ۔ دشمنوں کی کچھ تو آنکھیں کھلینگی ۔ یہ سوچ سمجھ کر وہ راجہ بیراٹ کے ساتھ ہوئے اور سب نے ملکر سوشرماں کو جا روکا ۔ لڑائی شروع کی ۔ سوار سے سوار پیدل سے پیدل جُٹ گئے تلوار سے تلوار بجنے لگی ۔ تیر پر تیر برسنے لگے ۔ لاش پر لاش گرنے لگی کشتوں کے پشتے بندھنے لگے خون کا ایک دریا بہہ گیا +

مخالف لشکر گھبرا اٹھا ۔ سپہ سالاروں کے قدم اُٹھنے لگے تو راجہ سوشرماں خود سامنے آیا ۔ مار ہونے لگی ۔ بہادروں نے لڑتے لڑتے شام کر دی سوشرماں کی چوٹ

نے بیراٹ نگر کی فوجوں کے چھکے چھڑا دئے۔ سرداران لشکر نے جی چھوڑ دیا۔ سوشرما
نے جھپٹ کر راجہ بیراٹ کے مہاسار بھی پر تلوار کا ایسا ہاتھ صاف کیا کہ سر دھڑ
سے جُدا ہو گیا اور راجہ کو گرفتار کر کے کوس ظفر پر چوٹ دی اور رتھ پیچھے بھگایا۔ راجہ
جدھشٹر دور تھے۔ اُنہوں نے یہ کیفیت دیکھ کر بھائیوں سے کہا کہ دیکھتے کیا ہو۔
جاؤ راجہ کو چھڑاؤ +

بھیم سین نکل اور سہدیو تھوڑی سی فوج لئے ہوئے۔ لشکر غنیم میں پل
پڑے راجہ بیراٹ زندگی سے مایوس تھا لو وغیرہ کو دیکھ کر اُس کی جان میں جان
آئی۔ پکار کر کہا کہ آفرین شاباش۔ اب زندگی تمہارے ہاتھ ہے +

لڑائی ہونے لگی۔ ہتھیار چلنے لگے۔ بھیم سین رتھ سے کود پڑا۔ ایک بھاری
درخت اُکھاڑ کر دوڑا کہ اس سے سوشرماں کو کچل ڈالے مگر راجہ جدھشٹر نے روکا
اور کہا کہ ابھی اپنے کو ظاہر کرنے سے کچھ نتیجہ نہیں۔ سوشرماں فوراً پہچان جائیگا
کہ بھیم سین یہی ہے۔ اسی لئے تم درخت کو پھینکو اور دھنش بان سے لڑو۔ گدا
سے کچلو۔ بھیم سین نے گدا اُٹھایا۔ ہزاروں ہاتھی گھوڑے سوار پیدل سر کر
ڈالے۔ رتھ توڑ پھوڑ ڈالا۔ راجہ بیراٹ کو اپنے رتھ پر بٹھایا اور سوشرماں کے گلے
میں کمند ڈال کر گرفتار کیا۔ نکل اور سہدیو نے فوج مخالف کے دھرے اڑا دئے +

سوشرماں کی ساری ہیکڑی گرد برد ہو گئی۔ قسمت کو چھینکنے لگا۔ بھیم سین نے کہا
راجہ بیراٹ کے قدموں پر سر رکھ تب تو مفید ہے نہیں تو ابھی سر اڑا دیتا ہوں +
سوشرماں نے جان کے خوف سے ہاتھ جوڑ دئے۔ قدموں پر سر جھکایا۔ راجہ
جدھشٹر نے معافی دلوائی۔ بھیم سین نے رہا کر دیا اور کہا کہ
احسان نہ بھول۔ دیکھ دریودھن کی خیر خواہی نے کیا پھل دیا۔ اب بھیا لوگے
تو کوروں کا ساتھ دوگے۔ میں نے تمہاری جان بخشی کی سیدھے گھر چلے جاؤ +

ادھیائے ۱۲

بیراٹ نگر پر دوسری طرف سے دریودھن کے لشکر جرار کی یورش۔ گھوسیوں کی بیراٹ کے ولیعہد سے فریاد

راجہ سوشرماں کی معافی تقصیر اُست ہوئی۔ جان بچی۔ لاکھوں پائے۔ وہ بھیم سین کا شکریہ ادا کر کے قدموں پر سر جھکا کر کان دبائے ہوئے گھر کی طرف بھاگا۔ راجہ بیراٹ نے میدان جنگ میں رات کاٹی۔ پانڈوؤں کی طاقتوں سے اُس کی آنکھیں کھل گئیں۔ کنک ورا جہ جدھشٹر سے بولا کہ

ناگر مدجی مہاراج۔ آج آپ اور آپ کے ساتھیوں کی بدولت جان بچی۔ کس زبان سے شکریہ ادا کروں۔ آپ سب کی ہمت و ثنا و صفت میں زبان قاصر ہے۔ میں آپ کے احسانات کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔ سارا راج پاٹ۔ ساری دولت و ثروت آپ کی نذر ہے۔ جب کہئے تلک کر دوں۔ فقط اشارے کا منتظر ہوں +

راجہ جدھشٹر۔ آپ کی عنایت کافی ہے۔ غریبوں کو راج پاٹ سے کیا کام۔ دولت و سلطنت آپ کو مبارک۔ یہاں تین چار جنئو کافی ہیں۔ اور ایک پرماتما کا نام۔ آپ کے اقبال نے دشمنوں کی طرف سے دلجمعی کر دی۔ آپ فتح کے ڈنکے بجائے راجدھانی میں سب کا دل سرد ہو گا۔ سواروں کو بھیجیں۔ خوشخبری سنا دیں + سوار بھیجے گئے۔ بیراٹ نگر میں نوبتیں بجنے لگیں۔ اہل شہر نے بدھائی دی۔ محلات میں ناچ رنگ ہوا +

سوشرماں جب ہستنا پور سے چلا تھا اُسی کے دوسرے روز دریودھن نے بھی دوسری طرف سے لشکر بڑھایا تھا۔ اس کے ساتھ بڑے بڑے شور بیر تھے مثلاً بھیشم پتامہ درونا چارج۔ کرپاچارج اشوتھاماں۔ دوشاسن۔ دوسہ۔ شبت بکرن۔ چتر سین۔ درپد وغیرہ۔ جب اُنہوں نے گھوسیوں کے گاؤں گھیر کر ۶ ہزار گائیوں بچھڑوں پر دست تصرف دراز کیا تو گھوسی روتے پیٹتے بیراٹ نگر میں آئے راجہ میدان جنگ میں تھا۔ سوشرماں سے لڑائی چھڑ رہی تھی۔ سب ولیعہد سلطنت رونے پیٹے۔ سرگذشت سنائی۔ جرات و بہادری کی تعریف کر کے لشکر کشی کی درخواست کی +

ادھیائے ۱۴

برہنلا عرف ارجن کی رتھبانی اُتر راجکمار کی کوروں کے مقابلے میں فوجکشی

گھوسیوں کی فریاد پر اُتر راجکمار نے بکان دئے اور گھبرایا کہ کیا کروں۔ اُس نے کہا میں جانے کو تیار ہوں مگر افسوس یہ ہے کہ میرا سارتھی اس مہینے میں قتل ہوگیا اگر کوئی لائق سارتھی ملے تو ابھی کوروں کو مار بھگاؤں وہ تیراندازی کے کمالات دکھاؤں کہ ارجن بھی دیکھے تو قائل ہو جائے ٭

ارجن یہ بات سُن رہا تھا۔ موقع ٹال کر وہاں سے اُٹھا۔ اشارے سے دروپدی کو محل میں لے گیا اور کہا کہ

اُتر کمار کو کہدے کہ برہنلا کو سارتھی بنالے۔ میں میدان میں جاؤنگا تو کوروں کی ساری بائی کیجائی نکل جائیگی ٭

دروپدی وہاں سے اُتر راجکمار کے پاس آئی اور عرض کی کہ

آپ کو لائق سارتھی کی تلاش ہے آپ میرا کہا مانیں برہنلا سے رتھ ہنکوائیے۔ یہ اس کام میں فرد ہیں

اُتر راجکمار۔ تم بھی عقل کی گٹھڑی ہو۔ ہیجڑوں زنانوں کو رتھ ہانکنے کا کیا وقوف ٭

دروپدی۔ اس خیال میں نہ رہئے جس وقت ارجن نے کھانڈو بن جلایا تھا۔ اُس وقت رتھ کے گھوڑوں کی باگ برہنلا کے ہاتھ میں تھی۔ یہ ہیجڑا نہ ہوتا تو ارجن کے بنائے کچھ نہ بنتی ٭

اُتر کمار۔ مجھے تو یقین نہیں آتا مگر خیر بلواؤ ٭

برہنلا کی طلبی ہوئی۔ ارجن اپنا زنانہ لباس پہنے ہوئے ظاہر ہُوا۔ کمار نے پوچھا کیا تم ارجن کے سارتھی رہ چکے ہو ٭

برہنلا نے اس کے جواب میں بڑے ناز و نخرے سے ناک پر اُنگلی رکھی اور چٹک مٹک کر جواب دیا ٭

تمہاری بلہاری میں صدقے میں واری۔ میرا کام ناچنا گانا ہے میں رتھ وتھ ہنکانا کیا جانوں مگر سیرندھری بھی جھوٹی نہیں جو کہا ہوگا وہی کہتی ہوگی۔ یہ کہکر اس طرح چٹکنا مٹکنا شروع کیا کہ سارا رنواس لوٹ پوٹ ہوگیا ہنستے ہنستے پیٹ میں بل پڑ گئے ٭

اُتر کمار۔ مسخراپن نہ کر۔ چل میرے ساتھ۔ دیکھوں رتھ ہانکنے کی کتنی مشق ہے ٭

ارجن نے ہاتھ اٹھا کر زرہ اُٹھائی اور بڑے انداز سے پہنی۔ کہاں چولی اور کہاں اوڑھنی اور کہاں چوٹی کنگھی۔ کہاں زرہ بکتر اور کہاں فوجی لباس۔ سب رانیاں راجکماریاں اور لونڈیاں قہقہے لگاتی اور ٹھٹھے مارتی تھیں کہ واہ برہنلا آج تو خوب ہی بنیں۔ جب ارجن نے سارے

ہتھیار سج لئے۔ رتھ جوتا کمار کو سوار کیا اور گھوڑے اڑا ئے جس نے ایسے نٹی ٹہ کا جوان کبھی نہ دیکھا تھا اُس کو یہی شک ہُوا کہ ضرور یہی ارجن ہے۔ رتھ اُڑاتے وقت برہمنوں نے اشیرباد دیا۔ راج کنیاؤں نے خوشی کے گانے گائے۔ کوئی بولی۔ بات تب ہے بھیشم پتامہ کے تیر ترکش ہمارے لئے لیتے آنا کسی نے کہا درونا چارج کے زیور و لباس کی حقدار میں ہوں۔ اسے برنہلا دیکھو راجکمار تیرے سپرد ہیں جس طرح کھانڈو بن جلانے کے لئے ارجن کا ساتھ دیا تھا اسی طرح اس وقت بھی ساتھ دیکر کوروؤں کو پکڑ لاؤ ٭

ارجن۔ سب اطمینان رکھو دیکھنا تمہارے برنہلا سب شور بیروں کے کان کاٹتے ہیں کسی کورو کی ناک رہ جائے تب کہنا اسے لو ٹیں گی یہ کہتے ہی گھوڑوں کو چھچکارا تو ہوا بھی گرد نہ پا سکی ٭

ادھیائے ۴۱

اوتر کمار کو لیکر ارجن کی میدان جنگ میں روانگی راجکمار کی بزدلی۔ ارجن کی طرف سے حوصلہ افزائی۔ کوروؤں میں ارجن کی نسبت بات چیت

ارجن نے اس تیزی سے رتھ ہانکا کہ اوتر کمار کے ہاتھ پاؤں سستا گئے اور جس وقت کوروؤں کا لشکر جرار نظر آیا۔ بدن تھر تھرا اُٹھا۔ بھیشم پتامہ کے نام سے بوٹی بوٹی کانپ گئی۔ درونا چارج کو دیکھ کر خون خشک ہو گیا۔ مارے ڈر کے چوہیا کا بل ڈھونڈھنے لگا۔ ارجن سے بولا کہ

رتھ پلٹاؤ میں لڑنے سے باز آیا جس کو جان بھاری ہو وہ بھیشم پتامہ کے سامنے جائے۔ جو گھر سے فالتو ہو وہ درونا چارج کا مقابلہ کرے اشوتھاماں سے ٹکر لینے کی مجھ میں طاقت کہاں۔ یہ سب لوگ تو مجھے مچھر کی طرح مسل کے رکھ دینگے باگ موڑو میں کھسکتا ہوں ٭

برنہلا۔ چھتری کا بیٹا ایسا ڈرپوک۔ فوج والے کیا کہینگے۔ لڑائی سے جی چراتے شرم نہیں آتی۔ جب ایسا ہی بودا پن تھا تو راجہ بیراٹ کے گھر کیوں جنم لیا ایسے کمل کلنکی کا مرجانا ہی بہتر ہے ٭

اوتر راجکمار کا کلیجہ دھڑک رہا تھا - جان نکلی ہوئی تھی - وہ گھبرا کر رتھ سے کود پڑا اور جی چھوڑ کر بھاگنے لگا - ارجن یہ کہتا ہوا جھپٹا کہ

چلے کہاں - بغیر لڑائے جان نہ چھوڑونگا +

اوتر راجکمار - برہنلا میری عمر پر ترس کھا ایشور کے لئے موت کے منہ میں نہ جھونک ہاتھی گھوڑے نالکی پالکی سب لے لے - میں نے تجھے سارا خزانہ بخش دیا - مجھے جان بچانے دے +

برہنلا - بھلا چاہتا ہے تو ضد نہ کر - نہیں تو پچھتائیگا - میں یہاں سے ہٹنے نہ دونگا +

اوتر راجکمار - برہنلا معاف کر - مجھ میں دم نہیں میں لڑ نہیں سکتا +

ارجن نے راجکمار کی آہ و واویلا کچھ نہ سُنی زبردستی پکڑ کر رتھ پر سوار کیا اور رتھ میں جکڑ لیا خبردار کسمسانا نہیں چپکے بیٹھے ہوئے گھوڑوں کی باگ تھامے رہو - میں ابھی تمہارے دیکھتے سارے کوروُں کو خاک پر سلائے دیتا ہوں ایک گئو بھی کوئی لے جاسکے تو میرا ذمہ +

اوتر راجکمار کو کسی قدر ڈھارس ہوئی اور اُس نے گھوڑوں کی لگام تھامنا منظور کی - ارجن وہاں سے اُسی درخت کی طرف لپکا - جس پر بیراٹ نگر میں آتے وقت ہتھیار چھپا دئے تھے +

رتھ ہوا سے باتیں کرتا ہوا جا رہا تھا - راجہ بیراٹ کی فوج دیکھ دیکھ کر حیران ہوتی تھی کہ ایسا رتھ ہانکنے والا سارتھی کہاں سے آگیا ضرور ارجن کی کارستانی ہے دوسرے میں یہ لیاقت کہاں - جس وقت ارجن ہاتھ اڑا تھا بھیشم اور درونا چارج بولے کہ کورو ہوشیار معلوم ہوتا ہے کہ راجکمار کو لیکر ارجن آگیا - اسی طرح بے کھٹکے بڑھتے چلے آنا پانڈوؤں میں ہی ارجن کے کام ہیں ایروں غیروں کے یہ دل گردہ کہاں +

درونا چارج - بھیشم جی ذرا آسمان کا رنگ تو دیکھئے - ہوا کہتی ہے کہ آج اچھی طرح ہی چل کے دم لونگی - آثار اچھے نہیں شگون خراب ہو رہے ہیں - سرداران لشکر کہاں ہیں سب کو حکم دیجئے کہ گایوں کو حلقے میں لیکر ہتھیاروں سے لیس ہو جائیں ضرور ارجن ہی آرہا ہے - اُس سے بہت ہی سخت مقابلہ ہوگا - ارجن اب وہ ارجن نہیں - اندر نے تعلیم دیکر اس کو فنون جنگ سکھا دئے ہیں جو دیوتاؤں کو بھی معلوم نہیں - ہمارا آپ کا کیا ذکر جس وقت وہ دانت کٹکٹا کر دھاوا کریگا - میں تو جانتا ہوں کہ شاید ہی کوئی سامنے ٹھہرے مہادیو جی سے اڑ کر اُنکو خوش کر دینا ارجن کے سوا کس کا کام تھا

بھیشم پتامہ۔ دریودھن۔ دروناچارج جی بہت درست کہتے ہیں۔ دیر نہ کرو سپہ سالاروں سے کہو۔ کہ تاک جائیں خوب ہوشیار رہیں۔ مقابلہ ٹیڑھا۔ ارجن کے بانوں سے سر بر ہونا کوئی آسان نہیں ہے +

دریودھن۔ آپ لوگ اس خیال فضول سے پریشان ہیں یہاں کرن سے پوچھئے منہ مانگی مراد ملنے والی ہے +

بھیشم۔ وہ کیا +

کرن۔ بس یہی کہ بدنصیب پانڈووں کو بارہ برس کی جلاوطنی اور نصیب ہوگی +

دریودھن۔ اگر یہ ہیجڑا ارجن نہیں تب تو ہمارے تیروں کو سمجھ بیٹھے کہ نرم چارہ مل گیا۔ اگر ارجن یہی ہے تو یا ہم لوگ مار گرائینگے یا بارہ برس پھر جنگلوں کی ہوا کھلائینگے ہر طرح سے اپنا الو سیدھا اور کام سدھ ہے +

بھیشم۔ دریودھن تمہاری کیا بات ہے۔ بس پھر کیا ہے پو بارہ ہی پو بارہ ہے +

ادھیائے ۱۵

ارجن کا اوتر راجکمار کو زبردستی لڑائی کے لئے مجبور کرنا۔ اپنے ہتھیار لیتے جانا۔ ہتھیاروں سے راجکمار کی حیرت۔ ہتھیاروں کی تشریح ارجن کی زبانی

ارجن رتھ بڑھاتا ہوا درخت کے پاس پہنچا۔ اور اوتر راجکمار سے بولا کہ تمہارے تیر کمان میرے لائق نہیں۔ درخت پر چڑھ جاؤ اور پانڈووں کے ہتھیار اتار لاؤ +
راجکمار سب ہتھیار اُتار لایا۔ ارجن نے ہر ایک کو صاف کیا۔ راجکمار نے چمک دیکھی تو حیران ہو گیا کہ ہتھیار کیسے ہیں۔ عالم حیرت میں پوچھنے لگا +

اوتر کمار۔ جس دھنش پر جڑاؤ جڑے ہیں۔ جگمگ کرتا ہے اس کا مالک کون ہے؟

ارجن۔ ارجن کا گانڈیو دھنش یہی ہے۔ اس کے سامنے لاکھوں دھنشوں کی کچھ

مباط نہیں - اصل میں یہ برہما کا دھنش ہے - ہزار برس اُن کے پاس رہا - ۵۰۳
برس پرجاپت نے قبضے میں رکھا - اندر ۸۵ برس تک قابض رہے - ۵۰۰ برس چندرما
جی اور ۱۰۰ برس برن جی - اب ۶۵ برس تک کے لئے ارجن کی قسمت میں ہے +

راجکمار - جس پر ہاتھیوں کی سنہری تصویریں ہیں وہ دھنش کس کا ہے +

ارجن - بھیم سین کا - اس شور بیر نے اسی دھنش سے پورب کے راجاؤں کو زیر کیا تھا +

راجکمار - اور تیسرا دھنش جس پر اندر گوپ کے نام کے کپڑے کا غلاف چڑھا ہوا ہے

ارجن - مہاراجہ جدھشٹر کا +

راجکمار - چوتھا دھنش کس کا ہے جس پر سورج (زرہ بکتر) پہنے ہوئے نظر آتے ہیں +

ارجن - نکل کا +

راجکمار - باقی پانچواں بھی بہت نفیس ہے - جانوروں کی کیسی خوبصورت تصویریں
بنی ہوئی ہیں +

ارجن - یہ سہدیو کے ہاتھ کا زیور ہے

راجکمار - اور یہ ہزار ہا تیروں والا ترکش +

ارجن - ارجن کا - اسے اکشے کہتے ہیں اس میں یہ وصف ہے کہ چاہے جتنے
تیر سرکرو کبھی خالی نہ ہو +

راجکمار - جس ترکش میں موٹے موٹے تیر ہیں اس کو کس کے نام سے فخر ہے ؟

ارجن - بھیم سین سے +

راجکمار - سنہری شیر وہاں تیروں کا ترکش کس کی ملکیت ہے ؟

ارجن - نکل کی +

راجکمار - جس میں سورج کی تصویر ہے اس ترکش کو کس کا سمجھیں ؟

ارجن - سہدیو کا +

اس کے بعد ارجن نے تلواریں صاف کیں اور کہا کہ مینڈک کے منہ والی تلوار تو
مہاراجہ جدھشٹر کی ہے جس کے پھل پر مینڈک کی تصویریں ہیں - ارجن چمکاتا ہے شیر
کی تصویر والی شمشیر بھیم سین کی ہے جس پر بکرے کے چمڑے کا میان ہے یہ نکل کی کمر کو زینت
دیتی تھی - یہ جو گرانڈیل بھاری بھرکم طلائی گدا پیش نظر ہے اسی سے بھیم سین نے راچھسوں

اور گئو مٹریوں کی ہڈیاں چور کی تھیں - کیمی دوسرے کی مجال تھی کہ ذرا جنبش بھی دے سکے اُٹھانا تو در کنار ⁘

ادھیائے ۱۶

ارجن کی میدان جنگ میں روانگی - درونا چارج وغیرہ کے اندیشے

اوترکمار تمام استر شستر دیکھ کر سخت متحیر ہوا اور بولا کہ

نہ معلوم بیچارے پانڈو جوے میں راج پاٹ ہار کر کہاں چل دئے ایسے شہزوروں پر یہ آفت - افسوس - آہ - مہارانی دروپدی نہ جانے کہاں نکل سر گئی عرصے سے کچھ پتہ نشان نہیں ⁘

برنہلا - تم کو رن میں لئے جاتا ہوں تمہارا دل اوچھا ہو رہا ہے سنو میں بتاؤں کہ پانڈو کہاں رہتے ہیں ⁘

جوم کو تمہارے یہاں کنک کے نام سے شہرت ہے وہی مہاراجہ جدھشٹر ہیں بلّو بھیم سین - افسر اصطبل نکل - گوپال سہدیو - میں ارجن ہوں اور سر بند ھری دروپدی ⁘

اوترکمار قدموں پر گر پڑا اور ہاتھ جوڑ کر بولا - معاف کیجئے گا مجھ سے بڑی غلطیاں ہوئیں ذرا یہ تو بتا دیجئے کہ آپ کن کن ناموں سے مشہور زمانہ ہیں ⁘

ارجن - ارجن کے علاوہ ۹ خطاب اور ہیں ⁘

پھلگن - کریٹی - سویت باہن - بے بھتسو - کرشن - جشنو - سبیہ ساچی - دھننجے ⁘

راجکمار - میری خطائیں معاف ہوں - آپ کا نام سنتے ہی میرا دل شیر ہو گیا سارا خوف جاتا رہا - اگر آپ کا نام لے لوں تو دشمنوں پر فتح پانا کچھ مشکل نہیں - پھر آپ جب ساتھ ہوں تو میرے بھوم جے نام کی عزت کیوں نہ بڑھیگی - آپ تو آپ ہیں آپ کے صاحبزادوں کے زور و طاقت کا وہ شہرہ ہے کہ بڑے بڑے شیر دلوں کے چھکے چھوٹتے ہیں ابھمن سا طاقتور راجکمار آج چھتری قوم میں کون ہوگا - سری کرشن جی کے بھانجے اور آپ کے فرزند ارجمند کے جب اوصاف سنے جاتے ہیں - انسان دنگ رہ جاتا ہے مگر مجھے حیرت کے ساتھ افسوس بھی ہے کہ آپ ایسا کال کو جیتنے والا شوربر ہیجڑا کیسے ہو گیا آپ تو کروڑ مردوں کے ایک مرد ہیں ⁘

ارجن - راجکمار بھوم جسے میں ہیجڑا یا زنانہ نہیں صرف اپنے بڑے بھائی مہاراجہ جدھشٹر کی خاطر سے ایک برس کے لئے اس بھیس میں آپکے یہاں رہنا پڑا۔ شکر ہے سال گزر گیا - اور اب میں پھر وہی ارجن ہوں - جو پہلے تھا میرے ہیجڑا بننے کی میعاد گزر گئی - اب مجھے رفو اس میں جانے کی قسم ہے جس دن ہم سب ظاہر ہو گئے بس نہ کوئی کنک ہے نہ برہنلا - نہ بلو ہے نہ تنت پال - نہ گرنتھک نہ سرندھری - سب کے سب جدھشٹر بھیم سین - ارجن - نکل - سہدیو اور دروپدی ہو جائینگے ÷

راجکمار - ہم لوگوں کے زہے نصیب کہ آپ کے درشن حاصل ہوئے ہم لوگ سب آپ کی پناہ میں ہیں - اس رتھ کے گھوڑوں کو ملاحظہ کیجئے - چاروں سری کرشن جی کے شیبا - میگھ پشپ - سگریو اور بلاہک کی جوڑ کے ہیں آپ اس پر خوشی سے سوار ہو جئے اور دشمنوں کو دکھائیے کہ سرکشی کا کیا نتیجہ ہوتا ہے ÷

ارجن نے گھوڑے بہت پسند کئے اور زنانہ زیور اُتار کر ایک سفید رنگ کی چست تنگ پوشاک پہنکر ہتھیار بدن پر سج لئے اور زرہ بکتر سے وہ بانکی صورت بنائی جس کو دیکھ کر شیروں کا کلیجہ بھی تھر تھرا جائے اس کے بعد اُس نے اپنا علم لشکر رتھ میں باندھ دیا - جس کو سری ہنومان جی نے جلوہ افروزی سے خاص فتحمندی کی برکت بخشی - ارجن رتھ پر سوار ہوا - منتر پڑھنا شروع کئے دفعتہً تمام استرو شستر کے دیوتا نمودار ہو گئے اور کہا ÷

آپ میدان جنگ میں چلیں - ہم لوگ سب ہاتھ بٹانے کو تیار ہیں ÷

ارجن نے سب کو ڈنڈوت کی اور اپنے دھنش کو چڑھایا تو ٹنکار کی آواز سے زمین و آسمان گونج گئے ÷

اوتر راجکمار ابھی بچہ ہی تھا بھیشم پتامہ - درونا چارج - اسوتھاماں - کرپا چارج - دریودھن اور اُس کے بھائیوں کو دیکھ کر وہ سمجھتا تھا کہ کہیں اُلٹی نہ پڑے - اکیلا چنا کیسے بھاڑ پھوڑ دیگا اس وہم میں ارجن سے بولا - اس طرف تو ہزار ہا شور بیر سردار لشکر موجود ہیں - یہاں صرف ایک آپ ہیں آپکے بھائیوں میں سے بھی کوئی کمک پر نہیں پھر لڑائی کا فیصلہ کیونکر ہوگا؟

ارجن - آپ بے فکر رہیں - بیٹھے بیٹھے سیر دیکھیں مجھے کبھی کمک درکار نہیں

سری کرشن چندر جی میری کمک پر ہیں انہیں کی مدد سے کھانڈو بن جلا کر سیاہ کرڈالا نواتِ کوچ میں راچھس مارے - دروپدی کو سوئمبر میں جیتا - یہاں بھی دیکھ لینا - سب کو ٹنڈیوں کی طرح پیٹ کے رکھ دونگا +

چلو اُتر کی طرف گھوڑے بڑھاؤ - ذرا دیر میں فیصلہ ہو جاتا ہے +

یہ کہکر ارجن نے دیودت سنکھ بجایا - تو زمین آسمان کانپ اُٹھے - اتر کمار کے ہوش اُڑ گئے - گھوڑے سر کے بل گر پڑے ارجن نے اوتر کمار کو ہوشیار کیا - ڈھارس دی اور پھر سنکھ بجایا تو درونا چارج کوروں کے لشکر میں پکارا +

بہادر و ہوشیار - ارجن آگیا - ارجن کے سوائے کسی دوسرے کو ایسا سنکھ میسر نہیں دیکھو گدھ منڈلا رہے ہے - گیدڑوں کی منحوس آواز کانوں میں آ رہی ہے شگون اچھے نہیں +

دریودھن - ارجن اب کہاں وہ نہ معلوم کہاں مر گیا - آپ بھی لوگوں کا مفت دل اوچھا کرتے ہیں - ابھی تیرھواں سال ختم نہیں ہؤا - یا نڈ کیا ظاہر ہو کر بیٹھے بٹھائے جان آفت میں پھنسائینگے +

درونا چارج - آپ کو یہ مغالطہ ہے اور یہاں شوربیروں کے جی چھوٹے ہوئے ہیں

کرن - اگر ارجن ہی ہے تو سامنے آنے دیجئے - دیکھئے گا کیسی بودی مار مارتا ہوں اگر سر نہ اڑایا تو کچھ کام نہ کیا +

بڑھاپے کی شرم رکھئے سفید بالوں کی طرف دیکھئے آپ شوربیر ہو کر بہادروں کے جی چھڑاتے ہیں - عمر بھر بہادری کا جھنڈا گاڑا اب ایسے سٹھے پٹھے لوگوں سے آپ جی چراتے ہیں +

ادھیائے ۱۷
کوروں کے لشکر میں آپس کی کھٹ پٹ

کرن نے درونا چارج پر آوازے کسے بزدلی کا طعنہ دیا تو کرپا چارج سے نہ رہا گیا اُنھوں نے کہا کرن نشہ جوانی میں اندھا ہو رہا ہے اس کو نیک و بد کی کیا تمیز - درونا چارج جی شاستروں کے عالم - ستاروں کی گردش سے آگاہ شگن بدیا سے واقف - فنون جنگ میں یکتائے زمانہ انہیں کا چھوکرا اُلٹی پٹی سنائے لڑائی خالہ جی کا گھر اور منہ کا نوالہ نہیں اس کے لئے شگون دیکھنے کی سب سے

مقدم ضرورت ہے۔ کرن کے غرور کا ٹھکانا نہیں جبں ارجن نے اکیلے دم سے گندھربوں کو مار کر کوروؤں کی جان بچائی۔ تن تنہا سری کرشن جی کی بہن سوبھدرا کو لے آیا۔ اکیلے ہی مہادیو جی سے لڑائی کی۔ اکیلے ہی سورگ میں پہنچکر شستر ودیا سیکھی۔ اکیلے ہی نوات کوچ اور کال کیے راکشسوں کے دشمنو شکست سکھے۔ ارجن کے کام تو میں سُنا چکا۔ اب کرن بتلائے کہ اس نے اکیلے کونسا کام کیا۔ اتنے کورو ہیں کسی میں ارجن کے سامنے ٹھہرنے کی جرأت نہیں! ارجن سے مقابلہ کرنا بھاری پتھر گلے میں باندھ کر سمندر کے پار تیر جانے کی فضول ہیکڑی ہانکنا ہے ارجن تیرہ برس تک ستاتا رہا۔ اس کے حوصلوں کا کیا پوچھنا وہ سب کو اکیلا نہ ہرادے تب بات +

اشو تھاماں سے کرن - بہت ڈینگ اچھی نہیں ہوتی۔ زعم سے آدمی خود ہی سر کے بل گرتا ہے۔ ارجن سے مقابلے کی ہمت واجب نہیں۔ پتاجی نے تمہیں سب اونچ نیچ سمجھا دی مگر تمہاری عقل چرنے گئی ہے۔ جلتی ہوئی آگ میں کودنا اپنی ہڈیوں کو ایندھن بنانا ہے اتنی عمر آئی بھلا کہو تو ارجن۔ بھیم سین۔ نکل۔ سہدیو سے تم کس بات میں سر بر ہوئے بڑے مرد تھے تو دروپدی کو سوئمبر کی لڑائی میں کیوں نہ جیت لیا۔ جوئے میں بھی راجہ جدھشٹر کبھی نہ ہارتا۔ مگر تم سب نے مل کر کملی ڈال کر لوٹا۔ اگر وہ دھرم کا پاس نہ کرتے تو کچھ بھی نہ ہوتا۔ دروپدی پر سر دربار جو بدعتیں ہوئیں وہ اوپر اوپر نہ جائینگی۔ ایک روز خمیازہ کھینچنا پڑے گا۔ بدر جی کے سمجھانے پر تم نے کان نہ دیے اُلٹی گردن نا پی۔ اس کا مزہ بہت جلد معلوم ہو جائیگا۔ راجہ دھرتراشٹر کی طاقت پر نہ بھولیں۔ پانڈووں کو کم نہ سمجھیں۔ ہمارے پتاجی کو بھی اپنے دھرما تما شاگردوں کا خیال ہے۔ ان کی لیاقتوں کا کیا کہنا۔ کبھی کوروؤں کے ادھرم کا جواب نہ دیا۔ دھرم ہی پر قائم رہے۔ میں اشو تھاماں ہوں۔ ادھرم کی طرفداری کبھی نہ کرونگا۔ اس موقعہ پر بھی دوشاسن ہی سے کہو کہ تلوار اٹھائے۔ جعل و فریب کا جوا۔ جس طرح کھیلا تھا۔ اسی طرح گانڈیو دھنش کی مار دیکھے۔ کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں لڑائی سے بھاگتا یا میدان جنگ سے جی چراتا ہوں۔ نہیں نہیں کبھی نہیں۔ راجہ بیراٹ خم ٹھونکے تو ضرور لڑوں ہاں ارجن کے مقابلے میں ہتھیار نہ اٹھاؤنگا +

ادھیائے ۱۸

بھیشم پتامہ کی رائے سے لڑائی کا انتظام۔ ترتیب لشکر۔ دریودھن کی واپسی

بھیشم پتامہ سب باتیں سن رہے تھے۔ اُنہوں نے کہا

دروناچارج جی کا فرمانا بہت درست ہے۔ ضرور موقع مصلحت شگون و ساعت دیکھ کر لڑائی کے سے جان جوکھوں کا کام کرنا چاہئے۔ کرن کی بھی غلطی نہیں۔ اس کا جوش بھی بجا ہے۔ چھتریوں کی حوصلہ افزائی کے لئے ایسے جوانمردی کے خیال موزوں ہیں۔ دروناچارج عالم و فاضل ہیں۔ برہم تیج اور برہماستر دونو کے لحاظ سے ان کا نظیر نہیں مل سکتا۔ درون جی اور کرپاچاریہ ہمارے ہستناپور کے آفتاب و ماہتاب ہیں۔ پرسرام جی کے سوائے کوئی ان سے بڑھ کر نہیں۔ مگر جس وقت ارجن ڈٹ کر کھڑا ہو جائیگا۔ مجھے یقین نہیں کہ کامیابی ہو۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ پہلے کرپاچارج جی اور اشوتھاماں معرکہ آرائی کریں۔ پھر جیسا ہوگا۔ دیکھ لیا جائیگا +

دریودھن نے کرن کی طرف سے معافی مانگی۔ اور دروناچارج جی کے قدموں پر سر ڈالا۔ دروناچارج جی بولے بھیشم پتامہ بہت واجبی کہتے ہیں۔ ان کی بات ذہن نشین کر کے یہ تدبیر کرنا چاہئے کہ ارجن پر دریودھن کی طاقتوں کا رعب غالب رہے۔ میری رائے میں بن باس اور پوشیدگی کا زمانہ گزر چکا۔ بغیر اس کے ارجن کبھی شمشیر برہنہ نہیں بن سکتا +

بھیشم پتامہ ۔ ضرور میعاد گزر گئی۔ شک نہیں۔ کلا کاشٹ مہورت کے حساب اور نکال چکر کے اصول آج میری دانست میں پندرہ برس پانچ مہینے اور بارہ دن گزر گئے وہ اپنا قول پورا کر چکے۔ پانڈو دھرم کی مجسم تصویر ہیں۔ ان سے دھرم کے خلاف کوئی بات ظہور میں نہیں آسکتی۔ جھوٹ بولیں۔ ناممکن ہے مگر یہاں یہ ہے وہاں وہ اپنے دعوے سے کبھی دست بردار نہ ہونگے اور زور بازو سے فتح حاصل کئے بغیر باز نہ رہینگے۔ آج ہی وہ لوگ فیصلہ کریں دریودھن

کیا کہتے ہو راج بانٹنا منظور ہے یا لڑنا ✤

دریودھن - میں تو کبھی راج کے حصے بخرے نہ کرونگا - چاہے جو کچھ ہو ✤

بھیشم پتامہ - اگر یہی ٹھنی ہے تو اچھا ⅓ فوج لیکر گھر کو جاؤ پھر ہم سب نمٹ لینگے ✤

دریودھن فوج اور گائیں لیکر ہستنا پور کی طرف پھرا یہاں بھیشم پتامہ جی نے لشکر ترتیب دیا - دائیں طرف کرپا چارج منتظم افواج مقرر ہوئے - سب سے آگے کرن بیچ میں اشوتھاماں - بھیشم پتامہ جی نے خود عقب کے لشکر کی سپہ سالاری قبول کی ✤

ادھیائے ۱۹

ارجن کی معرکہ آرائی - دریودھن پر حملہ بھیشم پتامہ وغیرہ کی یورش کشت وخون - کرن کی شکست ارجن کی فتح

یہاں ترتیب فوج قریب الختم تھی کہ ارجن رتھ اڑاتا ہوا سر پر جا پہنچا سنکھ کی آواز اور دھجا کی چمک دمک سے بھیشم پتامہ اچھی طرح پہچان گئے کہ ارجن ہی ہے - دروناچارج جی سے بولے کہ ارجن کی دھجا پہچان لو ہنومان جی گرجتے ہوئے ساتھ چلے آرہے ہیں - یہ دیکھو میرے قدموں پر تیر آگرا اور دو سنسناتے ہوئے پاس سے نکل گئے - اس سے میں مراد سمجھ گیا - ارجن نے ان اشاروں سے میرے قدم چھوئے اور خیر وعافیت پوچھی - آہا ارجن کی شکل وصورت کیسی موہنی نظر آرہی ہے - رتھ کی خوبصورتی اور دھجا کی نفاست کا کیا کہنا - ارجن کو دیکھکر طبیعت خوش ہوگئی - سعادتمندی سے دل بھی پھڑک اٹھا ✤

ارجن بھوم بجے اوترکمار سے بولا کہ کوروؤں کے تمام شوربیر میرے تیروں کی زد پر ہیں دریودھن نہیں دکھائی دیتا - شاید دُم دبا کر بھاگ گیا - مجھے اُسی سے مطلب ہے رتھ کی باگ دکھن کی طرف موڑدو - گائیں چھڑا لوں دریودھن کو مار لوں تب ادھر تیر برسادوں رتھ تیزی سے دکھن کی طرف چلا - کرپاچارج ارجن کی غرض سمجھ گئے سب سے بولے کہ

ارجن کو یا اندر جیت سکتے ہیں یا سری کرشن جی - دروناچارج جی بھی اشوتھاماں کے بغیر ہی کے سامنے نہیں ٹھہر سکتے - دریودھن کی خیریت نہیں - ارجن دانت کٹکٹاتا ہوا جارہا ہے جس کو جوش رفاقت ہو جلدی پہنچے ✤

یہ کہکر کرپا چارج خود لپکے اور للکار کر کہا ؎
لو میں آگیا

ارجن نے سنکھ بجایا اور دو نو طرف سے تیروں کی مار شروع ہوئی۔ ارجن کے سنکھ کی آواز اور رتھ کی کھڑکھڑاہٹ سے دریودھن کے لشکر میں ہل چل مچ گئی اور ساری گائیں دُم اُٹھا اُٹھا کر بیراٹ نگر کی طرف بھاگیں۔ اب ارجن گانڈیو دھنش لیکر دریودھن کی طرف جھپٹا۔ بھیشم پتامہ نے دیکھا تو عقب سے دوڑ پڑے اور جیتر سین۔ سنگرام جیت۔ شسترو جے قومی جہار تھی (سپہ سالار اعظم) مقابلے کو جھپٹ گئے۔ ارجن نے سب کو خاک پر سلا دیا اور جو فوج مقابل ہوئی۔ سامنے نہ ٹھہر سکی۔ کرن نے لشکر کی گھبراہٹ دیکھی تو تیروں کی بوچھاڑ کرتا ہوا آ پہنچا۔ نقیب کرن کا سنا رہے تھے۔ فوجی باجوں کی آواز سے کان دُے بات نہ سنائی دیتی تھی۔ دونو شیر بیشۂ شجاعت خوب لڑے۔ ارجن اکیلا تھا۔ ادھر کرن بھیشم پتامہ اور دروناچارج کی یورش۔ ارجن نے بھیشم پتامہ اور دروناچارج پر ایسی تیروں کی بوچھاڑ کی کہ سر سے پاؤں تک ڈھپ گئے۔ کرن نے ارجن کے سارتھی اور گھوڑوں کو زخمی کیا۔ ارجن نے کرن کے جسم میں سینکڑوں تیر پیوست کر دئے۔ سارا بدن چھلنی کر دیا لڑنے کی تاب نہ رہی۔ اسطرح میدان سے بھاگا۔ جیسے کسی مست اور جنگی ہاتھی کی ٹکر سے مریل ہاتھی

ادھیائے ۲۰

دریودھن کی ارجن پر یورش۔ میدان جنگ کے سب دیوتاؤں کی بمانوں پر جلوہ افروزی

کرن کے بھاگنے پر ارجن نے پھر دریودھن کی طرف رُخ کیا۔ دریودھن بھیشم پتامہ۔ درون آچاریہ۔ کرپا چاریہ۔ اشوتھاماں وغیرہ سب ارجن پر جھپٹے۔ ہر طرف سے نرغہ ہو گیا۔ ارجن نے تیروں کی بوچھاڑ سے تمام سپہ سالاروں کو زخمی۔ زرہ بکتروں کو چھلنی کر دیا۔ سارے گھوڑے ہاتھی چور ہو گئے۔ سارے مخالف ارجن کی پھرتی پر عش عش کرتے تھے۔ یہ جو کھیل رہا تھا اور رتھ پر ذرا آنچ نہ آنے پاتی تھی۔ جب کوروؤں کی فوج کے پاؤں اکھڑ گئے دروناچارج اشوتھاماں وغیرہ سب کو پھیر کر لائے اور کہا

ایک ارجن کے سامنے یوں بھاگنا بڑے شرم کی بات ہے موچھوں کی شرم کیا یہی کہتی ہے کہ پیٹھ دکھا جاؤ۔ فوج کو بڑھاوا دیکر سب نے ارجن پر دھاوا کیا۔ اس موقعہ پر تمام آکاش بمانوں سے چھا گیا۔ سارے دیوتا لڑائی کا نظارہ دیکھنے لگے۔ بیچوں بیچ میں راجہ اندر ۳۳ نامی گرامی دیوتاؤں کے ساتھ اپنے رتن جیت بمان پر سوار تھے۔ گندھرب۔ راچھس۔ ناگ پتر۔ رشی۔ راجہ سیتومنا۔ بلاکش۔ پرتردن۔ اشٹک۔ شوبی۔ ججات۔ یسنک گے جنو۔ پرو گھو بھانو۔ کرسانو۔ سگر۔ نل وغیرہ راج رشی۔ شو۔ چندرماں۔ برن۔ پرجاپت۔ دھاتا۔ بدھاتا۔ کبیر۔ جم۔ پربلب۔ اوگرسین۔ تومبن اور اور سدھ مہارشی بمانوں پر رونق افروز تھے خوشبو سے سارا میدان جنگ بس گیا۔ ہر چیز جھکنے لگی +

ادھیاے ۲۱

کرپاچارج و درونا چارج کے مقابلے میں ارجن کی فتحیابی

جس وقت دیوتا بمانوں پر چڑھ کر سیر دیکھنے کو آکاش پر جمع ہوئے ارجن نے رتھ کرپا چارج کی طرف بڑھایا۔ گانڈیو دھنش سے تیر برسنے لگے سنکھ کی آواز سے شیر دلوں کا پتہ پھوٹ گیا۔ اب کوروؤں کی فوج زمین پر بچھنے لگی۔ کرپا چارج بھی اپنا سنکھ بجاتے ہوئے جھپٹے خوب دونو طرف سے چوٹیں چلیں۔ ذرا ہی دیر میں لاشوں کے انبار لگ گئے +

ارجن نے چار تیر ایسے تاک کر مارے کہ کرپا چارج کا رتھ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ چاروں گھوڑے پھڑک کر وہیں ڈھیر ہو گئے کرپا چارج اس طرح زمین پر گرے جیسے کیلے کا کٹا ہوا درخت۔ وہ گر کر سنبھلتے اُٹھے اور دوسرے رتھ پر سوار ہو کر تیر اندازی کمال دکھانا شروع کیا۔ ارجن نے شکتی بان تک کاٹ ڈالا۔ اور تیروں کا ذکر کیا۔ دوسرے رتھ کے گھوڑے اور سارتھی بھی ارجن کے تیروں نے چٹنی کر ڈالے۔ رتھ بھی چور چور ہو گیا۔ کرپا چارج میں لڑائی کا دم نہ رہا۔ سنہری بیدی کا جھنڈا جھک گیا۔ اور اب ارجن نے درونا چارج کی طرف تیروں کا رُخ کیا۔ یہ لال گھوڑوں کے رتھ پر سوار تھے۔ ارجن نے دور سے ڈنڈوت کی اور بلند آواز سے کہا +

مہاراج آپ ہمارے گرو ہیں آپ کی تعظیم ہر لحظہ واجب ہے آپ کو یہی مناسب ہے کہ غصہ

کریں میں اپنے دشمنوں کی آنکھیں کھولنے آیا ہوں آپ سے لڑائی نہیں ؂

درونا چارج جی نے تقریر سُنی مگر بان مارتے رہے بیس وار ارجن نے خالی دئے پھر تیر کاٹنا شروع کئے اُستاد شاگرد کی لڑائی تھی - معرکہ سخت تھا دونو طرف سے موت کو جیتنے والے تیروں کا وار تھا - ارجن گرو کے تیروں کو کاٹنے ہی میں مصروف تھا اُنکی ذات خاص پر حملہ نہ تھا وہاں مخالف فوج کھیرے ککڑی کیطرح کٹ رہی تھی - بڑی بھیڑ تھی - بڑی دیر تک بازار کشت و خون گرم رہا - کوروؤں کے ہزارہا پیادہ و سوار زمین پر سو رہے تھے - ہزاروں کا دم ہونٹوں پر تھا - درونا چارج نے لاکھ جوہر کمال دکھائے مگر ارجن کے تیروں نے فوجی جھنڈا گرا دیا - آچاریہ جی زخمی ہو کر خیمے میں جا لیٹے تکان سے ہلنے کی طاقت نہ رہی گھوڑوں کو گرگ اجل نے لقمہ بنایا - آچاریہ جی پالا ہار گئے مگر زبان ارجن کی تعریف میں شکر فشاں تھی - دیوتاؤں کی زبان سے واہ واہ کی آواز آنے لگی - اندر فتحمندی سے بہت خوش ہوئے ارجن نے فتح کا ڈنکا بجایا سب جوش شجاعت دیکھ کر حیران ہوئے ؂

ادھیائے ۲۲

اشوتھاماں کی جنگ - کرن کی کمک - دونو کی ارجن سے شکست

درونا چارج جی کے بھاگنے پر ان کے بیٹے اشوتھاماں کو سخت غصہ آیا - وہ تاؤ کھا کر اٹھا ارجن کو للکارا کر وار کیا - ارجن بانی کی موسلا دھار بارش کر دی - اشوتھاماں کو تیروں میں چھپا دیا اشوتھاماں بھی دلاچنانہ تھا اس نے اور اس کے ہمراہیوں نے بھی آکاش پر تیروں کا جال بنا دیا - اسوقت کی لڑائی بجنسہ ویسی تھی جس طرح پاتر اور اندر کی - اشوتھاماں کو طیش آیا تو ایسا تیر مارا کہ ارجن کا دھنش بیکار ہو گیا - ارجن نے فوراً ہی گانڈیو دھنش کے چلّے سے کام لیا اور ایسے تیر مارے کہ اشوتھاماں گھبرا گیا - ارجن چاہتا تو ایک دو واروں میں کام تمام کر دیتا - مگر نہیں گرو کے لحاظ اور گرو کے بیٹے کی مروت نے ہاتھ روک لیا - اشوتھاماں کی گھبراہٹ دیکھ کر کرن لپکا ارجن نے دُتکار بتائی - کرن او بھگوڑے پھر منہ دکھانے آپہنچا - ابھی جان چھوڑ چکا ہوں اب پھر شامت گھیر لائی تو نے بڑے بڑے ظلم کئے ہیں - درو پدی کے ساتھ جو بدسلوکیاں کیں جو فریب کا جوا کھیلا جو صحرا نوردی کے صدمات دئے کبھی بھولنے والے نہیں کس کس بدسلوکی اور کس کس جبر و ظلم کا ذکر کیا جائے تو بڑی شتی نظر آتی ہے - مگر اب ابھی ہیکڑی گرد برد کئے دیتا ہوں ؂

یہ کہکر ارجن نے دانت پیسکر تیر مارا تو کرن کا دھنش دو ٹکڑے ہوئے - کرن نے دوسرا دھنش اُٹھایا اور اس پھرتی سے تیر مارا کہ ارجن فشانہ نہ بن سکا تیر مٹھی پر بیٹھا ارجن نے بھی فوراً ہی وار کیا تیر چلا کرن کی کوچ توڑتا ہُوا بدن میں پیوست ہوگیا - کورو ارجن پر ٹوٹ پڑے مگر ایک پیش نہ گئی کرن کی رتھ کے گھوڑے مر گئے سارتھی کرن کو لیکر بھاگا اوتر راجکمار فتح سے اچھل پڑا اور پکارا او کرن کہاں بھاگا جاتا ہے کہیں چھتری میدان جنگ میں پیٹھ دکھاتے ہیں +

کرن اس وقت زخموں سے چور اور بیہوش تھا اُسے رتھبان اُٹھا کر پڑاؤ پر لے گئے ارجن نے فتح کا سنکھ بجایا +

ادھیائے ۲۳

بھیشم پتامہ کی جنگ آزمائی - محاربۂ عظیم - دوشاشن وغیرہ کی ہار - ارجن کی فتح

سب تو بھاگ گئے اب شانتنو کے فخر خاندان بھیشم پتامہ جی رہ گئے - ارجن نے اوتر راجکمار سے کہا کہ

اب رے چلو جدھر تال کے درخت کا سنہرا پھریرا ہوا میں اُڑ رہا ہے +

اوتر راجکمار - معاف کیجئے گا میں سخت زخمی ہوں - ہاتھوں میں باگ سنبھالنے کی شکتی نہیں - مجھے اب تک کبھی ایسی گھمسان کی لڑائی دیکھنے کا اتفاق نہیں ہُوا اب خون نہیں دیکھا جاتا - آپکے دھنش کی ٹنکار اور سنکھ کی آواز سے میرا کلیجہ دہل جاتا ہے ہاتھیوں کی چنگھاڑ اور گھوڑوں کی ہنہناہٹ - تڑپنے والوں کی چیخ سُنی نہیں جاتی - جس وقت گانڈیو دھنش کو دیکھتا ہوں - آنکھ چوندھیا جاتی ہے +

ارجن - راجہ بیراٹ کیسے بہادر کیسے شور بیر اُن کی اولاد ہو کر تمہاری یہ بزدلی - دل کڑا کرو - شیر بنو - دیکھو میں ابھی بھیشم پتامہ کو نو کدم بھگائے دیتا ہوں +

اوتر راجکمار نے سر جھکا دیا - اور گھوڑے بھگائے رتھ آتے دیکھا تو بھیشم پتامہ نے ایسی تیر سے راہ روکی کہ دوسرا ہوتا تو وہیں رُک جاتا - مگر نہیں ارجن نے ایک ہی تیر میں تیروں کی دیوار گرادی اور دھجا کو زمین پر ڈال دیا - اتنے ہی میں دوشاسن - بکرن

دوسرمہ ۔ بنشبت زیور شاہانہ پہنے اور ہتھیار سجے ہوئے ارجن پر آ گرے ۔ دوشاسن نے پہنچتے ہی ایک ایک تیر میں اُتر کمار اور ارجن کو زخمی کر دیا مگر ارجن نے کچھ پرواہ نہ کی بلکہ غصے کے جوش میں ایک تیر سے اُس کا فوجی پھریرا توڑ پھوڑ ڈالا اور پانچ تیر دوشاسن کے سینے میں ایسے مارے کہ سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ کھڑا ہُوا اور اس کے تینوں بھائیوں کی بھی یہی حالت ہوئی ۔ سب کے رتھ ٹوٹ پھوٹ گئے ۔ اب بھیشم پتامہ جی سامنے آئے ۔ دونو طرف سے ایسی تیر باری ہوئی کہ دیوتا تک حیران ہو گئے ۔ کبھی بھیشم پتامہ کے بانوں سے ارجن چھپ جاتا تھا ۔ کبھی ارجن کے تیروں سے بھیشم پتامہ ۔ مگر ارجن کی بات کچھ اور ہی تھی ۔ بھیشم پتامہ سے بھی منہ جوڑ لڑ رہا تھا اور اُن کے مددگاروں کو بھی خاک پر سلاتا جاتا تھا ۔ ذرا دیر میں خون کی ندی طوفان خیز ہو گئی ۔ سر حبابوں کی طرح اور ہاتھ پاؤں مچھلیوں کی طرح اس دریائے شہاب میں تیر رہے تھے ۔ ہوتے ہوتے ارجن کی فتح ہوئی اس نے بھیشم پتامہ کے دھنش کے پرخچے اُڑا دئے اور دس تیروں سے سینے کو چھید کر ایسا بدحواس کیا کہ بھیشم پتامہ جی غش کھا کر گر پڑے ۔ سارتھی یہ حالت دیکھ کر انہیں لے بھاگا اور ارجن کی جے جے کا غل ہونے لگا ۔

ادھیائے ۴۴

کوروؤں کی فاش شکست ارجن کی کامل فتحیابی اور یورش کا خاتمہ

بھیشم پتامہ کی شکست سے ارجن تو ارجن اُتر کمار کو اتنی خوشی ہوئی کہ میدان میں اُچھلنے کودنے اور سنکھ بجانے لگا ۔ نقارۂ فتح کی آواز نے دریودھن کو چونکا دیا ۔ وہ دوڑا دوڑا ارجن کے مقابل ہوا ۔ آتے ہی پیشانی پر تیر کا ایسا وار کیا کہ خون کا فوارہ چھوٹ گیا ۔ گیا ارجن چوٹ کھا کر شیر کی طرح گرج اُٹھا اور طلائی گائیوں کے تیر برسنے لگے ۔ دونو شیر مقابلے پر تھے کہ بکرن بھی ایک جنگی ہاتھی پر موجود ہوا ۔ اور خوب تیر اندازی کی ۔ ارجن ادھر دریودھن سے معرکہ آرا تھا ۔ ادھر بکرن کی یورش دیکھی تو ایک ہی تیر میں ہاتھی کی مستک چھید دی ۔ تیر جانستان تھا ۔ ہاتھی دم دبا کر چیختا ہُوا بھاگا ۔ اور چند قدم پر ڈھیر ہو گیا ۔ بکرن نے ہاتھی سے کود کر اپنے بہادر بھائی کے رتھ پر جان بچائی ۔ دریودھن کے زخم کاری لگے ۔ اس کا بھی منہ پھر گیا ۔ ارجن نے تالی دی کہ

وہ بھگ گیا پالا اپنے ہاتھ پڑا۔ اتنے ہی میں اور کورو فوج ایکبار ارجن پر حملہ آور ہوئے لیکن منہ کی کھائی۔ سینکڑوں خاک و خون میں لوٹتے نظر آتے۔ ہزاروں کو موت نے بھینٹ کیا۔ دریودھن سے ارجن کی بات برداشت نہ ہوئی۔ وہ بھی پلٹ پڑا۔ اشوتھاماں۔ دروناچارج وغیرہ سب لڑائی پر جُٹ گئے اس وقت ارجن نے کچھ عجیب ہی کرشمہ دکھلایا۔ جونہی سنکھ بجایا۔ اور آواز میدان میں گونجی سب کے سب بیہوش ہو کر گر پڑے۔ کسی کے ہاتھ میں ہتھیار نہ رہا۔ تیر و ترکش سب زمین پر پڑے تھے +

ارجن خود رتھ بڑھا کر بیہوشوں کو دیکھنے لگا اور اوتر کمار سے کہا کہ سب کے کپڑے اُتار لاؤ +

راجکمار فوراً رتھ سے اُترا درونا چارج و کرپا چارج کی سفید پوشاک اُتار لی۔ اشوتھاماں۔ دریودھن کا نیلا امبر ہٹایا اور کرن کا پیتامبر ڈب میں کیا۔ جب وہاں سے چلنے کی ٹھہری تو بھیشم پتامہ جی پھر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ تیراندازی شروع ہوئی مگر ارجن نے رتھ کے گھوڑوں کو نشانۂ اجل بنا کر بھیشم پتامہ جی پر اور بھی گہرے چر کے لگائے۔ ارجن اس پر بھی وہاں ڈٹا رہا کہ جس میں دم ہو ہوس نکال لے۔ ذرا دیر گزری تھی کہ دریودھن نے آنکھ کھولی۔ ارجن کے سامنے اور بھیشم پتامہ جی کو رتھ پر دیکھکر بولا کہ

پتامہ جی ارجن آپ کے پنجے سے نکل جائے تعجب ہے۔ آپ مروت نہ کیجئے۔ اس کو بے مارے نہ چھوڑئیے یہ جیتا بچ نکلا تو ہم لوگوں کی کچھ نہ رہیگی +

بھیشم پتامہ۔ دریودھن تیری عقل کو کیا ہو گیا ہے آدمی کچھ دیکھ کے سیکھتا ہے مگر تیری اس لڑائی سے بھی آنکھیں نہ کھلیں۔ پاپ پیچھا نہیں چھوڑتا۔ اکیلے ارجن نے سب کو مار ہٹایا۔ مگر تمہیں ہوش نہیں۔ کچھ معلوم ہے کہ تم لوگوں کی ابھی کیا حالت تھی بیہوش ہو اس پر پڑے ہوئے تھے خبر بھی نہ تھی کہ کہاں ہیں اگر ارجن پتھر کا کلیجہ کر لیتا تو سب کے سر دھڑ سے الگ پڑے ہوئے ہوتے۔ اس نے تم لوگوں پر رحم بھی کیا۔ پھر تمہیں اس کی لیاقت ذرا پر شرم نہیں۔ کہا مانو لڑائی کا خیال چھوڑ کر ٹھنڈے ٹھنڈے گھر چلو۔ ابھی تک خیریت ہے مگر ایک چوٹ اور چلی تو کہے دیتا ہوں کہ ارجن کسی کو جیتا نہ چھوڑیگا +

دریودھن وغیرہ کا دل ہار چکا تھا۔ اُس پر بھیشم پتامہ کی فہمائش سب باتیں فوج کو لئے ہوئے وہاں سے بھاگا۔ ارجن نے چلتے چلاتے وقت بھی بھیشم پتامہ و درونا چارجیں

وغیرہ کے پاؤں پر تیر سر کرکے رخصتی ڈنڈوت کی اور ایک تیر تاک کر مارا تو دریودھن کا جڑاؤ مکٹ پاش پاش ہوکر دور جا پڑا۔ کورووں کی فوج کانپ اٹھی۔ بدن میں رعشہ پڑ گیا ہر ایک جی چرائے ہوئے ہستناپور کی طرف چلا۔ لیکن ارجن نے ابھی تک رتھ نہ پھیرا۔ وہ وہیں ڈٹا رہا۔ خیال تھا کہ شاید پھر کوئی سورما چھوٹ کرکے مورچا روکنے نہ آ جائے +

میدان صاف ہو جانے کے بعد ارجن اوتر کمار سے بولا کہ

بس اب لوٹ چلو۔ کوئی دشمن نظر نہیں آتا۔ گائیں تمہارے یہاں پہنچ گئیں۔ فتح کا سہرا تمہارے سر ہوا۔ جس وقت ارجن سنکھ بجاتا ہوا وہاں سے پھرا تمام دیوتا نہال ہو رہے تھے۔ جو تھا شاباشی دیتا تھا +

ادھیائے ۲۵

اوتر راجکمار اور ارجن کی میدان جنگ سے واپسی

جب ارجن میدان جنگ سے لوٹا۔ راستے میں کورووں کے صدہا سپاہی ملے جو جان چھپا کر ادھر ادھر پھر رہے تھے۔ انہوں نے جب ارجن کو دیکھا۔ جان نکل گئی۔ سمجھے کہ بس اب خیریت نہیں مگر ارجن نے کہا کہ

تم بے فکر رہو تم سے کوئی نہ بولیگا۔ میں اسی کا سر کچلتا ہوں جو میرے منہ آتا ہے۔ تمہارے راجہ دریودھن آگے جا رہے ہیں۔ شوق سے ان کے پاس چلے جاؤ +

سب نے غریب پروری اور عاجز نوازی کا شکر یہ ادا کرکے لاکھوں دعائیں دیں۔ اور دست و بازو کو آفرین کہتے ہوئے وہاں سے ملبے پڑے +

تھوڑی دور چل کر ارجن نے اپنا استر شستر اسی درخت پر چھپا دیا۔ جہاں پہلے سب ہتھیار پوشیدہ تھے۔ اس کے بعد وہ ہنومان جی کی دھجا بھی غائب ہو گئی اور سری مہابیر جی خود بھی اپنے ہمراہیوں سے ساتھ آکاش کو تشریف لے گئے۔ ارجن نے راجکمار سے کہا کہ

دیکھو خبردار میرا نام ظاہر نہ کرنا جو کوئی پوچھے یہی کہنا کہ میں نے دشمنوں کو مار بھگایا +

اوتر راجکمار۔ میں لاکھ کہوں کون یقین کریگا۔ دوسرے جھوٹ کیوں بولوں۔ آپکے

کام کی تعریف آپ ہی کے لئے زیبا ہے۔ میں فضول کیوں زٹیل ہانکوں ✤ ارجن۔ راجکمار جی حجت نہ کرو مصلحت سمجھو۔ ہم لوگ ابھی اپنا نام ظاہر نہیں کر سکتے حالانکہ جن کا ڈر تھا اُن پر میرا حال روشن ہو چکا مگر بیراٹ نگر میں ظاہر ہونے کا وقت نہیں اگر جہاں پنا کو ذرا بھی خبر لگیگی تو وہ کانپ اُٹھینگے اور مہاراجہ جدھشٹر کے روبرو سنگھاسن پر قدم نہ رکھینگے ✤ اس طرح فہمائش کر کے ارجن گئوشالا میں آیا۔ گائیں گھوسیوں کو گنا دیں حفاظت کا انتظام کیا اور تھوڑی دیر وہیں ٹھہر کر اشنان وغیرہ سے فراغت حاصل کی۔ گھوسی راجہ بیراٹ کو مژدہ فتح سنانے کے لئے دوڑ پڑے۔ ارجن نے برنہلا کا بھیس بدلا اور گھوڑوں کی باگ پھر ہاتھ میں لے لی۔ ✤

ادھیائے ۲۶

راجہ بیراٹ اور راجہ جدھشٹر سے چوپڑ بازی۔ راجکمار کی فتح کا تذکرہ۔ راجہ بیراٹ کی خود ستائی۔ راجہ جدھشٹر کا تردید کلام برنہلا کی مدح سرائی۔ راجہ بیراٹ کا عتاب۔ سزا دہی۔ اوتر راجکمار کی آمد۔ راجہ بیراٹ کی جدھشٹر سے عذر خواہی

راجہ بیراٹ دارالسلطنت میں آیا تو راجکمار نے بھیشم پتامہ ایسے شہ زور درونا چارج وکرپا چاریہ ایسے زبردست اور اشوتھاماں۔ کرن ایسے شہ زوروں کے مقابلے میں جانے کا حال سُنا تو اُسے سخت رنج ہوا خصوصاً برنہلا کی ہمراہی سے اُس کا دل بالکل ٹوٹ گیا۔ دربار میں بیٹھے بیٹھے حکم دیا کہ زخمی یہاں رہیں اور ساری فوج میرے ساتھ چلے میں ابھی جاتا ہوں میرا کلیجے کا ٹکڑا زندہ بھی ہے یا دنیا سے چل بسا ✤

کنک (جدھشٹر) مہاراج۔ آپ بیفکر رہیں۔ اوترکمار کا ردیاں بھی میلا نہ ہونے پائیگا۔ برنہلا سارتھی کے ہوتے اندر کی بھی مجال نہیں کہ راجکمار کے سامنے ٹھہر سکیں۔ برنہلا باکمال سارتھی ہے اُس نے سب کو مار گرایا ہوگا ✤

اتنے میں گوال اور گھوسی فتح کی بدھائیاں دیتے ہوئے سامنے حاضر ہوئے اور

عرض کی کہ

مہاراج کی جے ہو۔ اُتر کمار نے بھیشم پتامہ۔ درونا چارج وغیرہ سب کو مار ہٹایا۔ سارے مویشی چھین لائے +

کنک۔ کیوں مہاراج میں نہ کہتا تھا کہ برہنلا سارتھی کے سامنے کوئی بھی ٹھہر نہیں سکتا۔ وہ سب کو مار کے اُڑا دیگا۔ چنانچہ میری ہی بات سچ ہوئی +

راجہ بیراٹ کو جدھشٹر کی بات بہت بُری معلوم ہوئی مگر اس وقت ٹال گیا۔ راجکمار کی فتحمندی سے پھولا نہ سماتا تھا۔ خوش ہوکر حکم دیا کہ ملازمان وقت ہاتھی پر سوار ہوکر شہر میں فتح کی خوشخبری سنائیں۔ عام روشنی کا حکم ہو۔ جشن اور جلسے کئے جائیں۔ لڑکیاں سنگار کرکے راجکمار کا استقبال کریں۔ اس کے بعد سرندھری کو حکم دیا کہ چوسر لے آئے۔ ذرا دیر کنک کے ساتھ راجکمار کے انتظار میں دل بہلے +

راجہ جدھشٹر۔ (یعنی کنک) بزرگوں سے سُنا ہے کہ خوش و خرم آدمی کے ساتھ جوا بازی جائز نہیں۔ آپ اس وقت پھولے نہیں سماتے۔ اس لئے دل تو نہیں چاہتا مگر تعمیل ارشاد میں عذر نہیں +

راجہ بیراٹ۔ جوے سے بڑھکر کوئی چیز نہیں لوگوں کو عورت دولت سلطنت کی خواہش ہو تو جوے ہی میں سبقت پڑ جائے۔ جوا کھیلا کرو تو تمہیں دنیا کی دولتیں حاصل ہو جائیں +

راجہ جدھشٹر۔ بیپار جُوا خوب تھا اگر ہار نہ ہوتی +

حالانکہ بہادروں کی جوے اور جہاد (لڑائی) سے منہ موڑنے میں ہتک ہے لیکن یہ شغل بہت ہی بُرا ہے عقلمندوں نے سچ کہا ہے کہ

"ہار ہے جوئے کے نام سے بیل" +

راجہ جدھشٹر ہی کا حال دیکھ لیجئے کل کی بات ہے کہ جوے کی بدولت مصیبت کا کیسا سامنا ہوا۔ جوے کی جیت بھی بُری اور ہار بھی خراب +

راجہ بیراٹ۔ تو یہاں ویسا جوا تو نہیں۔ صرف تفریح منظور ہے +

کنک۔ خیر جو مرضی۔ یہاں رضا جوئی سے غرض ہے +

اس گفتگو کے بعد چوسر بچھی۔ بازی جمی۔ پانسے پھینکے۔ چالیں چلنے لگے۔ اسی شغل میں راجہ بیراٹ کو راجکمار کی فتحمندی کی خوشی نے خاموش نہ رہنے دیا۔ وہ پانسے ہاتھ میں

سے کربول اُٹھا کہ

دیکھو۔ کنک۔ آج میرا جنم سپھل ہُوا میرے راجکمار کے برابر آج دنیا میں کون بہادر ہے جس نے بھیشم پتامہ۔ درونا چارج۔ کرپا چارج۔ بکرن۔ اشوتھاماں ایسوں کو نو قدم بھگا دیا ✣

کنک۔ آپ کو خوشی کا ضرور موقعہ ہے مگر برنہلا نہ ہوتا تو آپ دیکھتے کیا فضیحتی ہوتی۔ اِس فقرے پر راجہ بیراٹ کا چہرہ تمتما گیا۔ آنکھوں سے غصہ کی چنگاڑیاں اُڑنے لگیں بولا :۔

تو میرے بیٹے کی حقارت ہی کرتا چلا جاتا ہے میرے سامنے ہیجڑے کی تعریف مَیں دو مرتبہ طرح دے چکا۔ اب کے پھر گستاخی کی تو نتیجہ اچھا نہیں ہے مجھے کچھ پروا نہ ہوگی کہ برہمن کو سزا دیتا ہوں ✣

کنک۔ آپ سچ کے عوض جھوٹ بلوانا چاہتے ہیں۔ مَیں جھوٹ بولنے والا نہیں مجھے سزا کی پرواہ نہیں۔ ڈنکے کی چوٹ چلا جاؤنگا کہ یہ مہم برنہلا نے سر کی۔ راجکمار کو ابھی وقوف ہی کیا ہے۔ برنہلا کو آپ ہیجڑا سمجھتے ہیں وہ اندر کو بھی بھگا سکتا ہے راچھس اور دیوتا کس گنتی میں ہیں۔ جب تک گھمسان لڑائی نہ ہو اُس کا دل ہی نہیں بھرتا۔ اُس نے عمر بھر یا دیوتاؤں کی گردن جھکائی ہے یا راچھسوں کی کور دبائی۔ ایسے فاتح عالم کی دستگیری سے اگر راجکمار نہ جیتا تو اور کون ✣

راجہ بیراٹ۔ زبان قینچی کی طرح چلی ہی جاتی ہے سمجھا بھی دیا مگر بدلگامی موقوف نہیں ہوتی لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے تو سزا ہی کے قابل ہے ✣

یہ کہکر راجہ نے جوش غضب میں منہ پر پانسے کھینچ مارے راجہ جدھشٹر کی ناک سے پانسے سے خون بہ نکلا۔ جدھشٹر نے خون چلو میں رہ کا۔ سرندھری اشارہ پاکر پانی کا ملا آبخورہ اٹھا لائی۔ جدھشٹر نے منہ اُسی کی طرف جھکا دیا اور خون زمین پر نہ گرنے پایا۔ اتنے ہی میں راجکمار کی آمد آمد کا آوازہ بلند ہُوا چوبداروں کو حکم دیا :۔

راج کمار کو برنہلا کے ساتھ بلا لائیں ✣

چوبدار دوڑے تو راجہ جدھشٹر نے اُٹھ کر چپکے سے کہا کہ

خبردار برنہلا کو ساتھ نہ لانا ✣

جدھشٹر کی برنہلا کو روکنے کی یہ غرض تھی کہ وہ ناک سے خون گرتے دیکھ کر آگ بگولا ہو جائیگا اور راجہ کی مفت میں جان جائیگی ✣

چوبدار گئے راجکمار کو لائے۔ راجکمار نے دوڑ کر راجہ کے قدم چھوئے اور پھر کنک کو ڈنڈوت کی۔ ناک پر نظر پڑی تو خون کا فوارہ چھوٹتے پایا۔ پوچھا کہ

ہیں یہ چوٹ کیسے لگی کسی نے مارا تو نہیں +

راجہ بیراٹ۔ میں نے اس کو گستاخیوں کی سزا دی یہ بڑا بے ادب ہو گیا ہے تم فتح جیتے اور یہ بیوقوف ہیجڑے ہی کی تعریف کے گیت گاتا تھا +

راجکمار۔ خطا معاف۔ آپ نے بڑی غلطی کی۔ فوراً ان سے معافی مانگ کر خوشنودی حاصل کیجئے۔ مجھے ڈر ہے کہ برہمن کے سراپ سے بیراٹ نگر کا تختہ الٹ پلٹ نہ ہو جائے +

راجہ بیراٹ۔ اگر مجھ سے غلطی ہوئی ہے تو معافی مانگنے میں عذر نہیں اچھا برہم اوتار کنک میرے خطا سے درگزر فرمائیے میں سخت نادم ہوں +

راجہ جدھشٹر۔ معافی کی کچھ ضرورت نہیں اگر مجھے ناراضگی ہوتی تو خون زمین پر ہی گرتا سرندھری سے آبخورہ کیوں منگواتا۔ ہاں اگر کوئی قطرہ زمین پر گرتا تو آپ کے راج پاٹ کی خیر و عافیت نہ تھی۔ آپ نے مجھے بیقصور مارا بیجلا کو بہت ہی غصہ آتا ہے۔ مگر میں ٹال گیا کہ نادانستہ خطا کا کیا خیال کروں۔ آپ کو راج پاٹ کا زعم تھا ایک اشارہ میں جسے چاہیں قتل کر سکتے ہیں۔ مجھے تو آپ نے پانسے ہی مارے میں نے سمجھ لیا کہ زبردست کا ٹھینگا سر پر والی مثل ہے۔ ضبط کر لو چپ لگا جاؤ۔ اچھا اب میرے ناک کا خون بند ہو گیا۔ آپ کا جی چاہے تو برنہلا کو بلا لیجئے کوئی اندیشے کی بات نہیں +

برنہلا کی طلبی ہوئی وہ آیا راجہ کے سامنے زمین بوس ہو کر کنک کو ڈنڈوت کی۔ راجہ بولا

"برنہلا! تم نے میرے راجکمار کی بہادری دیکھی۔ سنا ہے کہ تم ارجن کے بھی رتھی رہے ہو مگر سچ کہنا کہ میرا بیٹا ارجن سے کس بات میں کم ہے آج میرا کلیجہ ہاتھوں بڑھ رہا ہے۔ اس وقت میں سمجھتا ہوں کہ میری زندگی سپھل ہوئی۔ اُتر راجکمار شاباش +

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

بھیشم پتامہ۔ درونا چارج۔ کرپا چاریہ۔ کرن۔ اسوتھاماں ایسے مردان کارزار و دلاوران روزگار کو تن تنہا جیتنا فقط تیرا ہی کام تھا +

ادھیائے ۲۷

راجہ بیراٹ کا دربار۔ واقعات جنگ۔ بھوم جے راجکمار کی

زبانی۔ دیگر حالات - ارجن اور راجکمار کا راجہ جدھشٹر کی تخت نشینی کے لئے مشورہ

راجکمار بھوم جے اپنی بیجا تعریف سُنکر بولا

پتا جی نہ میں نے بھیشم پتامہ وغیرہ پر فتح پائی نہ کوروؤں سے گائیں چھینیں میں نے فقط جرار دیکھا۔ میرے تو ہوش خطا ہو گئے جان میں جان نہ رہی۔ میں بھاگنے کو ہی تھا کہ اتفاقاً ایک نوجوان دیوتا آگیا۔ اُس نے ڈانٹ ڈپٹ کر زبردستی مجھے رتھ پر جکڑ دیا اور پھر تیروں کی بوچھاڑ سے ساری فوج کو ٹڈیوں کی طرح لپیٹ لیا۔ بدھا! تالیاں دیں۔ اور درونا چارج وغیرہ ایسے شور بیروں کے لباس بھی اُتار لئے کوروؤں نے جیسی زک پائی عمر بھر نہ بھولینگے جان بچ جانے ہی کو غنیمت سمجھے ✣

راجہ بیراٹ ۔ وہ جوان دیوتا کہاں ہے اُس کو بھی بلاؤ ✣

راجکمار ۔ جناب وہ لڑائی کے وقت تو ساتھ رہا۔ جب سب دشمن بھاگ کھڑے ہوئے وہ نہ جانے کہاں نظروں سے غائب ہو گیا۔ لیکن اقرار کر گیا ہے کہ ایک دو روز میں ملونگا ✣

یہاں یہ باتیں ہو رہی تھیں وہاں محلوں میں خبر ہوئی تو تمام ماج کنیائیں گاتی بجاتی آرتا اُتارنے کے لئے جمع ہو گئیں۔ برہنلا اوتر کمار راجکماری (راجہ بیراٹ کی بیٹی) کے سامنے درونا چارج۔ کرپا چارج۔ اشوتھاماں۔ کرن کے نیلامبر پیتامبر وغیرہ کو سامنے رکھوایا اور کہا راجکماری جی آپ کی فرمائش حاضر ہے ✣

جس نے دیکھا ان لباسوں کی نفاست و خوشنمائی سے حیران رہ گیا راج کنیاؤں نے سب لباس اُٹھا لئے۔ سب کہنے لگیں ✣

کہ برہنلا سو مردوں کی ایک مرد نکلیں۔ ایسے بہادروں۔ سورماؤں اور دنیا کے مشہور فتحمندوں کی پوشاک اُتار لانا تمہارا ہی کام تھا۔ جو کام دیوتاؤں کے امکان میں نہیں وہ تم نے کر دکھایا۔ آفرین ✣

برہنلا چینک مٹک کے نخرے دکھانے لگی اور ناک پر اُنگلی رکھ کر بولا کہ میں ناچنا گانا جانوں۔ میں تو یہ بھی نہیں جانتی کہ تیر ٹیڑھا ہوتا ہے یا کمان ... کا

تلوار موم کی ہوتی ہے یا گرز چھوٹی موٹی درخت کا۔ فقط مہاراج کا اقبال آڑے آیا۔ سب ہیرو تھے نامرد تھے آپ ہی آپ بھاگ کھڑے ہوئے۔ میں تو کو طا بھی مشکل سے نہ پائی۔ ارجن نے اس وقت ایسے زنانے پن کی باتوں سے ہنسی دل لگی کی باتیں کہیں کہ ہر ایک کے پیٹ میں ہنستے ہنستے بل پڑ گئے۔ اُدھر فتح کی خوشی۔ ادھر برہنلا کا مذاق۔ قند مکرر کا مزہ آگیا

اس کے بعد راجکمار اپنی نشستگاہ میں گیا۔ ارجن بھی ساتھ تھا اُس نے کہا کہ راجہ جدھشٹر کے ظاہر ہونے کا وقت آچکا۔ اب اُن کو سنگھاسن پر بٹھانا ضروری ہے تم چپکے چپکے انتظام کرو۔ بھید اُس وقت تک نہ کھلنے پائے جب تک راجہ جدھشٹر سر پر تاج نہ رکھیں ✣

ادھیائے ۲۸

راجہ جدھشٹر کی راجہ بیراٹ کے راج سنگھاسن پر جلوہ افروزی انکشاف حال۔ راجہ بیراٹ کا پانڈوؤں کے سامنے اظہار عجز۔ اوتر کماری اور ابھمنو فرزند ارجن کی شادی کا تصفیہ

بیراٹ نگر کا راج

ان باتوں کو دو روز گزر گئے۔ تیسرے دن دربار میں کچھ اور ہی رنگ نظر آیا۔ راج سنگھاسن پر برہمن دیوتا کنک جی جلوہ افروز ہو گئے۔ بھیم سین و ارجن وغیرہ چاروں بھائیوں نے شاہی زیور و لباس سے آراستہ ہو کر دائیں بائیں کھڑے ہو کر چلنا شروع کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد راجہ بیراٹ وزیروں کے ساتھ دربار گوہر بار میں آیا تو عجیب ہی کیفیت نظر آئی۔ وہ حیران ہو گیا کہ آج ماجرا کیا ہے۔ دیکھا تو راج سنگھاسن پر ایک ایسی صورت نظر آئی۔ جس کے چہرے پر آفتاب کی طرح نور برس رہا تھا۔ وہ سمجھا کہ کہیں اندر نے سنگھاسن پر قبضہ تو نہیں کر لیا۔ جب چاروں بھائیوں کی صورت دیکھی اور بھی حیرت طاری ہوئی۔ کچھ دیر تو سکوت کا عالم رہا کھڑے کھڑے سب کا منہ دیکھنے کے سوا اور کچھ بن نہ پڑا۔ آخر کار بولا کہ

آج یہ مسخراین چہ معنے دارد۔ کنک کو دل لگی کی کیا سوجھی۔ میرے سنگھاسن پر بیٹھنے سے بڑھکر اور گستاخی کون ہو سکتی ہے۔ ایسا مذاق ٹھیک نہیں۔ میں اس ہتک کو گوارا نہیں کر سکتا۔ ارجن اس تقریر پر مسکرایا اور کہا +

مہاراجہ صاحب گھبرائیے نہیں آپ کا سنگھاسن کوئی چھینے نہیں لیتا آپ کا راج پاٹ آپ کو مبارک۔ یہاں صرف شگون کرنا ہے آپ کو خوشخبری کو آپ کے سنگھاسن کو شاستروں کے عالم فاضل نفس کش۔ رحمدل۔ صادق القول مستقل مزاج لائق اورنگ جہانبانی شائق کشور ستانی۔ زینت دہ تخت و تاج۔ سالکشات دھرم راج۔ خارج روے زمین۔ عزت تاج و نگیں۔ سرکوب سرکشان زمانہ۔ سرتاج دلاوران یگانہ اہل اقبال۔ صاحب جاہ و جلال۔ نعمت دنیوی سے بہرہ ور۔ رعیت نواز۔ عدالت گستر۔ راج رشیوں میں سربلند۔ بختمندوں سے زیادہ اقبال مند۔ منوجی کی طرح رعیت پروری میں طاق۔ کویر کی طرح دولتمندی میں شہرۂ آفاق مہاراج ادھیراج راجہ جدھشٹر کے قدموں سے زینت ہے۔ سر اقدس پر رونق افروزی سے تاج کی زینت ہے۔ راجہ جدھشٹر کون ہے جن کے نام نامی سے اندر پرست کو فخر ہے۔ جن کی سواری میں جواہرات سے مرصع موتیوں کی لڑیوں سے آراستہ رتھ چلا کرتے تھے۔ جگانے کو ماگھ۔ بندی لوگوں کی نغمہ سرائی تھی اور وید خوانوں کی خوش نوائی۔ یہ وہی سرحلقہ تاجداران زمانہ ہیں جن کے راجسو یگیہ میں آپ ایسے نامعلوم کتنے ہزار فرمانروا سے سنگھاسن کے پائے چومتے تھے۔ نقش قدم کے اردگرد گھومتے تھے ان کا دربار راجہ اندر کی سبھا سے کم نہ تھا۔ سورگ کے دیوتا ان کی قسمت کو للچاتے تھے۔ انہیں کی رسوئیوں میں اٹھاسی ہزار برہمنوں کی روزانہ پرورش ہوتی تھی۔ اور انہیں کا نام نامی تھا۔ جن سے دنیا کے فرمانروا دہلتے تھے۔ آپ خوش نصیب ہیں کہ ایسے سرتاج زمانہ بزرگ نے آپکے سایۂ عاطفت میں مصیبتوں کے دن کاٹے کبھی دن بڑا کبھی رات بڑی کی مثل سچ ہوئی۔ اب بڑی رات گئی بڑا دن آیا۔ آپ کے زیر سایۂ ہماری مشکلات دور ہوئیں۔ یہ مہاراجہ جدھشٹر ہی کا اقبال تھا جس نے راجکمار کی لڑائی میں بھیشم پتامہ وغیرہ کے چھکے ڈھیلے کر دئے +

راجہ بیراٹ اس تقریر سے حیران رہ گیا اس کے ہاتھ پاؤں میں تھرتھری پڑ گئی بولا کہ مہاراج جدھشٹر کی قدمیں ڈنڈوت کرتا ہوں میرے سرتاج ہیں مگر اب یہ بتاؤ کہ

بھیم سین - ارجن - نکل - سہدیو اور مہارانی دروپدی کہاں ہیں - تیرہ برس سے تو مجھے کسی کی خیر خیریت بھی معلوم نہ ہوئی +

اوتر راجکمار - پتاجی جو آپ سے باتیں کر رہے ہیں یہ تو ارجن ہیں - جنہوں نے میرے سارتھی کی حیثیت میں کوروں کے دھرّے اُڑائے اور میرے نام سے فتح کا ڈنکا بجایا ان سے بڑے وہ سامنے بھیم سین جی کھڑے ہیں جن کو آپ ابتک بلو کہکر پکارتے تھے +

انہیں نے کیچک کو بدمعاشیوں کی سزا دی ان سے بڑھکر دنیا میں کوئی طاقتور نہیں یہ جو سامنے بائیں بازو پر دو جمیل و شکیل جوان استادہ ہیں ان میں سے ایک سہدیو جی مہاراج ہیں - دوسرے نکل جی - اور مہارانی دروپدی کا ذکر کرتے ہوئے مجھے رونا آتا ہے یہ وہی سرندھری ہیں جن کو میرے ماموں کیچک نے نہ معلوم کیا کیا دکھ دئے +

جونہی یہ تقریر سُنی - راجہ بیراٹ نے اپنا سر پیٹ لیا - روتا ہُوا راجہ جدھشٹر کے قدموں پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ

مہاراج مجھے معاف کیجئے گا آپ کی خدمت میں مجھ سے بہت سی خطائیں سرزد ہوئیں جو قصور ہُوا وہ نادانستگی میں - بھول چوک سب معاف کیجئے - اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ پانڈووں کے سرتاج ہیں تو کبھی کوئی گستاخی نہ ہوتی میں سر آنکھوں پر رکھتا آپ بھیس بدلے رہے مجھے کیچک کی حرکتوں سے سخت ندامت ہے اُس نے مہارانی دروپدی کی خدمت میں از حد گستاخیاں کیں مگر اُس نے جیسا کیا اُس کا پھل پایا میں خوش ہوں کہ اُس کی مٹی پلید ہوئی مگر رنج یہ ہے کہ میں سزا سے بچ گیا گردن خم ہے جو چاہیں سزا دے لیجئے آج سے مجھے راج سے کچھ واسطہ نہیں شوق سنگھاسن کا زیب بڑھائیے میں بھی خادمانِ درگاہ کی طرح وفاداری و خدمتگزاری میں حاضر رہونگا - آپکے احسانات کا کیا کہنا - راج بچایا میری آبرو رکھی راجکمار کی بہادری کا ڈنکا بجایا - میرے قصوروں کی تلافی کا خیال نہ کیا یہ احسانات کبھی فراموش ہونے والے نہیں میں سب سے معافی مانگتا ہوں اور مہارانی دروپدی سے از حد شرمندہ ہوں کہ اُنہیں یہاں بڑی تکلیف ہوئی +

اس معاملے کا چرچا تمام رنواس میں پھیل گیا رانی سودیشنا دوڑی آئی اور دروپدی کے قدموں پر سر رکھکر بڑی عاجزی اور منت سماجت سے معافی مانگی دروپدی نے کہا آپ

کا کچھ قصور نہیں۔سب ہمارے دنوں کی گردش تھی ہم لوگوں کو کسی بات کا کچھ خیال نہیں تھا۔آپ اطمینان رکھیں ÷

اس طرح اور بہت سی باتیں کرکے آخر میں راجہ اور رانی نے ہاتھ جوڑ کر التماس کی کہ اوترکماری ارجن کی خدمت میں نذر ہے گر قبول اُفتد زہے عزّو شرف ÷

ارجن۔ مَیں نے راجکماری کو آجتک بیٹی کی طرح سمجھا۔آپ اس خیال کو دور رکھیں۔ہاں اگر سری کرشن جی مہاراج کے لائق وفائق بھانجے اور مہاراج ادھیراج راجہ جدھشٹر کے بھتیجے اور میرے لختِ جگر ابھیمنو کی نسبت بات چیت ہوتی تو مَیں انکار نہ کرتا ÷

راجہ بیراٹ۔ مَیں آپ کی تجویز پر صاد کرتا ہوں۔واقعی آپ نے بہت اچھی جوڑی تجویز فرمائی۔مَیں ابھیمنو کے ساتھ اوترا راجکماری کی شادی کرنے کو منظور کرتا ہوں۔آپ بھی فوراً انتظام کریں۔مَیں بھی بھول پان کی فکر کرتا ہوں ÷

ادھیائے ۲۹

راجہ بیراٹ کی راجکماری اُترا اور ارجن کے راجکمار ابھیمنو کی شادی

ابھیمنو اور اوترکماری کی شادی طے پاگئی۔راجہ بیراٹ اور مہاراجہ جدھشٹر کی طرف سے اعزائے نامدار اور راجگان والا تبار کے نام خطوط فوید روانہ ہوئے بیراٹ نگر میں شادی کی دھوم دھام شروع ہوگئی۔قاصدانِ باد رفتار و پیک شہسوار سب جگہ نامہ و پیغام دے آئے۔مہمانوں کی آمد آمد شروع ہوئی۔خاص الخاص عزیز و اقارب کے نام درج ہیں۔ہمراہیوں کی تعداد حوالۂ قلم ہے ÷

(۱) راجہ شیب او فرمانروائے کاشی ایک ایک اکشونی فوج کے ساتھ تشریف لائے

(۲) سرحلقۂ دلاورانِ روزگار راجہ دروپد (پانڈوؤں کے خسر مہارانی دروپدی کے والد بزرگوار) راجکمار اپرجت۔سکھنڈی۔درشٹ دمن۔ایک ایک اکشونی دل کے ساتھ دروپدی کے شوربیر بیٹوں کی ہمراہی میں۔رونق افروز ہوئے ÷

(۳) سری کرشن۔بلدیو جی۔کرت برما۔یبودھان۔ساتکی جی۔نادرشٹ اکرورجی سانب

اور بشسٹ دابھمنو۔ سوبھدرا (ہمشیرہ مہاراج سری کرشن چندر) وغیرہ کے ساتھ معہ خدم وحشم بڑی شان شوکت سے تشریف لائے آپ کے جلوس سواری کو دس ہزار ہاتھیوں ایک لاکھ رتھوں اتنے ہی گھوڑوں سے زینت تھی۔ بلوچ بنسی اور اندیک بنسی بڑے بڑے بیر اور نام آور کشتری بھی ہمرکاب تھے۔ مہمانوں کی رونق افروزی پر راجہ بیراٹ اور راجہ جدھشٹر نے خوب اولوالعزمی وعلو ہمتی سے خاطر تواضع کی بیراٹ نگر میں وہ رونق تھی کہ بیکنٹھ کی عظمت وشان وشوکت نظروں سے گر گئی تھی۔ سری کرشن جی ابھمنو کے ماموں تھے انہوں نے بڑی دھوم دھام سے بھات دیا۔ پانچوں کے لئے فرداً فرداً علیحدہ علیحدہ تحفہ تحائف تھے۔ لونڈی غلام زر وجواہر زیور ولباس سب سے زیادہ موجود کر دئے۔ سارے شہر میں رات دن ناچ رنگ سے خاصی چہل پہل تھی۔ اس پر گھر گھر کی روشنی طرہ مہمانوں کی دعوتوں سے فرصت نہ تھی۔ کھانے لذیذ۔ شرابیں خانہ ساز میوہ ومٹھائی اعلےٰ سے اعلےٰ۔ راجے تو راجے تھے۔ غریبوں کے سامنے بھی سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا ڈھیر رہتا تھا۔ خاص محفلوں میں ناچنے گانے والوں کے کمالات دلوں کو مست کر لیتے تھے بھاٹوں کی خوش نوایاں عجیب فرحت بخش تھیں۔ شہر کی عورتیں لباس زرکار سے آراستہ۔ زیور جواہرات سے پیراستہ۔ رانی سودیشنا کے رنواس میں بدھائیاں گاتی اور سری کرشن جی کے جمال جہاں آرا کو دیکھتی تھیں۔ ابھمنو کے حسن دلآویز پر ہر شخص قربان ہوا جاتا تھا۔ برات بڑی دھوم دھام سے گئی۔ منڈوے میں ابھمنو اور اوترا راجکماری کا گنٹھ بندھن ہوا۔ راجہ بیراٹ اور مہارانی سودیشنا نے ابھمنو کے قدموں پر جھکا کر کہا

آج سے اس کی قسمت آپ کے حوالے ہے اس کو اپنی وفادار لونڈی سمجھنا کوئی قصور سرزد ہو تو تم سے خطا بخشی کی درخواست ہے؁

شادی ہو گئی راجہ جدھشٹر نول لاڈلی بہو کو لیکر گھر گئے۔ سری کرشن جی کی دلی مسرت کی انتہا نہ تھی۔ دولہا دلہن کی جوڑی کو دیکھ کر سہائے جاتے تھے راجہ بیراٹ نے دل کھول دہیز دیا۔ ڈھیروں زر جواہر ہزار ہا قسم کے قیمتی پوشاک ولباس کے علاوہ ہزاروں ہاتھی دئے جن پر زربفت کی جھولیں پڑی۔ سونے چاندی کی عماریاں کسی تھیں گھوڑے زرق برق زیورات سے دریائے نور میں غرق لاکھوں نذر کئے رتھ نالکی پالکی لونڈی غلام ان سب کے علاوہ؁

اس شادی کی دھوم دھام لکھنے کے لئے زبان قلم میں طاقت نہیں۔ تیرہ برس کی مصیبتیں جھیلتے ہوئے دلوں کو جو آنند تھا۔ اسے کون الفاظ میں ظاہر کرسکتا ہے +

راجہ بیراٹ نے جو جہیز دیا وہ شہنشاہی عظمت کے لئے کافی سے زیادہ تھا۔ اس پر سری کرشن جی نے وہ سامان شاہی عطا کئے کہ راجہ جدھشٹر کو اپنی اگلی ثروت بھول گئی۔ دنیا کا کوئی خزانہ اُن کی عظمت کا مقابلہ نہ کرسکتا تھا فقط

مہابھارت

حصہ پنجم

اُدیوگ پرب

ادھیائے ۱

راجہ بیراٹ اور راجہ دروپد وغیرہ کی باہم مشورت۔ تاجداران زمانہ کی دو طرفہ شرکت۔ راجہ جدھشٹر کو نصف راج دینے کے واسطے راجہ دھرتراشٹ کی خدمت میں سفارت کی روانگی

بیراٹ نگر کے راجدربار کی آج عجیب ہی رونق ہے۔ سینکڑوں جواہرات سے جڑے ہوئے سنگھاسن جگمگ جگمگ کر رہے ہیں کسی پر فخر زمانہ سری کرشن چندر کی رونق افروزی کسی پر سر حلقہ بزرگان روزگار راجہ دروپد کا اجلاس ہو رہیں راجہ جدھشٹر۔ راجہ بیراٹ ارجن وغیرہ پانڈو۔ ساتکی وغیرہ تمام راجگان ذی افتخار تاجداران عالی وقار کی باقاعدہ نشست سے دربار کی رونق ہی کچھ اور ہو رہی ہے دل میں خوشی ہے کہ راجکمار ابھیمنو کا راج کماری

اُتر کے ساتھ بیاہ ہوگیا۔ سب کو مسرت ہے کہ تیرہ برس کے بعد راجہ جدھشٹر کے آفتاب اقبال کے چمکنے کے دن آگئے دربار کی آراستگی کا کیا کہنا۔ اندر کی سبھا مات۔ اگر مشک کافور کیوڑے گلاب کی خوشبو سے دماغ معطر۔ در و دیوار پر بند نوازوں کی سجاوٹ۔ زربفت و اطلس کے پردوں سے آراستگی۔ ریشمی اور اونی فرش کی خوشنمائی سونے میں سہاگا ÷

ادھر سے کوروؤں پر فتحمندی کی خوشی تھی۔ اور شادی کی مسرت۔ سب لوگ فارغ البال اور تمام دنیا کی جھنجھٹوں سے بیفکر تھے سب کو یہی پڑی تھی کہ آنند پر آنند ہو اتنے میں سری کرشن جی بول اُٹھے :-

حضرات - آج سب صاحب موجود ہیں دس آدمیوں کی صلاح ٹھیک ہوتی ہے پانچ پنچ مل کیجئے کاج - ہارے جیت نہ آوے لاج - آج یہ فیصلہ ہو جانا چاہئے کہ راجہ جدھشٹر کے لئے اب کون مصلحت مناسب ہے آپ سب لوگ واقف ہیں کہ بھیم سین کو زہر دیا دریا میں ڈبویا - پانچوں پانڈوؤں کو لاکھ کے مندر میں جلانے کی کوشش کی - پھر بے ایمانی سے جوئے میں جیتا - دروپدی کی حد درجہ ذلت کی - تیرہ برس کی زحمتیں اگر دوسرا اٹھاتا تو چھٹی کا دودھ یاد آجاتا - ان لوگوں نے سب ذلتیں اور تمام تکلیفیں برداشت کیں اور منہ سے حرف نہ نکالا - دریودھن بدی کرتا تھا یہ نیکی - راجہ دھرتراشٹر بُرا چیتے تھے یہ بھلا بھیشم پتامہ درونا چارج نے لاکھ سمجھایا مگر دریودھن نے ایک نہ سُنی - آپ لوگوں میں جس کو جرات ہو جس کا ایمان ٹھیک ہو راجہ دھرتراشٹر کے پاس جاوے اور سمجھاوے تیرہ برس گزر گئے اب پانڈوؤں کو راج دلوائیے - ورنہ وہ خونریزی ہوگی - ایسا کشت و خون ہوگا کہ ہاتھی اور گھوڑے خون کے دریا میں غوطے کھاتے نظر آئینگے آدمیوں کی کیا گنتی ÷

حاضرین - واقعی مہاراج سری کرشن جی کا فرمانا بہت درست ہے کوروؤں کی سختیاں حد سے گزر چکی ہیں پانڈوؤں نے اپنا پرن نباہ دیا اگر اب دریودھن کی طرف سے کچھ مین میکھ ہوگی تو ہم سب موجود ہیں دیکھ لیں کہ کوروؤں میں کیا دم ہے ÷

بلدیوجی - صاحبو! بُرا ماننے کی بات نہیں بات چلنے پر کہتا ہوں - کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں کسی کا طرفدار ہوں (سب) ہاں ہاں ضرور فرمائیے آپ کا فرمانا سر آنکھوں پر ÷

بلدیوجی - راجہ جدھشٹر کو کس نے مجبور کیا تھا کہ خواہ مخواہ جُوا کھیلیں - جب ان کی مرضی ہوئی جُوا کھیلے راج پاٹ ہارے پھر اس میں تو راجہ جدھشٹر ہی کا خود قصور

ہے نہ جوا کھیلتے نہ ہار جیت ہوتی - اب راج پاٹ کی بات ہے۔ اسلئے اگر ضرورت ہے تو کسی کو بھیج کر منشا دریافت کرنا چاہئے - یہ کیا کہ سوت نہ کپاس کوری سے لٹھم لٹھا آب نہ دیدہ موزہ از پا کشیدہ ❊

ساتکی جی - بلدیو جی مہاراج - آپ کی بات ٹال نہیں سکتا مگر معاف کیجئے گا آپ غلطی پر ہیں - راجہ جدھشٹر نے ہرگز ہرگز اپنی مرضی سے جوا نہیں کھیلا نہ دریودھن کی تحریک ہوتی - نہ راجہ دھرتراشٹ طلب کرتے نہ راجہ جدھشٹر جوا کھیلتے - راجہ جدھشٹر نے البتہ غلطی کی کہ خود رائی سے چوسر کھیلنے بیٹھ گئے - نہ بھائیوں سے صلاح نہ مہارانی دروپدی سے مشورہ - خیر کچھ ہو خواہ راجہ جدھشٹر نے غلطی کی یا راج دھرم کا نباہ کیا مگر کوئی یہ ایمان سے کہہ سکتا ہے کہ شکنی نے کلی ڈال کر نہیں لوٹا - کیا دھرم سے وہ سلطنت وغیرہ جیتے - کبھی نہیں - ایسی ہٹ دھرمی آجتک کبھی نہیں سُنی کیا دھرم اور ایمان کا صلہ یہی ہونا چاہئے تھا - کہاں ارجن گانڈیو دھنش کا قابض - کہاں بھیم سین شہزورِ زمانہ کا سرتاج - کہاں نکل اور سہدیو ایسے زبردست جنگجو - کہاں ابھیمنو ایسے پانڈوؤں کے لائق و فائق بیٹے - ان سب کے جیتے جی پانڈوؤں کی حق تلفی ہو ممکن نہیں - ہم لوگ کٹنے مرنے کے لئے تیار ہیں - اگر دریودھن - دوشاسن - کرن شکنی کو نہ مارا تو موچھیں منڈوا ڈالیں بیشک کسی کی جان لینا دھرم نہیں مگر ادھرمیوں کی جان نہ لینا بھی ادھرم ہے - کوروؤں نے پانڈوؤں کے ساتھ ایسی ہی دغابازیاں کیں - جیسے کوئی دھوکے سے کسی کو زہر دیدیتا ہے یا فریب سے کسی کی عورت کو اُڑا لے جاتا ہے یا بے ہتھیار پر ہتھیار چلاتا ہے - ایسے ادھرمیوں کے مارنے میں کچھ ہرج نہیں - خواہ وہ سگے سوہدرے ہی کیوں نہ ہوں دریودھن میں اگر تمام عیب نہیں تو بھی اس قدر عیب ہیں کہ اس کا مارنا ہی دھرم ہے - اگر راجہ دھرتراشٹ کو دھرم کا خیال ہے تو آدھا راج بانٹ دیں ورنہ تلوار سے فیصلہ ہوگا - تیرہ برس بہت طرح دے چکے - اب ہم میں برداشت باقی نہیں ❊

دروپد جی - میں پکار کر کہتا ہوں کہ دریودھن کبھی خوشی سے پانڈوؤں کو راج نہ دیگا - سیدھی اُنگلیوں گھی نکلنے والا نہیں - راجہ دھرتراشٹ اپنے بیٹوں کی سی کرینگے یا غیروں کی سی ضرور فساد رکھا ہُوا ہے - رہے بھیشم پتامہ - درونا چاریہ - کرپاچاریہ ان کا کون ٹھکانا - یہ نمک پروردہ ہیں - جب کہیں گے دریودھن ہی کی

سی۔ جو کرینگے کوروؤں کی مرضی کے موافق۔ وہ ضرور ادھرم کی طرف ہونگے۔ راجہ جدھشٹر کے جائز حقوق کی مخالفت میں دیدہ دانستہ ہتھیار اُٹھائینگے میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ اپنے مہربان راجاؤں سے کمک حاصل کروں۔ پھر دریودھن کو پیغام دوں کہ دم داعیہ ہے تو آجاؤ سامنے۔ آپ سب صاحب۔ شل۔ دھرشٹ کیت۔ جیت سین۔ راجہ کیکے اور راجہ بھگدنت ایسے بحری و کوہی راجاؤں کی طرف سے اطمینان رکھیں۔ یہ سب راجہ جدھشٹر کی رفاقت سے کبھی منہ نہ موڑینگے شرط یہ ہے کہ دریودھن کے پیغام سے پہلے ہمارا پیغام پہنچ جائے۔ دریودھن عجز و انکسار سے نہ مانیگا وہ باتوں کا بھوت نہیں لاتوں کا بھوت ہے۔

سری کرشن جی۔ راجہ دروپد کی بات میں نے پسند کی۔ ان سے بڑھ کر مہاراجہ جدھشٹر کا کون ہمدرد ہو سکتا ہے میں اس وقت ابھیمنو کی شادی کے مبارک موقع پر آیا ہوں میری نظر میں دنیوی رشتے سے کورو اور پانڈو برابر ہیں۔ اس لئے میرا ادوار کا واپس جانا مناسب ہے بالفعل آپ سب صاحبان اپنے اپنے دوستوں کو پیغام بھیجیں۔ جب سب طرف سے اطمینان ہو جائے تو راجہ دھرتراشٹ سے گفتگو کرنے میں مضائقہ نہیں مہاراجہ درو پد بھی زمانہ دیدہ ہیں۔ غالباً ان کی بات راجہ دھرتراشٹ مان لینگے۔ میں ان کے سامنے بچہ ہوں اور مجھے خیال ہے کہ یہ حتی الامکان باہمی اتفاق ہی پسند کرینگے جہانتک لڑائی جھگڑے سے نجات رہے وہیں تک عمدگی ہے بگاڑ میں کچھ فائدہ نہیں میں ڈرتا ہوں کہ ارجن کے تیر کوروؤں کا نام و نشان نہ مٹا دیں مگر ہاں کوشش شرط ہے ہم لوگوں کا یہ دھرم نہیں کہ کوروؤں کی ناجائز طرفداری اور راجہ جدھشٹر کا نقصان +

اتنا فرما کر سری کرشن جی تو دوار کا تشریف لے گئے یہاں راجہ بیراٹ اور درو پد نے راجاؤں سے کمک کی درخواست کی۔ اُنہوں نے جس وقت راجہ جدھشٹر کے ظہور کی خبر سُنی بہت خوش ہو گئے۔ دریودھن کی ہٹ دھرمی پر اظہار افسوس کیا پانڈوؤں کو دھرم کی پابندی کے لئے سراہا۔ اور فوجیں لئے ہوئے بیراٹ نگر میں آموجود ہوئے۔ دریودھن کو خبر مل گئی تو اُس نے بھی اپنے موافق راجاؤں سے مدد مانگی تمام تاجداران روے زمین نے فریقین کی حمایت کا بیڑا اُٹھایا اور پہاڑ اور جنگل میں فوجوں نے تل رکھنے کی جگہ نہ چھوڑی۔ راجہ بیراٹ نے اپنے عالم و فاضل پروہت کو ہستناپور کی طرف روانہ کیا راجہ دھرتراشٹ سے راجہ جدھشٹر کے حقوق کا تصفیہ کرے نصف راج مانگے۔ اگر

وہ راضی نہ ہوں تو خبردار کرے کہ "اب شدتی کچھ اور ہے" +

ادھیاے ۲

ارجن اور دریودھن کی دوارکا جی میں سری کرشن جی سے ملاقات۔ امداد کی درخواست۔ سری کرشن جی کی مدد دہی

راجہ دروپد کا پروہت ہستناپور پہنچ گیا۔ دریودھن کو خبر لگ گئی کہ راجاؤں سے مدد مانگی گئی ہے۔ سری کرشن جی دوارکا میں ہیں ارجن کمک مانگنے کو جا چکا۔ وہ فوراً مختصر خرچ کے ساتھ دوارکا روانہ ہوا۔ عجلت منظور تھی۔ بڑی تیز روی سے چلا اور دوارکا جا پہنچا +

مہاراج سری کرشن چندر جس وقت آرام میں تھے پہلے دریودھن پہنچا۔ اور سرہانے بیٹھ گیا۔ دو چار لمحوں کے بعد ارجن بھی وہیں وارد ہوا اور پائنتی جا بیٹھا کرشن جی نے چادر منہ سے اُٹھائی اور آنکھ کھولی تو پہلے ارجن کی صورت نظر آئی پوچھا کہ کہاں تکلیف کی +

پھر سرہانے دیکھا تو دریودھن کو بیٹھے پایا۔ بڑی خاطر و مدارات کی۔ خیر و عافیت پوچھی اُٹھ کر بغلگیر ہوئے دریافت کیا کہ تکلیف کا باعث +

ارجن ابھی جواب دینے نہ پایا تھا کرشن چندر کے سوال پر دریودھن مسکرایا اور بولا میں اور ارجن دونو خدمت میں حاضر ہیں۔ کیا رشتہ دار کیا تعلقات باہمی کی وجہ سے دونو کو آپ سے امداد کا استحقاق حاصل ہے پانڈوؤں کا جھگڑا طے ہوتا معلوم نہیں ہوتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ تیر تلوار کے بغیر تصفیہ نہ ہوگا۔ اس لئے آپ مدد دیجئے پہلی درخواست میری ہے +

سری کرشن جی۔ میری آنکھیں برابر ہیں۔ پانچوں انگلیوں کو میں یکساں سمجھتا ہوں مجھے نہ آپ کی امداد سے گریز ہے نہ پانڈوؤں کی کمک سے پرہیز۔ آپ بیشک پہلے آئے ہونگے شبہ نہیں مگر میں نے جب آنکھ کھولی پہلے ارجن ہی سامنے نظر آئے اس لئے اس منطق کو طاق پر رکھئے۔ میں۔ آپ اور ارجن دونو کی خدمتگزاری سے

باہر نہیں۔ آپ ارجن سے بڑے ہیں آپ کا بھی فرض ہے کہ چھوٹوں کے ساتھ رعایت کریں چنانچہ وید کا بھی یہی منشا ہے میں چاہتا ہوں کہ پہلے ارجن کی بات سنوں پھر آپ کی +

دریودھن۔ آپ کو ارجن کی مدد کا اختیار ہے مجھے آپ فرمائیں کہ کیا کمک کرینگے +

سری کرشن جی۔ میری پاس جو فوج اور خزانہ ہے وہ ایک صاحب کی نذر ہے اور میری ذات ایک صاحب کی نذر۔ آپ دونو میں سے جس کی مدد چاہیں وہ بے تکلف نذر ہو سکتی ہے مگر یاد رہے کہ میں کبھی ہتھیار نہ اُٹھاؤنگا +

ارجن۔ آپ بیشک ہتھیار نہ اُٹھائیے مگر ہمارے شریک رہیئے +

دریودھن۔ تو پھر مجھے حکم ہو کہ میں فوج و خزانے لے جاؤں +

سری کرشن جی نے ارجن اور دریودھن کی استدعا قبول کی۔ ذات فیض سمات نے بنفس نفیس پانڈووں کی حمایت کا بیڑا اٹھایا۔ کرت برما نے منتخب فوج دریودھن کے ہمراہ کر دی۔ دریودھن بلدیو جی سے ملا سب کیفیت سُنائی اُنھوں نے فرمایا کہ

میں نے کرشن جی سے بہت کہا سُنا مگر وہ آپ کو اور پانڈووں کو اپنی اپنی قسمت پر چھوڑتے ہیں۔ اچھا قسمت آزمائی کرو +

جنگ دو سر وارد۔ دونو میں سے جس کا پانسہ پڑے۔ بازی اُس کے ہاتھ سری کرشن جی نے تم دونو کو مدد دے دی۔ میں بری الذمہ۔ میری تین لوک سے متھرا نیاری ہے۔ میں نہ اودھو کے لینے میں ہوں نہ مادھو کے دینے میں تم جانو اور پانڈو +

دریودھن نے جس وقت سری کرشن چندر کی فوج پائی۔ خوش ہو گیا۔ فل پھول رہا تھا کہ اب فتحمندی میں کیا شک ہے۔ پالا اپنے ہاتھ نہ ہو تو دریودھن نام نہیں وہ بغلیں بجاتا رخصت ہو گیا۔ یہاں سری کرشن چندر ارجن سے بولے کہ

تم نے فوج نہ لی اور اکیلا مجھ کو قبول کیا۔ یہ پتلے سرے کی حماقت نہ تھی تو کیا۔ اور پھر لطف یہ کہ مجھ کو ہتھیار اُٹھانے کا اختیار نہیں +

ارجن۔ میں دریودھن نہیں آپ کسی اور کو بیوقوف بنائیے۔ یہاں آنکھیں معمولی نہیں۔ فوج کس شمار قطار میں ہے۔ لشکر بے گنتی ہو تو بھی اُس کی گنتی کیا۔ مجھے تو آپ کی ذات پاک سے سروکار تھا۔ سو آپ میرے حصے میں آگئے۔

اب اگر میں اکیلا بھی ہوں تو میں کسی سے ہار نہیں سکتا - چاہے ساری دنیا اکٹھی ہوکر دیکھ لے +

سری کرشن جی - میں کسی لائق نہیں تمہارا فقط خیال ہی خیال ہے - اور پیر ہن جس است - اعتقاد من بس است والی کہاوت مانو تو دیو نہیں تو پتھر والی مثل - خیر اب تو زبان دے دی تم دوست ہو اس لئے تمہارے کام کے واسطے ذلیل سے ذلیل کام کرنے میں مضائقہ نہیں - تمہارا رتھ میں ہانکنا منظور کرتا ہوں - اس سے بڑھکر ذلیل خدمت کیا ہوگی +

اچھا اب چلو راجہ جدھشٹر کے پاس چلیں - دریودھن ہمارے تمہارے پہنچنے تک ہستناپور میں داخل ہوچکا ہوگا +

ادھیائے ۳

پانڈوؤں اور کوروؤں کی مدد کے لئے تاجدارانِ عالم کی آمد - اٹھارہ اکشونی فوج کا اجتماع

راجہ بیراٹ اور راجہ دروپد کا پیغام سُنکر مختلف راجے مہاراجے اپنی اپنی فوجیں لیکر بیراٹ کی طرف عازم ہوئے - مدردیش کا عظیم الشان راجہ شل بھی ایک اکشونی دل لئے ہوئے روانہ ہُوا - دریودھن کو خبر لگی تو منتظمان سلطنت کو بھیجکر جگہ جگہ آرامگاہیں تعمیر کرادیں - کنوؤں - تالابوں - باولیوں سے کوئی منزل خالی نہ رہی - خاطر تواضع کا یہ عالم کہ راجہ شل خوش ہوکر بول اُٹھا کہ

جس نے میری ایسی قدر منزلت اور دعوت مدارات کی میں اُس کی طرف ہونگا - واہ رے راجہ جدھشٹر تیری اولوالعزمی کی کہانتک تعریف کی جائے - جیسا سُنا تھا اُس سے زیادہ پایا +

دریودھن کے نمکخواروں نے راجہ دریودھن کو اطلاع دی کہ راجہ شل مغالطے میں ہیں - فوراً آئیے آپ کو ایک اکشونی فوج کی مدد ملیگی - راجہ شل کی فوج کا شمار ظاہر ہے ایک اکشونی دل کسے نصیب ہوتا ہے وہ روزانہ دو کوس کی منزل طے کرتا

تھا اور فوج بلا تکلف پڑاؤ ڈالتی ہوئی بڑھتی چلی آتی تھی۔ ادھر سوار گرم رفتار ہوا کے گھوڑوں پر سوار دریودھن کی خدمت میں پہنچے۔ وہ خود بنفس نفیس آیا۔ راجہ شل سے ملا۔ راجہ نے خاطر و مدارات کا بہت شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ کوئی خدمت سپرد کیجئے یا کچھ طلب کیجئے +

دریودھن۔ مَیں آپ سے اور کچھ نہیں چاہتا۔ صرف یہ خواہش ہے کہ آپ فوج کی سپہ سالاری منظور فرمائیں +

راجہ شل۔ مَیں شوق سے یہ خدمت انجام دونگا۔ مگر جب تک آپ اور خواہش ظاہر نہ کرینگے میری دلجمعی نہ ہوگی +

دریودھن۔ اگر آپ کی نظر عنایت ایسی ہے تو زبان دیجئے کہ میری حمایت آپ نے اپنے ذمے لے لی +

راجہ شل۔ آپ اطمینان رکھیں مَیں آپ کا ہر وقت دست پناہ رہونگا فرق ہو تو گنہگار۔ مَیں آپ سے قول ہار چکا میری بات پتھر کی لیک ہے مَیں تو راجہ جدھشٹر کی کمک کے واسطے آیا تھا آپنے اپنے اخلاق سے گرویدہ احسان کر لیا۔ اب مَیں راجہ جدھشٹر سے بھی ملنے کی آرزو رکھتا ہوں آپ خلاف نہ سمجھیں مجھے ملنا لازمی ہے +

دریودھن۔ مگر دستگیری کا وعدہ فراموش نہ ہو +

راجہ شل۔ جو زبان سے کہدیا وہ اُمٹ ہے کبھی فرق نہیں ہو سکتا +

دریودھن۔ تو پھر مضائقہ نہیں مل آئیے +

راجہ شل راجہ جدھشٹر کے پاس آئے اور کہا

کیا کہیں آپ کی مدد کے لئے گھر بار چھوڑا تھا۔ راستے میں دریودھن نے تعظیم و تکریم دعوت و تواضع سے فریفتہ کر لیا۔ کمک کے واسطے زبان لے لی۔ مَیں جانتا تھا کہ یہ سب سامان آسائش آپنے کئے ہیں۔ لہذا میری زبان سے نکل گیا جس نے سب ساز و سامان کئے ہیں اسی طرف ہونگا اتنے میں دریودھن آ گیا۔ اس نے قول کو اور پختہ کر لیا۔ اب مَیں چھتری دھرم کو نہیں چھوڑ سکتا قول سے پھرنا شریفوں کا کام نہیں۔ جو کچھ رنج ہے بیان نہیں ہو سکتا۔ مگر مجبوری سے معذوری ہے اب اس کے علاوہ آپ جو ارشاد فرما دیں اس کے لئے سر تک حاضر ہے +

راجہ جدھشٹر۔ مجھے نہایت خوشی ہوئی کہ آپ قول کی پابندی سے دریودھن کے شریک رنج وراحت ہوئے نیک دلوں کا یہی خاصہ ہے میں آپ کی فوجی امداد نہیں چاہتا۔ آپ کی فوج شوق سے مجھ پر اور میرے بھائیوں پر ہتھیار اٹھائے میں آپ سے صرف یہی چاہتا ہوں کہ کرن جس وقت میدان جنگ میں آئے آپ اُس کا رتھ ہانکیں تو ایسی کوئی تدبیر کریں کہ اس کے تیج کے ساتھ اس کی طاقت گھٹتی رہے ✤

راجہ شل۔ یہ کچھ بڑی بات نہیں۔ میں بڑی خوشی سے یہ خدمت اپنے ذمے لیتا ہوں۔ جس وقت وہ شیر کی طرح بپھریگا۔ میں اُس کی ہجو شروع کر دونگا۔ بات بات پر دھتکارونگا۔ اس کا تیج آپ سے آپ گھٹ جائیگا۔ آپ اطمینان رکھیے کہ ارجن کا رتھ سری کرشن جی ہانکینگے تو اُن کے مقابلے میں کرن کے رتھ کی خدمت میرے ہی سپرد ہوگی جس میں کرن کو کبھی ورنہ ہونے دونگا۔ فتح آپ ہی کی رہے گی۔ قول مرداں جاں دارد ✤

ان باتوں کے بعد راجہ شل وہاں سے رخصت ہوگیا۔ ساری فوج ساتھ گئی اب دو طرفہ دور و قریب کے راجاؤں کی فوجیں جمع ہونا شروع ہوئیں یودھامنیو ساتکی ایک ایک اکشوہنی دل لیکر راجہ جدھشٹر سے ملے۔ راجہ چندیری۔ دھرشٹ کیت جیت سین فرزند جراسندھ۔ راجہ پانڈیچری۔ سمدریت۔ راجہ سنگدیپ اور راجہ دروپد کے دشکار جرار نے بیراٹ میں ڈیرہ کیا۔ کل فوج کی تعداد سات اکشوہنی ہوگئی۔ راجہ دریودھن کی طرف ہندوستان تو ہندوستان راجہ کرات تاجدار چین۔ راجہ بھگدنت۔ مسوری سردار۔ راجہ شل۔ کرت برما۔ نیل۔ راجہ ادنتکاپوری وغیرہ اپنی اپنی فوجیں لیکر وارد ہوئے۔ گیارہ اکشوہنیاں اکٹھی ہوگئیں جانبین کی اٹھارہ اکشوہنیوں کی دو چیں قبض کرنے کے لئے جم لوک میں جمدوتوں کا نیا عمد بھرتی ہوا ✤

ادھیاے ۴

راجہ دروپد کے پروہت کی راجہ دھرتراشٹ کی خدمت میں حاضری پیغام رسائی بات چیت

راجہ دروپد کا پروہت دھرتراشٹ کے دربار میں پہنچا۔ راجہ دھرتراشٹ نے بہت کچھ خاطر تواضع

کی- اس وقت تمام تاجداران عالم کے سفیر دربار میں حاضر تھے- پروہت نے تحفہ تحائف پیش کرکے عرض کی ✣

مہاراج آپکے بھتیجے پانڈو تیرہ برس گزار چکے اب وقت ہے کہ آپ کا راج واپس فرماویں کورو اور پانڈو ایک ہی باپ یعنی راجہ وچتر بیریج کا خون ہیں ایک خون والوں میں پھوٹ ہونا درست نہیں- راجہ جدھشٹر کے کرم دھرم کا امتحان ہوچکا اس سے بڑھکر اور کیا آزمائش ہوگی کہ وہ تیرہ برس دھرم ہی کا نباہ کرتے رہے کوروں نے شروع سے کیا ظلم وستم نہیں کئے تفصیل بیکار ہے آپ کل معاملات سے واقف ہیں بھیم سین کو مارنے کی کوشش- لاکھ کے مندر میں سب بھائیوں کے جلانے کی حکمت عملیاں- جوے کی بے ایمانی- دروپدی کی بےعزتی- سب اُنھوں نے برداشت کی- تیرہ برس تکلیفات اُٹھائیں- مگر پانڈووں نے اُف نہ کی وہ اپنا قول نباہ چکے اب وقت ہے کہ آپ اُن کو آدھا راج بانٹ دیجئے اگر آپ لیت ولعل کرینگے تو لاکھوں کروڑوں آدمیوں کا خون آپکے سر ہوگا- آپ کو مناسب ہے کہ اب پانڈووں کا موروثی راج اُن کو دے دیں- اس میں خیریت ہے ورنہ خون کی ندیاں بہینگی- ارجن کی طاقتیں ظاہر ہیں بھیم سین کے نام سے دنیا کانپتی ہے- نکل وسہدیو سے بڑے بڑے شور بیر پناہ مانگتے ہیں اس پر ترلوکی ناتھ سری کرشن جی کی رفاقت- سانکی جی- راجہ دروپد راجہ بیراٹ کی حمایت رنگ لائے بغیر نہ رہیگی- آپ شاستر سے واقف ہیں آپکے دربار میں جگہ جگہ کے راجاؤں کا مجمع بھی ہے- اس لئے اُونچ نیچ سمجھ لیجئے- میری رائے میں راج دے دینا مناسب ہے نہیں تو ایک طرف کی خیریت نہیں ✣

بھیشم پتامہ- بڑی خوشی کی بات ہے کہ راجہ جدھشٹر اپنے دھرم کو نباہ کر تیرہ برس کے بعد ظاہر ہوئے اُنھوں نے اس زمانے میں جو تکلیفیں اٹھائیں جو مصیبتیں جھیلیں وہ اُنہیں کا حق تھا دوسرے میں کیا طاقت تھی کہ عشر عشیر بھی برداشت کرسکتا بیشک پانڈو آدھے راج کے مستحق ہیں اُن کو راج دینا ضرور چاہئے ✣

کرن بھی دربار میں حاضر تھا- اُس کو مرچیں سی لگیں اس پر دریودھن کے اشارے سے اور اُکساہٹ دی وہ بولا کہ

آپ لوگ ارجن وغیرہ کی بار بار کیوں تعریف کرتے ہیں پروہت جی مہاراج پیغام لائے

یا پانڈووں کی تعریف کرتے آتے ہیں - راجہ جدھشٹر نے اپنے کو جوئے میں ہارا - اب میعاد کے قبل حاضر ہُوا - اُس سے جاکر کہئے کہ بارہ برس اور بن باس اختیار کرے ورنہ ہڈیاں چُور کی جائینگی - آپ ارجن کی بہت تعریف کرتے ہیں کیا آپ نے کرن کا نام نہیں سُنا ارجن بڑا مرد ہے تو سامنے آجائے +

بھیشم پتامہ - راجہ کرن بڑے بول کا سر نیچا - راجہ بیراٹ کے مقابلے میں تم نے کیا بنا لیا - صرف اکیلے ارجن نے تم سب کو بھگا دیا اب ہیکڑی فضول ہے مَیں تو یہی مناسب سمجھتا ہوں کہ میل کرو لڑائی نہ ٹھہرو - راجہ دھرتراشٹ نے سنجے اپنے وزیر کو بلایا ساری سرگزشت سُنائی کوروُوں کی بدعتیں اور شرارتیں بیان کرکے کہا کہ پانڈو برابر ظلم و ستم سہتے رہے ہیں اور اُف نہیں کرتے آخر صبر کی کچھ حد ہے مجھے ڈر ہے کہ پانڈووں کو جب مجبوری سے غصہ چڑھ آیا تو کوروؤں کا زمین و آسمان میں کہیں ٹھکانا نہ ہوگا - یہ لوگ پانڈووں کے نیست و نابود کرنے کے لئے سینکڑوں تدبیریں کر چکے اتفاق سے وہ بچ رہے کوئی آفت نہ آئی اب بگاڑ کا موقع نہیں صلح لازم ہے +

کرن - یہ لوگ میعاد سے پہلے ظاہر ہوئے اُن سے کہئے کہ بارہ برس اور جنگلوں کی ہوا کھائیں انہیں ابھی صورت دکھانے کا منہ ہی کہاں ہے +

راجہ دھرتراشٹ - کرن ذرا چُپ رہو - مَیں بھی کچھ عقل رکھتا ہوں تم لوگوں کے بچپن نے سارا بگاڑ دیا - مجھے ڈر ہے کہ گھر کا ستیاناس نہ ہو - پروہت جی آپ یہاں کی باتوں کا کچھ تذکرہ نہ کیجئے لڑکوں کی بیہودگی کا کچھ خیال ہی کیا - آپ جائیں اور سری کرشن جی کو لے آئیں اُن کے آنے پر دو ٹوک فیصلہ ہو جائیگا - مَیں لڑائی جھگڑے سے بھاگتا ہوں - مجھے کبھی بھی منظور نہیں کہ کسی کی نکسیر بھی پھوٹے +

ادھیائے ۵

راجہ دھرتراشٹ کی طرف سے سنجے کی راجہ جدھشٹر کی خدمت میں آمد - باہم گفتگو - سری کرشن چندر جی کی گوہر افشانی

سنجے روانہ ہُوا اور بیراٹ نگر میں پہنچا - راجہ جدھشٹر کی قدمبوسی حاصل کی پانڈوں

نے بہت تعظیم و تکریم کی - اپنے چچا راجہ دھرتراشٹ - بدر جی اور تمام کوروؤں کی خیریت پوچھی اور کہا +

ہم لوگ بڑے خوش نصیب ہیں کہ تیرہ برس بعد ہمارے بزرگ خاندان ہمارے سایہ سر مہاراجہ دھرتراشٹ کو آوارگانِ دشت ادبار کی یاد ہوئی - ہمارے زہے نصیب کہ ان کی محبت ابتک تازہ ہے مگر یہ تو بتائیے کہ ہماری جان کے خواہاں - اپنے والد ماجد کے سعادتمند اور فرمانبردار بیٹے راجہ دریودھن کا کیا حال ہے - ہمارے کرن جی صاحب کے تو مزاج خیریت سے ہیں - مجھے اُن کی بڑی فکر رہتی ہے اور دریودھن میرے عزیز بھائی کے وہی رفیق صادق ہیں ذرا یہ بھی فرمائیگا کہ جن برہمنوں کو مَیں نے جاگیریں دیں تھیں وہ بحال ہیں یا ضبط ہوگئیں - ہمارے برادر عزیز راجہ دریودھن کا عام سلوک درست ہے یا نطیف وہ - گرو درونا چارج جی کا تیرہ برس سے کچھ حال نہ سُنا وہ اچھے تو ہیں - ان کے ارجمند اشوتھاماں کا مزاج تو درست ہے - پتامہ جی (بھیشم پتامہ) کا سن زیادہ ہو گیا ہوگا وہ بھی کبھی ہم لوگوں کو یاد کرتے ہیں ؟

سنجے - سب خیریت سے ہیں مہاراج دھرتراشٹ جی جب آپ کا ذکر سُن لیتے ہیں تو اُن کا کلیجہ تر ہو جاتا ہے قریب قریب ہر وقت آپ ہی لوگوں کا تذکرہ رہتا ہے - دریودھن سادھوؤں کی خدمت سے غافل نہیں مگر پاپیوں کی صحبت زیادہ ہے - برہمنوں کی جاگیریں اب تک بحال ہیں ان کی خدمتگزاری میں بھی فرق نہیں - راجہ دھرتراشٹ کو آپ کی جدائی کا سخت رنج رہا اُن کی بالکل کروٹ گئی کوئی وقت نہیں جب وہ یاد نہ کرتے ہوں جس وقت اُنہوں نے سُنا کہ آپ راجہ بیراٹ کے یہاں تشریف رکھتے ہیں اُن کی اندھی آنکھوں میں گویا نور آگیا دلی مسرتوں کے اظہار کے لئے لفظ میسّر نہیں ہو سکتے مہاراجہ دھرتراشٹ کو اس بات سے بھی خوشی ہوئی کہ بہت سے راجے مہاراجے مدد کے لئے آگئے اور آ رہے ہیں مہوا نے مجھے بھیجا ہے کہ مزاج پُرسی کروں مہاراج کی طرف سے آشیرباد دوں یہ بھی پیغام ہے کہ اتنے دنوں کے بعد آپ کلیجے کو ٹھنڈک پہنچائیں تو زہے نصیب ! اُنہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ مَیں خطاوار نہیں بھائیوں بھائیوں کی لڑائی بھائی بھائی جانیں میرا چل چلاؤ کا زمانہ ہے جس وقت آنکھیں بند ہوگئیں یہ ہوس دل میں لئے ہوئے چلا جاؤنگا کہ ہائے لائق و فائق سعادتمند بھتیجوں کا دیدار حاصل نہ ہو سکا اگر تم نہ ملے تو یہ افسوس اور داغ یادگار رہ جائیگا ابتک تم سب

بھائیوں میں بگاڑ کی کوئی صورت باقی نہیں ہیں چاہتا ہوں کہ میرے بھتیجے جی آپس میں صفائی ہو جائے مجھے معرکہ آرائی منظور نہیں۔ خون کس کا بہیگا؟ بھائیوں بھائیوں کا۔ بالفرض آپ ہی جیتے تو جانیں کس کی جائینگی۔ آپ کے بھائیوں کی۔ دریودھن آپ کا چھوٹا بھائی ہے اُس کی غلطیوں پر آپ نے ابتک فطرتہ کی اب بھی بزرگانہ توجہ مبذول رکھئے۔ دریودھن نالائق ہے تو نالائق کا یہی تباہ کر دینا لائقوں کا فرض ہے لائقوں کے واسطے کسی کے کہنے سُننے کی ضرورت نہیں اُن کی لیاقت خودبخود ہی تباہ کر دیتی ہے۔ بیشک دریودھن کی طرف بھیشم پتامہ۔ درونا چارج وغیرہ ہیں جن کا آج زمانے میں نظیر نہیں۔ جن کے بانوں سے موت بھی پناہ مانگتی ہے مگر میری عقل کی آنکھوں کو کچھ اور ہی خونریز سماں نظر آتا ہے مجھے اس پھولی پھلی پھلواڑی کی خیریت معلوم نہیں ہوتی۔ تباہی و بربادی میں شک نہیں اتفاق بڑی چیز ہے۔ ذراسی دل کی صفائی میں زندگی کا لطف ہو جائیگا۔ بند مٹھی کھلی تو انگلیوں میں میل جول کی طاقت کہاں +

راجہ جدھشٹر۔ چچا صاحب کی بزرگانہ توجہ کا شکریہ۔ وہ میری طرف سے بیفکر رہیں ہیں کوئی کام ایسا نہ کرونگا جو اُن کی طبع نازک کے خلاف ہو جس سے میرے بھائیوں کا دل دُکھے۔ آپ کے سامنے راجہ بیراٹ۔ راجہ دروپد راجہ ساتکی جی وغیرہ بہت سے تاجدار رونق افروز ہیں مجھ میں اُن کی سی لیاقت نہیں ان کو سب حالات سے واقفیت بھی ہے ان کے ہوتے میں اپنی عقل آرائی کچھ نہیں کر سکتا ہاں اتنا جانتا ہوں کہ ہمارے چچا صاحب تو برائے نام ہیں سارا اختیار تو دریودھن کا ہے۔ جتنا وہ پانی پلائے اتنا دھرتراشٹ جی پئیں۔ بھیشم پتامہ جی نے سمجھایا تو جھڑکیاں کھائیں۔ بدرجی پر ڈانٹ ڈپٹ پڑی چچا صاحب کے مزاج سے میں واقف ہو گیا وہ پہلے سوکھے درخت میں آگ لگاتے ہیں پھر گھی اور تیل ڈالکر بجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ دریودھن نے شروع سے ابتک ہم لوگوں کی جان لینے میں اپنی طرف سے کیا کسر چھوڑی۔ زہر خورانی وغیرہ کے سارے معاملات پوشیدہ نہیں بس حد ہے کہ ہم لوگوں نے جان پر کھیل کر گندھربوں کی قید سے نجات دلوائی۔ پھر بھی بدسلوکی سے باز نہ رہے اور ابتک جان کے گاہک ہو رہے ہیں راجہ دھرتراشٹ ہمارے بزرگ ہیں اُن کا فرمانا ہمارے سر آنکھوں پر۔ مگر دریودھن کی باتیں ناقابل برداشت ہیں اُس نے راجاؤں کو کمک کے لئے بلایا ہے معلوم ہو گیا کہ نیت کیا ہے۔

پس جب وہ ہمارا موروثی راج دینے سے گریز کرتا ہے تو فیصلہ تیر و خنجر نہ کرینگے تو اور کون۔
دریودھن ایک قدم بھر زمین چھوڑنے کو راضی نہ ہوگا مگر ارجن کا گانڈیو دھنش راج لئے بغیر دم
نہ لیگا۔ راجہ دھرتراشٹ بھی مجبور ہیں اور مَیں بھی معذور۔ مَیں تو یہی چاہتا ہوں کہ بگاڑ نہ ہو
میل جول سے مطلب نکل جائے۔ مگر جب شدنی ہی کچھ اور ہو تو میرا کیا اختیار۔ دریودھن
ادھرم کی طرف ہے۔ پانڈو دھرم کی طرف۔ پس دریودھن اور پانڈوؤں کی لڑائی نہیں۔
ادھرم اور دھرم کا مقابلہ ہے۔ جنگ رو سر دار۔ جس کو ایشور فتح دے۔ آپ کو لازم تھا
کہ دریودھن کو راضی کرتے مَیں تو ہر بات میں راضی ہوں +

سنجے۔ بیشک آپ کے سامنے کورو نہیں ٹھہر سکتے۔ مَیں کیا ہزار، اور آدمی بھی کہینگے۔ آپ
ایسا دھرماتما دوسرا کون ہوگا۔ اسلئے عرض کرتا ہوں کہ آپ کس سے لڑینگے کس کو مارینگے
کس پر فتح پائینگے۔ آپ کی تلوار بھیشم پتامہ پر اُٹھ سکیگی۔ درونا چارج پر تیر سر ہوگا۔ کورو
آپ کے چھوٹے بھائی ہیں اُن کو مار کر بھلا آپ خوش ہو سکتے ہیں آپ ماتم کرینگے یا راج +

راجہ جدھشٹر۔ بیشک آپ کا خیال درست ہے مگر مجبوری کے وقت کیا کیا جائے
شاستر کی ہدایت ہے کہ دشٹ اور ادھرمی اپنے اعمال سے باز نہ آئے تو فہمائش کے بعد
اُس کو دباؤ سے سزا سے راہ راست پر لانا ہی دھرم ہے۔ چنانچہ سری کرشن چندر موجود
ہیں فیصلہ اُن کے ہاتھ ہے جو یہ تصفیہ کریں وہی ٹھیک۔ نہ لڑائی نہ جھگڑا۔ اگر
راجہ دریودھن پھر بھی راہ راست پر نہ آئے تو میری اور اُس کی قسمت +

سری کرشن جی۔ سنجے۔ دریودھن اور اُس کے بھائی تو ادھرم سے نہ ہٹینگے۔ اس کا
نتیجہ یہی ہے کہ دونو طرف سے خونریزی ہو مَیں جیسا پانڈوؤں کو سمجھتا ہوں ویسا کوروؤں
کو نہ میرے دونو عزیز ہیں مَیں لاکھ چاہتا ہوں کہ آپس میں میل ہو جائے۔ مگر دریودھن
سر پر خودی کا بھوت سوار ہے مَیں کیا کروں مجبور ہوں۔ میرا فرض دونو کو سمجھانا ہے دیکھ
لو دونو طرف فوجیں موجود ہیں۔ لڑائی کا سامان لیس ہے مگر مَیں راجہ جدھشٹر کو یہاں
سے قدم اُٹھانے نہیں دیتا۔ اب جو کچھ دریودھن کی مرضی ہوگی اُس میں اپنا کچھ
دخل نہیں اگلی باتوں کا ذکر فضول ہے۔ کون کوروؤں کی بدسلوکی نہیں جانتا جوئے
کے وقت جو مہارانی دروپدی پر بدعنتیں ہوئیں وہ کیا آپنے نہیں سنیں اگر آپ اپنی عورت
پر یہ ظلم وستم دیکھتے تو لاکھ آدمیوں میں بھی تلوار کھسیٹ کر جان تک دے دیتے تم سب لوگ

بیٹھے دیکھا کئے کسی کے منہ سے نہ نکلا کہ او نالائق دوشاسن کیا کرتا ہے خیر گذشتہ را صلوٰۃ آئندہ را احتیاط پچھلی باتیں گزر گئیں ان کا ذکر ہی کیا۔ اب راجہ جدھشٹر تیرہ برس کاٹ چکے ان کو راج ملنا چاہیئے خواہ اتفاق سے خواہ کشت و خون سے۔ راجہ دھرتراشٹر پانڈوؤں کو تباہ کر چکے اُنہوں نے اپنے بیٹوں کی محبت کے جوش میں کوئی بات اُٹھا نہ رکھی جو کچھ کیا دھرم ہی کیا ہے اور لوگ رات کو ڈاکا مارتے ہیں۔ راجہ دھرتراشٹر نے دن دہاڑے پانڈوؤں کو لوٹا۔ جہاں چھتریوں کا دھرم ہے کہ برہمنوں کو وید پڑھائیں سوال دیں گؤ کی حفاظت کریں وہاں یہ بھی دھرم ہے کہ بدکرداروں کا سر کچلیں۔ راجہ دھرتراشٹر نے سعادتمند بھتیجوں کے ساتھ کوئی سلوک نہیں کیا۔ بلکہ بربادی کے خواہاں رہے بس اب مروت کیسی۔ تیرہ برس صحرانوردی کے گزر چکے۔ پھر بھی حسب قرارداد نصف راج ندارد۔ زبانی تلوپتہ سے چاہتے ہیں کہ پانڈوؤں کو پھر سوکھا شکار دوں۔ سو اب شدنی نہیں۔ راجہ دھرتراشٹر کو لازم تھا کہ خود بلا کے راج دیتے۔ دان پن۔ راج پاٹ۔ عدل و انصاف۔ دھرم کرم دیکھ کر طبیعت خوش کرتے۔ یہ اُلٹا پیغام بھیجا کیا خوب کہ بیٹا جدھشٹر لڑائی بھڑائی مُنہ کرنا میل ملاپ عجیب چیز ہے ✣

جو زمانہ دیدہ ہو کر پانڈوؤں کو بیوقوف بناتے ہیں بزرگوں کو ایسا جنبہ لازم نہیں اسی میں خاندان کے خاندان تباہ ہو جاتے ہیں میرا ارادہ ہے کہ میں خود راجہ دھرتراشٹر سے ملوں اور کوروؤں پانڈوؤں میں صلح کرادوں۔ مگر ایسی امید نہیں مفت میں مجھے ناکامیابی کا رنج ہوگا۔ ندامت کھاتے ہیں سنجے تم جاؤ۔ میں بھی آتا ہوں۔ اپنی طرف سے سمجھا دینا کہ لڑائی جھگڑا تباہ کن ہے پانڈوؤں کے بگاڑ سے کوروؤں کی بھلائی نہیں۔ ایک دن خون خرابہ رکا ہوا ہے اور راجہ دھرتراشٹر کے لئے قلق ✣

ادھیائے ۶

سنجے راجہ دھرتراشٹر کے مشیر باتدبیر سے راجہ جدھشٹر کی گفتگو

سری کرشن جی سنجے کو فہمائش کر چکے تو سنجے نے اجازت مانگی۔ چلتے وقت راجہ جدھشٹر نے فرمایا۔ آپ مہاراجہ دھرتراشٹر کے مشیر باتدبیر ہیں آپ کو کل معاملات سے واقفیت بھی ہے جیسی آپ کسی کے کہنے کا برا نہ مانیں اور وہاں وہ تقریر کریں جس سے بند مٹھی نہ کھلے گھر کی

سکے پتر بھیشم پتامہ جی ہمارے دادا ہیں۔ درونا چارج مہاراج ہمارے گرو۔ خلاصہ یہ کی ہستناپور میں کون ایسا ہے جو میرا بزرگ یا خورد نہیں۔ سب بزرگوں کو ڈنڈوت اور سب چھوٹوں سے دعا کہیگا جو سب چھوٹے ہوں اُن کو میری طرف سے زیادہ پیار کیجئے گا۔ جو جو راجے مہاراجے مدد کے لئے آئے ہوئے ہیں اُن کو بھی میری طرف سے مزاج پرسی کیجئیگا۔ کوئی عزیز و آشنا دوست و دشمن باقی نہ رہ جائے جس کو موقع شکایت ہو۔ آپ دھرم کے اصولوں سے واقف ہیں کبھی راہ راست سے قدم نہیں ڈگمگاتا۔ آپ کے برابر ہم لوگوں کو سمجھ نہیں۔ آپ اپنی طرف سے ایسی معقول گفتگو کریں کہ دریودھن آدھا راج بانٹ دے اگر اُسے عناد ہو تو مہاراجہ دھرتراشٹ ہم لوگوں کو قصوروار نہ ٹھہرائیں۔ یہاں سب تیر و ترکش باندھے بیٹھے ہیں۔ میان سے تلوار نکلنے کی دیر ہے۔ اب تک آپ واقف ہیں کہ ہم لوگوں نے کیسا ضبط کیا کیسی کیسی سختیاں سہیں۔ ایسی ایسی کڑیاں جھیلنا پڑیں کہ دریودھن ہوتا تو چیخ کے بھاگ کھڑا ہوتا۔ ہمیں زیادہ نہیں چاہیئے صرف پانچ ضلعے گزارے کے لئے ملجائیں تو نہ بگاڑ ہو نہ کشت و خون۔ اگر دریودھن کو خود غرضی سے سروکار ہے۔ وہ پانچ مقام دینے پر بھی راضی نہیں تو میں مجبور ہوں۔ اُن لوگوں کی قسمت جنہیں تیر و تفنگ سے سامنا ہوگا۔ زمین کی بھی خوش نصیبی یا بدنصیبی جس پر نیزوں خون بہتا ہوا دیکھنا پڑے گا۔

آپ راجہ دھرتراشٹ اور دریودھن کو سمجھائیے کہ
اب تحمل کا یارا نہیں۔ بہت کچھ ہو چکی۔ کسی کو کمزور سمجھ کر دباتے جانا اچھا نہیں
پانڈووں میں ابھی راج لینے کا دم باقی ہے آج تک مروت رہی اب سیدھی انگلیوں گھی
نہ نکلیگا تو میں کشت و خون کا ذمہ وار نہیں آپ نے جو کچھ فرمایا میں کان دیکر سنتا مگر
جب میں تیرہ برس کی مصیبتیں جھیل کر قول پورا کر چکا تو کیا وجہ ہے کہ
دریودھن راج نہ بانٹے۔ میں تو طرح دینے کو تیار ہوں۔ لیکن جب دریودھن ہی کروڑوں
جانوں کا گاہک ہو تو مجھے مجبوری ہے۔ بلا سے اب کے تیر اور تلوار کا سامنا ہی سہی +

اودھیائے

سنجے کی بیراٹ نگر سے واپسی۔ راجہ دھرتراشٹ کی خدمت میں حاضری
بدرجی کی طلبی۔ اُن کا راجہ دھرتراشٹ کی درخواست پر دھرم اُپدیش

سنجے بیراٹ نگر سے واپس گیا۔ راجہ دھرتراشٹ سے ملاقات کی اُنہوں نے پوچھا کہو کیا لائے۔
سنجے۔ مہاراج۔ پانڈو آپ کے اطاعت گذار ہیں اُنہیں رضا جوئی سے مطلق گریز نہیں
اُنہوں نے فرمایا کہ ہم لوگوں کبھی مہاراج کی مرضی کے خلاف نہ چلے۔ زہر دیا گیا پی گئے اُف
نہ کی۔ لاکھ کے مندر میں جلائے گئے۔ لب پر حرف شکایت نہ آیا۔ جوئے کی لئے یاد ہوئی سر
کے بل حاضر ہو گئے۔ راج پاٹ چھن گیا کچھ نہ بولے۔ دروپدی پر بدختیں ہوئی سب سہیں
تیرہ برس کا بن باس تجویز ہؤا بے عذر قبول کیا جو شرط تھی پوری کردی اب ہماری طرف سے
کچھ قصور نہیں۔ لڑائی جھگڑے کے ذمہ دار دریودھن اور کرن وغیرہ ہیں اُنہوں نے لڑائی
کی تیاری کرلی ہے وہ دبے کو اور دبانا چاہتے ہیں یہ اُن کی مرضی۔ مگر مجھے یہ خیال ہے
کہ کس سے لڑوں۔ کس کے سامنے خم ٹھونکوں۔ کس کو ماروں۔ کس کے ہاتھ سے
مارکھاؤں۔ بزرگ ہیں۔ سب بھائی اور عزیز واقارب ہیں۔ مجھے تو یہ خیال ہے مگر افسوس
کہ آپ کے دریودھن کو کسی کی موت اور زندگی کا لحاظ وپاس نہیں اتنا تو سرسری طور پر
میں نے عرض کردیا اور باتیں تنہائی میں عرض کرونگا +

راجہ دھرتراشٹ نے سنجے کی تقریر گوش ہوش سے سُنی۔ اسے فکر پیدا ہوئی کہ
ننگ بیڈھب ہے دونو طرف تلواریں کھینچی ہوئی ہیں کہیں زمین خون سے سیراب نہ ہو اس
نے اس فکر میں بدرجی کو بلا کر سنجے کی تقریر کا لب لباب سنایا اور کہا کہ

تم عقلمند ہو دھرم سے بھی تمہیں کما حقہ واقفیت ہے کہو کیا کیا جائے +

بدرجی۔ مہاراج کسی کے گھر میں چوری ہو جائے اُس کو اسی طرح نیند نہیں آتی جس طرح
کسی عاشق کو معشوق کے انتظار یا فراق میں۔ راجہ جدھشٹر کا راج آپ نے چھین لیا
ان کو صبر وآرام کی کون صورت ہے زہر دیا گیا ہر وقت بدسلوکیاں ہوئیں۔ راج تک چھین
لیا گیا تیرہ برس کے لئے بن باس کی بھی ٹھہرائی گئی مگر پانڈوؤں نے منہ سے حرف نہ نکالا
اب تو وہ راج کے مستحق ہیں خواہ خوشی سے دیجئے یا ناراضگی سے وہ جیتے جی کوروؤں
کا پیچھا نہ چھوڑینگے دریودھن نے فوجیں جمع کی ہیں کیا اس بات کی پانڈوؤں کو اطلاع
نہیں۔ میں تو جانتا ہوں کہ خون کا دریا ضرور بہیگا۔ افسوس آپ آنکھوں سے محروم ہیں مگر
ظاہری آنکھیں نہ ہونے سے کیا ہوتا ہے دل کی آنکھیں تو کھلی ہیں۔ پس آپ پانڈوؤں
پر نظر عنایت کیجئے دریودھن اور اُس کے کرن ایسے رفیق عقل کے اندھے ہیں یہ ضرور آپ

سکے بڑھاپے میں آپ کو داغ دینگے ممکن نہیں کہ آپ کو میٹھی نیند سونا بھی نصیب ہو +
راجہ دھرتراشٹ - میری تو عقل چکر میں ہے کیا کروں - کچھ سمجھ میں نہیں آتا میں مرجاتا تو اچھا تھا - بُرا ہو زندگی کی بے حیائی کا یہ کمبخت نہ جانے کیا کچھ دکھائے تم سے بڑھ کر کوئی دھرم کے جاننے والا نہیں - ذرا بتاؤ تو +
بِدُرجی - جو فرمائیے عرض کروں +

بِدُرنیتی

بِدُرجی کا دھرم اُپدیش

راجہ دھرتراشٹ - عالی خاندان کی صفت کیا ہے +
بِدُرجی - پوجاپاٹ - دھرم کرم - چندراین وغیرہ برت رکھنا - وہ گھرانا باعظمت ہے جس میں اہل خاندان نفس کش ہوں - یعنی خواہشات نفسانی سے مغلوب نہ ہوں - وید پڑھتے ہوں - یگیہ کرنے کا شوق ہو جائزانہ اعلے قسم کی شادیاں کرتے ہوں - غلہ کا دان جن کے یہاں روزانہ ہوتا ہو دھرم کی طرف سے بے اعتقادی نہ ہو - اس مقدس راہ میں ثابت قدم ہوں - سچ بولتے ہوں - والدین اور بزرگوں کی اطاعت اور فرمانبرداری خلوص دلسے تعظیم و تکریم کرتے ہوں - جن کی نیک اعمالیوں اور خوش افعالیوں سے دنیا میں شہرت ہو - ذلیل خاندان وہ ہیں جن میں یگیہ اور پوجا کی رسم برطرف ہو جو ذلیل قسم کی شادیاں - کرتے ہوں اس قسم کی شادیاں وہ ہیں جن میں دکھ اور رنج کے سوائے کچھ حاصل نہیں نہ برہم بھوج ہوتا ہو - نہ دیوتاؤں کی پوجاپاٹ نہ دان پُن جس گھرانے میں وید نہ پڑھایا جاتا ہو ایشور بھجن اور گیان دھیان کے چرچے نہ ہوتے ہوں اور برہمنوں کی مذمت عالموں کی نصیحتوں سے نفرت کی جاتی ہو گرو کی بات پر جہاں کان نہ دھرے جاتے ہوں جہاں اچھے اور لائق و فائق آدمیوں کی بے عزتی ہو وہ خاندان ذلیل سمجھا جاتا ہے بلکہ اس خاندان کو خاندان ہی سمجھنا بیوقوفی ہے جس میں نہ کوئی برت رکھتا ہو - نہ دھرم کی کچھ وقعت سمجھتا ہو خاندان مفلس ہو مگر پوجاپاٹ - سندھیا کرنے میں غفلت نہ کرے تو اس خاندان کا اعزاز تسلیم کیا جاتا ہے - دولت کو قیام نہیں اس کے پیچھے رہتے ہیں - دولت کی چھاؤں کی طرح ابھی یہاں ہے پھر تھوڑی دیر میں اور کہیں - دولت پاس نہ رہنے سے انسان کی بزرگی میں

فرق نہیں آتا۔ ہاں دولتمند خاندان دھرم سے بے بہرہ ہو تو وہ اندھی آنکھ کے برابر ہے۔ خاندان کی عظمت روپیہ۔ پیسہ۔ ہاتھی۔ گھوڑے شان و شوکت سے نہیں ہوتی سب دھن دولت۔ راج پاٹ ہو۔ اور دھرم نہ ہو تو وہ خاندان روسیاہ ہے۔ اس کی کچھ وقعت و وقار نہیں +

راجہ دھرتراشٹ۔ عالی خاندان کی صفات ذہن نشین ہوئیں۔ واقعی جہاں دھرم نہیں وہاں کچھ بھی نہیں۔ اب یہ بتائیے کہ صحبت کن لوگوں کے ساتھ کرنا چاہیے +

بدرجی۔ جو چغلی ہوں۔ کپٹی ہوں۔ جعلی اور فریبی ہوں۔ پرایا مال ہضم کرنے والے ہوں نیکی کے بدلے بدی کرتے ہوں یعنی محسن کش اور احسان فراموش ہوں ان کی صحبت اور اُن سے رسم و راہ کبھی جائز نہیں۔ ہم اور آپ کو ایشور ان لوگوں کے سائے سے بچائے جو دوسرے کی دولت مار بیٹھتے ہیں دوستی کی آڑ میں دشمنی کرتے ہوں۔ بیٹا بھی فریبی اور دغاباز۔ دیوتاؤں سے منحرف برہمنوں کا مخالف۔ دان پُن سے متنفر۔ ایشور سے برگشتہ ہو تو اُس کا ہم لوگوں پر سایہ نہ پڑے۔ جس دربار شاہی میں ایسے شخص کے قدم آئے سمجھیے کہ سلطنت تباہ ہوئی۔ غصہ ور۔ ڈرپوک۔ شکی۔ خود مطلب۔ خود غرض اور احسان فراموش لوگوں کا دور ہی رہنا اچھا جو خیر خواہ ہے جس کو پرائے نفع و نقصان کا اثر محسوس ہو جو دکھ درد میں شریک ہو بھلائی کی باتیں کرے وہ خواہ غیر ہی ہو مگر ہزار عزیزوں سے بہتر ہے +

راجہ دھرتراشٹ۔ پنڈت کسے کہتے ہیں +

بدرجی۔ جو نہ اپنی بُرائی سے ناخوش ہو نہ پرائی سے خوش۔ جس کی زبان پر کسی کی شان میں کوئی حرف خلاف نہ آسکے۔ جو اچھے لوگوں کے قدموں کو تاج سر سمجھے جو ناستک ہو یعنی جسے دھرم کے معاملات سے پوری واقفیت اور دھرم شاستر کی پابندیوں کا لحاظ و پاس نہ ہو شاستر کے مخالف۔ مغرور۔ مفلس۔ بد اعمال یعنی قمار باز وغیرہ دوستوں کی چاپلوسی اور بیجا حمایت کے بھروسے پر تاننے والے اپنے مقصد کو نظر انداز کر کے فضولیات میں پڑنے والے اول درجے کے بیوقوف ہیں ... ... خواہ وہ کتنا ہی پڑھ لکھ جائیں پنڈت کہلائیں۔ مگر ان کا شمار عقلمندوں میں نہیں ہو سکتا۔ پنڈت وہ ہے جو عالم باعمل ہو "چار پایہ بر و کتابے چند" سے کچھ حاصل نہیں۔ جو علم پڑھ کر بیوقوف ہے۔ وہ اُس گدھے کے برابر ہے جس پر چاروں وید چھیوں شاستر

اکیسوں سمرتیاں وغیرہ لادی گئی ہوں اور وہ نہ جانتا ہو کہ اینٹیں لادی ہیں یا جواہرات۔ لائق وفائق اور واجب التعظیم اشخاص سے نفرت۔ بدمعاشوں سے صحبت صاحب طاقت سے عداوت حماقت کی نشانی ہے۔ جس نے اپنے کام نوکروں پر چھوڑے۔ امتحان کے موقع پر لیاقت کے غرور میں اندھا ہوا آج کا کام کل پر چھوڑا۔ اُس سے بڑھکر کوئی بیوقوف نہیں۔ پتروں کا شرادھ۔ دیوتاؤں کی پرستش۔ خیر خواہوں کی قدر و منزلت نہ کرنا حماقت کی نشانیاں ہیں۔ بغیر بلائے کسی کے یہاں جانا۔ کسی کی باتوں میں دخل در معقولات دینا۔ غیر معتبر لوگوں کا اعتبار کرنا عزت میں فرق ڈالنا ہے اپنی غلطی دوسرے کے متھے منڈھنے اور بار بار کمزور پر غصا تاننے والے کو بیوقوف سمجھنا چاہیئے۔ دولت۔ ثروت۔ حکومت کا غرور بُرا ہے ہزاروں لاکھوں شاہی خاندان بگڑ گئے۔ آج اُن کی اولاد بھیک مانگ رہی ہے۔ بہت سے شہزور کتے کی موت مرے۔ خاندان بھر میں کوئی چلو بھر پانی دینے کو باقی نہ رہا۔ نمونہ دیکھ لیجئے ؎

اک لکھ پوت سوا لکھ ناتی ✤ گھر راون کے دیا نہ باتی

جو شخص اپنے ہاتھ چلتے بال بچوں کو کھلا نہیں سکتا وہ بھی پلّے سرے کا نالائق اور حد درجے کا ظالم ہے۔ لذیذ کھانا خود کھانا دوسروں کو محروم رکھنا حماقت میں شمار کرنا ہے۔ نہ تنہا نور ہی چاہیئے نہ خود رائی۔ جو اکیلا راہ چلتا ہے جو بہت آدمیوں میں اکیلا جاگتا ہے اُس کے لئے دھوکا رکھا ہُوا ہے۔ سچ کو سب اچھا جانتے ہیں مگر عمل نہیں۔ دور اندیشوں۔ انجام بینوں کی عقل پر ہنسنے والوں کو عقلمند سمجھنے والوں کا بھی احمقوں میں شمار ہے۔ عقلمند وہی ہے جو سچ سمجھ کے اونچ نیچ دیکھ کے کام کرے بردباری اور تحمل امیر و غریب سب کا زیور اور وقت ضرورت سپر ہے۔ جس نے تحمل اختیار کیا اُن کی نظر میں دنیا کی دولتیں مٹی ہیں۔ دل کے بادشاہوں کو سلطنت کی کیا پرواہ جس میں نہ لالچ ہے نہ خواہش اُسے دنیا کی کیا پروا۔ کوئی راجہ ہو تو کیا۔ ملک آرا ہو تو کیا نہ اسے بدمعاشوں۔ بداعمالوں سے رنج پہنچ سکتا ہے نہ سرہنگوں اور ظالموں سے تکلیف۔ صبر سے بڑھکر کوئی دولت اور طاقت۔ دھرم سے بڑھ کر اور کوئی زندگی کا سرمایہ نہیں۔ علم ہو تو پھر سلطنت بھی ہیچ ہے دلآزاری و خونریزی نہ ہو تو زندگی کے واسطے سکھ کی کمی نہیں۔ جو راجہ ملک گیری سے دست کش ہو یا جو برہمن وید

نہ جانے ملکی ضروریات نہ پہچانے وہ مٹی میں دفن کردئے جائیں تو کچھ پاپ نہیں ایسے نالائقوں کو زمین اس طرح جگہ دے دیتی ہے۔ جس طرح سانپ کو وڑا سے بل میں۔ دل میں کھٹکنے والے کانٹے دو ہیں۔ ایک مفلس کو اولوالعزمی کا خیال دوسرے کمزور کا غصہ ❊

یہ دو تو ہی دل میں گڑھ گڑھ کے رہتے ہیں۔ مجبوری اُن کو ادھ مرا کر دیتی اور خیر درویش بر جان درویش والی مثل صادق آتی ہے ❊

دو شخص بے تکلف سورگ میں پہنچتے ہیں (۱) ایک صاحب دولت یا صاحب طاقت جو رحمدل یا بردبار ہوں (۲) جو بھوک مار کر دوسروں کو کھلائیں۔ گاڑھے پسینے کی کمائی کو قیام ہے۔ مفت کی دولت بے طرح گھٹتی ہے اس کا ٹھہرنا مشکل ہے۔ ایسی دولت سے مستحق اشخاص کو فیض نہیں پہنچتا۔ ہاں لفنگے کھا جاتے ہیں۔ دو قسم کے لوگوں کو تو گلے میں بھاری پتھر ڈال کر ڈبو ہی دینا چاہئے (۱) امیر جس کے پاس دولت موجود ہو اور پھر بھی دان نہ کرے (۲) مفلس ہو اور تپ سے غافل ہو ❊

دو شخص ایسے بھی ہیں جو سورج منڈل کو توڑ پھوڑ کر سورگ میں پہنچ سکتے ہیں ایک جوگی سنیاسی دوسرے میدان جنگ میں کٹ مرنے والا بہادر ❊

دوسرے کی دولت دابنے والے پرائی عورت سے ناجائز رسم و راہ کرنے والے خیر خواہ کو بدخواہ سمجھنے والے۔ ان لوگوں کا دنیا میں کبھی بھلا نہیں ان کے لئے ایک روز مصیبت رکھی ہوئی ہے۔ نرک کے تین دروازوں کو کام۔ کرودھ لوبھ کہتے ہیں۔ جس خاندان کا بزرگ بڈھا اور مفلس ہو مگر دھرم کا پابند اور چھوٹوں کو بھی خاندانی رسم و رواج کی تعلیم دیتا ہو۔ دوست بھی ناداری ہوں۔ بہن بے اولادی سے غمناک نہ ہو تو اُس خاندان پر لکشمی کی نظر عنایت سمجھنا چاہئے اس کے قبضے میں ناموری کی وہ لازوال دولت ہے جس کے مقابلے میں تمام دنیوی دولتیں ہیچ ہیں ایک روز راجہ اندر نے دیوتاؤں کے گرو برہاسپت جی سے دریافت کیا کس پاپ یا پُن کا پھل جلد حاصل ہوتا ہے جواب ملا کہ دیوتاؤں کے سنکلپ۔ عقلمندوں کی تعظیم و تکریم یا بیعزتی کا عالموں سے مخالفت اور گناہ و غلط کاری کا

اے راجہ دھرتراشٹر یہ باتیں انسان کے لئے مقدم ہیں ساتا پتا اگنی دیو گرو کی خدمت اور اپنے جسم کی حفاظت۔ دیوتا پوجن پتر شرادھ عالم فاضل جوگی سنیاسی سادھو

مسافر اور مہمان کی خاطر تواضع سے انسان کی دُور دُور تک تعریف ہوتی ہے +

جس شخص کو اپنے عروج کی خواہش ہو وہ ان پانچوں باتوں سے پرہیز کرے (۱) سُستی کاہلی (۲) خواب گراں (۳) خوف (۴) غصہ (۵) عجلت کے کام میں غفلت +

رشیوں کا قول ہے کہ ذیل کے اشخاص کو کبھی منہ نہ لگائے نہ ان سے واسطہ رکھے (۱) وہ گرو جو دھرم کے اصول سے ناواقف ہو یا جائز اُپدیش نہ کرے (۲) وہ برہمن جو یگیہ میں ناخواندہ مہمان ہو (۳) وہ راجہ جو رعیت پرور نہ ہو (۴) زبان دراز عورت - لالچی امیر یا گوالیا - (۶) وہ نائی جسے جنگل کی ہوا پسند ہو +

یہ چھ خصلتیں انسان کی فضیلت اور دنیوی بہبودی کا باعث ہیں (۱) راست گوئی (۲) دان پُن (۳) چُستی و چالاکی (۴) غیبت سے نفرت (۵) صبر و تحمل (۶) دھرم کی پابندی +

جو گئو - کھیتی - عورت - ودّیا کی طرف توجہ نہیں کرتا اس کو نقصان کے سوائے کبھی فائدے کی اُمید نہیں - نیچ آدمی سے میل جول رکھنا بھی سخت ضرر رساں ہے دنیا میں چھ قسم کے آدمی ایسے بھی ہیں جو محسن کی بعزتی کو اپنا فخر سمجھتے ہیں - ان سے امید نہیں کہ یہ اپنے آگے دوسروں کو کچھ سمجھیں (۱) عالم و فاضل شاگرد کی نظر میں اُستاد کی وقعت نہیں رہتی (۲) شادی شدہ بیٹے ماں باپ کو نظر میں نہیں لاتے (۳) عورت کی بڑھاپے میں لوگ وہ قدر و منزلت نہیں کرتے جو جوانی میں تھی (۴) عالم مبتدیوں کو نظر حقارت ہی سے دیکھتے ہیں - یہ خیال نہیں ہوتا کہ کبھی ہم بھی مبتدی تھے (۵) کشتی دریا سے پار ہوئی اور سوار جلدی سے اتر پڑے خیال بھی نہیں کہ اُس نے کیا سلوک کیا تھا کیونکر جان بچائی (۶) جہاں مریض اچھا ہو گیا - پھر معالج کو طاق پہ بٹھا دیا اُس کی قدر اُسی وقت تک رہتی ہے - جب تک عارضے سے نجات نہیں ملتی +

چھ باتیں دنیا میں غنیمت ہیں +

تندرستی - وطن میں قیام - قرض سے سبکدوشی صحبت نیک - حسب مرضی روزگار - سکونت بےخوف

حسب ذیل آدمیوں کو کبھی چین اور آرام نہیں +

حاسد - بےرحم - بےصبر - غصہ ور - شکی - غیر کے دست نگر +

چور اور بدمعاش کی بود و باش لوگوں میں - بیماروں کی حکیموں میں - عیاشوں کی فاحشہ عورتوں میں - یگیہ کرنے والوں کی ججمانوں میں - مقدمہ بازوں کی عدالت میں عمر گزرتی ہے +

جس کو دولت۔ تندرستی۔ خوبصورت اور اطاعت گزار عورت۔ سعادتمند و فرمانبردار بیٹا
اور علم۔ حاصل ہو اس سے بڑھکر کوئی خوش نصیب نہیں۔ عیاشی۔ قماربازی۔ شکار۔ شراب خوری
سخت کلامی۔ بے انصافی بڑی خراب عادتیں ہیں۔ ان سے اور تو اور بڑے بڑے راج تباہ
ہو گئے ہیں۔ ان خراب عادتوں سے ہر ایک شخص کو بچنا چاہئے۔ آٹھ باتوں سے انسان کی دنیا
میں عزت و شہرت ہوتی ہے۔ علم باعمل سے۔ خیرات و زکوٰۃ سے۔ عقلمندی و عالی خاندانی
سے۔ طاقت و نفس کشی سے۔ شیریں زبانی و سخاوت سے۔ دوسروں کے قدر شناس
ہنس مکھ۔ شیریں زبان۔ صابر ہر دلعزیز ہوتے ہیں اچھا آدمی وہ ہے جو اپنے سکھ کو مقدم نہ سمجھے
پرائے دکھ میں شریک ہو۔ دان پن کر کے پھر نہ پچھتائے یتیم اور محتاجوں کی دستگیری کرے
جو شخص دان پن یوجا پاٹھ نت نیم کرتا ہے۔ اس پر دیوتاؤں کی بھی نظر عنایت رہتی ہے
شیل دل۔ قانع۔ راستباز۔ صاف دل۔ نیک طبیعت۔ دوسروں کی بزرگی کے قائل واجب التعظیم
سمجھے جاتے ہیں۔ کچے پھل توڑنے والا نہ کچھ مزہ پاتا ہے نہ بیج ہی سے فائدہ اُٹھاتا ہے زبان
کا ذائقہ بھی نہیں ملتا۔ آئندہ فائدہ بھی مفقود۔ جو پکے ہوئے پھل توڑتا ہے اُسے ذائقہ بھی
ملتا ہے اور بیج بھی ایک وقت بار آور ہوتے ہیں۔ جس مالک کی خوشی اور ناخوشی یکساں ہو اُس
سے فائدہ کی تو امید نہیں۔ نقصان ہو جائے تو اُس کی مرضی۔ ایسے آقا سے کوئی خوش نہیں
رہتا۔ دنیا میں دھرم کو راستگوئی سے۔ علم کو محنت سے۔ حُسن کو سنگار اور آرائش سے۔ خاندانی
عزت کو نیک افعالیوں سے ترقی دینا لازم ہے تیر کا زخم بھر سکتا ہے تلوار کا گھاؤ مرہم سے
درست ہو سکتا ہے۔ سخت کلامی سے کلیجے پر چوٹ لگتی ہے جو ناسور سے بڑھکر تکلیف رساں
رہتی ہے اُس کا اچھا ہونا مشکل ہے۔ تیغ زبان کا چرکا سخت جانگداز ہوتا ہے اس کے لئے مرہم
شفا ساز نہیں جس شخص کی دنیا میں نیک نامی نہیں وہ مردہ سے بدتر ہے جو نیک نام ہے وہی
زندہ ہے۔ قسم کھانے والے اعتبار کے لائق نہیں۔ کسی کے دوست یا دشمن یا بدواغ کی گواہی پر اعتبار
کرنے والا خود بیوقوف ہے جو کسی کے گھر میں آگ لگائے کسی کو زہر دے ہتھیاروں پر باڑھ رکھے
بچہ کُش ہو۔ غیر عورت سے واقف ہے۔ اعتبار بڑھا کر دغا دے۔ زیادہ غصہ ور ہو ناچیز جانورو
کی خونریزی کرے۔ بے گناہ گزین پر تیغ بدعت چلائے اُس کو برہم ہتیا کے پاپ سے مفر نہیں جس راج
سبھا میں بزرگ و جہاندیدہ ہوں لیکن اور اُن کو دھرم کا خیال نہ ہو تو وہ راج کیا جہنم سے بدتر ہے
جو شخص چھل کپٹ کا عادی ہو وہ لاکھ عالم و فاضل ہو مگر اُس سے دور بھاگنا

چاہئے جو شخص علم - دولت اور طاقت کے نشے میں چور ہے جس کو اپنی عالی خاندانی کا غرور ہے اُس کو احمق سمجھنا چاہئے - جو اپنی تعریف سُنکر خوش ہو - وہ عقلمند نہیں بیوقوف ہے غریبوں مفلسوں کو دیکھو اچھے کھانے ہضم کر لیتے ہیں ڈکار نہیں لیتے - امیروں سے جب سنئے ہاضمے کی شکایت - اور کمزوری معدہ کی حکایت ہے ؛

راجاؤں کا اندریوں کو قابو میں رکھنا لازم ہے بغیر نفس کشی کے سلطنت کے کاروبار ہو ہی نہیں سکتے - اندریاں منہ زور گھوڑا ہیں منہ زور گھوڑے کو جس نے قابو میں کر لیا وہی شہسوار ہے باقی گنوار - اگر سوار ٹھیک نہیں تو منہ زور گھوڑے کی پیٹھ پر ٹک نہیں سکتا اسی طرح جو راجہ مغلوب حرص و ہوا ہے تخت سلطنت پر قدم نہیں جما سکتا - خواہشات نفسانی انسان کو خاک میں ملاتی ہیں خوبرویوں کی حسن پرستی ہی ہزار عیب کا ایک عیب ہے اس پر اس کے لوازمے مے نوشی وغیرہ اس پر طرہ ہیں ان عادتوں اور خصلتوں سے انسان کا وہی حال ہوتا ہے جو راون کا ہُوا راون سے بڑھکر کوئی زبردست راجہ نہ ہُوا نہ ہوگا اس کے علم و فن کی شہرت کبھی مٹائے نہیں مٹ سکتی اس کا سا عقلمند دنیا کے پردے پر کوئی نہ تھا مگر اسی خواہش نفسانی کے پھیر میں جانکی جی کو کیا ہر لایا - گویا کل خاندان کی تباہی کا بیج بو دیا جو بد افعالیوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اُنہیں کبھی بہبودی کی اُمید نہیں ہو سکتی - دیوتا تک اس فکر میں ہو جاتے ہیں کہ ایسے نامراد کو سزا ملے - آپ کو یاد ہوگا کہ سب سے پہلے میں نے کہا تھا کہ قماربازی درست نہیں اس میں بگاڑ رکھا ہُوا ہے جوے کی جیت بھی ہار سے بڑھکر ہوتی ہے آپنے کچھ نہ سُنا جوے کا لطف دیکھنا مناسب سمجھا جس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ کورو پانڈوؤں کے خون کے پیاسے ہیں اور پانڈو کوروؤں کے جانی دشمن - آپ پر افسوس ہے کہ گیدڑوں کے طرفدار ہیں - شیروں کی طرف سے اب بھی دل میں میل ہے اس کا نتیجہ اس وقت نظر نہیں آتا مگر ایک وقت دیکھ لیجئیگا کہ گیدڑ گیدڑ ہی ہیں اور شیر شیر - مہاتماؤں نے نصیحت کی کوئی بات نہیں چھوڑی ہے - ان کا قول ہے کہ چھلی اور کپٹی - بے رحم اور سنگدل - شیرخوار - بد اعمال - دشمن خلق - نا عاقبت اندیش انسان اور بد مزاج عورت کو پاس نہ پھٹکنے دے جواری اور فریبی حاکم سے دور بھاگے - جس ملک میں عورت یا لڑکے کی حکومت ہو اس راج میں کبھی خیر و عافیت نہیں اسے پتھر کی ناؤ سمجھنا چاہئے جو پانی کی تہ میں بیٹھے بغیر رہتی ہی نہیں عقلمندی حصول دولت کے لئے نہیں نہ بیوقوفی بے دولتی کی نشانی ہے جو عقلمند ہیں وہی دنیا کے معاملات

سے واقف ہیں۔ بیوقوفوں کو ان کا علم کیا۔ جو سادھو ہیں جن کو شاستر سے واقفیت ہے وہ اتفاق کے سوا سے کبھی نفاق کا خواب بھی نہیں دیکھتے۔ عداوت میں پاپ کے سوا سے کچھ نہیں دوستی و محبت میں نیک ہی نیک کام ہیں جس نے ایک شخص کو بھی نقصان پہنچایا اُس نے گویا ہزاروں کا دل دکھایا۔ اس لئے واجب ہے کہ نہ کسی سے دشمنی کرے نہ کسی کا دل دکھائے ذرا دل میں ضبط پیدا کرے تو انسان سے کبھی کسی کا بُرا ہو ہی نہیں سکتا ✤

مَیں نے دریودھن کی پیدائش کے وقت ہی کہدیا تھا کہ اس خاندان کی خیر و عافیت نہیں۔ چنانچہ اب وہی آثار چشم خیال میں ہے۔ آپ نے ابتک کچھ خیال نہیں کیا۔ خیر جو مرضی آپ راج پاٹ کے مالک ہیں آپ کے سامنے ہم لوگوں کی حقیقت ہی کیا ہے مگر چونکہ رگ رگ میں خیراندیشی پیوست ہے اس لئے جو سمجھ میں آتا ہے گوش گزار کر دیتے ہیں ماننے نہ ماننے کا اختیار آپ کو ہے۔ مہاراج جی گھر میں ایک لائق اولاد پیدا ہو جائے تو سارے خاندان کو تار دیتی ہے نالائق اولاد ہوئی تو سمجھ لیجئے کہ خاندان کیا دنیا تباہ ہو گئی ایک ہی مچھلی تالاب کو گندہ کر دیتی ہے ایک ہی پانی ناؤ ڈبو دیتا ہے یہ کہاوتیں من گھڑت نہیں۔ بڑے تجربہ کاروں کی تصنیف اور شاستروں کا نچوڑ ہیں۔ طالب علموں اور یا علماروں کو سات باتوں سے ہمیشہ پرہیز چاہئے ✤ سستی۔ غرور۔ تلون مزاجی۔ غفلت۔ سرکشی۔ خود بینی یا خود رائی۔ صحبت بیجا ✤

رشیوں نے اشنان کے دس پھل لکھے ہیں ✤

یعنی اس سے طاقت۔ حسن۔ خوش آوازی۔ قوت لامسہ۔ قوت حافظہ۔ قوت شامہ (چیز کے سونگھنے اور یاد رکھنے کی طاقت) صفائی و پاکیزگی جسم۔ نزاکت و صحت۔ خوش وضعی کو ترقی ہوتی ہے۔ عمدہ غذا کھانے کا اثر یہ ہے کہ تندرستی قائم ہے عمر و طاقت بڑھے دل و دماغ قوی ہوں۔ اولاد عمدہ ہو۔ عیش و آرام حاصل ہو دنیادار دافع مصیبت کے لئے دولت کی حفاظت کرتے ہیں۔ انسان کی دولت عیال و اطفال کی حفاظت کے لئے ہے اور دولت و عورت ذاتی آسائش کے واسطے ✤

حسب ذیل لوگوں کو کاروبار اور بیوپار میں شریک کرنا خلاف ہے ✤
رحمدل راجہ۔ فاحشہ عورت۔ راجہ کا ملازم۔ بھائی اور بیٹا۔ بیوہ عورت۔ فوجی آدمی۔ برخاستہ شدہ ملازم ✤

مصیبت کے دنوں میں دھرم۔ صبر و استقلال عورت اور دوست کی شناخت ہوتی

ہے خوفناک موقعوں پر بہادری کا امتحان ہوتا ہے۔ بڑھاپا خوبصورتی کا۔ امید صبر کا اور موت زندگی کی دشمن ہے۔ بدگوئی دھرم کی جڑ کاٹ دیتی ہے۔ غصہ خوبیوں کو۔ رذیلوں کی صحبت خوش اخلاقی کو۔ خواہشات نفسانی شرم وغیرت کو اور غرور تمام اوصاف انسانی کو کالعدم کر دیتا ہے دولت اچھے اچھے کاموں سے شہرت پذیر ہوتی ہے۔ راجہ کی خوش اقبالیاں خداشناسی سے عورتوں کے چیتر اور رشیوں کا مزاج کوئی جان یا پہچان نہیں سکتا۔ بدزبان کی گالیاں خاموشی سے سُن لینا چاہئے۔ جواب دینا حماقت۔ جب مخالف ہنس ہنس کر تاپیگا تو گالی دینے والے کی آنکھ آپ ہی نیچی ہو جائیگی۔ نہ خود کسی کی مذمت کرے نہ کسی کی زبان سے کسی کی ہجو یا بدی سُنے۔ خود چوٹ کھا کر دوسرے کو چوٹ پہنچانا بھی عقلمندی کے خلاف ہے کیونکہ جب عوض ہو چکا تو گلہ کہاں رہا۔ لوگ ہمدردی کے خلاف دونو کو یکساں سمجھنے لگتے ہیں جو شخص دشٹ سے دُشٹ آدمی کو بھی طرح دے جائے۔ سزا نہ دے اُس کے آگے دیوتا بھی سر جھکا دیتے ہیں وہ حد درجے کا واجب التعظیم مانا جاتا ہے ❊

راجہ دھرتراشٹ۔ انسان کی عمر سو برس مقرر ہوئی ہے پھر اس میعاد سے قبل موت کیوں زندگی کا خاتمہ کر دیتی ہے ❊

بدرجی۔ مہاراج کوئی بات بے وجہ نہیں ہوتی۔ زندگی کا زمانہ حسب ذیل باتوں سے گھٹ جاتا ہے ❊

زیادہ ہمبستری سے۔ کثرت عیاشی سے۔ بہت شراب نوشی سے۔ دوست صادق اور گرو کی استری کی ناجائز صحبت سے۔ برہمن ہو کر شودر کی عورت کے ساتھ ناروا تعلق رکھنے سے فکر سے۔ برہمن کے قالب میں غیروں کی فرمانبرداری سے عمر کم ہو جاتی ہے جو لوگ اوروں کی روزی چھینتے یا رزق کا دروازہ بند کرتے۔ برہمنوں سے خدمت لیتے یا پناہ گیر کو مارتے ہیں اُن کو برہم ہتیا کا عذاب ہوتا ہے۔ عورتوں کے مجمع میں بود و باش۔ بیٹے کی جورو سے ہنسی دل لگی۔ خالی مکان میں جوان بہو کے ساتھ سکونت۔ ناقابل حصول چیزوں کی خواہش۔ بے اعتقاد آدمی سے دھرم کی گفتگو۔ اپنے جسم کی آراستگی میں زیادہ توجہ۔ پرائے شاگرد کو ہدایت عوام کے روبرو۔ اپنے نیک کاموں کی زیادہ تعریف۔ شریف ہو کر رذیلوں کی روش دفعہ یا کوئی چیز لیکر انکار۔ حالت علم میں ناواقفیت کا عذر۔ یہ سب باممنوع ونامناسب ہیں ❊ ہر گرہست کے گھر میں یہ چیزیں موجود رہنا چاہئے ❊

بکر سی - گاسے بیل - چندن - بین باجا - آئینہ - شہد - گھی - پانی - تانبے کے برتن -
سنکھ - سالگرام جی کی مورت - خوشبویات یہ وہ چیزیں ہیں جو دیوتاؤں کی پوجا - برہمنوں اور
مہمانوں کی خاطر تواضع وغیرہ کے لئے ہمیشہ کار آمد ہوتی ہیں - روپیہ کے لالچ - خوف
یا کسی خواہش حتےٰ کہ زندگی کے لئے بھی دھرم چھوڑنا مناسب نہیں دنیا کی تمام چیزیں
تمام عیش سب کو زوال ہے صرف ایک دھرم ہی ہے جس کو کبھی زوال نہیں - جسم کو آگ
خاک کر دیتی ہے یا چیل - کوے - گیدڑ - کیڑے - مکوڑے ہضم کر جاتے ہیں بیٹے پوتے
بھائی بند - دوست و آشنا اُس وقت تک کے ساتھی ہیں جب تک نبض چل رہی ہے -
سانس نکلتے ہی سب مرگھٹ میں پھینک کر آگ میں جلا کر چھٹی کر لیتے ہیں - انسان کی
وہی حالت ہوتی ہے جو بے ثمر درخت کی - جب تک درخت پھلا رہتا ہے تک تو چڑیوں
کے جھنڈ ہر وقت جمع رہتے ہیں - جب پھل ختم ہو گئے - تب کوئی پرندہ آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں
دیکھتا - انسان کے ساتھ صرف دھرم ہی رہتا ہے - اس کی رفاقت سے منہ موڑنا آدمی
کو دین دنیا سے کھو دیتا ہے اسی لئے نصیحت ہے کہ جان بھی چلی جائے تو کچھ پروا نہیں
مگر دھرم نہ چھوٹے - دنیا میں انسانی زندگی وہی ہے جو نیک نامی کے ساتھ ہو - زندہ
وہی ہے جسے مرنے کے بعد بھی لوگ یاد رکھیں +

بدُرجی اس طرح دھرم کی ضروری ہدایات گوش گزار کر چکے تو اُنھوں نے اودا ہن
کے سنت کمار جی کو طلب کیا وہ تشریف لائے پوچھا :-

کیوں یاد ہوئی +

بدرجی - راجہ دھرتراشٹ کو گیان کی باتیں سُننے کا شوق ہے آپ کچھ تکلیف فرمادیں "
سنت کمار جی نے مختصر الفاظ میں کچھ رمز ذہن نشین کرکے آخر میں فرمایا کہ

راجہ جدھشٹر نصف راج کے مستحق ہیں آپ اُن کی حق تلفی نہ کیجیئیگا کسی کے
حقوق پر خاک ڈالنا بھی ادھرم ہے +

یہ کہکر وہ تشریف لے گئے - یہاں راجہ دھرتراشٹ نے ساری رات آنکھوں
میں کاٹی - بدرجی سے مشورہ کرتے اور پچھتاتے رہے کہ دریودھن کو مختار کل بنا کر میں نے
اپنے ہاتھوں اپنے پاؤں میں کلہاڑی ماری - وہ بڑھا جن اور بہرا بھوت ہے نہ سمجھانے
سے سمجھتا ہے نہ کسی کی سنتا ہے - یہ کہتے کہتے سحر ہو گیا - مہاراجی گندھاری کی بھی زبان حلق

گئی۔ لیکن اپنی ہی ہٹ پر اڑا ہوا ہے کیا کروں۔ کیونکہ اپنا دل اس کے دل میں ڈالوں زندگی حرام ہو رہی ہے جی چاہتا ہے کہ کچھ کھا کے سو رہوں اپنے جیتے جی تو کشت و خون نہ دیکھوں جس کے خیال کرنے سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں +

رات انہیں فکروں میں گزر گئی۔ صبح کو بدر جی فرائض ضروری سے فراغت کر کے بھیشم پتامہ جی کو لئے ہوئے دربار میں پہنچے۔ انہیں کے بعد دریودھن بھی سنگھاسن پر آ ڈٹا۔ دوشاسن۔ کرن اور شکنی اور مددگار راجے بھی طلائی کرسیوں پر ڈٹ گئے اور سنجے کی آمد آمد کا انتظار شروع ہوا تھوڑی سی دیر میں رتھ دروازے پر آ کھڑا ہوا۔ سنجے کھٹ سے اُترا کنڈل اور کوچ پہنے ہوئے دربار میں حاضر ہوا۔ سرادب خم کر کے اشارہ پاتے ہی اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ راجہ دھرتراشٹ بولے :-

"کہو سنجے بیراٹ نگر سے ہو آئے راجہ جدھشٹر سے ملاقات ہو گئی کیا کیا باتیں ہوئیں ان کے خیالات کیسے ہیں +

سنجے۔ جی ہاں مہاراج راجہ جدھشٹر سے مل آیا۔ اُنہوں نے سب بزرگوں کو ڈنڈوت اور چھوٹوں کو دعا کہی ہے۔ سری کرشن جی مہاراج بھی تشریف رکھتے تھے۔ انہیں کے سامنے ارجن نے پُرجوش ہو کر کہا کہ

جس وقت دربار لگا ہو۔ سب مددگار راجے مہاراجے جمع ہوں تب میری طرف سے ہٹ دھرمی دریودھن۔ کرن اور ناافق شکنی کو سمجھا دینا کہ وہ شوق سے لڑائی کا سامان کریں یہاں ارجن بھی کمر کسے خم ٹھونکنے کو تیار ہے دریودھن اپنی طاقت پر مغرور نہ ہو اکیلا ارجن اسے اور اس کی چنڈال چوکڑی کو خاک میں ملا کر اپنا ہی راج کیا بلکہ سارا راج ڈب میں کریگا راجہ جدھشٹر کو ایسا ویسا نہ سمجھیں اُن کی آتش قہر سب کو جلا کر راکھ کر دیگی۔ دریودھن آمادہ صلح کیونکر ہو سکتا ہے راجہ جدھشٹر کے بن باس کی تکلیفوں کا خمیازہ کھینچنا جس کی قسمت میں لکھا ہو اس سے میل ملاپ کی اُمید کیا۔ دریودھن کی آنکھیں کس وقت کھلینگی جب اُس کی ران ٹوٹی ہوگی اُس کے بھائی بند۔ اُس کے حمایتی خاک و خون میں لوٹ رہے ہونگے جب بھیم سین جی بجر سے ہاتھیوں کی ہڈیاں چور کر کے سپاہیوں کا سر توڑتے ہوئے کوہ پیکروں کو سرمہ کر دینگے جب گانڈیو دھنش کے تیروں سے لاکھوں بہادران شیر افگن تڑپ تڑپ کر جان دینگے جب نکل سہدیو اور

مہارانی دروپدی کے پانچ بیٹوں کے تیر و خنجر سے زمین پر خون کا دریا بہہ رہا ہوگا۔ بھیشم پتامہ جی پر دریودھن کو بڑا ناز ہے ارجن پیشینگوئی کئے دیتا ہے کہ سکھنڈی ان کی جان لیگا۔ سری کرشن جی کی فوج پر دریودھن کو فخر ہوگا یاد رکھے کہ سری کرشن جی کی ایک جنبش نظر کوروؤں کی فوج کے لئے لاکھوں تیر و تفنگ سے زیادہ خونریز ہوگی۔ سری کرشن جی کو دریودھن ایسے عقل کے اندھے کیا پہچانیں اُن کی قدرت کاملہ سے میں واقف ہوں یا رشی منی +

بھیشم پتامہ۔ ارجن کی باتیں جھوٹ نہیں واقعی سری کرشن جی وشنو بھگوان ہیں ساکشات نارائن اور ارجن نر کا سروپ ان دونوں میں کبھی جدائی نہیں جسم اور سایہ کا سا تعلق ہے مُر اور نر کا سُر ایسے ایسے لاکھوں راچھس اُنہوں نے قتل کر دئے۔ تینوں لوک میں کوئی بھی دیوتا نہیں جو آنکھ بھی ملا سکے۔ اے راجہ دھرتراشٹ آپ دریودھن۔ کرن اور شکنی کو بکنے دیجئے یہ حمایت کے پُتلے عقل سے خالی ہو گئے ہیں۔ ان کو ادھرم کے سوائے اور کچھ کام نہیں پانڈووں پر آفرین۔ جنہوں نے کبھی دھرم کی راہ سے قدم نہ ہٹایا ان کا دھرم کوروؤں کے خون سے زمین لال کر دیگا +

کرن۔ بس چُپ رہئے جناب۔ آپ جب ہوتا ہے ہم لوگوں کو بُرا بھلا ہی کہتے ہیں۔ ہم لوگ نمکحرام نہیں۔ جب کرینگے راجہ دریودھن اور دھرتراشٹ کی خیرخواہی۔ آپ پانڈووں کو عرش پر چڑھاتے ہیں واہ کیا ہم لوگ اس سے ڈر گئے۔ جناب دیکھ لیجیئگا میں اکیلا سب کی ہڈیاں کھچلو نگا جاتے کہاں ہیں +

بھیشم پتامہ۔ بس اپنے منہ میاں مٹھو۔ بیراٹ نگر میں یہ دم داعیہ کیا ہو گیا تھا بھاگتے راستہ نہ ملا۔ اکیلے ارجن نے سب کی شیخی کرکری کر دی۔ بڑھ بڑھ کے باتیں مارتے غیرت نہیں آتی۔ حیادار ہوتے تو چلو بھر پانی میں ڈوب مرتے۔ مہاراجہ دھرتراشٹ آپ کل کے چھوکرے کرن کی باتوں پر نہ جائیگا اسی نے دریودھن کی عقل پر پردے ڈال کر یہ سب خرابیاں دراصل کی ہیں دوشاسن اور شکنی کا کیا بگڑیگا۔ یہ تو بھاگتوں کے آگے اور مارتوں کے پیچھے رہنے والے ہیں جو کچھ گزریگی وہ آپ ہی پر ہوگی +

درونا چاریہ۔ بھیشم پتامہ جی کا خیال بہت درست ہے کرن پانڈووں سے کیا خاک جیتیگا پرسرام جی اسے سراپ دے چکے ہیں کہ جب موقع جنگ ہو تو اس کے تمام کمالات زائل ہو جائیں پس ایسے لوگوں سے بہتری کی کیا امید ہے سب سلطنت کو چاپد کر دینگے

اور کچھ ہونا نہیں +

راجہ دھرتراشٹ - اچھا سنجے ارجن کی بات تو سُن لی کچھ مہاراجہ جدھشٹر نے بھی لڑائی یا صلح کے بارے میں کہا؟

سنجے - اُنہوں نے صاف الفاظ میں تو کچھ نہ فرمایا مگر منہ سے نہ کہیں تو کیا ہوتا ہے آثار تو سب لڑائی ہی کے ہیں - سری کرشن جی موجود - بڑے بڑے راجے مہاراجے اشارے کے منتظر - بھیم سین و ارجن آپے سے باہر - نکل وسہدیو خنجر بکف - پھر لڑائی میں کسر ہی کیا ہے - جس وقت آپ کی طرف سے اُن کو سوکھا جواب ملا سمجھ لیجئے کہ تلواریں میان سے نکل پڑیں - ترکشوں نے تیر اُگلنا شروع کئے +

راجہ دھرتراشٹ کو اس وقت سخت تشویش ہوئی اُن کے چشم خیال میں بھیم سین اور ارجن کی تصویر پھر گئی - طاقتوں کے اندازے سے کلیجہ دہل گیا - روح سہم گئی کہ ضرور بیٹے مارے جائینگے - لاکھ کے مندر سے سب کو نکال لے جانا - ہڈمبا راچھس کو مارنا ہر کس و ناکس کا کام نہ تھا واقعی بھیم سین اور ارجن سے کوئی لڑنے والا نہیں ان کے نام ہی سے بڑے بڑے بہادروں کی روح سلب ہوتی ہے جب ہتھیار اُٹھائینگے تو کون سامنے ٹھہریگا +

ادھیائے ۸

سنجے کی ہستناپور میں واپسی - راجہ دھرتراشٹ کا دربار - راجاؤں کی شرکت - دریودھن کو سب کی فہمائش اُس کی ضد - راجہ دھرتراشٹ کا دلی افسوس

راجہ دھرتراشٹ کو فکرمند دیکھ کر دریودھن بولا

پتاجی آپ کس واہیات تشویش میں ہیں آپ نے تو پانڈوؤں کو خدا ہی سمجھ لیا آپ مجھی سے سیر دیکھیں پانڈو چیز ہی کیا ہیں سری کرشن جی ان کی کمک پر ہونگے تو کیا بنا لینگے نہتے کی جرأت کہاں جو ہتھیاروں کے سامنے ٹھہر سکے - اتنے راجے مہاراجے جمع ہیں سب کو معلوم ہے کہ اکیلے بھیشم پتامہ کا دم وہ ہے کہ تمام دیوتاؤں اور راچھسوں کو مار کر اُڑا دیں بلکہ

درونا چاریہ - کرپا چاریہ جی - اشوتھاماں ایسے بہادروں کے مقابلے میں کس کا منہ ہے جو ہتھیار اٹھائے - پانڈووں کے اگلے دن لد گئے وہ بات جاتی رہی جنگلوں کی ٹھوکریں کھاتے کھاتے کچومر نکل گیا - جنگل میں کیا سری کرشن جی نے پانڈووں کو نہیں تانا اور راجوں مہاراجوں نے کیا اشتعال نہیں دی مگر پانڈووں کی ہمت نہیں پڑی - جب میں نے بھیشم پتامہ جی اور آچاریہ جی سے ذکر کیا تو انہوں نے یہی فرمایا تھا کہ

چپکے بیٹھے رہو جس کی شامتیں گھیر رہینگی وہ لڑائی سہیڑیگا پانڈووں کو خم ٹھونکنے کے وہم سمجھ لینگے اس وقت اُس وقت میں زمین آسمان کا فرق ہے گیارہ اکشونی فوج ہمارے پاس جمع ہو گئی - پانڈووں کی طرف کلہم سات اکشونیاں ہیں اگر ہماری فوج مٹھی مٹھی بھر خاک ڈال دے تو بیراٹ نگر تپ جائے اُن کو چاہیے کہ ہماری خوشامد کریں ہمیں کیا غرض ہے کہ اُلٹے پاؤں پڑیں اور کہیں کہ میل کرو اُن کو سو دفعہ غرض ہو تو ہماری جوتیاں سیدھی کریں - ہماری مرضی ہو گی جو جی چاہیگا وہی دینگے نہ خوشی ہو گی تو کچھ نہ دینگے - آپ چاہتے ہیں کہ صلح ہو جائے مگر جب وہ بھی تو ملاپ بھی راضی ہوں اُن پر وہ چلپت پڑی ہے کہ سینکتے نہیں بن پڑتی - ایسا نیچا دیکھ چکے ہیں کہ دل ہی دل میں تاؤ کھا کر رہ جاتے ہونگے تیرہ برس کی مصیبتوں نے کمر توڑ دی ہے اُنہیں لڑنے بھڑنے کا دم ہی کیا ہے آپ اُن سے ڈرتے ہیں تعجب کی بات ہے چھتریوں کا یہ دھرم نہیں کہ لڑائی سے منہ موڑیں - کسی سے دب کر راج دیدیں - ہماری طرف بہادروں کی کمی نہیں ایک ایک ایسا شور بیر موجود ہے کہ ایک ایک اوجھڑ میں بھیم سین اور ارجن کا کام تمام کر دے بسنجے - میں آپ کی بات نہیں کاٹتا آپ جو فرماتے ہیں درست ہے - بیشک آپ کی طرف گیارہ اکشونی دل ہیں مگر انصاف کی نظر سے دیکھئے بھیم سین اور ارجن کی ٹکر کا شور بیر آپکے یہاں کون ہے - سری کرشن جی ہتھیار نہ اُٹھائیں تب بھی آپ کی ساری فوج کو ایک اشارے میں ہلاک کر سکتے ہیں بھیشم پتامہ جی اور درونا چاریہ کی بات مانئے اُن کا خیال آپکے مفید حال ہے پانڈو آپ کی نظر میں حقیر معلوم ہوتے ہیں یہ فقط عقل کا فتور ہے آپ کسی حالت میں اُن پر فتح نہیں پا سکتے - بارہ برس کے تپ - تیرتھ یاترا اور رشیوں برہمنوں - کوبیر اور لوکپالوں کے درشن کا پھل خالی جانے والا نہیں - سوسی قالب میں پانچ برس تک اندر سے شستر ودیا حاصل کرنے کی طاقت اور کس میں ہے - شیوجی کا

سینے سے لگا لینا ترقی اقبال کے لئے کیا کم شگون نیک ہے ✣

دریودھن۔ واہ سنجے آج تو معلوم ہوتا ہے کہ تم بھی عقل کھو بیٹھے پانڈوؤں کی طرفداری کا خیال کس نے دل پر جما دیا تم کو تو جیسے ارجن کا نام سنتے ہی غش آ جاتا ہے نبضیں چھوٹی جاتی ہیں ذرا یہ تو بتاؤ کہ ارجن کا رتھ دیکھا یا خالی خولی تعریف ہی کر رہے ہو ✣

سنجے۔ ارجن کے رتھ کی تعریف کرنا میرے امکان سے باہر ہے۔ بسوکرماں کی صناعی کا اعلےٰ نمونہ اور روشنی کے مقابلے کی چمک دمک دیکھنا ہو تو اُس رتھ کو دیکھئے سفید گھوڑے جُتے ہیں دھجا میں مہابیر جی کا جلوہ ہے۔ کون مہابیر جن کے آگے سورج کی بھی آنکھ نہیں ٹھہر سکتی۔ بھیشم پتامہ جی ہر ایک کی قدرت و طاقت سے واقف ہیں ان کی نصیحتیں فائدے سے خالی نہیں۔ درونا چاریہ جو کچھ کہینگے نشیب و فراز سوچکر۔ آپ نے بچپن کی ہٹ کرکے راجہ دھرتراشٹ کی جان مفت آفت میں ڈال رکھی ہے مَیں دیکھتا ہوں کہ ان کے ہوش و حواس ٹھکانے نہیں۔ ان کے بڑھاپے پر رحم کیا جائے اور لڑائی کا خیال جانے دیجئے آپ کی سعادتمندی اسی میں ہے ✣

راجہ دھرتراشٹ۔ کیا کہوں دریودھن نہ جانے کس کے بہکانے میں آگیا ہے۔ یہ اپنی عقل سے کچھ کام ہی نہیں لیتا۔ جب سے ہوش سنبھالا ہاتھ پاؤں نکالے اور بچوں کی سی باتیں کرنے لگا۔ بھیشم پتامہ درونا چارج۔ کرپا چارج۔ اشوتھاماں۔ بدُر جی سب گواہ ہیں کہ لڑکپن سے دریودھن نے پانڈوؤں سے بیر مول لیکر میرا کھانا پینا سونا جاگنا حرام کر رکھا ہے۔ کہاں راجہ جدھشٹر جیسا برہمچاری۔ کہاں خود ادھرمیوں کا صحبت یافتہ۔ آفتاب اور ذرّے کا مقابلہ ہی کیا ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ پانڈوؤں سے عداوت کہیں دریودھن کی جان لیکر پیچھا نہ چھوڑے ✣

بھیشم پتامہ۔ اکیلے دریودھن ہی پر کیا موقوف ہے یوں کہئے کہ لاکھوں شورویروں کی جان پر گزریگی۔ بیواؤں سے کوئی گھر خالی نہ ہوگا یتیم ہی یتیم نظر آئینگے ✣

بدُر جی۔ مَیں آپ سے پچاسوں دفعہ کہہ چکا ہوں کہ دریودھن کی بدولت خاندان کے خاندان اور لشکر کے لشکر لقمۂ اجل ہونگے۔ اس کی قسمت ہی میں لکھا ہے کہ اپنے ساتھ لاکھوں کے خون کرائے ✣

راجہ دھرتراشٹ۔ پیارے دریودھن کہا مان جا لڑائی کا خیال چھوڑ۔ بیٹھے بٹھائے دردِ سر

مول لینا عقلمندی نہیں - بہادر اپنی طرف سے بیر نہیں بساہتے حتے الامکان لڑائی بچاتے ہیں - ہاں جب سر پر آپڑے تو منہ موڑنا بھی مناسب نہیں - تمہارے لئے آدھا راج کیا کم ہے آدھا راج پانڈوؤں کو دیکر جھگڑا چکاؤ - پانڈوؤں کو نصف راج کا استحقاق ہے تمام کورو بنسی اور راجے مہاراجے بھی یہی پسند کرینگے کہ دھرماتما پانڈوؤں سے صلح کر لی جائے وہ تمہارے بھائی ہیں تمہارا سلوک مانینگے - میں جہانتک دیکھتا ہوں کوئی لڑائی جھگڑا پسند نہیں کرتا - بھیشم پتامہ جی ہمارے بزرگ خاندان - درونا چاریہ جی تمہارے گرو - راجہ شل - سنجے - اشوتھاماں کسی کو بھی تمہاری رائے سے اتفاق نہیں پھر تم اکیلے کیا کر سکوگے میرے راحت جان میرے لخت جگر ضد سے باز آؤ - ہٹ چھوڑو - سب کی صلاح مانو خود رائی اچھی نہیں - عقلمند وہی ہے جو دس آدمیوں کی رائے پر چلے دوشاسن کرن وشکنی وغیرہ بیوقوف ہیں ان کو عقل نہیں یہ جو چال چلائینگے اُلٹی - جو سمجھائینگے بے تُکی ؏

دریودھن کے دماغ کچھ اور تھے وہ بھلائی کی بات پر کب کان دینے والا تھا بولا -

نہ میں آپکے برتے پر لڑنے کو تیار ہوں - نہ درونا چارج کے بل پر - بھیشم پتامہ جی گھر بیٹھیں - کرپا چارج اور بھورے شردا جی بھگوت کا نام جپیں - اسوتھاماں چین کریں نہ میں کسی کی مدد چاہتا ہوں اور نہ کسی کو تکلیف دیتا ہوں یہ یگیہ میں اور کرن دونوں کرینگے - ہماری طاقتیں ہوتی کنڈ ہونگی راجہ جدھشٹر قربانی کا بھیڑا بنیگا - بان کُشا کا کام دینگے - پانڈوؤں کی فوج آہوتی کے کام آئیگی - اس یگیہ میں جمراج کی پرستش کر کے میں بیفکری سے روے زمین کی حکومت کرونگا اور دوشاسن کے سوا اس کام میں مجھے کسی کی مدد درکار نہیں - میں نے دوٹوک فیصلہ کر لیا ہے کہ یا تو میں ہی رہونگا یا پانڈو - ایک میان میں دو چھریاں نہ رہ سکینگی - اس میں خواہ کچھ ہی ہو - بگڑے یا بنے زندگی ہو یا موت - پانڈو سوئی کے ناکے کے برابر زمین پر قناعت کریں تب بھی مجھ کو گوارا نہیں - آدھا راج دینا تو بہت مشکل ہے ؏

راجہ دھرتراشٹ کو دریودھن کی باتیں تیر و نشتر معلوم ہوئیں اُن کو صورت سے نفرت ہو گئی - جی چاہا کہ منہ نوچ لیں اہل دربار سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ

آپ سب لوگ گواہ رہیں میں بھرے دربار میں پکار کر کہتا ہوں کہ اب مجھے کمبخت دریودھن سے کچھ واسطہ نہیں عاق کر دیا - یہ بد دماغ بدزبان میرے سامنے ہی

ہر ایک بزرگ اور مہاتما کی شان میں گستاخیاں کر کے خود ہی موت کے منہ میں جانا چاہتا ہے یہ کمبخت تو کئے کی سزا پائیگا۔ مجھے افسوس یہ ہے کہ میرے عزیزوں اور اہل خاندان کے ساتھ مفت لاکھوں کروڑوں آدمیوں کا خون ہوگا۔ بہادروں سے دنیا خالی ہو جائیگی +

ارجن جو زبان سے کہہ چکا ہے وہ ضرور کریگا۔ اس کی ذات سے مجھے بہت کچھ یقین ہے بھیم سین اور ارجن جس وقت بجر گانڈیو دھنش تانینگے گیارہ کیا بائیس اکشوہنیوں کا صفایا ہو جائیگا اُن پر اپنی طاقت کا برتا ہے ہاتھ پاؤں کا بھروسا ہے اُن کو سات اکشوہنی فوج کی بھی ضرورت نہیں اس کے علاوہ میرے کرشن جی کی مدد لاکھ اکشوہنی دلوں کی کمک سے ہزار گنی زیادہ ہے پھر نہ معلوم یہ حماقت کا پُتلا دریودھن کس بات پر ناز کرتا ہے مفت میں سب راجے مہاراجے مارے جائینگے گیارہ کی گیارہ اکشوہنیاں تلوار کے گھاٹ اُتر جائینگی سنجے۔ مہاراج ایک ماجرا سُناتا ہوں سُنئے میں ایک روز رنواس میں جا پہنچا وہاں ابھمنیو جی کے سوا کسی کو اندر جانے کی اجازت نہ تھی۔ میں نے دیکھا تو آنکھیں کھل گئیں ایک نہایت ہی نفیس شیش محل نظر آیا۔ آراستگی کا کیا کہنا سنگھاسن جواہرات سے مرصع۔ گوشہ گوشہ نفسیات زمانہ سے آراستہ۔ جھاڑ فانوس۔ چلمن پردے وہ خوشنما کہ عقل کام نہ کرتی تھی سنگھاسن پر سری کرشن جی جلوہ افروز تھے ارجن بھی وہیں نظر آیا۔ وہ نہایت نفیس پوشاک قیمتی سے قیمتی زیور پہنے۔ ہتھیار سجے چندن لگائے تشریف رکھتے تھے۔ سری کرشن جی کے قدم ارجن آغوش میں لئے ہوئے تھا ارجن کا ایک قدم دروپدی اور دوسرا پاؤں ست بھاماں اپنی گود میں لئے ہوئے تھیں جس وقت مجھے دیکھا ارجن نے اشارے سے مجھے ایک کرسی پر بیٹھنے کی اجازت دی مگر جس وقت میں نے چہرے کا غیر معمولی جلال دیکھا میرے ہاتھ پاؤں پھول گئے اور تھرتھرا کر زمین پہ بیٹھ گیا میں ایماناً کہتا ہوں کہ اسوقت کسی کے چہرے پر نظر نہ جمتی تھی آنکھیں ملانا تو بڑا کام ہے۔ دریودھن کرن دوشاسن کی آنکھوں پہ پردے پڑے ہوئے ہیں ان کو نر اور نارائن کی شناخت کہاں کرشن جی پورن برہم ہیں اور ارجن نر کا سروپ۔ پھر اُن کے مقابلے میں کورو کیسے تیر مار سکتے ہیں مفت میں جان جائیگی جس وقت میں نے سری کرشن جی کے درشن کئے کچھ عجب ہی آنند آیا بھاگ جاگ اُٹھا کہیں جنم سپھل ہوگیا ارجن نے کچھ ادھر اُدھر کی باتیں کر کے سری کرشن جی سے کہا:۔ سنجے کچھ پیغام لائے ہیں آپ اُن کو معقول جواب دیدیں سری کرشن جی میری طرف

مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ میری طرف سے راجہ دھرتراشٹ بھیشم پتامہ۔ درونا چارج کو بہت بہت پوچھ دینا اور کہہ دینا کہ کورو خاندان پر آفت کا پہاڑ ٹوٹنے والا ہے اس لئے چلتے ہاتھ خوب دان پُن کر لیجئے پھر وقت فرصت نہ ملیگا پانڈوؤں پر ظلم و ستم کی حد ہو چکی اب وقت ہے کہ کوہوں پر بھی نزول کرے۔ ظالم لوگ دروپدی کو ننگیاتے تھے وہ بیکس روتی پیٹتی تھی مگر تمہارے دلوں پر کچھ بھی اثر نہ ہوتا تھا۔ ہمیں اُس وقت ضبط کر گیا نہیں تو شعلۂ غضب سب کو پھونک کر دم لیتا۔ اب ارجن کے ہاتھ میں گانڈیو دھنش ہوگا اور میرے ہاتھ میں رتھ کے گھوڑوں کی باگ دیکھوں کون سامنا کرتا ہے۔ بیراٹ نگر میں ارجن نے بھیشم پتامہ جی درونا چاریہ کرن کو مار بھگایا۔ شکنی دوشاسن سب دُم دبا کر بھاگ کھڑے ہوئے ایک پیش نہ گئی۔ ایسی بودی مار کھا کر بھی دریودھن کی آنکھیں نہ ہوئیں۔ اب میں رتھ ہانک کر دکھاؤنگا کہ ارجن میں کیا قدرت ہے کورو ہوشیار رہیں ÷

راجہ دھرتراشٹ - دریودھن پیارے دریودھن۔ ہے تجھ کو کیا ہو گیا تیری سمجھ پر کیونکر پتھر پڑ گئے ارے سمجھ لے کہ بربادی کے دن آ گئے یاد رکھ کہ جس کی طرف سری کرشن جی ہونگے فتح اُس کا پانی بھریگی۔ اکیلے کرشن جی پر کیا فرض ہے جن دیوتاؤں نے ارجن کو استر شستر دئے فنون جنگ سکھلائے ہیں سب کو سمجھ لینا کہ پانڈوؤں کی مدد کرینگے ÷

نور نظر راحت جان فوراً عقل درست کرو نیک و بد سمجھو تم میرے کلیجے کے ٹکڑے ہو۔ تم سے زیادہ مجھے دنیا میں کس کی محبت ہو سکتی ہے میں جو کہتا ہوں تمہارے بھلے کی + تمہارے نفع کی۔ مجھے ڈر ہے کہ سری کرشن جی کا کہنا ٹھیک نہ ہو اور مجھے بڑھاپے میں صدمہ نہ اُٹھانا پڑے

ادھیائے ۹

دریودھن کے پانڈوؤں سے مخالفانہ خیال۔ کرن کا جوش سب کی فہمائش۔ دریودھن وغیرہ کی خودرائیاں۔ بیاس جی کی آمد گفت و شنود

راجہ دھرتراشٹ کی گفتگو بے موقع نہ تھی مگر دریودھن اور اُس کے جوشی اُلٹی ہی سمجھتے تھے دریودھن بولا کہ

واہ - آپ کے خیالات بھی عجیب وغریب ہی ہیں دیوتاؤں کو کیا آپ نے فالتو سمجھ لیا کہ وہ تیچے پانڈوؤں کی مدد کو دوڑے آئینگے پرسرام جی مجھ سے کہہ چکے ہیں بیاس جی نے بھی ان کے قول کی تصدیق کی ہے - دیوتاؤں کو کیا پڑی ہے کہ پرائے پیٹے میں پڑیں دوسرے کی بلا اپنے سر اوڑھیں ہم لوگوں کو آپ بالکل بیوقوف ہی سمجھتے ہیں - یہ ہم لوگوں کی بدنصیبی - آخر ہم نے گھاس نہیں کھودی ہے - لڑکیوں کے ساتھ گھروندے نہیں کھیلا ہے شستر ودیا اُن بزرگوں سے سیکھی ہے جن کے نام سے بڑے بڑے دیوتا ہل ہل کانپتے ہیں - پانڈوؤں کی طاقت ڈھول کے اندر پول ہے نام بڑے بڑے درشن تھوڑے کی کہاوت انہیں پر صادق آتی ہے فقط دھاک ہی دھاک ہے اور تین کانوں کے سوا اور کچھ نہیں - بھیشم پتامہ - درونا چاریہ راجہ شل سے کبھی یہ تو پوچھا ہوتا کہ آخر ہم میں بھی کچھ دم داعیہ ہے کہ نہیں +

کرن - میں اپنے منہ سے اپنی تعریف کرنا نہیں چاہتا یہ اوچھوں کم ظرفوں کا شیوہ ہے اس سے کوئی مجھے بُرا بھلا بھی کہہ لیتا ہے تو شربت کے گھونٹ کی طرح پی کر چُپ لگا لیتا ہوں اس وقت بات پر بات چل رہی ہے اس لئے کہتا ہوں کہ

جب میں پرسرام جی کی خدمت میں حاضر ہُوا میں نے برہمن کے بھیس میں اُن سے شستر ودیا کی تعلیم حاصل کی - ایک روز یہ بھید کھل گیا مجھے ظاہر کرنا پڑا کہ برہمن نہیں چھتری ہوں اُن کو غصہ بہت آیا مگر خیریت گزری کہ سراپ نہ دیا صرف یہ کہا کہ

تم نے خوب فریب سے برہم ودیا سیکھی اس سے پھل نہ پاؤگے +

حالانکہ پرسرام جی کا عتاب ہُوا لیکن جو علم سیکھا ہُوا ہو وہ کہاں تک بھولیگا - میرے ساتھ تھوڑی سی فوج کیجئے پھر میں اکیلا پانڈوؤں کو جیت نہ لوں تو کرن نام نہیں +

بھیشم پتامہ - کیسا بیوقوف لڑکا ہے کچھ سمجھ ہی نہیں - ارجن نے کئی مرتبہ زک دی نیچا دکھایا پھر بھی ہوش نہیں آتی اس کا علاج کیا - احمق - سری کرشن جی کو بھی کوئی ایسا ویسا سمجھ رہا ہے ارے عقل کے دشمن ابھی تو اُن کے سودرشن چکر کو نہیں جانتا اس کی قدرتیں تجھے کیا معلوم - ان کا علم دیوتاؤں کو ہے تو سمجھتا ہے کہ پرسرام سے برہم ودیا کیا سیکھ لی گویا جگت جیت لیا یاد رکھ کہ یہی برہم ودیا تجھے لے ڈوبے گی کسی کام کا نہ رکھیگی - ارجن کو بھی کم نہ سمجھ - جس وقت وہ گانڈیو دھنش لیکر کھڑا ہو جائیگا تم ایسے سیکڑوں باز چھٹی ہو جائینگے ایک ایک تیر لاکھ لاکھ بہادروں پر بھاری ہوگا +

کرن کو اس تقریر پر غصہ آگیا۔ اس کی آنکھیں خون میں ڈوب گئیں چہرہ لال لال انگارہ ہوگیا۔ بولا بہت ڈینگ نہ ہانکئے۔ زیٹ زیٹ سے فائدہ نہیں۔ سری کرشن جی دو باہیاں ہونگے تو اپنے گھر کے اُن سے جب سامنا ہوگا تو دیکھا جائیگا ابھی تو چوٹ ارجن سے ہے جب وہ مقابل ہوگا تب دکھاؤنگا کہ وہ کیا مال ہے آپ نے دُور کے ڈھول سہانے سمجھ لئے۔ مَیں تو جب جانوں کہ دو دو ہاتھ آمنے سامنے ہوں۔ آپ جب ہوتا ہے میری حقارت ہی کرتے ہیں۔ یہ بات آپ کی بزرگی کے شایاں نہیں اگر بزرگی کا لحاظ نہ کروں تو آپ کو معلوم ہو جائے کہ کرن دلا چنا نہیں۔ جس وقت دھنش بان ہاتھ میں لی موت بھی جان چھپاتی پھرے۔ آپ نے میری شان کے خلاف جو منہ میں آیا کہا آپ کی بزرگی آپ کو مبارک آج سے مَیں نے تہیہ کیا کہ جس لڑائی میں آپ مقدمۃ الجیش ہونگے اُس میں ہتھیار چھونا حرام دیکھوں آپ کیا کر لیتے ہیں ÷

بھیشم پیتامہ۔ راجکمار دریودھن سُن لیا کرن کیا کہتا ہے ابھی تو وہ جیسے تھے کہ اکیلے پانڈوؤں کا اچار نکالونگا۔ یہ کرونگا وہ کرونگا۔ اور اس وقت دُم دبائے جاتا ہے پوچھو جہاں میں ہاتھ اُٹھاؤں وہاں اس کو ہاتھ پاؤں چھوڑنے سے کیا مطلب۔ کیا ایسے ہی لوگوں کے برتے اور بھروسے پر تم چاہتے ہو کہ پانڈوؤں کو زیر کر لوں۔ پیارے دریودھن کرن کا سارا کس بل اُسی دن نکل گیا۔ جب پرسرام جی نے برہم ودیا کے کمالات چھین کر جعل کپٹ کی سزا دی اس وقت چہ چا ہے بھان متی کے سے تماشے دکھادے مگر میدان جنگ میں اس سے تنکا بھی نہ ہلایا جائیگا +

دریودھن۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ ہم لوگوں کے سرپرست ہو کر ہمیشہ یہی چاہتے ہیں کہ پانڈوؤں کی فتح ہو اور انہیں کو راج ملے میری جیت نہ ہو یہ بات ہی کیا آخر ہم لوگوں کا قصور کیا۔ خدمتگذاریوں کا صلہ یہی ہے +

بھیشم پیتامہ۔ مَیں تو چاہتا ہوں کہ تم بھی پھلو پھولو اور پانڈو بھی خوش و خرم رہیں مگر میرے چاہنے سے کیا ہوتا ہے تمہارے کان میں ادھرم پھونک رہا ہے کہ ذرہ برابر زمین پانڈوؤں کو نہ دینا میرا دل بول رہا ہے کہ پانڈو آدھا راج کیا سارا راج لینگے اور لاکھوں جانیں گھاتے ہیں

پدر جی۔ راجہ دریودھن تم لاکھ جوان ہو عقلمند ہو پھر بھی ہم لوگوں کے سامنے بچے ہی ہو ہم نے جو کچھ دنیا کے نشیب و فراز دیکھے انہیں تم کیا جانو بھیشم پیتامہ جی نے دھوپ میں بال

سفید نہیں کئے ایک زمانہ دیکھے ہوئے ہیں ان کی بات پتھر کی لیک ہے یہ سمجھ لو کہ دھرم کی فتح ہے اور ادھرم کی ہمیشہ شکست +

راجہ دھرتراشٹر سب گفتگو گوش ہوش سے سُن رہے تھے اُنہوں نے دریودھن کو بہت فہمائش کی مگر اس کے دل پر کچھ اثر نہ ہوا۔ تیوری پر بل ڈال کر وہاں سے اُٹھ کھڑا ہوا فقاہ کے شامے سے اور راجہ بھی اُس کے پیچھے پیچھے چل دئے +

اس وقت دربار میں سناٹا ہوگیا ساری صفیں خالی رہ گئیں۔ راجہ دھرتراشٹر سنجے سے مخاطب ہوئے اور کہا کہ سری کرشن جی نے اور بھی کچھ کہا

سنجے۔ ہاں مہاراج مگر میں نہ کہونگا وہ باتیں مہارانی گاندھاری اور بیاس جی کے سامنے عرض کرنے کی ہیں۔ راجہ دھرتراشٹر نے مہارانی گاندھاری کو بلایا اور بیاس جی کا دھیان کیا تو مہارانی جی بھی آگئیں اور بیاس جی بھی اُسی وقت آموجود ہوئے۔ راجہ دھرتراشٹر نے بیاس جی کے قدم چھوئے خاطر مدارت کی اور پوچھا:-

مہاراج کوروؤں پانڈوؤں کے جھگڑے کا تصفیہ کیونکر کیا جائے ؟

بیاس جی سنجے سے سری کرشن جی سب کچھ کہہ چکے اب میں کیا رائے دوں +

راجہ دھرتراشٹر۔ سنجے ہاں سناؤ سری کرشن جی نے کیا کہا

سنجے۔ اُنہوں نے جو کچھ فرمایا تھا وہ تو میں سر دربار گوش گذار کر چکا جو بات رہ گئی وہ صرف یہ ہے کہ اُن کے آخری الفاظ یہ تھے:

راجہ دھرتراشٹر بھیشم پتامہ۔ درونا چاریہ جی بزرگ اور جہاندیدہ ہیں۔ اُن کی موجودگی میں بیوقوف دریودھن کو جتا دینا کہ اب خیریت نہیں راجہ جدھشٹر کا تپ ان کو پھلیگا۔ کورو کیا تمام دنیا کو سر کرکے تمام روے زمین پر حکومت کا ڈنکا بجائینگے۔ اُنہوں نے مجھ کو بھی اپنی مٹھی میں کر لیا ہے میں اُن سے کسی بات میں باہر نہیں ہو سکتا افسوس کہ میری آنکھوں کے سامنے کوروؤں کی جانیں نکلینگی میری حمایت دنیا اُلٹ پلٹ کر دیگی کوروؤں کی حکومت کیا چیز ہے +

راجہ دھرتراشٹر۔ سنجے مجھ یہ پہلے ہی سے یقین ہے کو سری کرشن چندر جی کوروؤں کے طرفدار نہیں مگر میری سمجھ میں اب تک نہ آیا کہ تم ایسے عقلمند انہیں کیونکہ وشنو کا اوتار مانتے اور قادر مطلق سمجھ رہے ہو +

سنجے - آپ کے دل کی آنکھیں کھلی ہوتیں تو آپ یہ سوال نہ کرتے میں جہاں تک دیکھتا ہوں بڑے بڑے جوگی اعلےٰ سے اعلےٰ رشی منی اور حد ہے کہ دیو رشی نارد اور مہاراج وید بیاس تک اُن کو ایشور ہی سمجھتے ہیں میں بھی اُن کی بزرگیوں اور قدرتوں کا قائل ہوں جو شخص کام - کرودھ - لوبھ - موہ کو دور سے پھٹکارے اُس کی آنکھیں سری کرشن جی کی ذات بابرکات کو پہچان سکتی ہیں - جن کو ایشور کی بھگتی ہی نہیں وہ اُن کی حقیقت و فضیلت کو کیا جانیں آپ کے چشم دل میں نور ہے آپ اُن کو بھی پہچان سکتے ہیں مگر کب جب موہ کا پردہ اُٹھا دیئے - جس وقت موہ جاتا رہا اُس وقت آپ کو ایک ایسا جلوۂ نور نظر آئیگا کہ آپ دنیا کو بھول جائینگے اور یہی جی چاہیگا کہ سر رہے تو انہیں قدموں پر اور دل رہے تو اُسی کریٹ مکٹ پر قربان ✤

دریودھن - سنجے صاف الفاظ میں کیوں نہیں کہتے کہ سری کرشن جی ترلوکی ناتھ ہیں جگت کرتا ہیں ہمہ اوست ہیں ہمہ ازوست ہیں ہمہ دروست ہیں آپ اُن کو ایسا ہی سمجھئے آپ اُن کی پناہ لیجئے - ہم اُن کو اپنا دشمن - اپنی سلطنت کا دشمن اور اپنے خاندان کا دشمن سمجھتے ہیں وہ تو وہ جسے ہم سچ مچ ایشور سمجھتے ہیں اگر ہمارے دشمنوں کی حمایت کریں ہم اُسے بھی اپنا دشمن ہی سمجھینگے اس میں چاہے جان رہے یا جائے ✤

راجہ دھرتراشٹ - مہارانی گاندھاری دریودھن کی باتیں سنتی ہو نہ جانے اس کی عقل کس نے کھو دی جسے سب رشی منی ایشور مان رہے ہیں اُس سے بھی یہ عداوت مول لیتا ہے لاکھ سمجھاتا ہوں اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آتا ✤

گاندھاری - او مغرور دریودھن تو بزرگوں کا کہنا نہیں مانتا کیا تو نے سنا نہیں ✤

جن نہ لئی برن کی سیکھ لئی کھپر یا مانگی بھیک

جسے بزرگوں کی نصیحتوں پر کچھ عمل نہیں کیا اس کی تباہی میں شک نہیں مہاراج فہمائش کرتے ہیں بھیشم پتامہ جی سمجھاتے ہیں درونا چاریہ جی ہدایت کرتے ہیں مگر تیرے دل پر کچھ اثر نہیں ہوتا آخر سوچا کیا ہے کیا اس وقت تجھے ہوش آئیگی جب بھیم سین کے بجھے تیری ران ٹوٹی ہوگی لاکھوں سر کچلے ہوئے نظر آئینگے جن سری کرشن جی کو وید بیاس جی سکشات ایشور سمجھتے ہیں اُن کو کبھی تو نظر میں نہیں لاتا - اس سے بڑھکر موت کی نشانی کیا ہوگی جس معلوم ہو گیا کہ موت سر پر کھیل رہی ہے تو ضرور ہم لوگوں کے کلیجہ کو داغ دیگا ✤

ویدبیاس۔ مہاراجہ دھرتراشٹ یہ دیکھکر بس خوش ہوا کہ آپ کے وزیر سنجے بڑے گیانی اور کرشن جی کے بھگت ہیں آپ ان کے کہنے میں رہینگا تو اچھا پھل ملنے میں شک نہیں۔ جو شخص کرشن جی کا بھگت ہو دھرم کی راہوں سے واقفیت رکھتا ہو وہ ایک پاپی کو بھی تار سکتا ہے۔ دریودھن مال و دولت پر مغرور ہے اس نے پانڈوؤں کا راج کیا چھینا سمجھ لیا کہ بس ہمچو ما دیگرے نیست۔ مگر جو شخص بدنیتی کرتا ہے اُس کا کہیں بھلا نہیں اُس کے واسطے ہمیشہ نرک ہی نرک ہے آپ سب جھنجھٹوں کو چھوڑ کر سری کرشن جی سے دل لگائیے سب بیڑا پار ہو جائیگا +

راجہ دھرتراشٹ۔ (سنجے سے) وزیر باتدبیر روشنضمیر بتاؤ میں کیونکر سری کرشن جی کی محبت کو دل پر نقش کروں کیونکر اُن کے چرنوں میں دھیان لگا رہے +

سنجے۔ بہت آسان بات ہے بشرطیکہ بن پڑے +

راجہ دھرتراشٹ۔ پھر اس سے بڑھکر کیا بات ہے کہو تو

سنجے۔ دل قابو میں کیجئے۔ اندریوں کو آزاد نہ ہونے دیجئے صرف اتنی احتیاط اور نفس کشی سے سری کرشن جی کو اپنے دل میں پائیے گا +

ادھیائے ۱۰

سری کرشن جی کی روانگی ہستناپور میں آمد کا شور راجہ دھرتراشٹ کی طرف سے خاطر تواضع کا انتظام۔ دریودھن کی حماقت

جب سنجے بیراٹ نگر سے رخصت ہو چکا فوراً راجہ جدھشٹر اور سری کرشن جی سے یوں باتیں ہوئیں

راجہ جدھشٹر۔ آپنے دیکھا کہ راجہ دھرتراشٹ ہم لوگوں کو کیسا بیوقوف بنانا چاہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ ہم فقروں میں آکر اپنے حق سے دست بردار ہو جائیں اور دریودھن سارے راج پاٹ کا مالک رہے مجھ کو اپنی طرف سے شرائط منظور نہیں اگر ہمیں پانچ گاؤں بھی مل جائیں تو ہم قناعت کرلیں مگر راجہ دھرتراشٹ چپہ بھر زمین تک دینے پر راضی نہیں ہوتے آپ جانتے ہیں کہ دنیا میں مفلس کی کچھ عزت نہیں چار پیسے والوں کو سب پوچھتے ہیں بے زر آدمی کا مر جانا اچھا زندگی خراب۔ پس ایسی زندگی کو میں کیونکر پسند کروں خصوصاً جبکہ آدھے راج کا پورا استحقاق

ہے اب آپ فرمائیے کہ میں کیا کروں ۔ دریودھن سے کیونکر فیصلہ کیا جائے +

سری کرشن جی - آپ بیفکر رہیں میں تو آپکے ساتھ ہوں آپ حق سے محروم نہیں رہ سکتے میرا ارادہ ہے کہ میں خود جاکر راجہ دھرتراشٹ کو سمجھاؤں اگر وہ مان گئے تب تو بات ہی کیا بالفرض میری بات پر کان نہ دھرے میری بات نہ مان کر حقارت کی تو وہیں تمام راجاؤں کے سامنے اُدھیڑ دونگا +

بھیم سین - واقعی تجویز معقول ہے مگر حتے الامکان سختی کرنا ضروری نہیں نرمی سے راجہ دھرتراشٹ اور دریودھن راہ راست پر آجائیں تو آپ کو اظہار غضب کی کیا ضرورت ہے ہاں کوئی گستاخی کرے کھٹی بوئے تو طرح بھی نہ دیجئے گا - ہم سب لوگ اپنی طرف سے بگاڑ نہیں چاہتے جو بات ہو اُن کی طرف سے ہو تو مناسب ہے +

سری کرشن جی کی روانگی کا مشورہ طے پا گیا ساتکی جی نے رتھ تیار کرایا رتھ کیا تھا ایک تصویر نور تھا جواہرات ہی جواہرات سے جگمگ جگمگ کرتا تھا دھجائیں آسمان سے باتیں کرتی تھیں - چار سفید گھوڑے جتے ہوئے تھے سری کرشن جی نے ساتکی جی سے کہا :-

سب ہتھیار اور چکر سنکھ - گدا پدم رتھ پر رکھ دو - شاید دریودھن اور کرن بدمعاشی کریں تو انہیں سے گوشمالی کی جائیگی +

تعمیل ارشاد ہوئی خود بدولت نے سفید بیلوں کی دُم ہاتھ میں لیکر آگ کی پوجا اور پرکرما کی پھر رتھ پر سوار ہو کر ایک ہزار سپاہیوں کے ساتھ روانہ ہوئے گھوڑوں نے ہوا سے باتیں کیں تھا کاشی پر جا پہنچے وہاں پر سرام جی اور سپت رشی وغیرہ بہت سے بزرگ خدمت میں حاضر ہوئے اور خواہش کی کہ اجازت ہو تو ہم بھی ہستناپور میں چلیں گفتگوے صلح سُننے کا اشتیاق ہے +

کرشن جی نے فرمایا

چلئے کیا مضائقہ ہے

سری کرشن جی آگے بڑھے تو برکستھل نگر میں اشنان سندھیا سے فراغت حاصل کر کے راجہ دھرتراشٹ کو اطلاع کرائی کہ کل میں حاضر خدمت ہونگا قاصد پہنچا تو ہستناپور میں آمد آمد کی دھوم مچ گئی راجہ دھرتراشٹ نے بھیشم پتامہ درونا چاریہ وغیرہ سے کہا

بڑی خوشی کی بات ہے کہ مہاراج سری کرشن جی تشریف لاتے ہیں ذات مقدس ہر حال میں واجب التعظیم ہیں جو اُن کی پرستش کرتے ہیں اُن سے بڑھکر دنیا میں کوئی خوش نصیب نہیں جس نے ان سے بگاڑی اُس کا پھر پتہ نہ لگا فوراً اُن کے قیام اور خاطر تواضع کا انتظام معقول

کیا جائے بھو شاسن کے شیش محل سے موزوں کوئی مکان نہیں جو اُن کی بود و باش کیواسطے
کافی ہو سڑکوں پر کیوڑے گلاب کا چھڑکاؤ ہو شہر آراستہ کیا جائے تحفہ تحائف تیار کئے جائیں
ڈھنڈورہ پیٹے کہ تمام ساکنان ہستناپور زن و مرد طفل و جوان خورد و کلاں درشن اور استقبال
کے لئے تیار ہیں دریودھن کو مجوزہ سنگھاسن کی تیاری کا حکم دیکر فرمایا کہ دیکھوں کسی لیاقت
سے سری کرشن جی کی خاطر مدارات کرتے ہیں بات تب ہے کہ تم اُنہیں خوش کرو بھیشم پتامہ
درونا چاریہ نے راجہ دھرتراشٹ کی سمجھ پر آفرین کی اور بولے کہ واقعی سری کرشن جی لائق
پرستش ہیں آپ کا یہی فرض ہے کہ اُن کو خلائق عالم سمجھ کر مہربان بنا لیجئے ٭

راجہ دھرتراشٹ ۔ خالی خاطر تواضع ہی نہیں بلکہ اُنہیں حسب ذیل تحائف بھی دونگا ٭

چار چار کابلی گھوڑوں کے ۱۶ رتھ ٭
سونے کے منڈھے ہوئے دانتوں کے آٹھ ہاتھی ٭
شکیل و جمیل نوجوان چھوکریاں زیور لباس سے آراستہ ٭
سو سو لونڈی و غلام ٭
اونی فرش ۔ مرگ چھالے ۱۰ ہزار ٭
چراغ الماس کشتی لعل و جواہر ٭

کچھ انہیں پیشکشوں پر فرض نہیں جو چیز اور پسند خاطر ہوگی بے تکلف نذر کر کے
خوشنودی حاصل کرونگا ٭

بدر جی ۔ سری کرشن جی آپکے تحفہ تحائف کے محتاج یا بھوکے نہیں اُن کے یہاں جو چیزیں
موجود ہیں وہ آج تک کسی نے دیکھی بھی نہ ہونگی اُن کو فقط بھگت درکار ہے جس پھر وہ آپکی
سوغات کیوں قبول کرنے لگے وہ سوچینگے کہ کس غرض سے آتے ہیں آپنے ساری دولت
اکٹھی اور کمانا یا تو سب کردہ و ناکردہ برابر ہے آپ پانڈوؤں کو آدھا راج دیدیجئے
بس اور نہ کسی پیشکش کی ضرورت ہے نہ سوغات کی ٭

دریودھن ۔ اگر محبت کے بھوکے نہیں تو ہم بھی اُن کے وکیل نہیں اُنہوں نے کچھ
چھیڑ چھاڑ کی تو ہم اُسی وقت قید خانہ میں نہ جھونک دینگے جبریاں کھٹکھٹاینگی
تو ہاں نیچائی نکل جائیگی پانڈو خود دیوڑھی پر ماتھا رگڑینگے ٭

راجہ دھرتراشٹ ۔ مت ڈرے دریودھن تو کیسا نالائق ہے سری کرشن جی کی شان

میں ایسے گستاخانہ کلمات - رشتے کو جانے دے - تب بھی ایلچی کے ساتھ بدسلوکی جائز نہیں - سریکرشن جی نے بتا تو دے کہ آجتک تیرے ساتھ کیا برائی کی کیا کہوں جانے تیری عقل کو کیا ہو گیا ہے*
بھیشم پتامہ - مہاراج - دریودھن بڑا ہی بیوقوف ہے اسے نہ دوست کی پہچان نہ دشمن کی شناخت - جو سوچتا ہے اوچھی - جو ٹھانتا ہے بے تکی - اس کی عقل کا اندھاپن اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا کہ سری کرشن جی کو آدمی ہی سمجھے جاتا ہے او دریودھن تیری شامت تو نہیں آگئی ان حرکتوں سے ایک دن تیری موت رکھی ہوئی ہے اُٹھ جا سامنے سے نابکار - سری کرشن جی کو قید میں جھونکے گا - گستاخ بے ادب*

ادھیائے ۱۱

سری کرشن جی کا ہستناپور میں استقبال ملاقاتیں

سری کرشن جی برکستھل سے اعلےٰ الصباح روانہ ہوئے ہستناپور پہنچے باشندگان شہر اور مہمان راجاؤں نے بڑی دھوم دھام سے استقبال کیا جدھر سے رتھ گزرا ہجوم عام نے جے جے کا شور بلند کیا کوٹھے عورتوں سے پٹے پڑے تھے - رستوں میں جگہ نہ ملتی تھی سریکرشن جی سب سے مزاج پرسی کرتے ہوئے راج محل میں رونق افروز ہوئے تین پھاٹکوں سے گزر کر چوتھے پھاٹک پر پہنچے تو راجہ دھرتراشٹ بھیشم پتامہ - درونا چاریہ دکرپا چاریہ وغیرہ نے سروقد تعظیم دی ہاتھوں ہاتھ دربار میں لے گئے مرصع جواہرات پر بٹھایا - عطر پان الائچی وغیرہ سے تواضع کی تمام راجے مہاراجے اور اراکین دولت اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے اور بڑی محبت آمیز باتیں شروع ہوئیں - سری کرشن جی کی شیریں زبانی نے ہر ایک کے دل پر موہنی ڈال دی جس وقت بات کرتے منہ سے پھول جھڑتے تھے تھوڑی دیر خوش کن باتیں ہوتی رہیں - پھر آپ بھیشم پتامہ راجہ بالمیک اور کوروؤں سے فرداً فرداً مزاج پرسی کرتے ہوئے بدرجی کے گھر چلے گئے بدرجی نے بڑی خاطر و تواضع کی ذرہ نوازی کا شکریہ ادا کرکے کہا:-

آج میرا جنم سپھل ہوا جس گھر میں گھٹ گھٹ باسی انتریامی بنفس نفیس رونق افروز ہوں اُس گھر کی خوش قسمتی کا کیا کہنا

وہاں سے فراغت پاکر سری کرشن جی اپنی پھوپھی مہارانی کنتی کے قدمبوس ہوئے

مہارانی نے دوڑ کر گلے سے لگا لیا۔ آنکھوں میں آنسو بھر لائیں چہرہ فکر و الم سے اُتر ہوا تھا۔ بڑی دھیمی آواز سے بولیں کہ

آپ کے درشن سے کس زبان سے شکریہ ادا کروں میرے کلیجے کے ٹکڑوں کی خیریت تو کہئے ابھی راجہ بیراٹ ہی کے یہاں ہیں یا بد قسمتی کہیں اور لے گئی افسوس میرے بیٹوں پر کیسی کیسی مصیبتیں گزر گئیں میں جیتی بیٹھی رہی۔ راجہ دھرتراشٹ کے یہاں میری جان پر جو کچھ گزری میں ہی جانتی ہوں ارجن کی پیدائش کے وقت آکاش بانی ہوئی تھی کہ یہ ساری دنیا فتح کرے گا ✣

مگر اب تک کچھ ظہور نہیں۔ اُلٹے مصیبتوں ہی سے سامنا رہا۔ آپ اُن کے مربی ہیں اس سے اُمید ہوتی ہے کہ شاید پھر دن پھریں قسمت جیتے اب ان بیچاروں کی بھلائی تمہارے ہاتھ ہے ✣

سری کرشن جی۔ بوا جی۔ آپ اب رنج و افسوس نہ کریں۔ آپ سا خوش قسمت دنیا کے پردے پر نہیں۔ مہاراج سورسین ایسے تاجدار آپ کے والد۔ سسرال راجہ اجمید ایسے فخر زمانہ تاجدار کے خاندان کی بہو۔ راجہ پنڈو کی مہارانی۔ راجہ جدھشٹر ایسے دھرماتما بھیم سین ایسے زبردست۔ ارجن ایسے تیر انداز۔ نکل و سہدیو ایسے شوہیروں کی ماں۔ پنچ کنیاؤں میں سرتاج اُس کے اعزاز و وقار کسی اور کو کہاں نصیب۔ آپ دل کو ڈھارس دیجئے۔ اب عنقریب پانڈوؤں کا آفتاب اقبال مشرق تقدیر سے طلوع ہوگا ✣

کنتی۔ میری تو ایسی تقدیر نہیں مگر ہاں آپ کی توجہ ہے تو بات دشوار نہیں۔ آپ جو چاہیں کریئے ✣

ادھیائے ۱۲

سری کرشن جی کی دریودھن سے ناراضگی قبول دعوت سے انکار۔ بدر جی کے یہاں مہمانی

سری کرشن جی رانی کنتی کو تشفی دیکر دریودھن کے محل میں تشریف لیگئے۔ محل نہایت عالیشان تمام اسباب آرائش سے آراستہ اور مخزن [illegible] چوبدار پہرے پر تھے ڈیوڑھی پر دریودھن اور تمام راجوں نے پیشوائی کی [illegible] سنگھاسن پر بٹھا کر دستور مروجہ تواضع و تکریم کے بعد دریودھن نے جو [illegible] کرنی تھی مگر سب بیکار ہی سمجھی۔

یہی مکان آپ کی بود و باش کے لئے آراستہ کیا گیا ہے یہیں قیام فرمائیے لحاف
بھی تیار ہے جو پوشاک چاہے پہنئے۔ جس چیز کی ضرورت ہو بے تکلف طلب فرمائیے
خانہ داری کا معاملہ ہے بے تکلفی میں تکلیف نہیں ہوتی ÷

سری کرشن جی۔ آپ نے محل کو نور کی تصویر بنا دیا۔ واہ واہ کیا آراستگی کیا رونق ہے
دعوت تواضع کی تکلیف گوارا نہ کریں۔ جب ضرورت ہوگی کہہ دونگا۔ رہنے کے لئے بھی
آپ کے اقبال سے بہت ٹھکانے ہیں جہاں چاہوں ٹک سکتا ہوں ÷

دریودھن۔ یہ بات کبھی ممکن نہیں آپ گھر چھوڑ کر اور کہاں رہ سکتے ہیں۔ گھر میں
ہوتے دوسری جگہ کھانے کی کیا ضرورت ÷

سری کرشن جی۔ میں آپ کو کسی بات کی تکلیف دینا نہیں چاہتا سب عزیزوں کو
دیکھ لیا۔ طبیعت خوش ہوگئی کیا کھانے پینے ہی پر محبت کا دارومدار ہے زیادہ اصرار
کی ضرورت نہیں۔ جب آپ اپنے گھر کو میرا گھر سمجھتے ہیں تو پھر اصرار کیسا ÷

دریودھن۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے دل میں غیریت کا خیال ہے۔ آخر وہ کیوں
آپ کو میزبان نوازی سے عار ہے ÷

سری کرشن جی۔ راجہ دریودھن معاف کرنا مجھے لگی لپٹی نہیں آتی دو ٹوک بات کہتا
ہوں میں کھانے پینے اور پہننے کے لئے یہاں نہیں آیا ہوں میرے آنے کی
غرض اور ہے میں اس وقت سفیر ہوں۔ ایلچی جب کام پورا کر لیتے ہیں تب کہیں کھانا
کھاتے ہیں۔ میرے آنے کی غرض بھی پوری ہو جائیگی تو دعوت قبول کرنے میں کوئی عذر
نہیں جو کھانا سامنے لایا جائے گا بے تکلف کھا لونگا جو دیجئے گا خوشی سے لونگا ÷

دریودھن۔ مہاراج جی یہ دعوت کسی مذہب سے باہر نہیں خود کچھ جی یا سمجھ لوں
کا غرض یہ ہے کہ تھوڑی خاطر داری کریں آپ جس غرض سے تشریف لائے ہیں وہ پیچھا ہے مگر
افسوس کہ میں مجبور ہوں آپ کی ارشاد پر کچھ نہ کر سکونگا۔ اور دل کے جھگڑوں سے آپ کو
کیا مطلب آپ کسی کے بیٹے ہیں کیوں پاؤں دیں ہمارے آپ کے درمیان کوئی بیر ان کے معاملات
سے کیا تعلق۔ آپ کو دعوت قبول کرنا ہوگی ورنہ سبب بتائیے ÷

سری کرشن جی۔ صاف صاف تو یوں ہے کہ میں خواہش نفسانی دولت کی لالچ یا کسی ڈر
دبیسے دھرم چھوڑنا پسند نہیں کرتا میں تو یہی بات کہہ دونگا دھرم ہی دعوت دیتی ہے نہ کہ

عداوت کے خیال سے۔ آپکے دل میں کچھ اور ہے ظاہر میں کچھ اور۔ میں مکھ میں رام بغل میں
اینٹوں کو پسند نہیں کرتا۔ پھر کیا آپکے یہاں کھاؤں۔ دوسرے میں بھوکا نہیں آپکے اقبال سے
سب کچھ موجود ہے۔ ہاں فاقہ مست ہوتا تو آپکے یہاں کھاتا۔ نہ آپ محبت سے کھلاتے ہیں نہ مجھے
روٹیوں کے لالے ہیں پھر دنیا سازی وظاہرداری سے مطلب کیا اور کچھ باتیں کیجئے ÷

دریودھن۔ تو ہم لوگ دشمن ہوئے اور پانڈو دوست ÷

سری کرشن جی۔ میں آپ کو دشمن تو نہیں سمجھتا مگر ہاں پانڈوؤں کی دوستی میں فرق نہیں
وہ دھرماتما ہیں ان سے کبھی کوئی فعل دھرم کے خلاف سرزد نہیں ہوا اُن سے میری دوستی
جائز ہے خلاف نہیں۔ آپ اُن کی دوستی ہی کو بہت کچھ سمجھتے ہیں۔ میرے نزدیک میرا کوئی
خاص عزیز بھی اُن سے دشمنی رکھے تو وہ بلا وابستہ میرا دشمن ہے اُس سے بڑھکر کوئی اور بھی
نہیں۔ راجہ دریودھن جس شخص نے اپنے رفیق دوست اپنے دھرماتما بھائیوں اور کسی لائق وخالق
اور واجب التعظیم انسان سے عداوت پیدا کی وہ نہایت نالائق اور بدکردار ہے آپنے جس
عداوتانہ خیال کو مدِنظر رکھکر میری دعوت کا سامان کیا وہ آپ لاکھ چھپائیے یہاں دل آئینہ
ہے اس لئے دعوت سے معاف رکھئے اچھا میں رخصت ÷

یہ کہکر مہاراج سری کرشن چندر وہاں سے اُٹھ گئے اور بدر جی کے خانہ بے تکلف
کو رونق بخشی جس وقت راجہ دھرتراشٹ کو خبر لگی بھیشم پتامہ۔ درونا چاریہ۔ کرپا چاریہ
راجہ بالمیک وغیرہ کے ساتھ سری کرشن جی کی خدمت میں پہنچے معافی مانگی اور بڑی منت
وسماجت سے کہا مہاراج شیش محل آراستہ ہے۔ محل سجے ہوئے ہیں ہر قسم اور مزے
کا کھانا موجود ہے تشریف لے چلئے ÷

سری کرشن جی۔ آپ سب بزرگوں کی عنایت بہت ہے میں سب صاحبوں کی خدمت میں
حاضر ہو چکا اب مجھے یہ آزادی دیجئے کہ جہاں مرضی ہو رات کو بسر کروں۔ جب جی چاہیگا آپکے
شیشی محلوں میں آرام کرونگا۔ آپ کو میری اتنی خوشی منظور کرنا پڑیگی۔ اصرار کا کچھ اثر نہ
ہوگا۔ سب لوگ مایوس واپس ہوئے۔ بھیشم پتامہ جی نے راجہ دھرتراشٹ سے فرمایا
کیوں راجہ صاحب میں نہ کہتا تھا کہ دریودھن کی حرکتیں بہت رنگ لائینگی۔ سری کرشن چندر
انترجامی۔ عالم الغیب۔ ان سے کوئی اڑکے کہاں جائیگا وہ پہلے ہی دریودھن کی بدنیتی جان
گئے اسی سبب سے کھانا نہ کھایا نہ راج محلوں میں گئے بدر جی کی نیت صاف تھی دل میں چھل

کپٹ کا نشان نہ تھا اُن کے گھر خود ہی چلے گئے اس سے بڑھکر دل کی ناراضگی کا ثبوت اور کیا ہوگا - اُن کی ناراضگی کسی حال میں اچھی نہیں +

راجہ دھرتراشٹ ہی کو نہیں بالمیک وغیرہ سب نیک نفس راجوں کو سری کرشن جی کی رنجش کا افسوس ہُوا اور سب دریودھن کو نام رکھنے لگے مگر مجبور - چارہ ہی کیا تھا +

بدرجی نے ذات مقدس کی جلوہ افروزی دیکھی تو پلکیں فرش کردیں پلنگ پر نرم نرم بستر بچھا دیا سر آنکھوں پر بٹھایا اور دل بول اُٹھا کہ

مہاراج کرشن چندر آپ کی لیلا اپرم پار ہے راجہ دریودھن کے پکوان پر تُف کرکے غریب بدُر کے ساگ پات قبول کرنا اعلےٰ درجہ کی ذرہ نوازی ہے ناچیز بدُر کس زبان سے اپنی خوش نصیبی کو سراہے

کرشن جی نے بڑے شوق سے بدر کے یہاں کچھ ساگ اور کند مول پھل نوش کئے اور طلائی پلنگڑی پر آرام کیا بدر جی بھی قریب بیٹھ گئے اور کچھ ادھر اُدھر کا ذکر پانڈوؤں کی تکالیف اور دریودھن کی عداوتوں پر افسوس کرکے کہا کہ

مہاراج آپنے ناحق تکلیف کی آپ کا یہاں آنا مناسب نہ تھا ہستناپور اب ادھرمیوں کا گھر ہو رہا ہے - دریودھن - کرن - دوشاسن وغیرہ جو چاہتے ہیں ادھرم کرتے ہیں کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں - بیوقوف - مغلوب الغضب - خود پسند - سیاہ قلب دریودھن عقل سے تو خالی ہے مگر سمجھتا ہے کہ ہمچو ما دیگرے نیست - دوست کو دشمن - شریف کو رذیل - واجب التعظیم کو حقیر سمجھتا کچھ بات ہی نہیں - زبان میں لگام نہ بات کو قیام شکنی و دوشاسن وغیرہ نے ہتھ کی کٹھ پتلی بنا رکھا ہے جس طرح چاہتے ہیں نچاتے ہیں دریودھن سے صلح کی امید دور رکھئے اب میں اُس کی سب باتیں جان گیا وہ قسم کھا چکا ہے کہ پانڈوؤں کو تل برابر زمین نہ دونگا - آدھا راج تو بڑی چیز ہے وہ پانڈوؤں کے سبب سے آپ کی طرف سے بھی صاف نہیں - کرن اور شکنی وغیرہ کی ادھرم منڈلی آپ کی دشمن ہو رہی ہے آپ بہتری کی بات بھی کہیں تو کوئی سُننے والا نہیں آپ اب اکیلے کبھی ان کے پاس جائیں اس میں زک لکھی ہوئی ہے +

سری کرشن جی - آپ کا فرمانا بہت درست - میں دریودھن اور اُس کے مددگار راجوں کو بخوبی جانتا ہوں وہ ہمیشہ سے خار کھاتے چلے آئے ہیں ضرور میری حقارت کرنے پر آمادہ ہونگے مگر یاد رکھئے کہ دل کے پاپ کا پھل اچھا نہیں ہوتا - راجہ دھرتراشٹ کے بیٹے کچھ دنوں کے مہمان ہیں ان پر آفت کا پہاڑ ٹوٹنے والا ہے کہ سرمہ ہوجائینگے میں ان کی بہتری کا

خواہاں ہوں بُرائی کا ذرا بھی خیال نہیں میرا فرض ہے اُن کو سمجھا دوں کہ میں اُن کی تباہی دیکھنا نہیں چاہتا میں پانڈوؤں اور کوروؤں کا خیر خواہ ہوں اگر وہ میری بات نہ مانینگے تو آپ نتیجہ بھگتینگے یہ تو کہنے کو نہ ہوگا کہ کرشن سیر دیکھتا رہا اور کوروؤں پانڈوؤں کو نیکی بدی نہ سمجھائی خونریزی سے باز نہ رکھا میری سفارت کا منشا کچھ ہی سمجھیے مگر اصل غرض یہ ہے کہ میرا پیچھا چھوٹ جائے کوئی مجھ کو نہ ستائے یہ فرما کر سری کرشن جی نے فرمایا کہ

بدر جی مہاراج رات زیادہ آگئی آپ بھی آرام کیجیے میں بھی سوتا ہوں نیند سے آنکھیں بند ہوئی جاتی ہیں۔ محفل برخاست ⁂

ادھیائے ۱۳

راجہ دھرتراشٹ کا دربار۔ سری کرشن جی سے شرکت کی درخواست۔ اُن کی رونق افروزی سپت رشی اور نارد جی وغیرہ کی آمد

سپیدۂ صبح اور شفق کی ہلکی ہلکی سرخی نے گوشۂ مشرق کی تاریکی مٹانا شروع کی سری کرشن جی کی خوابگاہ میں طرح طرح کے باجے بجنے لگے۔ گویّوں کے میٹھے میٹھے سُروں نے دلوں پر جادو کا اثر ہوا سری کرشن جی کی آنکھ کھل گئی بستر راحت سے اُٹھے اشنان ترپن ہَون آہوتی وغیرہ سے فراغت پا کر برہمنوں کو دان دکشنا بھوجن کپڑے اور زیور وغیرہ عطا کئے۔ ابھی برہمنوں اور سادھوؤں کا مجمع لگا ہوا تھا کہ راجہ دریودھن شکنی اور اور مشیروں اور رفیقوں کے ساتھ آ پہنچا۔ ڈنڈوت کر کے عرض کی کہ

چچا جی اور پتامہ جی (راجہ دھرتراشٹ و بھیشم پتامہ) آپ کے انتظار میں بیٹھے ہیں دربار لگا ہوا ہے تشریف لے چلئے

سری کرشن جی نے بڑی تعظیم و تکریم کی۔ یاد آوری کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا آپ تشریف لے چلئے [illegible] میں حاضر ہوتا ہوں [illegible]

وہ چلے گئے [illegible] جا کر [illegible] انتظار کرنے لگے یہاں سری کرشن جی

نے برہمنوں کو مالا مال کر کے رخصت کیا اور بدر جی و ساتکی وغیرہ کے ساتھ رتھ پر سوار ہو کر چلے قیامگاہ سے آگے بڑھتے ہی دریودھن و شکنی نظر آئے کرشن جی نے پوچھا - ابھی آپ یہیں ہیں +

دریودھن - آپ ہی کے انتظار میں کھڑا تھا آپ کو لیجائے بغیر وہاں کیونکر جاتا ؟

سری کرشن جی نے ہنسکر شکریہ ادا کیا اور رتھ بڑھایا - رتھ کی چمک دمک آنکھوں میں چکا چوندھ پیدا کرتی تھی - موہنی صورت پر مرد و زن نچھاور ہوئے جاتے تھے - اردلی کے شور بیر بہادروں کے تیوروں سے بڑے بڑے جیالوں کا کلیجہ دہلتا تھا - جلوس میں نرسنگھے اور سنکھ بج رہے تھے - ترہی - نفیری - بین وغیرہ باجوں کی آوازوں سے دل پھڑکا جاتا تھا جس وقت سواری باد بہاری کی طرح راج سبھا میں پہنچی - راجہ دھرتراشٹر وغیرہ استقبال کو اُٹھ دوڑے اُس وقت خود بدولت کا ایک ہاتھ بدر جی کے ہاتھ میں تھا دوسرا ہاتھ ساتکی جی کے ہاتھ میں - دریودھن اور شکنی آگے آگے آپ پیچھے اور جلوس میں رفیقان خاص ایوان اس وقت راجوں سے بھرا ہوا تھا - دربار میں پہنچتے ہی سب راجاؤں نے سر ادب خم کیا - راجہ دھرتراشٹر نے ہاتھ پکڑ کر اُس سنگھاسن پر بٹھایا جو خاص ذات بابرکات کے لئے بڑی خوبی سے تیار کیا گیا تھا اس وقت تمام رشی منی نارد وغیرہ چشم خیال میں آتے ہوئے نظر آئے - بھیشم پتامہ جی کے کان میں کرشن جی نے کہا :-

بڑے بڑے رشی منی تشریف لا رہے ہیں نشست کا انتظام فرمائیے

بھیشم جی نے حکم دیا فوراً عمدہ عمدہ آسن بچھ گئے رشی آئے تعظیم و تکریم ہوئی سب نے یکے بعد دیگرے پاؤں چومے قدموں پر سر جھکایا سری کرشن جی اسی سنگھاسن پر رونق افروز ہوئے - ساتکی جی نے بھی دائیں طرف زانوئے ادب تہ کیا - بائیں طرف بدر جی مرگ چھالے پر بیٹھ گئے اس وقت سری کرشن جی کی موہنی مورت کا رنگ کچھ اور ہی تھا - نگاہیں چہرے سے نہ ہٹتی تھیں - سب رشیوں منیوں بھیشم پتامہ اور درونا چاریہ وغیرہ کی ٹکٹکی لگ گئی - در و دیوار پر چہرۂ عالم افروز کا نور برس رہا تھا +

ادھیائے ۱۴

سری کرشن جی کی گفتگوئے صلح - اتفاق باہمی کی ہدایت - سری کرشن جی سے عام اتفاق رائے - دریودھن کو فہمائش

جب سب طرف سے یکسوئی ہوگئی باجوں نے خاموشی اختیار کی تو سری کرشن چندر نے راجہ دھرتراشٹر سے متوجہ ہوکر فرمایا

اس وقت میری حاضری کی غرض آپ کی خیر اندیشی کے سوا اور کچھ نہیں میری خواہش ہے کہ آپ کوروؤں پانڈوؤں سے میل جو کرادیں بھائیوں بھائیوں کا بگاڑ درست نہیں آپ کا خاندان تمام دنیا میں واجب التعظیم ہے دھرم کی بدولت آج وہ اقبال حاصل ہے کہ اندر بھی آپ کی خوش نصیبی کو للچاتے ہیں مجھے خانگی فساد سے سخت نفرت ہے جب میں نتیجہ سوچتا ہوں تو میرے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں آپ کوروؤں کے والد ماجد ہیں آپ کا فرض ہے کہ نصیحت کریں فائدے کی بات سمجھائیں راجہ دریودھن وغیرہ کو پانڈوؤں سے جیسی دشمنی ہے وہ آپ سے پوشیدہ نہیں اگر یہ دشمنی رفع نہ کی گئی تو کورو کیا تمام دنیا غارت ہوجائیگی آپ اپنے فرزندان نامدار کو فہمائش کریں میں پانڈوؤں کے دل سے مخالفانہ خیال نکال دونگا تاکہ وہ اس وقت قدرت و طاقت میں فروز گار ہیں پھر بھی میں جو کہدوں اس سے کبھی انحراف نہیں کرسکتے۔ آپ ان کی طرف سے اطمینان رکھیں صرف بیٹوں کی سمجھانے کی ضرورت ہے بندھی مٹھی کا کھلنا آسان نہیں جہاں کھلی پھر زور ٹوٹا اگر کورو اور پانڈو گلے مل گئے راجہ اندر تک سامنا نہیں کرسکتے۔ ادھر بھیشم پتامہ جی۔ درونا چاریہ جی۔ اشوتھاماں۔ کرپا چاریہ۔ بالمیک وغیرہ کا زور ہوگا۔ اُدھر یدھشٹر بھیم سین۔ ارجن سہدیو نکل کی طاقت ذرا سے اتفاق میں دوگنی چوگنی طاقت حاصل ہوجائیگی۔ دیوتاؤں سے بھی کسی قسم کا کھٹکا نہ رہیگا اگر وہ دھڑے رہے لڑائی چھڑی تو یاد رکھئے کہ دنیا نیست و نابود ہوجائیگی۔ کچھ راجے ادھر ہونگے اور کچھ اُدھر پھر کروڑوں جانوں کے نقصان میں شک ہی کیا ہے۔ میں آپ سے منت سماجت کرکے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اس آگ کو جلد گل کر دیجئے نہیں تو جسوقت شعلہ بھڑکا دنیا کو خاک و سیاہ کرکے بجھیگا پانڈو آپ کو باپ سے زیادہ سمجھتے ہیں آپ کی نظر میں چلنے سے کبھی گریز نہیں وہ اب تک برابر خاموش چلے آتے ہیں کبھی حرف شکایت زبان پر نہ لائے اب راجہ دریودھن نے راجاؤں کو اکٹھا کیا تو انہیں بھی تشویش و فکر ہوئی وہ بھی کمر باندھنے لگے مجھے باہمی خونریزی میں سراسر نقصان ہی نظر آتا ہے اسلئے میری رائے ہے کہ آپ سب راجاؤں کو تحفہ تحائف دیکر رخصت کردیں اور پانڈوؤں کو اُن کا حق دیکر لڑائی جھگڑے پر خاک ڈال دیں آپ کی بندگانہ عنایتوں کا کہانتک شکریہ ادا کیا جائے راجہ پانڈو

کے بعد آپ نے پرورش کی پڑھایا لکھایا بیٹوں سے زیادہ سمجھا وہ بھی ہمیشہ مطیع رہے اور اس وقت بھی اطاعت کے لئے حاضر ہیں جو حکم ہو اُس کی تعمیل کریں آپ پانچ گاؤں بھی عطا فرمائیں تو راجہ جدھشٹر لینے سے عذر نہ کرے جدھشٹر نے آپ کو ڈنڈوت کہی ہے ہاتھ جوڑ کر عرض کی ہے کہ

میں آپ کا شروع سے فرمانبردار ہوں۔ ہم لوگوں نے بن باس سے بڑی مصیبتیں اُٹھائیں۔ اب جنگلوں سے نجات ملی ہے زہر خورانی۔ لاکھ کے مندر میں جلانے کی کوشش قمار بازی کی بے ایمانیاں۔ دروپدی پر ظلم و ستم سب آپ کی آنکھوں کی دیکھی ہوئی باتیں ہیں۔ مگر پھر بھی ہم آپ کی ہدایت کے موافق جنگلوں کی ٹھوکریں کھاتے پھرے اُف نہ کی +

اب ہم نصف راج کے مستحق ہیں۔ بھائی دریودھن شکنی اور دوشاسن وغیرہ کو اب بھی ہمارے حال پر رحم نہیں ان کی دشمنی کا سلسلہ ختم نہیں ہوتا +

یہ تو راجہ جدھشٹر کی التجا سنائی اب آپ کا فرض ہے کہ اُن پر نظر عنایت فرمائیں اور کوروؤں پانڈوؤں میں اصلاح کرا دیں۔ آتش فساد کا سلسلہ اچھا نہیں مجھے ان دونو کے اتفاق سے کوئی ذاتی فائدہ نہیں صرف آپ ہی کی بہتری منظور ہے +

تمام حاضرین نے سری کرشن چندر جی کی رائے پسند کی ہر طرف سے یہ صدا آئی کہ واقعی سری کرشن جی کا فرمانا بہت صحیح ہے اگر ان کی مصلحت پر عمل نہ ہوا تو خرابی میں شک نہیں۔ پرسرام جی بول اُٹھے +

مجھے سری کرشن چندر جی کے لفظ لفظ سے اتفاق ہے۔ کوروؤں کا غرور انہیں خراب کریگا۔ جس نے دشمن کو کمزور سمجھا وہ کہیں کا نہ رہا۔ اُس کا زعم خود تباہی کا باعث ہوتا ہے بڑے بول کا سر نیچا۔ کہاوت غلط نہیں۔ میں آپ کو حکایت سناتا ہوں۔ روایت نہ سمجھئے بالکل سچا واقعہ ہے +

راجہ بھمبھو کا نام کون ہے جس نے نہیں سُنا۔ یہ راجہ نہایت ہی مغرور تھا زعم کی یہ کیفیت کہ کسی کو کچھ نہ سمجھتا تھا۔ کیسا ہی شور بیر کیوں نہ ہو لڑنے کے لئے تیار۔ نہ کسی سے دبک نہ کسی کا رعب جس سے دیکھئے لڑنے جھگڑنے موجود ہے ہر ایک سے پر۔ ایک ایک سے عداوت ہر وقت میان سے باہر۔ جب دیکھو برہنہ شمشیر ایک برہمن کو رحم آیا۔ اُس کی ہمدردی کو خود ہی حرکت ہوئی۔ سمجھایا کہ:-

راجہ صاحب دنیا جو جوا گر ہے اس میں ایک سے ایک زبردست پڑے ہیں خودی کا بھوت سر سے اُتار دیئے غرور اچھا نہیں - اس کا نتیجہ بُرا ہے آپ اپنے سوا کسی کو کچھ نہیں سمجھتے یہ زعم کہیں نیچا نہ دکھائے ✤

راجہ بولا

واہیات نہ بکو - کان نہ کترو - تم میرے کاموں میں دخل در معقولات دینے والے کون - اس وقت کس میں طاقت ہے کہ میری تلوار کے سامنے ٹھہرے آج تک جس نے ذرا سر اُٹھایا - میں نے اُس کی ہڈیوں کا بھی پتہ نہ لگنے دیا ✤

برہمن - بیشک آپ سے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا مگر بعض موقعہ پر زبردست ہی بچھڑ جاتا ہے اگر آپ کو جنگ و جدل کی سمائی ہے تو بہت اچھا - آپ کا جوش آپ کو مبارک آپ خونریزی کے مشورے سے خوش ہوتے ہیں تو میں بتائے دیتا ہوں کہ آپ نر نارائن سے مقابلہ کیجئے - وہ گند مادن پربت پر تپسیا کر رہے ہیں اُن سے لڑئیے تو مزہ بھی آئے دُبلے - کمزور - رشیوں اور چھوٹے چھوٹے راجوں کو دبانے سے نام ہی نہیں - راجہ اُسی وقت چل کھڑا ہوا - تنہا اکڑتا تیر تلوار باندھے ناک بھویں چڑھائے تیوروں پر بل ڈالے ہوئے گند مادن پربت پر پہنچا دیکھا کہ دو شخص تپسیا میں مشغول ہیں - ہاتھ پاؤں سینک - بدن اِس قابل کہ پڑ ڈالنے کے قابل - نر نارائن نے راجہ کو بڑی خاطر سے بٹھلایا اور پوچھا کہ

کہاں تکلیف کی کچھ ارشاد ؟

راجہ - دنیا کی کوئی غرض و خواہش نہیں صرف آپ سے لڑائی کے لئے یہاں آیا ہوں ✤

نارائن جی - یہاں آپ سے لڑنے والا کون ہے یہ کوئی میدان جنگ نہیں - تپسیا کرنا منظور ہو تو آئیے دھونی رمائیے ✤

راجہ - میں بیوقوف نہیں جو دنیا کے سکھ چھوڑ کر جنگل میں آ بیٹھوں - یہاں تو یہ سمائی ہے کہ جس کو پاؤں اُس کو ہرا کے نیچا دکھاؤں ✤

نر جی - اگر یہی مرضی ہے تو خیر آئیے دو دو ہاتھ ہو جائیں فوج بلائیے ہتھیار اٹھائیے میں کوئی ہتھیار نہ چھوؤنگا صرف (سر) گھاس کے تیروں سے دکھاؤنگا کہ لڑائی اس طرح کیجاتی ہے ✤

راجہ نے فوج جمع کی لڑائی شروع ہوئی - نر جی نے ایسی بودی مار ماری کہ تمام فوج کٹ کے رہ گئی اور راجہ قدموں پر گر پڑا نارائن جی نے معافی دی اور سمجھایا کہ خبردار کبھی غرور کا کلمہ زبان سے

نہ نکلے خودی کا بھوت سر پر سوار نہ ہو۔ راجہ اپنا منہ لیکر وہاں سے پھرا اور کسی سے سرا سیمگی نہ کی اسے راجہ دھرتراشٹ ارجن اُنہیں نر جی کا اوتار ہے جنہوں نے ایک گھاس کے تیر سے راجہ دیمبھو کا سارا نشہ اُتار دیا۔ سری کرشن جی نارائن ہی ہیں ان سے بڑھکر کس کو قدرت ہے ان دونو سے کون خودسری کا دعوےٰ کر سکتا ہے آپ خوش نصیب ہیں کہ آپ کی بہبودی کے خیال سے خود وشنو بھگوان نے تکلیف گوارا کی آپ کو ان کی مرضی کے خلاف تنکا بھی نہ ہلانا چاہیئے ✤

کنور شنی - راجہ دھرتراشٹ جی آپ اس وہم میں نہ رہیئے کہ ارجن اور سری کرشن جی نر نارائن نہیں۔ پرسرام جی نے آپ کو اصلی حقیقت سے آگاہ کیا۔ اس میں مبالغہ نہ سمجھیئے اور جو سری کرشن جی کی ہدایت ہے اُسی پر عمل کیجئے اسی میں بہتری ہے ورنہ ابتری ✤

نارد جی - راجہ دریودھن عقلمند غرور نہیں کرتے خودی کو پاس پھٹکنے نہیں دیتے پانڈو بڑے دھرماتما ہیں۔ دان۔ پُن۔ تیرتھ۔ برت۔ جپ تپ سے اُنہوں نے غیبی طاقتیں حاصل کرلی ہیں۔ ان سے بگاڑنے میں جان جوکھوں ہی نہیں بلکہ تباہی کا اندیشہ ہے سری کرشن جی اصلاح چاہتے ہیں اُنہوں نے صرف تمہاری بھلائی کے لیئے پاؤں توڑے ہیں ورنہ آگ جانے لوہار جانے دھونکنے والے کی بلا جانے ان کو کیا پڑی تھی کہ مفت کسی کے معاملے میں ٹانگ اڑاتے پھریں ✤

مہاراج کرشن چندر ترلوک کے مالک ہیں جو کچھ انتظام قدرت دیکھ رہے ہو انہیں کی جنبش نظر کا کرشمہ ہے۔ دنیاوی آنکھیں ان کو نہیں پہچان سکتیں۔ یہ فخر ہم ایسے رشیوں منیوں یا دیوتاؤں کے چشم دل کی نظر کو حاصل ہے ✤

دھرتراشٹ - سری پرسرام جی۔ نارد جی اور کنور شنی۔ مہاراج کرشن بھگوان نے مجھ پر بڑی مہربانی فرمائی ان کو میری بہبود کا جس قدر خیال ہے وہ آپ سُن چکے ہیں کہاں تک شکریہ ادا کروں مگر افسوس بڑھاپے نے بے دست و پا کر دیا لڑکے ہاتھ سے بے ہاتھ ہو گئے ہیں میرا ذرا اختیار اور کچھ قابو نہیں رہا جو دل چاہتا ہے کرتے ہیں میری کوئی نہیں سنتا۔ سب شتر بے مہار ہو گئے ہیں کاش کرشن دیو دریودھن کا قالب پھیر دیں شاستر کی باتیں سمجھا کر عقل درست کر دیں تو یہ نہ میرا کہنا مانتا ہے نہ مہارانی گاندھاری کا۔ سادھو لوگ اس کی نظر میں بیوقوف ہیں بھیشم پتامہ ہمارے بزرگ خاندان۔ درونا چارج۔ کرپا چارج گرو۔ بدر جی ایسے گیانی سمجھاتے سمجھاتے ہار گئے مگر پتھر میں جونک نہ لگی دیکھیئے کہ خود تخت و تاج کا مالک بن

بیٹھا ہے مجھے گویا حکومت سے کچھ واسطہ ہی نہیں ۔

سری کرشن چندر جی اب راجہ دریودھن سے مخاطب ہوئے اور بڑی شیریں زبانی سے فرمایا کورو خاندان کے آفتاب ذرا گوش ہوش سے سنو میں کیا کہنا چاہتا ہوں تم جیسے عالی خاندان راجگان زمانہ کے سرتاج ۔ عقلمند ۔ ہوشیار ۔ عالم و فاضل ۔ ذرا سوچو ایسے شخص کو وہ کام نہ کرنا چاہئے جو بے شرم بے حیا ۔ سنگدل ۔ بدنیت و بے ایمان لوگ کرتے رہتے ہیں تمہیں باتیں زیبا ہیں جو تمہارے معزز خاندان کی شان کے موزوں ہوں دیکھو تمہارے بزرگوں کا کیسا نام ہو رہا ہے ۔ بھیشم پتامہ ۔ درونا چارج وغیرہ کیسے عقلمند مشہور ہیں ۔ تم ان کے برخوردار ہو کر خاندانی اعزاز قائم نہ رکھ سکو تو حیرت کی بات ہے ۔ پانڈو تمہارے بھائی کیسے ہونہار ہیں ان کی اعلےٰ لیاقتوں کا دنیا میں شہرہ ہو رہا ہے تم کو انہیں سے عداوت انہیں سے دشمنی ۔ آپس کے نفاق سے خاندان نیست و نابود ہو جاتے ہیں ۔ باہمی اتفاق سے باریک سے باریک سوت وہ رسی بنا دیتے ہیں جس کو بڑے بڑے ہاتھی بھی توڑ نہیں سکتے تم نفاق کی آگ بھڑکانا چاہتے ہو یہ تمہاری غلطی ہے اگر اتفاق سے رہوگے تو دنیا میں لیاقتوں کی تعریف ہوگی اور کل زمانہ رعب و داب کا قائل رہیگا ۔ بزرگوں کی مرضی کے خلاف چلنا سخت ادھرم ہے جس نے بڑوں کی بات نہ مانی اُس نے اپنی عزت کھو دی ۔ دیکھو میں ہی نہیں بھیشم پتامہ ۔ درونا چارج ۔ پدر جی کرپا چارج ۔ سومدت ۔ راجہ بالہیک ۔ اشوتھاماں سبھی سب کی رائے ہے کہ پانڈوؤں سے ملاپ کر لینا اچھا ہے پرسرام جی اور سیت رشی تو کسی کے طرفدار نہیں ان کو تو کسی کی دھن دولت کا لالچ نہیں یہ بھی یہی نصیحت کرتے ہیں کہ لڑائی کا خیال چھوڑ دو ۔ ہم لوگوں کا کام سمجھانا تھا ماننے نہ ماننے کا اختیار تم کو ہے ایسا نہ ہو کہ

آنچہ دانا کند کند ناداں   لیک بعد از خرابی بسیار

سب رشیوں نے تائید کلام کی اور باہمی اتفاق کے لئے زور دیا بھیشم جی نے بھی یہی فہمائش کی درونا چارج نے تو یہاں تک سمجھایا کہ

لڑائی کے لئے برتا کس کا ہے ادھر ہم سب کے لئے بھیم سین اور ارجن کافی ہیں کیا دریودھن ادہر کے سامنے ٹھہر سکے یہاں کس میں دم ہے راجہ دریودھن اب پانڈوؤں کی طرف سے دل صاف کرو ۔ بغض عناد بھاڑ میں ڈالو اگر ہٹ پر اڑے رہوگے تو سمجھ لو ہم سب کا خون تمہارے سر ہوگا اور راجہ دھرتراشٹر کی بڑھاپے میں اور کمر ٹوٹ جائیگی اس سے بہتر ہے کہ

ہو تو غرق آپس میں گلے مل جاؤ- بھنگ پینا آسان ہوتا ہے مگر جب ہوجیں خبر لیتی ہیں تو پھر ہوش ٹھکانے ہو جاتے ہیں +

ادھیائے ۱۵

سری کرشن جی کی خدمت میں مغرور دریودھن کا گستاخانہ جواب

پہلے تو دریودھن منہ میں گھنگھنیاں بھرے سب کی باتیں سنا کیا کچھ نہ بولا- جب سری کرشن جی نے جواب مانگا تو آنکھیں لال پیلی کر کے بولا

آپ پیغام صلح لائے ہیں یا ہمارے منہ پر ہماری برائی کرنے کے لئے تکلیف کی ہے آپ نے میری ہتک کے واسطے کوئی بات اُٹھا نہ رکھی- زبان سنبھال کر تقریر نہیں کرتے بھیشم پتامہ درونا چاریہ- بدر جی کو تو دیکھئے ہمارا ہی نمک کھائیں اور ہماری ہی ہجو کریں رشی لوگ بڑے دھرماتما بن کے چلے ہیں ان کے منہ میں بھی لگام نہیں آپ ہی کی سی ہانک لگانے لگے آپ بڑے منصف مزاج بنتے ہیں خدا فرمائیے کہ ہم نے کیا قصور کیا +

راجہ یدھشٹر کو ہم نے مار مار کر جؤا نہیں کھلایا- اُن کی مرضی تھی سلطنت دولت جو رو سب ہار گئے- اس میں ہماری کیا خطا کیا ہم نے اُن کو اپنی طرف دیکھ کر ساری جیتی ہوئی دولت واپس نہ کر دی تھی؟ پھر اُن کے سر پر جوئے کا بھوت کیوں سوار رہا- ایک دفعہ کھو کر نہ سکے تو انہیں کی حماقت +

ہم نے اُن کو بن میں نہیں دھکیلا- اُنہوں نے اپنی زبان کی پابندی کی تکلیفیں اُٹھائیں تو اپنی بیوقوفی سے- جب آپ بار بار یہی کہتے ہیں کہ اُن کو کوئی جیت نہیں سکتا تو پھر وہ سلطنت ہار بیٹھے تو انہیں کی غلطی- پانڈو چاہتے ہیں کہ گیدڑ بھبکیوں سے کام نکال لیں تو ؎ ایں خیال است و محال است و جنوں -

ہم نخرے بازوں سے دبکنے والے نہیں آپ تو کشتریوں کی رگ رگ سے واقف ہیں بھلا کشتریوں کا یہ دھرم ہے کہ کسی کے سامنے ہو چھپیں نیچی کریں آپ کو چاہیے جو خیال ہو میں تو دیوتاؤں میں بھی کسی کو نہیں جانتا جو بھیشم پتامہ- درونا چارج اور کرن وغیرہ کی چوٹ سہہ سکے مجھ

موت سے خوف نہیں چھتری میدان جنگ میں جان دیگا تو اُس کے واسطے سُورگ موجود ہے پانڈؤوں نے جماشتی راجے بلائے ہیں تو کچھ پرواہ نہیں۔ جب تک ہم لوگوں کے دم میں دم ہے پانڈؤوں کو کچھ خاک نہیں مل سکتا آپ خود عقل سے سمجھئے کہ راج کے مالک ہم ہیں یا راجہ دھرتراشٹ۔ پانڈو ہم لوگوں کو ناحق سمیٹتے ہیں۔ یہ کیوں نہیں کہتے کہ اپنے چچا کا راج چھیننے کے لئے ہم لوگوں کی آنٹے رکھی ہے جبتک ہمارے پتا جی سلامت ہیں کسی کو راج کا استحقاق نہیں اگر کچھ حق ہے تو یہ کہ دسویوں میں جو کچھ موجود ہے کھائیں اور اطاعت کریں بس سردست تو پتا جی کی طرف سے ہم لوگ کارپرداز ہیں کارپردازوں کو ملک و سلطنت بخشنے کا اختیار کہاں۔ مگر اپنی بدنامی ہوچکی تو راج ملنے پر بھی ہم سے پانڈو سوئی کے ناکے کے برابر زمین کی اُمید نہ رکھیں۔ دریودھن کی گستاخانہ اور غرور آمیز تقریر سنکر سری کرشن جی کا چہرہ سرخ ہو گیا آنکھیں خون آلودہ ہو گئیں جوش غضب سے فرمایا:۔

دریودھن اس وقت کی بات یاد رکھنا کہے دیتا ہوں کہ باتوں پر تڑپتے ہوگے تم اپنے منہ سے موت مانگتے ہو تو خواہش پوری ہوگی۔ خبردار ہو جاؤ لڑائی شدنی ہے پرے کا نظارہ پیش نظر ہوگا جوا کھیلنا چھل فریب کرنا سیدھے سادھے پانڈوؤں کو مکلی ڈال کر لوٹنا۔ دروپدی پر سر دربار بدعتیں کرنا یہ سب باتیں تیری نیکیاں ہی تو تھیں۔ پانڈوؤں ہی نے تمہیں زہر دیا۔ سانپ سے ڈسایا دریا میں ڈبویا۔ لاکھ کے مندر میں جلانے کا فریب کھیلا۔ تمہاری طرف سے کوئی بدسلوکی نہیں ہوئی۔ خیر گئے مُردے اُکھاڑنے سے کیا مطلب۔ گذشتہ راصلوٰۃ۔ پانڈوؤں نے ہی برائی کی تم نے جو کیا اچھا کیا اب آدھا راج بانٹتے ہو کہ نہیں کہے دیتا ہوں کہ دنیا الٹ پلٹ ہو جائیگی +

دوشاسن۔ راجہ دریودھن جی تم غلطی میں کیا پڑے ہو سب کے تیور دیکھو کیا کہہ رہے ہیں بھاگو یہاں سے۔ مجھے ڈر ہے کہ قید نہ ہو جاؤ +

دریودھن بہانہ ڈھونڈھ رہا تھا سب اہل دربار کی طرف گستاخانہ نظر ڈال کر وہاں سے اُٹھ بھاگا اس کے بھائی اور رفیق راجے بھی پیچھے چل دئے۔ بھیشم پتامہ نے دریودھن کی نالائقیوں پر افسوس کیا۔ سری کرشن جی سب کی طرف مخاطب ہو کر بولے:۔

ابھی تک خیریت ہے دریودھن کو مخالفت سے باز رکھئے ورنہ آپ ہی سب کا نام بدنام ہوگا

راجہ دھرتراشٹ۔ لڑکا نالائق ہو جائے تو طرح دینے میں خرابیاں ہوتی ہیں آپ کو لازم ہے کہ محبت پیار۔ دباؤ سے چشم نمائی سے دریودھن کے مزاج کی اصلاح کیجئے ورنہ آپ کو اختیار ہے +

ادھیائے ۱۹

راجہ دریودھن کی حماقت آمیز کارروائیوں اور سری کرشن جی کی بدخواہیوں پر سری کرشن جی اور راجہ دھرتراشٹ کا عتاب - دریودھن کو بدر جی کی فہمائش

دریودھن راج سبھا سے جا چکا۔ سب بزرگوں کی دلشکنی ہوچکی راجہ دھرتراشٹ کو تازہ کوفت پیدا ہوئی۔ بدر جی سے فرمایا کہ

رانی گاندھاری کو جلدی لاؤ۔ اب سر سے پانی گزرتا ہے۔ دریودھن کسی کی نہیں سنتا۔ شاید انہیں کی کچھ نصیحت کارگر ہو ⁂

بدر جی فوراً الٹے پاؤں گئے مہارانی کو ساتھ لئے ہوئے انہیں پیروں آگئے۔ راجہ دھرتراشٹ نے مہارانی گاندھاری سے فرمایا:-

جان نکالے سے نہیں نکلتی کیوں سر پھوڑوں۔ تمہارے کلنکی دریودھن کے سر کا بھوت نہیں اترتا۔ ساکشات بھگوان کرشن چندر نے خود سمجھایا مگر اس نے ان کی فہمائش کو بھی اس کان سے سنا اس کان سے اڑا دیا۔ مجھ کو تو اندھا سمجھتا ہی ہے مگر اس کو دودھ یا چار پلاتے ہیں تو سمجھتا ہے کہ زہر دیتے ہیں۔ پرسرام جی اور نارد جی وغیرہ سب حیرت میں ہیں کہ اس کی عقل کو کیا ہو گیا۔ الٹی مانتا ہے نہ سیدھی۔ اگر تمہیں خاندان کی خیر و عافیت منظور ہے تو کمبخت کو سمجھاؤ کہ کیوں لاکھ کا گھر خاک کر رہا ہے۔ ابھی کچھ نہیں بگڑا۔ سری کرشن جی یہیں ہیں جس وقت وہ مایوس پھرے پھر کچھ کرتے دھرتے نہ بن پڑیگا۔ وہ گھمسان لڑائی ہوگی کہ خون کی ندیاں بہہ جائینگی۔ تمہارے سب بیٹے سب بھائی بند سب راجے مہاراجے چٹنی ہو جائینگے ⁂

مہارانی گاندھاری۔ سارا معاملہ آپ ہی کا بگاڑا ہوا ہے نہ آپ دریودھن کو اتنا سر چڑھاتے نہ اس میں یہ خودسری سماتی۔ آپ تو راج پاٹ دیکر ہاتھ جھاڑ بیٹھے۔ مست کے ہاتھ میں تلوار دے کر پچھتانا کیا۔ جیسا کیا ویسا بھگتو۔ میں اس کی ماں ہوں۔ مگر مجھے

منظور نہ تھا کہ آپ اُسے مختار کل کریں ✣

آپ کا بھی کچھ قصور نہیں - ایشور کو جو منظور ہوتا ہے وہی ہوتا ہے اب پچھتاؤ فضول ہے مگر میں دریودھن کو بلا کر سمجھاتی ہوں جب وہ آپ کی نہیں سنتا تو میری کب سُننے لگا ہے - خیر تجھن جھڑ سے لیتی ہوں ✣

رانی نے اشارہ کیا - بدھر جی گئے - دریودھن کو حکم سُنایا - دریودھن جبراً و قہراً آیا اور بولا کیا ارشاد ہے ✣

رانی گاندھاری - بیٹا جتنی محبت تمہاری مجھ سے ہو سکتی ہے دوسرے کو ممکن نہیں بیٹا بڑھا بھی ہو جائے تو ماں کے سامنے وہی بچہ ہے جو دودھ پینے کے لئے گود میں مچلتا تھا - اب تم سمجھدار ہوئے سب اونچ نیچ سمجھنے لگے - ایشور نے اس لائق کیا کہ تمہارے پتا جی نے تمہیں راج پاٹ کا مالک کر دیا - تمہیں مناسب ہے کہ بڑوں کا کہنا مانو - بزرگوں کی رائے پر چلو خود رائی اچھی نہیں - شکنی دوشاسن اور کرن ابھی ناسمجھ ہیں - یہ کیا جانیں کہ حکومت کے معاملات کیسے نازک ہیں - دنیا میں کون نشیب و فراز سے سابقہ ہوتا ہے ان لوگوں کا کچھ نہ بگڑیگا اگر نقصان ہوگا تو تمہارا دیکھو سری کرشن جی ساکشات بھگوان تم سے درخواست کرتے ہیں - پرسرام اور نارد ایسے رشی جو رشی کی تم سے التجا ہے کہ پانڈوؤں سے میل کر لو میری بھی سچے دل سے یہی آرزو ہے کہ تم اور راجہ جدھشٹر یک دل ہو جاؤ - راجہ لوگ جب اندریوں کے بس اور غرور کے قابو میں ہوئے تو راج پاٹ سب خاک میں مل گیا ✣

ایشور نے تم کو بہت کچھ دیا ہے تمہیں کسی بات کی کمی نہیں - آدھا راج بانٹ کر ملاپ کر لو پانڈو کبھی عداوت نہ کرینگے بلکہ احسان مانینگے اگر دل میں گرہ پڑی رہی تو پھر آفت سر پر سمجھو پانڈو سارا زخم دم بھر میں دماغ سے نکال دینگے - دنیا بھر کا راج کیا ہے سوئی برابر بھی ہرگز زمین جیتے جی نصیب نہ ہوگی - پانڈوؤں کے کارہائے نمایاں دیکھتے جاتے ہو پھر بھی تمہاری آنکھیں نہیں ہوتیں اب تک جتنا چاہا تم نے اُنہیں تنگ کر لیا اب وہ دھرم کی پھانسی سے چھوٹ گئے وہ اگلی دلآزاریوں کا بدلہ نہ لیں تو آدھا راج لئے بغیر نہ رہینگے ابھی آدھے راج ہی پر سب باتوں کا توڑ ہے کہیں ان کو بھی ضد چڑھی اور معاملے نے طول پکڑا تو مجھے ڈر ہے کہ آدھی چھوڑ ساری کو دھاوے ✣ ایسا ڈوبے تھاہ نہ پاوے کی کہاوت سچ نہ ہو - سوچ لو تم نے ان پر کیا کیا بدتمیزیں نہ کیں مگر انہوں نے اُف نہ کی - عداوت

کا خیال ہی دل میں نہ لائے جب گندھرب تم سب کو عورتوں سمیت قید کر چکے تھے تب اُنہیں نے بچایا کہ تمہارے شکنی اور دوشاسن نے ؟ وہ تمہارے ساتھ نیکی کرتے ہیں تم احسانمندی کے عوض ناشکری کیا بلکہ پوری دشمنی کرتے ہو۔ یہ تمہیں زیبا نہیں کرشن جی موجود ہیں اور نہ کچھ کہو یہی کہدو کہ

آپ کے کہنے پر میل کیا جاتا ہے۔ نیکی۔ بدی۔ نفع نقصان کے آپ ذمہ دار:۔

پھر پانڈوؤں کی طرف سے کچھ بات ہو تو بیشک جو تمہارے دل میں آئے کرنا۔ اس وقت میرے کہنے سے غصہ تھوک ڈالو۔ عقل سے کام لو۔ چھوٹے بڑوں کا کہنا مانتے ہیں +

دریودھن غصے سے آگ بگولا ہو رہا تھا۔ اُس کی آنکھوں سے چنگاریاں اُڑتی تھیں مہارانی گاندھاری کے محبت آمیز اور نصیحت خیز کلمے زہر معلوم ہوتے تھے لفظ لفظ کلیجے میں نشتر چبھوتا تھا اُس نے جب وہی رگڑا اُسنا تو منہ پھیلائے تیوریاں چڑھائے اُٹھ کھڑا ہوا۔ مہارانی نے روکنا بھی چاہا مگر وہ کسی کی کب سنتا تھا چل کھڑا ہوا مہارانی قسمت کو جھینکنے لگیں سر پیٹ لیا اور رو پڑیں کہ

بس اب بنا بنایا گھر مٹا۔ دریودھن یہ ہرا بھرا باغ اُجاڑ کر دم لیگا +

دریودھن اپنی سبھا میں آیا تو شیطانی فوج پائی سب حواشی ایک آواز سے بولے کہ راجہ صاحب آپ بہت آتے جاتے ہیں کہیں دھرنہ لئے جائیے سری کرشن جی کا سانٹھ گانٹھ اور ملی بھگت ظاہر ہے جو ہے انہیں کی آواز کے ساتھ فٹ فٹ بولتا ہے ہماری آپ کی سی کوئی نہیں کہتا ہم کو یقین ہوگیا کہ اگر یہی لیل و نہار ہے تو قید خانہ ہوگا اور آپ سوروں کا کیا ذکر خود آپ کے پتا راجہ دھرتراشٹ کی نیت خراب معلوم ہوتی ہے وہ بھی جب بسنتے ہیں تب ادھی +

دریودھن۔ پھر علاج۔ تدبیر؟

دوشاسن۔ کچھ نہیں۔ بنیاد فساد اڑا دیجئے جب اڈا نہ ہوگا تو مکھی کس پر بیٹھیگی +

دریودھن۔ تو آخر منشا؟

شکنی۔ بس سری کرشن جی کو ہتھکڑی بیڑی پہنادیں اور بے فکر بیٹھیں پھر کس کا ڈر ہے کس سے دغدغہ؟

پانڈو انہیں کے بل پر کودتے ہیں جس وقت یہ قید میں پھنسے سب کے رخ ڈھیلے ہو جائینگے

پھر بھیم ارجن وغیرہ کو مار لینا کون بڑی بات ہے سر نہ ہوگا تو دھڑ کیا کریگا جڑ نہ ہوگی تو درخت کیا کھڑا رہے گا؟

چنڈال چوکڑی نے یہ تجویز بہت پسند کی حکمت عملیاں بھی شروع ہو گئیں مگر مثل ہے

دیوار ہم آغوشش دارد

سائے کے بھی کان ہوتے ہیں اتفاق سے ساتکی جی کو بھی خبر لگ گئی۔ دوڑے ہوئے کرت برما کے پاس پہنچے حکم دیا کہ

جھٹ پٹ ساری فوج ارد گرد کھڑی کرو۔ دیر نہ ہونے پائے کرت برما ادھر چلا ادھر یہ جھپٹے ہوئے آئے اور سری کرشن جی سے عرض کی :-

خواب خرگوش میں نہ رہئے دریودھن وغیرہ آپ کی گرفتاری کی فکر رہے ہیں ابھی (راجہ دھرتراشٹ اور بدُرجی سے) ذرا سُنئے گا آپ کے راجہ دریودھن جی کپڑے میں آگ باندھنے اور شیر کو مکڑی کے جالے میں پھنسانا چاہتے ہیں بیوقوف اپنے کو سمجھا ہی کیا ہے کہیں اُلٹی منہ کی نہ کھائے +

سری کرشن جی - راجہ دھرتراشٹ تمہارے بیٹوں کی حالت پر مجھے رحم آتا ہے ان کی حماقتیں نہ جانے کیا کرینگی - احمق مجھے گرفتار کرنا چاہتے ہیں - اچھا جو اُن کی مرضی دیکھوں تو کیتے ہیں - سچ کہتا ہوں اگر نگاہ بھر کر دیکھ لوں تو دریودھن - دوشاسن - شکنی - کرن چاروں جل کر خاک ہو جائیں - مگر مجھے کسی سے عداوت نہیں - بیر نہیں - ورنہ ابھی ان مغروروں کی مشکیں کسے ہوئے پانڈوؤں کے پاس پکڑے جاتا - اچھا میں بیٹھا ہوں دیکھوں کس کس میں کتنی کتنی طاقت ہے +

راجہ دھرتراشٹ کو دریودھن کی نالائقی پر غصہ آیا - بدرجی سے بولے :-

بلاؤ نالائق کو +

بدرجی گئے راجہ دھرتراشٹ کا ارشاد سنایا دوشاسن وغیرہ بہت سے کورو دریودھن کو حلقے میں لیکر پہنچے - راجہ دھرتراشٹ نے کہا :-

او بیوقوف بے عقل دریودھن تجھے کیا ہو گیا ہے تُو اور تیرے حواشی بھگوان سری کرشن چندر کو قید کرنے کی فکر میں ہیں کیوں شامت سوار ہے جس کی طرف راجہ اندر آنکھ نہیں اٹھا سکتے اُن کی شان میں یہ گستاخیاں اُن سے بیوجہ دشمنی مجھے ڈر ہے کہ اُن کی آتش غضب

ایک ایک کو پھونک ڈالا ۔

بدرجی۔ راجکمار راجہ دریودھن۔ بدھ بندر مے پتھر برسائے۔ بہت کچھ زور آزمائی کی مگر سری کرشن جی نے مسل کے سامنے رکھ دیا نرکاسر کی سی طاقتیں آج کس کوروں میں ہیں راجاؤں کی ۱۶ ہزار راجکماریاں قید مصیبت میں ڈال رکھی تھیں۔ جس وقت کرشن جی سے جھیڑ چھاڑ کی مارا گیا۔ سب راجکماریوں کو حبس سے نجات دی ۔

نرموگن نگر کے چھ ہزار مہادوتوں نے سری کرشن جی کا کیا بنا لیا یہی ہوا کہ مارے گئے بچپن میں تو پوتنا۔ گدھاسر۔ بکاسر کی معلوم ہے کہ کیا دُرگت ہوئی۔ کیشی۔ یکھ۔ چوڑ اور کنس دنت۔ ششپال۔ باناسُر ایسوں کی حالت سب جانتے ہیں کیسی مٹی خراب ہوئی۔ اگن دیوتا کی دُھنوں نے کورنہ دبا دی۔ راجہ اندر کا سر نیچا کیا۔ مدھوکیٹب۔ ہرناکش راون کمبھ کرن۔ دکھ دولکھن ایسے زبردست اور کال کو جیتنے والے راچھس انہیں کی تیغ غضب کی نذر ہوئے پھر بھلا کوروؤں میں کس کی مجال ہے کہ ان کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی دیکھ سکے ۔

ادھیائے ۱۷

راجہ دھرتراشٹ کے دربار میں سری کرشن جی کی اعجاز نمائی و اظہار قدرت

دریودھن بدرجی کی تقریر ابھی سُن ہی رہا تھا کہ سری کرشن جی بول اُٹھے راجہ دریودھن تم مجھے سمجھتے ہو کہ بیک۔ بینی و دوگوش ہوں ابھی کہو تو تمہاری آنکھیں کھول دوں تمام مہاتمار شی منی۔ اندھک بنسی۔ پانڈو۔ ۱۲ سورج۔ ۱۱ رُدر۔ مہادیوجی سوام کارتک ۸ بسو۔ اسونی کمار۔ تمام رشی اسی وقت آنکھوں کے سامنے موجود ہو جائیں یہ فرما کر ایک قہقہہ لگایا تو عجیب ہی اعجاز قدرت نظر آیا چشم اقدس سے لاکھوں بجلیاں چمنے لگیں۔ مہادیوجی اندر۔ جم۔ کویر۔ برن۔ ۸ بسو۔ ۱۱ رُدر۔ سپت رشی۔ سورج۔ چاند۔ گندھرب۔ کنہر۔ رُوئیں روئیں میں جلوہ افروز دکھائی دینے لگے۔ پیشانی سے برہما۔ سینہ سے مہادیوجی۔ بازوؤں سے لوکپال (یعنی اندر۔ برن۔ جم۔ کویر) منہ سے اگنی کا ظہور ہُوا۔ ادیتہ۔ سادہ بسو۔ اسونی کمار۔ بسوے دیوتا۔ نیکش۔ گندھرب کنہر عضو عضو سے نمایاں ہو گئے ۔

ارجن دائیں طرف۔ سری بلدیو جی بائیں طرف کھڑے ہو گئے اُن کے ہاتھ میں گانڈیو دھنش تھا۔ اُن کے ہاتھ میں ہل موسل۔ پیٹھ سے جدھشٹر۔ بھیم سین۔ نکل سہدیو۔ پردمن۔ اندھک بنسی و برشنی بنسی ظاہر ہو گئے۔ سنکھ چکر۔ گدا پدم نے اپنی رونق دکھائی اس وقت سری کرشن جی جمال عالم افروز پر نظارہ ٹھہرتی تھی ہزاروں بازوؤں سے پیکر نور کا وہ رعب و داب تھا کہ حاضرین محفل کو تاب نظارہ نہ رہی۔ سب آنکھیں بند کئے ہوئے سکتے کے عالم میں کھڑے ہو گئے۔ رشیوں منیوں اور بھیشم پتامہ وغیرہ کی تو آنکھیں کھلی ہوئی تھیں راجہ دھرتراشٹ اندھے تھے اُن کی بھی آنکھوں میں نور آگیا وہ جلوہ انوار کو دیکھکر ڈنڈوت کرنے لگے۔ دریودھن وغیرہ کی روح قبض ہو گئی۔ مارے ڈر کے ڈُلھ بھاگ گئے۔ راجہ دھرتراشٹ نے بڑے ادب سے استت کی تسلیم کیا کہ واقعی یہی ذات مقدس۔ خلائق عالم اور معبود حقیقی ہے میں خاک قدم سے بھی بدتر ہوں۔ مگر ان کی نظر عاطفت کا کہاں تک شکریہ ہو جو زندگی بھر آنکھوں کا محتاج رہا۔ اُسے بیشمار آنکھیں عطا فرمادیں۔ مگر جن آنکھوں سے آپکو دیکھ چکا اُن آنکھوں سے اور کسی کو دیکھنا منظور نہیں یہ آنکھیں واپس لے لیجئے +

سری کرشن جی نے دو آنکھیں رہنے دیں اور آنکھیں غائب کرلیں تمام لوگ اس اعجاز قدرت اور کرشمۂ وحدت و کثرت سے حیران ہو رہے تھے کہ دفعتہً سری کرشن جی نے وہ جلوۂ قدرت نظروں سے غائب کردیا پھر وہی کرشن چندر نظر آنے لگے جو راجہ جدھشٹر کا پیغام لائے تھے۔ سری کرشن جی نے راجہ دھرتراشٹ سے رخصت مانگی۔ راجہ دھرتراشٹ نے دست بستہ گذارش کی کہ

مہاراج آپ سے کوئی بات پوشیدہ نہیں رہی میں سچے دل سے چاہتا ہوں کہ پانڈوؤں کو راج مل جائے سب بھائی اتفاق کریں مگر بڑھاپے نے مجبور کر رکھا ہے میں خود ڈرتا رہتا ہوں کہ کسی وقت یہ سب شریر النفس۔ ننگ خاندان مجھ ہی کو قید میں نہ ڈال دیں +

سری کرشن جی۔ میں تمام اہل دربار سے اپنا فرض ادا کرچکا۔ آج سے میں بری الذمہ ہوا جاتا ہوں راجہ جدھشٹر سے آپکی معذوری اور دریودھن کی شر انگیزی کا ذکر کروں گا پھر جو کچھ مصلحت ہوگی وہ کیا جائیگا مگر میں افسوس کرتا ہوں کہ کورو خاندان کا ستارہ برج نحس میں آگیا +

یہ فرماکر سری کرشن جی رتھ پر سوار ہوئے اور مہارانی کنتی کی قدمبوسی کا عزم کیا +

ادھیائے ۱۸

سری کرشن جی کی مہارانی کُنتی کی قدمبوسی کُنتی جی کی پانڈووں کو حصول تخت کے لئے جنگ و جدل کی تحریک بھیشم پتامہ وغیرہ کی دریودھن کو نصیحت

سری کرشن جی مہارانی کُنتی کی خدمت میں گئے یعنی راجہ دھرتراشٹ کی معذوری اور دریودھن کے زعم فاسد و حماقت بیجا کی ساری سرگذشت سنا کر پوچھا کہ آپ کا کچھ پیغام ہے جو فرمائیے پانڈووں سے کہ دوں ◆

مہارانی کُنتی بس یہی کہ حد ہو چکی اب صلح وہی فضول ہے بلا سے لڑائی میں جان چلی جائے مگر کوروؤں کی ہڈیاں ایک دفعہ ضرور چرچرا کئے بغیر نہ رہیں اگر طاقت نہ ہو لیاقت نہ ہو تب تو چڑ چڑ گھسٹرو بنیں۔ جب ہاتھ پاؤں میں جان ہے تو پھر دبنے کی کیا وجہ ہے ہتھیار اٹھائیں اور راج چھین لیں کسی کے سامنے گڑگڑانے کی کیا ضرورت ہے مانگے جانچے تو وہ جس کے ناخن گر گئے ہوں ارجن کے لئے آکاش بانی ہے کہ یہ دنیا کے سرکشوں کا سر کچلیگا تمام تاجداران عالم اس کے تیروں کا لوہا مانینگے۔ جب یہ ہے تو پھر دیر کیا جھجک کیسی خم ٹھونکیں اور کھادیں آپ پریشر آپ دکو موجود ہی ہیں آپ جس کی طرف ہوں اُس کو کون جیت سکتا ہے پس میرا پیغام اور کچھ نہیں وہ راج کی فکر کریں اور میری آنکھوں کو شربت دیدار پلائیں ◆

بھیشم پتامہ اور درونا چاریہ وہاں پر موجود تھے اُنھوں نے کُنتی مہارانی کی تقریر سنکر دریودھن سے کہا کہ معاملہ نازک ہے بہتر ہے کہ صلح کرلو۔ بیراٹ نگر میں اکیلے ارجن نے ہم سب کو ڈھیر کردیا تھا کسی کے بنائے کچھ نہ بنتی تھی۔ اب بھی ہم سب وہی ہیں اور ارجن بھی وہی اُس پر سری کرشن جی کی حمایت طرہ۔ پھر بھلا پانڈووں سے سربر ہونے کی کون امید ہے ہم لوگ بہت بوڑھے بعمر پہنچ چکے۔ بڑھاپے میں منہ پر سیاہی لگنا باقی رہ گئی تھی اس کیلئے تم نے سامان کردیئے ہم کو حیرت ہے کہ اس لائق و فائق ارجن سے کیونکر لڑ سکینگے جو ہم لوگوں کی تم سے ہزار درجہ زیادہ

عزت کرتا اور بزرگی تسلیم کرتا ہے معلوم ہو گیا کہ تم ہم لوگوں کی جان کے پیچھے پڑ گئے ہو لاکھوں آدمیوں کا خون مفت ہو گا- اور ہاتھ جھنجھنی بھی نہ آئیگی +

ادھیائے ۱۹

سری کرشن جی کی کرن کو تحریک جوشِ خون کرن کا دریودھن کی ترک رفاقت سے انکار

جس وقت مہاراج کرشن چندر ہستناپور سے چلے تمام کوروؤں کو رخصت کر دیا مگر کرن کو زینہ پر بٹھایا- اور بہت سی فہمائش کیں راجہ دھرتراشٹ نے سنجے سے دریافت کیا کہ کرن کو ساتھ لے جانے سے سری کرشن جی کی غرض تھی؟

سنجے- آپ جانئے اُن سے بڑھکر عقل کس میں ہے اُنہوں نے مصلحتاً کرن کو ساتھ لے لیا جو کچھ گفتگو ہوئی وہ حرف بحرف نہ سہی تو کم و بیش مجھے معلوم ہے آپ اُس سے نتیجہ نکال لیں سری کرشن جی نے کرن سے فرمایا +

تم مہارانی کنتی کے فرزند اکبر ہو جب کنتی کنواری تھیں تب سورج بھگوان کی فیض نظر سے تمہارا جنم ہوا تمہارے بعد پانچوں پانڈو عالم وجود میں آئے بس تمہارے بڑے بھائی ہونے میں کس کو شک ہو سکتا ہے تم پانڈوؤں کے بزرگ ہو چلیں میں تمہیں لے چلوں- جدھشٹر کو فخر ہو گا کہ ان کے بڑے بھائی نے درشن دئے وہ ہر وقت خدمتگزاری کرینگے نگاہ دیکھتے رہینگے راج سنگھاسن پر بٹھائینگے رانی دروپدی شریک جلوت و خلوت رہیگی- ان کے مددگار رشتے تمہارے سامنے سر ادب خم کرینگے بھیم سین وارجن وغیرہ کو پاؤں دبانے تک سے عذر نہ ہو گا اگر تم چلو تو میں پہنچتے ہی راج سنگھاسن پر بٹھا دوں +

کرن- آپ کی ذرہ عنایت کا شکریہ- مگر دیکھئے تو وہ رشتہ کہاں رہا- ماتا کنتی نے سورج بھگوان کے اشارے سے مجھے دریا میں پھینک دیا وہ مجھ سے ہاتھ دھو چکیں میرے ماں باپ تو وہی سوت ہیں جنہوں نے دریا موت سے نکال کر جان بچائی- پالا پرورش کی سوت کی استری بانجھ تھی اُسے معلوم ہی نہ تھا کہ لڑکا کسے کہتے ہیں مگر میری صورت دیکھتے ہی جوش مادری سے دودھ اُتر آیا پھر جو کچھ گوہ موت کیا وہ اسی نے وہ میری ماں نہیں تو اور کون میرا فرض ہے کہ اپنے دھرم کے

ماں باپ کی خدمتگزاری سے گھڑی بھر غافل نہ ہوں۔ مجھے جو سُوت پتر کہلانے سے فخر حاصل ہو رہا ہے وہ کنتی پُتر کہلائے جانے سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ ایشور کی کرپا سے میری کئی شادیاں ہوئیں بیٹے بھی موجود ہیں پوتوں سے بھی گھر کی رونق ہے اگر کنتی جی میری ماتا ہوتیں تو ممتا کی آنچ اور کلیجے کی ممتا کبھی دریا میں ڈبونے کی روادار نہ ہوتی آپ نے اُس وقت یہ بات چھیڑی جب میں دریودھن سے قول ہار چکا اب میں زبان کی پابندی نہ کروں تو زندگی پر زوف ہے آپکے اقبال سے مجھے دولت و سلطنت کی پروا نہیں کوروؤں کا سارا راج میری ہی مٹھی میں ہے۔ مالک ہوں سفید کروں یا سیاہ۔ بہت سے ملک فتح کر کے دریودھن کی نذر کر دئے ہزاروں راجے مہاراجے قدموں پر سر جھکانا اپنا فخر سمجھتے ہیں کسی بات کی کمی نہیں ایسی حالت میں دریودھن کی رفاقت سے منہ موڑنا ادھرم ہے مجھے ایسی بے وفائی اور دغابازی پسند نہیں ⁂

ارجن کو مجھ سے خاص دشمنی ہے میری ہی عداوت سے اُس نے سورگ میں شستر ودیا سیکھی۔ مہادیو جی سے مقابلہ کیا میں نے بھی اُس کے زیر کرنے کے لئے بہت پاپڑ بیلے تمام دنیا جان گئی کہ ایک روز ارجن اور کرن خم ٹھونکینگے۔ سب کو دونو کے جوہر مردمی دیکھنے کا اشتیاق ہے اس میں میں ارجن سے میل کر کے دنیا کو کیا منہ دکھاؤنگا۔ سب یہی سمجھینگے کہ کرن دبک گیا۔ آپ تو سب ویدوں اور شاستروں کے ماہر بلکہ صاف تو یہ ہے کہ مصنف بھی ہیں آپ ہی فرمائے کہ دریودھن کو بلا میں پھنسا کر خود حریف سے میل جول کرنے کا اشارہ کس قانون اخلاق میں ہے آپ کی قدرت کا جہاں اندازہ نہیں وہاں ارجن کی بھی طاقت کا کوئی جواب نہیں دے سکتا بیشک وہ لاکھوں پر بھاری ہے مگر مہاراج خواہ کچھ ہی ہو ایک مرتبہ چھٹی کا دودھ یاد نہ کرا دوں تو کرن نام نہیں یہ بات اور ہے کہ میں نشانۂ تیر اجل ہوں یا وہ۔ لیکن میں مرونگا بھی آپ اور ارجن کے مقابلے میں نام کر کے سرخرو ہو کر۔ کوروؤں کا سر اونچا کر کے زمانے کو جوہر شجاعت دکھا کر ⁂

راجہ جدھشٹر کو مطلق خبر نہیں کہ اُن کا بڑا بھائی ہوں یا دشمن اُن کو یہی خیال ہے کہ کرن دشمن جانی ہے بڑا بھائی نہیں یہ بڑی خوش نصیبی کی بات ہے آپ کو میری قسم اس راز کو کبھی زبان پر نہ لائیگا اگر آپنے بھید کھول دیا تو میرے واسطے بڑی خرابی ہوگی راجہ جدھشٹر دھرماتما ہے بڑا بھائی سمجھکر ہتھیار ڈال دیگا اور میں خونریز یگیہ کے پھل سے محروم رہ جاؤنگا۔ میں بیوقوف نہیں مجھے سب معلوم ہے کہ کیا شدنی ہے۔ ارجن کی جے ہوگی اور ہم سب باری باری مارے جائینگے بچینگے صرف آپ پانڈو اور ساتکی جی بھیشم پتامہ سے سری گنیشا ئمنہ

ہوگی سوروناچارج کا دوسرا نمبر ہوگا۔ ارجن کے ہاتھ سے میری موت ہے بھیم سین دوشاسن کا خون چوس کر دریودھن کی ران توڑیگا۔ دیکھ لیجئے گا یہی سب باتیں ہونگی مگر میں ہاتھ جوڑتا ہوں کہ اس گفتگو کو اپنے ہی تک رکھئے گا۔ میں نے آپ کی بات نہ مانی۔ ضرور قصوروار ہوں صاف جواب دے کر گستاخی کی۔ میں معافی مانگتا ہوں۔ آپ تو عالم الغیب ہیں۔ ماضی حال مستقبل کی کون سی بات آپ کے چشم خیال سے پوشیدہ ہے ذرا فرمائیے روئے زمین کی سرنوشت میں بربادی نہیں لکھی ہے کیا میں دریودھن۔ دوشاسن اور شکنی چاروں کی قسمت میں دنیا کی تباہی کا کلنک نہیں +

کروکشیتر کی سرزمین کو پرسرام جی نے ۲۱ مرتبہ خون سے سیراب کیا اب وہ پھر پیاسی ہے اگر وہاں خون کی ندیاں نہ بہینگی تو بے زبان زمین کی پیاس کیونکر بجھے گی۔ تمام پنڈتوں تمام تجربہ کاروں کو یقین ہے کہ دریودھن کے دن پورے ہوگئے۔ بدشگونیاں بھی کوروؤں کو پیغام موت سنا رہی ہیں ہرنوں کی قطاروں کی بائیں طرف دوڑ دھوپ۔ گھوڑوں کے تعاقب میں چیل۔ بگلوں کی پرواز۔ آسمان سے خون اور گوشت کی بارش بھی خبر دیتی ہے کہ کورو مٹے اور راجہ جدھشٹر کا اوج اقبال ہوا ایک اپنا خواب سناتا ہوں سنئیے +

سوتے سوتے کیا دیکھتا ہوں کہ سفید ہاتھی پر زرکار جھول پڑی ہے۔ جواہر نگار عماری پر آپ اور ارجن رونق افروز ہیں۔ قریب ہی ہڈیوں کا ایک انبار لگا ہوا ہے جس پر راجہ جدھشٹر سونے کے تھال میں کھیر اور گھی بڑے مزے سے نوش جان کر رہے ہیں +

جونہیں آنکھ کھلی میں سمجھ گیا کہ خواب نہیں راجہ جدھشٹر کی فتح اور ترقی اقبال کے واسطے الہام ہے ان باتوں سے آپ میرا خیال سمجھ سکتے ہیں کہ کیا ہے میں شدنی پر نظر کر رہا ہوں سجانتا ہوں کہ دنیا بہادروں سے خالی ہونے والی ہے پس ہونہار کو ٹالنا میرے اختیار میں کہاں سب کو اپنی قسمت پر چھوڑ دیجئے +

ادھیائے ۲۰

مہارانی کُنتی اور کرن کی گفتگو۔ اُدھر سے پانڈوؤں کی حمایت کا اصرار۔ اِدھر سے انکار

سری کرشن جی کی روانگی کے بعد بدر جی کنتی مہارانی کی خدمت میں گئے سری کرشن جی اور دریودھن وغیرہ کی ساری گفتگو سنائی ۔ ماتا کنتی نے کرن کی پیدائش اور نکھیتی کا ذکر چھیڑا ہی تھا کہ کرن آموجود ہوا اور عرض کی کہ

مہارانی کنتی جی ۔ رادھا کا بیٹا اور رتھی کے کلیجے کا ٹکڑا حاضر ہے کرن آپ کو ڈنڈوت کرتا ہے آپ ارشاد فرمائیے آج آپ یہاں کہاں ۔ آپ کو تو میں نے آپ کے رنواس کے سوا اور کسی جگہ نہیں دیکھا۔ جو کچھ کام ہو بے تکلف ارشاد فرمائیے +

کنتی ۔ پیارے کرن تم نے اپنے کو سوت پتر کیسے کہا تم میرے کلیجے کے ٹکڑے ہو سورج کی مایا سے کچھ ایسے معاملات پیش ہوئے کہ تم مجھ کو اب نہیں پہچان سکتے تم پانچوں پانڈوؤں سے بڑے ہو بڑا بھائی باپ کے برابر ہوتا ہے مگر افسوس کہ تم مغالطے سے انہیں بھائیوں سے عداوت کے برتاؤ کرتے ہو جو تمہاری بزرگی معلوم ہونے پر پاؤں دھو دھو کو اپنے لئے امرت سمجھیں جو سگے بھائی خدمتگزاری کے لئے موجود۔ اطاعت کو حاضر ۔ اُن سے عداوت اور دریودھن سے محبت ۔ یہ عجیب الٹی دانسی ہے یا تو تم راج کے مالک بنو یا جدھشٹر کے ہیل میل سے راج کرو بات ایک ہی ہے مگر اپنے بھائیوں کے دشمنوں کا ساتھ دینا جوش خون کے خلاف ہے ۔ تم سے کون بات چھپی ہے راجہ جدھشٹر کا سارا راج پاٹ دریودھن نے چھین لیا ۔ پانڈوؤں نے سانس نہ لی ۔ تم بڑے بھائی تھے ۔ بڑے بھائی کی بزرگی ایسی نہیں جو حاضر وغائب نظرانداز ہو سکے کوروا بتک بچ رہے تو سمجھو کہ تمہارا ہی لحاظ تھا ۔ لحاظ سے یہ مطلب نہیں کہ وہ تمہیں اپنا بزرگ سمجھتے تھے بلکہ بزرگوں کا اقبال ہی ایسا ہوتا ہے جس سے چھوٹوں کو خود بخود ادب ملحوظ ہوتا ہے تم جانتے ہو کہ دوشاسن وغیرہ نے سانٹھ گانٹھ کرکے پانڈوؤں سے راج پاٹ چھین لیا جو اُن کو تکلیفیں اُٹھانا پڑیں وہ خیال کرنے سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں تم بھی دریودھن وغیرہ کے کہنے میں آگئے اپنے سگے بھائیوں سے دشمنی پرائے پیٹ کے خود غرضوں سے دوستی کرنا تم ایسے سورج کمار اور کنتی پتر کو زیبا نہیں

کنتی یہ باتیں ہی کر رہی تھی کہ آکاش سے ایک آواز سنائی دی +

کرن! کنتی کی بات نہ ٹالنا ۔ انہیں کی فرمانبرداری و رضاجوئی سے تمہارا بھلا ہے

کرن سورج کی آکاش بانی سُننے پر بھی اپنے مستقل ارادوں سے نہ پھرا وہ بولا

اے کشتری رانی پانڈو کُل کی سرتاج آپ نے جو کچھ فرمایا سب خلاف ہے تم نے لڑکپن

میں جو کچھ کیا اُسے میں کیا جانوں اُس کا لطف یا تو سورج دیوتا نے اٹھایا ہوگا یا آپ نے میں تو اُس دکھ کو جانتا ہوں جو آپ نے دریا میں ڈبو کر مجھ کو دیا تھا اگر آپ میری ماں ہوتیں تو کبھی ایسی بیرحمی نہ فرماتیں جو اپنے بچے کے ساتھ ناگن بھی گوارا نہیں کرتی ابتک آپ نے یہ بھید مخفی رکھا اب آپ ڈھنڈورا پیٹنا چاہتی ہیں۔ یہ بعداز وقت ہے میں اب دریودھن کی رفاقت نہیں چھوڑ سکتا۔ جب تک زندہ ہوں اس کی جاں نثاری کرونگا۔ جب لڑائی کی ٹھن گئی تو ایسے بھر دن میں آکر ایک غریب کا گلا کٹوانا میں اپنے جیتے جی پسند نہیں کرتا اگر اب میں پانڈوؤں کی طرف ہوجاؤں تو زمانہ ہنسیگا۔ تھوکے گا کہ پانڈوؤں کو زبردست جانکر دریودھن کی رفاقت چھوڑ دی۔ میں ضرور لڑونگا مگر یہ وعدہ کرتا ہوں کہ جدھشٹر بھیم سین۔ نکل سہدیو پر میری ذات سے آنچ نہ آئیگی۔ رہ گیا ارجن اُس سے اور مجھ سے مقابلہ ضرور ہوگا خواہ وہ مجھے مارے یا میں اُسے۔ بہر حال آپ کو پانچ بیٹوں سے مطلب ہے میں مارا گیا تب بھی آپ کے پانچوں کے پانچوں بیٹے کو سمجھ دیں۔ ارجن کو موت آئی تو بھی آپ کے پانچ بیٹے نہیں گئے ہیں۔ چار پانڈو ہونگے اور ایک میں +

ادھیائے ۲۱

سری کرشن جی کی پانڈوؤں سے ملاقات
صلح سے مایوسی۔ تیاری جنگ

سری کرشن جی بیراٹ نگر میں پہنچے پانڈوؤں سے ملے ساری گفتگو بیان کی اور کہا کہ راجہ دریودھن کے سر پر موت سوار ہے اُس نے گیارہ اکشوہنی دل اکٹھے کئے ہیں اُس کو ملک کا غرور ہے بس عجلت کرو کہ سرنیچا کیا جائے +

راجہ جدھشٹر نے بھائیوں کو حکم دیا کہ ساتوں اکشوہنیاں تیار رہیں۔ جس وقت اشارہ ہو اسی وقت کوچ کریں +

ان ساتوں اکشوہنیوں کے سپہ سالار حسب ذیل مقرر ہوئے +

راجہ درو پد۔ راجہ بیراٹ۔ دھرشٹ دمن سکھنڈی۔ ساتکی۔ چیکتان بھیم سین۔

اب یہ بات چھڑی کہ سپہ سالار اعظم کون ہو جو بھیشم پتامہ ایسے شور بیر سے ٹکر لے سکے سب

اپنی اپنی رائے دینے لگے۔ سہدیو بولا

راجہ بیراٹ سے بڑھکر ہمارا ہمدرد کوئی نہیں نہ اُن کے مقابلے کا کوئی راجہ ہے ✦

نکل۔ میری رائے ناقص میں یہ اعزاز مہاراجہ دروپد کو ملنا چاہیئے۔ اُن کا راج بھی پشت ہا پشت سے واجب التعظیم ہے زمانہ دیدہ بھی ہیں اور بھیشم پتامہ کے تیروں کا منہ اُن کے سامنے نہ ہو سکیگا جو بان اُٹھیگا ادب و لحاظ کو ملحوظ رکھے گا ✦

ارجن۔ میری رائے میں بزرگوں کو تکلیف دینا مناسب نہیں۔ دھرشٹ دمن سے زیادہ موزوں میری نظر میں کوئی نہیں یہی وہ ذات ہے جو درونا چارج ایسے شوربیروں کو خاک پر سلائیگی۔ اُن کو قالب انسانی اسی واسطے ملا ہے کہ اپنے بانوں سے درونا چاریہ کی ہیکڑی ہی گرد برد کردے ✦

بھیم سین۔ مَیں کسی کی رائے سے مخالفت نہیں کرتا مگر مناسب سمجھتا ہوں کہ سکھنڈی ہی کو یہ اعزاز حاصل ہو۔ وجہ یہ کہ بھیشم پتامہ کوروں کے مڈھ ہیں ان کی موت سکھنڈی ہی کے ہاتھ سے ممکن ہے ✦

راجہ جدھشٹر۔ جتنے منہ اُتنی باتیں ہیں مَیں کچھ فیصلہ نہیں کرسکتا۔ مَیں اس جھنجھٹ کو سری کرشن جی کی رائے پر چھوڑتا ہوں جو وہ کہیں وہی پتھر کی لیک ✦

سری کرشن جی۔ مَیں سب کی تقریر سُن چکا اب شام ہوگئی سندھیا وغیرہ کا وقت ہے رات بھر کے لئے یہ بکھیڑا موقوف رکھو جب سویرا ہوگا دیکھا جائیگا تم کچھ فکر نہ کرو راج تہیں ملیگا۔ تمہارے بھائی صحیح و سلامت رہینگے۔ دریودھن مع فوج قتل ہوگا دیکھنا۔ اور راجہ دروپد۔ دھرشٹ دمن بھیم سین۔ ارجن کے سامنے کون ٹک سکتا ہے مگر عجلت کیا ہے رات بھر تو صبر کرو ✦

سب کو دلجمعی ہوگئی ہر ایک نے سندھیا وغیرہ سے فراغت حاصل کرکے تھوڑی دیر ادھر اُدھر کی باتیں کیں پھر مائل استراحت ہوئے ✦

ادھیائے ۲۲

کورو کشیتر میں پانڈوؤں اور کوروؤں کی اٹھارہ اکشوہنی فوج کا اجتماع

صبح ہوئی آفتاب کی شعاعیں تیز آبدار کی طرح چمکنے لگیں۔ سری کرشن جی کے مشورے سے پانڈوؤں نے فوج کو آراستہ ہونے کا حکم دیا۔ اہل لشکر پہلے ہی لیس تھے حکم پاتے ہی میدان کروکشیتر کی طرف فوج روانہ ہوئی ؛

رتھوں اور گاڑیوں کا تانتا لگ گیا۔ ہزاروں فوجی نشان ہوا میں اُڑتے ہوئے نظر آئے۔ آگے پیچھے دائیں بائیں دلاورانِ جنگ آزما تھے بیچ میں راجہ جدھشٹر کا رتھ۔ رتھ بھی کون۔ سورج کے رتھ کی طرح زرق برق۔ بار برداری کے جانوروں اور چھکڑوں کا شمار نہ تھا۔ توپخانہ ساتھ۔ گولہ بارود کی افراط۔ زرہ جوشن۔ بکتر۔ چلتے۔ خود۔ چار آئینے بکثرت۔ تیروکمان۔ برچھے۔ بھالے۔ ڈھال۔ تلوار۔ گدا۔ مگدر بیحد۔ فوج سات اکشونی ہمراہ۔ تاجداران موافق ہمرکاب ؛

جب کروکشیتر میں پہنچے۔ صاف ستھری زمین پر لاکھوں ڈیرے۔ خیمے شامیانے گھیرے کھڑے ہو گئے کوسوں تک تل رکھنے کو جگہ نہ رہی اسباب رسد اور سامان جنگ سب ڈھیر ہو گئے۔ پانڈوؤں کا لشکر غربی حصے میں فراہم ہوا جہاں سرد پانی کے چشمے کروڑہا ذیروحوں کی آسائش کے لئے قدرت کی طرف سے موجود تھے دریودھن بھی مقابلے کے لئے مشرقی حصے میں جا ڈٹا مگر دماغ عقل سے خالی تھا۔ اُس جگہ پڑاؤ ڈالا جہاں پانی کھاری اور بدمزہ تھا ؛

فریقین نے اپنی اپنی حفاظت کے لئے خندقیں کھدوائیں پشتے باندھے مورچے قائم کئے۔ دریودھن جب خیمۂ زرکار میں تخت جواہر نگار پر رونق افروز ہوا۔ تمام اہل خاندان۔ ارکان دولت۔ سرداران لشکر اور راجگانِ عالیشان صف بصف آبیٹھے۔ دریودھن سب کو صلاح جنگ سے آراستہ دیکھکر از حد خوش ہوا اور بھیشم پتامہ جی سے بولا

"اس وقت بزرگوں میں آپ ہی ہیں۔ آپ ہی کا سایہ ہمارے لئے مبارک ہے آپ ہی کے برتے پر پانڈوؤں سے جنگ آزمائی کی ٹھانی ہے بس شری گنیشائنہ کیجئے اور مقدمۃ الجیش بنکر جو حکم فرمائیے اُس کی سب تعمیل کریں ؛

تمام راجاؤں نے بھی دریودھن کے الفاظ دہرائے جن پر بھیشم پتامہ جی نے رضامندی ظاہر کی۔ اُٹھے غسل کیا۔ پوشاک بدلی۔ ہتھیار سجے اور دریودھن کے خیمے میں تشریف لائے تو ہر طرف سے جے بھیشم پتامہ کی صدا بلند ہوئی جو تھا یہی کہتا تھا کہ بھلا ان سے مقابلہ کرے

کس کی مجال ہے واقعی گیارھوں اکشونیوں کی افسری کا اگر کوئی مستحق ہے تو یہی مہاراجہ بھیشم پتامہہ۔ راجہ دریودھن مجھے اس خدمت سے معاف رکھو۔ کرن کو بہت کچھ زعم ہے وہ میری کچھ حقیقت نہیں سمجھتا۔ اگر وہ میدان جنگ میں جائیگا تو میں تیر و کمان سے دست بردار ؁

کرن۔ آپ شوق سے جائیے لڑئیے میں پہلے ہی قسم کھا چکا ہوں کہ جبتک آپ ہار نہ مانینگے تب تک ہتھیار کو ہاتھ نہ لگاؤنگا جب آپ ہار مان جائینگے تب میں دکھادونگا کہ کرن میں بھی کچھ طاقت ہے یا تو میں ارجن کو نشانۂ تیر بناؤنگا یا وہ مجھے خاک پر سلائیگا ؁

دونو طرف جنگ کی تیاریاں ہوگئیں۔ سب سامان لیس ہوگیا جو پانڈوؤں کے مددگار راجے بھولے بھٹکے ادھر سے گزرے انہیں دوشاسن و شکنی نے اپنے یہاں روک لیا ایسے فقرے چلے کہ وہ بھی چیر غشو ہوگئے مگر پانڈوؤں کو دغا و فریب سے کچھ سروکار نہ تھا۔ وہ صرف کرشن چندر جی کے بھروسے پر کسی کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ مددگار راجاؤں کی ایسی خاطر تواضع تھی کہ سب کا دل خوش ہوجاتا تھا۔ جانبین کے فوجی پڑاؤ منزلوں تک تھے وسط میں ایک ایسا وسیع میدان خالی تھا جس میں ایک دم سے لاکھوں فوج تیر و خنجر کے جوہر دکھا سکے پانڈوؤں کی طرف سات اکشونی فوج تھی اور دریودھن کے زیر علم گیارہ۔ اس اٹھارہ اکشونی دل کے علاوہ نہ جانے کتنے فیلبان۔ سائیس۔ شتربان۔ گھسیارے۔ بھارکش۔ خدمتگار۔ گویندے مخبر۔ پیغامبر۔ نعش بردار۔ گورکن وغیرہ تھے۔ گیارہ اکشونی دل کی تعداد حسب ذیل تھی ؁

تفصیل لشکر	پانڈو (سات اکشونی)	کورو (گیارہ اکشونی)	میزان (اٹھارہ اکشونی)
دلاورانِ فیل نشین	۱۵۳۰۹۰	۲۴۰۵۷۰	۳۹۳۶۶۰
اسپ سوار	۴۵۹۲۷۰	۷۲۱۷۱۰	۱۱۸۰۹۸۰
رتھ سوار	۱۵۳۰۹۰	۲۴۰۵۷۰	۳۹۳۶۶۰
فوج پیادہ	۷۶۵۴۵۰	۱۲۰۲۸۵۰	۱۹۶۸۳۰۰
میزان	۱۵۳۰۹۰۰	۱۴۰۵۷۰۰	۳۹۳۶۶۰۰

وضع ہو کر ایک اکشونی میں فوج کی تعداد حسب ذیل ہوتی ہے

قسم فوج	پینی	سیناکھ	گلم	گن	باہنی	پرتنا	جمو	انی	اکشونی
ہاتھی	۱	۳	۹	۲۷	۸۱	۲۴۳	۷۲۹	۲۱۸۷	۲۱۸۷۰
گھوڑے	۳	۹	۲۷	۸۱	۲۴۳	۷۲۹	۲۱۸۷	۶۵۶۱	۶۵۶۱۰
رتھ	۱	۳	۹	۲۷	۸۱	۲۴۳	۷۲۹	۲۱۸۷	۲۱۸۷۰
پیادہ فوج	۵	۱۵	۴۵	۱۳۵	۴۰۵	۱۲۱۵	۳۶۴۵	۱۰۹۳۵	۱۰۹۳۵۰
میزان	۱۰	۳۰	۹۰	۲۷۰	۸۱۰	۲۴۳۰	۷۲۹۰	۲۱۸۷۰	۲۱۸۷۰۰
[illegible]	پینی	تین پینی کا ایک سیناکھ	تین سیناکھ کا ایک گلم	تین گلم کا ایک گن	تین گن کی ایک باہنی	تین باہنی کی ایک پرتنا	تین پرتنا کا ایک جمو	تین جمو کی ایک انی	دس انی کی ایک اکشونی

ادھیائے ۲۳

الوک برادر شکنی کی راجہ جدھشٹر کی خدمت میں آمد

دریودھن کی طرف سے پیغام رسانی ہوا فقین

راجہ جدھشٹر کی برہمی۔ جواب ترکی بہ ترکی

کروکشیتر کے میدان میں کوروؤں اور پانڈوؤں کا ٹڈی دل چھا گیا۔ فوجیں آراستہ اچھی طرح سے ہو گئیں شکنی دوشاسن اور کرن نے دریودھن کو مشورہ دیا کہ پہلے ایک سفارت بھیجئے جب پانڈو تیرے ہی ہاتھ سے تو طبل جنگ بجائیے کہ آئین جنگ کا دنیا کے دکھانے کے لئے تباہ ہو جائے دریودھن نے شکنی کے بھائی الوک کو حکم دیا کہ جائے سری کرشن جی کی موجودگی میں حرف بحرف میرا یہ پیغام سنائے

پانچوں پانڈو! تم نے اپنی ہی حماقت سے قمار بازی میں دولت و سلطنت ہاری جنگلوں

میں مارے مارے پھرے - تم کو تمہاری حماقتوں کی سزا ملی - تم نے کشتری دھرم کا کبھی پاس
نہ کیا اسلئے حکومت کے مستحق نہیں - تم کشتری ہوتے تو اُسی وقت تلواریں چمکا دیتے جب
دروپدی کی راج سبھا میں دُرگت ہوئی تھی - تمہاری شرم جاتی رہی - تم نے غیرت کھو دی -
ہیجڑے سے ہیجڑے - نامرد سے نامرد - بیکس سے بیکس - بے بس سے بے بس اپنی آنکھوں سے محبوبہ دلنواز
کی بیعزتی دیکھنا گوارا نہ کریگا مگر تم بے حیا تھے کہ چپ لگائے بیٹھے رہے اور کشتریوں کے
دھرم کو داغ لگا دیا - اگر تم چھتری ہوتے تو کان دبائے ہوئے جنگل کی راہ نہ لیتے - نامرد بھی
وہ پھبتیاں وہ ٹھٹھیاں سُنکر چپ نہ رہ سکتے تھے جو بن میں نکلتے وقت دوشاسن وغیرہ
کی زبان سے بیساختہ نکلی تھیں - تم نے راجہ بیراٹ کی غلامی کا طوق پہنا - بھیم سین نے
تبے کی چاند ٹھونک کر پرائے ٹکڑوں سے پیٹ پالا - ارجن بیوقوف - بھیا دو دن کی
زندگی کے واسطے ہیجڑا بنا - ناچا - گایا - ہاتھ مٹکائے نخرے دکھائے - چوڑیاں
پہنیں - ناک چھدائی - اسی طرح تم پانچوں بھائیوں نے راجہ بیراٹ کے خدمتگاروں
میں اپنا نام لکھوایا - ذرا شرم نہ آئی - خاندان کی عظمت پر دھبہ لگایا - کنبہ بھر کی ناک
کٹائی - آجتک تم سا ننگِ خاندان ننگِ قوم چندر بنس میں پیدا ہی نہ ہُوا - ایسے کُل
کلنکوں کو کشتریوں کا راج کبھی نہیں مل سکتا - سری کرشن جی مدد پر ہیں تو کسی کا کیا
بنا لینگے اُنہوں نے کبھی بہادروں کا ساتھ نہ دیکر ہیجڑوں کی رفاقت میں بٹہ لگا دیا
وہ کچھ کیوں نہ ہوں کورو اب شمشیر برہنہ ہیں - اُن کا جی چاہے تو وہ بھی آجائیں کرن
موجود ہے ارجن میں جان ہے تو گرجنے والوں کا برسنا دکھا دے - بھیم سین گدا کو سنبھالے
دیکھیں وہ دوشاسن کا خون پی کر میری ران توڑتا ہے یا میں اُس کا سر +

برسنے والے بادل گرجتے نہیں - بہادر زبانی جمع خرچ نہیں کرتے جو کہتے ہیں
کرکے دکھا دیتے ہیں اب ہم لوگ جھٹ لنگوٹ کس چلے جس کو ڈنڈ بلوں کا زعم ہو اکھاڑے
میں اُتر آئے - بھیشم پتامہ اور درونا چارج کے تیروں کا مزہ ابتک نہیں چکھا ہے
جس وقت اُن کے دھنش بان تیر برسائینگے بدلی سی چھنٹ جائیگی +

نامردی و مردی قدمے فاصلہ دارد

شیروں کے سامنے لومڑیوں کا ٹھہرنا محال - بازوں کے آگے کبوتروں کی جانبری
ناممکن - بس کہتا ہوں کہ بھاگ جاؤ - سمجھ لینا کہ جان بچی لاکھوں پائے تمہارے واسطے یہی بہت ہے -

اگر روٹیوں کے لالے ہیں تو مَیں پرورش کی سبیل کر سکتا ہوں۔ جس طرح راجہ بیراٹ کے یہاں رہے اُسی طرح ہستناپور میں بھی پیٹ پالو تمہارا گھر ہے اگر گیدڑ بھبکیوں سے چاہو کہ شیر دبک جائیں زندگی بھر ممکن نہیں مَیں سچ کہتا ہوں کہ جس حالت میں ہو بہت اچھے ہو زیادہ کی ہوس کرو گے تو موجودہ حالت سے ہاتھ دھو بیٹھو گے مَیں نے تمہاری بھلائی کی باتیں سمجھا دیں۔ اب نہ مانو تو اپنا سر کھاؤ۔ جو جیسا کریگا ویسا پائیگا۔ جو بوئیگا کاٹیگا آگ کھانے والا اپنا ہی منہ جلاتا ہے الوک پیغام لیکر پانڈوؤں کے پاس گیا کُل پیغام سنایا اس کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ تیر و نشتر سے زیادہ تھے۔ تمام راجے مہاراجے تلوار گھسیٹ کر اُٹھ کھڑے ہوئے بھیم سین وغیرہ کو جوش ہُوا کہ اسی وقت منہ توڑ کر رکھ دیں۔ سری کرشن جی نے فرمایا ٭

الوک چلے جاؤ۔ دریودھن عقل کے دشمن سے کہدینا کہ

بہت بڑھ بڑھ کے باتیں نہ کر تیری موت سر پر کھیل رہی ہے تجھے تیری گیارہ اکشونیاں اندھا کر رہی ہیں گانڈیو دھنش تیری آنکھیں کھولیگا ارجن اور بھیم سین جس بات کا بیڑا اُٹھا چکے ہیں کر کے چھوڑینگے تیری ران ٹوٹیگی۔ دوشاسن کا خون چسیگا۔ بے دھرم کہیں کا دھرم لادتا چلا جاتا ہے اور پھر بھی یہ چیستے ہو دم دائے ٭

بھیم سین۔ او الوک۔ اُس اُلو سے کہدینا کہ بھیم سین کو وہ اپنا ہی سا ہیز سمجھتا ہے اُس کی گُمدا سے گیاروں اکشونیاں سُرمہ ہو جائینگی یاد رکھے ٭

ارجن۔ ذرا میری طرف سے بھی ذہن نشین کرا دینا کہ باتیں کیا بناتا ہے کیوں موت کے منہ میں آتا ہے جن سورماؤں۔ جن بہادروں پر اُسے ناز ہے اُن کے سر تیلیوں کی طرح اُڑتے نہ دکھاؤں تو ارجن نہیں۔ کروکشیتر کے میدان میں خون کا دریا نہ بہایا تو کچھ بات نہ کی ٭

بھیم سین۔ دریودھن ران مضبوط رکھے وہ چار دس پانچ دن کی مہلت ہے زیادہ نہیں۔ گیارہ اکشونیاں دریائے خون میں تیرنے کے لئے تیار رہیں شیر ابھی تک سو رہے تھے اُن کو لومڑی نے جگا دیا اچھا کیا۔ اب بھڑ کے چھتے کو چھیڑنے کا مزہ بھی دیکھے جو ناخلف بزرگوں کا کہنا۔ بڑوں کی نصیحت نہ مانے جو بھگوان سری کرشن جی سے بیر مول لے اُس کا ٹھور ٹھکانا کہاں۔ ادھر لڑائی چھڑی اور اُدھر کوروؤں کے نواس میں ٹیس پڑی ٭

نکل - کورو نامرد ہم سے کیا کھا کر لڑینگے ایک جھڑپ میں تو کام تمام ہو جائیگا +
دریودھن کی بساط ہی کیا ہے دوشاسن شکنی مکھی مچھر سے زیادہ نہیں - کرن
منہ کا بھڑ بھڑیا لڑائی جاتے ہی کیا بھیشم پتامہ اور درونا چارج بڈھے جیل - کوئی پھونک
مار دے تو اُڑ جائیں انہیں کے ہونے پر یہ زعم +

اے الوک کوروؤں کو سمجھا دو کہ زندگی کے دن پورے ہو گئے اب تک عمر بھر ادھرم
کیا اب جو دن باقی رہ گئے ہیں ان میں تو کچھ دان پن کر لیں کہ جمدوتوں کے دھکے گھور نرک
میں تو نہ ڈال سکیں دھرم کی لڑائی لڑنے والوں کے لیئے بیکنٹھ میں جگہ ہے ادھرمیوں
کو نرک بھی دھکیل کر کسی اپنے سے بڑھیا جگہ میں پھینکے گا +

راجہ بیراٹ - بھیا دو الفاظ میری طرف سے بھی سُنا دینا میں صرف یہی کہنا چاہتا ہوں
کہ دریودھن بہت ووں کی منہ سے زبانی جمع خرچ سے کچھ حاصل نہیں جدھشٹر اس کی
تقریریں کچھ مال نہیں تو اُسے مبارک - نائی نائی بال کتنے ؟ ججمان آگے آئینگے - کل آپ سے
آپ معلوم ہو جائیگا کہ کون کیا ہے - دریودھن یاد رکھے کہ جن بھیشم پتامہ کے زعم پر
زمین پر پاؤں نہیں رکھتا اُن کے لیئے ایشور نے مہاراجہ دروپد کو پہلے ہی پیدا کر چھوڑا
ہے - رہے درونا چارج جی وہ دھرشٹ دمن کے حصے میں ہیں +

راجہ دروپدی - سکھنڈی - دھرشٹ دمن وغیرہ سب نے الوک کو بوکھلا دیا - وہ کس
کس کی سُنے کہ کانوں کے پردے پھٹے جاتے ہیں - وہ بدحواس سب کے رعب داب سے خوف
زدہ وہاں سے اُٹھا دریودھن کے پاس آیا اور سب کی تقریریں سُنائیں +

ادھیائے ۲۴

معاملات جنگ کے متعلق بھیشم پتامہ و درونا چارج کی تقریریں - کرن کی ناراضگی

راجہ دھرتراشٹ کو خبر لگ چکی تھی - کہ الوک برادر شکنی پانڈوؤں کی خدمت
میں گیا ہے اُنہوں نے سنجے سے دریافت کیا -

کیوں الوک آ گیا؟ صلح ہوئی یا کیا؟ پانڈوؤں کا خیال کیا ہے ؟

سنجے۔ مہاراج الوک کو پانڈووں نے دندان شکن جواب دیدیا۔ وہ لڑائی پر تل گئے سری کرشن جی نے دھرشٹ دمن کو چترنگی فوج کا سپہ سالار مقرر کردیا۔ ارجن کی کرن و بھیشم پتامہ سے جوڑ بہ گئی۔ بھیم سین دریودھن اور دوشاسن کے مقابلے کے لئے نامزد ہوئے راجہ شل کو دھرشٹ کیتو سے سامنا ہوگا۔ ساتکی جی اور کرت برما کی بھڑکتی ہوئی جوڑ ہوگی۔ پرشنی بینی اور راجہ جیدرتھ سے یودھامن ٹکر لیگا۔ بھیشم جی کے مقابلے میں سکھنڈی ہی رہیگا۔ سہدیو اور شکنی سے چوٹ ہوگی دروپد کے بیٹے ترگشتوں کے سامنے خم ٹھونکینگے ابھیمنیو اور راجاؤں کا مورچہ روکینگے اسی طرح سب کو حسب لیاقت خدمتیں مل گئیں اب کل سویرے سے خون خرابہ شروع ہوگا۔

دریودھن کے خیمۂ جنگ میں بھی تقسیم خدمات کی بحث در پیش ہوئی۔ بھیشم پتامہ جی بولے۔ درونا چارج جی کو ارجن سے مقابلہ منظور نہیں وہ شاگرد سے لڑتے ہیں ہچکچاتے ہیں راجہ شل بھی کہتے ہیں کہ بھانجوں سے نہ لڑونگا۔ کچھ مضائقہ نہیں میں اکیلا سات اکشونیوں کے لئے کافی ہوں۔ جس وقت کمان سے تیر برسے کائی سے پھٹ جائینگی میدان میں ایک سر نہ دکھائی دیگا۔

دریودھن ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا اور قدموں پر سر جھکا کر بولا:۔

مہاراج آپ میرے بزرگ ہیں۔ سرپرست ہیں۔ مربی ہیں۔ آپ ہی کے بھروسے پر میں نے پانڈووں کے مقابلے کا دم مارا ہے اب لاج آپ کے ہاتھ ہے آپ اپنی طاقتیں دکھلائینگے تو ممکن کیا کہ فتح ہمارے قدموں سے جدا ہوسکے ادھر آپ کی ذات بابرکات ہے ادھر میرے سوبھائی کرن۔ دوشاسن۔ بکرن پھر ہمیں اپنی جیت میں شک ہی کیا دیکھیے گا کہ پانڈووں کے سر تتلی کی طرح اُڑتے دکھائی دینگے۔

بھیشم جی دریودھن کی عاجزی سے خوش ہوگئے سب راجوں کی طرف اشارہ کرکے کہ تمہارے ساتھ ایسے ایسے شور بیر ہیں۔ گیارہ اکشونیوں کے سامنے سات اکشونیوں کی حقیقت ہی کیا ہے۔

ارجن اور بھیم سین بنا ہی کیا سکتے ہیں کرن تو فقط زبان کا پھوہڑ اور ڈینگیا ہے ہی میں تو جسے دیکھتا ہوں ایک سے ایک زیادہ شور بیر ہے شکنی۔ بر ہڑیل۔ درونا پاچاریہ کے اشوتھاماں۔ کرپاچاریہ وہ بہادر اور جیالے لوگ ہیں جن کے خوف سے زمین و آسمان

کانپ اُٹھتے ہیں کرن کی زبانی زیٹ زیٹ کے سوا آج تک میں نے کبھی نہ سُنا کہ کوئی کارنمایاں کیا ہو۔ ہاں صرف یہ کیا کہ پانڈوؤں سے لڑا دیا۔ کوچ اور کنڈل کھو دئے اپنے زعم کی بدولت پرسرام جی سے سیکھی ہوئی شستر ودیا بھی مٹی میں ملا دی۔ ڈینگ مارنے کو کہئے تو زمین و آسمان کے قلابے ملا دے مذمت کرنے بیٹھے تو شیر کو دم ہی بنا دے۔ میں نے کبھی اس کی زبان سے اپنی تعریف کے سوا دوسرے کی بڑائی سُنی ہی نہیں۔ تننے ذکر دے کو بہت۔ کرنے دھرنے کو کچھ بھی نہیں۔ ڈھول کے اندر پول ہی پول ہے یقین جانئے کہ جس وقت ارجن سے مقابلہ ہُوا ایک پیش نہ جائیگی۔ ارجن مار کے ڈال دیگا۔

دروناچارج۔ واقعی اس میں شک نہیں کرن فقط دکھاوے کا ٹٹو ہے نہ اس میں رتھی بننے کی لیاقت نہ سارتھی کہلانے کا مادہ صرف گال بجانا جانتا ہے۔

کرن کی آنکھیں سُرخ ہوگئیں اُس نے قہر بھری نظر سے بھیشم جی کی طرف دیکھا اور بھویں چڑھا کر بولا:-

آپ جب دیکھئے میرے ہی پیچھے پڑے رہتے ہیں آپ کی باتوں نے میرا کلیجہ پکا دیا۔ میں دریودھن کا لحاظ کرتا ہوں۔ کچھ نہیں بولتا۔ جو آپ کہتے ہیں شربت کے گھونٹ کی طرح پی جایا کرتا ہوں نہ آپ کو یہ خیال کہ کسی کی لاکھ آدمیوں میں حقارت ہوتی ہے نہ یہ دھیان کہ چھوٹا گستاخ ہو جائے تو کس کی موتی کی سی آب اُتر جائے۔ دروناچارج جو کچھ بول اُٹھتے ہیں وہ فقط آپ کی ہاں میں ہاں ملانے کو۔ میں رتھی نہیں مہارتھی نہیں۔ ادھ رتھی نہیں کچھ بھی نہیں تو آپ کی بلا سے یہ عہدوں کا دمچھلا آپ سب کو مبارک۔ میں ایسی جھنجھٹ سے باز آیا۔ مہارتھی کی دُم نہ لگی نہ سہی مگر وہ ہوں کہ جب آپ جی چھوڑ دینگے تو دکھا دونگا کہ مہارتھیوں میں کون سا سرخاب کا پر لگا ہوتا ہے۔ راجہ دریودھن بھیشم جی کو سمجھا دیجئے یہ میری مذمت کر کر کے میرا اقبال کم کرتے ہیں بزرگ وہی ہے جو بزرگی کی باتیں کرے۔ سفید بال اور پوپلا منہ بزرگی کا نشان نہیں۔

بھیشم پتامہ کو اپنے دھنش بان کا غرور ہے۔ میں سپہ سالاری انہیں کو دیجئے میں ان کے زیر علم جانبازی کر کے اپنا وقار کھونا اور ان کا سر اونچا کرنا منظور نہیں کرتا۔ کاٹنے کو بارڈھ اور تلوار کا نام ہو میں ایسا بیوقوف نہیں۔

ادھیائے ۲۵

بھیشم پتامہ کا تنہا میدان جنگ میں جانبازی کا تہیہ- پانڈوؤں کے سپہ سالاروں کی تعریف سکھنڈی کے مقابلے سے گریز- دریودھن کی حیرت- دریافت حال سکھنڈی کی گذشتہ و موجودہ کیفیت بھیشم پتامہ کی زبانی

بھیشم جی کو کرن کا زعم بیجا اچھا نہ معلوم ہوتا تھا جب اُس نے پھر ہیکڑی کی تو بولے جو شخص کسی کی پیٹھ پیچھے بُرائی کرے یا اچھوں کو بُرا بتائے میں اُس کی صورت سے چڑھتا ہوں- کرن ہمیشہ ہر ایک کی بدگوئی ہی کیا کرتا ہے- پانڈو بھی آخر آدمی ہی ہیں وہ اگر زعم بھی کریں تو بجا ہے مگر نہیں کبھی بچاروں نے کوئی بڑی بات نہیں کی- جوئے میں جو ظلم تم سب نے جنگل فریب کیا وہ درگزر کر گئے دروپدی کے معاملے کو خاموشی سے ٹال دیا دوسرا کوئی ہوتا تو اُسی وقت خون میں نہلا دیتا اور تب کرن کو ہوتا کچھ جان سکتے ہیں مگر وہ نیک نیت تھے طرح دے گئے ہیں چشم پوشی کو تم سب نے اُن کی بزدلی مان لیا- واہ رہی عقل- بیراٹ نگر میں تم سب کچھ کیا مجھ کو بھی مار ہٹایا پھر بھی اُن کی طاقتوں کو نظر میں نہ لانا غلطی نہیں تو اور کیا ہے پانڈوؤں کی طرف کون شخص کمزور ہے- پانچوں پانڈو خود لاکھ مہارتھیوں میں فرد فرد ایک ہیں- پھر سکھنڈی- دھرشٹ دمن- راجہ بیراٹ- راجہ دروپد- ساتکی جی کو دیکھو کس مہارتھی سے کم ہیں- چیکتیاں- یدھامنیو- ابھمنیو- دروپدی کے پانچوں بیٹے بھیم سین کا بیٹا گھٹوتکچ- راکشسی کے کلیجے کا ٹکڑا گھٹوتکچ کیا مہارتھی اور اتی رتھی نہیں دھرشٹ کیتو فرزند سسپال کنتی بھوج مہارتھی نہیں تو کون ہیں- میں جانتا ہوں کہ راجہ جدھشٹر کے دھرم کا خیال کر کے جتنے چیدہ چیدہ بہادر راجے مہاراجے تھے سب پانڈوؤں کی طرف ہو گئے ہیں اس پر سری کرشن بھگوان کی مدد طرہ پر طرہ- میری مرضی نہ تھی کہ ان کے مقابلے میں ہتھیار اٹھا کر اظہار

شجاعت کروں۔ مگر تم چھیڑ چھاڑ کر بیٹھے اب میرا دھرم یہ نہیں کہ تم کو وقت پر دغا دوں اور لوگوں کو کہنے کا موقع نہ ملے کہ بھیشم پتامہ بڑھاپے میں لڑائی سے منہ موڑ گیا میں جنگ کے موقع پر کبھی نہیں کچھیا لاکھوں شوربیروں میں میری دھاک بندھی رہی کاشی کے سوئمبر میں میں راجہ کی تینوں بیٹیاں ہزار ہا راجوں کے سامنے لے اُڑا جس نے روک ٹوک کی اُس نے اپنی کرنی بھگتنی وہ بودی مار کی کہ زندگی بھر یاد رہی ہزاروں پھڑک پھڑک کر مر گئے پانی بھی نہ مانگ سکے اپنے منہ سے اپنی تعریف کرنا ٹھیک نہیں کرن کی بات پر بات چل گئی اس سے چند الفاظ منہ سے نکل گئے۔ راجہ دریودھن! کوئی نہ لڑے میں سب کو جیت کر دونگا ÷

کرن- میں نے بھی قسم کھائی ہے کہ جس وقت تک آپ تیر و کمان ہاتھ سے نہ رکھینگے میں بیٹھے بیٹھے سیر دیکھونگا جس وقت آپ تھکے یا ہارے۔ تب البتہ دکھاؤنگا کہ بہادر ایسے ہوتے ہیں ÷

بھیشم جی- کچھ مضائقہ نہیں میں بھی نہیں چاہتا کہ جیتوں میں اور ڈینگ مارو تم۔ میں تنہا تمام فریقوں سے مقابلہ کرونگا صرف سکھنڈی سے جس کا جی چاہے لڑے ÷

دریودھن- سکھنڈی سے نہ لڑنے کی وجہ۔ کیا وہ سربندی باندھے ہے ÷

بھیشم پتامہ جی- نہیں یہ بات نہیں۔ میں مرد ہو کر عورت پر ہاتھ نہیں چلا سکتا۔ میں قسم کھا چکا ہوں کہ جیتے جی شادی نہ کرونگا پھر کیا عورت کا سامنا کروں۔ عورت کو دیکھ کر دل قابو میں رہے یا نہ رہے ÷

دریودھن- میں اس رمز کو کچھ نہ سمجھا ذرا تشریح کیجئے ÷

بھیشم پتامہ جی- راجہ کاشی کی جو تین لڑکیاں میں چھین لایا تھا اُن میں سے ایک انبا نام سے مشہور تھی اُس نے مجھ سے کہا:-

مہاراج میری شادی راجہ شالو کے ساتھ ٹھہر چکی ہے اب میں دوسرے کا منہ دیکھنے کی مستحق نہیں رہی میں نے فوراً اُسے راجہ کاشی کے پاس پہنچا دیا۔ راجہ شالو کی خدمت میں گئی اور کہا:-

خدمت میں قبول کیجئے بڑی مشکل سے آنے پائی ہوں ÷

راجہ شالو- تمہارا یہاں کام نہیں تم بھیشم جی کا مال ہو چکیں۔ غیر کی جیتی ہوئی عورت سے مجھے کیا سروکار ÷

انبا سخت پریشان ہوئی۔ نہ ادھر کی رہی نہ ادھر کی اُس نے قسمت کو رونا شروع کیا

بات سے جوش محبت میں گریہ وزاری دیکھی نہ گئی سری پرسرام جی سے رفیے پڑے بیٹی کا درد دُکھ کہا پرسرام جی میرے گرو ہیں۔ انہیں نے کرکشیتر میں ۲۱ دفعہ چھتریوں کا قتل عام کر کے اُن کے خون سے اپنے پِتا کا ترپن کیا تھا۔ وہ مجھے ملے اور ارشاد فرمایا کہ

امبا کی مٹی کیوں خراب کر رکھی ہے۔ اُسے رنواس کی زینت بناؤ ✣

میرا جواب تھا کہ مجھ کو عورت سے کیا واسطہ میں تو قسم کھا چکا ہوں کہ شادی نہ کرونگا ✣

پرسرام جی۔ اگر میرا حکم ٹالوگے تو پچھتاؤ گے میں تیر و خنجر سے سیدھا کر دونگا ✣

بھیشما۔ آپ کو اختیار ہے مگر میں امبا کو قبول نہیں کر سکتا مجھے اپنا دھرم کھونا منظور نہیں خواہ کچھ ہی ہو ✣

پرسرام جی۔ تو پھر تیار ہو جاؤ۔ کل کروکشیتر میں ہمارا تمہارا مقابلہ ہوگا ✣

میں نے دوسرے دن نور کے تڑکے بدن پر ہتھیار سجے۔ رتھ پر سوار ہو کر کرکشیتر میں پہنچا۔ پرسرام جی پیدل تھے۔ میرے پاس آئے میں رتھ سے کود کر قدموں پر گر پڑا پرنام کی اور کہا کہ یہ تو محض بے ادبی ہے میں رتھ پر سوار ہوں اور آپ پاپیادہ رہیں ✣

پرسرام جی۔ مجھے پیدل نہ سمجھو میں جب چاہے رتھ پر سوار ہوں ✣

بھیشم۔ آپ مجھے فتح کا بردان دیں ✣

پرسرام جی۔ یہ بات ممکن نہیں میں اشیرباد کے عوض تم کو شکست دونگا میں تمہارے لحاظ و ادب سے بہت خوش ہُوا تمہارا دھرم و دھ کچھ نہیں۔ دھرم کے مقابلے میں تمہیں بردان کی کیا ضرورت ہے ✣

اچھا تیار ہو جاؤ۔ دیکھوں تم میں کیا دم ہے ✣

لڑائی چھڑ گئی پہلے میں نے وار کیا ایسے تیر مارے کہ پرسرام جی خون میں نہانے لگے پرسرام جی کو ان زخموں کی پرواہ ہی کیا تھی۔ اُنہوں نے تیر برسائے تو میں بیہوش ہو گیا سارتھی دریتھان رتھ پھیر کر بھاگا۔ تھوڑے فاصلے پر میری مرہم پٹی کی۔ ہوش میں لایا گود میں بٹھا لیا دو چار گھونٹ پانی پلایا۔ جب میرے ہاتھ پاؤں کی سنسناہٹ مٹی۔ رگوں میں تازہ خون دوڑا۔ میں پھر تازہ دم ہو گیا اور کئی روز تک لڑائی جاری رہی۔ معرکہ اس قدر سخت تھا کہ دانتوں پسینہ آ رہا تھا۔ اسی عرصے میں میری ماتا سری گنگا جی تشریف لائیں۔ اور اٹھ بسو کبھی برہمنوں کے بھیس میں داخل سیر ہوئے جس جس وقت میں پرسرام جی کے باؤں سے تنگ آیا۔ اُنہوں نے حمایت کی اور ڈھارس دی کہ

جی نہ چھوڑنا پرسرام جی تم سے زیر ہو گئے +

چار پانچ روز معرکۂ عظیم پیش رہا۔ دونوں طرف سے برہما ستر اور دوا ستر چلتے رہے مگر فتح و شکست کا فیصلہ نہ ہوا آخر آٹھ بسوؤں نے مجھے کہا کہ

پرسوپا استر چلاؤ۔ ابھی ابھی پرسرام جی جی چھوڑ دیتے ہیں +

پرسوپا استر بھی چلتے ہی پر تھا کہ دیوتا چلا اُٹھے +

خبردار استر چلّہ سے نہ نکلے +

میں نے اوپر نظر کی تو وہی آٹھ بسو سامنے تھے۔ نارد جی نے بھی ان کی طرح مجھے اس ارادے سے باز رکھا اور میں نے پھر برہما استر چلانا شروع کئے۔ پرسرام جی نے فرمایا خوب۔ برہما استر چلاؤ کچھ نہ ہو گا۔ اب اتنی خیریت ہے کہ فتح تمہاری طرف سے ادھر آ گئی۔ پرسرام جی کا جوش دیکھ کر دیوتا آئے اور فہمائش کی کہ

اب لڑائی موقوف کیجئے آپ برہمن ہیں۔ آپ کو غصہ تھوک دینا ہی اچھا ہے +

پرسرام جی۔ میں لڑائی سے منہ موڑوں ناممکن +

دیوتا۔ (مجھ سے) اچھا تم ہی اپنی طرف دیکھو +

میں۔ مدرجھکنے مان جاؤں مگر لڑائی سے ہٹنا کشتریوں کا کام نہیں +

جب میں نے بھی نہ مانا دیوتاؤں نے پھر پرسرام جی سے منت سماجت کی پانڈوؤں نے انبا کو باتوں میں بہلا دیا اور خود تپسیا میں مشغول ہو گئے انبا کے دل پر چوٹ تھی اُس نے میرے خلاف تپ کیا۔ انبا تھی اور جمنا جی کا کنارہ۔ بارہ برس بڑے زور شور سے تپسیا کی میری ماتا گنگا جی نے انبا کو سمجھایا کہ بھیشم جی کی جان لینے کو تپسیا کرنا فضول ہے دیکھو پرسرام جی اُس سے بچک گئے اُنہوں نے بھی مخالفت کا خیال چھوڑ دیا۔ اب تم بھی اس کی طرف سے صاف ہو جاؤ۔ وہ وہاں سے چلی گئی اور اس سنسان جنگل میں آوارہ گردی اختیار کی۔ جہاں چمن اور کوسک ایسے ایسے مقدس رشیوں کا آشرم تھا۔ انبا کا جیسا تپ ایسا ویسا نہ تھا اُس نے صدق دل سے شیو جی میں دھیان لگا رکھا تھا۔ اس لئے شیو جی نے درشن دے کر فرمایا:-

اطمینان رکھو۔ میں تیری خواہش پوری کروں گا۔ پہلے تو تو عورت ہوئی۔ پھر عورت سے مرد۔ اگلے جنم میں تیرے ہی سر بھیشم پتامہ کے مارنے کا سہرا بندھیگا خواہ ارجن کی ہو

انبا کے تن بدن میں آگ لگی تھی اُس نے موت کا انتظار کر کے آگ میں جسم پھونک دیا اور راجہ دروپد کے یگیہ میں لڑکی کا قالب پا کر ایک زمانہ میں مرد بن گئی چنانچہ وہی انبا یہ شکھنڈی ہے جس کے مقابلے سے میں کنائی کاٹنا چاہتا ہوں کیونکہ عورت پر میرا ہاتھ نہیں اُٹھ سکتا خواہ وہ ہزار مردوں میں ایک ہی مرد کیوں نہ ہو +

ادھیائے ۲۶

دریودھن وغیرہ کا زعم - خود سرائی اور جوش جنگ

راجہ دھرتراشٹ کو چین نہ پڑتا تھا وہ ذرا ذرا دیر میں سنجے سے پوچھتے تھے کہ سناؤ کیا حال گزرا - کیا واقعہ ہوا سنجے گھڑی گھڑی کی خبر سناتا اور مہاراج کا دل بہلاتا تھا - جب پھر استفسار کیا تو عرض کی کہ

مہاراج جب جنگ کی ٹھن گئی - پانڈو چاق چوبند ہو گئے تو دریودھن نے بھیشم پتامہ پر خوب روغن قاز ملا - بڑھاوے دے دے کر کہا کہ

"پرسرام جی کو آپ نے مار ہٹایا یہ کیا وہ کیا آپ ایسے آپ ویسے آپ کا بہادری میں یوں نام ہے زمانے میں ایسی دھاک - ذرا فرمائیے کہ آپ پانڈووں کو کتنے روز میں تحس نحس کر سکیں گے؟

بھیشم پتامہ - کل دوپہر تک تو دس ہزار لاشیں مجھ سے گنوا لو - وہی فتح - اُس کے لئے ایک مہینہ بہت ہے +

دریودھن - درونا چارج سے آپ اپنی فرمائیے +

درونا چارج - بڑھاپا ہے - ہاتھ پاؤں جواب دے چکے ہیں - اگلا سا دم کہاں - ایک مہینہ میرے لئے بھی سمجھ لو +

دریودھن - (کرپا چارج سے) آپ کیوں خاموش بیٹھے ہیں - کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ پر اس لڑائی کا دارومدار ہی نہیں آپ کتنے روز کا اندازہ لگاتے ہیں +

کرپاچارج - دو مہینوں سے کم کیا کہوں +

اسوتھاماں - اُف او دو مہینے - میں تو دس دن کافی سمجھتا ہوں +

کرن - جی دس دن - تم بھی کہو گے کہ ہم بہادر ہیں - پانچ دن بھی پانڈووں کی ہڈیاں کچلنے کے لئے بہت ہیں ؛

بھیشم پتامہ - اشوتھاماں خصوصاً کرن کی تقریر پر ہنس پڑے اور بولے :-

خیالی پلاؤ پکالو - جس وقت ارجن گانڈیو دھنش کو تان کر میدان جنگ میں کھڑا ہوا تو دل کے دل پھٹ جائینگے - سری کرشن جی کی صورت دیکھتے ہی روح قبض ہو جائے گی +

سنجے نے راجہ دھرتراشٹ سے جو کچھ کہا - گوپندوں نے راجہ جدھشٹر کو فوراً جا کر خبر پہنچائی - سری کرشن جی نے فرمایا :-

سب کو خواب دیکھ لینے دو بھیشم پتامہ کو اُس وقت قدر و عافیت معلوم ہو گی جب سکھنڈی سے سامنا ہوگا اُن کا کیا منہ ہے کہ دس ہزار فوج روز قتل کریں - پہلے اپنی خیر تو رکھیں - خیر کل دیکھا جائیگا +

ارجن - کوروں کو اپنے یہاں کھچڑی پکا لینے دیجئے - جب گانڈیو دھنش اچار نکالیگا چٹنی کریگا تو سارے بیلے ہوئے پاپڑ چور چور ہو جائینگے - ساری بہادری کتے کے کھائے ہوئے گھی کی طرح نکل جائیگی +

ادھیائے ۲۷

کوروؤں اور پانڈووں کی فوجوں کا کروکشیتر میں آمنا سامنا

آغاز جنگ کا دن آیا ایک رات پہلے سے بہادرانِ خنجر گذار کو نیند نہ پڑی تھی سب اندھیرے منہ ہی سے سلاح جنگ پہنکر چست و چاق ہو گئے بھیشم پتامہ اور درونا چارج جی کی سج دھج کچھ اور ہی تھی گلے میں پھولوں کے ہار - پوشاک سفید دودھ کی دھوئی - ماتھے پر چندن کا تلک - پگڑی میں سر پر مرصع جیغہ و سرپیچ رکھ

بے شمار۔ ہاتھی قطار و قطار۔ سوار برہنہ شمشیر۔ پیادے سینہ سپر۔ کورووں کی پیشقدمی سنکر وہرشٹ دمن راجہ جدھشٹر کی خدمت میں آئے۔ حرکت فوج مخالف کی خبر کی +

راجہ جدھشٹر سری کرشن جی کے پیچھے پیچھے چلے رتھوں پر سب ہتھیار رکھے ہزارہا گائیں دان دیں برہمنوں کو دکشنائیں دے کر مالامال کیا اور میدان جنگ کی طرف فوج کا کوچ ہؤا۔ کروکشیتر کا میدان گرد و غبار سے چھا گیا۔ مورچے جم گئے دو دشمن دل کا آمنے سامنے جز رو مد۔ انسان کیا دیوتاؤں کا بھی دل دہلاتا تھا +

اُدیوگ پرب ختم

مہابھارت

حصّہ ششم

موسوم بہ

بھیشم پرب

ادھیائے ۱

میدان کروکشیتر میں سامان جنگ۔ شرائط باہمی

بھیشم پائن جی راجہ جنمیجے کی نظروں میں کروکشیتر کے محاربۂ خونریز و معرکۂ حشر انگیز کا یوں نقشہ کھینچتے ہیں کہ

کروکشیتر کا وسیع میدان کوروؤں اور پانڈوؤں کی اٹھارہ اکشونی فوج سے کھچا کھچ بھر گیا کوس دو کوس کس شمار میں دور دور کی زمین فوجی انبوہ کے بوجھ سے دبی ہوئی تھی۔ مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک کی کون ولایت تھی جہاں کے تاجدار کٹنے مرنے کے لئے ایک نہ ایک فریق کے لشکر میں شریک نہ ہوئے ہوں۔

راجہ جدھشٹر کا انتظام بہت معقول تھا جو راجے مہاراجے اعانت کے لئے آئے تھے اُن کی خاطر تواضع انتظام جنگ سے مقدم سمجھی مجال کیا کہ کسی کو خواب میں بھی تکلیف کا خیال ہوتا ہو ہر ایک کے جنگی لباس پر ایک تمغہ لگا ہوا تھا۔ جس سے شناخت ہو سکتی تھی کہ یہ پانڈوؤں کے لشکر کا سردار یا سپاہی ہے دریودھن کے یہاں بھی سب کی خاطر داشت اور آؤ بھگت خوب

ہوتی تھی وہ بھی ہر ایک کا دل ہاتھ میں لئے رہتا تھا۔ جس وقت صبح ہوئی سری کرشن جی پانڈوؤں کے لشکر کو پرجوش دیکھکر اپنا رتھ میدانِ جنگ میں لے گئے۔ مہاراج نے اپنا سنکھ جنیہ سنکھ اور ارجن نے دیودت سنکھ بجایا۔ سنکھوں کی آوازیں ایسی ہولناک تھیں کہ لشکر مخالف کا پیشاب خطا ہو گیا۔ شیروں کی گرج سے جو حالت لومڑیوں پر طاری ہو جاتی ہے اسی حالت کی تصویر آنکھوں کے سامنے کھچ گئی گھوڑوں کی ٹاپوں اور رتھوں کے پہیوں سے آسمان پر گرد و غبار کی گھنگھور گھٹا چھا گئی۔ آفتاب غروب نظر آتا تھا۔ بدلیاں چھائی ہوئی تھیں گوشت اور خون کی بارش ہو رہی تھی۔ پچھیاؤ ہوا کے تیز جھونکوں سے کنکریاں اڑ اڑ کر کوروؤں پر اولے برساتی تھیں ہزارہا سپاہی اس قدرتی مار سے زخمی ہو گئے جس پر سنگریزے اور کنکر پڑے اس کا چہرہ لہولہان ہو گیا

پانڈوؤں اور کوروؤں کی توفیق و حمیت پر آفرین جنہوں نے اس خونریز دشمنی میں بھی اتحاد و اتفاق کا عمدہ نمونہ تصفیہ کر لیا کہ جب تک آتش جنگ شعلہ زن رہے تب تک ایک ایک کا دشمن۔ جب جنگ سے فراغت ہو سب آپس میں ملیں جلیں۔ بات چیت کریں۔ ہنسی دل لگی ہو۔ چہلیں رہیں ادھر ادھر کے سردار اور سپہ سالار آزادی سے گھومیں سیر کریں کسی کی اشارتاً و کنایتاً دل شکنی یا دلآزاری نہ ہوگی موقع جنگ پر سواران فیل سواران فیل سے مقابلہ کریں۔ سواران اسپ سواران اسپ سے۔ اسی طرح پیادے کی جوڑ پیادے سے ہو اور تلوار یئے کی تلوار یئے سے۔ دھوکا یا فریب ناجائز۔ خاک افتادہ خشم آلودہ۔ پناہ گیر اور خفتہ سردار یا سپاہی کی خونریزی قطعی ممنوع۔ باجے والے۔ ہتھیار بہم پہنچانے والے مستثنےٰ۔ ان کے قاتل یا مزاحم خطا وار۔

ادھیائے ۲

بیاس جی کی راجہ دھرتراشٹ کی خدمت میں رونق افروزی۔ لڑائی کے متعلق گفتگو راجہ دھرتراشٹ کے سنجے سے علمی سوال و جواب

بیاس جی کو نظر کشف نے دونوں دل میدان کرکشیتر میں میان سے باہر دکھائے وہ راجہ دھرتراشٹر کے پاس آئے اور کہا کہ

تمہارے بیٹوں نے بڑی حماقت کی وہ خود بخود موت کے منہ میں گئے خیر ایشور کی مرضی اگر آپ کو میدان جنگ کا نظارہ دیکھنا ہو تو کہئے ابھی آنکھیں ٹھیک کردوں ؟

راجہ دھرتراشٹر - میں آنکھیں لیکر کیا کروں گا میں اندھا ہی اچھا آنکھیں ملنے سے بیٹوں کی موت دیکھنے کے سوا اور کیا حاصل ہے ہاں کوئی دم دم کی خبر دینے والا ہو تو ذرا دھارس رہے ؟

بیاس جی - یہ خدمت آپ سنجے سے لیجئے میں اسے وہ طاقت عطا کئے دیتا ہوں جو میدان جنگ کو ہر وقت پیش نظر رکھے تمام ظاہری و باطنی حالات اُس کی روشن ضمیری پر واضح رہیں ہر رشیوں منیوں کو بھی حالات جنگ سننے کا اشتیاق ہے چنانچہ جو کچھ واقعات وہاں سے ہونگے گوش گزار کرتا رہیگا۔ اے راجہ دھرتراشٹر آپ دانشمند ہیں فراست پسند ہیں نیرنگ زمانہ سے آگاہ انقلابات روزگار سے خبردار خوب واقف ہیں کہ کوئی کام ایشور کی مرضی کے بغیر نہیں ہوتا جو اُس کی مشیت ہے اُس میں انسان کی عقل کو دخل نہیں ہونہار ہو کر رہتی ہے تشدنی روکے سے نہیں رُکتی پس آپ اُس کی مشیت پر شاکر رہیں اور کوئی مرے کوئی مارا جائے کسی کا غم نہ کریں آپ کے بیٹے جلتی ہوئی آگ میں کودے ہیں جو پہاڑ سے جست کریگا وہ زمین پر ضرور چکنا چور ہوگا۔ برے کام کا بُرا انجام ادھرم کی کبھی فتح نہیں۔ دھرم ہی کی ہمیشہ جے ہے میں دیکھتا ہوں کہ تمام گوشت خوار پرند کھیتوں کی طرف نظر گڑوئے ہیں۔ گدھ چیلیں سب انہیں کے سر پر منڈلا رہی ہیں۔ کوّوں بگلوں کو انتظار ہے کہ کب جنگ ہو اور ہم لاشوں پر ٹوٹیں آسمان کا رنگ بدلا ہوا ہے مطلع بالکل صاف مگر گرج وہ کہ دل دہلے جاتے ہیں ہوا کا جھکڑ درختوں کو اکھاڑے پھینکے دیتا ہے کہاں کاتک سُدی پورنماشی کہاں چاند لال لال انگارہ نہ وہ دل فریب نہ وہ فرحت بخش نور - دیوتاؤں کی مورتیاں ہنسے دیتی ہیں چرندوں پرندوں کی آوازوں سے نحوست برستی ہے یہ سب بدشگونیوں کا اثر اور کچھ نہیں صرف یہ ہے کہ ہزار ہا راجے لقمۂ اجل ہوں۔ کروڑوں جانوں کا خون ہو اے راجہ دھرتراشٹر پرلے کا سماں پیش نظر ہے۔ کچھ سوچئے۔ کیا انتظام کیا جائے ؟

راجہ دھرتراشٹر - میرے اختیار میں کیا ہے ایشور کی مرضی میں چارہ کیا۔ لڑانیوالے

مرینگے اس میں شک نہیں۔ رنج و افسوس قسمت میں لکھا گیا۔ مگر تسلی اتنی ہے کہ جو بہادری سے مریگا سیدھا بیکنٹھ جائیگا اور صفحہ روزگار پر اس کی نیکنامی کو خط تقدیر کی طرح کبھی مٹنے نہ دیگا ٭

بیاس جی۔ ادھرمیوں کو سُرگ نہیں ملتا بیکنٹھ ان لوگوں کے لئے ہے جو دھرم پر جان قربان کرتے ہیں مادہ فساد کا بیج دریودھن نے بویا ہے اگر اُس کی توجہ ادھرم کی طرف نہ ہوتی تو آج یہ دن نصیب نہ ہوتا۔ آپ پر بھی خونریزی عالم کا الزام ہے اگر ذرا بھی دریودھن وغیرہ سے نفرت ظاہر کرتے تو اُن کی مجال نہ تھی کہ پانڈوؤں کو راج نہ دیتے۔ آپنے بیٹوں کی محبت میں پھنسکر اُن کو شتر بے مہار بنا دیا نانکس نہ نکیل۔ جب لگام نہ ہو تو گھوڑے بے قابو کیا۔ اب بھی کچھ نہیں گیا۔ کوروؤں کو سمجھائیے آدھا راج بانٹ دیں پھر نہ لڑائی جھگڑے نہ عداوت نہ دشمنی ورنہ دیکھ لیجئے گا کہ کروڑوں بیوائیں آپ کو کوسینگی لاکھوں یتیم دریودھن کی جان کو روئینگے ٭

دھرتراشٹ۔ میں سچ کہتا ہوں کہ مجھے کسی طرح کوروؤں پانڈوؤں کا بگاڑ منظور نہیں مگر افسوس کہ بڑھاپے نے کسی کام کا نہیں رکھا۔ دریودھن برابر کا ہوگیا اب سارا اختیار اسی کا ہے میری کوئی بات نہیں چلتی ہیں کیا کروں مجبور ہوں میں نے سب کو قسمت پر چھوڑ دیا جو تقدیر کا لکھا ہوگا وہ سامنے آئیگا آپنے انہیں بہت سی بدشگونیاں بتائیں۔ تکلیف تو ہوگی مگر مجھے نیک شگون سننے کا بہت ہی اشتیاق ہے

بیاس جی۔ فتحمندی کے شگون بہت سے ہیں۔ فوج کا جوش و خروش اظہار شجاعت کے موقع سے خوشی۔ فوجی باجوں سے اُمنگوں کی ترقی ہنسوں۔ طوطیوں اور شت پتر نامی پرندوں کی دکھن کی طرف نغمہ سنجی کے ساتھ پرواز۔ مسلح و زرہ پوش کشتریوں کی خوش کن اور حوصلہ افزا تقریر۔ لشکر مخالف کے سامنے سپاہ کا استقلال۔ آسمان پر دھنک (قوس قزح) کا ظہور۔ موسمی ہوا کا اعتدال یہ سب علامتیں فتح کی ہیں۔ ممکن نہیں کہ ان آثاروں سے شکست پاس بھی پھٹک سکے جس کشتری کا دل ٹوٹا ہوا ہے اُسے کبھی فتح حاصل نہیں ہو سکتی۔ جہاں جھجکا فوج کے پاؤں اکھڑے سپاہ بھاگی تو پھر سردار و سپہ سالار کہاں۔ دشمن پیچھا کرتا ہے تو سر پر اور آفت ہوتی ہے بھاگتے راستہ نہیں ملتا ہزاروں جانیں مفت ضائع ہو جاتی ہیں۔ راجاؤں کو لازم ہے کہ میدان جنگ میں چاروں طرف سپہ سالار مقرر کریں جس میں ایک دوسرا ایک دوسرے کی لڑائی کا رُخ دیکھتا رہے لڑائی میں صرف تیر و تلوار ہی پر فتح کا دارومدار نہ چاہئے کچھ روپیہ دے لیکر کام نکال لینا نہایت عقلمندی کی بات ہے ایسی فتح کے مقابلے میں اُس فتح کی حقیقت کچھ نہیں جو بزور شمشیر حاصل کی جائے۔ جنگ دو سردار و فتح و شکست ایشور کے ہاتھ ہے فوج کی قلت و کثرت سے فتح و شکست کو کچھ تعلق نہیں پچاس جانباز پانچ سو

کیچلوں کا منہ پھیر دیتے ہیں۔ ہزار کبوتر ایک باز کے سامنے نہیں ٹھہر سکتے +

بیاس جی کی اس تقریر نے راجہ دھرتراشٹ کے دل میں سخت وحشت پیدا کر دی اُن کو یقین ہو گیا کہ کوروؤں کی قسمت جواب دیگی۔ اب اُن کو گھڑی ساعت سمجھنا چاہئے شدنی سے کچھ چارہ نہ تھا سرنوشت سے بے بس تھے پس اُنہوں نے چھاتی پر پتھر رکھ کر سنجے سے کہا کہ جب ہونہار ہی یوں ہے تو میں کیا کروں نہ اور کسی کا کچھ اختیار ہے اب زیادہ فکر سے کچھ حاصل نہیں کسی نہ کسی طرح غم غلط لازمی ہے۔ اسلئے بتاؤ کہ دنیا میں جانداروں کی قسمیں کتنی ہیں +

سنجے- انڈج جو انڈے سے پیدا ہوں۔ اُدبج بیج سے پیدا ہونے والے درخت وغیرہ جو جانا بھلی میں پیٹے ہوتے ہیں اُن کا لقب جیرج ہے میل اور پسینے کی پیدائش والے ذیروح سویج کہلاتے ہیں جیرج ۱۴ قسم کے ہوتے ہیں جن میں انسان اور چوپاؤں کو ترجیح ہے آبادی میں انسان افضل مانا گیا ہے اور ویرانے میں شیر نباتات یعنی درخت وغیرہ کا خطاب جڑ ہے یہ سب ذیروح وغیرہ خاک ہی سے پیدا ہوتے ہیں اور پھر خاک ہی میں مل جاتے ہیں حیوانوں میں شیروں۔ چیتوں۔ سوروں۔ بھینسوں۔ ہاتھیوں۔ ریچھوں۔ بندروں کا جنگلی جانوروں میں شمار ہے اور انسان گائے۔ بکری۔ بھیڑ۔ گھوڑے۔ خچر۔ گدھے کا خانگی ... انسانوں میں انسانوں میں بھی ہر راجہ کو اسی طرح فضیلت حاصل ہے جس طرح چوپاؤں میں شیر کو +

راجہ دھرتراشٹ- پنچ تو کنہیں کہتے ہیں؟

سنجے- خاک- آب- باد- آتش- خلا (پرتھوی- جل- بایو- اگنی- آکاش) انہیں سے تمام انتظام کائنات ہے چھونا- سونگھنا- سُننا- بولنا- دیکھنا- ان کے بغیر ممکن

راجہ دھرتراشٹ- روئے زمین کی وسعت کیا ہے؟

سنجے- بہت بہتر۔ مختصر طور پر عرض کئے دیتا ہوں +

ادھیائے ۳

ساتوں دیپ کا مختصر جغرافیہ سنجے کی زبانی

سنجے نے راجہ دھرتراشٹ سے روئے زمین کا جغرافیہ یوں بیان کرنا شروع کیا کہ

کرۂ زمین سات دیپوں پر منقسم ہے جن میں

(۱) جمبودیپ وہ حصہ دنیا ہے جس کے پورب اور پچھم کی طرف سمندر واقع ہیں اس دیپ کے چھ کھنڈوں میں چھ پہاڑ ہیں ہموان ہیم کوٹ۔ نشدھ۔ بیڈوریہ۔ نیل سُشش ایک سویت سرب دھاتے

سرنگ پربت ان پہاڑوں پر چاروں بسُو اور گندھرب لوگوں کی بود وباش ہے۔ یہ پہاڑ ہزاروں جوجن زمین کے گرد محیط ہیں اور ان کے وسط میں بہت سے شہر آباد ہیں اور تیرتھ پرستش گاہ خاص وعام۔ اُن کھنڈوں میں مختلف اقوام کی آبادی ہے +

بھرت کھنڈ اور بھارت ورش اسی میں ہے جہاں ہم لوگ بستے ہیں آپ کا ملک کورو جانگل دیش کہلاتا ہے دوسرا کھنڈ (۲) ہیموتنت ہے اور تیسرا ہیمکوٹ پہاڑ کے اس طرف ہری ورش کھنڈ نیل گر کے جنوب اور نشدھ کے شمال میں مالیہ وان پربت ہے جس کے اور گندھ مادن پربت کے وسط میں سومیر پربت واقع ہے جس کی طلائی چوٹیاں سورج کی طرح چمکتی دمکتی ہیں اس کی بلندی تخمیناً ۸۴ ہزار جوجن ہے اور اس کے دامنوں میں چار دیپ واقع ہیں ان چاروں دیپوں میں جمبو دیپ کو سب پر فضیلت ہے اس کے تین اُپ دیپ بھدر اسو۔ کیتو مال۔ کنورو کہلاتے ہیں سورج چاند اور ستارے انہیں کے گرد پھرتے ہیں برہما جی اندر اور دیوتا راکشس یکش۔ کنر۔ بسو اسو۔ گندھرب بسیت رشی۔ ہاہا ہُوہُو۔ کشیپ۔ کُبیر جی اپنے راکشسوں کے ساتھ یہیں قیام پذیر ہیں۔ سری مہادیو پاربتی جی کی ذات مقدس یہیں جلوہ افروز ہے وہیں کیلاش پربت کی چوٹی سے سری گنگا جی کا ظہور ہوا ہے جنہیں وشنو رو یا الکبی کہتے ہیں۔ کیلاش کے اُتر میناک پربت واقع ہے جس پر بڑے بڑے مہاتما رشیوں منیوں کی سکونت ہے بند سرنامی تالاب ہران سرنگ پربت کے متصل قدرتی صنعت کا ایک قابل دید نمونہ ہے یہی وہ وسیع تالاب ہے جس کے ساحل پر راجہ بھاگیرتھ نے سری گنگا جی کے واسطے تپسیا کی تھی بدریکا بشال آشرم بھی اسی پہاڑ پر ہے جہاں نارائن تشریف رکھتے ہیں یہی وہ مقدس تیرتھ ہے جہاں پر مہان لوک سے گنگا جی آئیں بھرت کھنڈ کی بڑی عظمت ہے اس کرم بھومی میں نیک اعمالیوں کو ست لوک اور برہم لوک مل جانا معمولی سی بات ہے۔ جمبو دیپ ایک جامن کے درخت کی وجہ سے نامزد ہوا جس کے پھلوں کی شیرینی لب بلاندہ دینے میں مشہور ہے اور دیپوں کے نام یہ ہیں +

شالمال دیپ۔ کُش دیپ۔ ساک دیپ۔ کرونچ دیپ۔ پُشکر دیپ۔ بھکر دیپ +

اگر ان سب دیپوں کا ذکر کرنے بیٹھوں تو بہت وقت صرف ہو۔ اسلئے میں اختصار پسندی کی معافی مانگتا اور صرف ندیوں کے ذکر پر سلسلہ تقریر ختم کرتا ہوں بھارت ورش میں جو پاک ندیاں ہیں اُنکے نام سنئے سری گنگا جی۔ مہاندی۔ جمنا جی۔ سرستی۔ گوداوری۔ نربدا۔ ستدرو۔ شلیج۔ اچندربھاگا۔ بیترونی۔ کرشن بینی۔ ایراوتی۔ دیودوتی جہاں یہ مقدس ندیاں بہتی ہیں اسی سرزمین پر آپکے بیٹے اور بھتیجے جھگڑ رہے ہیں۔ دریودھن کو

خودسری زیبا نہ تھی دیکھئے قسمت کیا فیصلہ کرتے بھارت ورش میں زمانے کی تقسیم چار یگوں پر ہے۔ یعنی ست جگ۔ تریتا۔ دواپر۔ کلجگ ان جگوں میں انسان کی عمریں مختلف تھیں ۔

ست جگ ۴ ہزار سال۔ تریتا ۳ ہزار سال۔ دواپر ۲ ہزار سال۔ کلجگ میں زندگی و موت کی کچھ میعاد نہیں۔ بچپن۔ جوانی۔ بڑھاپے میں موتیں ہوتی رہینگی۔ اگلے زمانے کے سے نہ ہٹہ یادیں ہونگے نہ قد و قامت نہ عمریں نہ افعال جسم کمزور ہوگا اور اس پر کام کرودھ۔ لوبھ موہ کا غلبہ ہوگا ۔

ادھیائے ۴

بھیشم پتامہ جی کے زخمی ہونے کی اطلاع سنجے کی زبانی دھرتراشٹ کا افسوس

راجہ دھرتراشٹ کو روئے زمین کا نقشہ سرسری دکھا کر سنجے بیدھا کورکشیتر میں پہنچا وہاں دیکھا تو ایک عجیب کہرام تھا سب کے دل ٹوٹے ہوئے تھے۔ ہر شخص کمر شکستہ تھا معلوم ہوا کہ بھیشم پتامہ زخمی ہو گئے۔ کوروؤں کا بڑا جا تا رہا۔ وہ وہاں سے پر لگا کر اڑا سیدھا راجہ دھرتراشٹ کے پاس آیا اور عرض کی کہ

مہاراج غضب ہو گیا۔ بھیشم پتامہ جی بانوں سے چھد گئے گھڑیاں شمار کر رہے ہیں ۔

راجہ دھرتراشٹ۔ ہائے سنجے کس لئے منحوس خبر سنائی بھیشم پتامہ کی یہ حالت ہو یقین نہیں آتا کہیں کسی بدخواہ نے یہ کچی نہیں اڑا دی ۔

سنجے۔ جی نہیں میں ابھی کورکشیتر سے چلا آتا ہوں۔ واقعہ ٹھیک ہے ۔

راجہ دھرتراشٹ۔ اف کلیجہ تڑپ رہا ہے۔ دل میں جیسے کسی نے خنجر بھونک دیا بھیشم پتا جی آج وہ طاقت کیا ہوئی جس سے پرسرام جی کو بھی ناکوں چنے چبوائے جس کی بدولت ہستناپور کی طرف نظر اٹھانے کی کسی کو جرأت نہ ہو سکتی تھی۔ دس روز میں پانڈوؤں کا نصف لشکر خاک پر سلا دینے والے تیر میں کیونکر مورچہ لگ گیا۔ کیا درونا چارج اور کرپا چارج سو رہے تھے کیا رتھ توڑنے والے ہو گئے کہ دشمنوں نے غفلت میں میدان مار لیا ہائے سنجے میری روح کانپ رہی ہے مجھے یقین ہو گیا کہ بیاس جی کی پیشینگوئی پوری اُترے گی۔ جب بھیشم پتامہ جی ایسے شور بیر کو پانڈوؤں نے تیروں سے چھید ڈالا تو پھر میں کس کی زندگی کی آس کروں اب دریودھن وغیرہ کی خیریت معلوم نہیں ہوتی سب کو پانڈو نشانہ اجل بنائینگے۔ اچھا یہ تو بتاؤ کہ کیا ہوا بھیشم پتامہ جی کیونکر زخمی ہوئے ؟

سنجے۔ دریودھن نے ان کی حفاظت اور کمک کا کافی انتظام کر دیا تھا ۔

ارجن یودھا بنو اور انھو جاتے انہیں زخمی کر کے چھوڑا ۔

ادھیائے ۵

دریودھن کے فوجی اجتماع کی کیفیت سے سنجے کی اطلاع دہی

راجہ دھرتراشٹر کو بھیشم پتامہ کا نہایت غم ہوا ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے امیدیں یاسیوں سے بدل گئیں۔ سنجے سے بولے کہ یہ تو بتاؤ کہ لڑائی میں پہل کس طرف سے ہوئی اور انجام کیونکر ہوا؟

سنجے۔ جب میدان میں دونوں دل مقابل ہوئے فوجی باجوں کی آواز سے زمین و آسمان گونج اٹھے۔ دریودھن کی طرف گیارہ اکشونیاں تھیں جن میں دس کی سپہ سالاری کا منصب منتخبہ ذیل سوبل شل فرمانرواؤں کو تھا۔ اُنتی۔ جیدرتھ۔ بندوان بندو۔ راجہ کیکئے۔ کامبھوج۔ سودکشن۔ شرتایدھ۔ کالاندھ جیت سین کو حاصل تھا گیارہویں اکشونی بھیشم پتامہ جی کے سپرد تھی جن میں کورو ہی اور دریودھن مقدم لشکر تھے جس وقت دھرشٹ دمن اور اس کی فوج نے بھیشم پتامہ جی کا جلال دیکھا رنگ فق ہو گیا۔ چہرے اتر گئے سفید پگڑی سفید چھتر کے سائے میں اسی طرح لطف دکھا رہی تھی جس طرح سورج کے پرتو سے چاند کی روشنی فولادی زرہ کی زرق برق سے آسمان پر ستارے چمکتے ہوئے معلوم ہوتے تھے آپ کی گیارہ اکشونیاں ترتیب وار میدان جنگ میں کوسوں تک پھیل گئیں ادھر سے پانڈوؤں نے ۷ اکشونیوں کو مقابلے میں کھڑا کر دیا اس وقت ایسا فوجی اجتماع تھا جو کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھا تھا اس ہولناک نظارے کے دیکھنے کو راہو کیتو وغیرہ ستارے نمودار ہو گئے۔ سورج کی شکل پہلے تو معمولی تھی مگر پھر لال لال انگارہ نظر آنے لگا۔ چاروں طرف چیل۔ گدھ۔ کوے وغیرہ اڑنے لگے معلوم ہوتا تھا کہ تلوار چلنے کے منتظر ہیں۔ جس وقت سے لڑائی شروع ہوئی۔ اس وقت سے بھیشم جی اور درونا چارج کی زبان پر یہی صدا تھی کہ بہادرو جتنے چاہے ہاتھ پاؤں مارو کچھ نہ ہوگا فتح پانڈوؤں ہی کی ہے ہم کوروؤں کی طرف سے جانبازی کرنے میں کچھ کسر نہ چھوڑینگے مگر قسمت کہتی ہے کہ ہار دئے شکست کھاؤگے لیکن ہمت ہارنا چھتری کا دھرم نہیں۔ جبتک دم میں دم ہے لڑو۔ مارو یا مرو کچھ پرواہ نہیں ایک دن مرنا ہی ہے وہ موت بےبسی کی ہے بہادر اس موت پر میدان جنگ کی موت کو ترجیح دیتے ہیں سورگ میں ہم لوگوں کے لئے قیامگاہوں کا انتظام ہو رہا ہے جو جس مردانہ موت سے مریگا اس کو ویسی ہی جگہ ملیگی اس لئے ہتھیار اٹھاؤ جان لڑاؤ۔ مرو تو نام چھوڑ جاؤ مارو تو فتح کا ڈنکا بجاؤ ۔

بھیشم پتامہ کا یہ کہنا سنتے ہی نامرد بھی مرد ہو گئے ہر ایک راجہ نے اپنی اپنی فوج کو بڑھاوے دیکر شیر دل بنایا تلواریں بجلی کی طرح چمکنے لگیں۔ تیر چلے۔ رتھ بڑھے۔ بھیشم پتامہ کی اکشونی سب سے

آگے ڈٹ گئے اشو تھاماں دریودھنی فوج کو لئے ہوئے بھیشم پتامہ جی کے آگے بھواسی فوج ہراول میں بڑے بڑے شور بیر راجے مہارتھی اور مہا رتھی تھے مثلاً ستر تاندہ چترسین پروہتر بنسد شل بھوری سروا بکرن یہ سب زرہ پوش تھے اور ان کی دھجاؤں کو حسب ذیل مرقعوں سے زینت تھی ۔

نام	خطاب علم لشکر	نشان علامات
راجکمار موخر الذکر	جاسوشد	ہاتھی کی تصویر
درونا چارج		بیدی کمنڈل دھنک
کرپا چارج		رتھ کا نقشہ
دریودھن		سانپ کا مرقع

دریودھن کی فوج کے آگے کالنگ کا مہاراج۔ سودکشن۔ جیدرتھ۔ کیتوماں بھگدت بھیشم دھنواں بڑے بڑے مہارتھی اس طرح اپنی فوجوں کو بڑھائے ہوئے گئے کہ سمندر کے جوار بھاٹے کی کیفیت پیش نظر ہوتی تھی۔ ان سب کے ساتھ ایک کثیر التعداد لشکر تھا ہر ایک کی فوج میں بیس بیس تیس تیس چالیس چالیس ساٹھ ساٹھ ہزار ہاتھی اتنے ہی اتنے رتھ۔ اسی اسی قدر اسپ سوار تھے۔ ہاتھی کی زرکار جھولوں گھوڑوں کے زرق برق ساز و یراق۔ بیلوں کے سونے سے منڈھے ہوئے سینگوں اور جواہر نگار رتھوں کی چمک دمک پر آنکھ نہ ٹھہرتی تھی بجلی کی بھی تاب نہ تھی کہ نظر بھر کر دیکھ سکے۔ یہی فوج میدان کروکشیتر میں آپکے فیض اقبال سے میدان جنگ میں جمع ہوئی اور فتح و شکست کا فیصلہ تلوار پر چھوڑا ۔

ادھیائے ۶

پانڈوؤں کے فوجی انتظام اور لشکر کی ترتیب کے متعلق سنجے کی راجہ دھرتراشٹ کی خدمت میں سخن آرائی

راجہ دھرتراشٹ دریودھن کی فوجی ترتیب سے مطمئن ہو کر بولے کہ اچھا یہ تو بتاؤ کہ پانڈوؤں نے اپنے لشکر کا انتظام کیا کیا؟

سنجے۔ دھرماتما جدھشٹر کوروؤں کی بھیڑ بھاڑ دیکھ کر کسی قدر متفکر ہوئے تو ارجن بولا کہ آپ دیکھتے رہئیے کہ میں کس عمدگی سے فوج کے پرے جماتا ہوں فوجی ترتیب راجہ اندر سے بڑھکر کوئی نہیں جانتا انہیں کی تعلیم کا فیض ابھی ابھی آپ کے پیش نظر ہوا جاتا ہے۔ میں نے سوچا

کو سب سے آگے بھیم سین ہوں - ان کی جہاں صورت دیکھی بس سمجھ لیجئے کہ حریف پہلے ہی ادھ مرے ہو گئے اور باقی انتظام آپ خود ملاحظہ فرما لیجئے کہنے کی کیا ضرورت ہے +

یہ کہکر ارجن نے فوج باقاعدہ مرتب کی بھیم سین - دھرشٹ دمن - سہدیو - نکل - راجہ درشٹ کیتو - راجہ بیراٹ سپہ سالار اعظم مقرر ہوئے بھیم سین کی مدد کے لئے بھائی بندا اور دروپدی کے بیٹے نامزد ہوئے بھیم سین کے بعد دھرشٹ دمن کی فوج کھڑی ہوئی پھر ارجن نے اپنے لشکر کے پرے جمائے اور یدھو کو کمک کے لئے منتخب کیا ارجن کے بعد سلسلہ وار بدھامنو اور امتوجا راجگان پنجاب (پنچال دیش) درشٹ کیتو اور چکیتان راجگان ہرات و قندھار (کیکیے دیش) اپنی اپنی فوجیں سنئے ہوئے پرجوش تھے جس وقت کوچ کے نقارے پر چوٹ پڑی بھیم سین شیر کی طرح گرجتا ہوا جھپٹا کرشن جی نے ارجن کے رتھ کے گھوڑوں کی باگ ہاتھ میں لی - لشکر فوج غنیم کے مقابلے میں ڈٹ گیا بھیم سین کی صورت دیکھتے ہی مخالفوں کی جان اڑ گئی - سمجھ گئے کہ بس موت کا دروازہ کھل گیا بھیشم جی اور درونا چارج جی بولے کہ

ہم نے تو فتح سے ہاتھ دھو لیا - سری کرشن جی ارجن کا رتھ ہانک رہے ہیں پھر فتح کا بھروسہ اور - جب فوج قاعدے سے کھڑی ہو گئی ارجن سنکھ بجا کر بھیم سین سے بولا

بھائی صاحب امتحان کا وقت ہے راجہ دھرتراشٹر کے بیٹے لڑنے نہیں آئے بلکہ ہمیں آزمانے ہیں - دیکھوں آج آپ کیسے ہاتھ دکھاتے ہیں +

راجہ یدھشٹر سات اکشوہنیوں کے وسط میں بڑے استقلال سے قدم جمائے ہوئے موچھوں پر تاؤ دیتے جاتے تھے ان کے عقب میں پانچال دیش (پنجاب) کے شجاع اور شیر دل راجہ جگ سین کی ایک اکشوہنی فوج تھی - بائیں طرف راجہ بیراٹ اپنی اکشوہنی لشکر لئے ہوئے موجود تھے - خلاصہ یہ کہ پانچوں پانڈو پر جان نثار کرنے کے لئے کتنے ہی راجوں مہاراجوں نے کروکشیتر کی خاک کو دشمنوں کے خون سے سیراب کرانے کا بیڑا اٹھا رکھا تھا سب یہی انتظار کرتے تھے کہ کب کسی طرف سے پہل ہو اور کب وہ دل کی ہوس نکال سکیں +

ارجن کے رتھ پر وہ عالیشان دھجا تھی جس کے یار عظیم کو سری ہنومان جی اپنی ساہی طاقت سے مدد کے ہوئے تھے وہ رعب طاری تھا کہ کروڑوں کی فوج کے چھکے چھوٹے جاتے تھے +

بھیم سین بادل کی طرح گرجتا ہوا دریودھن کے سامنے جا کھڑا ہوا اور فوج کو کرکا سنایا کہ جوانمردو! سنبھل جاؤ شیرو ہوشیار! شکار نہ جانے پائے +

دلیرو شیرو

دریودھن کا دل دہل گیا اس کی جان ستر کوٹھوں میں چھپنے لگی۔ مگر بھیشم پتامہ جی کا بھروسا تھا گیا جو اکشوہنی فوج کا سردار تھا۔ چہرے پر خوف کی علامت ظاہر ہونے لگی تو خوا گرواک گیا ٭

جب دونو لشکر آمنے سامنے ہو گئے عین اُسی وقت نارد جی تشریف لائے میں نے ڈنڈوت کی اُنہوں نے فرمایا ٭

کوروؤں کا لشکر بے شمار ہے شور بیر بھی فرد زمانہ۔ مگر جیت پانڈوؤں کی ہوگی جس طرف ساکشات پاربرہم بھگوان سری کرشن چندر ہوں اُدھر شکست کا نام کہاں نارد جی تو یہ فرماکر چلتے پھرتے ہوئے میں نے رنگت دیکھی تو کچھ اور ہی نظر آئی۔ کا تک شدی پورنماشی کو یہ جنگ آرائی کے کامل سامان ہوئے۔ اس روز پچھیاؤ چل رہا تھا پانڈوؤں کا رخ پورب کی طرف تھا۔ کوروؤں کا منہ پچھم کی طرف پانڈو تو مزے میں رہے کوروؤں کو ہوا کے جھکڑوں سے سخت تکلیف ہوئی۔ جب خوب اچھی طرح مورچہ بندی ہو گئی۔ تو سری کرشن جی نے ارجن سے فرمایا کہ

اب کیا دیر لگا رکھی ہے درگا جی کا دھیان کرکے بڑھو۔ بھیشم پتامہ انتظار کر رہے ہیں ٭

ارجن نے اسی وقت رتھ سے اُتر کر درگا جی کی اُستت کی اور گانڈیو دھنش ہاتھ میں لیکر پھر سوار ہو گیا ٭

اے مہاراج میں اوندھی عقل والوں سے حیران ہوں کہ ان کی آنکھیں کہاں ہیں سری کرشن جی اور ارجن ساکشات نر ناراین مگر بیوقوف پہچانتے ہی نہیں سمجھتے ہیں کہ یار لوگوں کی گپ ہے پرسرام جی۔ نارد جی۔ کنو رشی۔ بیاس جی نے دریودھن وغیرہ کو کتنا سمجھایا کہ بھیا پانڈوؤں سے نہ لڑو۔ بھوڑے کے چھتے کو چھیڑنا اچھا نہیں۔ مگر اپنی عقل کے آگے دوسرے کی عقل کون سمجھتا ہے۔ دریودھن نے ایک نہ مانی۔ موت سے مقابلے کے لئے کھڑا ہی ہو گیا خدا سمجھے کہ جدھر سری کرشن جی ہوں یا دھرم اُدھر فتح ہوگی یا جدھر ادھرم یا چنڈال چوکڑی۔ ادھر کا ستیاناس ٭

ادھیائے ۲۵

راجہ دھرتراشٹ اور سنجے کی گفتگو
سری کرشن چندر جی کے ارجن کو اُپدیش

راجہ دھرتراشٹ سنجے سے سوال کرتے ہیں کہ

میدان جنگ میں فریقین کے جوش وخروش کی کیا حالت ہے کون شکستہ خاطر ہے کون خندہ پیشانی۔ پیشقدمی کس طرف سے ہوئی۔ پہلا وار کس نے کیا؟

سنجے۔ مجھے دونو فریق بے عقل وہوش معلوم ہوئے۔ برات کی سی چہل پہل نظر آگئی باجے بج رہے تھے سنکھ کی آواز بادلوں کی کڑاک کو مات کرتی اور بھالوں کے کڑکے بجلی کی گرج کو گرد کرتے تھے پہاڑوں تک پہنچتے تھے۔ خم ٹھونکتے تھے شور بیروں کی اُچھل کود سے فوجی پڑاؤ میں خوشی ہی کا سماں پیش نظر تھا۔ جس وقت ارجن کا رتھ کوروؤں کی فوج سے مقابل ہُوا۔ ارجن دل میں سوچنے لگا کہ جدھر دیکھتا ہوں بھائی بند ہی نظر آتے ہیں جس طرف نظر جاتی ہے بزرگ اور عزیزوں ہی کو دیکھتا ہوں۔ کس سے لڑوں کس کو ماروں۔ اس خیال میں پریشان ہو کر سری کرشن جی سے عرض کی :-

مہاراج میرا تو جی چھوٹ گیا۔ جس کو دیکھتا ہوں وہی عزیز ہے یا قرابتدار کوئی غیر نہیں مجھ سے تو ہتھیار اُٹھائے نہیں اُٹھتا۔ دل میں آتا ہے کہ گانڈیو دھنش ہاتھ سے رکھ دوں اور رتھ پھیرے چلوں۔ اگر رشتہ مندوں کو صفحۂ دنیا سے مٹا کر فتح کا ڈنکا بجایا تو زندگی کا لطف کیا۔ ناموری کی کون بات ہے؟

سری کرشن جی۔ کشتری کا دھرم نہیں کہ لڑائی سے ہچکچائے دنیا میں کوئی کسی کا عزیز نہیں سب کہنے کی بات ہے آج جو بھائی ہیں وہ اگلے جنم میں دشمن تھے۔ بیٹا آگے چلکر باپ ہوگا بس اس خیال کو چھوڑو اور چلے پر تیر چڑھاؤ :-

سری کرشن جی مہاراج نے اسی سلسلے میں ارجن کو بہت کچھ اُپدیش کیا جس کو رشیوں منیوں نے حوالہ قلم کر کے بھگوت گیتا کا لقب دیا چنانچہ اس مقدس و متبرک پوتھی کا اُردو ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے :-

بھگوت گیتا

تمہید

اوم ۔ شری بھگوت گیتا مالا ہے جس کے منتر دانے اور اوم کا شبد دو مقدم دانہ ہے جس میں لڑی کی گرہ دی جاتی ہے اس کے مالے کو سری کرشن پرماتما کا نام لے کر سری کرید بیاس رشی نے پھیرا ہے (مراد یہ کہ حوالۂ قلم یا تصنیف کیا)۔

(۱) بیج منتر (نفس مطلب) جو فکر کرنے کی بات نہیں اُس کا فکر کرنا فضول عقلمند ایسا نہیں کرتے

(۲) شکتی منتر ۔ تمام دھرم ایک طرف اور میری شرن ایک طرف ہے جو میری پناہ میں آیا اُسے سب دھرموں کے پھل حاصل ہیں

(۳) کیلک منتر (گیان کی کُنجی) انسان کو پاپوں سے نجات ملنے کی فکر لا حاصل ہے میں اُسکی گناہ بخشی کا ذمہ دار ہوں

(۴) پاٹھ بنیوگ بھگوت گیتا کا پاٹھ شروع کرنے سے پہلے ہاتھ میں جل لیکر چھوڑ دینا چاہئے۔

کرنیاس

(الف) آتما کو نہ دشمن ہلاک کر سکتا ہے نہ آگ میں اس کو خاک کرنیکی قدرت ہے (انگوٹھے سے نمسکار)۔

(ب) نہ آتما پانی سے پگھل سکتی ہے نہ ہوا ہی خشک کر سکتی ہے (ترجنی یعنی انگوٹھے کے پاس والی انگلی (سبابہ) سے نمسکار)۔

(ج) آتما کٹنے ۔ جلنے ۔ سوکھنے سے بری ہے (مدھماں یعنی بیچ والی انگلی سے نمسکار)۔

(د) آتما کو کوئی چھید نہیں سکتا ۔ اس کو فنا نہیں سروبیاپک محیط کل اور ازلی و ابدی ہے (انامکا یعنی چھنگلی کے پاس والی انگلی ۔ دبنصرا سے نمسکار)۔

(ہ) ہے ارجن دیکھو میرا ایک سروپ نہیں سینکڑوں کیا ہزاروں ہیں (کنشٹکا یعنی چھنگلی خنصر نمسکار)

(و) مختلف اور انواع اقسام کے حیرت بخش جلوے ہیں (دونو ہاتھوں کو تلے اوپر رکھکر نمسکار)۔

ہردے آدی نیاس

(۱) آتما پر ہتھیاروں کا اثر نہیں ہو سکتا (ہردے یعنی دل سے نمسکار)۔

(۲) پانی میں طاقت نہیں کہ اس کو گلا سکے (ملتھے سے نمسکار)

(۳) نہ آتما کٹ سکتی ہے نہ آگ سے جل سکتی ہے (چوٹی کے مقام سے نمسکار)۔

(۴) نیتہ یعنی جاودانی ہے ہر جگہ موجود یعنی سرو دیا پک ہے اچل یعنی لا افناد باتقا ہے ازلی ہے (دونو بازوؤں سے نمسکار) ✤

(۵) رنگ رنگ اور طرح طرح کے سروپ اور قسم قسم کے جلوے دیکھو (چشم صغیر سے نمسکار) ✤

دھیان

(۱) ماتا بھگوت گیتا میں تجھے اپنے ہردے میں جگہ دیتا ہوں تو اس گیان اپدیش کا خزانہ ہے جو سری کرشن جی نے ارجن کو بخشا بیاس جی نے تجھ کو لباس ترتیب سے آراستہ کیا تو دویت امرت یعنی توحید و معرفت کا امرت برسانے اور اہل دنیا کا اگیان یعنی جہالت و گمراہی کو دور کرنے والی ہے ✤

(۲) بیاس جی مہاراج آپ کو نمسکار آپ مہامنی ہیں علم و فضل عقل و فہم میں آپ کا نظیر نہیں آپ کی منور آنکھیں کنول کے پتوں کی آنکھیں نیچی کرتی ہیں آپ دھنیہ ہیں کہ مہابھارت کے تیل سے گیان کے چراغ کو روشنی بخشی ✤

(۳) سری کرشن چندر جی کو بار بار نمسکار۔ ذات مقدس کلپ برکش کی خاصیت ہے اگیان کے گھوڑے پر کوڑا رکھتے ہیں۔ دست مبارک میں گیان کی انگوٹھی زیب دیتی ہے انہیں کا جلوہ عالم افروز ہے جس کی بدولت اہل زمانہ کو گیتا روپی امرت حاصل ہے ✤

(۴) تمام اپنشد گائے ہیں جن کا دودھ دوہنے والے سری کرشن جی ہیں انہیں بھگوان سری کرشن نے اس گئے کا دودھ ارجن روپی بچھڑے کو پلایا (یعنی تمام اپنشدوں کا گیان اپدیش ارجن کو بتایا) ✤

(۵) بسدیو جی کے جگر بند ماتا دیوکی کے راحت جان کنس اور چانور کے قاتل سری کرشن چندر جی کی مدح سرائی کرتا ہوں جو تمام دنیا کے گرو ہیں ✤

(۶) جس دریا کے ساحل بھیشم پتامہ اور درونا چارج ہیں پانی راجہ جیدرتھ نیلی کنول گندھار یعنی قندھار کے راجہ کا بیٹا شکنی۔ راجہ شل نگر مچھ۔ کرپا چارج سیلاب۔ راجہ کرن جوش آب یا طغیانی اشوتھاماں اور بکرم خوفناک ناکے۔ دریودھن بھنور۔ اس کوروؤں کے ادھرم روپی دریا سے کیوٹ روپی سری کرشن چندر جی نے پانڈوؤں کی کشتی پار کر دی ✤

(۷) پراشر جی کے فرزند سری بیاس جی کے کلام کا کنول ہری گیتا کی نسیم کے جھونکوں سے کھلا ہے اس کی خوشبو گیتا کے معنے و مطلب ہیں زیرے مختلف تشریحیں ایسے خوشنما کنول کا رس بھگت روپی بھنور بڑے شوق سے لیتے رہتے ہیں یہ مہابھارت کا کنول ایشور کرے کلجگ کی تاریکی کو دور کر کے سکھ دے ✤

(۸) پرمانند مادھو سری کرشن چندر جی کی بندنا کرتا ہوں جن کی کرپا گونگوں کو طاقت گویائی حاصل

ہوجاتی ہے اور جن کی مہربانی سے کنگڑے پہاڑ کو بھی پھاند جاتے ہیں ÷

(۹) اُن بھگوان کرشن چند گووند دت ہے جن کی ثنا و صفت ہیں۔ برہما۔ برن۔ اندر۔ مہادیو مرت۔ رُدر۔ دیبہ تر زبان رہتے۔ سام وید۔ وید انگ۔ پد کرم اور اُپنشد جن کی اُستتی کرتے ہیں اور سب یوگی دھیان میں محو ہو کر جن کے پرم آنند سروپ کو چشم دل میں جگہ دیتے ہیں جن کے ابتدا و انتہا کی خبر دیوتاؤں تک کو نہیں ÷

بھگوت گیتا

ادھیائے ۱

ارجن کی میدان جنگ میں جنگ سے دست برداری کا عزم۔ سری کرشن جی سے اظہار خیالات

(۱) (راجہ دھرتراشٹ سنجے سے) میرے بیٹے اور بھتیجے پانڈو بڑے جوش و خروش سے دھرم کھشیتر کرکشیتر میں جمع ہوئے ہیں۔ کہو کیا کیا کارروائی ہوئی ÷

(۲) سنجے۔ پانڈووں کی آراستگی فوج اور مورچہ بندی دیکھ کر راجہ دریودھن نے درونا چاریہ کہا آچاریہ مہاراج۔ جی اپنے شاگرد دھرشٹ دمن فرزند راجہ دروپد کی قلعہ بندی اور لشکر بیشمار کی آراستگی ملاحظہ فرمایئے۔ اس لشکر میں بھیم سین اور ارجن کی طرح جو جنگجو کماندار و تیر انداز ہیں اُن کے نام سُنیئے یویودھان راجہ بیراٹ۔ راجہ دروپدی مہارتھی۔ دھرشٹ کیتو چکیتان۔ کاشی نریش جو زبردست راجہ بنارس ہیں پروجت کنتی بھوج شیبیہ سر حلقہ عقلمند ان روزگار۔ یدھامنیو اتموجا۔ ابھمنیو فرزند سوبھدرا و دروپدی کے پانچوں فرزند یہ جتنے شہ زور ہیں سب کو مہارتھی کا درجہ حاصل ہے ÷ اے برہمنوں کے سرتاج۔ اب سُنیئے کہ میری فوج میں کن کن کشتری راجاؤں کو سپہ سالاری ملی ہے آپ (درونا چاریہ سے) بھیشم پتامہ۔ کرن۔ کرپا چاریہ۔ اشوتھاماں۔ بکرم۔ بھورے شروا فرزند دیودت جیدرتھ وغیرہ بڑے بڑے شہ زور ہر ایک سے ایک بڑھ کر جنگجو سر قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ہماری فوج بھیشم جی کے زیر سایہ بہت طاقتور ہے پانڈووں کی فوج بھیم سین کے زیر علم کمزور۔ آپ سب صاحبان کا فرض ہے کہ چاروں طرف سے اپنے لشکر کو بھیشم جی کی حفاظت میں سرگرم رکھیں ÷

(۱۲) سنجے۔ (راجہ دھرتراشٹر سے) جس وقت دریودھن کو پُرجوش پایا۔ کورووں کے سرغنہ بھیشم پتامہ جی نے زور و شور سے سنکھ بجا دیا ؛

(۱۳) فوراً ہی چاروں طرف سے تمام فوجی باجوں مثلاً سنکھ۔ ڈھول۔ نقارے۔ گئومکھ کی آواز آنے لگی اور بڑا شور و غل ہوا ؛

(۱۴) سری کرشن جی اور ارجن کا رتھ نہایت ہی خوبصورت تھا سفید گھوڑے جتے ہوئے تھے انہوں نے بھی اپنے مشہور سنکھ بجائے ؛

(۱۵) سری کرشن جی کے سنکھ کا نام پنچ جنیہ ہے ارجن کے سنکھ کا نام دیودت۔ بھیم سین نے جو سنکھ بجایا اسے پونڈر کہتے ہیں ؛

(۱۶) جدھشٹر۔ نکل اور سہدیو نے بھی اپنے اپنے سنکھ جن کے نام یہ ہیں انت بجے۔ سوگھوش۔ منی پشپک ؛ ؛
(۱۷) تیر کے دھنی کاشی نریش۔ مہارتھی سکھنڈی۔ دھرشٹ دمن۔ راجہ بیراٹ۔ ساتکی جی۔ راجہ
(۱۸) درپد۔ دروپدی کے پانچوں فرزندوں اور ابھمنیو نے بھی اپنے اپنے سنکھوں سے شور برپا کر دیا ؛

(۱۹) یہ سنکھ اس زور سے بجے کہ راجہ دھرتراشٹر کے بیٹوں کا کلیجہ دہل گیا زمین سے آکاش تک انہیں کی آواز گونجتی تھی ؛

(۲۰) کپی دھوج ارجن نے (یعنی وہ ارجن جن کی دھجا میں سری ہنومان جی اپنا بوجھ لئے ہوئے جلوہ افروز تھے) دریودھن وغیرہ کورووں کی گھبراہٹ اور پریشانی تاڑ کر کے اپنا گانڈیو دھنش چڑھایا اور سری کرشن جی سے عرض کی ؛

(۲۱) ابناشی۔ ذرا رتھ میدان جنگ کے بیچوں بیچ کھڑا کر دیجئے ؛

(۲۲) مجھے دیکھنا ہے کہ کن کن لوگوں سے مقابلہ پیش آئیگا ؛

(۲۳) لڑائی دریودھن نے چھیڑی ہے ذرا اس کی بھی صورت دیکھنا ہے ؛

(۲۴) سری کرشن جی نے رتھ ہانکا ارجن کو میدان جنگ کے بیچوں بیچ پہنچا کر بولے ؛

(۲۵) بھیشم جی اور درونا چاریہ کو پہچان لو یہ کورووں کی طرفداری میں لشکر کے سرغنہ بنے ہیں ؛

(۲۶) جس وقت بھیشم پتامہ بزرگ خاندان۔ درونا چاریہ گرو۔ راجہ شلی ماموں۔ دریودھن۔ نفیت اور اور بھائیوں لکھمن اور لچھمن کے نیک دل بیٹوں اشوتھاماں ایسے مہربانوں۔ کرت برما

(۲۷) ایسے سسر اور اور عزیز اقارب پر ارجن کی نظر پڑی تو اُس کا دل پانی پانی ہو گیا۔ سری کرشن جی سے بولا:۔

(۲۸) جو لوگ میدان جنگ میں تیر ترکش باندھے ہوئے تُلوار ہے ہیں وہ سب عزیز و اقارب ہیں
سارا کُنبے کا کُنبہ اکٹھا ہے بھیشم پتامہ بزرگ خاندان ہیں کوئی بیٹے کے برابر ہے تو
کوئی پوتا۔ اُن پر ہتھیار اُٹھانے کی ہمت نہیں پڑتی۔ ہاتھ پاؤں تھر تھرا رہے ہیں۔
چہرہ مرجھایا جاتا ہے۔ بدن پر کپکپی چڑھتی ہے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ گانڈیو
دھنش ہاتھ سے گرا پڑتا ہے پاؤں تھر تھر کانپتے ہیں۔ میدان جنگ میں کھڑا ہونا
بھی دوبھر ہے آثار اچھے نہیں۔ شگون خراب نظر آتے ہیں اگر اپنے بھائی
بندوں عزیز و اقارب کی جان لیکر فتح کا نقارہ بجایا تو کیا لطف ہے؟
مجھ کو ایسی فتح سے راج پاٹ کے مزے لوٹنا منظور نہیں جب عزیز و اقارب ہی
نہ رہے تو راج کا لطف ہی کیا؟ بھائی بندوں کی خونریزی سے جو دُنیوی عیش و شلوک ۳۲ تا ۳۴
عشرت نصیب ہو وہ محض بیکار ہے +
جن لوگوں کے دنیوی عیش و عشرت کی غرض سے ہم لوگوں نے اپنے فریق کا خون
بہانے کے لئے بیڑا اُٹھایا ہے وہی سر بکف اور جاں بکف ہو کر مارنے یا مرنے
کو ہمارے سامنے سینہ سپر ہیں +
گرو چیلے۔ باپ بیٹے۔ سُسر داماد۔ سالے بہنوئی۔ دادے پوتے سب میدان جنگ
میں موجود ہیں۔ ان کو قتل کر کے یہ راج کیا اگر تینوں لوک کی بادشاہت بھی
ملے تو بیکار ہے +
بیشک راجہ دھرتراشٹ کی اولاد حد درجے کی نالائق ہے مگر بھائیوں کا قتل
کرنا کبھی مناسب نہیں۔ پاپ کے سوا اور کچھ حاصل نہ ہوگا +
اپنے عزیزوں اور قرابت داروں کا خون بہانے پر داغ کے سوا دوں کو خوشی
حاصل نہیں ہو سکتی۔ حرص اور ہوا نے ان لوگوں کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی ہے
ان کو نیک و بد سجھائی نہیں دیتا۔ خاندان کی تباہی کے کلنک کا ان کو کیا خیال۔
جب ہم پر خاندان کی تباہی کا دھبہ لگنے والا ہو۔ تو ہماری عقلمندی یہی ہے
کہ روسیاہی سے محفوظ رہیں +
خاندان کی تباہی سے ادھرم پھیل جاتا ہے عورتوں کا چال چلن بگڑ جاتا ہے۔
نطفہ حراموں کی پیدائش ہوتی ہے ادھرم کی ترقی ہوتی ہے اور صحیح النسب

اولادوں کا قحط ہے ÷

[illegible] جب ادھرم پھیلا تو اعمال بھی خراب ہوئے۔ اعمال کی خرابیوں سے نرک کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہوتا ÷

۴۲ شلوک پتروں (بزرگانِ مرحوم کو) نہ اُن کا دیا ہُوا پنڈ پہنچتا ہے نہ پانی۔ برن شنکر اولاد کی وجہ سے بانیان و بزرگان خاندان ہی نرک میں نہیں جاتے بلکہ قاتل خاندان بھی ÷

خاندان کو سب کو نابود کرنے والوں کی جو برن شنکر اولاد پیدا ہوتی ہے اُس سے دھرم کا ستیاناس ہو جاتا ہے ÷

مَیں نے تو یہ سُنا ہے کہ جن اشخاص کے خاندان سے دھرم کرم اُٹھ گئے ان کو نرک کے سوا اور کہیں ٹھکانا نہیں

ایسے لوگ ضرور نرک میں جاتے ہیں جن کے گھرانوں سے نیک اعمال بدر ہیں بڑے افسوس کا مقام ہے بڑے رنج کی بات ہے ہم راج کے عیش و عشرت کے لئے اپنے عزیزوں کو لقمۂ اجل بنائیں اور پاپ بٹوریں ÷

مَیں کہتا ہوں۔ ہتھیار سب ڈال دئے۔ اس حالت میں اگر راجہ دھرتراشٹ کے بیٹے اپنے ہتھیاروں سے میری جان لے لیتے تو اچھا تھا ÷

سنجے۔ اے راجہ دھرتراشٹ ارجن اس وقت ایسا غمزدہ اور المناک ہُوا کہ اُس نے دھنش ہاتھ سے رکھ دیا اس کے چہرے سے پریشانی کے آثار نمایاں ہو گئے ÷

ادھیائے ۲

سانکھ جوگ کا اُپدیش۔ سری کرشن جی کی گوہر افشانی

(۱) سنجے۔ (راجہ دھرتراشٹ سے) جس وقت ارجن نے آنکھوں میں آنسو بھر کر یہ مایوسانہ الفاظ کہے۔ سری کرشن جی نے گوہر افشانی کی:۔

(۲) سری کرشن جی۔ ارجن میدان جنگ میں حریف کی فوج دیکھ کر یہ بزدلی۔ جنگ سے جی نفایت چرانے والوں کو کبھی سورگ نصیب نہیں ہو سکتا۔ بدنامی کماتے ہیں تم ایسے بہادروں کو یہ کچھ لاین زیبا نہیں۔ دل کو شیر بناؤ۔ نامردی نہ بنو۔ بہادروں کو موت سے

سے کیا کام۔ تم مشہور بیر ہو۔ اُٹھ کھڑے ہو اور جوہر مردانگی دکھاؤ۔ دشمنوں کے سر کاٹنے والوں میں تمہارا نام مشہور ہے۔ پھر ہچک یا جھجک چہ معنے دارد؟

ارجن۔ مہاراج ذرا خیال فرمائیے۔ بھیشم پتامہ پردادا۔ درونا چارج گرو دونوں کی خدمت واطاعت مجھ پر فرض ہے ان سے لڑوں تو کیونکر؟

ایسے پرتاپی اور تیجسوی بزرگوں کو قتل کر کے برائے نام چندروزہ راج کا لطف اُٹھانے سے تو ٹکڑے مانگ کر پیٹ پال لینا ہزار درجہ بہتر ہے ÷

کسی کو جیت ہار کا حال معلوم نہیں۔ ہم جن کی سرکوبی کو یہاں آئے ہیں وہ غیر نہیں۔ راجہ دھرتراشٹ کے بیٹے (یعنی ہمارے بھائی) ہی تو ہیں ÷

ہے مہاراج کرشن بھگوان۔ اس وقت میری عقل رفو چکر ہو رہی ہے۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا۔ میں آپ کا غلام ہوں۔ دست بستہ گذارش ہے کہ وہ ہدایت کیجئے جس سے دنیا اور عاقبت دونوں بن جائیں۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا کہ اس فکر و کوفت کا علاج کیا ہے۔ روے زمین کیا دیوتاؤں کی سلطنت بھی قبضے میں آجائے تو دل کڑھتا ہی رہیگا ÷

(۹) سنجے۔ مہاراج جی جگت جیتی (فاتح عالم) ارجن لڑائی سے ہاتھ کھینچکر بیٹھ گیا ÷

غفایت جس وقت ارجن کو دل برداشتہ اور غمناک دیکھا۔ سری کرشن جی مسکرائے

(۱۰) اور فرمایا:۔

(۱۱) سری کرشن جی۔ تم کو اُن باتوں کی فکر ہے جو فکر کرنے کے لائق نہیں اور پھر لطف یہ کہ سمجھتے ہو گیان کی باتیں کر رہا ہوں۔ جن کو عقل ہے علم ہے اُن کو زندگی و موت

(۱۲) کے بکھیڑوں سے کچھ تعلق نہیں۔ سچ تو ہم تم اور سب راجے مہاراجے پیشتر کبھی تھے یا نہیں۔ آئندہ کیا اُن کا جنم ہوگا۔ ہم سب گذشتہ جنموں میں پیدا ہوئے تھے اور اگلے جنموں میں بھی پیدا ہونگے ÷

(۱۳) جس طرح انسانی زندگی میں لڑکپن۔ جوانی۔ بڑھاپا ہوا کرتا ہے اسی طرح انسان بھی مختلف قالب قبول کرتا ہے اور پھر اس قالب کو چھوڑ دیتا ہے جن کو گیان ہے جو قانون قدرت پر شاکر ہیں اُن کو ایسے خیالی جھنجھٹوں سے کیا واسطہ ÷

(۱۴) سردی۔ گرمی۔ برسات تینوں کی تینوں تکلیف دہ ہیں مگر ان کو ندریاں برداشت کر لیتی

ہیں۔ ان کو بھی ثبات وقیام نہیں کبھی گرمی ہے کبھی سردی اور کبھی برسات کسی کو ایک حالت پر قیام نہیں ان کو بھی عروج کے بعد زوال کی مصیبت برداشت کرنا پڑتی ہے جب سردی گرمی برسات کی یہ کیفیت ہے تو اے ارجن تم کو رنج اور خوشی کا کیا خیال ہے؟

(۱۵) جن کو نہ سردی سے تکلیف کی پروا ہے نہ گرمی سے ایذا اور نہ برسات سے زحمت کی شکایت انہیں کے واسطے مکتی ہے ٭

(۱۶) جھوٹ کہیں پاؤں نہیں۔ راستی کو پائداری ہے گو دونو مناقض ہیں مگر عقلمند کو دونو کے نتیجے کا امتیاز کرنا لازم ہے ٭

(۱۷) جس کو فنا نہیں وہ فقط برہم کی ذات ہے وہی محیط کل اور خالق المخلوقات ہے اس کو کبھی فنا نہیں ٭

(۱۸) یہ جسم فانی ہے اس کی ابتدا بھی ہے انتہا بھی ہے جس کو بقا ہے جس کو فنا نہیں وہ آتما ہے اسے اوناشی یعنی لازوال اور لافنا کہتے ہیں وہ ہمیشہ رہنے والی اور اسے کوئی مار نہیں سکتا اس لئے اے ارجن (آتما کے اوصاف کے لحاظ سے) میدان جنگ میں ہاتھ دکھاؤ۔ رنج و فکر فضول ہے کشتری کا دھرم ہے کہ لڑائی سے منہ نہ موڑے ٭

(۱۹) جن اشخاص کو یہ خیال ہے کہ فلاں شخص مر گیا اور فلاں آدمی نے فلاں آدمی کو مار ڈالا وہ غلطی پر ہے کسی کے مارنے والا نہ کوئی ہے نہ کوئی مرتا ہے ٭

(۲۰) آتما لازوال اور لافنا ہے نہ پیدا ہوتی ہے نہ کسی کے مارے مر سکتی ہے آدمی کے مرنے سے جسم مردہ ہو جاتا ہے آتما زندہ ہی رہتی ہے اس کو کبھی موت کا کھٹکا نہیں ٭

(۲۱) جو عقلمند آتما کو لازوال اور لافنا سمجھتے ہیں۔ اُن کی نظر میں نہ کوئی مارنے والا ہی ہے نہ مرنے والا ٭

(۲۲) جس طرح انسان نئی پوشاک بدلتا ہے اسی طرح آتما بھی ایک قالب سے دوسرے قالب کو قبول کرتی رہتی ہے ٭

(۲۳) آتما کسی ہتھیار سے کٹے۔ آگ میں جلے۔ پانی میں گلے ہوا سے خشک ہو ممکن نہیں آتما سروبیاپک (محیط عالم) اچل (لازوال) اڈول (قائم بالذات) ہے نہ کٹ سکتی ہے نہ ڈوب سکتی ہے نہ خشک ہو سکتی ہے نہ آگ میں جل سکتی ہے ٭

(۲۵) آتما کو کوئی دیکھ نہیں سکتا نہ اُس کا تصور کر سکتا ہے اس کے واسطے فکر و تردد کیا ◆

(۲۶) اگر آتما فانی اور بار بار عالم وجود میں بھی آتی ہو تو اس کے واسطے فکر و تشویش فضول ہے ◆

(۲۷) پیدا ہونے والے کے لئے موت لازمی ہے جو مر گیا ہے وہ ضرور پیدا ہوگا۔ پھر تو وہ فکر کا کیا مقام۔ جس کو انسانی قالب ملا ہے اُن کے خواص پر لحاظ کر کے جینے مرنے کی خوشی اور رنج کرنا واجب نہیں ◆

(۲۸) جس بلا سے انسان کی پیدائش ہوتی ہے اُسے اویکت کہتے ہیں یہی پیدا کرتی ہے یہی مارتی ہے اس پر کچھ بھروسہ نہیں اس لئے کوئی مرے تو رنج کرنا نامناسب ہے اور دیکھو کہ عدم سے انسان عالم وجود میں آتا ہے اور پھر ملک عدم ہی کو راہی ہو جاتا ہے بیچ میں تھوڑے دنوں کی مفارقت کا رنج ہی کیا ہو

(۲۹) آتما کی شناخت اور اُس سے واقفیت بہت مشکل ہے کسی کو اچاریوں کی ہدایات سے یہ ایک حیرت انگیز چیز معلوم ہوتی ہے کوئی شک کرتا ہے اور کسی کو سمجھانے پر بھی سمجھنے کا وقوف نہیں ہوتا ◆

(۳۰) انسانی قالب کو فنا ہے آتما کو کبھی فنا نہیں اس لئے رنج و فکر بے نتیجہ ہے ◆

(۳۱) اپنے دھرم کی طرف خیال کرو۔ لڑائی سے منہ نہ موڑو۔ چھتریوں کا یہی دھرم ہے کہ جنگ کریں جنگ کے سوا کشتری کے لئے کوئی دھرم کلیان دینے والا نہیں ◆

(۳۲) بھگوان کی اچھیا نے سورگ کا دروازہ کھول دیا ہے اس دروازے میں داخل ہونے کا موقع آ گیا۔ وہ چھتری بڑے خوش نصیب ہیں جو لڑائی میں کٹتے مرتے ہیں ◆

(۳۳) ہے ارجن اس موقع پر جنگ سے بھاگو گے تو اپنی نیک نامی اور شہرت پر بٹہ لگا کے اپنے سر پہ پاپ لادو گے ◆

(۳۴) انسان ہمیشہ تمہارے نام کو بدنامی کے ساتھ یاد کریں گے تمہاری بہادری اور دھنش ودیا کے تمام دنیا میں جھنڈے گڑے ہوئے ہیں اگر بدنامی یا ذلت ہوئی تو ایسی زندگی سے انسان کے لئے موت ہزار درجہ بہتر ہے ◆

(۳۵) بڑے بڑے شور بیر مہارتھی تالیاں دینگے کہ وہ ارجن ڈر کر لڑائی سے جان چھپا گیا تمام لوگوں میں تمہاری بہادری اور شجاعت کی دھاک ہے اس کے عوض اب بدنامی کا ڈھنڈھورا پٹ جائیگا ◆

(۳۶) تمہارے دشمنوں کے جو منہ میں آئیگا بکینگے - کہنی ان کہنی دگھنتی وناگھتی کہینگے تمہاری طاقت اور دستِ قدرت کی مذمت ہوگی - ایسی باتوں کے سُننے سے زیادہ انسان کے لئے اور کون دُکھ ہوگا ؟

(۳۷) بالفرض لڑائی میں جان گئی تو تمہارے لئے سورگ رکھا ہے اگر دشمنوں پر فتح پائی تو تمام روے زمین کی سلطنت حاصل ہوگی - بس کمر ہمت کس کر بیدلی جنگ میں جٹ جاؤ ÷

(۳۸) فتح و شکست فائدہ و نقصان - رنج و راحت کو یکساں سمجھ کر ثابت قدمی سے اپنے دھرم کا نباہ کرو - اگر ایسا نہ کروگے تو تمہیں پاپ ہوگا ÷

(۳۹) ابتک سانکھ شاستر کا اُپدیش تھا اب کرم جوگ کے رموز ذہن نشین کرتا ہوں ان پر غور کرکے کرموں کی زنجیر سے آزاد ہوجاؤ ÷

(۴۰) جس کو اپنا دل گواہی دے وہ کام کرنا ضروری ہے اس میں نہ نقصان ہے نہ ضرر کرموں کے رموز مخفی سے خوف زائل ہوتا ہے (مراد یہ کہ ایسے کام کی کوشش کامیاب ہوتی ہے کوئی خلل نہیں پڑ سکتا ÷

(۴۱) جو دنیا کے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ایشور ارادھن سے کرم یوگ کے موافق نارائن کی بھگتی کرنے سے نارائن ہو جاتی ہے اُن کی عقل درست ہے جن کو اس بات کا اعتقاد نہیں اُن کی عقل دوسری ہے ÷

(۴۲) اگیان ہو کر سورگ وغیرہ کے پھلوں سے رغبت کرنے والے فضول خواہش کرتے ہیں اگیانی لوگ وہ ہیں جن کے دل کو ایک حالت پر قیام نہیں جنہیں وید میں تاویل کرنے سے دلچسپی ہے سورگ کے سوا واقف ہی نہیں کہ کوئی اور پھل بھی ہے ÷

(۴۳) جن کا دل سورگ کی خواہشات میں پھنسا رہتا ہے - وہ مختلف کاموں میں عیش و عشرت اور ترقی اقبال کے خواہشمند ہوتے ہیں ÷

(۴۴) مختلف عیشوں اور بزرگی حاصل کرنے کے لئے جن لوگوں کا دل پھنسا کرتا ہے اُن کی طبیعت کو کبھی چین و قرار نہیں ÷

(۴۵) وید میں رجوگن - تموگن - ستوگن یعنی کرم کانڈ - اُپاسنا کانڈ اور گیان کانڈ کی صفتیں بیان کی گئی ہیں - جو گیانی ہیں وہ فقط ستوگن یعنی گیان کانڈ پر دل محو رکھتے ہیں - ہم

گیانیوں کو رجوگن-تموگن-ستوگن کسی سے تعلق نہیں رہتا-رنج وراحت گرمی وسردی کا جہاں خیال دور ہوا ستوگن بڑی ہو گئی اور پھر آتما کو گیان ہوگیا +

(۴۶) (الف) کنواں ہو یا باؤلی تالاب ہو یا حوض-ندی ہو یا سمندر ہر ایک میں یکساں طور پر ادپان کرم (اشنان وغیرہ ہوتے ہیں-اسی طرح وید سے سب مقصد یکساں طور پر حاصل ہوتے ہیں-برہم گیانی کو برہم میں لین ہونے سے مکتی کا درجہ حاصل ہوتا ہے +

(ب) کنواں اور باؤلی وغیرہ میں اشنان وغیرہ تو ممکن ہے مگر ناؤ نہیں چلائی جا سکتی ہے-کشتی کے واسطے ندی میں گنجائش ہے یا سمندر میں-چنانچہ وید وہ سمندر ہے جس میں سب باتیں حاصل ہو سکتی ہیں +

(۴۷) تمہیں کرم کی مقدرت ہے اور اس کے پھل کی خواہش نہیں اس واسطے کرم چھوڑنا بالکل نامناسب ہے +

(۴۸) صرف ایشور کے بھروسے پر کرم کرو اپنے کو فاعل نہ سمجھو-ست است شدہ اشدہ کا لحاظ کر کے یکسوئی سے کام کرو-اسی کو جوگ کہتے ہیں +

(۴۹) اپنی عقل کے زور سے یا کسی خواہش کو مد نظر رکھ کر کئے جانے والے کرم خراب ہیں-گیان کے آسرے پر کرم کرو-دل میں کوئی خواہش نہ آنے دو-کیونکہ ایسے کرم لالچیوں اور کمینوں کے ہیں +

(۵۰) بدھی اور جوگ کو ترک کردو-پن اور پاپ کا خیال چھوڑ دو اور ایشور کے بھروسے پر برے کاموں کو ترک کر کے گیان کے اصول سے وہ کرم کرو جو کرنے کے لائق ہیں +

(۵۱) جو پنڈت ہیں وہ کرموں کے پھلوں کا خیال دل سے نکال دیتے ہیں اور صرف ایشور کے ارادھن سے مکت حاصل کرتے ہیں +

(۵۲) موہ کو چھوڑ دو سننے کے لائق باتوں اور سرتی سے بیراگ کا درجہ حاصل کرو +

(۵۳) جب بیراگ پر بدھی یعنی عقل قائم ہو جائیگی تو وہ جوگ تم کو حاصل ہوگا جو گیان کا نچوڑ ہے +

(۵۴) ارجن (سری کرشن جی سے) جس کی عقل قائم ہو گئی اس کی شناخت کیا ہے اسکی تقریر کیسی ہو جاتی ہے چال چلن کیسا اس کی صفتیں اور علامتیں بیان فرمائیے +

(۵۵) شری کرشن جی سے، استھر بدھی یعنی سلیم العقل اُسے کہتے ہیں جس کا دل تمام خواہشات دور کرکے اپنے آتما میں لین ہو جائے یہ آتما آنند منی یعنی ہمیشہ خوش رہنے والی ہے ÷

(۵۶) جو آدمی استقلال رکھے دل کو نہ گھبرائے۔ سُکھ کی خواہش نہ کرے محبت اور غصے کو پاس نہ آنے دے وہ سلیم العقل یعنی استھر بدھی ہے ÷

(۵۷) استھر بدھی کی صفت یہ ہے کہ کسی کی محبت میں دل نہ پھنسائے اچھی یا بُری خواہشات سے دور رہے ÷

(۵۸) مستقل مزاج وہی ہے جو اس طرح اپنی اندریوں اور خواہشات کو قابو میں کرے جس طرح کچھوا اپنے سر اور ہاتھ پاؤں کو سمیٹ لیتا ہے ÷

(۵۹) جن کو خواہشات نفسانی سے کچھ لگاؤ نہیں رہا اُن کا جسمانی غرور تو جاتا رہتا ہے مگر خواہشات کا اثر دور نہیں ہوتا پرماتما میں لین ہو جانے سے یہ بات بھی کافور ہو جاتی ہے ÷

(۶۰) اندریاں بڑی طاقتور ہیں ان کا بس چلتا ہے تو گیانی آدمیوں کو بھی قابو میں کر لیتی ہیں

(۶۱) جو انسان ان زبردست اندریوں کو موکش کی غرض سے اپنے قابو میں کر لیتے ہیں انہیں کی بدھی استھر ہے وہی پنڈت بھی ہیں اور وہی عقلمند ÷

(۶۲) نفس پرستوں کی خواہشات کے خیال سے بھی ہوائے نفسانی پیدا ہوتی ہے ہوائے نفسانی سے کام کا غلبہ ہوتا ہے کام سے کرودھ کا ÷

(۶۳) کرودھ موہ پیدا کرتا ہے۔ موہ بھرم۔ جہاں بھرم ہوا عقل کالعدم ہو گئی جہاں عقل کا ستیاناس ہوا۔ سمجھ لو کہ کچھ بھی نہ رہا ÷

(۶۴) جس کو ماد شما کا خیال نہیں جس نے اندریاں قابو میں کر لی ہیں جس کو نہ کسی چیز کی خواہش ہے نہ کسی کی چاہ اسی کو دائمی خوشی حاصل ہوتی ہے ÷

(۶۵) جب دل خوش ہوتا ہے تب ہی دکھ نیست و نابود ہوتا ہے اور عقل بھی خوشی ہی میں ٹھیک رہتی ہے ÷

(۶۶) جنہوں نے اندریوں پر غلبہ نہیں پایا وہ بیوقوف ہیں ایسے عقل سے خالی لوگوں کی قسمت میں ایشور کا دھیان کرنا نہیں لکھا جو اندریوں سے مغلوب ہیں ان کو کبھی صبر و

قرار حاصل نہیں ہوتا ۔ جن کے دل میں شانتی نہیں ان کو راحت کہاں ؟

(۶۷) اندریوں کو قابو کرنے والا دل کو بھی بس میں کر لیتا ہے جہاں دل ڈانواں ڈول ہؤا بس عقل خراب ہو گئی ۔ خواہشات اس طرح دل کو چکر میں رکھتی ہیں جس طرح کشتی کو مخالف ہوا رکھتی ہے ؟

(۶۸) جس انسان نے خواہشات سے بھری ہوئی اندریاں قابو میں کر لیں وہی استقلال بدھی ہے

(۶۹) انسان کی سونے کی رات میں وہی گیانی جاگتا رہتا ہے جس نے اندریاں جیت لی ہیں اور جس رات کو خواہشات نفسانی سے مغلوب لوگ جاگتے ہیں سنجم نیم والوں کے لئے سونے کی رات ہے ؟

(۷۰) جس طرح سمندر میں سب دریا ملتے اور واصل ہو جاتے ہیں اسی طرح برہم گیانیوں کے دل میں پراربدھ کے موافق خواہشات پیدا ہوتی اور دل ہی دل میں محو ہو جاتی ہیں جو شخص مغلوب خواہشات ہیں ان کو کبھی راحت حاصل نہیں ؟

(۷۱) جس شخص نے دل کو خواہشات کی طرف سے بالکل ہٹا لیا نہ موہ باقی رہا نہ اہنکار (غرور) اس شخص کو پوری بیفکری حاصل رہتی ہے ؟

(۷۲) میں نے یہ برہم گیانیوں کا اُپدیش تمہیں سُنایا جو شخص مرتے دم تک استقلال سے عمل کرے اسے برہم نربان کا مرتبہ میسّر ہوتا ہے ؟

ادھیائے ۳

کرم جوگ کا بیان سری کرشن چندر جی کی معجز بیانی

(۱) ارجن ۔ مہاراج کرشن دیو ۔ جب برہم استھتی کو مقدم تسلیم فرماتے ہیں تو لڑائی ایسے بیہودہ کرم کے واسطے ہدایت کیسی ؟

(۲) کبھی تو آپ کرم کی فضیلت بیان فرماتے ہیں کبھی گیان کی بزرگی ۔ گول مول باتوں سے میرے دل میں موہ اور بھرم پیدا ہوتا ہے آپ صاف صاف فرمائیں کہ کرم اور گیان میں سے کس کو فضیلت حاصل ہے اور کس راہ پر چلنے سے میری بہبودی ہے ؟

(۳) سری کرشن چندر ۔ دنیا میں دو عقیدوں کے لوگ ہیں ۔ سانکھیہ شاستر کے معتقد گیان جوگ سے درجہ کمال پر پہنچتے ہیں اور کرم جوگ کے قائل کرم جوگ کی پیروی سے

کرم کے بغیر گیان حاصل نہیں ہوتا۔ ورن آشرم کے دھرم پر عمل کئے بغیر دل پاک و صاف نہیں ہوتا جب تک دل آلائش دنیوی سے پاک نہ ہوں گیان ملنا محال ہے ان سب کو ترک کئے بغیر انسان درجہ انتہائے کمال کو نہیں پہنچتا ۔

(۵) دنیا میں کوئی بھی نہیں جو لمحہ بھر بھی کرم نہ کرتا ہو۔ انسانی خاصہ یہی ہے۔ دو بیشش وغیرہ مایا کے گن کسی نہ کسی کرم کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔ اس بات میں کسی کا کچھ اختیار نہیں ۔

(۶) جو لوگ اندریوں سے مغلوب ہو کر دنیا دکھاوے کے لئے بناوٹ سے ایشور کا دھیان کرتے ہیں۔ اور دل میں ہوائے نفسانی بھرے رکھتے ہیں انہیں مورکھ سمجھنا چاہئے ان کا ظاہری گیان عمل ہے وہ کپٹی ہیں ۔

(۷) جو لوگ سچے دل سے گیان اندریوں کو مغلوب کر کے بغیر ضمانہ کرم جوگ شروع کرتے ہیں انہیں کا مرتبہ افضل ہے ۔

(۸) کرم نہ کرنے سے کرم کرنا بہتر ہے اچھے کرم کرنا ہمیشہ لازم ہیں اگر تم کرموں سے دست بردار ہو جاؤ گے تو کسی طرح گزارہ نہیں ہو سکتا ۔

(۹) یگیہ کے کرموں کے واسطے کچھ پابندی نہیں اور کرموں کے واسطے قیدیں ہیں وشنو بھگتی کی غرض سے جو کرم بغیر ضمانہ کئے جائیں ان کو درجۂ فضیلت حاصل ہے ۔

(۱۰) پرجاپتی سری برہما جی نے جس وقت دنیا پیدا کی یگیہ کرنے والے برہمنوں اور اور عامۂ خلائق کو خلعت وجود پہنا کر یہی اُپدیش کیا کہ یگیہ کرو اسی سے سب کا بھلا ہوگا یگیہ ہی سے آرزوئیں بر آئینگی۔ یگیہ وہ کامدھین گائے ہے جس سے جو کچھ مانگو وہی مل جاتا ہے ۔

(۱۱) تم یگیہ کر کے دیوتاؤں کی تشفی خاطر کرو۔ دیوتا تمہاری خواہشات پوری فرمائینگے ادھر دیوتاؤں کی بہبودی ہوگی۔ ادھر تمہاری بہتری ۔

(۱۲) یگیہ سے خوش ہو کر دیوتا لوگ بارش کرینگے بارش سے غلہ پیدا ہوگا اس سے تمہیں عمدہ عمدہ خوراک حاصل ہوگی دیوتاؤں کے بخشے ہوئے غلے کو خود ہی کھاؤ گے دیوتاؤں کو نہ کھلاؤ گے تو غاصب کا خطاب ملیگا یعنی دیوتاؤں کے چور مشہور ہو گے ۔

(۱۳) یگیہ کا بچا ہوا اناج کھانے والوں کے پنچسوتا ک یعنی عذاب مٹ جاتے ہیں تنہا خود

آدمی نالائق اور پاپی کہلاتا ہے +
چکی - چولھے - اوکھلی - پانی - جھاڑو وغیرہ سے مرنے والے جانداروں کی جانوں کے عذاب کو پنچسوتا تک کہتے ہیں - اس عذاب کے دفع کرنے کے لئے پنچسو یگیہ کیا جاتا ہے کھانا تیار ہونے پر پیسویدا کے واسطے گؤ گراس نکالنے کا نام پنچسو یگیہ ہے +
(۱۴) کل ذیروح کی پیدائش غلے ہی سے ہوتی ہے - غلہ بارش سے پیدا ہوتا ہے مینہ یگیہ کرنے سے برستا ہے اور کرم کرنے سے یگیہ ہوتا ہے +
(۱۵) برہم دیو سے کرم کا ظہور ہے - برہم سے وید اکشر - سرو بیاپک پرمیشور یگیہ میں رونق افروز رہتا ہے اس واسطے یگیہ کرنا نہایت لازمی ہے +
(۱۶) کرموں کے اس چکر کا سلسلہ ہمیشہ سے اسی طرح جاری ہے جو اس چکر کے قابل نہیں وہ بڑے پاپی گناہگار اور مغلوب نفس ہیں ان کی زندگی بیکار ہے
(۱۷) جو لوگ اپنے آتما ہی سے اُلفت رکھتے ہیں اُن کو برہم انند سے فرصت نہیں وہ کرم سے آزاد ہیں +
(۱۸) اپنے آتما کے جاننے والوں کو نہ کسی کام کی ضرورت ہے نہ کسی کام کے نہ کرنے سے کچھ نقصان - اس کو کسی شخص یا ذیروح کی محبت و الفت سے کچھ سروکار نہیں رہتا +
(۱۹) جو صلے کا لالچ نہ کر کے روزمرہ ضروری کرم کرتے ہیں وہ کرم میں قبول کرتا ہوں جو لوگ بیغرضی سے میرا دھیان اور تصور کرتے ہیں ان کو مکت مل جاتی ہے +
(۲۰) راجہ جنک ایسے گیانی جو کامل گزرے اُنہوں نے فضیلت کرموں ہی کے سبب سے حاصل کی - اے ارجن دنیاوی اصول سے ہمارا بھی فرض ہے کرم کرتے رہیں +
(۲۱) اور لوگ بھی دیکھا دیکھی وہی کام کرنے لگتے ہیں جو اعلےٰ حیثیت یا رتبے کے لوگ کرتے ہیں جس چیز کو اُنہوں نے رواج دیا وہی اہل زمانہ بھی مروج کر لیتے ہیں +
(۲۲) ترلوکی میں مجھے کوئی کام کرنے کی ضرورت نہیں نہ کسی سے کچھ لیا نہ کسی سے کبھی لونگا مگر پھر بھی کچھ کرم کئے ہی جاتا ہوں +
(۲۳) اگر میں کرم کرنا چھوڑ دوں تو تمام زمانہ میری ہی پیروی کرنا شروع کر دے +
(۲۴) اگر میں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ رہوں تو کوئی بھی کام نہ کرے اور انتظام دنیا اُلٹ پلٹ

ہوجائے انسان برن شنکر ہوجائیں۔ان کی گمراہی کا الزام میرے ہی سر ہو ٭

(۲۵) جو گیانی ہیں اُنہیں بھی کرموں کا چھوڑ دینا مناسب نہیں جو جاہل ہیں وہ کرموں کے پھلوں کے حاصل کرنیکی خواہش میں بے قابو ہوجاتے ہیں پنڈت لوگوں کا دل اختیار سے باہر نہیں ہوتا گیانی لوگ اہل زمانہ کی بھلائی کے لئے کرم کرتے ہیں ذاتی اغراض سے واسطہ نہیں ہوتا ٭

(۲۶) جو جاہل لوگ کرم کرنے کے شائق ہوں ان کو ان کی سمجھ پر چھوڑ کر تمام کرموں کے کرنے کی اجازت دے دینی چاہیئے ٭

(۲۷) رجوگن۔تموگن۔ستوگن کی مایا ہی کرتی ہے جو کچھ انسان کرتا ہے جاہلوں کے سر پر خودی سوار ہوتی ہے اسی لئے وہ سمجھتے ہیں کہ ہم بڑے نیک اعمال ہیں ٭

(۲۸) جن کو گن اور کرم کے اصل اصول سے واقفیت ہے جو جانتے ہیں کہ کرموں سے مجھے کچھ تعلق نہیں اندریوں سے فعل خود بخود سرزد ہوتے ہیں میں فقط ان کرموں کا گواہ ہوں ایسے لوگ کرموں کے خیالی جھنجھٹ میں نہیں پھنستے انہی لوگوں کا خطاب ہے تتوگیاتا۔یعنی معاملہ فہم یا رمز شناس ٭

(۲۹) رجوگن۔تموگن۔ستوگن کی تینوں خاصیتیں انسان کو مغلوب خواہشات کر دیتی ہیں جو عقلمند ہیں وہ اندریوں کی خواہشات کا لطف بیان کر کے دوسرے اشخاص کو مغالطے میں نہیں ڈالتے ٭

(۳۰) جو لوگ گیانی ہیں وہ اپنے تمام کرموں کو میرے نام نذر کر کے پھل کے خواہشمند نہیں ہونے دیتے تمام مایا پر لعنت بھیجکر شوق سے ہتھیار اُٹھاؤ ٭

(۳۱) جو اشخاص میرے اصولوں کے اعتقاد کے ساتھ عامل ہیں جو بیجا توہمات کو دل میں جگہ نہیں دیتے وہ کرموں کی زنجیر سے آزاد رہتے ہیں ٭

(۳۲) جو ان اصولوں کے خلاف چلتے ہیں جاہل بیوقوف ہیں ایسے اگیانیوں کی نفیتی لازم ہے ٭

(۳۳) انسان کے خواص پچھلے کرم بمنسبہ کاروں اور کرم کی نیکی و بدی پر منحصر ہیں ان کی خواہشات کا سرچشمہ وہی ہیں ان کو روکنا آسان نہیں ٭

(۳۴) اندریوں کی خواہشات میں اختلاف ہے ان سے زیر ہونا انسان کو خراب کرتا ہے

یہ اہل زمانہ کی دشمن ہیں +

(۳۵) اپنے دھرم پر قائم رہنا ہمیشہ نجات بخش ہے خواہ پورے طور پر نبھ نہ سکے غیروں کے دھرم کی عمدہ طور پر پابندی بھی ہو سکے تو انسان داخل گناہ ہوتا ہے +

(۳۶) ارجن - انسان کو پاپ کرم کرنے کی تحریک کون کرتا ہے خواہ اُسے پاپ کرنے کی خواہش نہیں پھر بھی کوکرم ایذا رساں ہی ہوتا ہے یہ کیا معنی؟

(۳۷) سری کرشن جی - رجو گن سے جو کام کرودھ پیدا ہوتے ہیں وہ بڑے پاپی اور بڑے دشمن ہیں ان کی پاپ کرانے سے کبھی سیری نہیں ہوتی +

(۳۸) یہ کام کرودھ گیان کو اس طرح ڈھانپ دیتے ہیں جس طرح آگ کو دھواں شیشے کو زنگ اور بچے کو جھلی +

(۳۹) کام کی آگ کبھی نہیں بجھتی - اس کو گیانی لوگوں سے سخت دشمنی ہے یہ گیان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیتا ہے +

(۴۰) کام کے رہنے کا مقام اندریاں - دل ہے اور عقل - جس وقت اسے ان کی کمک مل گئی انسان کو مغلوب کر کے غافل کر دیتا ہے +

(۴۱) ہے ارجن - اسی سے میں کہتا ہوں کہ اندریوں کو مغلوب کر کے عقل و حواس کے دشمن کام کو ہلاک کر دو +

(۴۲) جسم خاکی سے اندریوں کو شرف حاصل ہے - اندریوں پر دل کو فضیلت - دل سے زیادہ عقل افضل ہے اور عقل سے افضل تریں برہم کا سروپ +

(۴۳) ہے ارجن عقل پر زور نہ کرا شعور احاطۂ عقل سے باہر ہے اس کی قدرتیں پہچان کر دل کو قابو میں کر کے کام ایسے دشمن کو قتل کر دو یہ دشمن بڑا زبردست ہے اس کا قابو میں آنا آسان نہیں +

ادھیائے ۴

نرگُن اور سُگن سروپ کا ذکر سری کرشن جی کی شیوا بیانی

(۱) (سری کرشن جی ارجن سے) سب سے پہلے یہ ابناشی گیان میں نے بیوسوت سورج نارائن کو سنایا تھا - بیوسوت نے منوجی کو - منوجی نے راجہ اکشواکو کو +

(۲) یہ گیان نیا نہیں بہت پرانا ہے راج رشی اس سے بخوبی واقف ہیں مگر مدت دراز سے پردہ تاریکی میں ہے ✤

(۳) تم میرے بھگت بھی ہو اور دوست بھی اسلئے میں اس قدیم گیان کو تمہیں سناتا ہوں یہ گیان سب سے افضل ہے اسلئے اُن لوگوں کو سنانا چاہئے جو عقیدت پیشہ ہیں ✤

(۴) ارجن) سورج بھگوان کا ظہور نہ معلوم کب سے ہے آپ نے اب گلشن ہستی کو زینت بخشی مجھے وہم ہے آپ نے پہلے اس گیان کا اُپدیش کیونکر کیا ✤

(۵) سری کرشن جی۔ ہمارے تمہارے قالب نہ معلوم کتنے بدل چکے اس رمز سے میں واقف ہوں۔ تمہیں علم نہیں ✤

(۶) نہ میرا کبھی جنم ہوتا ہے نہ میں کبھی مرتا ہوں۔ مجھے بقا ہے فنا نہیں کُل ذی روح کی آتما کُل مخلوقات کا ایشور میں ہی ہوں مگر اپنی مایا سے اپنی مرضی کے موافق اوتار لیا کرتا ہوں ✤

(۷) جس جس زمانے میں دھرم کا ستیاناس ہو جاتا ہے ادھرم کی گرم بازاری ہونے لگتی ہے اُس اُس زمانے میں میں اوتار لیکر کسی نہ کسی قالب میں دنیا کو جلوہ قدرت دکھاتا ہوں (مراد یہ کہ نراکار اور نرگُن روپ سے سگُن روپ میں جامۂ انسانی قبول کرتا ہوں ✤

(۸) ست یُگ۔ ترتیا۔ دواپر۔ کلجگ میں سادھو سنتوں کی حفاظت اور بد اعمال کی سرکوبی کے لئے میرے اوتار ہُوا کرتے ہیں ✤

(۹) میرا جنم اور کرم ایک کرشمۂ قدرت ہے جو اس رمز سے واقف ہیں ان کو زندگی موت کے بکھیڑوں سے نجات ہوتی ہے ایسے ہی لوگ میری ذات میں مل جاتے ہیں ✤

(۱۰) جس نے خوف اُمید اور غصے کو دور کر کے تہ دل سے میرا آسرا لیا یا مختلف گیانوں میں فضیلت اور تپ کی برکت حاصل کی وہی میری ذات میں مل گیا ✤

(۱۱) جو شخص جس نیت سے میرا آسرا لیتا ہے میں اس کی ویسی ہی نیت کا پھل یعنی نتیجہ عطا کرتا ہوں اس کے لحاظ سے اُس پر نظر عاطفت ہوتی ہے ہر شخص کو میرے لئے راہ تلاش منزل مقصود پر پہنچاتی ہے ✤

(۱۲) دیوتاؤں کی پرستش کرنے والے دنیا میں بہت جلد مقصد دلی اور کمال حاصل کر

لیتے ہیں ÷

(۱۳) برہمن۔کشتری۔ویش۔شودر چاروں ورنوں کا وجود میری ہی ذات سے ہوا ان کے فرائض و اصول زندگی میں نے ہی مقرر کئے ہیں۔میں ابناشی (یعنی لافنا) ہوں ان سب کا قادر مطلق مجھ ہی کو سمجھو ÷

(۱۴) مجھے اپنے کرم کے پھل کی نہ خواہش ہے نہ ان کرموں سے واسطہ جن کا پھل ہوتا ہے اس عقدے کو جنہوں نے حل کر لیا ہے وہ کرموں کے شکنجے سے آزاد ہیں ÷

(۱۵) ان باتوں کے لحاظ سے تمہیں وہی کرم کرنا لازم ہیں جو اب تک گیانی لوگ مکتی کی خواہش سے کرتے چلے آئے ہیں ÷

(۱۶) اچھے اور برے یعنی کرنے اور نہ کرنے کے لائق کرموں کو سمجھنے میں بڑے بڑے گیانی موہ میں پھنس گئے ہیں۔عقل غوطہ کھا گئی ہے اب سنو میں تمہیں وہ کرم بتاتا ہوں جن کا کرنا فرض ہے ÷

(۱۷) کرم وکرم اور اکرم سے واقفیت ضروری ہے مگر کرم کا پھل جاننا آسان نہیں ÷

(۱۸) کرم سے مراد پرمیشور کا ارادھن جس میں اکرم بدھی رکھنے کی ضرورت ہے یعنی کرم کرنے والے کو کسی معاوضے یا صلے یعنی پھیک کی آرزو نہ ہو۔اکرم کے وقت جس میں کرم کرنے والی عقل کا دخل ہو اسی عقل سے انسان کی عقلمندی ظاہر ہوتی ہے جو اس نقطے کو سمجھ جائے۔اس کو کرموں کا پورا عامل سمجھنا چاہئے ÷

(۱۹) جس شخص نے بلا کسی خواہش کے کرم کئے اور جس نے کرموں کو گیان کی آگ میں جلا دیا وہی گیانی ہے اور وہی عقلمند ÷

(۲۰) جس نے کرم کرنے پر بھی کسی خواہش کو دل میں جگہ نہ دی جو صابر اور قناعت پسند ہے جس کو کوئی ہوس نہیں۔اس کے کرم ایسے معلوم ہوتے ہیں جیسے وہ ہاتھ پر ہاتھ رکھے ہوئے بیٹھا ہے ÷

(۲۱) جس کو کوئی ہوس نہیں جس نے نفس کو زیر کر لیا وہ کرموں کے شکنجے سے آزاد ہے اس کے افعال و اعمال بغض سے بری ہیں (مراد یہ کہ جو کام بے غرضی سے کسی زعم یا غرور کے بغیر کیا جاتا ہے اس پر حرف کہاں) ÷

(۲۲) جس شخص کو بلا طلب حصول مراد سے خوشی حاصل ہو جو ہر حالت میں آسودہ ہے تو ہمات

نہ ہوں۔ کسی کی نیکی و بدی کا خیال نہ ہو۔ نفع و نقصان کی حالت میں نہ خوش ہو نہ
رنج کرے اُس کے واسطے کرموں کا شکنجہ نہیں ÷

(۲۳) جو بے غرض ہو گیا ہے جس نے واہیات خیال سے ربط و ضبط چھوڑ دیا ہے جس
کا ضمیر صاف اور قلب شفاف ڈانواں ڈول نہیں رہا۔ ایشور کے ارادھن سے
جس کو دلچسپی ہے اس کے کرم قبول ہو جاتے ہیں ÷

(۲۴) ہَوَن کرنے والے ہَوَن کی آہوتی۔ اگنی ہَوَن کی سامگری کو خود اگر جو برہم یقین کرتا ہے
اُسی کو برہم یگیہ کا پھل ملتا ہے وہی برہم کی ذات میں واصل بھی ہو جاتا ہے ÷

(۲۵) کوئی دیوتا کی خوشنودی کے لئے کرم یوگ سے یگیہ کرتا ہے کوئی گیان جوگ سے برہم روپی
آگ میں یگیہ وغیرہ کے کرم ÷

(۲۶) کوئی ہَوَن۔ سُننے یا اور ایسی ہی اندریوں کو ضبط یا قابو میں کر کے کیا جاتا ہے کوئی بولنے
والی یا اور اسی قسم کی اندریوں کو بس میں کر کے سنجم کی آگ میں آہوتی دینے سے ÷

(۲۷) کچھ لوگ تمام اندریوں کے افعال اور پرانوں کی حرکات کو قابو میں کر کے آتم سنجم کی
آگ میں ہَوَن کرتے ہیں ÷

(۲۸) دنیا کے لوگ یہ یگیہ کیا کرتے ہیں ÷

درتبیہ یگیہ	دان پن
تپ یگیہ	چاندرائن وغیرہ برت
جوگ یگیہ	
اشٹانگ جوگ یگیہ	

سوادھیائے جوگ یگیہ یعنی وید اور سہسر نام وغیرہ کا پاٹھ۔
گیان یگیہ۔ یعنی آتما کی شدھی ÷

(۲۹) کچھ اشخاص پران یا اپان با یو روکتے ہوئے پرانایام کرنے والے پران کو اپان میں
اور اپان کو پران میں سوا ہا کر دیتے ہیں ÷

(۳۰) جوگی لوگ بھوک مار کر پرانوں کو پرانوں میں ہَوَن کیا کرتے ہیں ان سب یگیوں کے پھل
سے یگیہ کرنے والوں کے پاپ دور ہو جاتے ہیں ÷

(۳۱) یگیہ میں کھانے کی بچی ہوئی چیز امرت ہے جو اس کو کھاتا ہے اُسے امرت کا مزا ملتا

ہے اور اسی سے سناتن برہم کی ذات میں وصل ہو جاتا ہے۔ یگیہ نہ کرنے والوں کا ٹھکانا کہیں نہیں ان کو نہ اس لوک میں جگہ ہے نہ پرلوک میں +

(۳۲) وید بھی برہم کہلاتا ہے چنانچہ اس نے یگیہ کی قسمیں بھی قائم کی ہیں انہیں کو اپنے کرموں کا نتیجہ سمجھ کر مکتی حاصل کرو +

(۳۳) درقریہ مئی یگیہ سے (دان پن سے) گیان یگیہ کو فضیلت ہے اس یگیہ سے کرم گیان شامل ہو جاتا ہے +

(۳۴) گیان کی تعلیم کا لب لباب تم کو انہیں گیانیوں سے معلوم ہوگا۔ جو خدمت سے خوش ہوں +

(۳۵) جب تم اس گیان کے نکتے اور باریکیاں سمجھ لوگے تو پھر موہ جاتا رہیگا اور گیان کی تعلیم کے فیض سے تم کو وہ روشنضمیری ملیگی کہ ساری دنیا تم میں یا مجھ سروآتما میں نظر آنے لگیگی +

(۳۶) اگر گناہوں کی وجہ سے تم حد درجہ کے گناہگار بھی ہو تو گیان کے جہاز پر چڑھ کر پاپ کے سمندر سے بے زحمت و تکلیف پار ہو سکتے ہو +

(۳۷) جس طرح بھڑکتی ہوئی آگ تر اور خشک لکڑی کو جلا ڈالتی ہے۔ اسی طرح گیان کی آگ سے تمام کرم سواہا ہو جاتے ہیں +

(۳۸) گیان کے برابر کوئی چیز پاک نہیں یہ گیان اس وقت حاصل ہوتا ہے جب کرم یوگ سے دل پاک صاف ہو جائے یہ صفائی قلب خود بخود معلوم ہو جائیگی +

(۳۹) جو راسخ الاعتقاد ہیں جنہوں نے اندریاں قابو میں کر لی ہیں انہیں کو گیان حاصل ہوتا ہے اور انہیں کو جلد مکتی ملتی ہے +

(۴۰) جو جاہل اور عقل سے بے بہرہ ہیں جن کو اعتقاد نہیں ہوتا توہمات میں پھنسے غلطاں و پیچاں رہتے ہیں وہ برباد ہو جاتے ہیں نہ ان کو اس لوک میں آسائش میسر ہوتی ہے نہ اُس لوک میں آرام

(۴۱) جو یوگ کر کے سنیاس کا درجہ حاصل کرتا ہے جس نے نیک اعمالی کے ساتھ ایشور ارادھن کیا ہے جن کے توہمات گیان سے دور ہو جاتے ہیں جو اپنے دل کو آتما اور گیان میں محو کر دیتے ہیں۔ انہیں کرموں کی قید سے کچھ تعلق نہیں +

(۴۲) اے ارجن۔ تمہارے دل میں جو توہمات پیدا ہوئے ہیں ان کے گلے پر گیان کی تلوار پھیر دو۔ کرم یوگ برتی پر میدان میں خم ٹھونکو +

ادھیائے ۵

سنیاس یوگ کے اصولوں کی تشریح سری کرشن جی کی زبانی

(۱) ارجن سری کرشن جی! آپ ایک طرف سنیاس (یعنی کرموں کے چھوڑنے) کا بھی اُپدیش کرتے ہیں دوسری طرف کرم کرنا بھی لازم قرار دیتے ہیں۔ یہ دو دو دھاری کیسی میں کیا کروں یہ فرمائیے جو مجھے کرنا فرض ہے اس سے آگاہ کیجئے +

(۲) سری کرشن۔ سنیاس اور کرم یوگ بہتر ہیں مگر دونوں میں سے کرم یوگ کو فضیلت ہے +

(۳) جس کو نہ کسی سے رغبت ہے نہ نفرت جو بھگوت کو آرادھن کرنے کے لائق کرم کا بھگوت کے نام پر ارادھن کر دیتا ہے اور پھل پانے کی ہوس یا آرزو نہیں رکھتا جسے توہمات ہی نہیں ہوتے وہ تر جاتا ہے اسی کو سنیاسی سمجھنا چاہئے +

(۴) جو جاہل اور بیوقوف ہیں وہ سانکھ جوگ اور کرم جوگ میں تفریق کا خیال کرتے ہیں مگر پنڈتوں کے نزدیک دونو ایک ہی ہیں اگر دونو میں سے کسی کا کاربند یا عامل ہو تو اُس کو دونو کے پھل حاصل ہوتے ہیں +

(۵) سانکھ جوگ والوں کو جو ٹھکانا ملتا ہے وہی جوگیوں کو بھی۔ سانکھ جوگ اور کرم جوگ دو نہیں جو دونو کو ایک سمجھتا ہے وہی عقلمند ہے +

(۶) سنیاس کے بغیر کرم جوگ کی برکتیں اور فضیلتیں حاصل نہیں ہوتیں کرم جوگ کے واقف اور عامل بہت جلد برہم کی ذات میں مل جاتے ہیں +

(۷) جوگ کا عالم و عامل۔ روشن ضمیر و صاف دل نفس کُش اور ذی روح کی آتما کو اپنی جاننے والا کرم کرنے سے کسی قید کا پابند نہیں +

(۸) کرم جوگی وہی ہے جسے اتنی سمجھ ہے کہ آتما روپ ہوں کوئی بات کرنے کا اختیار نہیں جو کچھ کرتی ہیں اندریاں ہی کرتی ہیں دیکھنے۔ سُننے۔ چھونے۔ سونگھنے کھانے چلنے۔ سونے۔ سانس لینے۔ بولنے۔ چھوڑنے۔ پکڑنے آنکھیں کھولنے اور بند کرنے کی طاقتوں کو اختیاری نہیں سمجھتا بلکہ جانتا ہے کہ یہ فعل اندریوں کے ہیں +

(۱۰) تمام تعلقات سے دستکش ہو کر کل کرموں کو ایشور کے نام سمرپن کرنے والا کسی پاپ کا ملزم نہیں ہوتا نظیر یہ ہے کہ کنول کا پتہ پانی میں رہنے پر بھی پانی کے اندر نہیں رہتا (کنول کا خاصہ ہے کہ پانی بڑھ بھی جائے تو پتے پانی کے اوپر ہی رہتے ہیں) +

(۱۱) جن کو جوگی کہتے ہیں وہ جسم کو اشنان وغیرہ سے پاک و صاف رکھ کر اپنی اندریوں سے جو کام کرتے ہیں اُن کے پھل ملنے کی خواہش نہیں رکھتے ایسے کرم سے عقل نفاست پسند ہوتی ہے یہ لوگ جب آتما کی شدھی کے لئے جو کرم کرتے ہیں تو تن من بدھی حتےٰ کہ اندریوں کو بھی طاق پر رکھ دیتے ہیں +

(۱۲) جوگی لوگوں کو اپنے کرموں کے پھل کی خواہش نہ ہونے سے بیغرضی اور استقلال کا مادہ حاصل ہوتا ہے جو بیوقوف منہ مانگی مرادوں کی خواہش میں اندھے ہو جاتے ہیں ان کی کرم کے پھندے سے گلو خلاصی نہیں ہوتی +

(۱۳) روح کو کرموں سے کچھ واسطہ نہیں اس نو دروازے کے شہر (یعنی جسم) میں نہ اس سے کوئی فعل سرزد ہوتا ہے نہ وہ کسی پر کچھ حکومت کرتی ہے وہ ہمیشہ خوش رہتی ہے اور اس کو ہر جسم میں آنند ملتا ہے

(۱۴) اسی دنیا میں نہ ایشور ہی کوئی کام کرتا ہے نہ وہ کرموں کو پیدا کرتا ہے انسانی زندگی کا پیدائشی خواص ہی یہ ہے کہ اپنے کو فاعل تسلیم کر کے حماقت سے مختلف کرم کرے ایشور اس سے یہ نہیں کہتا کہ یہ فعل کر مگر جہالت جو لازوال ہے وہ اپنے خواص کے مطابق ایسی صورتیں پیش کر دیتی ہیں کہ وہ فعل خواہ مخواہ کرنا ہی پڑتا ہے +

(۱۵) پرمیشور کو کسی کے عذاب و صواب وا پن سے مطلب نہیں۔ اگیان نے آنکھوں پر دیوار اُٹھا دی ہے اسی سبب سے جیو موہ کی خرابیاں نہیں دیکھ سکتا اسی پر فریفتہ ہوتا ہے +

(۱۶) گیان نے جن کے دل کی آنکھیں کھول دی ہیں انہیں کو وہ نظر ملی ہے جو ایشور سروپ کو سورج سے زیادہ روشن ضمیر دیکھتی ہے +

(۱۷) جن لوگوں کی نگاہ عقل اور چشم دل ایشور کے تصور سے غافل نہیں ہوتی جنہیں ایشور ہی کا اعتقاد ہے جن کے پاپوں کو ترک گیان حرف غلط کی طرح مٹا چکا ہے وہی مکتی

پاتے ہیں +

(۱۸) عالم اور عجز پسند برہمن گائے میں بھی ایک ہی برہم کو دیکھتے ہیں ہاتھی کتے اور چنڈال میں بھی اس ایک برہم کو +

(۱۹) جن کی نظر میں سب برابر ہیں انہیں نے اس تجربہ دنیا پر فتح پائی ہے جو اس معاملے میں مستقل مزاج ہیں وہ برہم کو ان معاملات سے بری و مستثنےٰ سمجھ کر برہم ہی کی ذات پات اور نام پر قربان رہتے ہیں +

(۲۰) جس کو راحت و آسائش سے خوشی اور درد دکھ سے پریشانی نہ ہو اس کی عقل قائم ہے اور وہی برہم کی ذات سے شیر و شکر ہو جاتا ہے +

(۲۱) جو ظاہری یا بیرونی آسائشوں اور راحتوں کو بیکار سمجھ کر باطنی عیش و آرام سے سروکار رکھتے ہیں برہم سمدھی سے جن کو غرض رہتی ہے اُن کو دائمی راحت ملتی ہے آتما کو بیرونی خواہشات ولذات سے کچھ لگاؤ نہیں بلکہ اس کے عیش و آرام کا لطف انسان کے حصے میں آتا ہے +

(۲۲) دنیاوی خواہشات سے رنج اور تکلیف کے سوا کچھ حاصل نہیں جو عقلمند ہیں ان کی ایسی باتوں کی طرف کبھی رغبت نہیں ہوتی وجہ یہ کہ خواہشات پیدا بھی ہوتی ہیں اور پھر باقی بھی نہیں رہتیں +

(۲۳) جس انسان نے اپنی زندگی میں موت سے قبل کام کرودھ کے جوش کو دبا دیا - اسی کو سکھ حاصل رہتا ہے اور وہی جوگی ہے +

(۲۴) جن کو صرف آتما ہی سے غرض ہے جن کی چشم دل میں آتما ہی آتما نظر آتی ہے وہ جوگی نہیں برہم روپ ہیں اور برہم ہی سے مل جاتے ہیں +

(۲۵) جن کو ہر ایک سے یکساں اُلفت و محبت ہے معاشرت یا مخالفت کا خیال نہیں ان کے پاپ کٹ جاتے ہیں اور ان کو مُکتی ملتی ہے +

(۲۶) جنہوں نے کام کرودھ کو جیت کر نفس قابو میں کر لیا ہے جو سمجھ چکے ہیں کہ آتما کیا شے ہے وہ برہم میں لین سنیاسی ہیں ان کی جس طرف نظر اُٹھتی ہے برہم ہی برہم نظر آتا ہے

(۲۷) جو ظاہری اور بیرونی خواہشات ترک کر چکے ہیں بھوؤں کے وسط میں نگاہ جماتے ہیں پران اپان کو ملا کر ناک کی وسط میں دل کو لگاتے ہیں جنہوں نے مہارت پیدا

(۲۸) کرلی ہے جن کا اندریوں اور نفس وعقل پر قابو ہو گیا ہے جن کو نہ کوئی ہوس ہے نہ غصہ صرف مکتی کے نام پر قربان ہیں وہ جیون مکت ہیں ✣

(۲۹) ایسے یگیہ اور تپ کرنے والے مجھے خالق مخلوقات یقین کرکے شانتی حاصل کرتے ہیں ✣

ادھیائے ۶

آتم سنجم یوگ کے ذکر میں سری کرشن جی کی گوہر افشانی

(۱) سری کرشن جی ارجن سے، کرموں کے پھل سے غرض نہ رکھ کر کرنے کے لائق کرم کرنے والا شخص جوگی سنیاسی ہے۔ آگ اور کرم سے بے تعلق ہونے والے کو جوگی کا رتبہ حاصل نہیں ✣

(۲) سنیاس ہی کو جوگ سمجھو کرم کرنے کی غرض اور نتیجے کی خواہش ترک کئے بغیر جوگی ہونا محال ہے ✣

(۳) جس رشی منی کو گیان کے جوگ کی خواہش ہے وہ سب سے پہلے کرموں سے صفائی قلب حاصل کرتا ہے جو گیان یوگ کے درجے پر پہنچ گیا وہ آسودہ دل ہو گیا گارُوڑ اسی کا لقب ہے ✣

(۴) جب خواہشات اور کرموں سے سروکار نہیں اور تمام سنکلپ دل سے دور ہو جاتے ہیں۔ تب جوگ کا درجہ حاصل ہونے پر انسان جوگی کہلاتا ہے ✣

(۵) آتما کو پستی میں نہ گرانا چاہئے بلکہ ترقی دینا اور بلندی پر پہنچانا۔ آتما ہی آتما کی دوست اور عزیز ہے اور آتما ہی آتما کا دشمن ✣

(۶) جس شخص نے دل پر قابو پا لیا ہے اس کا دل اس کا رفیق ہے جس دل پر قابو نہیں وہ دل دشمن کے برابر ہے ✣

(۷) جس شخص نے آتما کو زیر کر لیا جس کی طبیعت ہر حال میں آسودہ ہے نہ سردی کی شکایت نہ گرمی کا گلہ رنج و راحت میں فرق نہیں سمجھتا۔ جس کو عزت و ذلت میں امتیاز باقی نہیں ✣

(۸) جو گیان و گیان میں مگن ہے جس نے اندریوں کو دبا لیا ہے جس کی نظر میں سونا اور لوہا یکساں ہے یوگی اسی کو کہتے ہیں ✣

(۹) جس کی نظر میں دوست اور دشمن نیک اعمال اور بد اعمال یکساں ہیں اُس کا مرتبہ افضل ہے +

(۱۰) جوگ میں محو ہو کر بڑے استقلال سے طبیعت کو یکسو کرکے گوشہ تنہائی میں ایشور کی دھیان کرے دوسرے کی صحبت پرائی آس اور ہر ایک چیز کا لالچ یا خواہش چھوڑ کر اور دل کو قابو میں کرکے جوگ کرنا چاہئے +

(۱۱) پاک و صاف جگہ پر آسن لگا کے کُشا پر مرگ چھالا یا شیر کی کھال بچھا کر برابر جگہ پر بے حس و حرکت بیٹھنا چاہئے +

(۱۲) اس قسم کے آسن پر بے حس و حرکت بیٹھ کر دل کو ایک حالت پر قائم کرنا اور اندریوں کے خواص کو ضبط کر جوگ میں محو ہونا چاہئے +

(۱۳) جسم۔ سر۔ گلا بالکل سیدھا ناک کے سامنے والے رُخ پر نظر قائم کرے دوسری طرف آنکھ نہ اُٹھائے +

(۱۴) جو تمام دنیا کے خیالات سے بیفکر اور ہر طرح بے خوف ہو کر برہمچریہ میں دل کو مستقل طور پر قائم کردے وہی صابر اور سچا جوگی ہے +

(۱۵) جوگی لوگ انہیں طریقوں سے جوگ کر کے دل کو مستقل صابر اور خوش بنا لیتے اور وہی نربان پد حاصل کر لیتے ہیں جو مجھے حاصل ہے +

(۱۶) بہت یا بالکل تھوڑا کھانے والے زیادہ سونے یا جاگنے والے جوگ نہیں کر سکتے +

(۱۷) اعتدال کے ساتھ کھانے سونے جاگنے یا محنت کرنے والے سادھارن کرم سے جوگ کا آنند اٹھا کر تکلیف دور کر دیتے ہیں +

(۱۸) جب چت اور آتما کی خواہشات کالعدم ہو جائیں تب انسان کو جوگ کی فضیلت حاصل ہوتی ہے +

(۱۹) جس جوگی کا دل جوگ میں مشغول ہے وہ بجنسہ چراغ کی لو کے موافق ہے جو بغیر ہوا کے قائم رہتی ہے +

(۲۰) جب جوگ کی مشق سے دل قائم ہو جائے اور دل کے قیام سے خواہشات دور ہونے کے بعد انسان آتما پر نظر ڈالے تو اُسے اپنی ہی ذات میں آنند کا مزہ ہے +

(۲۱) جس سکھ کو اندریوں سے تعلق نہیں جو سکھ عقل سے حاصل کیا جاتا ہے اس کے مزوں سے دل ڈانواں ڈول نہیں ہوتا +

(۲۲) آتما کے سُکھ کے سوا اور کسی سُکھ کی خواہش کو پاس نہ آنے دینا اور مستقل مزاجی سے آتما ہی کے سُکھ میں محو ہو کر بڑے بڑے دُکھوں میں دل کو ڈانواں ڈول نہ ہونے دینا ہی جوگ ہے +

(۲۳) جو دُکھ کو سُکھ سمجھے وہی جوگی ہے وہی پرماتما کی ذات میں مل جاتا ہے ایسا جوگ ضرور کرنے کے لائق ہے اور اسی میں انسانوں کو مشغول ہونا چاہیئے +

(۲۴) سنکلپ بکلپ سے پیدا ہونے والی خواہشات اور رغبتوں کو دل سے نکال کر طبیعت کو یکسو کر کے اندریوں کے خواص کو اپنے شکنجے میں کس کر جوگ ابھیاس کرنا چاہیئے +

(۲۵) صبر و تحمل سے کام بیکر بُدھی سے آہستہ آہستہ مشق بڑھائے اور غیر قائم دل کو آتما میں قائم کر لینے پر برہمانند میں غرق ہو جائے کسی اور طرف خیال نہ بھٹکنے دے +

(۲۶) دل ہمیشہ ڈانواں ڈول رہا کرتا ہے اس کو قابو میں رکھ کے آتما میں لگاوے +

(۲۷) جس کا دل قائم ہو گیا اُس کی خواہشات قائم ہو جاتی ہیں آتما میں گیان حاصل ہونے پر پاپ باقی نہیں رہتے اور پرم آنند حاصل ہو جاتا ہے

(۲۸) جوگی لوگ اس طرح جوگ سے پاپ دور کر کے بلا تکلیف برہمانند کے سُکھ اٹھاتا ہے

(۲۹) جس جوگی کو آتما کا گیان حاصل ہو جاتا ہے اُس کی نظر میں سب یکساں ہو جاتے ہیں وہ اپنی ذات میں تمام ذیروحوں کو پاتا ہے +

(۳۰) جس شخص کو میں سب میں نظر آتا ہوں اور سب مجھ میں وہ نہ مجھ سے جدا ہے نہ میں اس سے

(۳۱) جو مجھے ہر چیز میں موجود جان کر میرا پیرو بنتا ہے وہ میری ذات میں مل جاتا ہے +

(۳۲) آتما کو ایک جاننے والا اور سُکھ دُکھ کو یکساں سمجھنے والا جوگی سب سے افضل ہے +

(۳۳) ارجن - آپ نے سب کو یکساں سمجھنے کا جو جوگ فرمایا میرے غیر مستقل دل میں قائم نہ رہا +

(۳۴) یہ دل ایسا ڈانواں ڈول متلون مزاج سرکش اور زبردست ہے کہ اس کا قابو میں کرنا اُسی طرح مشکل ہے جس طرح ہوا کا مٹھی میں تھامنا +

(۳۵) سری کرشن جی - تم سچ کہتے ہو یہ دل ایسا ہی ہے مگر براگ اور بھگتی میں وہ طاقت ہے کہ انسان کوشش کرے تو اس کا قابو میں آنا مشکل بھی نہیں +

(۳۶) جس نے دل کو قابو میں نہ کیا وہ جوگ نہیں کر سکتا۔ اس کے قابو میں کرنے کے لیئے بہت سی ترکیبیں اور تدبیریں ہیں +

(۳۷) ارجن۔ جن لوگوں نے جوگ کیا ہو مگر دل قابو سے باہر ہو گیا ہو جن کی مشق ادھوری یا کم ہے جو جوگ کا کمال نہ کر سکے ان کی حالت کیا ہوتی ہے +

(۳۸) وہ تو کسی طرف کے نہ رہے نہ برہم کا راستہ ملا نہ کوئی امید باقی رہی وہ تو اس بادل کی طرح تباہ ہو گئے جس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں +

(۳۹) آپ مہربانی سے میرا یہ وسواس دور فرما دیجئے۔ آپ کے سوا ان شکوک کو کون رفع کر سکتا ہے +

(۴۰) **سری کرشن جی** ۔ اس کی محنت لوک اور پرلوک دونو میں کہیں رائیگاں نہیں جاتی اچھے کرم کرنے کا نتیجہ کبھی خراب نہیں ہوتا +

(۴۱) جن جوگیوں نے جوگ میں کمال حاصل نہیں کر پایا پن ٹوٹا ہے وہ عرصے تک اچھے لوک میں رہ کر پھر کسی اعلےٰ خاندان میں پیدا ہوتے ہیں +

(۴۲) خواہ باکمال جوگیوں کے گھرانے میں ان کی پیدائش ہوتی ہے دنیا میں اس طرح کا جنم ملنا بھی مشکل ہے +

(۴۳) جب وہ یہاں پیدا ہوئے تو اگلے جنم کے سنسکار سے عمدہ عقل پا کر کمالات حاصل کرنے کے لیئے کوشش عمل میں لاتے ہیں +

(۴۴) پچھلے جنم کی مشق اور مزاولت سے نفس ان پر غالب نہیں ہو پاتا جوگ کی مشق بڑھا وید آگیا سے عبور کر جاتے ہیں +

(۴۵) جوگی جوگ میں محنت کر کے پاپ سے خالی ہو کر مختلف جنموں کے بعد مکتی کا درجہ حاصل کرتے ہیں +

(۴۶) جوگی تپسوی سے افضل ہے گیانی اور کرم کرنے والے سے جوگی افضل۔ اسلئے ہے ارجن تم بھی جوگ اختیار کرو +

(۴۷) تمام جوگیوں میں اس راسخ الاعتقاد جوگی کا مرتبہ سب پر بالا ہے جو ہمیشہ مجھ سے دل لگائے اور میرا تصور کرتا رہے +

ادھیائے ۷

گیان اور وگیان کا بیان

(۱) سری کرشن جی۔ (ارجن سے) میں اب وہ طریقے بالتشریح بیان کرتا ہوں جن کے موافق انسان میرا ہی بھروسا رکھے مجھ سے دل لگاوے اور جوگ کی برکتوں سے میری ذات میں وصل ہو جائے ✣

(۲) گیان اور وگیان کا ذکر کرتا ہوں جن کی واقفیت ہونے پر انسان کو اور کسی واقفیت کی ضرورت نہیں رہتی ✣

(۳) ہزارہا انسان میں سے معدودے چند لوگ درجۂ کمال پر پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں مگر ان میں بھی خاص خاص لوگ ہیں جنہوں نے اچھی طرح مجھے پہچانا ہے ✣

(۴) پرتھوی جل۔ وایو۔ اگنی۔ آکاش۔ من۔ بدھی۔ اہنکار یہ آٹھ قسم کی قدرتیں مجھ سے جدا جدا ظاہر ہو رہی ہیں ✣

(۵) میری قدرت آٹھ قسم سے ظاہر ہوتی ہے پرکرتی ادنےٰ درجہ کی قدرت ہے سب سے افضل قدرت وہ ہے جو جیو ہو کر تمام دنیا میں جلوہ دکھا رہی ہے ✣

(۶) کل ذی روحوں کی زندگی و موت میری ہی ذات سے ہے مجھی سے تمام دنیا عالم ظہور میں آتی ہے اور پھر میری ہی ذات میں غائب ہو جاتی ہے ✣

(۷) جو کچھ ہوں میں ہی ہوں اور کچھ بھی نہیں تمام دنیا دھاگے میں موتیوں کے دانوں کی طرح میرے سلسلۂ قدرت میں پروئی ہوئی ہے ✣

(۸) پانی میں رس چاند اور سورج میں روشنی۔ ویدوں میں اونکار۔ آکاش میں شبد (آواز) انسان میں طاقت کی شکل میں میرا ہی جلوہ ہے ✣

(۹) پرتھوی میں جیسے سُگندھ (خوشبو) اگنی میں جیسے تیج اور پرکاش۔ ذی روحوں میں جیسے روح۔ تپشویوں میں جیسے تپسیا کہتے ہیں وہ میرا ہی سروپ ہے ✣

(۱۰) ذی روحوں میں تیج عقلمندوں میں عقل تیجسویوں میں تیج میری ہی ذات ہے ✣

(۱۱) طاقتوروں کی زبردست خواہش اور شوق سے بھی اعلےٰ طاقت سے راستی اور دھرم کے

مطابق جو ستوگنی خواہشات ہیں وہ مَیں ہی ہوں +

(۱۲) تمام ذیروحوں کی طبیعتوں کے خواص یعنی رجوگُن تموگُن ستوگُن میری ہی ذات سے ہیں۔ مَیں ان کا پابند نہیں وہ میرے پابند ہیں وہ مجھ میں موجود ہیں مَیں ان میں موجود نہیں +

(۱۳) راجس تامس۔ ساتوک بھاؤ تمام دُنیا کو موہ میں پھنسائے ہوئے ہیں مَیں اس پھندے سے آزاد ہوں مجھ میں تبدیلی واقع نہیں ہوتی +

(۱۴) میری مایا قدرتوں کا سرچشمہ اور ایک ناقابل عبور دریائے ناپیداکنار ہے اس کی نہ کوئی تھاہ پا سکتا ہے نہ اس کے کنارے پر پہنچ سکتا ہے۔ ہاں جو میرا آشرا لیتے ہیں ان کی صاف مکتی ہو جاتی ہے +

(۱۵) پاپی۔ جاہل کمینے۔ مایا میں پھنسے ہوئے نفس پرست ہیں۔ اگیانی مغرور مغلوب الغضب خود پرست میری ذات سے غافل لوگ مجھے نہیں پا سکتے +

(۱۶) دھرماتما اور پُنیاتما چار قسم کے ہیں (۱) آرت یعنی بیماری اور مصیبتوں میں مجھے یاد کرنے والے (۲) جگیاسو آتمک گیان کے لئے بھجن کرنے والے (۳) ارتھارتھی کسی کی مقصد وری کے لئے میری پرستش کرنے والے (۴) گیان اور وگیان کے حاصل کرنے کے شوق سے مجھ میں دل لگانے والے +

(۱۷) گیانیوں کا رتبہ افضل ہے وجہ یہ کہ ہمیشہ یکسوئی قلب سے صرف میری ہی بھگتی میں مصروف رہتے ہیں ایسے گیانیوں کو میں عزیز ہوں اور وہ مجھے عزیز +

(۱۸) بھگت چاروں قسم کے بہتر ہیں۔ مگر گیانی کو مَیں زیادہ عزیز رکھتا ہوں گیانی لوگ صاحبدل ہو کر اعلےٰ مراتب پر فائز ہو چکتے ہیں +

(۱۹) متعدد جنموں میں صاف دل اور پاک باطن ہو کر مجھ میں مل جاتے ہیں باسدیو ہی سب میں موجود ہے پھر بھی اس کا ملنا آسان نہیں +

(۲۰) جو نفس پرست انسان گیان کھو کر دنیاوی خواہشات کے پھیر میں نت نیم کرکے دوسرے دیوتاؤں کی پرستش کرتے ہیں ان کی عقیدت خواہشات سے وابستہ ہے +

(۲۱) کوئی کسی اعتقاد سے کسی دیوتا کے سروپ کی پرستش کرے مَیں اس دیوتا کے سروپ میں موجود ہو کر اس کے اعتقاد کو پختہ کرتا ہوں +

(۲۲) کوئی بھگت جس اعتقاد سے جس دیوتا کا ارادھن منظور کرتا ہے اسی کو مَیں اس کی کامیابی

مقصد کا ذریعہ بنا دیتا ہوں +

(۲۳) کم عقلوں کو میں اُنہیں دیوتاؤں کے توسط سے کامیاب مقصد کرتا ہوں انکے اعتقاد کے پھل زوال پذیر ہوتے ہیں میرے سچے بھگتوں کو میری ذات حاصل ہو جاتی ہے +

(۲۴) کم عقل لوگوں کو میرے لازوال جلوے کی شناخت نہیں ہو سکتی میرا ابناشی او تم سروپ سب سے جدا ہے ان کو یہ سمجھنے کا وقوف نہیں کہ اُسی ابناشی اور لازوال ذات نے اس قالب میں ظہور فرمایا ہے +

(۲۵) ہر شخص کو میرا جلوہ نظر نہیں آتا کیونکہ میرے جلوہ جوگ مایا کے پردے میں پوشیدہ ہیں جن کی عقل پر غفلت کی گھٹا چھائی ہے وہ جانتے ہیں کہ مجھے بھی فنا ہے۔ پیدا ہوتا اور مرتا ہوں باقا اور لافنا نہیں +

(۲۶) موجودہ گذشتہ اور آئندہ لوگوں سے میں واقف ہوں مگر میرے روپ کا جاننے والا کوئی نہیں +

(۲۷) خواہشات اور بیگانگی کے خیالات سے تمام دنیا غفلت کے دلدل میں پھنسی ہوتی ہے +

(۲۸) جن لوگوں کے گناہ صواب کے کاموں سے دور ہو گئے ہیں۔ اُن کو مایا موہ کی پھانسی سے آرزو حاصل ہونے پر میری ہی یاد سے کام ہے +

(۲۹) جو لوگ جینے مرنے کے جھنجھٹوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے تدبیریں اور کوششیں عمل میں لاتے ہیں اُن کو ادھیاتم برہم کرم سے بخوبی واقفیت حاصل ہو جاتی ہے +

(۳۰) آدھی بھوت۔ آدھی دیو۔ آدھی یگیہ میری ہی صفتیں ہیں ان کی حقیقتوں کو جاننے والے مرتے دم تک بڑے استقلال سے میرے جلوہ دیدار کی ماہیت سے آگاہ رہتے ہیں +

ادھیائے ۸

مہا پُرش جوگ

(۱) ارجن سری کرشن جی سے) یہ بھی بیان فرمائے کہ برہم۔ ادھیاتم اور کرم کی صفت کیا ہے نیز آدھی دیو اور آدھی بھوت کی صفت کیا ؟

(۲) اس قالب میں آدھی یگیہ کیا چیز ہے اپنی آتما کے پہچاننے والے کو مرتے وقت آپ کا دھیان کرنے کے لئے کون وسائل ہیں ؟

(۳) سری کرشن جی ۔ اکشر برہم ہے ۔ برہم وہ ہے جس کو فنا نہیں ۔ لازوال ہے دنیا اسی کے کرشمۂ قدرت سے وجود میں آئی ۔ ساری کائنات اسی ایک برہم کی ذات سے قائم ہے ۔ قالب کے لحاظ سے وہی سُکھ دُکھ میں موجود ہے اسی کو ادھیاتم یعنی جیو کہتے ہیں کرم کو اس سے ہستی اور قیام زندگی دونو ہوتے ہیں +

(۴) یہ جسم ادھی بھوت ایک پل بھر میں فنا ہو جاتا ہے آدھی دیو روح یا جان سے مراد ہے جسے آدھی یگیہ کہتے ہیں وہ میں ہوں ۔ میرا ہر قالب میں جلوہ ہے +

(۵) مرتے وقت جو میرے دھیان میں چولا چھوڑتا ہے وہ بیشک و شبہ مجھ سے واصل ہو جاتا ہے

(۶) جو کوئی شخص جس چیز کی خواہش میں دم توڑ دیتا ہے اس وقت کے خیال اور آرزو کے موافق اس کو وہی چیز دستیاب ہوتی ہے +

(۷) اسی بنا پر میں کہتا ہوں کہ تم ہر وقت میرے تصور میں محو ہو کر میدان میں ہاتھ اٹھاؤ جب عقل اور دل کو مجھ میں لگا دو گے تو مجھ میں مل جاؤ گے شک کی کوئی بات نہیں

(۸) میرے تصور کی مشق تم نے بہم پہنچائی ہے پس اسی تصور سے میرا پرم پرش دویہ روپ تم کو نظر آئیگا +

(۹) میں ہی شاعر میں ہی واقفِ علوم ۔ میں ہی لطیف سے لطیف چیز اور میں ہی قدیم سے قدیم ہوں ۔ تیج سورج سے زیادہ جس پر تاریکی کا اثر نہیں +

(۱۰) دم توڑتے وقت جو دل کو قائم رکھ کر بھگتی اور جوگ کی مزاولت سے بھووُں کی طرف خیال جاتا ہے اسے پرم پُرش کی پدوی ملتی ہے +

(۱۱) وید کے عالم جس پدوی کو اکشر کے نام سے یاد کرتے ہیں جو لافنا اور لازوال ہے برہمچریہ کے عامل جس پر قربان ہیں اب اس کی صفت سنو +

(۱۲) اندریوں کے سب دروازوں پر قفل لگا کے ضمیرِ صادق سے دل کو قابو میں کر کے پران کو پیشانی میں قائم کر کے استقلال کے ساتھ جوگ میں مشغول و محو ہو +

(۱۳) اوم اکشر کا جاپ کرتے کرتے جو چولا چھوڑ دیتا ہے اس کو مُکتی مل جاتی ہے +

(۱۴) قائم مزاجی اور یکسوئی خاطر سے جو میرا نام جپتا اور میرے تصور میں مصروف رہتا ہے ایسا جوگی مجھ سے بلا دقت مل جاتا ہے +

(۱۵) جو صاحب کمال ہو گئے جنہوں نے فضیلتیں حاصل کر لیں اور میری ذات میں مل گئے ہیں

اُن کو جیتے مرنے کی تکلیف سے پھر سابقہ سامنا نہیں ہوتا +

(۱۶) تمام لوک حتےٰ کہ برہم لوک کو بھی چکر رہتا ہے مگر جنہوں نے مجھے پا لیا اُن کا پھر جنم نہیں ہوتا +

(۱۷) برہم کے دن ہوں یا راتیں دونو کی مدت ہزار ہزار یُگ ہے جو اس رمز سے آگاہ ہیں اُن کو شب و روز کے چکر کی ماہیت معلوم ہے +

(۱۸) برہم کے دن میں دنیا عالم وجود میں آتی ہے اور رات کو فنا ہو جاتی ہے اسی ابیکت مایا کی وجہ سے ذیروح بار بار پیدا ہوتے اور فنا ہو جاتے ہیں +

(۱۹) جب برہم کی رات ہوتی ہے تو ساری کائنات نیست و نابود ہو جاتی ہے دن ہوتے ہی پھر سلسلہ آفرینش قائم ہو جاتا ہے اور یہ انتظام بہت درست ہے +

(۲۰) اس عالم ظاہری سے علیحدہ ابیکت ابناشی کی صرف ایک ذات ہے جو دنیا کے کالعدم ہونے پر بھی ہمیشہ موجود رہتا ہے +

(۲۱) میرا ابناشی روپ اکشر پرم گت مانا جاتا ہے جس گت کو پہنچ کر پھر جنم نہیں لیتا میرا پرم دھام یہی ہے +

(۲۲) جو کرم پرش ہر ذیروح میں موجود محیط کل اور خالق مخلوقات ہے اس سے بھگتی ملا دیتی ہے +

(۲۳) ہے ارجن اب ان اوقات کا ذکر سنو۔ جن میں جوگی لوگ چولا چھوڑ کر مکت کا درجہ حاصل کرتے ہیں +

(۲۴) اگن جوت کے دونو یعنی شکل اترائن کے چھ مہینوں کے اجیالے پاکھ میں جو دم توڑتے ہیں اُن کو برہم ملتا ہے +

(۲۵) دکشنائن کے چھ مہینوں کی اندھیری رات یعنی اندھیرے پاکھ میں مرنے والے جوگی چندرماں منڈل تک پہنچتے اور پھر وہاں سے واپس آتے ہیں +

(۲۶) اندھیارے اور اُجیالے پاکھوں کی تاثیر قدیمی ہے اُجیالے پاکھ سے موکش ملتی ہے اور اندھیارے پاکھ سے آواگون یعنی جنم مرن کا سلسلہ جاری رہتا ہے +

(۲۷) جن جوگیوں کو دونو راستوں سے واقفیت ہے اُن کو مغالطہ نہیں ہوتا پس ہے ارجن تم بھی جوگ کی طرف مائل ہو +

(۲۸) جو جو پھل یگیہ۔ تپ۔ دان اور وید پڑھنے کے لکھے ہیں ان کا علم ہونے پر بھی جوگی لوگ ان پھلوں کی خواہش نہیں رکھتے اور درجہ اعلےٰ حاصل کرتے ہیں +

ادھیائے ۹

راج وِدّیا کا بیان

(سری کرشن جی ارجن سے)

(۱) اب مجھ سے گیان وگیان کے متعلق ایک راز کی بات سنو یہ رمز وہ ہے جس سے تمہیں موکش حاصل ہو جائیگا +

(۲) راج وِدّیا بہت افضل - پاک اور درست ہے اس کا پھل فوراً ظاہر ہو جاتا ہے یہ وِدیا حاصل کرنا کچھ مشکل نہیں اور نہ اُس کو زوال ہے +

(۳) جن کو اس بدیا کا اعتقاد یا اس سے دلچسپی نہیں اُن سے میں بہت دور رہتا ہوں اور اُن کو آواگون کے چکر سے نجات نہیں ملتی +

(۴) میں ساری کائنات میں پوشیدہ طور پر موجود ہوں - کُل ذی روح میری ذات میں ہیں مگر میں محیط کُل ہو کر بھی ان میں قائم نہیں +

(۵) میری جوگ مایا کا عجیب و غریب کرشمہ دیکھو کہ سب ذی روحوں میں موجود بھی ہوں اور علیحدہ بھی +

(۶) جس طرح آکاش میں ہوا ہی ہوا بھری ہے مگر آزاد - اسی طرح میں محیط کُل ہونے پر بھی سب سے علیحدہ ہوں +

(۷) پرلے کے وقت تمام مخلوقات میری ذات میں غائب ہو جاتی ہے اور پھر کلپ کے آغاز میں سلسلہ کائنات جاری کر دیتا ہوں +

(۸) مایا کے زور سے کُل کائنات کو خلعت وجود پہنا کر بھی سب سے علیحدہ ہی رہتا ہوں +

(۹) حالانکہ میں انتظام آفرینش کرتا ہوں مگر ایسے کرموں سے میں بے واسطہ ہوں زنجیر تعلق سے مجھے آزادی حاصل رہتی ہے +

(۱۰) جس وقت میں اپنی قدرت کو اشارہ کرتا ہوں تمام مخلوقات عالم حیوانات و نباتات پیدا ہو جاتے ہیں اسی طریقے سے کبھی دنیا پیدا ہوتی اور کبھی کالعدم ہو جاتی ہے +

(۱۱) بیوقوف اور جاہل لوگ مجھے انسان ہی سمجھتے ہیں وہ میری قدرتوں سے ناواقف ہیں ان کو یہ شناخت نہیں کہ تمام کائنات اور مخلوقات کا ایشور میں ہی ہوں +

(۱۲) بیوقوف اور جاہل لوگوں کی امیدیں بیکار اور درخواستیں مہمل ہیں بدافعال و بداعمال میری ذات اور ہمہ قدرت سے ناواقف ہونے کی وجہ سے میری طرف دھیان نہیں لگاتے +

(۱۳) جن مہاتماؤں میں اعلےٰ اصفات ہیں وہ مجھے جگت کرتا اور ابناشی سمجھ کر کبھی نہیں بھولتے ہر وقت میری یاد میں محو رہتے ہیں +

(۱۴) سچے بھگت (راسخ الاعتقاد) سچے دل سے استُتیوں اور منتروں کے ذریعے سے میرا بھجن کرکے اور گُن گانے میں اپنا وقت صرف کرتے ہیں +

(۱۵) بعض گیان یگیہ سے میری اوپاسنا میں مصروف رہتے ہیں کوئی بسو روپ کے مختلف سروپوں کا دھیان کرکے وحدت کا قائل اور پرستش میں مشغول رہتا ہے +

(۱۶) کرتو میں یگیہ - ناج - اوشدھی - منتر - گھی - اگنی - آہوتی جو کچھ ہے میری ہی ذات ہے +

(۱۷) ماں ہو یا باپ دادا ہو یا کوئی دوسرا پرورش کنندہ - رگ - یجر - شام وید اور وہ اونکار میں ہوں جس سے ہر ایک کو واقف ہونا چاہیئے +

(۱۸) ہر ایک حالت - مسکن - پرورش کنندہ - گواہ - مالک - دوست - مقام پیدائش و موت جتنی چیزیں ہیں سب کا لازوال اصول میں ہی ہوں +

(۱۹) سورج کی حرارت سے میں ہی دنیا میں گرمی پہنچاتا ہوں - موقع پر بارش کرتا ہوں خشکی و تری - زندگی و موت - ستیہ اور استیہ سب میرے ہی سروپ ہیں +

(۲۰) تینوں ویدوں کے عالموں اور عاملوں - سوم رس نوش کرنے والوں - سورگ کی خواہش میں نیک نیتی سے یگیہ کرنے والوں کو سورگ اور اندر لوک میں عمدہ عمدہ راحتیں ملتی ہیں عیش و عشرت سے سامنا رہتا ہے +

(۲۱) جب مقدس اور معظم بیکنٹھ میں پُن کے پھلوں سے عیش و عشرت کا زمانہ گزر جاتا ہے تو انسان کی پھر دنیا میں پیدائش ہوتی ہے خواہشات میں پھنس کر جو تینوں ویدوں کی ہدایات کے موافق یگیہ وغیرہ کرتے ہیں ان کو آواگون سے نجات نہیں ہوتی +

(۲۲) یکسوئی قلب بھگتی اور خوش اعتقادی سے پرستش اور بھجن کرنے والوں کو میں جوگ اور سدھی کے پھل عطا کرتا ہوں +

(۲۳) دوسرے دیوتاؤں کی پرستش کرنے والے جو خوش اعتقادی سے یگیہ کرتے ہیں انہیں

میری رمز قدرت سے آگاہی نہیں وہ پوجا پاٹھ ضرور کرتے ہیں مگر بے اصول +

(۲۴) میں یگیوں کا قبول کرنے والا تمام مخلوق کا ایشور ہوں۔ جن کو میری ذات کی شناخت نہیں وہ مغالطے کھاتے ہیں +

(۲۵) جو دیوتا کا بھگت ہے وہ دیوتا میں مل جاتا ہے۔ پتر کا بھگت پتروں میں جو بھوتوں کو پوجتے ہیں وہ انہیں میں ملتے ہیں فقط میری پرستش کرنے والوں کو پرم آنند حاصل ہوتا ہے +

(۲۶) جو بھگت اور خوش اعتقاد لوگ ہیں پھل پھول اور جل سے میری پوجا کرتے ہیں۔ میں اُن کے چڑھاوے کو بڑے شوق اور محبت سے قبول کر لیتا ہوں +

(۲۷) ہے ارجن کھانا پینا ہوم کرنا دینا اور تمام ایسے ہی افعال میرے نام پر کیا کرو +

(۲۸) اس سے اچھے اور بُرے کرموں سے تم کو چھٹکارا مل جائیگا اور جوگ اور سنیاس کی بدولت میری ذات میں مل جاؤ گے +

(۲۹) میں ایک ہی حالت سے سب جگہ ہوں نہ مجھے کسی سے محبت ہے نہ دشمنی۔ جن کو میری یاد ہے ان میں میں ہوں اور وہ مجھ میں +

(۳۰) بد افعال لوگ کسی بھاؤ سے میرا بھجن کریں وہ بھی بُرے نہیں اور کچھ نہیں اعتقاد تو ہے +

(۳۱) ان کو بھی جلد ہی دھرماتما کی پدوی مل جاتی ہے وہ بھی صابر و شاکر ہو جاتے ہیں۔ ہے ارجن یقین جانو کہ میری بھگتی کا پھل کبھی مٹنے والا نہیں +

(۳۲) جو شخص میری پرستش کرتا ہے خواہ وہ عورت ہو یا ویش یا شودر اس کو مُکتی مل جاتی ہے +

(۳۳) دِجوں (برہمنوں) کی تو بات ہی درکنار وہ خود مُنیا تھا۔ راج رشی اور بھگتوں سے افضل ہوتے ہیں۔ پس اس دنیا کے عیش و آرام کو لازوال خیال کر کے میری پرستش کرو +

(۳۴) میری ہی یاد میں محو ہو اور عاجزی سے مجھ سے دل لگاؤ پھر مجھے بڑے شوق سے پا جاؤ گے

ادھیائے ۱۰

بھبھوتی جوگ کا بیان

(سری کرشن جی ارجن سے)

(۱) میری باتوں کو گوش ہوش سے سنو- میں تمہاری بہتری اور بہبودی کی غرض سے بھبھوتی جوگ بیان کرتا ہوں +

(۲) میری پیدائش سے دیوتا اور بڑے بڑے رشی بھی واقف نہیں وجہ یہ کہ دیوتاؤں اور مہرشیوں کو میں ہی پیدا کرتا ہوں +

(۳) میرا جنم کبھی نہیں ہوتا- آج ہوں میری انتہا نہیں-انادی ہوں تمام دنیا کا ایشور یعنی لوک بشمبر میں ہوں-عقلمند مجھے پہچان لیتا ہے اس پر پاپ کا سایہ بھی نہیں پڑتا +

(۴) بدھ گیان سمّ موہ (دھوکے سے بچنے والی طاقت) چھما ستیہ دم-(یعنی نفس کشی کا مادہ)

(۵) سم (یعنی دل کو قابو میں رکھنے والی طاقت) سکھ-دکھ-بھاؤ-ابھاؤ-بھے ابھے آہنسا (دلآزاری و ایذا رسانی سے نفرت) سمتا (دوستی و دشمنی-یگانگت بیگانگی میں فرق نہ سمجھنے والے خواص) سنتوش (صبر و قناعت) تپ-دان یش اپ یش (نیکنامی و بدنامی) جتنی خصلتیں ہیں ان کو میں ہی پیدا کرتا ہوں +

(۶) میں نے ہی سپت رشیوں چاروں سنکادک اور منوجی کو خلعت وجود پہنایا ہے + انہیں کی اولاد روے زمین پر پھیلی ہوئی ہے +

(۷) بیشک جوگی وہی ہے جو میری قدرت اور جوگ کے مقاصد کو اچھی طرح سمجھتا ہے +

(۸) عقلمند بھگت مجھی کو خالق کائنات اور ذریعہ آفرینش یقین کرکے مجھ میں دل لگاتے ہیں +

(۹) جو انسان دل و جان مجھ پر فدا کرکے میرے اوصاف گاکر میرے گیان کے چرچے میں معروف و رہکر خوش و خورم اور میری یاد میں سچی بھگتی سے محو رہتے ہیں میں انہیں بدھی جوگ کی

(۱۰) دولت عطا کرتا ہوں جس کے ذریعے سے وہ مجھ سے واصل ہوجاتے ہیں +

(۱۱) میں اپنی اظہار قدرت اور چشم کرم گیان کا چراغ روشن کرکے اگیان کی تاریکی مٹادیتا ہوں +

(۱۲) ارجن- آپ کی ذات پاک پربرہم-پوتّر-پرم دھام-آنندمے-اجر ابناشی-آدھی دیوتے

(۱۳) جیسا آپ نے فرمایا-اسی طرح دیو رشی نارد-است-دیول-بیاس وغیرہ تمام رشی آپ کو برہم ابناشی کے لقب سے یاد کرتے ہیں +

(۱۴) آپ نے جو کچھ فرمایا اس پر میرا یقین ہے آپکے وجود حقیقی سے کیا دیوتا اور کیا دانو دونو ٹھیک ٹھیک طور پر واقف نہیں +

(۱۵) ہے پرشوتم آدی دیو اس کی ذات سے واقعی طور پر آپ ہی واقف ہیں دیوتاؤں اور دیتوں کی پرورش آپ کے سوا کوئی نہیں کرتا +

(۱۶) اپنی قدرتوں کا آپ بالتشریح بیان فرمادیں چودہ لوکوں میں آپ کیسے موجود ہیں +

(۱۷) آپ مہایوگی ہیں میں آپ میں کس طرح دل لگاکر آپ کی ذات کو پہچان سکتا ہوں + آپ کو کن کن صورتوں سے دیکھنے اور کن ذریعوں سے دھیان کرنے کی ضرورت ہے +

(۱۸) میں جوگ کی قدرت کا مفصل ذکر سننا چاہتا ہوں - آپ کا لفظ لفظ امرت ہے جس سے میری آسودگی نہیں ہوتی +

(۱۹) (سری کرشن جی) میری قدرتوں کا کچھ حساب وشمار نہیں کن کن کا بیان کروں - اسلئے صرف ایک قدرت کاملہ کا کرشمہ بیان کرتا ہوں +

(۲۰) تمام ذیروحوں میں جو آتما قیام پذیر ہے وہ میں ہوں - آغاز میں بھی تھا وسط میں بھی تھا حال میں بھی ہوں اور انجام میں بھی رہونگا +

(۲۱) ماتا آدی کے بیٹوں میں وشن - روشن ستاروں میں آفتاب عالمتاب - مرُدتوں میں پون (مریچ) اور ستاروں میں چاند +

(۲۲) ویدوں میں سام وید - دیوتاؤں میں اندر - اندریوں میں من - ذیروحوں میں روح -
لغایت دیوتاؤں میں مہادیو - یکشوں اور راچھسوں میں کوبیر - بسوؤں میں اگنی - پہاڑوں کی
۳۵ چوٹیوں میں سُمیر - پروہتوں کا گرو برہسپت - سپہ سالاروں میں اسکندہ - ندیوں میں سمندر - مہان رشیوں میں بھرگو - اکشروں میں اوم - یگیوں میں جپ تپ - پہاڑوں میں ہمالیہ - درختوں میں پیپل - دیورشیوں میں نارد - گندھربوں میں چتراتھ - باکمالوں میں کپل دیو منی - گھوڑوں میں اچی شردا - ہاتھیوں میں ایراوت - انسانوں میں راجہ - ہتھیاروں میں بجر - گایوں میں کامدھین - ذریعہ آفرینش کے لئے کامدیو - سانپوں میں باسکی - ناگوں میں شیش ناگ - ساکنانِ دریا میں برن - پتروں میں اریمان - حاکموں میں جمراج دیتوں میں پرہلاد - شمہ دوروں میں کال - ہرنوں میں سنگھ - پرندوں میں گرڑ - پاک کرنیوالوں میں پون - ہتھیار رکھنے والوں میں سری رامچندر - آبی جانوروں میں مگر - دریاؤں میں گنگاجی عالم موجودات میں ابتدا وسط انتہا - ماضی - حال - مستقبل - ادھیاتم ودیا میں برہم ودیا - شاستر ارتھ کرنیوالوں میں بحث - اکشروں میں اکار - سماس (یعنی دو اکشروں کے ملنے

سے تیسرا اکشر بننے والے اکشروں میں دوندنامی سماس۔ زمانہ غیر محدود خالق کائنات سروبیاپک میری ہی ذات ہے۔ سب کو فنا کرنے والی موت پیدائش آئندہ کا سرچشمہ۔ الفاظ تانیث میں نیکنامی۔ دولتِ گویائی۔ معانی عقل مستقل مزاجی۔ بردباری۔ سام وید کی رچاؤں میں برہت رچا۔ چھندوں میں گائتری چھند۔ مہینوں میں ماگھ۔ رتوؤں میں بسنت فریبوں میں قمار بازی۔ تیجسویوں میں تیج۔ فاتحوں میں فتح۔ محنتی لوگوں میں محنت۔ گُنوں میں ستوگن۔ جدونبسیوں میں سری کرشن۔ پانڈوؤں میں ارجن۔ مُنیشروں میں بیاس شاعروں میں اوشنا کوی (شنکر آچاریہ)۔ سزا دینے والوں میں سزا۔ راج نیت میں سزا جزا کی قدرت۔ راجاؤں میں ملک داری۔ پوشیدہ چیزوں میں خاموشی۔ گیانیوں میں گیان۔ کُل خلقت کا تخم اور اصل اصول میری ہی ذات ہے۔ کوئی جاندار اور بے جان چیز نہیں جو میرے وجود سے خالی ہو +

(۴۰) میرے لطیف جلووں کا شمار نہیں لامحدود ہیں۔ میں نے صرف ایک جلوۂ لطیف کا ذکر اختصار کے ساتھ بیان کیا +

(۴۱) دولتمند اور طاقتور لوگوں کی پیدائش میرے ہی تیج سے ہوتی ہے خوب یقین کرو کہ حسن اور قوت میں میرے ہی نور کا جلوہ ہے +

(۴۲) ہے ارجن یہ دنیا میرے ذرا سے اشارے سے ظاہر ہوگئی۔ انتہائے قدرت کے ذکر میں طوالت فضول +

ادھیائے ۱۱

وشوروپ کا جلوہ

(ارجن سری کرشن جی سے)

(۱) آپ کی عنایتوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ علم خودشناسی کی رمز (گیت ادھیاتم ودیا) کے اسرار ذہن نشین کر کے میرا موہ رفع کیا +

(۲) ذی روحوں کی پیدائش و موت اور آپ کی قدرت لازوال کے کرشمے مجھے معلوم ہوئے

(۳) آپ کی ذات مقدس ویسی ہے جس کی صفات آپ نے ظاہر کیں اب مجھے خواہش ہے کہ آپ کا ویشور روپ دیکھوں +

(۴) اگر مجھ میں ابناشی سروپ دیکھنے کی طاقت ہو تو آپ وہی جلوہ دکھا دیں ÷
(سری کرشن جی)

(۵) میں تمہیں ہزار ہا قسم کے عجیب و غریب اور رنگ رنگ کے جلوے دکھاتا ہوں دیکھو
ایسے جلوے آج تک کبھی نہیں دیکھے ہونگے ÷

(۶) آدیتوں ۔بسوؤں ۔رُدروں ۔اشونی کمار اور مرُدتوں کے عجیب و غریب جلوے
تم نے کبھی نہیں دیکھے وہ اب دیکھو ÷

(۷) دیکھو میرے ہی اس قالب میں دنیا کی تمام متحرک و غیر متحرک فانی و باقی چیزیں موجود ہیں

(۸) ان آنکھوں کو میرا جلوہ دیکھنے کی طاقت نہیں میں اور ہی آنکھیں عطا کرتا ہوں
جن سے تم میرے حیرت بخش جلوے دیکھ سکو گے ÷

(۹) سنجے راجہ دھرتراشٹ سے بولا سری کرشن جی اتنا فرما کر خاموش ہوئے ہی تھے کہ
(تغایت) مہا جوگیشر سری کرشن جی ہری بھگوان جی کا ایک عجیب و غریب جلوہ ارجن کے پیش نظر
(۱۸) ہو گیا یہ جلوہ حیرت آمیز تھا حسن و جمال حد تعریف سے باہر جلوے میں بیشمار صورتیں نظر
افروز تھیں ۔ہر زیور جواہرات سے آراستہ لباس نور سے پیراستہ استر شستر عمدہ سے
عمدہ ۔رونق اور زیب و آرائش کا کیا کہنا ہزار ہا سورج دفعتہً ایک ساتھ اپنی ساری
روشنی پیش نظر کریں تو اس جلوے کی روشنی کو نہیں پہنچ سکتے اس جلوے کے دیکھنے
سے ارجن کو سری کرشن جی کی ذات میں مختلف قسم کی عجیب و غریب نیرنگیاں اور رنگ
رنگ کی صورتیں نظر آئیں جس وقت یہ ادبھت سروپ دیکھا ارجن کے حواس جاتے
رہے ۔رویاں رویاں کانپ گیا قدموں پر سر جھکا کر عرض کی دیوتاؤں کے دیوتا مجھے جسم
اقدس میں دیوتا ہی دیوتا نظر آ رہے ہیں چرند و پرند اور تمام ذی روح خواہ انڈے سے پیدا
ہوئے ہوں خواہ جسم کی میل سے خواہ اور کسی طرح سب کا آپ میں جلوہ ہے برہما جی آفرینندۂ
کائنات ہیں مگر وہ بھی کنول سے پیدا ہوتے معلوم ہوتے ہیں تمام رشی اور تکشک وغیرہ
تمام ناگ میرے پیش نظر ہیں ۔آپ کے جسم میں ہزار ہا بازو ہزار ہا ہاتھ ہزار ہا شکم ہزار ہا آنکھیں
ہیں وہ جلوہ نظر آ رہا ہے جس کی ابتدا و انتہا پر عقل ہی نہیں جمتی ÷
مکٹ سر پر ہاتھوں میں چکر اور گدا ۔چہرہ سرچشمہ نور ۔نظر نہیں ٹھہرتی اس جلوہ
جہاں افروز کی کیونکر اور کس منہ سے صفت کروں ÷

میرا تو یہی یقین ہے کہ آپ ابناشی ہیں لازوال ہیں آپ کو وہی پہچان سکتا ہے جس کی چشم دل برہم گیان سے روشن کر دی ہیں۔آپ کی ذات سرمائہ قدرت ہے آپ ہوالاول ہُوالآخر (نیتیہ) ہیں۔دھرم کے محافظ اور باالبقا ولا فنا ہیں ÷

(۱۹) آپ کی قدرتوں کا کچھ پتہ نہیں چلتا نہ آغاز کی کسی کو خبر ہے نہ وسط کی اور نہ انتہا کی۔آپکے بازو بیشمار ہیں۔اور چاند سورج سے زیادہ روشن آنکھیں بھی بیشمار منہ آگ کی طرح پُرنور ہے آپ ہی کے پرتوانوار سے تمام عالم روشن ہے ÷

(۲۰) پرتھوی سے آکاش تک ہر سو آپ ہی کا جلوہ ہے آپ کے اس عجیب و غریب جلوے کو دیکھ کر تینوں لوک کانپ اُٹھے ہیں ÷

(۲۱) دیوتاؤں میں سے کوئی آپ کی پناہ مانگ رہا ہے کوئی خوفزدہ سامنے دست بستہ ہے کسی کی زبان پر آپ کی ثنا و صفت ہے رشی لوگ آپکی قدرتوں کی تعریف میں تر زبان ہیں ÷

(۲۲) رُدر۔آدیتہ۔سورج۔بسو۔سادہو۔بسوے دیو۔اشونی کمار۔مرت۔پتر۔گندھرب۔یکش۔راچھس۔اسُر جو ہیں وہ آپکے سروپ کو دیکھ کر حیرت میں ہیں ÷

(۲۳) آپکے ہزارہا منہ ہزارہا آنکھیں ہزارہا بازو ہزارہا رانیں ہزارہا پاؤں ہزارہا شکم اور ہزارہا ڈراؤنے دانت دیکھ کر تمام دنیا پر ہیبت طاری ہے کُل ذیروح کانپ رہے ہیں میرے جسم پر تھر تھری پڑی ہوئی ہے ÷

(۲۴) آپ کا چہرہ اس وقت آکاش تک بلند ہے اس کی روشنی تمام عالم کو منور کر رہی ہے۔ایک شکل میں بیشمار جلوے نظر آرہے ہیں بڑی بڑی روشن آنکھوں کو دیکھنے سے دہشت ہوتی ہے دل اختیار سے باہر ہوا جاتا ہے ÷

(۲۵) ہے دیوتاؤں کے ایشور آپکے دانت دیکھے نہیں جاتے آنکھوں سے وہ نور برس رہا ہے کہ قیامت خیز آگ کی روشنی بھی کچھ نہیں یہ صورت دیکھ کر میرے حواس جاتے رہے کلیجہ تھر تھر کانپ رہا ہے آپ آفرینندۂ کائنات ہیں آپ مجھ پر نظر عنایت فرمائیے ÷

(۲۶) دریودھن وغیرہ دھرتراشٹر کے فرزند ان کے حمایتی بھیشم پتامہ۔سوروناچارج و کرن اور مددگار راجے اور تمام شور بیر سب آپکے اس منہ میں خود بخود چلے آتے ہیں

(۲۷) کوئی دانتوں میں لٹک جاتا ہے کوئی پیس جاتا ہے کسی کی ہڈیاں چور چور ہو گئی ہیں ÷

(۲۸) آپکے شعلہ زن منہ میں تمام شور بیر اس طرح داخل ہوتے نظر آتے ہیں جس طرح ندیاں

جلتی ہوئی سمندر میں مل جاتی ہیں +

(۲۹) یہ سب بہادر مرنے کے لئے اسی طرح آپ کے منہ میں گھستے ہوئے معلوم ہوتے ہیں +
جس طرح چراغ میں جلنے کے لئے پروانے بیقرار اور از خود رفتہ ہو کر اس کی لو پر ٹوٹتے ہیں +

(۳۰) میں اس وقت دیکھ رہا ہوں کہ آپ تمام بہادروں کو بڑے ذوق شوق سے مزہ لیکر نوش جاں فرما رہے ہیں سب شور بیر چہار جانب منہ کی آگ میں سواہا ہو رہے ہیں اور آپ کے جلال سے دنیا پر حرارت چھائی ہوئی ہے +

(۳۱) یہ تو جانتا ہوں کہ آپ دیوتاؤں کے دیوتا ہیں۔ میں آپ کو سچے دل سے ڈنڈوت کرتا ہوں آپ مجھ سے یہ فرمائیے کہ یہ جلال کیسا جس کو دیکھنے کی کسی میں طاقت نہیں آپ اپنی ابتدا و انتہا بیان فرمائیے مجھے ذات اقدس کے سمجھنے کا وقوف نہیں اس لئے تمام مضمون ذہن نشین فرمائیے +

(۳۲) (سری کرشن جی) ہے ارجن تم کس خیال میں ہو میں تمام جانداروں اور بیجانوں کو لقمہ کرنے والا ہوں۔ جتنے شور بیر تم دیکھ رہے ہو سب کو کھا جاؤنگا تم ہتھیار رکھ بھی دوگے لڑائی بھی نہ کروگے تو فریقین کی فوج موت کے منہ میں جائیگی اکیلے تم بچ رہوگے +

(۳۳) اسی وجہ سے کہتا ہوں کہ ہاتھ میں دھنش لے کر اٹھو دشمنوں کو سر کر راج کا مزہ لوٹو۔ دنیا میں نیکنامی کی دھاک باندھو تم کو کچھ کرنا نہ پڑیگا تم برائے نام ہو۔ میں موت کے بھیس میں ہوں جو تمہارے غنیم ہیں ان کو مردہ سمجھو +

(۳۴) درونا چارج۔ بھیشم پتامہ۔ جیدرتھ۔ کرن وغیرہ جتنے شور بیر ہیں ان سب کے گلے پر میں نے تیغ اجل پھیر دی ہے تم ان سے بیخوف ہو کر لڑو۔ تم سب کو مار لوگے اور دنیا میں تمہاری فتح کا نقارہ بجیگا +

(۳۵) سنجے راجہ دھرتراشٹر سے کہتا ہے کہ جس وقت سری کرشن جی کی گفتگو سنی ارجن تھرتھرا گیا ہاتھ جوڑ دئے منہ سے بات نہ نکلتی تھی مگر دل مضبوط کر کے بولا +

(۳۶) (ارجن سری کرشن سے) مہاراج، شی کیش آپنے جو فرمایا ٹھیک ہے آپکے بھجن کا پرتاب وہ ہے کہ دنیا کو آنند ہی آنند ملتا رہتا ہے دوسرے جھنجھٹوں کی طرف خیال ہی نہیں رہتا۔ راکشس لوگ دسوں دشاؤں میں جان چھپاتے پھرتے ہیں اور جو بھگت یا آپ کی قدرتوں کے قائل ہیں وہ آپ کو ڈنڈوت ہی کرتے رہتے ہیں +

(۳۷) آپ قادر مطلق ہیں تمام کائنات میں آپ ہی کا ظہور ہے جس بر ہما سے سلسلہ آفرینش جاری ہوا وہ بھی آپ ہی کی قدرت سے پیدا ہوئے پھر کاملین زمانہ یعنی شش بیدا کا آپ کی پرستش کیوں نہ کریں آپ دیوتاؤں کے بھی ایشور ہیں کُل مخلوقات کی پیدائش آپ ہی کی جُنبش نظر سے ہوئی آپ کی وہ مقدس ذات ہے جس کو ستیہ اور استیہ پا ہی نہیں سکتے +

(۳۸) ہے پرشوتم سری کرشن بھگوان آپ ہی خالق مخلوقات قادر مطلق ہمہ اوست ہیں دیکھنے والی طاقت بھی آپ ہی ہیں ۔ دیکھنے والی چیز بھی آپ ۔ دنیا آپ کے بنائی سلسلہ کائنات آپ نے قائم کیا جب چاہیں دنیا کو بنائیں جب منظور ہو مٹائیں ۔ ہر جگہ موجود ہیں کبھی کسی ذی روح و غیر ذی روح سے جدا نہیں آپ باالبقا و لازوال ہیں آپ کو کبھی فنا نہیں +

(۳۹) وایو (ہوا) یم ۔ اگنی ۔ ورن ۔ چندرماں ۔ برہم ۔ پرجاپتی ۔ ہرنیہ گربھ سب آپ کی ذات سے عالم موجودات میں آتے ہیں میں آپ کو ہزار ہا مرتبہ ڈنڈوت کرتا ہوں +

(۴۰) حاضر و غائب ہر حالت میں آپ کو ڈنڈوت ہے ۔ چاروں عنصروں سے آپ کی ڈنڈوت آپ کی قدرتیں غیر محدود ہیں ۔ آپ کے تیج کا کیا کہنا ۔ سارے روپ آپ ہی کے ہیں ظاہر و باطن میں آپ ہی کا جلوہ ہے آپ ہی کو میں ڈنڈوت کرتا ہوں +

(۴۱) مجھے آپ کی قدرتوں سے آگاہی نہیں تھی تو یہی سمجھتا تھا کہ آپ میرے دوست ہیں اسی خیال سے بے تکلفانہ اور غیر مؤدبانہ طریق سے آپ کو کرشن یادو اور اپنے دوست کے نام ولقب سے مخاطب کیا آپ کی قدرتیں اب مجھ پر ظاہر ہوئیں تب مجھے معلوم ہوا کہ میں غلطی پر تھا آپ میرے دوست نہیں پرمیشور ہیں اس بے ادبی کو معاف کیجئے +

(۴۲) کھانے پینے ہنسنے کھیلنے کے وقت محفل خلوت میں میں نے آپ کی خدمت میں گستاخیاں کی ہیں آپ معاف فرمائیے +

(۴۳) تمام دنیا کے خالق گرو اور سب کے ایشور آپ ہی ہیں آپ کا ثانی کوئی نہیں آپ سے افضل یا آپ کے برابر تینوں لوک میں کوئی ہے اور نہ ہوگا آپ کی قدرتیں غیر محدود ہیں +

(۴۴) آپ جگت کے ایشور ہیں کچھ شک نہیں ۔ میں آپ کو ڈنڈوت کرتا ہوں ۔ امید ہے کہ جس طرح باپ بیٹے کے جرم ۔ دوست دوست کی خطا اور خاوند عورت کے قصور کو نظر انداز کر دیتا ہے اسی طرح آپ بھی میری غلطیوں کو معاف فرما دیں +

(۴۵) آج ہی آپ کے اس سروپ کو دیکھنے کا اتفاق ہوا اس درشن سے خوشی تو بہت ہوئی مگر خوف

بھی ایسا طاری ہؤا کہ بدن تھرتھرا گیا کلیجہ کانپ گیا - اب التجا یہ ہے کہ آپ مہربانی
سے اپنا کرشن سروپ دکھائیں ÷

(۴۶) مجھے آپ کا وہی سروپ دیکھنے کی خواہش ہے میں سر پر مکٹ ہاتھوں میں سنکھ چکر گدا
دیکھنا چاہتا ہوں - ہزار بھجاؤں کا سروپ دیکھنے کی طاقت نہیں اپنا وہی چتر بھجی
سروپ دکھائیے ÷

(۴۷) (سری کرشن جی) تم کیوں خوف زدہ ہو گئے میں نے تمہاری ہی مرضی کے موافق
بڑی خوشی سے پُرجلال لافنا اور لازوال سروپ پیش نظر کیا یہ وہ جلوہ تھا جو پیشتر
کسی کی نظر سے نہ گزرا ÷

(۴۸) میرا درشن ملنا نہایت مشکل ہے - وید پاٹھی - عالم دانی - نیک اعمال یگیہ اور تپسیا
کرنے والے میرا یہ سروپ کبھی نہیں دیکھ سکتے جو میں نے تمہیں دکھایا ہے ÷

(۴۹) میری خوفناک صورت سے خوفزدہ نہ ہو - حواس درست رکھو نڈر رہو اور دل کو ڈھارس
دو میں اپنا پہلا سروپ پھر دکھاتا ہوں ÷

(۵۰) (سنجے راجہ دھرتراشٹ سے) اتنا فرما کر سری کرشن جی نے ارجن کی دلجمعی کر کے پھر
وہی سروپ دکھایا جو پہلے تھا ÷

(۵۱) ارجن - آپ کی ادبھت مورت دیکھ کر میری طبیعت خوش ہو گئی اور دل مطمئن ہو گیا ÷

(۵۲) (سری کرشن جی) جس سروپ کو کبھی کوئی دیکھ نہیں سکتا - دیوتا لوگ جس کے دیکھنے
کو ترستے ہیں میں نے وہ اپنا سروپ تمہیں دکھا دیا ÷

(۵۳) جو سروپ میں نے تمہیں دکھایا اُسے وید پڑھنے والے تپ یگیہ کرنے والے
نہیں دیکھ سکتے ہیں ÷

(۵۴) یہ سروپ وہی شخص دیکھ سکتا ہے جس کو اپنے بھگتی کا کمال حاصل ہو جس نے
میری ذات اور میری حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لیا وہ میری ذات ہی ہو جاتا
ہے ÷

(۵۵) ہے ارجن اپنے تمام کرموں کو میرے ارپن کرنے والے صحبت بد سے متنفر
دوست دشمن سب سے الفت کرنے اور مغائرت نہ رکھنے والا مجھ
سے واصل ہو جاتا ہے ÷

ادھیائے ۱۲
بھگتی یوگ کا بیان

(ارجن سری کرشن چندر مہاراج سے)

(۱) آپ کی اوپاسنا اور پربرہم کی اوپاسنا میں سے بھگت کے لئے کون اوپاسنا عمدہ ہے؟

(۲) (سری کرشن جی) سچے دل اور خوش اعتقادی سے میری اوپاسنا کرنے والوں کو میں جلد مل جاتا ہوں ÷

(۳) برہم کا اراد ھن یا اوپاسنا کرنے والوں کو برہم کا نہ روپ نظر آتا ہے نہ رنگ نہ وہ چشم تصور میں صورت پذیر ہوتا ہے ÷

(۴) اندریوں کو قابو میں کر کے دُکھ سُکھ دوست دشمن میں فرق نہ سمجھنے والے جانداروں کے نفع رساں آدمی مجھ کو پا جاتے ہیں ÷

(۵) چونکہ برہم نراکار ہے۔ اس لئے بے شکل و صورت کا تصور نہایت دشوار ہے جو لوگ اس کا دھیان کرتے ہیں اُن کو بڑی دقتوں سے سامنا ہوتا ہے ÷

(۶) جس شخص نے اپنے تمام عمدہ کرم میرے ارپن کر دئے اور معاوضے کا خواہشمند نہ

و ہو میرے ہی تصور میں مگن رہے میری ہی ذات پر بھروسہ رکھے میں اس کو نجات

(۷) دیکر موت کے سمندر سے بیڑا پار کر دیتا ہوں ÷

(۸) اسی واسطے مجھ سے محبت کرو۔ بدھی کو مجھ پر قربان کر دو۔ پھر ضرور تم مجھ کو پا جاؤ گے ÷

(۹) اگر مجھ میں دل لگانے کی قدرت نہیں تو رجوع قلب اور تصور کی مشق بڑھا کر میری ذات میں ملنے کی کوشش کرو ÷

(۱۰) اگر تصور کی مشق بہم پہنچانے میں دقت معلوم ہو تو کمال حاصل کرنے کے لئے میرے بھجن کیرتن ہی کافی ہیں ÷

(۱۱) اگر یہ بھی ممکن نہیں تو میری شرن میں آجاؤ کسی کرم کے نتیجے کی خواہش نہ کرو اور اپنی آتما کو قابو میں کر لو ÷

(۱۲) مشق تصور سے گیان افضل ہے گیان سے تصور تصور سے کرم کے پھلوں کی خواہشات

کارتک ۔ ترک خواہشات سے شانتی +

(۱۳) جو جوگی دوست و دشمن میں فرق نہیں سمجھتا سب کا دوست ہے رحمدل ہے موہ سے دور رہتا ہے۔ رنج و راحت کو یکساں جانتا ہے کسی کی بدی پر نظر نہیں کرتا ہر حالت

(۱۴) میں صابر و شاکر رہتا۔ بھگتی کے اصولوں کا عامل۔ دل پر حاکم میرا معتقد ہے اُسے میں دل سے عزیز رکھتا ہوں +

(۱۵) میں اُس بھگت سے پیار کرتا ہوں جو کسی کو آزار نہ پہنچائے جس کو دنیا تکلیف نہ دے جسے سُکھ دُکھ کا خیال نہیں نہ کسی سے ڈرے نہ غصے کو پاس پھٹکنے دے +

(۱۶) جو شخص کسی کی محبت نہ کرتا ہو ہمیشہ پاک نفس رہتا ہو تمام کاروبار سے دستکش ہو جائے کرم کے پھلوں کی خواہشات دل سے نکال دے وہی مجھے عزیز ہے +

(۱۷) جو اپنی پسند کی چیز پا کر خوش نہ ہو جسے ناپسند چیز ملنے سے نفرت نہ ہو نہ کسی بات کی فکر کرے نہ کوئی خواہش رکھے اچھے بُرے سب کرموں سے دست بردار ہو کر مجھ میں دل لگائے اُسی کو میرا عزیز جانو +

(۱۸) دوست دشمن عزت و ذلت ۔ سردی و گرمی ۔ رنج و راحت کو ۔ تعریف و مذمت کو یکساں سمجھنے والا ۔ خراب صحبت سے متنفر بد اعمال لوگوں سے علیحدہ رہے

(۱۹) مشقت ملنے والی چیز پر خوش رہنے والا صحیح العقل بھگت مجھے عزیز ہے +

(۲۰) میں نے جواہرات سے بھری باتیں کی ہیں اُن پر عمل کرنے والے اور مجھ میں عقیدہ رکھنے والے بھگت کو میں عزیز رکھتا ہوں +

ادھیائے ۱۳

(ارجن سری کرشن جی سے)

(۱) بڑے مہربانی فرمائیے کہ بتایا جسم و جان ۔ برہم ۔ کشیتر اور کشیتر گیہ علم و عالم کی صفت کیا ہے

سری کرشن جی

(۲) کشیتر تو جسم ہے اور جسم کو جاننے والا کشیتر گیہ +

(۳) کل ذیروحوں میں کشیتر گیہ کا مرتبہ مجھ ہی کو حاصل ہے جو کشیتر اور کشیتر گیہ کا واقف ہے اُس کو میں گیانی سمجھتا ہوں +

(۴) اندریوں کی خرابیوں سے جس طرح یہ کشیتر ملا جلا ہے اور جو کچھ اس میل جول کا اثر
ہوتا ہے۔ اس کو میں اختصار کے ساتھ بیان کرتا ہوں ؛

(۵) رشیوں نے اپنی اپنی عقل کے موافق ویدوں نے مختلف صورتوں اور کوششوں
سے برہم استوتر والوں نے فلسفہ کی ماہیت اور منطقیوں نے مسائل و دلائل سے
اسی مسئلے کو حل کیا ہے ؛

(۶) پنچ مہابھوت یعنی پرتھوی-آکاش-جل-اگنی-ہوا-بدھ-اہنکار-گیان اندری یعنی
قوت سامعہ قوت لامسہ قوت باصرہ-قوت ذائقہ-قوت شامہ (سننے چھونے-دیکھنے
چکھنے-سونگھنے) کی قوتیں-کرم اندری یعنی ہاتھ پاؤں-منہ پیشاب اور پاخانے کے
عضو-پنچ ماترا یعنی دل کان-پوست-آنکھ-زبان-ناک-یہ چوبیس جسے فانی جسم
کے ہیں جس پچیسویں طاقت سے جسم قائم رہتا ہے وہی ایشور ہے ؛

(۷) خواہش مخالفت و مغائرت-رنج و راحت-جسم و پیدائش-زندگی و موت کے
خواص حسب تفصیل ذیل ہیں ؛

(۸) یہ باتیں گیان سے معلوم ہوتی ہیں-خیال حفظ آبرو یا عزت افزائی-عاجزی راستی
جانداروں پر رحم-صبر و تحمل تعظیم مرشد-صفائی قلب-مستقل مزاجی-قابو نے نفس-
خواہشات سے قطع تعلق-ترک خود سری-زندگی-موت-پیرانہ سالی تکلیفات بیماری لغایت
سے آگاہی-بہو (بیٹے کی جورو) وغیرہ کے تعلقات سے کنارہ کشی-رنج اور مصیبت

(۱۰) میں استقلالی ؛

(۱۱) پرمیشور کے چرنوں میں پریم سے دل لگانا گوشہ تنہائی میں میرا دھیان کرنا-اہل دنیا کی صحبت

(۱۲) میں محو نہ رہنا-برہم بھاؤ سے تعلق رکھنا-برہم ودیا سے آگاہ ہونا ہی گیان ہے ورنہ اگیان

(۱۳) گیان کا بیان ہو چکا اب برہم کی رمز سمجھو جس نے اس رمز کو سمجھا زندہ جاوید ہو گیا-
برہم کا نہ آغاز ہے نہ انجام ہو اول ہو آخر ہے-فاعل و فعل سے اس کو کچھ تعلق
نہیں نہ ستیہ ہے نہ استیہ انجام اطراف عالم میں اس کے ہاتھ پاؤں ہیں-چار و نظر وہ لغایت
آنکھیں-سر-منہ اور کان ہیں جو بھید کل ہے وہ اندریوں کے خواص ظاہر کرتا ہے مگر

(۱۴) اندریوں سے بے تعلق ہے سب سے افضل سب کا خالق-نرگن اور سرگن کے سروپ دکھانے والا
ہر ذی روح کے ظاہر و باطن میں موجود-متحرک میں حرکت کرنے والا مختصر اور لطیف ہونے

کی وجہ سے محدود نظر نہیں ہوتا قریب بھی ہے اور دور بھی +

(۱۷) اس کی ذات واحد ہے تمام قالبوں میں وہی موجود ہے وہی ابتدائے آفرینش قیام دنیا اور فنائے عالم کا باعث ہے +

(۱۸) تمام روشنیوں میں نور بن کر جلوہ گر ہے تاریکی سے اُسے کچھ تعلق نہیں تمام انسانوں کے دل میں علم عامل اور عالم کے سروپ سے جلوہ نما ہے +

(۱۹) یہ کشیتر گیہ اور گیان کی مختصر تعریف بیان ہوئی جس بھگت نے یہ گیان ذہن نشین کرلیا وہ مجھ سے مل گیا +

(۲۰) نہ قدرت کی ابتدا ہے نہ پرش کی ذات وصفات کی ۔ رجوگن ۔ تموگن ۔ ستوگن کا وجود مایا سے ہوتا ہے +

(۲۱) میری مایا کے خواص فعل فاعل اور مفعول ہیں جس کا خاصہ یہ ہے کہ وہ راحت وتکلیف اٹھاتا ہے +

(۲۲) انسان قالب عنصری پہنکر مایا سے پیدا ہونے والے خواص کی بدولت رنج وراحت میں بسر کرتا ہے ان خواص کا تعلق اچھی بری پیدائش کی وجہ سے ہوتا ہے +

(۲۳) جسم سے پرماتما کو جدا جاننے والے قادر مطلق ۔ حلیم ۔ آفرینندہ کائنات کے گواہ سمجھے جاتے ہیں +

(۲۴) جس انسان کو ایشور اور اس کی قدرت ووجود سے آگاہی حاصل ہے اس کی زندگی اس دنیا میں خواہ کیسی حالت میں بسر ہو وہ آواگون کے چکر سے بری ہو جاتا ہے +

(۲۵) کوئی دھیان میں کوئی روشنضمیری سے اپنے قالب میں کوئی جوگ کرم سے پرماتما کو دیکھتا ہے

(۲۶) جو خود واقف نہیں مگر آچاریوں رشیوں منیوں کے اُپدیش سے ایشور میں دل لگاتے ہیں ۔ ان کو بھی تصور اور یاد کے ذریعہ سے نجات مل جاتی ہے +

(۲۷) کُل جاندار اور بے جان مخلوق کی پیدائش کشیتر اور کشیتر گیہ کے میل سے ہوتی ہے

(۲۸) جن کو روشنضمیری حاصل ہے ان کو پرمیشور جاندار و بے جان اور متحرک وغیر متحرک چیزوں میں یکساں نظر آتا ہے ان کو فنا نہیں +

(۲۹) جو لوگ کُل کائنات میں ایشور کو مساوی دیکھتے ہیں ان کو گرداب فنا کا خطرہ نہیں ہے وہ ترجاتے ہیں +

(۳۰) جو اپنی ذات کو کسی کرم کا فاعل نہیں سمجھتا۔ جس نے سب کرموں کا فاعل مایا کو سمجھ لیا ہے وہی گیانی ہے ؛

(۳۱) آتما مختلف قالبوں میں مختلف صورتوں سے ظہور پذیر ہے جس نے ہر قالب میں اس کو یکساں دیکھ لیا اس کو نجات مل گئی ؛

(۳۲) پربرہم انادی پرمیشور کُل قالبوں میں موجود تو ہے مگر اس میں لپٹا ہوا نہیں ؛

(۳۳) نظیر یہ ہے کہ آکاش یعنی خلا سے کوئی شے اور کوئی جگہ خالی نہیں لیکن لطافت و باریکی کی وجہ سے وہ کسی میں وصل نہیں ہوتا جدا ہی رہتا ہے یہی حالت برہم کی سمجھو جو سب میں موجود بھی ہے اور کسی میں آلودہ کبھی نہیں ؛

(۳۴) سورج کو دیکھ لو تمام جہان کو منور کرتا ہے مگر پھر علیحدہ بھی ہے۔ برہم بھی ویسے تمام قالبوں میں موجود ہے مگر سب سے جدا ؛

(۳۵) جیو اور جان (کشیتر اور کشیتر گیہ) کی تفریق ذہن نشین کرنے والا گیانی ہو جاتا ہے مکتی پاتا اور نجات ابدی حاصل کر لیتا ہے ؛

ادھیائے ۱۴
ترے گن بھاگ

(کرشن جی ارجن سے)

(۱) ارجن! پرم آتم گیان کی پھر مزید تشریح کرتا ہوں یہ گیان وہ ہے جس کی واقفیت سے تمام رشی منی اعلےٰ درجہ پر مکت حاصل کرتے ہیں ؛

(۲) یہی گیان ہے جس کا عامل میرے سروپ کو پہچان کر آواگون سے نجات پا جاتا ہے ؛

(۳) برہم کی جو کچھ قدرت اور قوتِ آفرینش ہے وہ میری روشنی ہے اس روشنی سے قوت عالم کا کام لیکر میں موجودات عالم کو خلعت ظہور پہناتا ہوں ؛

(۴) تمام انوار قدرت سے جو جو شکلیں نمودار ہوتی ہیں ان میں اصلی جلوہ میرا ہی ہے ؛

(۵) مایا ہی سے رجوگن، تموگن، ستوگن کا ظہور ہوتا ہے۔ یہ تینوں گن جیو آتما یعنی روح کو قالب خاکی میں قید رکھتے ہیں ؛

(۶) ستوگن تینوں گنوں میں افضل اور آلائشات سے پاک ہے اور وہ اپنا چمکارا دکھلاتا ہے

لازوال آتما کو گیان اور آنند میں مگن کرتا ہے +

(۷) رجوگن رغبت و محبت خواہشات سے پیدا ہوتا اور حصول خواہشات کے لئے ہاتھ پاؤں مارتا ہے +

(۸) تموگن اگیان سے ظہور پاتا ہے۔ انسان اسی کی بدولت موہ میں گرفتار۔ خوش۔ کاہل محو خواب اور بیقرار ہوتا ہے +

(۹) ستوگن آرام کا باعث ہے رجوگن کرم کرنے کا موجب اور تموگن جہالت اور اگیان کا سبب۔ یہ انسان کو راحت و آرام میں پھنسائے رہتا ہے +

(۱۰) جب رجوگن اور تموگن مغلوب ہو جاتے ہیں تو ستوگن کا غلبہ ہوتا ہے اور تموگن کے زیر ہونے پر رجوگن شہزور اور رجوگن کے کمزور ہونے پر تموگن غالب ہو جاتا ہے +

(۱۱) ستوگن کی اس وقت بڑھتی ہوتی ہے جب تمام اندریوں کے دروازوں میں گیان کی روشنی پھیلتی ہے

(۱۲) رجوگن کی ترقی سے طمع۔ نفسانی خواہشات کوشش حصول خواہشات اور حرص ہوا کا مادہ پیدا ہوتا ہے +

(۱۳) تموگن کی ترقی۔ کاہلی غفلت۔ جہالت کا باعث ہوتی ہے +

(۱۴) ستوگن کی ترقی کے ایام میں جس کی موت واقع ہوتی ہے اسے گیانیوں کے عمدہ لوک میں جگہ ملتی ہے +

(۱۵) جو شخص رجوگن کی حالت میں چولا چھوڑتا ہے۔ اس کی پیدائش نیک افعال لوگوں کے گھرانے میں ہوتی ہے۔ تموگن کی حالت میں مرنے والے کو جاہلوں میں قالب ملتا ہے

(۱۶) رجوگن سے دکھ ملتا ہے۔ تموگن سے جہالت و نادانی۔ ستوگن سے انسان نیک افعال و نیک اعمال ہوتا ہے +

(۱۷) رجوگن حرص و ہوا کا بانی ہے۔ ستوگن گیان کا سبب۔ تموگن غفلت و جہالت کا باعث +

(۱۸) ستوگن والے لوگوں کو سُرگ ملتا ہے رجوگن والے درمیانی لوک میں جاتے ہیں تموگنی لوگوں کو نرک ملتا ہے +

(۱۹) جو عقلمند لوگ ان گنوں کو فاعل سمجھ کر فاعل حقیقی کی شناخت کر لیتا ہے جو ان فاعلوں سے جدا اور ہی ذات ہے۔ اسی کو علم حقیقت سے آگاہی ہونے پر میرا وصل حاصل ہو جاتا ہے

(۲۰) جو شخص رجوگن تموگن ستوگن کو جسم سے ہی پیدا ہونے والے گن سمجھ کر ان کو ترک کر دے وہ مکتی پاتا ہے

(۲۱) (ارجن سری کرشن جی سے) رجوگن ۔ تموگن ۔ ستوگن سے آزاد لوگوں کے طریقے اور
روش کا ذکر فرمائیے ان گنوں کی زنجیر سے ان کو کیونکر آزادی حاصل ہو جاتی ہے +

(۲۲) (سری کرشن جی) جس نے اپنے دل سے موہ گیان اور کرم کے نتائج سوچ لئے
جس پر نہ ان گنوں کی موجودگی کا کچھ اثر ہے نہ خواہشات کا غلبہ +

(۲۳) جس کو کسی چیز سے دلچسپی یا رغبت نہیں سکھ و دکھ دونو حالتوں میں مستقل مزاج
ہے رجوگن ۔ تموگن ۔ ستوگن کے افعال کو ان کے خواص کا فعل سمجھے +

(۲۴) رنج و راحت کو یکساں سمجھے سونے اور لوہے کو برابر جانے دلپسند چیز کی دستیابی سے
خوش اور ناپسند چیز ملنے سے ناخوش نہ ہو اور تعریف اور مذمت کو ایک کانٹے میں تولے +

(۲۵) جسے عزت و ذلت دوست و دشمن میں فرق نہ آئے تمام کرموں سے بے تعلق و بے
واسطہ ہو اس پر ان تینوں گنوں کا اثر نہیں ہوتا +

(۲۶) جو شخص بیغرضی سے میری یاد اور پرستش کرتا ہے وہ ان تینوں گنوں کی موجودگی
میں ہی مُکتی کا درجہ پاتا ہے +

(۲۷) برہم اور اویناشی میری ہی ذات ہے پرم آنند سروپ میرا ہی ہے راحت دائمی
کا سرچشمہ میں ہی ہوں +

ادھیائے ۱۵

پرشوتم یوگ

(سری کرشن جی ارجن سے)

(۱) دنیا درخت ہے ۔ جڑ اوپر ہے اور شاخ نیچے یہ درخت ہمیشہ بہار ہے ہمیشہ سے
تر و تازہ چلا آتا ہے اس کی شاخیں برہما وغیرہ دیوتا ہیں چھند یعنی وید پتے جس نے
اس درخت کی ماہیت دریافت کر لی وہی ویدوں کا عالم ہے +

(۲) رجوگن ۔ تموگن ۔ ستوگن کے تنے سے اس درخت کی شاخیں نکلی ہیں ۔ لذات دنیوی کے
شگوفوں سے ہر شاخ لدی ہوئی ہے اور باغ کائنات میں سرسبز و شاداب ہے +

(۳) نہ اس کے قیام کا پتہ ہے نہ ابتدا اور نہ انتہا کا جڑ بہت پائدار ہے اس کو

یکسوئی کے خیالات کی کلہاڑی سے کاٹنا چاہیئے +

(۴) انسان کا فرض ہے کہ اس مکان کی بود و باش کے لئے خواہش کرے جہاں آواگون کا جھنجھٹ نہیں ہر شخص کو اسی کی پناہ میں جانا لازم ہے جس نے دنیا پیدا کی ہے +

(۵) خواہشات تغافل اور دنیاوی ربط وضبط سے مکتی کا واسطہ نہ رکھ کر برہم گیان حاصل کرنا چاہیئے جس نے سرد و گرم زمانہ رنج و راحت کے امتیاز کا خیال دل سے نکال دیا اُسے وہ درجہ اعلےٰ حاصل ہوتا ہے۔ جسے زوال نہیں +

(۶) میری جائے قیام وہ ہے جہاں سورج چاند کی روشنی کا گزر نہیں اور نہ جہاں جانے والا پھر لوٹ کر دنیا میں آتا ہے +

(۷) جسے اہل دنیا یہ سمجھتے ہیں وہ میری قدرت کا ایک ادنےٰ سا ازلی جلوہ ہے اس جیو میں من اندریوں اور مایا کی بود و باش رہتی ہے +

(۸) مایا کی قدرت سے اسی طرح جسم میں روح داخل ہو جاتی ہے جس طرح ہوا میں خوشبو +

(۹) روح کو ناک۔ کان۔ آنکھ۔ پوست۔ زبان اور دل کی بدولت اندریوں سے سابقہ ہوتا ہے

(۱۰) نادان لوگوں کو اس بات کی تمیز نہیں ہوتی کہ روح کب جسم میں آئی کیونکر قائم ہے اس کی حرکات کیا ہیں۔ نیک و بد اعمال میں کیونکر محجوب ہو گئی ان سب باتوں پر انہیں ہی کی نظر رہتی ہے جن کے دل کی آنکھوں کو گیان نے روشنی عطا کی ہے +

(۱۱) جنہوں نے جوگ کیا ہے ان کو جوگ کی طاقت دل ہی میں سب باتیں دکھا دیتی ہے جن کے دل کو گیان کی آنکھیں حاصل نہیں وہ لاکھ تدبیریں کریں مگر کچھ نہیں دیکھ سکتے

(۱۲) دنیا کو روشن کرنے والے سورج۔ چاند اور اگنی کا تیج کوئی دوسری چیز نہیں میرا ہی تیج ہے

(۱۳) زمین کے نیچے جس قدر ذیروح یا نباتات ہیں سب میرے ہی تیج کا ظہور ہے سب مجھ ہی سے پیدا ہوئے ہیں۔ جڑی بوٹیوں اور تمام نباتات کو چندرما کے جلوے سے پیدا اور پرورش کرتا ہوں +

(۱۴) حیوانات کے قالب میں میں ہی حرارت غریزی ہوں۔ میں ہی ہوں جو لقمہ بنا کر چبا کر نگل کر پی کر کھانیوالی غذاؤں کو ہضم کرتا ہوں۔ پران اور اپان وایو میں میری ہی ذات سمجھو

(۱۵) ہر ذیروح میں میرا ہی جلوہ ہے گیان مجھ سے حاصل ہو سکتا ہے ویدوں کا اصل مطلب یہی ہے کہ مجھ کو پہچانو۔ ویدانت کا میں ہی بانی اور وید کا میں ہی عالم ہوں +

(۱۶) دنیا میں دو قسم کی پیدائش ہوتی ہے کھشر یعنی شریر جس کو فنا ہے اکشر یعنی جیو جس کو فنا نہیں ÷
(۱۷) پرماتما نہ کھشر ہے نہ اکشر اس کی ذات سب سے جدا ہے ایشور ابناشی اور ہی ہے جو تینوں
لوک میں موجود و قائم ہے کہیں غائب نہیں اور جو لوگوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہے ÷
(۱۸) مجھے ویدوں اور گیانیوں نے پرشوتم اسی وجہ سے تسلیم کیا ہے کہ مجھے کشر اور اکشر
سے کچھ تعلق نہیں ہے ÷
(۱۹) جن کو میری حقیقت سے آگاہی ہے وہ مجھے پرماتما اور پرشوتم کے خطاب سے
یاد کر کے ہمیشہ ہر حالت میں میرا ہی بھجن کرتے ہیں ÷
(۲۰) ہے ارجن جو مخفی اسرار تجھے وہ میں نے سنا دئیے ہیں یہی وہ رمز ہیں جن کو ذہن نشین
کر کے عقلمند آدمی گیان کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے پھر اسے ضرورت نہیں کہ کوئی اور کرم کرے ÷

ادھیائے ۱۶

نیک اعمالوں اور بد افعالوں کی خصلتوں کا بیان

(سری کرشن جی ارجن سے)

(۱) بیخوفی - پاک باطنی علم و عمل میں ثابت قدمی - دان جگیہ تپ - وید خوانی - اندریوں پر
فتح عہد گی خواص - ایذا رسانی و دلآزاری سے پرہیز - راست گفتاری خواہشات سے
بیغرضی صبر و شکر - برائی پردہ پوشی - رحم قناعت - شرم و مروت - سنجیدہ خیالی - جلال
صفات خطا پوشی - پاکیزگی نفس - تحمل - صلح پسندی - عاجزی اور ایسی ہی خصلتیں سمپدا کے نام
سے مشہور ہیں جو لوگ اعلےٰ درجہ کے اوصاف رکھتے ہیں ان میں یہ خصائل موجود ہوتے ہیں ÷
(۴) جہل - فریب - خودی - خودنمائی - غرور و تکبر - غیظ و غضب بیرحمی و بے دردی و
جہالت و ضلالت یہ تمام خصلتیں راجسی ہیں اور ان کو راجسی سمپت کہتے ہیں ÷
(۵) اول الذکر عمدہ خصلتیں دیوی سمپت کہلاتی ہیں اور مخالف خصلتیں راجسی سمپت
راجسی سمپت میں گرفتاری یعنی آواگون کی قید ہے مگر تم کو اس قید سے کچھ
تعلق نہیں تم دیوی سمپت سے ہوئے ہو ÷
(۶) عالم موجودات میں دیوتا اور راجس دو قسمیں ہیں دیوی سمپت کا تو ذکر کر دیا ہوں
اب راجس سمپت کا ذکر سنو ÷

(۷) راچھسی سبھاؤ والوں کو پرورتی اور نورتی کا وقوف نہیں - جانتے نہیں کہ کیا کام کرنے کے لائق ہے اور کون کون ممنوع - نہ سچائی سے واقف - نہ پاکی نفس و خیالات سے آگاہ نیک اعمالیوں اور راستبازی سے دور رہتے ہیں +

(۸) ان کی منطق ہے کہ دنیا جھوٹی ہے کوئی خالق کائنات نہیں - عورت مرد نر مادہ کے تعلقات اور کام دیو کی بدولت سلسلۂ مخلوقات جاری ہے +

(۹) جن کو ایسے خیالات ہیں جن کی ایسی نظر ہے وہ آتما کا ستیاناس مارتے ہیں وہ بڑے بیوقوف بڑے بدکردار اور بداعمال دنیا کو ضرر رساں ہیں اور خود بھی تباہ اور برباد ہو جاتے ہیں یہ لوگ خواہشات کے خواب و خیال میں محو ہو کر کس غرور سے کام لیتے ہیں کس جوش اور جہالت سے راستی سے متنفر رہتا ہے اور زندگی بھر بداعمالیوں سے کام - ان کے خیالات بیوقوفی سے بھرے ہوتے ہیں - مرتے دم تک - ان کی بدچلنی اور بدروشی قائم رہتی ہے - نفس پروری اور عیش و عشرت ہی کو نتیجہ زندگی سمجھ کر فضولیات میں عمر بسر کرتے ہیں +

خواہشات کی زنجیروں میں جکڑ کر کام - کرودھ - لوبھ - موہ کی پھانسی سے گلا پھنسا کر کام دیو کی ہوا و ہوس مٹانے کے لئے دولت کی فکر میں خوب سے خراب افعال کر بیٹھتے ہیں +

(۱۵) ان کے خیالات یہ رہتے ہیں آج میں نے فلاں بات حاصل کر لی اب کسی سے اور کچھ اینٹھوں گا سب دولت و اسباب کا مالک میں ہی ہوں اب اسے دوگنا چوگنا کرنا چاہئے دشمن کو میں نے خاک پر سلا دیا - باقیماندہ دشمن بھی عنقریب نشانہ اجل ہوں گے میرا پاس دولت ہے گھر میں کسی چیز کی کمی نہیں دنیاوی عیش و عشرت کے تمام سامان موجود ہیں مجھ سے بڑھ کر دنیا میں کون ہے لیاقت طاقت اور راحت میرے ہی حصہ میں آئی ہے +

(۱۶) جو مختلف وہموں میں چکرا رہے ہیں جن کی آنکھوں پر غفلت کے پردے پڑے ہیں جن کو نفس پروری کے سوا اور کچھ کام نہیں ان کو نرک کے سوا اور کہیں ٹھکانا نہیں +

(۱۷) مغرور - سنگدل - نشہ دولت سے بدمست دنیا ساز - بگلا بھگت - خودسر - مکار - دغاباز خود پرست - مغلوب النفس - غصہ ور - اپنے جسم میں مجھے محسوس نہیں کرتے ایسے گنہگاروں سے مجھے دکھ حاصل ہوتا ہے +

(۱۹) اس قسم کے ذلیل - نالائق - بدمعاش اور بے حیاؤں کو میں راچھسوں کی نسل میں پیدا کرتا ہوں وہ کتنی جونوں میں یا قالبوں میں پیدا ہونے پر بھی ذلت کی زندگی بسر کرتے ہیں +

(۲۱) کام کرودھ اور لوبھ نرک کے دروازے ہیں اسی سے آتما پر تباہی آتی ہے۔ انسان وہی
عقلمند ہے جو ان تینوں سے کوسوں دور رہے ÷

(۲۲) کام کرودھ اور لوبھ سے جس نے کنارہ کشی اختیار کی اور نجات کے لئے نیک
نیک کام کئے وہ مکتی پا جاتا ہے ÷

(۲۳) شاستروں کے خلاف اپنی مرضی کے موافق مغلوب خواہشات ہو کر جو افعال کرتے
ہیں ان کو نہ درجہ نجات حاصل ہوتا ہے نہ درجہ کمال اور نہ عیش و راحت ÷

(۲۴) اس لئے ہے ارجن تم وید اور شاستر کی ہدایات و ممنوعات سے آگاہ ہو کر وہ
کام کرو جو مفید حال ہیں ÷

ادھیائے ۱۷

شردھا ترے گن جوگ

(ارجن سری کرشن جی سے)

(۱) جن لوگوں کو وید اور شاستر کی پیروی سے گریز ہوتا ہے ان کو رجوگنی سمجھا جائے یا تموگنی یا ستوگنی؟

(سری کرشن جی)

(۲) دنیاوی لوگ تین ہی قسم کی عقیدت رکھتے ہیں یعنی ستوگنی - رجوگنی - تموگنی اب میں اس
کی تشریح کرتا ہوں ÷

(۳) جس شخص کی طبیعت جس قسم کی واقع ہوتی ہے اُس کا اعتقاد ویسا ہی ہوتا ہے انسان
کی جیسی طبیعت ہو گی ویسے ہی خواص و عادات ہونگے جیسا اعتقاد ہو گا اسی کے
موافق اس کی پیدائش وغیرہ ÷

(۴) جن میں ستوگن کا مادہ ہے وہ دیوتاؤں کی پرستش کرتے ہیں رجوگنی خواص والوں
کو یکش اور راچھسوں کی پوجا پاٹھ منظور خاطر ہوتی ہے جن پر تموگن کا اثر ہے وہ
بھوت پریتوں کو ذریعہ حصول مراد سمجھ کر پوجتے ہیں ÷

(۵) جو لوگ تپسیا میں حد سے زیادہ محنت اور تکلیفیں برداشت کرتے ہیں وہ شاستروں
کی ہدایات کے خلاف کام کرتے ہیں ان کو زعم اور غرور ہوتا ہے زیب سے خالی
نہیں ہوتے کچھ نہ کچھ مغائریت کا خیال ضرور ہوتا ہے ÷

(۶) میرا جلوہ ان کی ذات میں ہے وہ اپنے افعال سے مجھے رنج اور اپنی اندریوں کو بھی تکلیف پہنچاتے ہیں ان لوگوں میں تموگن بھرا ہوتا ہے ان کا اعتقاد تموگن ہی سے ہے
(۷) غذا ۔ یگیہ ۔ تپ کی تین تین قسمیں ہیں میں ان سب کی جدا جدا تشریح کرتا ہوں گوش ہوش سے سنو
(۸) جو غذا مقوی صحت بخش اور خوشگوار لذیذ اور باعث افزائش زندگی ہو وہ ستوگنی غذا کہلاتی ہے اور اسی کو ستوگنی لوگ پسند کرتے ہیں +
(۹) کڑوی ۔ کھٹی ۔ نمکین ۔ گرم ۔ چٹ پٹی ۔ روکھی گرما گرم غذا رجوگنی کہلاتی ہے ۔ اس سے کچھ نہ کچھ ضرور دکھ حاصل ہوتا ہے مگر رجوگنی خواص کے لوگ اسی کو پسند کرتے ہیں +
(۱۰) باسی ۔ بسے ہوئے ۔ بدمزہ ۔ جھوٹے چھوت کھانے تموگنی خواص کے لوگوں کو پسند ہیں
(۱۱) ستوگنی یگیہ وہ کہلاتا ہے جس میں کوئی خواہش نہ ہو صرف دھرم کیواسطے کیا جائے شاستر اور اصول کے خلاف نہ ہو +
(۱۲) خواہشات کے لئے جو یگیہ کیا جائے ۔ اعتقاد نہ ہو صرف ظاہرداری ہو وہ رجوگنی یگیہ ہے راچھسی یگیہ بھی اسی کو کہتے ہیں +
(۱۳) اعتقاد نہ ہو سست پٹ آہوتی منتر و کشنا سے چھٹکارا حاصل کرنے والے تموگنی یگیہ کرتے ہیں +
(۱۴) کایا تپ سے مراد یہ ہے کہ دیوتا برہمن ۔ گرو ۔ پنڈت کی تعظیم و تکریم خاطر تواضع کی جائے خود برہمچریہ اصولوں کا برتاؤ کرے دلآزاری سے متنفر ہو +
(۱۵) واچک تپ اسے کہتے ہیں کہ انسان ہر ایک سے میٹھے بول بولے کسی کی دلآزاری کرے سچ وہ بولے جو مخالف کے مفید حال ہو ویدوں کے جاننے کی مزاولت اور مشق بہم پہنچائے
(۱۶) انسان کی طبیعت خوش ستوگنی حالت سے نفس امارہ کو زیر رکھنا صفائی قلب کی فکر رکھنا یہ سب افعال مالنسک تپ کے نام سے مشہور ہیں +
(۱۷) جو کسی خواہش کے بغیر بےغرضانہ تپ کیا جائے اسے ستوگنی تپ کہتے ہیں اسکی تین قسمیں ہیں +
(۱۸) رجوگنی تپ یعنی دنیا دکھاوا بہت ۔ نمائش کثیر ۔ پوجا پاٹھ ۔ اظہار اعتقاد میں بہت کچھ بناوٹ مگر مقصد باطنی کچھ اور +
(۱۹) تموگنی تپ جہالت بیوقوفی یا دوسرے کی ایذارسانی کی غرض سے جو تپ ہو اس کا نام ہے
(۲۰) ستوگنی دان پن وہ ہے جس کا نہ صلہ پایا جائے اور نہ جس کی تعریف سے واسطہ ہو لائق برہمن آئے تو اس کو یہ دان دیا جاتا ہے دان دیتے وقت ہر دانی کو یہ خیال لازمی ہے

کہ جس کو دان جائیگا وہ اس کا مستحق ہے یا نہیں +

(۲۱) جو دان مجبوری کی حالت میں پرائے فائدے کے واسطے کیا جائے اور اس کے معاوضے کی خواہش ہو وہ رجوگنی دان کہلاتا ہے +

(۲۲) جو دان بیموقعہ اور بے وقت دیا جاتا ہے اور جس دان دیتے وقت دان لینے والے کی عزت و حرمت پر پانی پھیرنا اپنا فخر سمجھا جاتا ہے اس دان کو تموگنی کہتے ہیں +

(۲۳) جس وقت برہمانے یہ دنیا رچی اُس وقت اوم تت ست کا خیال کرتے ہی برہمنوں ویدوں اور یگیوں کا ظہور ہُوا +

(۲۴) وید میں ہدایت ہے کہ پہلے اوم کہو۔ پھر یگیہ تپ۔ دان کرو +

(۲۵) جن کو اصلی مُکتی کی تمنا ہے وہ اوم اکثر جپتے ہیں مگر کوئی خواہش نہیں رکھتے یگیہ دان تپ وغیرہ بفرح طبع کے اشغال ہیں جن کا وہ صلہ نہیں چاہتے +

(۲۶) سادھو اور نیک اعمال لوگ ہر کام کے شروع میں اوم تت ست ضرور کہہ لیتے ہیں کیونکہ یہ کلمہ نیکی اور نیک کاموں کا سرچشمہ ہے +

(۲۷) اوم تت ست بڑا مقبول کلمہ ہے تمام دھرموں کا لب لباب صرف اسی کلمے میں ہے اسی کلمے سے تمام افعال کا نتیجہ ملتا ہے اسی کو یگیہ۔ تپ اور دان کے آغاز میں لوگ سب سے پہلے زبان پر لاتے ہیں +

(۲۸) ہے ارجن جو یگیہ دان بے اعتقادی سے کیا جاتا ہے اُس کو استیہ کہتے ہیں جو یگیہ بے اعتقادی سے کیا جائے اُس کا پھل ہی کیا نہ یہاں کوئی فائدہ نہ پرلوک میں نفع +

ادھیائے ۱۸

موکش سنیاس جوگ

(ارجن سری کرشن جی سے)

(۱) صاحب قدرت کامل۔ کیشی راکشش کے قاتل آپ سے درخواست ہے کہ سنیاس اور تیاگ (ترک خلائق) کے مقصد فرداً فرداً بیان فرمائیے +

(سری کرشن جی)

(۲) سنیاس سے مراد ہے کرموں کے پھلوں کی خواہشات سے ترک تعلق اور کرموں کے پھلوں کی خواہشات

سے دست بردار ہونے کو تیاگ کہتے ہیں +

(۳) سانکھ شاستر کے اکثر عالموں نے گرفتاری دنیا کے کام ترک کر دینے کی ہدایت کرتے ہیں جماں والوں کا حکم ہے یگیہ دان تپ وغیرہ کرموں کو چھوڑ دینا مناسب ہے +

(۴) تیاگ کی نسبت جو میری پختہ رائے ہے میں تمہیں سناتا ہوں تیاگ کی تین قسمیں ہیں +

(۵) یگیہ ۔ دان ۔ تپ سے روشن ضمیری حاصل ہوتی ہے ان کا ترک کرنا خلاف کرنا درست +

(۶) لیکن سب سے بہتر اصول یہ ہے کہ یہ کرم کرنے والا پھلوں سے بیغرض اور گرفتاریوں سے آزاد رہے +

(۷) جن کرموں کا کرنا انسان کا فرض ہے ان سے بے تعلق ہو جانا بیوقوفوں کا کام ہے عقلمند ان کو ترک نہیں کرتے +

(۸) کسی تکلیف یا دقت کی وجہ سے لازمی اور واجب الفرض کاموں کو چھوڑنے والا خود مطلب ہے اس کو کرموں کے تیاگ سے پھل نہیں ملتا +

(۹) اصل تیاگ یہی ہے کہ انسان کرنے کے لائق کرم کرے مگر نتیجہ کا خواہشمند نہ ہو اور علائق دنیوی سے پاک رہے +

(۱۰) جس کو تکلیف دہ کرموں سے نفرت اور راحت بخش افعال سے الفت ہو اس کا تیاگ ستوگنی تیاگ ہے

(۱۱) اہل دنیا کرم سے بچ نہیں سکتے مگر ان کا تیاگ یہی ہے کہ پھل یا نتیجے کی خواہش نہ کریں +

(۱۲) کرم کے پھل تین قسم کے ہوتے ہیں ترک جونی یعنی انشٹ ۔ سویو جونی یعنی اشٹ ۔ مشر جونی یعنی مرت ۔ مراد یہ کہ کرموں سے انسان سُرگ میں جاتا ہے یا نرک میں یا مرت لوک دنیا میں جو اشخاص پھل یا نتیجے کی خواہش و آرزو میں کرم کرتے ہیں انہوں کو کرموں کی اچھائی برائی کے موافق سورگ ملتا ہے یا نرک یا مرت لوک +

مگر جو سنیاسی یا تیاگی لوگ ہیں ان کے واسطے یہ جھنجھٹ نہیں +

(۱۳) سانکھ شاستر میں کرموں کی تعمیل کے لئے جو پانچ ذریعے بیان کئے گئے ہیں وہ سنو +

(۱۴) ادشٹان یعنی جسے چاہے استعمال شریر کہو یا ظرف ۔ فاعل یا کرتا مراد اہنکار ہے آلہ فعل یا پانچ اندریاں یعنی کرن مثلاً ناک کان زبان ہاتھ پاؤں پاخانہ اور پیشاب کے مقامات ۔ گیان اندریاں یعنی شامہ باصرہ ۔ ذائقہ سامعہ لامسہ سونگھنے ۔ دیکھنے چکھنے سننے چھونے کی قوتیں بیدہ چیشٹا مراد یہ کہ مختلف خیالات و خواہشات ۔ دیو یعنی اندری گن مراد ان دیوتاؤں جن کی تحریک سے

افعال ہوتے ہیں مثلاً برن ہوا کا دیوتا مرت آگ کا دیوتا درن پانی کا دیوتا اوران سب پر بالاتر برہمت۔

(۱۵) انسان کے بدن یا زبان یا دل سے جو اچھے برے فعل سرزد ہوتے ہیں انکا باعث یہی پانچ ہیں

(۱۶) ایسی صورت میں جو آدمی اس ذات مقدس کو کرم کا بانی مبانی خیال کرتا ہے اسکا شمار عقلمندوں میں نہیں بیوقوف ہے

(۱۷) جو شخص خود فاعل نہیں جسکا دل صاف ہے جس میں خودی یا زعم نہیں وہ اگر کسی کو قتل بھی کر ڈالے تو بالذات ملزم نہیں۔

(۱۸) کرم پریرنا کی تین قسمیں ہیں گیان گیہ پر گیاتا کرم سنگرہ بھی تین ہیں جن سے فعل کا ظہور ہوتا ہے۔ کارن۔ کرم۔ کرتا (سبب۔ فعل۔ فاعل)

(۱۹) سانکھ شاستر میں ستوگن۔ تموگن۔ رجوگن کے بھید سے جس گیان کرم اور کرتا کو تعلق ہے انکا ذکر گوش ہوش سے سنو۔

(۲۰) ساتگی گیان سے مراد ہے کہ انسان ابناشی پرمیشور کو ایک ہی اعتقاد اور نظر سے سب چیزوں میں دیکھے

(۲۱) کل ذی روح۔ چرند و پرند۔ مور و ملخ کو ایک نظر سے اور ہر ایک میں ایک ہی جلوہ نہ دیکھنے والا راجسی گیان کا آدمی ہے راجسی گیان کا درجہ درمیانی ہے

(۲۲) تموگنی گیان یہ ہے کہ انسان پرماتما کی ذات کو سب قدرتوں کے ساتھ ایک ہی جلوہ میں محدود و مجبوط سمجھے یعنی سرو ویاپک جانے اور اسکے جلوے کا خیال کرے اور بہادو سچائی کے خلاف ہو۔

(۲۳) ساتگی کرم کی صفت ہے کہ انسان لازمی نیم یا کرم سے دوستی دشمنی اور خواہشات کے خیالات دل میں نہ آنے دے۔

(۲۴) جو کرم پھل کی خواہش سے خودی اور زعم کے ساتھ تکلیف اٹھا کر کیا جاتا ہے راجسی کرم کہتے ہیں۔

(۲۵) ضرر رسانی دلآزاری خونریزی کا خیال نہ کرکے جو کرم اپنی طاقت کے گھمنڈ سے کیا جائے اسے تامسی کرم کہتے ہیں۔

(۲۶) ستوگنی کرتا وہ ہے جو بلا غرض بلا تعلق خواہشات صبر اور خوشی سے کامیابی و ناکامیابی کی آرزو دل سے نکال کر کیا جائے۔

(۲۷) راگی یا راجسی کرم وہ ہے جو عیال واطفال کی محبت میں غرق ہو کر کرم کے معاوضے کی خواہش مد نظر کر کے لالچ اور دلآزاری سے عارضی اور ناپاک رنج وخوشی کے ساتھ کیا جائے
(۲۸) تامسی کرم کرتا وہ ہے جو صابر قانع نہ ہو گیانی نہ ہو عجز پسند نہ ہو بے شرم جلساز کمینٹی کاہل الوجود روحانی صورات اور کام میں تاخیر پسند ہو۔
(۲۹) عقل اور صبر کی تین قسمیں ہیں ان میں بھی ستوگن - رجوگن - تموگن کی تاثیرات سے تعلق ہے تشریح بیان کرتا ہوں سنو۔
(۳۰) ستوگنی بدھی والے دھرم سے الفت ادھرم سے نفرت حسب موقع کارروائی اور تدبیر کرنے میں خوف اور اندیشے سے غرض نہیں رکھتے کرم کے پابند ہیں کرم کے اچھے پھلوں سے مکت کا اعتقاد رکھتے ہیں۔
(۳۱) راجسی بدھی وہ ہے جس کو دھرم ادھرم راستی - ناراستی - تدبیر ناکامیابی کی پرواہ نہیں
(۳۲) تامسی وہ ہے جس پر اگیان یا جہالت کا پردہ پڑا ہوا ہو - ناراستی کو راستی سمجھا اور جو کچھ دیکھے سمجھے وہ خلاف ہے
(۳۳) ستوگنی دھرتی وہ ہے کہ انسان دلکو یکسو یعنی جوگ کر کے اندریوں کو قابو میں کرے
(۳۴) راجسی دھرتی اس کا نام ہے کہ انسان کار خیر عقیدت مذہبی امور دنیوی اور خواہشات زندگی کے پھلوں کا خواہشمند رہے۔
(۳۵) تامسی دھرتی اسے کہتے ہیں کہ انسان کی بیوقوفی سے خواب - خوف رنج اور حماقت کے خیال دور نہ ہوں۔
(۳۶) اب میں ان سکھوں کا بیان کرتا ہوں جو مشق فکر نفس سے حاصل ہوتے ہیں اور جن سے تکلیف پاس پھٹکنے نہیں پاتی ان کی تین قسمیں ہیں۔
(۳۷) ستوگنی سکھ وہ ہے جو پہلے تو زہر معلوم ہو اور پھر امرت اور جو تکلیف دریافت سے حاصل ہو کر راحت بخش ہو۔
(۳۸) راجسی سکھ اسے کہتے ہیں جو اندریوں کی خواہشات کی تحریک سے پیدا ہو کر پہلے امرت کا مزہ دے اور پھر زہر ہو جائے۔
(۳۹) تامسی سکھ اس کا نام ہے جو آغاز وانجام میں خواب غفلت اور کاہلی وسستی سے پیدا ہو
(۴۰) ان تینوں گنوں کے اثر سے دنیا کی خلقت اور سرگ کے دیوتاؤں میں سے کوئی محفوظ نہیں

(۴۱) برہمنوں چھتریوں بیشیوں اور شودروں کے دھرم انہیں گنوں اور گنوں کے خواص مختلف و منفرق ہوئے ہیں قدرت نے انسانی خلقت چار قسم کی پیدا کی ہے یعنی ابشر کی قدرت و رموز قدرت اور وحدت و کثرت سے آگاہ اور ہادی مذہب یعنی برہمن شجاع و دلیر مستحق تاج سلطنت (یعنی چھتری) پیشہ ور زراعت کاشتکار (یعنی بیش) ان تینوں کے بعد چوتھی قسم وہ ہے جس کو اقسام مندرجہ بالا کی خدمتگذاری کا منصب عطا کیا گیا ہے۔

(۴۲) برہمن کے کرم سبھاؤ یہ ہیں۔ دل کو مغلوب رکھنا اندریوں کو زیر کرنا۔ پاکی نفس صبر و استقلال علم اور علم کا کمال وحدت پرستی۔

(۴۳) کشتری کے کرم سبھاؤ حسب ذیل ہیں:- بہادری۔ شجاعت۔ اقبالمندی۔ صبر و قناعت۔ عقلمندی۔ جنگ آزمائی۔ فیاضی یاد معبود حقیقی۔ مجرموں کی سزا دہی۔ مردم آزاروں کی سرکوبی۔

(۴۴) ویش کے کرم سبھاؤ یہ ہیں:- کاشتکاری۔ گئو رکشا۔ تجارت بیوپار۔ لین دین۔ رہے شودر برہمن ان کے واسطے چھتری ویش کی خدمت دھرم ہے

(۴۵) انسان اپنے اپنے فرائض کی انجام دہی سے درجہ کمال پاتا ہے اس کی تشریح بھی میں بیان کرتا ہوں۔

(۴۶) پرمیشور قادر مطلق و خالق مخلوقات ہے کوئی جگہ نہیں جو اس کے ظہور سے خالی ہو اس کی پرستش کو فرض منصبی ولازمی سمجھ کر انسان رتبہ اعلیٰ کو پہنچتا ہے

(۴۷) غیر کا دھرم اپنے دھرم سے بھی عمدہ ہو تو انسان کا فرض ہے کہ اپنے ہی دھرم پر چلے اپنے دھرم پر چلنے سے گناہ نہیں ہوتا۔

(۴۸) اپنا دھرم کیسا ہی ہو اس کا ترک کرنا کبھی لازم نہیں کوئی دھرم نہیں جس کے ادائے فرائض میں کچھ نقص نہ ہو۔ آگ دھوئیں سے خالی نہیں۔

(۴۹) پرم گت یعنی نجات اسی کو ملتی ہے جس کی عقل ٹھیک اور پختہ ہے جس نے دل او قابو میں کر لیا جس کی کوئی خواہش نہیں جس نے اپنے کرموں کو معاوضے کا خیال چھوڑ کے ایشور کے ارپن کر دیا ہے۔

(۵۰) اب میں گیان نشٹھا کا ذکر کرتا ہوں گیان نشٹھا سے مطلب یہ ہے کہ انسان درجہ فضیلت وکمال پر پہنچ کر کس طرح برہم سے واصل ہوتا ہے اور اس وقت اسی کی حالت کیا ہوتی ہے۔

(۵۱) خالص ساتکی بدھ سے کسی کے اچھے برے کہنے پر نہ رنج کرے نہ خوش ہو۔

(۵۲) گوشہ تنہائی میں پاک عزلت گزیں ہو غذا کم کھائے دل زبان اور خواہشات کو قابو میں رکھے برہم گیان یعنی خالق المخلوقات کے عشق میں مست رہے۔

(۵۳) برہم کے درشن اسی کو ملتے ہیں جس میں خودی ہے نہ طاقت کا گھمنڈ نہ دولت کا نشہ نہ خود پرستی نہ غصہ کاہلی و غفلت نہ دنیوی محبت کا خیال بلکہ شانت چت ہو کر جس کی غرض ہے

(۵۴) میری پرم بھگتی اسی کو حاصل ہوتی ہے جو برہم کے تصور میں مست رہے نہ کوئی خواہش نہ کچھ فکر سارے ذی روح یکساں نظر آویں دوست و دشمن پر ایک ہی نگاہ ہو۔

(۵۵) جو مجھ کو برہم روپ سرب ویاپک جان لیتا ہے وہ میری ہی ذات میں مل جاتا ہے

(۵۶) بشنو پاس گیانی کو ملتا ہے جو اپنے تمام نیز کرم بے غرضانہ کرکے میرے ارپن کر کے میرا ہی بھروسہ رکھے میری خوشی کو اپنی خوشی سمجھے۔

(۵۷) اپنے سچے دل سے تمام کرم میرے نام ارپن کرے میرا ہی اعتقاد دل میں رکھے سب کرم برہم ارپن اور برہم ہوئی کر دے جس کا دل میری ہی ذات میں محو ہے وہ مکتی پد کو پاتا ہے

(۵۸) اے ارجن اگر تم مجھ پر سچے دل سے فریفتہ رہو گے تو تمہارے تمام دکھ میری خوشی سے دور ہو جاوینگے اگر خودی و غرور سے میری بات نہ مانو گے تو تباہی و ذلت میں شک نہیں

(۵۹) اگر تم نے ہتھیار ڈال دیئے میدان جنگ میں جوہر شجاعت نہ دکھایا تو تمہارا سب کیا دھرا اکارت ہے اور یہ خیال بیہودہ کشتریوں کا رجوگنی سبھاؤ ہے تم لاکھ چھپاؤ مگر قدرتی خواص تمہارے ضرور جنگ و جدال پر آمادہ کر کے رہینگے جس وقت بزدلوں کی بارش ہوگی تلوار برچھی مختلف ہتھیاروں کی مارا ماری ہوگی اس وقت تم اپنے خواص سے خود بخود لڑائی کے لیئے اٹھ کھڑے ہوگے۔

(۶۰) تمہاری غلطی ہے کہ لڑائی سے جی چھوڑ بیٹھے ہو تمہارا چھتری خواص تمہیں خود مجبور کریگا کہ ہتھیار اٹھاؤ میدان جنگ میں جوہر شجاعت دکھاؤ۔

(۶۱) کوئی قالب روح سے خالی نہیں قدرت تمام دنیا کو چرخ پر چڑھائے ہوئے ہے

وہ چکر پر ابر چل رہا ہے

(۶۲) ارجن سب توہمات وخیالات چھوڑ کر صرف اسی پرمیشور کا آسرا لو اس کی جب مہربانی ہوگی تمہیں ہر بات سے دلجمعی حاصل ہو جائیگی اور مکت کا درجہ حاصل ہوگا

(۶۳) میں نے تمہیں گپت گیان کے اسرار اور رموز سنا دیئے ان کو خوب ذہن نشین کر لو پھر جو مرضی ہو وہ کرو۔

(۶۴) تم میرے دوست ہو سنگ ساتھ کھیلے ہو۔ اس لئے میں نے تمہاری بہتری کی باتیں کہیں جو میں نے کہا یا کہتا ہوں اس پر غور کرو۔

(۶۵) دل مجھ پر نثار کرو۔ میرے خیال میں محو ہو جو کرم ہو وہ میرے نام پر کرو۔ میری بھگتی کا خیال جما دو۔ اگر تم ان سب باتوں کو پوری طرح کرو گے۔ تو میں یہ بیان دیتا ہوں کہ تم میری ذات سے مل جاؤ گے۔

(۶۶) تمام دھرموں سے بے تعلق ہو کر صرف میری پناہ میں آ جاؤ مجال کیا جو ایک پاپ بھی باقی رہ جائے۔

(۶۷) یہ گیان ان لوگوں پر ظاہر نہ کرنا چاہیئے جو تپ برت کریں مگر انکے دل میں میری بھگتی نہ ہو میرے سروپ کو نہ پہنچا نیں نہ سرگن ایشور کے خلاف ہوں یا میرے سروپ کو مخالفانہ نظر سے دیکھیں۔

(۶۸) جو میرے اس گیان کو سچی بھگتی سے ظاہر کریگا بیشک اس سے جدا ہونگا نہ وہ مجھ سے

(۶۹) جو شخص گیتا کے بھید دوسروں کو سمجھائے یا اس کے سبق سکھائے وہ مجھے بڑا عزیز ہے میں اس سے بہت خوش ہوں جو مجھے عزیز سمجھتا ہے جس کو میری یاد ہے میں اسے اپنے دل میں جگہ دیتا ہوں۔

(۷۰) اس دھرم سمباد کو جسے میں نے تمہیں سنایا جو خود پڑھے یا دوسروں کو سنائیگا اسے گیان جگیہ کا پھل حاصل ہوگا میرا اصول یہی ہے جو بیان ہوا۔

(۷۱) جس شخص کو جراد رنہ تمہارے ان سوالات وجوابات میں اعتراض یا مخالفت کا خیال نہ ہوگا اسے ان لوگوں کی پدوی ملیگی جو نیک اعمال ہیں اور کرموں کے بندھن سے آزاد

(۷۲) ارجن تم نے بڑی توجہ سے یہ گیتا دھرم کی تقریر سنی کہو تمہارا شک و سوسہ اس دفعہ ہوا کہ اب بھی کچھ باقی ہے۔

(۷۳) ارجن مہاراج آپ کو اندریوں کی محسوسات چھو بھی نہیں سکتیں آپ نے مہربانی سے
میرے موہ کو دور کر دیا اب مجھے معلوم ہوا کہ میں کیا ہوں تسلی اور اطمینان بھی ہوا اور میرے
بھی میرے تمام تشکک اور شبہات کالعدم ہو گئے جو آپ کی ہدایت ہے اسپر عمل کرونگا
(سنجے راجہ دھرتراشٹ سے)

(۷۴) مہاراج سری کرشن جی اور ارجن کے یہ سوال وجواب اور دھرم کے اصل اصول میں نے
اپنے کانوں سے سنے یہ وہ رمز ہیں جنکو سننے سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں

(۷۵) سری مہاراج یہ سب سری دید بیاس کا طفیل ہے جن کی توجہ نظر سے مجھ کو روشن ضمیری
اور طاقت شنوائی حاصل ہوئی سو تم برہم پرم جگیشر سری کرشن جی نے جو کچھ فرمایا
وہ میں نے انہیں کی بدولت سنا۔

(۷۶) سری کرشن جی اور ارجن کے سوال وجواب بڑے عجیب خیز اور سرچشمہ فیض ہیں
میں ان کو یاد کر کے عجب آنند لوٹتا ہوں۔

(۷۷) ہری بھگوان کا بشوروپ ایسا حیرت بخش تھا کہ تصور کرنے سے تعجب بھی ہوتا ہے اور حیرت بھی

(۷۸) مہاراج مجھے یقین کامل ہے کہ مہا جوگیشر سری کرشن چندر جس کے طرفدار ہونگے اور دھنش دھر
ایسا مہاتما دھنشدھاری ہوگا وہی فتح پائیگا اسکے اقبال کا دور دورہ ہوگا دولت وثروت
اسی کو حاصل ہوگی اشٹ سدھ نو ندھ اسی کو ملینگے راج نیت اسی کو ملیگی۔

سری بھیشم پائن جی راجہ جنمجے سے فرماتے ہیں کہ۔
جب گیتا کو سناکر سری کرشن جی نے گوہر فشانی کی۔ آ ہر شخص کو سننا اور گرہ باندھنا
لازم ہے اس میں تمام شاستروں کا لب لباب اور اصل اصول موجود ہے سب دیوتاؤں
میں بھگوان ہی بھگوان ہیں سب تیرتھوں میں گنگا ہی گیتا معدن جواہرات میں سومیر
ہی سومیر مقامات حیرت میں آکاش ہی آکاش اسی طرح منوجی میں سب دیوتا
گیتا گنگا گائتری اور گوبند جی میں سری کرشن جی سے جس کو الفت اور جس کا
خیال نہیں ہیں محو ہے اس کو آواگون کے جھنجھٹوں سے کچھ واسطہ نہیں گیتا فراتنی ہے
سری کرشن جی نے ۵۷۰ شلوک ارجن سے بیان فرمائے سنجے کے ۶۷ شلوک
جو اس نے دھرتراشٹ سے اور راجہ دھرتراشٹ کا ایک شلوک
یہ گیتا جو سری کرشن جی نے ارجن کو سنائی بہت مطلب خیز اور راحت بخش ہے جو اس

کو پڑھے سنیگا اُسے قسم قسم کے فائدے حاصل ہونگے۔

ادھیائے ۸

ابتدائے جنگ راجہ جدھشٹر کی فوج مخالف میں برہنہ رو آنگی سب کا استعجاب بھیشم پتامہ اور دروناچارج کرپاچارج اور راجہ شلیہ کی قدمبوسی حصول اجازت جنگ و واپسی۔ عزم کارزار

سنجے راجہ دھرتراشٹر سے کہتا ہے کہ مہاراج جس وقت ارجن گانڈیو دھنش چڑھائے
ہوئے نظر آیا تمام مہارتھیوں نے وہ شور و غل مچایا کہ زمین آسمان گونج اٹھا پانڈو اور ان
کے رفیق راجے مہارتھی اپنی فوجوں کو فوجی باجوں سے بڑھاوا دیتے ہوئے آگے بڑھے اس
وقت ان کے چہرے پر تیج برس رہا تھا امنگیں قابو میں نہ تھیں حوصلے میان سے باہر ہو رہے
تھے سنکھ بھیری۔ کرنج۔ گومکھ وغیرہ باجے اس طرح بج رہے تھے کہ بادلوں کی گرج
مات تھی زمین سے آکاش تک خبر ہو گئی کہ آج کوروؤں پانڈوؤں کا رن چھڑ گیا دیوتا گندھرب
کنہر اندر سب کے سب بمانوں پر سوار ہو کر آکاش پر جمع ہو گئے باکمال رشیوں نے وہیں
دھونی رمائی کہ یہ سب دیکھیں مہاراجہ جدھشٹر میدان میں تشریف لائے دیکھا کہ دونو طرف
کے دل امنڈے ہوئے ہیں بہادروں کی گھنگھور گھٹا چھائی ہوئی ہے ٹڈی دل زمین
پر چھایا ہوا ہے جس وقت دو فوجی سمندر آمنے سامنے نظر آئے انھوں نے زرہ۔ جوشن
چلتہ چار آئینہ خود اتار کے رکھ دیا ہتھیار پھینک دیئے اور سیدھے کوروؤں کے لشکر
کی طرف چل پڑے رتھ چھوڑ دیا جوتے اتار ڈالے اور سورج کی طرف ہاتھ جوڑے
ہوئے بھیشم پتامہ کی طرف بے غل و غش دوڑے اس روز بھیشم پتامہ جی سپہ سالار مقرر
ہوئے کوروں کے لشکر کو ان پر کامل بھروسہ تھا پانڈوؤں کی فوج ان کے نام سے لرزتی تھی
جس وقت پانڈوؤں کے لشکر نے اس حالت میں ان کو بھیشم پتامہ کے پاس جاتے دیکھا
سب پکار اٹھے ہائے راجہ جدھشٹر کیا کر رہے ہو ہم لوگ دو دو ہاتھ بھی نہ کر پائے اور
ابھی ہاتھ جوڑ بیٹھے کوروں کی فوج میں ہر دم بج گئی وہ مارا پالا ہمارا ہاتھ ابھی تیر و تفنگ
سے سامنا بھی نہ ہوا کہ راجہ جدھشٹر کے ابھی چھکے چھوٹ گئے پیشاب خطا ہو گیا اب جو

بھیم سین۔ سہدیو۔ نکل اور سری کرشن جی تک حیران ہو گئے یہ کیا بزدلی ہے سب لوگ رتھوں سے اتر کر پیچھے پیچھے لگے ارجن اور بھیم سین وغیرہ نے ہاتھ پکڑ کر کہا آپ کہاں جاتے ہیں کوئی خوف کی وجہ عاجزی کا سبب ہم سب مرنے مارنے کو طیار رہیں راجہ جدھشٹر نے کسی کی بات کا جواب نہ دیا اور بڑھتے ہی چلے گئے سری کرشن جی عالم الغیب اور دانشمند بھی ہیں انہوں نے سب کو سمجھایا کہ یہ دشمن کے رعب کا عالم نہیں بلکہ بزرگوں سے اجازت جنگ حاصل کرنے کی سعادت کا پہلو ہے بھیشم پتامہ بزرگ خاندان ہیں ان کی اجازت لینا لازمی اور مقدم ہے ادھر یہ باتیں کی جاتی تھیں ادھر راجہ جدھشٹر ننگے پاؤں کوروں کے لشکر میں جا پہنچے آگے آگے یہ تھے پیچھے پیچھے ان کے بھائی اور رفیق کورو خوش ہو گئے کہ بس معاملہ سر ہوا جیت ہمارے ہاتھ۔ پانڈوں کی کمر دب گئی ہمت ہی غائب ہو گئی۔ گیارہ اکشوہنی نے جی چھوڑ دیئے۔ انہوں ڈھیلا کر دیا۔ چلو سستے چھوٹے نکسیر نہ پھوٹی اور بازی ہمارے ہاتھ رہی اگر ان کی دھینگڑی ہی اور رنگ چوکھا آیا درجودھن کے اقبال کو آفرین بھیشم پتامہ کے رعب و داب پر صد رحمت آخر جدھشٹر ہار گیا ننگے پاؤں ننگے سر ہاتھ جوڑے ہوئے معافی مانگنے آ رہا ہے سب لوگ منتظر تھے کہ دیکھیں راجہ جدھشٹر کیونکر قدموں پر گرتا ہے کس طرح خاک بوس ہو کر خطاؤں کی معافی چاہتا ہے سارے لشکر میں یہی غل غپاڑہ تھا ہر طرف سے صدا آتی تھی راجہ درجودھن کی جے دشمنوں کی چھکے کوروں کے لشکر کے سوربیر تال۔ ٹھونک ٹھونک کر زمین پر پاؤں نہ رکھتے تھے دماغ آسمان پر ہو رہا تھا کہ راجہ جدھشٹر بے تکلف بھیشم پتامہ کے پاس جا پہنچا اور جھک کر پرنام کرکے قدموں پر سر رکھ دیا ہاتھ جوڑے ہوئے بولا

پتامہ جی آپ بزرگ ہیں فتح آپ کے قدموں پر نثار رہتی ہے آج میدان کارزار جم گیا میں بزرگوں کی رضا کے بغیر کوئی کام نہیں کرتا اس لئے آپ اجازت دیجئے میں ہتھیار اٹھاؤں مقابلہ آپ سے ہے پس دعا کیجئے کہ فتح میری طرف ہو۔

بھیشم جی۔ شاباش۔ سعادت مندی سے دل نہایت خوش ہوا لیاقت پر آفرین تم کو اب بھی پاس ادب ملحوظ ہے پس تمہاری فتح مندی میں کیا شک ہے میں دل سے دعا کرتا ہوں کہ فتح بست فراک ہو اگر تم وہاں نہ پہنچتے تو سچ کہتا ہوں کہ وہ سیلاب بہا دیتا جو کبھی مٹ ہی نہ سکتا تھا۔ مقابلہ آج مجھ سے ہے بڑی خوشی سے ایشور داد دیتا

ہوں کہ پھلو پھولو۔ میدان مارو۔ لڑائی جیتو بلا شک تمہاری جے ہوگی یہی نہیں بلکہ تم اور جو کچھ ہوس لے کر آئے ہو وہ بھی کہو۔ جو میرے اختیار میں ہوگا اس سے کبھی انحراف نہ کرونگا راحت جان عالم جبکہ تم سعادتمند ہو تم کو دھرم کا خیال اور بزرگوں کا ادب ہے پھر شکست کہاں کوروں نے مجھے بے بس کیا وہ راجہ ہیں اس حالت میں گویا ان کا نمک کھایا ہے اس لحاظ سے تم سے نہ لڑوں تو ادھرم ہوتا ہے میرا دھرم یہی ہے کہ جدھ سے منہ نہ موڑوں اور تمہارے مقابلہ میں ہتھیار اٹھاؤں لڑائی ملتوی رکھنے کے سوا اور جو کچھ تم کہو اس سے میں انکار کردوں تو گنہگار۔

راجہ جدھشٹر۔ آپ میرے دادا ہیں گیان آپکے نام سے زندہ ہے آپ ہمیشہ میری بھلائی چاہتے رہے بس استدعا یہ ہے کہ آپ میری فتح کے لیے دعا دیجئے بیشک آپ درجودھن کی طرف رہئے اپنے قدموں کو بہادران رنگار کے سترج بنائیے مگر میرے حق میں جو اشیرواد دیجئے وہ اٹل ہو۔ درجودھن کو آپ اپنی قوت سے مدد دیجئے اور مجھ کو زبان سے۔

بھیشم جی۔ میدان جنگ میں مجھ سے تمہاری کچھ مدد نہیں ہو سکتی مجھے نہ راج سے واسطہ ہے نہ ناموری سے ہاں درجودھن کی بات رکھنے کے لئے میں ضرور ہاتھ دکھاؤنگا تم کو جو خواہش ہو۔ وہ صاف صاف بیان کرو۔

راجہ جدھشٹر۔ میری یہ خواہش نہیں کہ آپ درجودھن کی حمایت نہ کریں مجھ سے نہ لڑیں غرض کچھ ہے تو صرف یہ ہے کہ آپ وہ تدبیریں بتائیں جس سے آپکے مقابلے میں فتح حاصل ہو۔

بھیشم جی۔ ہاں دیکھو کہ مجھے تم لوگ کیا دیوتا بھی زیر نہیں کر سکتے۔

راجہ جدھشٹر۔ آپ کا فرمانا بہت ہی درست ہے یہی خیال تھا جو آپ کی خدمت میں کھینچ لایا۔ اب آپ ہی فرمائیگا۔ آپ کے مقابلے میں میری سرخروئی کیونکر ہو جس ہار آپ ہی کی بدنامی ہے سب یہی کہینگے کہ بھیشم پتامہ کا پوتا راجہ جدھشٹر کوروں کو جیت سکا اور جب تک تم نہ ہاریں تب تک فتح ناممکن ہے بس فرمائیے کہ کیا کیا جاوے۔

بھیشم جی۔ موت اختیاری ضرور ہے مگر میں ابھی کچھ نہیں کہتا تم میرے مارنے کی کوشش کرو لڑائی میں [illegible] ہوگا تدبیر سوچتے رہو۔ میں بھی پھر سوچ کر

بتاؤں گا بالفعل تیر و ترکش سے دل بہلائیے۔

راجہ جدھشٹر نے بھیشم جی کے قدموں پر سر جھکایا اور سری کرشن جی اور بھائیوں کو لئے ہوئے گرو درونا چارج کی خدمت میں پہنچے۔ رتھ کی پرکرما کر کے دست بستہ گذارش کی کہ۔

گرو جی مہاراج۔ میدان جنگ میں دونو طرف کے سور بیر سر بکف ہو گئے فرمائیے۔ دھرم جدھ کروں یا پاپ کی نسبت سے خونریزی کی اجازت دوں یہ بھی ارشاد ہو کہ دشمنوں پر فتح پانے کی صورت کیا ہے۔

درونا چارج۔ اے دھرم پتر۔ تم نے سعادتمندی سے لڑائی کی اجازت لینے کو تکلیف گوارا کی میں بہت خوش ہوا۔ اگر نہ آتے تو میں دعا کے عوض سراپ دیتا میں خوشی سے اجازت دیتا ہوں کہ میرے مقابلے میں ادب و لحاظ کا مطلق خیال نہ کرنا۔ جو کچھ بن پڑے اس سے غافل ہونا تمہارے لئے مضر ہو گا میں دعا دیتا ہوں کہ تم فتح کا ڈنکا بجاؤ۔ میرا آشیرواد ہے کہ میرے مقابلے میں تمہاری ہی کامیابی ہو لڑائی سے تو میں دست بردار نہیں ہو سکتا اور جس بات کی آرزو ہو پوری کرنے کے لئے تیار ہوں انسان غرض کا مطیع ہے غرض انسان کی تابع نہیں غرض نے مجھ کو در جودھن کا وابستہ کر دیا ہے میرا فرض ہے کہ اس کی طرف سے لڑوں گمر دعا ہر وقت یہی ہے کہ تم فتح یاب ہو۔ تمہاری جے ہو۔

راجہ جدھشٹر۔ بس میرے لئے آپ کا آشیرواد کافی تھا۔ آپ شوق سے کورول کی حمایت فرمائیں

درونا چارج۔ راجن فتح تو تمہارے ہی لئے بنی ہے سری کرشن ترلوکی کے مالک جس کے مشیر کار ہوں۔ اسے کوروں پر فتح پانا کیا تم لوگ جیت لینا کوئی مشکل نہیں جہاں دھرم ہے وہاں سری کرشن ہیں اور جہاں سری کرشن وہاں فتح پھر تمہیں میں سیکھ کی کیا ضرورت ہے جاؤ طبل جنگ بجاؤ۔ کہہ دیا کہ جے تمہاری ہے زیادہ گفتگو کی کیا ضرورت ہے

راجہ جدھشٹر۔ آپ کا فرمانا بجا۔ آشیرواد سر آنکھوں پہ۔ گمر یہ تو فرمائیے کہ آپ کو کوئی کس طرح جیتیگا۔ ایسی طاقت کس میں ہے۔

درونا چارج۔ جب تک یہ جیو لگا بیٹھے گا تم جیت نہ پاؤ گے جس
پر گرو اس وقت تم سب بھائی کوشش کروگے تو فتح پانا دشوار نہیں

راجہ جدھشٹر۔ یہی بہتر ہے کہوں کہ آپ زمین پر گر پڑینگے۔ مگر آپ گرو ہیں یہ فرمائیے
کہ آپ سے جیتنے کی صورت کیا ہے۔

درونا چارج۔ دنیا میں کوئی زبردست سے زبردست دشمن بھی سامنے ٹھیر نہیں
سکتا جس وقت میں آنکھیں لال پیلی کر کے دھنش پر بان چڑھاؤں قہر کی نگاہ سے
دشمن ٹھنک جاتے ہیں۔ نہ مجھے کوئی طاقتور شخص نیچا دکھا سکتا ہے نہ کوئی جوگی ہاں کوئی معتبر
آدمی کسی جھوٹی اور ناگوار بات کا یقین کرادے تو میرا جولا نہیں رہ سکتا جو ٹھیک
ٹھیک بات تھی میں نے تم سے بتا دی یعنی لڑائی میں تو میں نہیں مر سکتا کوئی ایسی
ہی دغا بازی کرے تو اور بات ہے۔

راجہ جدھشٹر درونا چارج کے قدم چوم کر کرپا چارج جی کے پاس پہنچے اور باہم
وہی گفتگو ہوئی وہاں سے چلے تو راجہ شل کی خدمت میں گئے اور اس سے عرض
آپ دنیا کے سورمیروں کے سرتاج ہیں دونوں دل مقابل کھڑے ہیں کیا حکم ہے مجھ کو
اجازت دیجیے کہ تمام دنیا کے پیر انگلیوں پر فتح حاصل کروں۔

راجہ شل۔ تم نے مجھ سے اجازت طلب کی۔ آفرین ہے بے تکلف چلے پر تیر چڑھاؤ
میں قول ہار چکا ہوں۔ پس زبان کی پابندی لازم ہے یعنی درجودھن کی طرف سے
نہ لڑوں تو بات میں فرق آتا ہے اب کیسے ہو سکے گی پیچ لازم ہو گئی مردوں کی
سر کے ساتھ۔ مگر اطمینان رکھو۔ فتح تمہارے ہی تیروں کا استقبال کریگی۔

راجہ جدھشٹر۔ آپ مجھ سے بھی زبان ہار چکے ہیں اس کا خیال رہے کرن کی
تیج آپ گھٹانا ہوگا۔

راجہ شل۔ قول مرداں جان دارد۔ دو زبانیں نہیں رکھتا ہوں قلم کی طرح
جو کہہ دیا۔ اس میں ایک نقطے کا بھی فرق نہ ہوگا۔

اپنے دادا بھیشم پتامہ اپنے گرو درونا چارج و کرپا چارج اپنے ماموں راجہ شل
سے اجازت اور بردان حاصل کر کے راجہ جدھشٹر نے تو اپنے لشکر کی راہ لی مگر کرشن
نے راجہ کرن سے ملاقات کی اور درمیان گفتگو میں کہا کہ تم سے اور بھیشم جی سے

Mahas...

...ہے جب تک وہ لڑینگے۔ تب تک تم تیر و کمان ہاتھ میں نہ لوگے اگر تمہارا یہ قول صحیح ہے تو ہاتھ پر ہاتھ مارو۔ شرط پوری ہونا لازمی ہے

راجہ کرن۔ مہاراج جی۔ کرن بات کا دھنی ہے وہ جو کچھ کہہ چکا کہہ چکا اب قول سے پھرے کیا مجال جب بھیشم جی زمین پر گر جائینگے اس وقت میں دکھاؤنگا کہ کرن میں کتنا دم ہے درجودھن کے لئے یہ سر حاضر ہے جو کورؤں کا مخالف ہے وہ میرا دشمن آپ اطمینان رکھیں کہ بھیشم جی کے جیتے جی مجھے تیر دیکھنے سے مطلب رہیگا

سری کرشن جی جانتے تھے کہ بھیشم جی کو کرن کی کمک پہنچی تو پانڈوؤں کو اور بھی مصیبت کا سامنا ہوگا لہذا انہوں نے کرن کو باہمی نقیض کی یاد دلا کر میدان جنگ میں جوہر شجاعت دکھانے سے باز رکھا اور خود راجہ جدھشٹر کے لشکر میں چلے آئے راجہ جدھشٹر میدان میں آکر گرجا کہ۔

مردان کارزار ہشیار۔ بہادران خنجر گزار خبردار۔ جوش شجاعت کے بادل امنڈ رہے ہیں تلواروں کی بجلی چمکنے والی ہے خون کا ڈونگرا برسیگا زمین پر لہو کی ندی موج مار یگی لشکر مخالف میں جو دھرم کا قدر دان ہو۔ وہ اب بھی اس طرف آجائے میں اسے جان و دل سے عزیز سمجھونگا مجال کیا کہ رفاقت میں فرق ہو۔

اس آواز نے یویتس کے دل پر پورا اثر کیا۔ یہ نوجوان درجودھن کا بھائی اور دھرتراشٹر کا بیٹا تھا۔ اس نے دھرم کے خیال سے اسی وقت جواب دیا۔

مہاراجہ جدھشٹر۔ جس طرف دھرم ہے ادھر میں ہوں۔

یہ کہہ کر وہ اسی وقت رتھ دوڑاتا ہوا راجہ جدھشٹر کے پاس چلا گیا راجہ جدھشٹر نے بڑھ کر گلے سے لگایا اور کہا کہ

تم میرے پیارے بھائی ہو میں تم سے بہت خوش ہوا دھرم کا معاملہ ہے دھرم کے لئے حقیقی بھائیوں سے لڑنے میں کوئی مضایقہ نہیں میں پیشگوئی کرتا ہوں کہ تمہارے سوا راجہ دھرتراشٹر کو پانی دینے والا کوئی کورو نہ بچیگا۔

یویتس۔ میں آپ کے ہمراہ ہوں جان جائے یا رہے اگر میرا دھرم سچا ہے تو موت کا کیا خوف۔

کوروں نے اس نوجوان بہادر بھائی کے جوش وفاداری سے راجہ جدھشٹر کا دل